أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ولی ہوندے نے جنھے اوہ سدا دربار وسدے نے
اوہ تھانواں وسدیاں نے جنھے خدا دے یار وسدے نے

یُوسفِ مصرِ مُحبّت

حصہ اوّل

تالیف

خادمِ دینِ اسلام

مُنیر احمد یُوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیرتِ مصطفیٰ" لاہور

طبع کردہ

جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III گلبرگ پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

اسم ذات کے قلعہ مبارک کو اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ
العزیز نے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا اور خوش خط نقش و نگار سے مزین فرمایا اور آپ
کے برادر حقیقی قطب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب علیہ الرحمہ نے
خصوصی طور پر قطب جلی یا طریقت ان علم لدنی حضرت علامہ حاجی **محمد یوسف علی** صاحب
گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمایا اور آپ کی طرف سے بندۂ ناچیز **منیر احمد یوسفی** (راقم الحروف)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور نے برادران طریقت اور احباب کیلئے شائع کیا۔

خیر اندیش
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

حمدِ باری تعالیٰ

قرار آتا خدا کی یاد سے ہے سب بے قراروں کو
سکوں دیتا ہے ذکرِ حق تعالیٰ دلفگاروں کو

اگر مرضی خدا کی ہو تو شاہ کر دے فقیروں کو
اگر چاہے گدا کر دے جہاں کے تاجداروں کو

بنایا ہے اُسی نے آسمانوں چاند سورج کو
اُسی نے نور بخشا ہے درخشندہ ستاروں کو

اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے کونین کی ہر شے
وُہی ہے بھیجتا بعد از خزاں رنگیں بہاروں کو

اُسی کی حمد میں ہر چیز ہے مصروف عالم کی
گلوں سے بخش دی زینت ہے اُس نے لالہ زاروں کو

اُسی کے دَر کے ہیں محتاج سارے انبیاء مُرسَل
ملے اَنوار اُس کے نور سے سب نور پاروں کو

اگرچہ ہے خُدا سب صورتوں سے پاک اے یوسفؔ
مگر اُس کے سمجھتا ہوں محمد کے نظاروں کو

مجسم نور ہو نورِ خدا ہو یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)

مجسم نور ہو نورِ خدا ہو یارسول اللہ
ہر اِک جلوے میں تم جلوہ نما ہو یارسول اللہ

ہوئے سارے جہاں پیدا تمہارے نور سے شاہا
حبیبِ کبریا شمس الضحیٰ ہو یارسول اللہ

مزمل ہو مدثر ہو منیر و شاہد و طٰہٰ
محمد مصطفیٰ بدرالدجیٰ ہو یارسول اللہ

خدا کے مظہر و رحمت لواءِ الحمد کے مالِک
جہانوں کے لیے مشکل کشا ہو یارسول اللہ

زمین و آسمانوں میں تمہارا حکم ہے جاری
خدا کے حکم سے فرماں روا ہو یارسول اللہ

وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ شان میں تیری کہا حق نے
ہمیں بھی نعمتوں سے کچھ عطا ہو یارسول اللہ

شبِ معراج تیری اِقتداء کی سارے نبیوں نے
اِمام الانبیاء و مقتداء ہو یارسول اللہ

رؤفی و رحیمی مومنوں کے ساتھ ہے تیری
گنہگاروں کے بھی تم حاجت روا ہو یارسول اللہ

حضرتِ سرکارِ نگینہ رحمتہ اللہ علیہ

کے دربارِ پُر انوار پر لکھے ہوئے اشعار

اللہ اللہ حضرتِ یوسف نگینہ کا مزار
جس پر ہوتی ہے نچھاور رحمتِ پروردگار

اک ولیءِ کامل و اکمل کا یہ دربار ہے
منبعءِ لُطف و عطا ہے مرکزِ انوار ہے

فیض جاری ان کا بعد از وصل بھی ہے بالیقیں
ہاں ولی اللہ مر کر بھی کبھی مرتا نہیں

چادرِ عشقِ نبی قبلہ نے ہر سُو تان دی
پیلے گُجراں کو جہاں میں اِک انوکھی شان دی

اِس زمینِ پاک کے ذرّے ہیں رشکِ آفتاب
اللہ دتہ یوسفی بھی ہے یہیں سے فیض یاب

بقائے عشق کے معیار پر پورا اُترتا ہے
ولی زم زم نہیں مرتا جگہ تبدیل کرتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولی ہوندے نے جتھے اوہ سدا در بار وسدے نے
اوہ تھانواں وسدیاں نے جتھے خدا دے یار وسدے نے

یُوسف مصرِ محبّت

حصہ اوّل

خادمِ دینِ اسلام

تالیف

مُنیر اَحمد یُوسفی (ایم اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III گجر پورہ (چاکر) سکیم لاہور۔

+92-42-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : یوسف مصر محبت (حصہ اوّل)

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

پروف ریڈنگ : علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، علامہ محمد آصف یوسفی، علامہ محمد شفقت یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی

کمپوزر : محمد عثمان علی یوسفی، حافظ محمد عظیم احمد یوسفی، عظیم اعظم یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36880028

پرنٹنگ : حامد جمیل پرنٹرز لاہور

پہلی مرتبہ : (۱۵۰۰) ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۴ھ بمطابق فروری ۲۰۱۳ء

ہدیہ : ۸۰۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس) 0313-7860920

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی 0322-4730747

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱	ٹائٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	بفیضانِ نظر۔	۳۱
۵	اِنتساب۔	۳۲
۶	تقدیم۔	۳۳
۷	اِظہارِ خیال۔	۳۹
۸	اِظہارِ حقیقت۔	۴۵
۹	تقریظ۔	۴۷
۱۰	اِظہارِ محبت۔	۵۰
۱۱	اللہ ﷻ۔	۵۴
۱۲	اللہ ﷻ۔ اِسم اللہ (ﷻ) کی عظمت وکمال۔	۵۶
۱۳	اَسمائے مبارکہ۔	۵۸
۱۴	ہمارا خالق ومالک اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم۔	۶۲
۱۵	حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ۔ ولادتِ باسعادت۔	۹۲
۱۶	اَسمائے مبارکہ۔	۹۴
۱۷	حدیث شریف نمبر۱۔ حدیث شریف نمبر۲۔	۹۶
۱۸	حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اَسمائے مبارک۔	۹۸

۱۹	آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کے صدقے قبولیتِ دُعا۔	۱۰۵
۲۰	جنگِ فجار۔ حلف الفضول۔	۱۰۶
۲۱	جاہلیت کی بُرائیوں سے دور۔	۱۰۷
۲۲	تعمیرِ کعبہ۔	۱۰۸
۲۳	حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ۔	۱۱۲
۲۴	پسینہ موتیوں کی طرح۔ آپ ﷺ کی مثل دیکھا نہیں۔	۱۱۴
۲۵	راستے خوشبو سے مہک جاتے۔	۱۱۵
۲۶	آپ ﷺ کا دیدارِ مبارک گویا طلوع ہوتا ہوا سورج۔	۱۱۶
۲۷	چاند سے زیادہ حسین و جمیل۔ قدرتی سُرمہ والے۔	۱۱۷
۲۸	نورانی دانتوں مبارک سے نور نکلنا۔ چہرۂ مبارک کا چمکنا۔	۱۱۸
۲۹	چہرۂ مبارک تلوار جیسا۔	۱۱۸
۳۰	سُرخ ڈوروں والی نورانی آنکھیں۔ رنگ مبارک۔	۱۲۰
۳۱	نورانی سفید بال مبارک۔	۱۲۰
۳۲	قدِ انور اور حسن و جمال۔	۱۲۱
۳۳	نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے صبح و شام کے معمولات۔	۱۲۲
۳۴	نمازِ فجر کے بعد۔	۱۲۲
۳۵	رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے بیٹھنے کا اندازِ مبارک۔	۱۲۲
۳۶	فضیلتِ نمازِ اشراق۔	۱۲۳
۳۷	خوابوں کی تعبیر۔ بستر مبارک کا اندازِ مبارک۔	۱۲۴
۳۸	سونے اور لیٹنے کا طریقہ اور دُعائیں۔	۱۲۵

۳۹	بسترِ استراحت پر تشریف لے جانے سے قبل کا اندازِ مبارک۔	۱۲۶
۴۰	سوتے وقت دَم کرنا۔	۱۲۶
۴۱	سوتے وقت معوّذات کی تلاوت۔	۱۲۷
۴۲	بسترِ انور پر آپ سرکار ﷺ کیا فرماتے؟	۱۲۸
۴۳	سونے سے پہلے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ چند سورتیں تلاوت فرماتے	۱۲۸
۴۴	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سونے کا اندازِ مبارک۔	۱۳۰
۴۵	سر کے نیچے ہاتھ رکھنا۔	۱۳۱
۴۶	رات اور رات کے پچھلے پہر لیٹنے کا انداز۔	۱۳۲
۴۷	خراٹے مبارک لینا۔	۱۳۳
۴۸	آپ ﷺ کی شانِ تواضع۔	۱۳۴
۴۹	اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔	۱۳۴
۵۰	تواضع کا فائدہ۔ تواضع میں فخر نہیں۔ حاجت مند کی حاجت روائی۔	۱۳۵
۵۱	خُدّام سے شفقت۔	۱۳۶
۵۲	اپنے نورانی ہاتھوں سے گھر کا کام کاج کرتے۔	۱۳۸
۵۳	اللہ تبارک وتعالیٰ چوبیس گھنٹے صفت وثناء بیان فرماتا ہے۔	۱۳۹
۵۴	شفقت ورحمت۔ اُمّت پر شفقت ورحمت۔	۱۴۱
۵۵	کافروں پر رحمت۔	۱۴۶
۵۶	عورتوں پر شفقت ورحمت۔	۱۴۸
۵۷	یتامیٰ اور مساکین وبیوگان پر شفقت ورحمت۔	۱۴۹
۵۸	بچوں پر شفقت ورحمت۔	۱۵۱

۵۹	غلاموں پر شفقت۔	۱۵۵
۶۰	چوپایوں پر شفقت ورحمت۔	۱۵۶
۶۱	پرندوں اور حشرات الارض پر شفقت ورحمت۔	۱۵۹
۶۲	نباتات وجمادات پر رحمت۔	۱۶۰
۶۳	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اِسم گرامی۔	۱۶۲
۶۴	عتیق کہلانے کی وجہ۔	۱۶۲
۶۵	صدیق کہلانے کی وجہ۔	۱۶۴
۶۶	سلیم فطرت۔ اگر خلیل ہوتے تو؟۔	۱۶۵
۶۷	مال کے ذریعے قربانی۔	۱۶۶
۶۸	مالِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا فائدہ۔	۱۶۷
۶۹	اِحسان کا بدلہ۔	۱۶۸
۷۰	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز۔	۱۶۸
۷۱	اِمامت کا حق۔	۱۶۸
۷۲	یارِ غار۔	۱۶۹
۷۳	جنت کے بوڑھوں کے سردار۔ وزیر۔	۱۷۰
۷۴	مَردوں میں سب سے پیارے۔	۱۷۱
۷۵	قدرتِ خداوندی پر یقین۔	۱۷۲
۷۶	جنتیوں کی صفات۔	۱۷۳
۷۷	نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فیصلہ کرنے والی شخصیت۔	۱۷۳
۷۸	سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے۔	۱۷۴

۷۹	جنت کے ہر دروازے سے آواز۔	۱۷۴
۸۰	بلند درجے والے۔ قیامت کے دن کا منظر۔	۱۷۵
۸۱	کس کی نیکیاں زیادہ ہیں؟	۱۷۶
۸۲	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام۔	۱۷۷
۸۳	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اِقتداء کے قابل۔	۱۷۷
۸۴	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے تحریر۔	۱۷۸
۸۵	رمز شناس۔	۱۷۸
۸۶	سب سے بہتر۔ واقعۂ محبت۔	۱۷۹
۸۷	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان۔	۱۸۰
۸۸	مقامِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	۱۸۰
۸۹	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اَخلاق۔	۱۸۱
۹۰	مکارمِ اَخلاق۔	۱۸۱
۹۱	تقویٰ وطہارت۔ خوفِ خدا۔	۱۸۲
۹۲	تواضع اور سادگی۔	۱۸۳
۹۳	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع۔	۱۸۴
۹۴	خودداری۔ فقر اور درویشی۔ حُسنِ خُلق۔	۱۸۵
۹۵	اِنکساری۔ زُہد۔	۱۸۷
۹۶	اِنفاق فی سبیل اللہ۔	۱۸۹
۹۷	شجاعت۔	۱۹۰
۹۸	اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبات۔	۱۹۱

۹۹	اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نصائح۔	۱۹۴
۱۰۰	اَنبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین۔	۱۹۵
۱۰۱	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔	۱۹۶
۱۰۲	دینِ کامل۔	۲۰۰
۱۰۳	حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا علم۔	۲۰۱
۱۰۴	وزیر۔ وزیر خاص۔	۲۰۲
۱۰۵	شانِ فاروقی۔	۲۰۳
۱۰۶	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق جاری ہے۔	۲۰۳
۱۰۷	دُعا کرنے کا اِعزاز۔	۲۰۴
۱۰۸	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا محدث۔	۲۰۵
۱۰۹	اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا؟۔ مجاہد اور سخی۔	۲۰۷
۱۱۰	بڑے درجے والا۔ مکارم اَخلاق۔	۲۰۸
۱۱۱	تواضع۔ عفو۔	۲۰۹
۱۱۲	رفاہ عامہ۔	۲۱۰
۱۱۳	اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں دینا۔ مساوات کا خیال۔	۲۱۱
۱۱۴	زہد وقناعت۔	۲۱۲
۱۱۵	خود اِحتسابی۔ اہل وعیال کا اِحتساب۔	۲۱۳
۱۱۶	القوی الامین۔	۲۱۴
۱۱۷	شام کے ویرانے کی بڑھیا۔ حج کی تقریب پر شکایات۔	۲۱۵
۱۱۸	اَسبابِ شہادت۔	۲۱۶

۱۱۹	آپ کی شہادت۔	۲۱۷
۱۲۰	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔	۲۱۸
۱۲۱	ولادت۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے قرابت۔	۲۱۸
۱۲۲	قبولِ اسلام پر شدائد ومصائب۔ شادی۔	۲۱۹
۱۲۳	ہجرت۔	۲۲۰
۱۲۴	حُلیہ مبارک۔	۲۲۱
۱۲۵	پردہ کا حکم آنے سے پہلے۔	۲۲۲
۱۲۶	جنت میں رفیق۔ شہید۔	۲۲۳
۱۲۷	جنت کی بشارت۔	۲۲۴
۱۲۸	بیعتِ رضوان کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اِعزاز۔	۲۲۵
۱۲۹	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عقیدت واحترام اور محبت۔	۲۲۶
۱۳۰	جیشِ عُسرت اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔	۲۲۷
۱۳۱	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہدایت پر۔	۲۲۸
۱۳۲	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قمیص (خلافت)۔	۲۲۹
۱۳۳	فضائل ومناقب۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی گواہی۔	۲۳۰
۱۳۴	دُنیا وآخرت میں ولی۔	۲۳۰
۱۳۵	بھلائی کے وعدے والے۔	۲۳۱
۱۳۶	بیئرِ رومہ خریدنے پر بشارت۔	۲۳۲
۱۳۷	یااللہ (جل جلالہ) عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے راضی ہو۔	۲۳۲
۱۳۸	آپ ﷺ کا فرمانا یااللہ (جل جلالہ) میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں۔	۲۳۳

۱۳۹	حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اِطلاعِ غیب۔	۲۳۵
۱۴۰	خلافتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر سب کا اتفاق۔	۲۳۵
۱۴۱	مرویات۔ نجات کا واقعہ۔	۲۳۷
۱۴۲	قبر کا حال۔	۲۳۸
۱۴۳	صاحبِ قبر کے لئے اِستغفار اور دُعا۔	۲۳۹
۱۴۴	اچھا وضو کرنے والے کے تمام گناہ دُھل جاتے ہیں۔	۲۴۰
۱۴۵	سابقہ گناہوں کا کفارہ۔	۲۴۰
۱۴۶	دو رکعت نمازِ تحیۃ الوضو اور ثمرہ۔	۲۴۱
۱۴۷	حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو مبارک۔	۲۴۱
۱۴۸	اَنبیاء کرام علیہم السلام کا وضو مبارک۔ ڈاڑھی مبارک کا خلال۔	۲۴۲
۱۴۹	پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب۔	۲۴۲
۱۵۰	جنت میں گھر۔ منافق۔ بہترین کون؟	۲۴۳
۱۵۱	تمام رات کے قیام کا ثواب۔	۲۴۴
۱۵۲	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی روایت کا واقعہ۔	۲۴۵
۱۵۳	قرآنِ مجید کی سورتوں کی تقسیم۔	۲۴۶
۱۵۴	محرم کے لئے حکم۔	۲۴۷
۱۵۵	محرم کا ایلوے سے لیپ کرنا۔ زمین کی حدیں مقرر ہیں۔	۲۴۸
۱۵۶	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قاضی مقرر کرنا۔	۲۴۹
۱۵۷	اِنسان کا جن چیزوں پر حق نہیں۔	۲۴۹
۱۵۸	اچھی بُری سیرت کا ظاہر ہونا۔	۲۵۰

۱۵۹	مخبرِ غیب کی حدیث شریف۔ شفاعت سے محروم۔	۲۵۱
۱۶۰	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔	۲۵۲
۱۶۱	مومن اور منافق کی پہچان۔	۲۵۳
۱۶۲	حضرت سیّدنا علی مولیٰ رضی اللہ عنہ۔ ہر مومن مرد اور عورت کے مولیٰ۔	۲۵۵
۱۶۳	ابوتراب۔	۲۵۶
۱۶۴	تعلّقِ مواخات۔	۲۵۷
۱۶۵	حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ہارون علیہ السلام۔	۲۵۷
۱۶۶	غزوۂ تبوک اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم۔	۲۵۸
۱۶۷	حق حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہے۔	۲۵۹
۱۶۸	حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان۔ فاتحِ خیبر۔	۲۶۰
۱۶۹	قوتِ حیدر کرار رضی اللہ عنہ۔	۲۶۱
۱۷۰	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔	۲۶۲
۱۷۱	بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قدر و منزلت۔ علم کے شہر کا دروازہ۔	۲۶۲
۱۷۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ حکمت کا دروازہ۔	۲۶۳
۱۷۳	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لئے اشتیاق۔	۲۶۳
۱۷۴	اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔	۲۶۳
۱۷۵	جنت الخلد میں جانے کا نسخہ۔	۲۶۴
۱۷۶	حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا خواب اور حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تعبیر اور واقعہ محبت۔	۲۶۴
۱۷۷	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔	۲۶۷

۱۷۸	ابتدائی حالات۔ طلبِ حق اور عیسائیت کی طرف رجحان۔	۲۶۷
۱۷۹	شام کا سفر۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور اسقف۔	۲۶۸
۱۸۰	حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور عابد۔	۲۶۹
۱۸۱	موصل میں قیام۔ نصیبین میں قیام۔ عموریہ میں قیام۔	۲۷۰
۱۸۲	عرب کا سفر اور مدینہ منورہ۔	۲۷۱
۱۸۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری۔	۲۷۲
۱۸۴	غلامی سے نجات۔	۲۷۳
۱۸۵	ایک اور روایت۔	۲۷۵
۱۸۶	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ تعارف۔	۲۷۶
۱۸۷	نسبتِ باطنی۔	۲۷۷
۱۸۸	اَولاد۔	۲۸۲
۱۸۹	حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ شجرۂ نسب۔	۲۸۳
۱۹۰	عقیدۂ شفاعت۔	۲۸۵
۱۹۱	نفس کے عیوب دیکھنا۔	۲۸۷
۱۹۲	آج وہ وقت آ گیا ہے۔ کم فہم شخص سے مروت اور عفو و درگذر۔	۲۸۸
۱۹۳	پانچ آدمیوں سے پرہیز کی نصیحت۔ وصال۔	۲۸۹
۱۹۴	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور کونڈے کا ختم شریف۔	۲۹۰
۱۹۵	حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز۔ مادرزاد ولی۔	۲۹۱
۱۹۶	شجرۂ طریقت۔ تقویٰ و پرہیزگاری۔	۲۹۲
۱۹۷	متبعِ سُنّتِ مبارک۔	۲۹۳

۱۹۸	واقعہ۔	۲۹۴
۱۹۹	خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ علیہ کا اَندازِ ملامت۔	۲۹۶
۲۰۰	طریقت کی راہ میں بہتر چیز۔ عاجزی و انکساری۔	۲۹۶
۲۰۱	تصوّف۔ رازِ حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہے۔	۲۹۷
۲۰۲	طالب علمی کے دَور کا واقعہ۔	۲۹۸
۲۰۳	حج سے واپسی کا واقعہ۔ واقعہ حقوقِ والدین۔	۲۹۹
۲۰۴	ماں۔ سچے عابد اور سچے عامل کی علامت۔	۳۰۰
۲۰۵	سب سے بڑا گناہ۔ معرفتِ اِلٰہی کی علامت۔	۳۰۰
۲۰۶	اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا دوست۔	۳۰۱
۲۰۷	مرید کی نصیحت۔ بندہ کمال تک کب پہنچتا ہے؟	۳۰۱
۲۰۸	خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے مزار پر حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز کی حاضری۔	۳۰۲
۲۰۹	حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۳۰۲
۲۱۰	علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے حضور۔	۳۰۲
۲۱۱	بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اندازِ حاضری۔	۳۰۳
۲۱۲	اِرشادات وفرمودات قدسیہ۔	۳۰۳
۲۱۳	نزع کے وقت اِلتجا۔ وصال مبارک۔	۳۰۴
۲۱۴	حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز۔ دو راستے۔	۳۰۵
۲۱۵	سب سے بہتر چیز۔ صوفی کون ہے؟ صدق اور اِخلاص کیا ہے؟	۳۰۶
۲۱۶	حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۳۰۷

۲۱۷	اشرفیوں کی تھیلی اور جَو کی روٹی۔	۳۰۸
۲۱۸	حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسی قدس سرہٗ العزیز۔	۳۰۹
۲۱۹	شیخ کی سرگزشت۔	۳۱۰
۲۲۰	حضرت امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں۔	۳۱۱
۲۲۱	عجیب واقعہ۔	۳۱۲
۲۲۲	حضرت امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری۔	۳۱۲
۲۲۳	شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں مجاہدے۔	۳۱۳
۲۲۴	مُبلّغ اعظم۔	۳۱۴
۲۲۵	حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ العزیز۔ ابتدائی حالات۔	۳۱۵
۲۲۶	نسبتِ طریقت۔	۳۱۶
۲۲۷	حضرت شیخ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ علیہ اور غوث الاعظم حضرت سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز۔	۳۱۷
۲۲۸	حضرت ابو یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ اور ابنِ سقّا۔	۳۱۷
۲۲۹	شیخ نجیب الدین بزغش شیرازی علیہ الرحمہ کو عطائے فیض۔	۳۱۸
۲۳۰	مریدِ صادق کا اپنے صدق سے شیخ کو اپنی طرف متوجہ کرنا۔	۳۱۹
۲۳۱	کرامت۔	۳۲۰
۲۳۲	خلفاء۔	۳۲۱
۲۳۳	فرمان۔ وصال۔	۳۲۲
۲۳۴	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز۔	۳۲۳
۲۳۵	بشارت۔ سلوک وطریقت کا سبق۔	۳۲۳

۲۳۶	بے نیازی اور خوف۔ تسلیم کیا ہے؟	۳۲۵
۲۳۷	فراغت۔ سنہری ارشادات۔	۳۲۶
۲۳۸	عالم کا عذاب۔	۳۲۷
۲۳۹	محبتِ مخلوق۔	۳۲۸
۲۴۰	کرامت (شیطان کی قید)۔	۳۲۹
۲۴۱	کرامت (فراستِ نظر)۔	۳۳۰
۲۴۲	حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز۔	۳۳۱
۲۴۳	وصال۔	۳۳۲
۲۴۴	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۳۳۳
۲۴۵	بشارتِ حضرتِ خضر علیہ السلام۔	۳۳۳
۲۴۶	ذکرِ جہر کی وجہ۔ وصال۔	۳۳۴
۲۴۷	حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ العزیز۔	۳۳۵
۲۴۸	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۳۴۱
۲۴۹	دُعائے حضرت بہاؤالدین علیہ الرحمہ۔	۳۴۲
۲۵۰	حضرت خواجہ شمس الدین سیّد امیر کلال رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۳۴۴
۲۵۱	طلبِ علم۔ خوفِ خدا۔	۳۴۷
۲۵۲	طہارت کا ذریعہ۔ توبہ۔ ارادت کیا ہے؟	۳۴۸
۲۵۳	کسبِ حلال۔ علمائے حق کی خدمت وصحبت۔ خلفا اور صاحبزادگان۔	۳۴۹
۲۵۴	عظیم کلام۔	۳۵۰
۲۵۵	حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز۔	۳۵۱

۲۵۶	ولادت۔ نسبت۔ صحبتِ اَولیاء۔	۳۵۱
۲۵۷	نقشبند۔ معمولاتِ خواجہ نقشبند۔	۳۵۲
۲۵۸	نمازِ اشراق و اِستخارہ۔	۳۵۳
۲۵۹	خصوصیت طریقہ نقشبندیہ۔	۳۵۴
۲۶۰	قریب کا راستہ۔ ولایت۔ طریقۂ نقشبندیہ۔	۳۵۷
۲۶۱	خواجہ کی توجہ۔	۳۵۸
۲۶۲	فیضِ صحبت۔ زہد و معاشرت۔	۳۵۹
۲۶۳	ایثار۔ ملائکہ کی نماز۔	۳۶۰
۲۶۴	لڑکے کی قربانی۔ بارش رُک گئی۔	۳۶۱
۲۶۵	دو بھیڑیے۔	۳۶۲
۲۶۶	اَدب۔ مرنے کی ترکیب۔	۳۶۳
۲۶۷	کرامت۔	۳۶۴
۲۶۸	حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز۔	۳۶۵
۲۶۹	حضرت ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز۔	۳۷۱
۲۷۰	حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری۔	۳۷۳
۲۷۱	مرشد کی تعریف۔	۳۷۴
۲۷۲	عبادت و ریاضت۔ بہترین عمل۔ مرید صادق۔	۳۷۵
۲۷۳	مردانِ غیب اور مردانِ عزیمت۔ ترویج شریعت۔	۳۷۶
۲۷۴	کرامت۔ ترویجِ شریعت اور فتح۔	۳۷۷
۲۷۵	مظالم سے رہائی اور ترویجِ شریعت۔	۳۷۸

۲۷۶	تاریخِ وفات۔ بعد از موت۔ خلفاء۔	۳۸۰
۲۷۷	حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ العزیز۔	۳۸۱
۲۷۸	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی خدمت میں حاضری کا عہد۔	۳۸۱
۲۷۹	مقام ومرتبہ۔ کرامات۔ رُقعہ۔	۳۸۳
۲۸۰	حضرت خواجہ مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۳۸۷
۲۸۱	تعارف۔ ریاضت ومجاہدہ۔ بیعت۔	۳۸۷
۲۸۲	حلقۂ درس۔ اِنکساری وگمنامی۔ شہرت کا سبب۔	۳۸۸
۲۸۳	کرامت وتصرف۔	۳۸۹
۲۸۴	وفاتِ حسرت آیات۔	۳۹۰
۲۸۵	حضرت مولانا محمد مقتدی امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۳۹۱
۲۸۶	ولادتِ باسعادت۔ تعارف۔ بیعت وخلافت۔	۳۹۱
۲۸۷	علومِ ظاہری وباطنی۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت ومقام۔	۳۹۲
۲۸۸	صاحبِ کرامات۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا کشف۔	۳۹۳
۲۸۹	پاک وہند پر اِحسان۔ اِرشاداتِ قدسیہ۔	۳۹۴
۲۹۰	وصالِ مبارک۔	۳۹۵
۲۹۱	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۳۹۶
۲۹۲	تلاشِ حق۔ والدہ کی دُعا۔	۳۹۷
۲۹۳	آپ کا طریقہ۔	۳۹۹
۲۹۴	درماندہ مخلوق سے شفقت۔ جانوروں سے شفقت۔ اَمر ونہی۔	۴۰۰
۲۹۵	اہلِ مال کی عقیدت۔ طعام ولباس۔	۴۰۱

۲۹۶	عنایت بے مثال۔ کھانے میں احتیاط۔	۴۰۲
۲۹۷	حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی المعروف مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ	۴۰۴
۲۹۸	ولادت باسعادت۔	۴۰۴
۲۹۹	کمالاتِ باطنی کا اکتساب۔ نسبتِ فاروقی۔	۴۰۵
۳۰۰	مجدّد۔	۴۰۶
۳۰۱	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات۔	۴۰۸
۳۰۲	اَفکار و اَعمال و نظریات۔	۴۰۹
۳۰۳	اِکتسابِ فیض۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کا اِنتقال۔	۴۱۱
۳۰۴	سُنّتِ مبارک کی رعایت۔ اِسم اللہ کی تعظیم۔ سلسلۂ دعوت و تبلیغ۔	۴۱۲
۳۰۵	اَکبر کا دعویٰ۔ اِبتدائی کامیابی۔ مقابلہ۔	۴۱۳
۳۰۶	حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف سے فیض۔	۴۱۵
۳۰۷	سبزی فروش کا احترام۔ عظمتِ مُجدد رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۴۱۵
۳۰۸	نمود و نمائش سے گریز۔	۴۱۶
۳۰۹	علماء اور طلباء سے محبت۔	۴۱۷
۳۱۰	گوالیار میں قید۔ سیّد الانبیاء ﷺ نے شرفِ زیارت بخشا۔	۴۱۸
۳۱۱	رہائی کی شرائط۔ رہائی۔	۴۱۹
۳۱۲	وصال مبارک۔	۴۲۱
۳۱۳	حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز۔	۴۲۲
۳۱۴	ولادتِ باسعادت۔ تحصیل علوم ظاہر و باطن۔	۴۲۲
۳۱۵	فضائل۔	۴۲۳

۳۱۶	وقت کے قطب۔	۴۲۴
۳۱۷	زیارتِ حرمین شریفین۔	۴۲۵
۳۱۸	حلیہ مبارک۔	۴۲۶
۳۱۹	وفات۔ روضہ اور مسجد۔	۴۲۷
۳۲۰	حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ العزیز۔	۴۲۸
۳۲۱	تعارف۔ ولادتِ باسعادت۔	۴۲۸
۳۲۲	تحصیل علوم و بیعت و خلافت۔ جلوس بر مسندِ ارشاد۔ خطاب حجۃ اللہ۔	۴۲۹
۳۲۳	سفرِ حج مبارک۔ کرامت بابرکت۔	۴۳۰
۳۲۴	آخری نصیحت۔ وفاتِ حسرت آیات۔ مادۂ تاریخِ رحلت۔	۴۳۱
۳۲۵	حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۳۲
۳۲۶	تعارف۔ ولادتِ باسعادت۔ علوم ظاہری و فیض باطنی۔	۴۳۲
۳۲۷	بشارتِ قیومیت۔ آپ کا زہد و عبادت۔ مقام ولایت۔	۴۳۳
۳۲۸	کرامتِ بابرکت۔ وفاتِ حسرت آیات۔ مادۂ تاریخِ رحلت۔	۴۳۴
۳۲۹	حضرت سیّد قطب الدین حیدر قدس سرہٗ العزیز۔ علوم ظاہری و باطن۔	۴۳۵
۳۳۰	مسند سرہند شریف۔ حج بیت اللہ و زیارتِ گنبدِ خضریٰ۔	۴۳۵
۳۳۱	خلف۔ وفات۔	۴۳۶
۳۳۲	حضرت حافظ سیّد محمد جمال اللہ رامپوری قدس سرہٗ العزیز۔	۴۳۷
۳۳۳	تعارف۔ تعلیم۔ حالات۔	۴۳۷
۳۳۴	مجاہدۂ نفس۔ بیعت۔	۴۳۸
۳۳۵	نگاہ کی تاثیر۔	۴۳۹

۳۳۶	فیضانِ ولایت۔	۴۴۰
۳۳۷	خلفاء۔ سفرِ آخرت۔	۴۴۱
۳۳۸	حضرت خواجہ سیّد محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز۔ معارف۔	۴۴۲
۳۳۹	تربیت حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۴۴۲
۳۴۰	خاکِ شفاء۔	۴۴۳
۳۴۱	تصرفات۔	۴۴۴
۳۴۲	وفات۔ صاحبزادگان۔	۴۴۶
۳۴۳	حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی فاروقی قدس سرہٗ العزیز۔ والدِ مکرم۔	۴۴۷
۳۴۴	احمد شاہ ابدالی کی فوج سے وابستگی۔ بیعتِ مُرشد۔	۴۴۸
۳۴۵	وطن مالوف کو واپسی۔	۴۴۹
۳۴۶	دوسری شادی۔ تیزئی شریف میں آمد۔	۴۵۰
۳۴۷	دونوں بیویوں میں ایثار و محبت۔	۴۵۱
۳۴۸	جانشینِ مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز۔	۴۵۲
۳۴۹	کرامت۔ پانی کا چشمہ۔ اَولاد۔	۴۵۳
۳۵۰	وفات۔	۴۵۴
۳۵۱	سیّد نور محمد المعروف باباجی چوراہی قدس سرہٗ العزیز۔	۴۵۵
۳۵۲	بشارت نائبِ مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز۔	۴۵۵
۳۵۳	شجرۂ نسب۔ بچپن اور تعلیم۔ باطنی فیض۔ نقل مکانی از تیزئی شریف۔	۴۵۶
۳۵۴	چورہ شریف میں آمد۔	۴۵۷
۳۵۵	حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات و اَوراد۔	۴۵۸

۳۵۶	گفتہ اُو گفتۂ اللہ بود۔	۴۵۹
۳۵۷	نگاہِ ولی۔	۴۶۰
۳۵۸	اَخلاق وعادات۔ اِتباعِ سُنّت۔	۴۶۱
۳۵۹	اَدب ورعایتِ حقوق۔	۴۶۲
۳۶۰	عاجزی وانکساری۔ عفودرگزر۔ حلم۔ حسنِ خُلق اور مروّت۔	۴۶۳
۳۶۱	محبتِ مساکین۔ صاحبزادگان۔	۴۶۴
۳۶۲	خلفاء۔ ملفوظات۔	۴۶۵
۳۶۳	وفات۔	۴۶۶
۳۶۴	حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ تعلیم وبیعت۔	۴۶۷
۳۶۵	معمولات۔ بیعت وخلافت۔	۴۶۸
۳۶۶	عادات۔ مجلس۔	۴۶۹
۳۶۷	اَحیائے سُنّت کا مشن۔ عفودرگزر۔	۴۷۰
۳۶۸	مرتد مسلمان ہوگیا۔	۴۷۱
۳۶۹	حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے والہانہ عقیدت۔	۴۷۲
۳۷۰	تقلیدِ فقہ حنفی۔ کرامتِ بابرکت۔	۴۷۲
۳۷۱	اِرشاداتِ قدسیہ۔ وصیّت۔	۴۷۳
۳۷۲	واصلِ اِلی اللہ۔ صاحبزادگان۔	۴۷۴
۳۷۳	حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ العزیز۔	۴۷۵
۳۷۴	عہدِ طفولیّت۔	۴۷۵
۳۷۵	تحصیل علم۔ عالمِ شباب۔	۴۷۶

۳۷۶	کسبِ معاش۔ بیعت۔	۴۷۷
۳۷۷	اَدب واحترام مرشد۔	۴۷۸
۳۷۸	ثانی سے لاثانی۔ اَخلاقِ لاثانی۔	۴۷۹
۳۷۹	سادگی۔ جود وسخا۔	۴۸۱
۳۸۰	شریعت کی پابندی۔ وظائف کی تلقین۔	۴۸۲
۳۸۱	اَولادِ نرینہ۔ حضرت سیّد فدا حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۴۸۳
۳۸۲	وصال شریف۔ یوم وصال شریف۔	۴۸۴
۳۸۳	حضرت سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۴۸۵
۳۸۴	اِسمِ گرامی۔ تاریخِ ولادت۔ تعلیم۔	۴۸۵
۳۸۵	درس وتدریس۔ شادی خانہ آبادی واَولاد۔ بیعت۔	۴۸۶
۳۸۶	حلقہ مریدین۔ واقعہ۔	۴۸۷
۳۸۷	اُن کی زندگی کیسی تھی۔ حضرت صاحب کا لباس۔	۴۸۸
۳۸۸	جمعۃ المبارک کا وعظ۔	۴۸۸
۳۸۹	پیر صاحب کا عرس کب ہوتا ہے؟ خلفاء۔ گدی نشین۔	۴۸۹
۳۹۰	حضرت سیّد علی اکبر شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز۔	۴۹۰
۳۹۱	بے اَدب کا اَنجام۔	۴۹۳
۳۹۲	پابندِ شریعت۔	۴۹۴
۳۹۳	لباس اور کھانا۔ وصال شریف۔	۴۹۵
۳۹۴	حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۴۹۷
۳۹۵	تعلیم وتربیت۔	۴۹۷

۳۹۶	سیرت و کردار۔	۴۹۸
۳۹۷	مرزائیت کی سرکوبی۔	۵۰۰
۳۹۸	سلسلۂ رُشد و ہدایت۔	۵۰۲
۳۹۹	حضرت امیرِ ملّت اور علامہ اقبال۔ سخاوت اور فیاضی۔	۵۰۴
۴۰۰	جامع مسجد نور۔	۵۰۵
۴۰۱	امیرِ ملّت اور تحریکِ خلافت۔ آپ کی تحریکات۔	۵۰۶
۴۰۲	مدینے کے تاجدار کی جانب سے پیغام رسانی۔	۵۰۹
۴۰۳	کشف و کرامات۔	۵۱۱
۴۰۴	کرامت۔ پیر خانے کا اَدب و احترام۔	۵۱۲
۴۰۵	آپ کا وصال باکمال۔	۵۱۳
۴۰۶	حضرت حافظ سیّد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز۔	۵۱۵
۴۰۷	حفظِ قرآنِ مجید۔ ابتدائی تعلیم۔	۵۱۵
۴۰۸	سفرِ دہلی۔ تحصیلِ علمِ طب۔	۵۱۷
۴۰۹	کتابوں کا شوق۔ فتویٰ نویسی۔	۵۱۸
۴۱۰	حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی علیہ الرحمہ۔	۵۱۹
۴۱۱	تقویٰ۔ جود و سخا۔	۵۱۹
۴۱۲	ملّی خدمات۔ عاداتِ کریمہ۔ شادی اور اَولاد۔	۵۲۰
۴۱۳	بیماری اور وصال۔	۵۲۱
۴۱۴	حضرت پیر سیّد محمد فضل شاہ گیلانی سرکار علیہ الرحمہ۔	۵۲۲
۴۱۵	ولادتِ مبارک۔ تعلیم و تربیت۔ بیعت و خرقہ خلافت۔	۵۲۲

۴۱۶	معمولات مبارک۔	۵۲۳
۴۱۷	سیرت وکردار۔	۵۲۵
۴۱۸	اِشاعتِ دین۔	۵۲۷
۴۱۹	صاحبزادگان۔ وصالِ مبارک۔	۵۲۸
۴۲۰	حضرت ابوالحسن سری سقطی علیہ الرحمہ۔	۵۳۱
۴۲۱	دنیا اور آخرت کی بہتری کے لئے بہترین چیزیں۔	۵۳۶
۴۲۲	عارف کون ہے؟۔ مراتب حاصل کرنے کا طریقہ۔	۵۳۷
۴۲۳	احتیاط۔ آخری نصیحت۔	۵۳۸
۴۲۴	حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ۔	۵۳۹
۴۲۵	علم۔	۵۴۲
۴۲۶	حکایت نمبر۱۔	۵۴۳
۴۲۷	حکایت نمبر۲۔	۵۴۴
۴۲۸	تین قسم کے لوگوں کی مجلس سے پرہیز۔ غافل علماء۔	۵۴۵
۴۲۹	خوشامدی فقراء۔ جاہل صوفیاء۔	۵۴۵
۴۳۰	الغرض فرماتے ہیں۔ عالمِ درویش صوفی کا واقعہ۔ حکایت نمبر۳۔	۵۴۶
۴۳۱	نماز کی حقیقت کے بارے میں فرمایا۔	۵۴۷
۴۳۲	حضرت حاتم اصم (علیہ الرحمہ) کی نماز۔	۵۴۷
۴۳۳	نماز کے فوائد۔	۵۴۸
۴۳۴	حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز۔ ولادت۔	۵۴۹
۴۳۵	بچپنے کا عالم۔ آغازِ تعلیم۔	۵۵۰

۴۳۶	پیدائشی ولی۔ بیل کا کلام کرنا اور حجابات کا ہٹنا۔	۵۵۱
۴۳۷	مجاہدہ وریاضت۔	۵۵۲
۴۳۸	سلوک اور مجاہدہ۔ بیعت۔	۵۵۴
۴۳۹	خرقۂ خلافت۔ وعظ وتدریس وافتاء۔	۵۵۵
۴۴۰	فتویٰ نویسی۔ آواز کا کمال۔	۵۵۶
۴۴۱	ایمان اَفروز واقعہ۔ خلیفہ مستنجد باللہ کی حاضری۔	۵۵۷
۴۴۲	قول وفعل میں مطابقت۔	۵۵۸
۴۴۳	اَخلاقِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ۔	۵۵۹
۴۴۴	سخاوت۔ وصال شریف۔	۵۶۰
۴۴۵	حضرت ابوحفص عمر شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ العزیز۔	۵۶۱
۴۴۶	اساتذہ کرام۔	۵۶۱
۴۴۷	غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات۔ سفر ومجاہدہ۔ مسندِ وعظ ارشاد۔	۵۶۲
۴۴۸	سفیر خاص۔ مولانا روم علیہ الرحمہ کے والد کا اِستقبال۔	۵۶۳
۴۴۹	خوارزم شاہ کی سفارت۔ حلب کی سفارت۔ روم کی سفارت۔	۵۶۴
۴۵۰	خواب کی تعبیر۔	۵۶۵
۴۵۱	سیّدِ سروراں علیہ الرحمہ سے ملاقات۔	۵۶۶
۴۵۲	شیخ اکبر علیہ الرحمہ سے ملاقات۔ اِتباعِ سُنّت۔ علم وفضل۔	۵۶۷
۴۵۳	تلامذۂ حدیث۔ شعراء کی عقیدت مندی۔ خلفاء اور مریدین۔	۵۶۸
۴۵۴	اَولاد ونسل۔ عوارف المعارف۔	۵۶۹
۴۵۵	وفات۔	۵۷۱

۴۵۶	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ العزیز۔	۵۷۲
۴۵۷	ملفوظاتِ خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۵۷۳
۴۵۸	سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ۔	۵۷۷
۴۵۹	حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۵۸۴
۴۶۰	حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمہ کی شان میں۔	۵۹۱
۴۶۱	حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۵۹۱
۴۶۲	صاف گوئی۔ اصلاحی کردار۔	۵۹۲
۴۶۳	کسرِ نفسی۔ حق گوئی۔	۵۹۳
۴۶۴	پیہم جدوجہد۔ عاداتِ مبارکہ۔	۵۹۴
۴۶۵	وصال۔	۵۹۵
۴۶۶	حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف کرمانوالے علیہ الرحمہ	۵۹۶
۴۶۷	حصولِ علمِ دینیہ۔	۵۹۶
۴۶۸	لباس۔	۵۹۹
۴۶۹	خورد و نوش۔ معمولات و عبادات۔ اَخلاقِ کریمانہ۔	۶۰۰
۴۷۰	اِتباعِ شریعت کا جذبہ۔	۶۰۴
۴۷۱	اقوالِ زریں۔	۶۰۶
۴۷۲	ایک دفعہ فرمایا۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔	۶۰۷
۴۷۳	محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ۔	۶۱۱
۴۷۴	اساتذہ کرام۔	۶۱۲
۴۷۵	مشائخ عظام سے عقیدت۔	۶۱۳

۴۷۶	ہجرت۔	۶۱۹
۴۷۷	اولیاء کاملین کے حضور قدر و منزلت۔	۶۲۲
۴۷۸	اخلاف۔ اَندازِ تربیت و اِصلاح۔	۶۲۳
۴۷۹	خلفاء۔ اَخلاق و سیرت۔	۶۲۶
۴۸۰	جنازہ و تدفین۔	۶۲۷
۴۸۱	نور کی بارش۔	۶۲۸
۴۸۲	مبلغ اِسلام حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔	۶۳۲
۴۸۳	متواضع شخصیت۔ یکی از اُولوالالباب۔	۶۳۵
۴۸۴	خشیتِ الٰہی۔	۶۳۶
۴۸۵	کھانا کھلانا۔	۶۳۷
۴۸۶	اہلِ قبور سے محبت۔	۶۳۸
۴۸۷	مسائلِ شریعت و تصوف و طریقت۔	۶۴۰
۴۸۸	مستجاب الدّعوات۔	۶۴۱
۴۸۹	اَولادِ نرینہ کے لئے دُعا۔	۶۴۲
۴۹۰	پیر طریقت حاجی محمد حنیف یوسفی صاحب کا واقعہ۔	۶۴۳
۴۹۱	جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک	۶۴۴
۴۹۲	فروتنی کا پیکر۔	۶۴۷
۴۹۳	لوحِ محفوظ پر نظر۔ حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب کا واقعہ۔	۶۴۸
۴۹۴	پیر حاجی محمد مسعود احمد یوسفی صاحب کا واقعہ۔	۶۴۸
۴۹۵	بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی پر شفقت۔	۶۴۹

۴۹۶	صاحبزادہ محمد اللہ دتہ یوسفی المعروف زم زم یوسفی فرماتے ہیں۔	۶۵۰
۴۹۷	روحوں سے ملاقات۔ مشین اور چور۔	۶۵۰
۴۹۸	رجال غیب۔	۶۵۱
۴۹۹	سُنّت پاک کی برکت۔ دائیں ہاتھ سے کام کرنا۔	۶۵۳
۵۰۰	گھر والوں کو نصیحت۔ حاجنے بیٹھ جا۔	۶۵۴
۵۰۱	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔	۶۵۶
۵۰۲	بڑھاپے کے عالم میں تبلیغ۔	۶۵۷
۵۰۳	چھچھوال کے رہائشی شکر دین صاحب کا واقعہ۔	۶۵۸
۵۰۴	نور پور ۶۷ اگ۔ ب۔	۶۵۹
۵۰۵	اجنبی کیا کہتا ہے؟	۶۶۰
۵۰۶	ایثار۔ صبر کا بادشاہ۔	۶۶۱
۵۰۷	تہجد کے وقت جگانے والے کتے۔ اَصحابِ کہف کا کتا۔	۶۶۲
۵۰۸	حفاظت کا نسخہ۔ کتے کی قسمیں۔	۶۶۳
۵۰۹	واقعہ۔	۶۶۴
۵۱۰	عجیب واقعہ۔	۶۶۵
۵۱۱	کتے کی دس خصلتیں۔	۶۶۶
۵۱۲	باؤلا کتا۔	۶۶۷
۵۱۳	ہر روز ایک قیراط کم۔	۶۷۰
۵۱۴	جنات کے واقعات۔ جن کا واقعہ۔	۶۷۲
۵۱۵	جنوں والی مسجد۔	۶۷۳

۵۱۶	دیوانہ اور محبّ جن۔	۶۷۴
۵۱۷	جنات کا وجود۔	۶۷۵
۵۱۸	جنات کس چیز کے بنے ہوئے ہیں۔	۶۷۷
۵۱۹	جنوں کے نام۔	۶۷۸
۵۲۰	جن جسم رکھتے ہیں اُن کی شکلیں مختلف ہیں۔	۶۷۹
۵۲۱	کیا جنات کھاتے پیتے ہیں؟۔	۶۸۰
۵۲۲	جنوں کی اَقسام۔	۶۸۱
۵۲۳	جنات کے بادشاہوں کے نام۔	۶۸۳
۵۲۴	اَقسام جنات۔	۶۸۴
۵۲۵	جن مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔	۶۸۵
۵۲۶	واقعہ۔	۶۸۶
۵۲۷	کیا جنات عبادت کرتے ہیں؟	۶۸۷
۵۲۸	جن کا سایہ یا اثر۔	۶۸۹
۵۲۹	بے اَولاد شادی شدہ جوڑے کے لئے نسخہ۔	۶۹۰
۵۳۰	حاجی محمد حفیظ کا واقعہ۔ رانی توپ۔	۶۹۰
۵۳۱	علاج۔ شہد میں شفاء۔	۶۹۲
۵۳۲	شہد میں پانی ملا کر پینا باعثِ شفاء۔ دو شفائیں۔	۶۹۳
۵۳۳	شہد شفاء بخش ہے۔ تین چیزوں میں شفاء ہے۔	۶۹۴
۵۳۴	محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔	۶۹۵
۵۳۵	پہلی ملاقات۔	۶۹۷

۵۳۶	محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ۔	۶۹۸
۵۳۷	بے لوث، مخلص مبلغ اعظم کے ساتھ ایک سفر۔	۶۹۹
۵۳۸	ایک مناظرہ۔	۷۰۳
۵۳۹	مناظرین کی ضرورت۔	۷۰۶
۵۴۰	گوجرہ کے ایک گاؤں میں مناظرہ۔	۷۰۷
۵۴۱	جنات کا رابطہ۔	۷۱۱
۵۴۲	کون سی؟	۷۱۴
۵۴۳	پیر مستری منیر احمد یوسفی صاحب فرماتے ہیں۔ کرامات۔	۷۱۷
۵۴۴	پیر حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب فرماتے ہیں۔	۷۲۱
۵۴۵	وصال شریف اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ العزیز۔	۷۲۴
۵۴۶	صاحبزادہ محمد فیاض علی شاہ صاحب کی پیلے شریف میں آمد۔	۷۲۵
۵۴۷	محبت وشفقت کے پیکر۔	۷۲۶
۵۴۸	مٹی کے ڈھیلے۔	۷۲۹
۵۴۹	تعظیم سادات۔	۷۳۰
۵۵۰	حضرت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ۔	۷۳۱
۵۵۱	حضرت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ۔	۷۳۶
۵۵۲	حضرت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ۔	۷۳۸
۵۳	حضرت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ۔	۷۴۱
۵۵۴	حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے خلفاء کے اسمائے مبارک۔	۷۴۳

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّرِ اوجِ شرافت،
مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفےٰ،
فنافی الرسول، پروانۂ توحید و رسالت، امینِ علمِ لدنی، قطبِ جلی،
نائبِ غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش،
حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی
قدس سرہ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ گ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

اِنتساب

بندۂ ناچیز اپنی اِس تالیفِ لطیف کو

ایمان اور تقویٰ کے پیکر تمام اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ
مبلغینِ دینِ حقہ اِسلام، مسلک اہلِ سُنّت و جماعت
اور داعیانِ احیائے سُنّت مبارکہ

کے نام منسوب کرتا ہے۔

نیاز آگین
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

تقدیم

اللہ تبارک وتعالیٰ واجب والوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہٗ سارے جہانوں کا خالق اور مالکِ حقیقی ہے۔ تمام اَنوار وتجلیات اور برکات کا نازل فرمانے والا ربّ ذوالجلال والاکرام ہی ہے۔ جن جن مجموعہ برکات وحسنات ہستیوں اور شخصیات کے پاس جو جو کمالات' خوبیاں معجزات اور کرامات ہیں وہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی عطا کردہ ہیں۔ لیکن جب ہم ربُّ العالمین کی پسندیدہ برگزیدہ' مجتبیٰ' مرتضیٰ شخصیات کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں فلاں ہستی میں یہ کمالات ہیں اور فلاں ہستی میں یہ کمالات ہیں۔ اَیسا بیان کرنا عقیدۂ توحید کے عین مطابق ہے۔ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۸۱ میں ربّ ذوالجلال والاکرام کا اِرشادِ مبارک ہے:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ ''اور سلیمان (علیہ السلام) کے لئے تیز وتند ہوا تابع فرمادی جو اُن کے حکم کے مطابق اُس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی اور ہم ہر چیز سے باخبر ہیں' جانتے ہیں''۔

اِسی طرح فرمایا: **اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝** (ص:۱۹۔۱۸) ''بے شک ہم نے پہاڑوں کو اُن کے تابع فرمادیا کہ اُن کے ساتھ شام کو اور سورج چمکتے (صبح) کو تسبیح بیان کرتے ہیں اور پرندے جمع فرمائے ہوئے' سب اُن کی طرف رجوع لانے والے فرمانبردار ہیں''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: **....وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ....** (آل عمران:۴۹) ''اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں بلقیس کا تخت لے کر آتا ہوں۔ قرآنِ مجید میں اس طرح مقدس آیت مبارک کے الفاظ ہیں: قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ط..... (النمل:۴۰) ''جس کے پاس کتاب سے علم تھا اُس نے عرض کیا' میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لاسکتا ہوں''۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ سے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو اللہ ربّ العالمین نے فرمایا: اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ط فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا.... (البقرۃ:۶۰) ''اپنا عصا پتھر پر مارو (جب آپ نے پتھر پر عصا مارا) تو بارہ (۱۲) چشمے پھوٹ پڑے''۔

پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام راتوں رات اپنے ماننے والوں کو لے کر نکلے اور راستے میں دریا آ گیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا: اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ط فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ○ (البقرۃ:۶۳) ''یہ کہ دریا پر عصا مارو (جب آپ نے دریا پر عصا مارا تو جبھی دریا پھٹ گیا' بارہ راستے بن گئے اور اُن کے درمیان خشک راہیں بن گئیں) اور ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مثل ہو گیا''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ○ (التکویر:۲۴) ''اور یہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) غیب کی باتوں کو بتلانے میں بخیل نہیں''۔

اِن آیاتِ مقدسہ اور دیگر آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہوا چلتی تھی۔ پرندے اور پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے فرمانبردار تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھر کے حالات بتلاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر سے پانی نکالتے تھے اور پانی کو پتھر بنا دیتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا تھا وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ط... (الدخان:۲۴) ''اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دے''۔ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے آنکھ جھپکنے سے پہلے ۱۵۰۰ سو میل دُور سے تخت

حاضر کر دیا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ غیب کی باتیں بتاتے تھے شہد کی مکھی کے شہد میں شفاء ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نورانی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کے لعابِ دہن کی برکت سے کھارا پانی میٹھا ہو جاتا ہے خالی کنواں پانی سے بھر جاتا اور چند آدمیوں کا کھانا پندرہ سو (۱۵۰۰) بندے کھا لیتے ہیں اور کھانا ختم نہیں ہوتا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہوتے ہیں ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آتا ہے۔ کٹے بازو جڑ جاتے ہیں نکلی ہوئی آنکھیں صحیح ہو جاتی ہیں بے دُودھ کی بکری آپ ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک لگنے سے دُودھ دینا شروع کر دیتی ہے ٹوٹی ٹانگیں جڑ جاتی ہیں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ دُودھ کے پیالے کو اپنا نورانی ہاتھ مبارک لگاتے ہیں تو ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دُودھ پی لیتے ہیں لیکن دُودھ ختم نہیں ہوتا۔ اولیاء اللہ کے ہاتھ لگنے سے پتھر سے دُودھ اور شہد نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام گرتی ہوئی دیوار کو ہاتھ سے سیدھا کر دیتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں اگر کافر بچ گئے تو کافر۔ **لَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا** ○ (نوح:۲۷) ''یہ جنم نہیں دیں گے مگر کافر''۔ میدانِ جہاد میں بہت لڑنے والے شخص کے بارے میں جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں یہ جنتی ہے مگر آپ سرکار ﷺ فرماتے ہیں یہ دوزخی ہے۔

جن جن ہستیوں کو ربِّ ذوالجلال والاکرام وحدہٗ لاشریک نے کمالات عطا فرمائے ہیں۔ تمام ہستیوں کے کمالات بیان کرنا سنّتِ الٰہیہ ہے۔ شرک وکفر نہیں اور نہ ہی توحیدِ الٰہی میں حصہ داری ہے۔ جن جن ہستیوں برگزیدہ بندوں اور اولیاء کرام کو ربِّ ذوالجلال والاکرام نے جو جو کمالات عطا فرمائے ہیں اُن کا ذکر عطائے خداوندی اور عین کرمِ الٰہی ہے اور توحید ہی توحید ہے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں: **اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ** ''میں تقسیم فرماتا ہوں اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) مجھے عطا فرماتا ہے''۔ اور آپ ﷺ کے فیضان سے اَولیاء اللہ بھی عطا فرماتے ہیں۔ رسولِ کریم رحمۃ

للعالمین ﷺ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی صحبت میں بیٹھ کر وہ بھی رحمت ہو گئے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین راتیں کھجوریں چوری کرنے والے کو پکڑا اور چور کے منت سماجت کرنے پر چھوڑ دیا تو صبح جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) رات والے چور کی بات تو سناؤ تو اُنہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) چور نے اپنی محتاجی کا ذکر کیا اور میں نے چھوڑ دیا فَرَحِمْتُهُ ''تو میں نے اُس پر رحمت کر دی''۔ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کے پیارے محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر کوئی شرک وکفر کا فتویٰ نہیں لگایا نہ ہی یہ فرمایا کہ تو کون ہوتا ہے رحمت کرنے والا؟ بلکہ اُن کی بات کو قبول فرمایا۔ اسی طرح روحانیت بھی عطائے ربانی ہے جو اُس نے اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو عطا فرمائی جن کے نورِ فیض سے صحابہ کرام اہلبیت عظام رضی اللہ عنہم کو اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو روحانیت حاصل ہوئی۔ جو آپ کے نورِ فیض سے' فراستِ نظر سے دِلوں کی باتیں اور پوشیدہ حالات بیان فرماتے ہیں۔ لیکن بات یاد رہے کہ حقیقی طور پر عطائیں اور روحانیت اور نظر سب اللہ عزوجل کی طرف ہے لیکن جن کو ملتی ہے اُن کا ذکر کرنا شرک نہیں جب بزرگوں سے فیض حاصل ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ سے فیض حاصل ہوا تو یہ اگرچہ کہنا صحیح ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ''یہ سب میرے رب کے فضل سے ہوتا ہے''۔ فیض وفضل اگرچہ رَبِّ ذوالجلال والاکرام کی طرف سے ہوتا مگر جس کے ذریعے ہوتا ہے نام اُس کا لیا جاتا ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کے تابع پہاڑ اور پرندے کر دیئے تو وہ اُن کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں۔ یہ سب کچھ ماننا ضروری اور عین ایمان ہیں۔ لیکن یہ بات یاد ہے کہ رَبُّ العالمین کا ارشادِ مبارک ہے وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ ○ (الانبیاء:۷۹) ''اور کرنے والے ہم ہیں''۔ لہٰذا رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرما دیا میں تقسیم فرمانے والا ہوں اللہ عزوجل مجھے عطا

فرماتا ہے اور ہر کوئی عطا فرمانے والے بزرگ اللہ ﷻ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فضل وکرم سے عطا فرماتے ہیں۔

اِسی لئے پیر طریقت، رہبر شریعت، امینِ علمِ لدُنی قطب جلی حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ پیر اگر ناقص بھی ہو، کامل نہ ہو اور مرید شیخ سے صحیح عقیدت رکھتا ہو تو فیض لے لیتا ہے۔ کیونکہ حقیقی معنوں میں فیض دینے والا ربّ ذوالجلال والاکرام ہے۔

چنانچہ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں "یوسف مصرِ محبت" حصہ اوّل میں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے حالات بیان کرنے سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہٗ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ صوفیاء کرام اور برادرانِ طریقت اور سلوک کی منزلوں کو طے کرنے والوں کو آگاہی ہو کہ حقیقی منبع و ماخذ فیوض و برکات ربّ ذوالجلال والاکرام ہے جس کی بے پایاں عنایات اور عطائیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر ہیں اور جو صحیح معنوں میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا متبع ہو جاتا ہے اُس کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے دوستی لگ جاتی ہے اور جب اللہ ﷻ سے دوستی لگ جاتی ہے تو حدیثِ قدسی کے مطابق اللہ ﷻ اُس کے ہاتھ ہوتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے، اُس کی آنکھیں ہوتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے، اُس کے کان ہوگا جن سے وہ سنتا ہے اور اُس کے پاؤں ہوتا ہے جن سے وہ چلتا ہے اور جب وہ اللہ ﷻ سے سوال کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اور اگر ایسے ہی برگزیدہ اور پسندیدہ محبوب بندے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی قسم کھا لیتے تو اللہ ﷻ اُن کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔

بارگاہِ ربّ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں دُعا ہے، اے اللہ جل جلالک، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر جو تیری عطائیں ہیں اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اُن عطاؤں سے فیض یاب ہوتے ہیں ہمیں بھی اُن سے عطا فرما کر تقسیم کنندہ بندوں میں شامل فرما لے اور روحانی قدروں کو پہنچاننے، جاننے اور بانٹنے والی منزل نصیب فرما دے۔

آخر میں بندۂ ناچیز اُن تمام اَحباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس

خوبصورت کتاب کی تدوین میں ناچیز کے ساتھ محنت کی۔ خصوصاً مجمع انوارِ نگینہ صاحبزادہ علامہ اللہ دتہ زم زم یوسفی، مجمع انوارِ نگینہ صاحبزادہ منیر احمد یوسفی، مجمع انوارِ نگینہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، مجمع انوارِ نگینہ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف اور اُن تمام اَحباب کا جنہوں نے مجمع انوارِ لاثانی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ عالم سیّد علی اصغر شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ عالم سیّد علی اکبر شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز، محدث اعظم پاکستان اُستاد الاساتذہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب اور پیر طریقت راہبر سالکان سیّد السادات حضرت پیر سیّد فضل شاہ گیلانی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالاتِ زندگی جمع کرنے میں معاونت فرمائی ہے۔ ان میں یوسف المشائخ پیر کبیر پیر طریقت محمد کبیر علی شاہ مدظلہ العالی، مولانا باغ علی رضوی فیصل آبادی، حضرت صاحبزادہ علامہ مفتی حافظ خلیل احمد یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی، علامہ حافظ محمد شفقت یوسفی، علامہ مفتی حافظ محمد آصف یوسفی، ملک محمد سلیم بادشاہ یوسفی، محمد عامر فقیر، علامہ حافظ محمد سلیمان شفیق یوسفی، علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، محمد عمر یوسفی فیصل آبادی، محمد عثمان علی یوسفی، عظیم احمد یوسفی، عظیم اعظم یوسفی، افتخار احمد یوسفی، محمد آصف یوسفی، شیخ محمد آصف یوسفی، حاجی محمد امین منظور نظر پیر علی اکبر شاہ (اکبری ٹریڈرز والے)، محمد کاشف یوسفی، محمد نوید احمد یوسفی، تنویر احمد یوسفی اور سجاد حسین یوسفی صاحبان قابل ذکر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ ان تمام بزرگوں اور نوجوانوں کی محنت اور مہربانی کو قبول فرمائے اور انہیں اَجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اور بندۂ ناچیز پر تقصیر کی اس کوشش کو قبولِ عام عطا فرمائے تاکہ یہ کتاب مستطاب پڑھنے والوں کے لئے نافع ہو جائے اور بندۂ ناچیز حقیر پر تقصیر کی بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ آمین! بجاہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ۔

۱۲ ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۴ھ

طالب دُعا

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

اظہارِ خیال

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

آج کے اِس پُرفتن دَور میں اِنسان کا زندگی گزارنا مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ ہر طرف سے اُٹھتے طوفان' کالی گھٹاؤں کے چھائے بادل اور مسلمان کے دِل میں جلتا روشن چراغ جو اپنی روشنی سے بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے' اُس کی روشنی کو ختم کرنے کی چالیں چلی جارہی ہیں۔ کوئی براہِ راست حملہ کرتا ہے تو کوئی چھپ کر وار کرتا ہے۔ اِس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو اَیسا بنائیں کہ اِس دُنیا میں بھی رہیں اور اِن سارے فتنوں کا مقابلہ بھی کرسکیں۔ اِس کام کے لئے ضروری ہے کہ اُن ہستیوں کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کر کے اُن پر عمل کریں جو اِس دُنیا میں رہے تو اِن فتنوں کو سر نہ اُٹھانے دیا اور اگر کہیں فتنوں نے سر اُٹھایا تو پھر اُس اُٹھے سر کو ہی ہمیشہ کے لئے جھکا دیا۔ جہاں ایک طرف اوروں فتنوں کے سمندر میں ڈوبنے سے بچایا تو دوسری طرف ساری ساری رات سجدہ میں سر رکھ کر آہ وزاری کرتے رہے اور عظیم روحانی منزلیں طے کرتے چلے گئے۔ کوئی فتنہ اِن کے مشن کو نہ روک سکا۔

اِرادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

اور اِس دھرتی پر اُمّت محمدیہ ﷺ کا عظیم چاند بن کر چمکے اور پھر کئی تاریک (سیاہ) دِلوں کو چمکا دیا۔ اِن ہستیوں نے شریعت پر عمل کیا اور طریقت میں منزلیں طے کیں اور تصوّف کے میدان کے شہسوار بنے۔ اِس میدان میں داخل ہونے والوں کو جاننا چاہئے کہ شریعتِ طریقت اور تصوف کے معانی کیا ہیں؟

حضرت میر سیّد شریف جرجانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: هِیَ الْاِئْتِمَارُ

بِالْتِزَامِ الْعُبُوْدِيَّةِ اپنے آپ کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا (عاجز) بندہ جان کر (اُس کا) حکم ماننا شریعت ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے اَلشَّرِيْعَةُ هِيَ الطَّرِيْقُ فِي الدِّيْنِ ''شریعت دین کا ایک راستہ ہے''۔ ۱

اور طریقت هِيَ السِّيْرَةُ الْمُخْتَصَّةُ بِالسَّالِكِيْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَطْعِ الْمَنَازِلِ وَالتَّرَقِّيْ فِي الْمَقَامَاتِ ''کئی منازل طے کر کے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رضا حاصل کرنے کا اور مقامات میں ترقی کا خاص راستہ ہے''۔ طریقت اور شریعت دو الگ الگ چیزیں نہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ صدر الشریعۃ بدر الطریقۃ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ ولایت کا بیان عقیدہ نمبر (۲) میں لکھتے ہیں کہ طریقت شریعت کے منافی نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل متصوّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور محض گمراہی ہے۔ ۲

امام اہلسنّت مجدّد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شریعت' طریقت' حقیقت اور معرفت میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں۔ اِس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ' بے دین ہے۔ شریعت' حضور اَقدس سیّد عالم ﷺ کے اَقوال ہیں اور طریقت' آپ ﷺ کے اَفعال اور حقیقت' آپ ﷺ کے اَحوال اور معرفت' آپ ﷺ کے علوم بے مثال۔ ۳

تصوّف کا لفظ کہاں سے بنا یعنی اِس کی اَصل کیا ہے اِس بارے چند اَقوال ہیں:

پہلا قول: تصوّف کا لفظ ''صُوف'' سے بنا ہے جس کا معنی ہے ''اُون'' تو پھر صوفیاء کو صوفیاء اِس لئے کہا جاتا کہ وہ قیمتی لباس سے بچتے ہوئے اور عاجزی وزہد وتقویٰ کی خاطر اُون کا لباس پہنتے تھے۔ اِس لئے اُن کو صوفیاء کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اِس قول کو علامہ ابن خلدون نے مقدمہ ابن خلدون ص ۵۲۲ پر نقل کیا ہے۔

---

۱ کتاب التعریفات ص ۵۵۔۴۷۔ ۲ بہار شریعت حصہ اوّل۔ ۳ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ ص ۴۶۰۔

دوسرا قول: علامہ محمد حسین ذہبی التفسیر والمفسرین باب نمبر۳ فصل نمبر۵ تفسیر صوفیاء میں نقل کیا کہ تصوّف صفا سے نکلا ہے اس کا معنی ہے پاکیزگی اور صفائی کیونکہ صوفیاء کرام مرید کے دل کو باطنی بیماریوں سے پاک کرتے ہیں اور پھر اُن کے اپنے دل بھی باطنی بیماریوں سے پاک ہوتے ہیں اس لئے اُن کو صوفیاء کہا جاتا ہے۔ اور الفقر فخری میں یہ ہی قول حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ہے کہ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا تصوّف صفا سے بنا ہے۔ ۴

تیسرا قول: تصوّف صفہ سے نکلا ہے۔ اَصحاب صُفہ کی طرف نسبت کر کے فقراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مگر زہد وتقویٰ' ایمان اور عشق رسول ﷺ میں ساری اُمت کے سلطان) کی ایک جماعت جن کی تعداد ستر (۷۰) تک چلی جایا کرتی تھی' وہ اس صفہ (چبوترہ) پر بیٹھ کر علم مصطفیٰ کریم ﷺ کے نورانی پیالوں سے اپنے دل کی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ تو صوفیاء کرام اَصحاب صفہ کے نقش قدم پر چلتے ہیں اس لئے اِن کو صوفیاء کہا جاتا ہے۔ ۵

چوتھا قول: ایک قول یہ بھی ہے کہ کچھ اہل لغت کے نزدیک تصوّف کا لفظ کسی سے نہیں نکلا بلکہ یہ جامد ہے (نہ کسی سے بنے اور نہ کوئی اس سے بنے) اور حضرت امام قشیری نیشاپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لفظ تصوّف کس سے بنا ہے اس پر کوئی دلیل نہیں' قیاس (عقل) بھی اس بات کو نہیں مانتی اور ظاہر یہی ہے کہ یہ لقب ہے اور کسی سے نہیں بنا۔ ۶

علامہ میر سیّد شریف جرجانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اَلتَّصَوُّفُ تَرْکُ الْاِخْتِیَارِ ''اختیار چھوڑ دینا تصوّف ہے''۔ اور فرماتے ہیں کہ اَلتَّصَوُّفُ اَلْوُقُوْفُ مَعَ الْاٰدَابِ الشَّرْعِیَّةِ ظَاهِرًا ..... وَبَاطِنًا یعنی کہ آداب شرعیہ پر ظاہراً اور باطناً عمل کرنا اور فرمایا ایک تعریف یہ بھی ہے کہ نفسانی خواہشات کی مخالفت کر کے روحانی

---

۴ الفقر فخری ص ۶۸۔ ۵ مقدمہ ابن خلدون ص ۵۲۲، تفسیر والمفسرین جلد۲ ص ۲۳۰۔ ۶ مقدمہ ابن خلدون ص ۵۲۲' التفسیر والمفسرین باب سوم تفسیر صوفیہ جلد۲ ص ۲۳۱۔

منازل طے کرنا تصوّف ہے۔ ؎

علامہ محمد حسین ذہبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ دِل اور روح سے خفیہ اَنداز میں گفتگو کرنا تصوّف ہے۔ اپنے دِل اور روح سے اَیسی گفتگو طہارت اور پاکیزگی کا سبب بنتی ہے اور اِس پر صحیح دِل جمعی سے عمل کر کے اِنسان ملائکہ میں شمار ہونے لگتا ہے۔ (بلکہ ملائکہ بھی اِس اِنسان (اعلیٰ ہستی) کی شان پر رشک کرتے ہیں)۔ ۸

حقیقت یہ ہے کہ تصوّف ایک اَیسا علم باطنی ہے جس کی حقیقت لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ یہ بہاروں سے بھرا ایک گلستان ہے جو اِس گلستان میں داخل ہوگا وہی اِس کی بہاروں سے فیض پا کر اِس کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ ہاں لیکن اِتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ شریعت پر پابندی کرتے ہوئے شریعت کی اَصل بنیادوں پر قائم رہتے ہوئے روحانی ترقی کرنا کہ اِس سے اِنسان کا باطن نورِ الٰہی سے منور ہو جائے اِسے تصوّف کہا جاتا ہے۔

مورخ کامل مصطفیٰ بن عبداللہ المشہور حاجی خلیفہ علیہ الرحمہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں: کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریعت پر عمل کے ساتھ ساتھ مال ومتاع سے نفرت کرتے، نفسانی خواہشات کی مخالفت کرتے، راتوں کو قیام کرتے اور دِن کو روزہ رکھتے اور بعض روحانی تربیت کے لئے اپنے پیٹ پر پتھر بھی باندھ لیتے اور وہ زہد وتقویٰ (تصوّف) کے اِمام تھے۔ لیکن اُن کو صوفیاء نہ کہا گیا۔ (اِس سے معلوم ہوا کہ تصوّف پہلی صدی ہجری یعنی آغازِ اِسلام سے ہی چلا آرہا ہے لیکن پہلی صدی ہجری میں کسی کو صوفی نہ کہا گیا) بلکہ دوسری صدی ہجری میں وَ اَوَّلُ مَنْ سُمِّیَ بِالصُّوْفِی اَبُوْ هَاشِمِ الصُّوْفِی ''سب سے پہلے ابو ہاشم الصوفی کو صوفی کا لقب دیا گیا''۔ ۹

مختلف آئمہ کرام کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ شریعت، طریقت اور تصوّف یہ کوئی الگ الگ راستے نہیں بلکہ یہ ایک ہی چھت کی سیڑھیاں ہیں اور چھت پر چڑھنے

؎ التعریفات لفظ تصوف۔ ۸ تفسیر والمفسرین جلد۲ ص ۳۲۱۔ ۹ متوفی ۱۵۰ ہجری کشف الظنون جلد۱ ص ۱۵۰، تفسیر صوفیا، ص ۵۲۷، تفسیر والمفسرین جلد۲ ص ۲۳۱۔

کے لئے ساری سیڑھیوں سے گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت اور مختلف پہلو بزرگانِ دین کے اَقوال کی روشنی میں کتاب **یوسف مصر محبت** سے واضح ہو جائیں گے۔

ایک خاص بات جو اس کتاب کے مطالعہ سے حقیر پر تقصیر کے سامنے آئی کہ کثیر کتبِ تصوف کے مطالعہ سے مختلف صوفیاء کرام کے اَقوال اور خیالات ملتے ہیں کہ فیض کا منبہ پیر کامل ہوتا ہے۔

جو سلسلہ بسلسلہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تک جاتا ہے مگر اس کتاب **یوسف مصر محبت** کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اَصل فیض کا منبع اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ ہے جہاں سے پیارے کریم آقا ﷺ کو علوم و معارف کے سمندر عطا کئے جاتے ہیں اور آپ ﷺ قرب خاص والوں کو اُن کے ظرف کے مطابق عطا فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ [۱۰] میں تقسیم فرماتا ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

میں نے اپنے شیخ طریقت سے سنا کہ ہمارے دادا پیر ومرشد باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے اگر پیر کامل نہ ہو لیکن مرید سچی عقیدت رکھتا ہو تو ربّ کائنات اِس مرید کو فیوض و برکات سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ کیونکہ اَصل منبع فیوض و برکات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے حد وحساب شکر ہے کہ اُس کی توفیق وعنایت اور خاص فضل سے **یوسف مصر محبت** کی پہلی جلد محنت شاقہ کے بعد منظر عام پر آ رہی ہے۔ میرے شیخ طریقت اور مصلح ظاہر و باطن قبلہ باباجی سرکار حَفِظَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَنَفَعَنَا مِنْ بَرَکَاتِ عُلُوْمِہِ الشَّرِیْفَۃِ نے جتنی محنت اور محبت کے ساتھ اس کتاب کو تصنیف فرمایا ہے یقیناً ہر پڑھنے والا اِس کا اَندازہ تب ہی لگا سکے گا جب نظرِ عمیق (گہری نظر) اور شوق وذوق کے ساتھ اِس کا مطالعہ کرے گا۔

اِس کتاب میں اُن ہستیوں کا تذکرہ ہے جن کی پیروی کرنے اور اُن کے

---

[۱۰] بخاری حدیث نمبر ۷۱۔ ۳۳۱۶۔ ۳۶۴۱۔ ۷۳۱۲۔ ۷۴۶۰؛ مسلم حدیث نمبر ۲۳۸۹۔

راستے پر چلنے کا حکم خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے دیا ہے۔ یقیناً یہ ہستیاں قابلِ اتباع ہیں کہ جن کی وجہ سے تاریک دِل جگمگا اُٹھے اور صرف جگمگائے ہی نہیں بلکہ اوروں کے لئے بھی راہِ ہدایت کا سامان بن گئے۔ مجھ حقیر ناچیز کو صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل احمد یوسفی مدظلہ العالی نے بتایا کہ میں نے اپنے والدِ گرامی پیر طریقت رہبر شریعت یادگار سلف صالحین قبلہ باباجی منیر احمد یوسفی حَفِظَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَنَفَعَنَا مِنْ بَرَكَاتِ عُلُوْمِهِ الشَّرِيْفَةِ کو دیکھا کہ جب وہ اِس کتاب کا مواد جمع فرماتے ہوئے بزرگانِ دین اولیاء کاملین کی زندگیوں کے نشیب وفراز اور خطرناک مراحل ملاحظہ فرماتے تھے تو اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اَیسا لگتا کہ گویا کسی لڑی میں موتی پرو دیئے گئے ہوں۔ بزرگوں کی محبت میں نکلے ہوئے آنسوؤں کا پانی یقیناً کئی اُجڑی ہوئی کھیتیوں کو سیراب کر کے سرسبز وشاداب کر دیتا ہے۔

آج ضرورت ہے اپنے بزرگانِ دین کا راستہ اپنانے کی اُن سے جو سبق ملا اُس کو یاد کر کے اُس پر عمل کرنے کی اُن جیسے جذبوں کو بیدار کرنے کی۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا ' عدالت کا ' شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی اِمامت کا

اگر آج کا نوجوان' بوڑھا یا عقل مند بچہ اپنے اَسلاف کا دامن تھام لے تو زندگیوں میں' کامیابی کا بجھا ہوا چراغ پھر سے روشن ہو جائے گا۔ پھر پوری دُنیا پر اِسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔ بس! کمی ہے تو پڑھ کر دِل وجان سے عمل کرنے کی۔۔۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اَقدس میں عرض گزار ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس کتاب کے ذریعے ناچیز حقیر کے اَعمال کو درست فرمائے اور میرے شیخ کامل کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور اُن کے علومِ نافعہ سے ہمیشہ ہمیں نوازتا رہے۔ آمین!

احقر: محمد آصف یوسفی عفی عنہ

اظہارِ حقیقت

اللہ ﷻ نے اپنے محبوبِ کریم ﷺ کے قلبِ اطہر پر اپنا جو مقدس کلام نازل فرمایا وہ قرآنِ عظیم ہے' صراطِ مستقیم ہے' چشمۂ ایمان ہے' مرکزِ جود و سخا ہے' بحرِ لطف و عطاء ہے' منبعِ رشد و ہدایت ہے' وعظ و نصیحت کی کتاب ہے' معرفت کا آفتابِ جہاں تاب ہے' یہ دِلوں کے زنگ کا علاج' کامل ترین فلسفۂ حیات ہے۔

قرآنِ مجید وہ کتاب ہے جو اِنسانوں کے عقائد کی اِصلاح کرتا ہے اور اُن کو عقائدِ صحیحہ کے مطابق زندگی گزارنے کے اَحکام دیتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ فکر و عمل کی اِصلاح کے لئے پچھلی اُمتوں کے اَحوال اور صالحین کے تذکرے بھی بیان فرماتا ہے۔

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے عظیم المرتبت نبیوں علیہم السلام، پیاروں اور صالحین کا ذکر مختلف مقامات پر فرماتا ہے۔ سورۃ المؤمن میں آلِ فرعون سے ایک مسلمان کا واقعہ، سورۃ یٰسین میں ایک مردِ مومن کا ذکر، سورۃ القلم میں باغ والوں کا واقعہ، سورۃ البروج میں کھائی والوں کا تذکرہ اور سورۃ الکہف میں اَصحابِ الکہف کا واقعہ بیان فرماتا ہے۔

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں کا ذکر بھی محبوب ہے اِس لیے اللہ ﷻ نے قرآنِ مجید میں جا بجا اِن کا تذکرہ فرمایا ہے۔ سورۃ النمل کی آیت پاک نمبر ۱۹ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی کی گفتگو سننا' سورۃ یوسف کی آیتِ مبارک نمبر ۹۴ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا میلوں دُور سے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پالینا اور سورۃ طٰہٰ کی آیتِ مبارک نمبر ۹۷ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا پورا ہونا اور سورۃ الکہف کی آیتِ مبارک نمبر ۶۵ میں حضرت خضر علیہ السلام کے علمِ لدنی کا ذکر' اللہ ﷻ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے اور اپنے حبیبِ پاک ﷺ کی زبانِ مبارک سے اپنے نیک اور صالحین بندوں کے تذکرے بیان فرما کر بتا دیا کہ نیکوں کا ذکر کرنا میری بھی سُنّت ہے اور میرے محبوب کریم رؤف و رحیم ﷺ کی بھی سُنّت ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں تصوّف کی عظیم کتاب **یوسف مصرِ محبت** ہے جس کو پیر طریقت' رہبر شریعت' صوفی باصفا' یادگارِ اسلاف' مرشدی و مربی قبلہ علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (ایم-اے) صاحب اطال اللہ عمرہ نے ہماری فلاح و ہدایت کے لئے تالیف فرمایا ہے۔ ناچیز یہ بات بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں: ''واہ باباجی واہ! اللہ آپ کی عمر لمبی فرمائے''۔ آمین!

یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کو پڑھنے کے دوران آنکھوں سے آنسو بھی نکلیں گے اور اُن نیک ہستیوں کے تذکرے پڑھ کر رشک بھی آئے گا۔ خوفِ خدا' عشق مصطفےٰ ﷺ' نیکی کرنے کا مادہ' دنیا سے بے رغبتی اور سخت دِلوں میں نور پیدا ہوگا۔ طریقت کی منازل طے کرنے والے کے لئے یہ کتاب ایک روحانی کورس کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہماری فلاح و اصلاح اسی میں ہے کہ ہم اِن ہستیوں کو اپنا پسندیدہ بنالیں اور اِن کی مبارک زندگیوں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں۔ قبلہ باباجی سرکار زید شرفہ کا یہ فرمان کہ ''جو بندہ صدقِ دل اور خلوصِ نیت کے ساتھ اس کتاب کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو اپنا ولی بنالے گا۔

اولیاء اللہ کے مجاہدات و ریاضات کے واقعات پڑھنے کے بعد مومن کا ایمان مزید مضبوط ہوتا ہے اور راہِ حق میں ہر طرح کی آزمائشوں کے لئے تیار رہنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

پیر طریقت' رہبر شریعت' عالم باعمل' صوفی باصفا' یادگارِ اسلاف' سیدی مرشدی و مربی علامہ مولانا قبلہ منیر احمد یوسفی (ایم-اے) اطال اللہ عمرہ نے جس محبت اور عرق ریزی کے ساتھ اس خوبصورت کتاب کو تالیف فرمایا ہے' وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِن برگزیدہ بندوں کے صدقے ہمیں دنیا و آخرت میں کامیاب فرمائے اور حضور قبلہ باباجی سرکار زید مجدہ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

احقر: **محمد شفقت یوسفی غفرلہ**

تقریظ

از قلم: خلیفۂ مجاز صوفی رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی)

اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کی زندگیوں کے حالات وواقعات کے مطالعہ سے اِنسان کے دِل میں رجوع الی اللہ اور اِتباعِ رسول ﷺ کے جذبات بیدار ہوتے ہیں۔ اِنسان کو اُخروی نجات کے لئے صراطِ مستقیم کے لئے رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ اللہ والوں کے حالات وواقعات' فضائل ومحاسن اور ذکر اذکار کا احاطہ کرنا آسان نہیں' اِنسان کے ذہن وتخیل کی رسائی اِس سے عاجز ہے لیکن پیر طریقت' رہبر شریعت' قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے بتوفیق الٰہی حضرت بابا جی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اَحکام خداوندی کے مطابق اِتباعِ رسول ﷺ میں گزری ہوئی حیاتِ مطہرہ کو بعنوان یوسف مصرِ محبت ضبطِ تحریر میں لا کر برادرانِ طریقت اور دیگر عقیدتمندوں پر اِحسان فرمایا ہے آپ کی یہ تصنیف دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ قبل ازیں اِس کتاب کا حصہ دوئم شائع ہو چکا ہے جس میں قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے شہنشاہِ طریقت مفسرِ قرآن' امین علم لدُنی قطبِ جلی' عالمِ یلمعی پیر طریقت حضرت بابا جی محمد یوسف علی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کی حیاتِ طیبہ کے شب وروز کے معمولات اور کرامات کا تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔ برادرانِ طریقت' عقیدتمند اور دیگر قارئین حضرات اِس سے اِستفادہ اور فیض حاصل کر رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب یوسف مصرِ محبت کا حصہ اوّل ہے۔ سیّدی' مرشدی' پیر طریقت' رہبر شریعت قبلہ محترم حضرت علامہ صاحب نے اِس میں رب ذوالجلال والاکرام کے ذکرِ عظیم کے بعد منبع رشد وہدایت حضور سرورِ کائنات ﷺ سے لیکر تا

حال نقشبندیہ سلسلہ طریقت کے درخشندہ ستاروں کا مفصل ذکر فرما کر قارئین کرام کے قلوب واذہان کی تالیف وتسکین اور رہنمائی کا سامان فراہم کیا ہے۔ آپ نے واضح کیا ہے کہ نقشبندیہ سلسلہ طریقت کن واسطوں سے فخر موجودات' وجہ تخلیق کائنات حضور ﷺ سے وابستہ ہو کر فیض رساں ہو رہا ہے' اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک ہوتا رہے گا۔

قبلہ محترم نے اس کتاب میں سلسلۂ طریقت کے سرکردہ مشائخ عظام کا اس انداز سے تذکرہ فرمایا ہے کہ گویا آپ نے نقشبندیہ سلسلۂ طریقت کا شجرہ شریف بیان فرما دیا ہے۔ سیدی مرشدی حضرت علامہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کمال شفقت ومحبت اور مہربانی فرماتے ہوئے بندہ ناچیز' حقیر پُرتقصیر کو اپنے حلقہ مریدین میں شامل فرما کر از راہِ عنایت **اورادِ فتحیہ شریف** جس میں نقشبندیہ سلسلہ طریقت کا شجرہ مبارک بھی موجود ہے، پڑھنے کی اجازت وتاکید فرمائی۔ الحمدللہ یہ سیدی مرشدی قبلہ محترم حضرت علامہ صاحب کی نگاہِ کرم کا فیض ہے کہ بندہ ناچیز تب سے **اورادِ فتحیہ شریف** مع شجرہ مبارک کی تلاوت کر رہا ہوں لیکن تسلیم کرتا ہوں کہ شجرہ مبارک نقشبندیہ کی سمجھ اب **یوسف مصر محبت** حصہ اوّل کے مطالعہ سے آئی ہے کہ اس شجرہ مبارک میں مذکورہ جملہ اولیائے کرام کا مفصل ذکر زیر نظر کتاب میں کیا گیا ہے۔

یہ کتاب تمام قارئین کے لئے بالعموم اور برادرانِ طریقت کے لئے بالخصوص رہنمائے شریعت وتصوف کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے علاوہ نقشبندی سلسلہ طریقت کے اولیائے کرام' مشائخ عظام کے متعلق خاطر خواہ آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

یوسف مصرِ محبت حصہ اوّل کی تکمیل وتیاری کے لئے قبلہ محترم حضرت علامہ صاحب نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی سے دن رات ایک کر کے کام کیا ہے۔ آپ نے اور برادران طریقت نے حضرت باباجی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کے ہر گوشہ زندگی کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات وحقائق جاننے کے لئے حضرت نگینہ سرکار

علیہ الرحمہ سے عقیدت ومحبت رکھنے والے ہیں مریدین، خلفاء اور دیگر حضرات سے رابطہ کرنے کے لئے دور دراز کے علاقوں اور شہروں کا سفر کر کے حضرت باباجی سرکار علیہ الرحمہ کے بارے میں اُن کے تاثرات کو قلمبند کر کے اِس کتاب کی زینت بنایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب حضور سیّد المرسلین ﷺ کے صدقے سیدی مرشدی حضرت علامہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی اِس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ برادرانِ طریقت، مریدین، عقیدتمندوں اور دیگر قارئین کے لئے اِس کتاب کو اِصلاح ورہنمائی کا ذریعہ بنائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وتندرستی والی زندگی عطا فرمائے۔ اُن کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور وہ دینِ اِسلام کی تبلیغ واِشاعت سے لوگوں کی اِصلاح وتعلیم کا فریضہ بطریق اَحسن سرانجام دیتے رہیں اور ہم سب کو اَحکام خداوندی کے مطابق اِتباعِ رسول ﷺ اور اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یکم ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ

طالب دُعا

رشید احمد جنجوعہ یوسفی عفی عنہ

اِظہارِ محبت

ولی ہوندے نے جتھے اوہ سدا دربار وسدے نے
اوہ تھانواں وسدیاں نے جتھے خدا دے یار وسدے نے

مسلمانوں کے دین کا سرمایہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا مقدس نمونۂ حیات ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ اور آپ ﷺ کے شب وروز کے معمولات ہمارے لئے چشمہ ہدایت ہیں۔ جب ایک مسلمان حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے نقش قدم پر چلتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ اللہ ربُّ العزت اُس شخص کو چن لیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۵ میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادِ عظیم فرماتا ہے (ترجمہ) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) چن لیتا ہے فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں سے، بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) سنتا دیکھتا ہے''۔

یوسف مصرِ محبت میں اُنہی لوگوں کی سچی داستانیں ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے چُن لیا ہے۔ **یوسف مصرِ محبت** ایک ایسی تصنیف ہے جو انسان کو تاریکی سے روشنی تک لاتی ہے، اگر انسان روشنی چاہے تو یقیناً ہدایت کی روشنی اُنہی کو دی جاتی ہے جو ہدایت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ زیرِ نظر تصنیف جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ''یوسف محبتوں کا شہر''۔ یہ کتاب اولیاء کرام و بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی زندگی کے شب وروز کا تفصیلی خاکہ ہے۔

ناچیز نے کبھی پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی لیکن حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) صاحب نے **یوسف مصرِ محبت** (حصہ اوّل ودوم) کو

تصنیف کر کے یہ کام بھی آسان کر دیا۔ حضرت صاحب نے **یوسف مصرِ محبت** میں حضرت بابا جی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کی نہ صرف مکمل زندگی بلکہ آپ کی دینی و عملی اور ملکی خدمات کو بیان کر کے اِس فیضان کو جاری رہنے کا ثبوت دیا ہے۔ پیر و مرشد کے فیضان کے جاری رہنے کا ثبوت صرف وہی مرید دیتے ہیں جو فنافی الشیخ ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) صاحب نے حضرت قبلہ بابا جی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کے فیض کو آج بھی جاری و ساری رکھا ہوا ہے۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت قبلہ بابا جی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کو دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے ایک عرصہ گذر چکا ہے لیکن آج بھی ہمارے اَداروں، مساجد اور محفلوں میں ''فیض نگینہ جاری رہے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)'' کا نعرہ لگتا ہے اور نہ صرف نعرہ بلکہ حضرت قبلہ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے پیر و مرشد کے فیض کو جاری و ساری رکھنے کے لئے مساجد، مدارس، ہسپتال اور سوسائٹیز کو بھی پیر و مرشد کے اِسم مبارک سے منسوب کیا ہے۔ جیسے نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی، نگینہ ہسپتال، جامع مسجد نگینہ اور طلباء و طالبات کے مدارس۔ یہاں تک کہ جب کوئی برادر طریقت علامہ صاحب سے بیعت لیتا تو اُس کو ''یوسفی'' کے نام سے نوازتے ہیں اور فرماتے ہیں بیٹا! یہ **سلسلۂ یوسفیہ** ہے۔ حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کے دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ کے مزارِ اَقدس کی تعمیر و تزئین کا شرف بھی قبلہ علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) صاحب کو حاصل ہوا ہے۔

حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کو حضرت قبلہ علامہ منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) صاحب سے اِس قدر محبت تھی کہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی اشاعتِ دین کا ذمہ داری اُن کو سونپ دی۔

الحمدللہ آج **یوسف مصرِ محبت** (حصہ اوّل) مکمل ہے۔ علامہ صاحب کی ہر تالیف اعلیٰ سے اعلیٰ ہے۔ مگر **یوسف مصرِ محبت** (حصہ اوّل) ایک ایسی تصنیف ہے جس کو آدمی پڑھنا شروع کرے تو پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ حضرت صاحب نے اس

تصنیف میں سب سے پہلا باب ''ہمارا خالق و مالک اللہ تبارک وتعالیٰ'' مقرر فرمایا ہے۔ آج تک کم ہی دیکھنے میں آیا ہے کہ لکھنے والوں نے اللہ ربُّ العزت کے ذکر پاک سے ایسی کتابوں کا آغاز کیا ہو۔ علامہ صاحب نے اِس تصنیفِ لطیف میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان ومعمولاتِ زندگی اور شفقت ورحمت کے بارے میں تفصیلی باب تحریر فرمایا ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ساتھ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ یوسفیہ کے تمام بزرگان دین کے بارے میں تفصیلی اَبواب تحریر فرمائے ہیں۔ ناچیز حضرت صاحب کا شکر گزار ہے جنہوں نے یہ خوبصورت کتاب تحریر فرمائی جس سے ہمیں پتا چلا ہے کہ ہمارے سلسلہ کے بزرگانِ دین کی زندگیاں کیسی تھیں اور اُنہوں نے دن رات دین کی کتنی خدمات کی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا ہے کہ وہ ہمیں سیّدی مرشدی کی اِس تصنیف کو پڑھنے اور اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے میرے شیخ کامل کو صحت وتندرستی والی عمرِ خضری عطا فرمائے تاکہ ہم اُن کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ مستفید ہوتے رہیں۔ آمین!

فیض لیتا ہے زمانہ آپ سے
ہر زمانے کی ضرورت آپ ہیں

انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ

دُعاؤں کا طلبگار
محمد عثمان علی یوسفی

ہمارا خالق و مالک

اللہ

تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط

و بے حد، احکم الحاکمین، الرحم الراحمین،

خیر الرازقین، خیر المنزلین، خیر الغافرین،

اکرم الاکرمین، مالک یوم الدین،

احسن الخالقین، ذوالقوۃ المتین

جَلَّ مجدہُ الکریم

اَللّٰہُ وَجَلَّ

اَللّٰہُ (قرآنی اِلٰہٌ) وہ بلند ہستی ہے جو انسانی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ جس کی عظمت کے سامنے انسانی عقل و ادراک متحیر رہ جاتے ہیں۔ جس کا اقتدار تمام کائنات میں چھایا ہوا ہے۔ جس کی اطاعت نہایت ضروری ہے۔ ۱

اِسمِ ''اَللّٰہُ'' کسی لفظ سے مشتق نہیں جیسے اُس کی ذات کسی سے نہیں بنی ایسے ہی اُس کا نام بھی کسی سے نہیں بنا۔

بعض کا قول ہے اللہ (ﷻ) کا لفظ اصل میں اِلٰہٌ ہے۔ اِلٰہٌ کے اشتقاق میں مختلف اَقوال ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ اَلِہَ یَاْلَہُ فُلَانٌ وَتَاَلَّہَ سے مشتق ہے جس کے معنی پرستش کرنا کے ہیں' اِس بنا پر اِلٰہٌ کے معنی ہوں گے' معبود۔ اَلِہَ یَاْلَہُ اِلَیْہِ کے معنی ہیں' گھبرا کر اُس کی پناہ ڈھونڈنا۔ نیز اَلِہَ کے معنی ہیں متحیر ہونا۔ کسی کو پناہ دینا بھی ہیں یا اَمان لینا۔ چنانچہ اَلِہَ بِالْمَکَانِ کے معنی ہیں اَمن وسکون سے کسی مکان میں سکونت اِختیار کر لینا۔ ۲ ان معانی کے اِعتبار سے اِلٰہٌ کے معنی ہوں گے ایسی ہستی جس سے خطرات میں پناہ حاصل کی جائے۔ جس سے مشکلات دُور کرنے کی اِستدعا کی جائے اور جس کی عظمت و بلندی کے تصوّر سے اِنسان متحیر ہو جائے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ اَلِہَ بمعنی تحیر سے مشتق ہے اور باری تعالیٰ کی ذات وصفات کے اِدراک سے چونکہ عقول متحیر اور درماندہ ہیں۔ اِس لئے اُسے ''اللہ'' کہا جاتا ہے۔ اِنسان جس قدر صفاتِ الٰہیہ میں غور وفکر کرتا ہے اُس کی حیرت میں اِضافہ ہوتا ہے۔ اِسی لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تَفَکَّرُوْا فِیْ آلَاءِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِی اللّٰہِ ۳ ''اللہ (ﷻ) کی نعمتوں میں غور وفکر کرو اور اللہ (ﷻ) کی ذات میں غور نہ کرو''۔

---

۱ تاج العروس۔ ۲ تاج العروس ۳ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۸۱' کنز العمال جلد ۳ ص ۱۰۶ حدیث نمبر ۵۷۰۷ در منثور جلد ۲ ص ۴۰۹ (طبع جدید)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے:۔ اِتَفَکَّرُوْا فِی خَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْ فِی اللّٰہِ [۴] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ) کی مخلوق میں غور کرو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ سلطانہٗ) کے ذات کے بارے میں مت سوچو''۔

بعض نے کہا ہے کہ اِلٰـہٌ اصل میں وِلَاہٌ ہے واؤ کو ہمزہ سے بدل کر ''اِلَاہٌ'' بنالیا ہے اور وَلِہَ کے معنی عشق ومحبت میں وارفتہ اور بے خود ہونے کے ہیں اور ذات باری تعالیٰ سے بھی چونکہ تمام مخلوق کو والہانہ محبت ہے اس لئے اُسے اللہ کہا جاتا ہے اگرچہ بعض چیزوں کی محبت تسخیری ہے جیسے جمادات اور حیوانات سے اور بعض کے ساتھ تسخیری اور ارادی دونوں طرح کی محبت ہے جیسے بعض انسان سے۔ اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ تمام اشیاء کو محبوب ہے اور آیتِ کریمہ ہے:۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ ..... (بنی اسرائیل:۴۴) ''اور (مخلوق میں) کوئی چیز نہیں جو اُس کی تعریف کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو ہاں تم اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے''۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ اصل میں لَاہَ یَلُوْہُ لِیَاھًا سے ہے جس کے معنی پردہ میں چھپ جانا کے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ بھی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ اس لئے اُسے ''اللہ'' کہتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں ارشادِ رب ذوالجلال والاکرام ہے:۔ لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ ۫ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ۚ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۝ (الانعام:۱۰۳) ''آنکھیں اُسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اُس کے احاطہ میں ہیں اور وہ نہایت ہی باطن پورا خبردار ہے''۔ [۵] الٰہ معبود برحق ایک ہی ہے۔ اس لئے ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس کی جمع نہ لائی جائے لیکن اہل عرب نے اپنے اعتقاد کے مطابق بہت سی چیزوں کو معبود بنا رکھا تھا۔ اس لئے اَلِھَۃٌ صیغہ جمع استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ رب کائنات جل جلالہٗ نے اُن کے جھوٹے معبودوں کی نفی میں فرمایا: اَمْ لَھُمْ اٰلِھَۃٌ تَمْنَعُھُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ط

---

[۴] درمنثور جلد۲ ص ۴۰۹ کنز العمال جلد۳ ص ۱۰۶ حدیث نمبر ۵۷۰۸۔ [۵] مفردات القرآن (الٰہ)۔

.....(الانبیآ:۴۳) ''کیا ہمارے سوا اُن کے اور معبود ہیں جو اِن کو مصائب سے بچاتے ہیں''۔ یعنی وہ تو اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے اپنے پجاریوں کو کیسے بچائیں گے؟

اَللّٰہُ ﷻ

.....هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ (مریم:۶۵) ''کیا اُس کے نام کا دوسرا جانتے ہو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' سَمِیًّا کا مطلب ہے مَثَلاً یَسْتَحِقُّ اَنْ یُّعْبَدُوْا یُسَمّٰی اِلٰھاً [۶] ''ایسا مثل جو عبادت کئے جانے اور الٰہ کہلانے کا مستحق ہو''۔ قَالَ الْکَلْبِیُّ هَلْ تَعْلَمُ اَحَداً مِنْهَا بِاللّٰهِ قَطُّ؟ ''حضرت کلبی علیہ الرحمہ نے کہا کیا آپ اللہ (ﷻ) کے سوا اور کوئی ایسا پاتے ہیں جس کا نام ''اللہ'' ہو؟ مشرکین بتوں کو اِلٰـــہٌ (معبود) کہتے تھے ''اللہ'' (جو ذات جامع صفاتِ کمالیہ ہے اُس کی طرح اُنہیں اللہ) نہیں کہتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ اللہ (ﷻ) کی وحدانیت ظاہر ہے نہ تو کوئی اُس کے مشابہ تھا اور نہ ہے اِس لئے لفظ اللہ کے مصداق میں کوئی اشتباہ نہ تھا اور نہ ہے''۔ جب نام میں بھی ربّ کائنات کا کوئی شریک نہیں تو کام میں کیسے شریک ہو سکتا ہے۔

یہ ایک تکوینی اور تقدیری اَمر تھا کہ دُنیا میں اللہ ﷻ کے نام سے کوئی بت اور کوئی اِلٰہِ باطل موسوم نہیں ہوا۔ اِس لئے اِس معنی کے اعتبار سے بھی آیتِ مبارک کا مضمون واضح ہے اور دُنیا میں اللہ (ﷻ) کا کوئی ہم نام نہیں۔ اور اکثر مفسرین مثلاً حضرت مجاہد اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِس جگہ اِس الفاظ کے معنی مثل کے منقول ہیں۔ اِس کا مطلب واضح ہے کہ صفاتِ کمالِ حقیقی میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی کوئی مثیل وعدیل ونظیر نہیں ہے۔

اِسم اللہ (ﷻ) کی عظمت وکمال:

تفسیرِ کبیر میں ہے:۔ اِذَا حُذِفَتِ الْاَلِفُ مِنْ قَوْلِکَ (اَللّٰهُ) بَقِیَ الْبَاقِیْ عَلٰی صُوْرَةِ (لِلّٰهِ) وَهُوَ مُخْتَصٌّ بِهٖ سُبْحَانَهٗ کَمَا فِیْ

[۶] مظہری جلد ۶ ص ۱۰۸۔ [۶] ایضا

قَوْلِ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط.... (الفتح:۴) وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.... (المنافقون:۷) وَاِنْ حُذِفَتْ عَنْ هٰذِهِ الْبَقِيَّةَ اللَّامِ الْاُوْلٰى بَقِيَتِ الْاٰبِقِيَّةُ عَلٰى صُوْرَةِ "لَهٗ" كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط.... (الزمر:۶۳) وَقَوْلُهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫.... (التغابن:۱) فَاِنْ حُذِفَتِ الْاَمُ الْبَاقِيَةُ كَانَتِ الْبَقِيَّةُ فِيْ قَوْلِنَا "هُوَ" وَهُوَ اَيْضاً بَدَلٌ عَلَيْهِ سُبْحَانَهٗ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ (الاخلاص:۱) وَقَوْلُهٗ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ.... (غافر:۶۵) ۸ اگر اسم اللہ (ﷻ) کے پہلے الف کو گرادو تو لِلّٰہِ رہ جاتا ہے۔ وہ بھی ذات باری تعالیٰ کو بتا رہا ہے۔ جیسے لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. اور اگر اسم "اللہ" (ﷻ) میں الف کے بعد پہلا لام گرادو تو لَہٗ رہ جاتا ہے۔ یہ بھی ذاتِ باری تعالیٰ کو بتا رہا ہے جیسے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۔ اور اگر دوسرا لام گرادیں تو (هُوَ) باقی رہتا ہے۔ وہ ذات بھی باری تعالیٰ ہی کو بتا رہا ہے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ اور هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام مبارک حروف کا محتاج نہیں ایسے ہی اُس کی ذاتِ اقدس بھی کسی کی محتاج نہیں۔

پیر پیراں غوث الثقلین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ "غنیۃ الطالبین" میں لکھتے ہیں اسم اللہ میں ا، ل، ل، ہ چار حروف ہیں۔ اِذَا اَسْقَطْتَّ مِنْهُ الْاَلِفَ بَقِيَ لِلّٰهِ وَاِذَا اَسْقَطْتَّ مِنَ اللّٰهِ الَّامَ الْاُوْلٰى بَقِيَ لَهٗ وَاِذَا اَسْقَطْتَّ مِنْ لَهٗ الَّامَ بَقِيَ هُوَ: "جب اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) کے اسم مبارک کا پہلا "الف" علیحدہ کرلو تو "لله" باقی پڑھا جائے گا اور اگر پہلا "ل" ہٹادو تو "لَهٗ" رہ جائے گا اور اگر دوسرا "ل" علیحدہ کرلو تو هُوْ رہ جائے گا (غنیۃ الطالبین فصل اسم اللہ ﷻ کے معنی کا بیان)۔

---

۸ تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۱۶۹ چھاپہ دار الفکر بیروت لبنان (طبع جدید)۔

اَسمائے مبارکہ

"هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ"

"اُسکے سوا کوئی معبود نہیں مہربان ہے رحم والا ہے"

اَلْمَلِکُ بادشاہ	اَلْقُدُّوْسُ پاک	اَلسَّلَامُ عیوب سے سلامت
اَلْمُؤْمِنُ اَمن دینے والا	اَلْمُهَیْمِنُ نگہبان	اَلْعَزِیْزُ غالب
اَلْجَبَّارُ بدلہ کرنے والا	اَلْمُتَکَبِّرُ بلند	اَلْخَالِقُ پیدا کرنے والا
اَلْبَارِئُ اِیجاد فرمانے والا	اَلْمُصَوِّرُ صورت دینے والا	اَلْغَفَّارُ گناہ بخشنے والا
اَلْقَهَّارُ غالب	اَلْوَهَّابُ بہت زیادہ دینے والا	اَلرَّزَّاقُ روزی رساں
اَلْفَتَّاحُ کھولنے والا	اَلْعَلِیْمُ علم والا	اَلْقَابِضُ تنگی دینے والا
اَلْبَاسِطُ فراخی دینے والا	اَلْخَافِضُ نیچا کرنے والا	اَلرَّافِعُ اُونچا کرنے والا
اَلْمُعِزُّ عزّت دینے والا	اَلْمُذِلُّ ذلت دینے والا	اَلسَّمِیْعُ سننے والا

اَلْبَصِیْرُ دیکھنے والا	اَلْحَکَمُ حکومت والا	اَلْعَدْلُ اِنصاف کرنے والا
اَللَّطِیْفُ مہربانی کرنے والا	اَلْخَبِیْرُ خبر رکھنے والا	اَلْحَلِیْمُ حلم والا
اَلْعَظِیْمُ عظمت والا	اَلْغَفُوْرُ بخشنے والا	اَلشَّکُوْرُ قدردان
اَلْعَلِیُّ بلندی والا	اَلْکَبِیْرُ بزرگی والا	اَلْحَفِیْظُ حفاظت فرمانے والا
اَلْمُقِیْتُ قوت دینے والا	اَلْحَسِیْبُ حساب لینے والا	اَلْجَلِیْلُ جلالت والا
اَلْکَرِیْمُ بخشش والا	اَلرَّقِیْبُ نگہبان	اَلْمُجِیْبُ دُعائیں قبول فرمانے والا
اَلْوَاسِعُ فراخی دینے والا	اَلْحَکِیْمُ حکمت والا	اَلْوَدُوْدُ بہت زیادہ محبت فرمانے والا
اَلْمَجِیْدُ بزرگی والا	اَلْبَاعِثُ اُٹھانے والا	اَلشَّهِیْدُ حاظر
اَلْحَقُّ مطلق سچا بے عیب	اَلْوَکِیْلُ کارساز	اَلْقَوِیُّ قوت والا
اَلْمَتِیْنُ استواری والا	اَلْوَلِیُّ مددگار	اَلْحَمِیْدُ لائق تعریف
اَلْمُحْصِیُ سب کو جاننے والا	اَلْمُبْدِئُ شروع کرنے والا	اَلْمُعِیْدُ لوٹنے والا

اَلْمُحْیِیُ زندگی دینے والا	اَلْمُمِیْتُ موت دینے والا	اَلْحَیُّ ہمیشہ زندہ رہنے والا
اَلْقَیُّوْمُ ہمیشہ قائم رہنے والا	اَلْوَاجِدُ وجود ہستی والا	اَلْمَاجِدُ بزرگی والا
اَلْوَاحِدُ ایک	اَلْاَحَدُ اکیلا	اَلصَّمَدُ لائق بھروسہ (بے نیاز)
اَلْقَادِرُ بھروسہ (قدرت وقوت والا)	اَلْمُقْتَدِرُ اقتدار والا	اَلْمُقَدِّمُ آگے کرنے والا
اَلْمُؤَخِّرُ پیچھے کرنے والا	اَلْاَوَّلُ سب سے پہلے	اَلْاٰخِرُ سب سے آخر
اَلظَّاهِرُ کھلا	اَلْبَاطِنُ چھپا	اَلْوَالِیُ مددگار
اَلْمُتَعَالِیُ عظمت والا	اَلْبَرُّ اِحسان فرمانے والا	اَلتَّوَّابُ توبہ قبول کرنے والا
اَلْمُنْتَقِمُ بدلہ لینے والا	اَلْعَفُوُّ معافی دینے والا	اَلرَّءُوْفُ رأفت والا
مَالِكُ الْمُلْكِ ملک کا مالک	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ غضب واکرام والا	اَلْمُقْسِطُ اِنصاف والا
اَلْجَامِعُ جمع فرمانے والا	اَلْغَنِیُّ بے پرواہی والا	اَلْمُغْنِیُ دینے والا

اَلْمَانِعُ نہ دینے والا	اَلضَّآرُّ نقصان کا مالک	اَلنَّافِعُ نفع کا مالک
اَلنُّوْرُ روشن کرنے والا	اَلْهَادِیُ ہدایت دینے والا	اَلْبَدِیْعُ بے مثال
اَلْبَاقِیُ ہمیشہ باقی	اَلْوَارِثُ وارث	اَلرَّشِیْدُ ہدایت دینے والا
	اَلصَّبُوْرُ صبر والا	

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ. اَللّٰهُ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ [1] ''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ننانوے اَسمائے مبارکہ ہیں یعنی ایک کم سو۔ جو اِن اَسمائے مبارکہ کی محافظت کرے جنت میں جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ طاق ہے اور طاق پسند فرماتا ہے'' کتب اَحادیثِ مبارکہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس سلسلہ میں دو روایات ہیں۔ ایک میں اسمائے مبارکہ کی فضیلت بیان ہے اور دوسری میں فضیلت کے ساتھ اَسمائے مبارکہ بھی بیان ہیں''۔ [2]

رَبِّ کریم کے کل نام یہ ہی نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات لامحدود ہے' اُس کے اَسمائے مبارکہ بھی لامحدود ہیں لیکن حصولِ برکت اور یاد کرنے کے لئے یہ اسمائے مبارکہ بیان فرمائے گئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محولہ بالا اَسمائے مبارکہ میں کافی' رب' قدیم' وتر' شدید' اکرم' اعلیٰ' اکرم الاکرمین' ذوالعرش المجید' فعال لما یرید' مالک یوم الدین' ذوالقوۃ المتین' احسن الخالقین وغیرہ وغیرہ بیان نہیں ہیں۔

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۶۴۱۰' مسلم حدیث نمبر ۵۔۲۹۷۷۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۶' ترمذی ۳۵۰۸۔ ۳۵۰۷' ۳۵۰۶' السنن الکبری للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۷' مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۱۶' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۶۷۵' مشکوٰۃ حدیث ۲۲۸۷۔ ۲۲۸۸' کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۳۳۔ ۱۹۳۴۔

ہمارا خالق و مالک اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ کے لئے ہیں' جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے' بہت مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ روزِ جزا کا مالک ہے۔ ۱ جو سارے اِنسانوں کا خالق ہے جس نے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا ہے۔ آسمان سے پانی اُتارتا اور پانی کے ذریعے زمین سے اَناج اور پھل اُگاتا ہے۔ ۲

مشرق و مغرب کا مالک ہے۔ وہ اَولاد سے پاک ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اُسی کی ملکیت ہے۔ آسمانوں اور زمین کو نیا پیدا فرمانے والا ہے۔ جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو اُس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ ۳

نیکی کا صلہ دینے والا' خبردار ہے۔ ۴ وہ اِلٰہِ واحد ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں' رحمت والا، مہربان ہے۔ ۵ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ) سنتا جانتا ہے۔ ۶ وہ قریب ہے جب پکارنے والا یعنی دُعا کرنے والا دُعا کرتا ہے تو اُس کی دُعا قبول فرماتا ہے۔ ۷ بے شک اللہ (جَلَّ مجدہٗ الکریم) بخشنے والا' مہربان ہے۔ ۸ سب کاموں کا رجوع اُسی کی طرف ہے۔ ۹ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ) خوب جانتا ہے' بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے۔۔۔ بے شک اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) زبردست حکمت والا ہے۔ ۱۰ اور اللہ (جَلَّ شانہٗ) جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیات (مقدسہ) لوگوں سے بیان فرماتا ہے۔ ۱۱ بے شک اللہ (جَلَّ شانہٗ) توبہ کرنے والوں کو اور پاک ستھرے لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ ۱۲

---

۱ الفاتحہ:۱ تا ۳ ۲ البقرۃ:۲۲_۲۱_۱۳ البقرۃ:۱۱۴ تا ۱۱۷ ۴ البقرۃ:۱۵۸_۱۵ البقرۃ:۱۶۳_۶ البقرۃ:۱۸۱
۷ البقرۃ:۱۸۵_۱۸ البقرۃ:۱۹۲_۱۹ البقرۃ:۲۱۰_۱۰ البقرۃ:۲۲۰_۱۱ البقرۃ:۲۲۱_۱۲ البقرۃ:۲۲۲_

اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ) غالب حکمت والا ہے۔ ۱۳ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شَانُہٗ) سب کچھ جانتا ہے۔ ۱۴ اور ہمارے کام دیکھ رہا ہے۔ ۱۵ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شَانُہٗ) لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے۔ ۱۶ اور ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ ۱۷ وہ بعض کو بعض سے دفع کرتا ہے۔ زمین کو تباہ ہونے سے بچاتا ہے۔ ۱۸

اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ آپ زندہ ہے اور اَوروں کو قائم اور زندہ رکھنے والا ہے۔ اُسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کون ہے جو اُس کے اِذن کے بغیر شفاعت کرے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے اور وہ نہیں پاتے اُس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔ اُس کی کرسی میں آسمان اور زمین سمائے ہوئے ہیں۔ اُسے ان کی نگہبانی بھاری نہیں ہے اور وہی ہے بلند بڑائی والا۔ ۱۹ اللہ (تبارک وتعالیٰ مولائے حقیقی) ایمان والوں کا والی ہے اُنہیں اَندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ ۲۰ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ) جسے چاہتا ہے، حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے حکمت ملی اُسے بھلائی ملی۔ ۲۱ اللہ (تبارک وتعالیٰ بے نیاز) نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ) سود کو ہلاک فرماتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ (جَلَّ شَانُہٗ) کو ناشکرے اور بڑے گنہگار پسند نہیں ہیں۔ ۲۲ اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے، جو کچھ ہمارے دل میں ہے، اُس کو ظاہر کریں یا اُس کو چھپائیں، وہ اُس کا حساب لے گا تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ (جَلَّ جلالہٗ) ہر چیز پر قادر ہے۔ ۲۳ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اُس کی طاقت کے مطابق۔ ۲۴

اللہ (علیم وخبیر) پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں۔ وہی ہے جو

---

۱۳ البقرۃ:۲۲۸۔ ۱۴ البقرۃ:۲۳۱۔ ۱۵ البقرۃ:۲۳۳۔ ۱۶ البقرۃ:۲۴۳۔ ۱۷ البقرۃ:۲۴۶۔ ۱۸ البقرۃ:۲۵۱۔ ۱۹ البقرۃ:۲۵۵۔ ۲۰ البقرۃ:۲۵۷۔ ۲۱ البقرۃ:۲۶۹۔ ۲۲ البقرۃ:۲۷۶۔ ۲۳ البقرۃ:۲۸۴۔ ۲۴ البقرۃ:۲۸۶۔

ماؤں کے پیٹ میں تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہتا ہے اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عزّت والا حکمت والا ہے۔ ۲۵ بے شک اللہ (رَبُّ العزت) بڑا دینے والا ہے۔ ۲۶ رَبُّ العالمین سارے لوگوں کو جمع فرمانے والا ہے۔ اُس دن جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) وعدہ نہیں بدلتا۔ ۲۷ اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ ۲۸ بے شک اللہ (ﷻ) جلد حساب لینے والا ہے۔ ۲۹ اور اللہ (علیم وبصیر) لوگوں کو دیکھنے والا ہے۔ ۳۰ اللہ (ﷻ) ملکوں کا مالک ہے جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک واپس لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزّت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے ذلت عطا فرماتا ہے' ساری بھلائیاں اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ دِن کا حصّہ رات میں ڈالتا ہے اور رات کا حصّہ دِن میں ڈالتا ہے۔ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے۔ ۳۱ اور اللہ (رَبُّ العالمین) ہی کی طرف پھرنا ہے۔ ۳۲ اور اللہ (رحیم وکریم) اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ ۳۳ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے خاص فرماتا ہے اور اللہ (ﷻ) بڑے فضل والا ہے۔ ۳۴ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سچّا ہے۔ ۳۵ بے شک اللہ (ﷻ) سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔ ہمارے کام اللہ (علیم وبصیر) کے سامنے ہیں۔ ۳۶ اور اللہ (ﷻ) ہمارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔ ۳۷ ہمارے دِلوں میں دشمنی تھی اُس نے ہمارے دِلوں میں ملاپ فرما دیا تو اُس کے فضل سے ہم بھائی بھائی ہو گئے۔ ہم دوزخ کی ایک غار کے کنارے پر تھے اُس نے ہمیں یہیں سے اِس سے بچا لیا۔ ۳۸ اللہ (ﷻ) کو معلوم ہے' ڈرو والے کون ہیں۔ ۳۹

---

۲۵ آلِ عمران: ۶۔ ۲۶ آلِ عمران: ۸۔ ۲۷ آلِ عمران ۹۔ ۲۸ آلِ عمران: ۳۱۔ ۲۹ آلِ عمران: ۱۹۔ ۳۰ آلِ عمران: ۲۰۔ ۳۱ آلِ عمران: ۲۷۔ ۲۶۔ ۳۲ آلِ عمران: ۲۸۔ ۳۳ آلِ عمران: ۳۰۔ ۳۴ آلِ عمران: ۷۵۔ ۳۵ آلِ عمران: ۹۵۔ ۳۶ آلِ عمران: ۹۸۔ ۳۷ آلِ عمران: ۹۹۔ ۳۸ آلِ عمران: ۱۰۳۔ ۳۹ آلِ عمران: ۱۱۵۔

اللہ (تبارک وتعالیٰ) ظالموں سے محبت نہیں فرماتا۔۴۰ اللہ (تبارک و تعالیٰ) صبر والوں سے محبت فرماتا ہے۔۴۱ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) محسنین سے پیار فرماتا ہے۔۴۲ اللہ (تبارک وتعالیٰ) توکل والوں سے محبت فرماتا ہے۔۴۳ اللہ (ﷻ) نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ اُن میں (عظیم الشان) نبی کریم (رؤف ورحیم ﷺ) کو مبعوث فرمایا جو اُن پر اُس (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ) کی آیاتِ (مبارکہ) تلاوت فرماتے ہیں۔ ایمان والوں کے دل کا تزکیہ فرماتے ہیں اور اُن کو کتابِ عظیم قرآنِ مجید کی تعلیم دیتے ہیں اور حکمت و دانائی کی باتیں سکھاتے ہیں۔۴۴ اور یہ کہ اللہ (ﷻ) ایمان والوں کا اَجر ضائع نہیں فرماتا۔۴۵ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہم کو کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے''۔ اُس نے ہمیں ایک جان سے پیدا فرمایا ہے اور اُسی میں سے اُس کا جوڑا بنایا اور اِن دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔۔۔ بے شک وہ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ ۴۶

بے شک اللہ (ﷻ) بلند بڑا ہے۔ ۴۷ اور اللہ (ﷻ) جاننے والا خبردار ہے۔ ۴۸ اللہ (ﷻ) ذرّہ بھر بھی کسی پر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی کرے تو اُسے دونا فرما دیتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔ ۴۹ بے شک اللہ (ﷻ) معاف فرمانے' بخشنے والا ہے۔۵۰ اور اللہ (ﷻ) کافی ہے (حقیقی) والی اور کافی ہے (حقیقی) مددگار۔ ۵۱ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) غالب حکمت والا ہے۔۵۲ اور اللہ (جَلَّ جلالہٗ) کافی ہے' کام بنانے والا۔۵۳ اللہ (جَلَّ جلالہٗ) کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ وہ قیامت کے دن ضرور اکٹھا فرمائے گا جس دن میں کوئی شک نہیں اللہ (ﷻ) سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔۵۴ اور اللہ (ﷻ) صلہ دینے والا' قدرشناس' چاہنے والا ہے۔۵۵ اور اللہ (جَلَّ شانہٗ) غالب اور حکمت والا ہے۔۵۶ اللہ

---

۴۰ آلِ عمران:۱۴۰۔ ۴۱ آلِ عمران:۱۴۶۔ ۴۲ آلِ عمران:۱۴۸۔ ۴۳ آلِ عمران:۱۵۹۔ ۴۴ آلِ عمران:۱۶۴۔ ۴۵ آلِ عمران:۱۷۱۔ ۴۶ النسآ:۱۔ ۴۷ النسآ:۳۴۔ ۴۸ النسآ:۳۵۔ ۴۹ النسآ:۴۰۔ ۵۰ النسآ:۴۳۔ ۵۱ النسآ:۴۵۔ ۵۲ النسآ:۵۶۔ ۵۳ النسآ:۸۱۔ ۵۴ النسآ:۸۷۔ ۵۵ النسآ:۱۴۷۔

(ﷻ) تو ایک ہی معبود (برحق) ہے' پاک ہے وہ اُس چیز سے کہ اُس کے کوئی بچہ ہو۔ اُسی کا مال ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ (ﷻ) کافی ہے (حقیقی) کارساز۔ ۵۷ بے شک اللہ (ﷻ) احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ ۵۸ بے شک اللہ (ﷻ) حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں فرماتا۔ ۵۹ اور اللہ (ﷻ) جانتا ہے جو کوئی ظاہر کرتا ہے یا جو کوئی چھپاتا ہے۔ ۶۰ اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔ ۶۱ اور اگر اللہ (ﷻ) تجھے کوئی بُرائی پہنچائے تو اُس (کے مقابلے میں آ کر اُس) کے سوا کوئی دُور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی حکمت والا ہے' خبردار۔ ۶۲

اُس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں' اُنہیں وہی جانتا ہے ☆ اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اُسے جانتا ہے۔۔۔ اور وہی ہے جو رات کو روحیں قبض کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کوئی دِن میں کچھ کماتا ہے۔ پھر دِن کو وہی اُٹھاتا ہے تاکہ (زندگی کی) مدت پوری ہو۔ پھر اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ بتا دے گا جو کچھ لوگ کرتے ہیں۔ ۶۳

بے شک اللہ (ﷻ) دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے۔ سورج اور چاند حساب کے لئے بنائے' زبردست جاننے والا ہے۔ اُس نے ہمارے لئے ستارے بنائے تاکہ ہم خشکی اور تری (یعنی جنگلوں صحراؤں اور دریاؤں اور سمندروں) میں راہ پائیں۔ وہی ہے جس نے ہمیں ایک جان سے پیدا فرمایا۔ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا اور زمین سے ہر اُگنے والی چیز نکالی سبزیاں' کھجوروں کے گابھے' انگور کے باغ' زیتون اور انار کسی بات میں ملتے ہیں اور کسی بات میں الگ۔ ۶۴

بغیر کسی نمونے کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے نہ اُس کی اولاد ہے

---

۵۶ النسآء: ۱۵۸۔ ۵۷ النسآء: ۱۷۱۔ ۵۸ المائدۃ: ۱۳۔ ۵۹ المائدۃ: ۸۷۔ ۶۰ المائدۃ: ۹۹۔ ۶۱ الانعام: ۱۴۔ ۶۲ الانعام: ۱۸۔ ۱۷۔ ☆ بتانے کی اس آیت میں نفی نہیں۔ ۶۳ الانعام: ۶۰۔ ۵۹۔ ۶۴ الانعام: ۹۵ تا ۹۹۔

اور نہ ہی بیوی۔ اُس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ یہ ہے ہمارا اللہ (ﷻ) اُس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آنکھیں اُسے اَحاطہ نہیں کرتیں بلکہ سب آنکھیں اُس کے اَحاطہ میں ہیں۔ وہی ہے نہایت باریک بیں اور خبردار۔ ۶۵

اُس نے اپنے پیارے محبوب کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرمایا: اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) اُنہیں فرمائیں آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں کہ تمہارے رب نے تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم کسی کو اُس کا شریک کرو۔ والدین سے حسنِ سلوک کرو۔ مفلسی کے باعث اَولاد کو قتل نہ کرو۔ وہ تمہارا اور اُن سب کا رازق (حقیقی) ہے۔ کھلی اور چھپی بے حیائیوں سے بچو۔ جس جان کی اُس نے حرمت رکھی ہے اُسے ناحق قتل نہ کرو۔ یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ ناپ اور تول پورا کرو جب بات کرو تو اِنصاف کی بات کرو۔ عہد کی پاسداری کرو۔ یہ اللہ (ﷻ) کا ''سیدھا راستہ'' ہے۔ ۶۶

اللہ (ﷻ) نے آسمانوں اور زمین کو چھ دِنوں میں تخلیق فرمایا۔ پھر عرش پر اِستواء فرمایا (جیسا اُس کی شان کے لائق ہے)۔ رات اور دن کو ایک دوسرے سے ڈھانپتا ہے کہ جلد اُس کے پیچھے لگا آتا ہے۔ سورج' چاند اور ستارے تخلیق فرمائے۔ سب اُس کے حکم کے بندھے ہوئے ہیں۔ سن لو! اُسی کے ہاتھ میں ہے پیدا فرمانا اور حکم دینا۔ بڑی برکت والا ہے' سارے جہانوں کو پالنے والا۔ ۶۷

وہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے۔ اُس کی رَحمت کے آگے مژدہ سناتی یہاں تک کہ جب اُٹھا لائیں بھاری بادل اُنہیں مردہ شہروں کی طرف چلاتا ہے۔ پھر اُن سے پانی اُتارتا ہے پھر اُس سے طرح طرح کے پھل پیدا فرماتا ہے۔ ۶۸

وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند کو نور اور اُس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور اللہ (ﷻ) نے یہ سب کچھ حق بنایا ہے بے شک رات اور دن کو (بڑا چھوٹا) بدلتا ہوا فرمایا۔ اِن تمام مخلوقات میں علم والوں اور

۶۵ الانعام ۱۰۱ تا ۱۰۳۔ ۶۶ الانعام: ۱۵۱۔۱۵۳۔ ۶۷ الاعراف: ۵۴۔۶۸ الاعراف: ۵۷۔

ڈرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ ۶۹ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کانوں اور آنکھوں کا مالک و خالق ہے۔ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور تمام کاموں کی تدبیریں فرماتا ہے۔ یہ ہمارا اللہ (جَلَّ جلالہٗ) سچا رَبّ (کریم) ہے۔ ۷۰ اللہ (علیم وخبیر) سے زمین و آسمان میں کوئی چیز ذرّہ برابر بھی غائب نہیں نہ کوئی چھوٹی اور نہ کوئی بڑی۔ ۷۱ زمین پر ہر چلنے والے کا رازق (حقیقی) اللہ (ﷻ) ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کہاں کوئی ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔ ۷۲ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ۷۳ اللہ (ﷻ) نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو بلند فرمایا۔۔۔ سورج اور چاند کو مسخر فرمایا اور وہی ہے جس نے زمین پھیلائی اور اُس میں لنگر (پہاڑ) اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے (کھٹے میٹھے، گرم سرد، خشک تر) رات سے دن کو چھپایا۔ ۷۴ ہر چھپے اور ظاہر کو جاننے والا ہے اور سب سے بڑا بلندی والا ہے۔ ۷۵ وہی بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بدلیاں اُٹھاتا ہے۔ رعد اُس کی تسبیح اور حمد بیان کرتی ہے اور فرشتے بھی اُس کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور کڑک بھیجتا ہے جس پر چاہتا ہے۔ ۷۶

ہر کوئی اللہ (ﷻ) کو سجدہ کرتے ہیں خوشی سے یا مجبوری سے اور اُن کی پرچھائیاں بھی صبح وشام اُس کو سجدہ کرتے ہے۔ اللہ (ﷻ) ہر چیز کا خالق ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔ ۷۷ ہمارے لئے کشتی کو مسخر فرمایا جو برابر چل رہی ہے اور ہمارے لئے رات اور دن مسخر کئے اگر ہم اللہ (ﷻ) کی نعمتیں گنیں تو گن نہیں سکتے۔ ۷۸ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے آسمان میں بُرج بنائے اور اُسے دیکھنے والوں کے لئے (ستاروں سے) آراستہ فرمایا۔ ۷۹ اللہ (رَبُّ العالمین) کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں وہ اُنہیں ایک معلوم اندازے سے نازل فرماتا ہے۔ ۸۰

---

۶۹ یونس:۵،۶۔ ۷۰ یونس ۳۱۔۳۲۔ ۷۱ یونس ۶۱۔ ۷۲ ھود:۶۔ ۷۳ یوسف:۲۱۔ ۷۴ الرعد:۲۔۳۔۵۔ ۷۵ الرعد:۹۔۶۔ ۷۶ الرعد:۱۳۔۱۲۔ ۷۷ ۱۵،۱۶۔ ۷۸ ابراہیم:۳۲تا۳۴۔ ۷۹ الحجر:۱۶۔۱۸۔ ۸۰ الحجر:۲۱۔

اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انسان کو ننھی بوند سے تخلیق فرمایا۔۔۔ چوپائے پیدا فرمائے اُن میں ہمارے لئے گرم لباس اور منافع ہیں اُن میں سے ہم کھاتے ہیں اُن میں ہمارا جمال ہے جب وہ شام کو واپس (ڈیروں میں) آتے ہیں اور جب چرنے کے لئے چھوڑتے ہیں وہ ہمارے بوجھ اُٹھا کر لے کر جاتے ہیں۔ بے شک ہمارا ربّ (کریم) نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے۔۸۱ وہی ہے جس نے ہمارے لئے دریا مسخر فرمائے۔ اُس میں سے (ہم) تازہ گوشت (یعنی مچھلیاں) کھاتے ہیں۔ اُس میں سے موتی نکالتے ہیں جسے (عورتیں) پہنتی ہیں۔ اور کشتیوں (بحری جہازوں) کے ذریعے اُس میں رزق تلاش کرتے ہیں۔۸۲

اور اللہ (ﷻ) آسمان سے پانی اُتارتا ہے۔ اُس سے مردہ (یعنی بنجر) زمین زندہ (یعنی زرخیز) فرما دیتا ہے۔ اس میں سننے والوں کے لئے نشانیاں رکھی ہیں۔ ہمارے لئے چوپایوں میں درس (عبرت) ہے۔ ہمیں اُس میں سے پلاتا ہے جو اُن کے پیٹ میں ہے (بھوسہ اور گاس ان خشک چیزوں سے دُودھ نکالتا ہے) گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دُودھ پینے والوں کے گلے میں آسانی سے اُتر جاتا ہے۔ بے شک اس میں عقل والوں کے لئے ربّ (ذوالجلال والاکرام) کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔۸۳

ہمارے ربّ (ذوالجلال والاکرام) نے شہد کی مکھی کی طرف وحی فرمائی کہ پہاڑوں میں، درختوں اور چھتوں میں اپنے گھر بنا۔ پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور اپنے ربّ (کریم) کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم اور آسان ہیں۔ اُس کے پیٹ میں سے رنگ برنگ ایک چیز نکلتی ہے (یعنی شہد) جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے اللہ (ربّ العالمین) کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔۸۴

اللہ (ﷻ) نے (ہم میں) ایک کو دوسرے پر رزق میں فضیلت عطا فرمائی ہے۔۸۵

اللہ (خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ) نے ہمارے لئے ہماری جنس سے عورتیں پیدا فرمائیں اور ہمارے لئے عورتوں میں سے بیٹے پوتے اور نواسے پیدا فرمائے اور ہمیں ستھری

---

۸۱ النحل: ۴ تا ۷۔ ۸۲ النحل: ۱۴۔ ۸۳ النحل: ۶۶۔ ۸۴ النحل: ۶۹۔ ۸۵ النحل: ۷۱۔

چیزوں سے روزی عطا فرمائی۔ ۸۶ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ہم (عام انسانوں) کو ہماری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا فرمایا۔ ہم (عام لوگ) کچھ نہ جانتے تھے۔ ہمیں کان، آنکھ اور دل دیئے تا کہ اُس کا شکر ادا کریں۔ ۸۷ اللہ (ﷻ) ہی نے آسمان کے درمیان پرندے روکے ہوئے ہیں جنہیں وہی روکے ہوئے ہے۔ جس میں ایمان والوں کے لئے اللہ (ﷻ) کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ ۸۸ اللہ (ﷻ) نے ہمیں رہنے کے لئے گھر دیئے اور چوپایوں کی کھالوں سے (کمبل، غالیچے اور خیمے) ہم اُن کی اُون اور کھال سے برتنے کی چیزیں (سویٹر برتن جیکٹیں وغیرہ) بناتے ہیں۔ جو ایک وقت مقررہ تک استعمال ہوتی ہیں۔ اللہ (رَبُّ العزّت) نے ہمیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے (خیمہ وغیرہ) پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں (غاریں) اور ہمارے لئے پہناوے بنائے (سوتی لباس) یہ لباس ہمیں سردی اور گرمی سے بچاتے ہیں۔ ہم پر اپنی بے شمار نعمتیں فرمائیں تا کہ ہم اُس کے فرمانبردار ہو جائیں۔ ۸۹ (ربّ کریم رؤف ورحیم نے اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم ﷺ سے) فرمایا: اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھے وعظ کے ذریعے دعوت دو۔ اور جب بحث کا موقع بنے تو بہتر طریقے سے بحث کرو۔ اللہ (ﷻ) ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔ ۹۰ پاک ہے وہ ذات (اللہ ﷻ کی) جو اپنے (محبوب) بندے (نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا تا کہ اپنے (محبوب) بندے (ﷺ) کو اپنی عظیم نشانیاں دکھائے، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ ۹۱ اللہ (ﷻ) نے ہر انسان کی قسمت اُس کے گلے میں لگا دی ہے اور اُس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالا جائے گا جسے کھلا ہوا پائے گا اور فرمایا جائے گا "اپنا نامۂ (اعمال) پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کے لئے کافی ہے جو راہ پر آیا اُس نے اپنے بھلے کے لئے ہی ہدایت پائی اور جو بہکا تو اپنے بُرے کو ہی گمراہ

۸۶ النحل: ۷۲۔ ۸۷ النحل: ۷۸۔ ۸۸ النحل: ۷۹۔ ۸۹ النحل: ۸۰۔ ۸۱۔ ۹۰ النحل: ۱۲۵۔ ۹۱ بنی اسرائیل: ۱۔

ہوا اور کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی۔ ۹۲ ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اِن میں ہے سب اللہ (عزوجل) کی تسبیح بیان کرتے ہیں کوئی چیز نہیں جو اُس کی تسبیح اور حمد بیان نہ کرتی ہو۔ ہاں! البتہ ہم اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) حِلم والا اور بخشنے والا ہے۔ ۹۳ بے شک ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اَولاد کو عزت دی اور اُن کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور اُن کو ستھری چیزیں روزی دیں اور اُن کو اپنی مخلوق سے افضل فرمایا۔ ۹۴ اللہ (تبارک وتعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: ہم نے قرآنِ (مجید) میں اُتارا ہے جو چیز ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کا نقصان ہی بڑھتا ہے اور جب ہم اِنسان پر اِحسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور جب اُسے تکلیف اور برائی پہنچتی ہے تو نا اُمید ہو جاتا ہے۔ ۹۵ سب اُس کے نام اچھے ہیں چاہے اُس کو اللہ (عزوجل) یا رحمٰن (عزوجل) کہہ کر پکارو۔ اور سب خوبیاں اللہ (عزوجل) کے لئے ہیں جس نے اپنے لئے بچہ اِختیار نہیں فرمایا اور اُس کی بادشاہی میں اُس کا کوئی شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اُس کا مددگار نہیں اُس کی بڑائی ہے اور اُس کی بڑائی کے لئے تکبیر کہو۔ ۹۶

اللہ (عزوجل) جس دن پہاڑوں کو چلائے گا اور ہم زمین کو کھلی ہوئی دیکھیں گے اور جب اللہ (عزوجل) اُن کو اُٹھائے گا تو اُن میں سے کسی کو نہ چھوڑے گا (یعنی قبروں میں کوئی نہ رہے گا سب اُٹھا لئے جائیں گے۔ اِنسان بھی اور دوسری مخلوقات بھی)۔ سب اللہ (عزوجل) کے حضور صفیں باندھے حاضر ہوں گے۔ سب رَبّ (کریم) کے حضور اَیسے ہی آئیں گے جیسے پہلی بار بنائے گئے تھے۔ سب کے سامنے نامۂ اَعمال رکھا جائے گا مجرم اُس کے لکھے ہوئے سے ڈرتے ہوں گے۔ ۹۷

اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلّ جلالہٗ اپنے پیارے محبوب کریم رؤف ورحیم (صلی اللہ علیک وسلم) سے فرماتا ہے اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم)

۹۲ بنی اسرائیل: ۸۲، ۸۳۔ ۹۳ بنی اسرائیل: ۴۴۔ ۹۴ بنی اسرائیل: ۷۰۔ ۹۵ بنی اسرائیل: ۸۲، ۸۳۔ ۹۶ بنی اسرائیل: ۱۱۱، ۱۱۶۔ ۹۷ الکہف: ۴۷ تا ۴۹۔

آپ (ﷺ) فرمائیں اگر سمندر میرے رب کی باتوں (کو لکھنے) کے لئے سیاہی بن جائے تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا لیکن میرے رَبّ (کریم) کی باتیں ختم نہیں ہوں گی۔ اگرچہ ایسا سمندر اور اُس کی مدد کے لئے آئے۔ ۹۸ اللہ (وحدہٗ لاشریک ہے) اگر آسمان وزمین میں اللہ (وحدہٗ لاشریک) کے سوا اور معبود ہوتے تو وہ (آسمان وزمین) ضرور تباہ ہو جاتے تو پاک ہے عرشِ عظیم کا رب۔ ۹۹ اللہ (رَبُّ العالمین) نے جتنے رسول (علیہم السلام) بھیجے سب کی طرف وحی فرمائی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○ ''کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس میری عبادت کرو''۔ ۱۰۰ اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دِن عدل کا ترازو رکھے گا۔ کسی جان پر ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے لے آئے گا اور اللہ (عزوجل) کافی ہے' حساب لینے والا۔ ۱۰۱ اللہ (سبحانہ) نے (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کے لئے پہاڑ مسخر فرما دیئے اُن کے ساتھ پہاڑ اور پرندے تسبیح کرتے جب وہ تسبیح کرتے۔ یہ سب اللہ (قادرِ مطلق) کے کام ہیں۔ (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کے لئے ہوا مسخر فرما دی۔ اُن کے حکم سے چلتی اُس زمین کی طرف جس میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے برکت رکھی۔ ۱۰۲ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ربّ ذوالجلال والاکرام وحدہٗ لاشریک نے فرمایا ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے تو آپ (ﷺ) فرما دیں کہ مجھے تو یہی وحی ہوئی ہے کہ اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کہ تمہارا معبود نہیں مگر ایک۔ ۱۰۳ ربّ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے: لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو غور کرو کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا' پھر پانی کی بوند سے' پھر خون کی پھٹک سے' پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے نقشہ بنی اور تمہیں ماؤں کے پیٹوں میں ایک مقرر مدت تک ٹھہرائے رکھا پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتے ہیں۔ پھر تم میں سے کوئی جوانی کو پہنچتا ہے کوئی پہلے

---

۹۸ الکہف: ۱۰۹۔ ۹۹ الانبیآء: ۲۲۔ ۱۰۰ الانبیآء: ۲۵۔ ۱۰۱ الانبیآء: ۴۷۔ ۱۰۲ الانبیآء: ۷۹۔ ۸۰۔ ۱۰۳ الانبیآء: ۱۰۷۔ ۱۰۸۔

ہی مرجاتا ہے اور کوئی بڑھاپے تک پہنچتا ہے۔ ۱۰۴ اللہ (رَبُّ العالمین ذوالجلال والاکرام) کو سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت انسان اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے۔ جسے اللہ (جل جلالہ) ذلیل کرے اُسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ (خالق کائنات) جو چاہے کرے۔ ۱۰۵ جو اللہ (وحدہٗ لاشریک) کے بارے میں جھگڑا کریں گے اُن کے لئے آگ کے کپڑے ہوں گے اور اُن کے سروں پر (جہنم کا) کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے اُن کی کھالیں اور جو کچھ اُن کے پیٹوں میں ہوگا سب کچھ گل جائے گا اور اُن کے لئے لوہے کے گرز ہیں جب گھٹن کے سبب اُس سے نکلنا چاہیں گے پھر اُس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور حکم ہوگا کہ آگ کا عذاب چکھو۔ ۱۰۶ اللہ (عزوجل) فرماتا ہے! میں جن لوگوں کو زمین پر قبضہ اور غلبہ عطا فرماتا ہوں (اور ہوں وہ ایمان والے) تو وہ زمین پر نماز کا نظام برپا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں اور سب کاموں کا انجام اللہ (قادر مطلق) ہی کے لئے ہے۔ ۱۰۷ اللہ (رحیم وکریم) نے ہمارے بس میں کر دیا ہے جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی کہ دریا میں اُس کے حکم سے چلتی ہے اور اللہ (وحدہٗ لاشریک) ہی ہے جو آسمان کو روکے ہوئے ہے وگرنہ وہ زمین پر گر جائے۔ اِس لئے کہ اللہ (رحیم وکریم) لوگوں پر بڑی مہربان والا اور مہربان ہے۔ ۱۰۸ وہی ہے جو ہمیں زندہ کرتا ہے وہ مارے گا اور پھر وہی زندہ بھی فرمائے گا۔ اللہ (عزوجل) بڑے حلم اور برداشت والا ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ جن لکڑی پتھر کے بتوں کو لوگ پوجتے ہیں۔ وہ اگر سب اکٹھے ہو جائیں تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور مکھی اگر اُن سے کچھ چھین کر لے جائے تو چھڑا نہیں سکتے کتنا کمزور ہے چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا گیا۔ اُنہوں نے اللہ (عزوجل) کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔ بے شک اللہ (عظیم) قوت والا ہے۔ ۱۰۹ اللہ (مختار حقیقی) اُن ایمان والوں کو جنت الفردوس کا وارث بناتا ہے جو

۱۰۴ الحج: ۵۔۱۰۵ الحج: ۱۸۔۱۰۶ الحج: ۱۹ تا ۲۲۔۱۰۷ الحج: ۴۱۔۱۰۸ الحج: ۶۵، ۶۶۔۱۰۹ الحج: ۷۳، ۷۴

اپنی نمازوں میں گڑگڑاتے ہیں۔ بے ہودہ باتوں کی طرف التفات نہیں کرتے۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں' اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں' جو امانت کی حفاظت کرتے ہیں اور وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں اور اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہ لوگ جنت الفردوس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۱۱۰ اللہ (تبارک وتعالیٰ) بڑی برکت والا ہے اور احسن الخالقین ہے۔ ۱۱۱ اللہ (ﷻ) ساتوں آسمانوں اور بڑے عرش کا مالک ہے۔ اُس کے قابو میں ہے ہر چیز۔ وہ حقیقی پناہ دینے والا ہے اُس کے خلاف کوئی پناہ دینے والا نہیں۔۔۔ اللہ (وحدہٗ لاشریک) نے کوئی بچہ اختیار نہیں کیا اور نہ اُس کے سوا کوئی دوسرا الٰہ ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی مخلوق لے جاتا۔ اللہ (رَبُّ العالمین) شریکوں سے پاک ہے وہ ہر غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔ ۱۱۲ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ ۱۱۳ تو اللہ (ذوالجلال والاکرام جلّ جلالہ) بہت بلندی والا بادشاہ ہے۔ اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ عزت والے عرش کا مالک ہے اور خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ہے۔ ۱۱۴ سب سے برتر رحم والا ہے۔ معاشرے کو خوبصورت بنانے اور برائی اور بے حیائی سے بچانے کے لئے فرمایا ہے کہ (اے محبوب ﷺ آپ ﷺ مردوں کو) فرمائیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لئے بہت ستھرا ہے۔ اور عورتوں کو حکم فرمادیں کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگار (نامحرموں کو) نہ دکھائیں۔۔۔۔ ۱۱۵ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "اللہ (واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہ) آسمانوں اور زمین کا نور ہے"۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اُس میں چراغ ہے اور وہ چراغ ایک فانوس میں ہے اور وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا' روشن ہوتا ہے' برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا قریب ہے کہ

---

۱۱۰ المؤمنون:۱تا۱۱۔ ۱۱۱ المؤمنون:۱۴۔ ۱۱۲ المؤمنون:۸۶تا۹۲۔ ۱۱۳ المؤمنون:۱۱۶۔ ۱۱۴ المؤمنون:۱۱۸۔ ۱۱۵ النور:۳۰۔۳۱۔

اُس کا تیل بھڑک اُٹھے۔ اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے (نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ)۔ اللہ (ھادیٔ حقیقی) اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ ۱۱۶ اللہ (ﷻ) کی تسبیح بیان کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ط "سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح" اور اللہ (علیم وخبیر) اُن کے کاموں کو جانتا ہے۔ ۱۱۷ شانِ خداوندی یہ ہے کہ "بے شک اللہ (قادرِ مطلق) نرم نرم چلاتا ہے بادل کو پھر اُنہیں آپس میں ملاتا ہے پھر اُنہیں تہہ بر تہہ فرما دیتا ہے پھر اُن کے بیچ سے پانی نکلتا ہے اور اُس میں آسمان سے اُتارتا ہے برف کے پہاڑ کچھ اَولے پھر اُنہیں جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے اور جس سے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) رات اور دن کی تبدیلی فرماتا ہے۔ بے شک اِس میں نگاہ والوں کے لئے عبرت کا مقام ہے۔ اور اللہ (خالقِ حقیقی) نے زمین پر ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا فرمایا ہے تو اُن میں سے کوئی پیٹ پر چلتا ہے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور اُن میں سے کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے اللہ (ﷻ) بناتا ہے جو چاہے بے شک اللہ (ﷻ) سب کچھ کر سکتا ہے۔ ۱۱۸

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے قرآنِ (مجید) اپنے (محبوب) بندے پر اُتارا جو سارے جہانوں کو ڈر سنانے والے ہیں۔ وہی ہے یعنی اللہ (وحدہٗ لاشریک) جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اُس کی سلطنت میں اُس کا کوئی شریک نہیں اُس نے ہر چیز پیدا فرما کر ٹھیک اَندازے سے رکھی ہے۔ لوگوں نے اُس کے علاوہ (جھوٹے) معبود ٹھہرا لئے وہ کچھ نہیں بناتے اور خود بنائے گئے ہیں وہ اپنی جانوں کے بُرے بھلے کے مالک نہیں، نہ مرنے کا اختیار، نہ جینے کا اور نہ اُٹھنے کا۔ ۱۱۹

(رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرمایا: اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرمائیں، کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ کیسا پھیلایا سایہ (یعنی رات جو زمین کا سایہ ہے) اگر چاہتا تو اُسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا پھر سورج کو اُس پر دلیل کیا پھر

۱۱۶ النور:۳۵۔ ۱۱۷ النور:۴۱۔ ۱۱۸ النور:۴۳۔۴۴۔ ۱۱۹ الفرقان:۱۔۲۔

آہستہ آہستہ اُسے اپنی طرف سمیٹا اُسی نے رات کو پردہ کیا اور نیند کو آرام اور دن کو اُٹھنے کے لئے بنایا اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آگے مژدہ سناتی ہوئی اور آسمان سے پاک کرنے والا پانی اُتارا تا کہ اُس سے کسی مردہ شہر کو زندہ کیا جائے اور اُس (پانی) کو پلائیں چوپایوں اور انسانوں کو۔ بے شک پانی کے پھیرے رکھے گئے ہیں تا کہ لوگ دھیان کریں۔ ۱۲۰ اللہ (ﷻ) ہی ہے (قادرِ مطلق) جس نے دو سمندر جاری فرمائے ایک نہایت شیریں اور ایک کھاری، نہایت تلخ اور اُن کے درمیان پردہ رکھا اُسی نے انسان کو پانی سے بنایا پھر اُس کے رشتے اور سسرال مقرر کئے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔ ۱۲۱ بڑی برکت والا ہے (اللہ ﷻ) وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اُن میں سورج (چراغ) رکھا اور چمکتا ہوا چاند۔ ۱۲۲

قادرِ مطلق، مختارِ حقیقی ربِ ذوالجلال والاکرام کی شان ہے کہ چیونٹیوں کو بولنے کی طاقت دیتا ہے جیسا کہ سورۃ النمل میں ہے **قَالَتْ نَمْلَةٌ يَاأَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ** ۱۲۳ ''ایک چیونٹی (منذرہ یا طاحیہ چیونٹیوں کی سردار) بولی، اے چیونٹیوں! اپنے گھروں میں چلی جاؤ''۔ اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو چیونٹی کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی تو وہ **فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا** ۱۲۴ ''اُس کی بات سن کر مسکرا کر ہنسے''۔ ہدہد نے عطائے ربّانی سے حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے کلام کیا۔ عرض کرنے لگا میں نے ایک عورت دیکھی ہے جو (شہر سبا میں) بادشاہی کر رہی ہے اور اُسے ہر چیز میں سے ملا ہے۔ اور اُس کا تخت بہت بڑا ہے۔ میں نے اُسے اور اُس کی قوم کو دیکھا ہے، اللہ (ربُّ العزّت) کو چھوڑ کر سورج کو پوجا کرتے ہیں اور سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے اعمال اُن کی نگاہ میں سنوار دیئے ہیں اور اُن کو سیدھی راہ سے روک دیا ہے اور وہ ہدایت پر نہیں ہیں۔ وہ اُس اللہ (ﷻ) کو سجدہ

---

۱۲۰ الفرقان: ۴۴ تا ۵۰۔ ۱۲۱ الفرقان: ۵۳۔۵۴۔ ۱۲۲ الفرقان: ۶۱۔۶۲۔ ۱۲۳ النمل: ۱۸۔ ۱۲۴ النمل: ۱۹۔

کیوں نہیں کرتے۔ جو نکالتا ہے آسمان اور زمین کی چھپی چیزیں۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ ۱۲۵ ''اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے''۔

قادرِ مطلق واجب الوجود وحدہٗ لاشریک کُن فرما کر کام فرمانے والا اپنے دوستوں کو بڑی بڑی طاقتیں اور قوتیں عطا فرمانے والا ہے۔ عقلِ انسانی دھنگ رہ جاتی ہے۔ اُس کے بندوں کو وہ طاقت جو خود رَبِّ ذُوالجلال والاکرام نے عطا فرمائی ہے جب اُن کی جلوہ گری ملاحظہ کی جاتی ہے تو رَبِّ ذُوالجلال والاکرام وحدہٗ لاشریک کی عظمتوں اور رفعتوں اور بلندیوں کا اندازہ لگانے میں عقل بے بس ہو جاتی ہے۔

رَبِّ ذُوالجلال والاکرام کے پیارے نبی حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا: اے میرے درباریو! تم میں سے کون ہے جو ملکہ بلقیس کا تخت لے کر آئے گا' قبل اِس کے کہ وہ ہمارے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو۔ تو ایک جن بولا میں اُس تخت کو آپ کے اَجلاس کے برخاست ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا اور میں بے شک اِس پر قوت والا' اَمانت دار ہوں۔ (مگر حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو اِتنی دیر پسند نہ آئی)۔ تو آپ کے درباریوں میں سے ایک شخص (جس کا نام تفاسیر میں حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ آتا ہے) نے عرض کی اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ط ''میں آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ تخت حاضر کروں گا''۔ (حضرت باباجی سرکار رنگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں)

اَکھ جھپکوں پہلاں لے آون بلقیس دا تخت سبا وچوں
اَیہہ طاقت رَب نے بخشی اَے نبیاں دے در دے فقیراں نوں

چنانچہ آنکھ جھپکی نہ تھی کہ حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو فرمایا هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۱۲۶ ''یہ میرے رب کا فضل ہے''۔

---

۱۲۵ النمل: ۲۴ تا ۲۷۔ ۱۲۶ النمل: ۳۹۔۴۰۔

اللہ (عزوجل) دشمنوں کے پاس اپنے پیاروں کو بھیج کر اُن کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے گھر پہنچا دیا تو اُس کی بیوی نے کہا قُرَّةُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ط "یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"۔ اِس کو قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اِسے بیٹا بنالیں گے"۔ اللہ (عزوجل) دشمنوں کو بھی نوازتا ہے۔ قارون کو اِتنا خزانہ عطا فرمایا کہ اُس کے خزانوں کی چابیاں (مخچروں کی) ایک زور آور جماعت اُٹھاتی تھی جب اُس بے وقوف سے پوچھا کہ یہ مال تجھے کہاں سے ملا؟ تو احمق کہنے لگا اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۱۲۷ "یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے"۔ اللہ (عزوجل) نے اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ (عزوجل) سے بچانے میں اُس کی مدد کرتی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔ ۱۲۸ اللہ (تبارک وتعالیٰ) حقیقی نجات دہندہ ہے وہ اپنی مخلوق میں جس کو چاہے نجات دینے والا بنا سکتا ہے۔ لیکن وہ اُس کا شریک نہیں ہوگا بلکہ یہ نمونہ ہوگا کہ جب اُس کی مخلوق بڑے بڑے مصائب سے نجات دے سکتی ہے بعطائے الٰہی تو خالقِ کائنات کا نجات دینا کیسی شان کا ہوگا۔ اِسی تناظر میں فرشتوں کا نجات دینا رَبِّ ذُوالجلال والاکرام نے اپنی کتاب لاریب میں بیان فرمایا ہے۔ جب فرشتوں نے حضرت سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) کو عرض کی کہ ہم (حضرت سیّدنا) لوط (علیہ السلام) کی بستی کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں (تو حضرت سیّدنا) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: اُس میں (حضرت) لوط (علیہ السلام) بھی ہیں تو فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اُس میں ہے لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ "ہم اُنہیں (یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو) اور اُن کے گھر والوں کو سوائے اُن کی بیوی کے ضرور نجات دیں گے"۔ جب فرشتے حضرت سیّدنا لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اُن کو عرض کیا اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَتَكَ ۱۲۹ "بے شک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو

۱۲۷ القصص: ۷۸۔ ۷۶۔ ۱۲۸ القصص: ۸۱۔ ۱۲۹ العنکبوت: ۳۲۔ ۳۳۔

نجات دیں گے سوائے آپ کی بیوی کے کیونکہ وہ (بستی میں) رہ جانے والوں میں ہے"۔

اللہ (ﷻ) نے (نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو) فرمایا (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) پڑھیں جو کتاب ہم نے آپ (ﷺ) پر وحی فرمائی ہے اور نماز قائم فرمائیں اور (اپنے غلاموں سے فرمائیں) بے شک نماز بے حیائی اور بُری بات سے منع کرتی ہے اور بے شک اللہ (ﷻ) کا ذکر سب سے بڑا ذکر ہے۔ ۱۳۰ [(ذکر اللہ سے مراد نماز ہے جو تمام عبادات سے اَفضل ہے یا عام ذکر اللہ ہے کیونکہ عبادات کا بدلہ جنت ہے اور ذکر الٰہی کا بدلہ ذکر ہے۔ رَبّ ذُوالجلال والاکرام فرماتا ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا یا اس سے مراد حضور ﷺ ہیں یعنی تمام مخلوق میں اَفضل ہیں۔ ایمان والوں سے فرماتا ہے۔ "اے میرے ایمان والے بندو! بے شک میری زمین بڑی وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری طرف پھرو گے۔ ۱۳۱ جان رکھو سب کا رازق (حقیقی) اللہ (خیر الرازقین) ہے اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ (ﷻ) فرماتا ہے میں اُنہیں بھی روزی دیتا ہوں اور تمہیں بھی اور وہی سنتا جانتا ہے۔ ۱۳۲ اللہ (ﷻ) کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے ہمیں مٹی سے بنایا۔ یہ بھی اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہماری جنس سے جوڑے بنائے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اُس کی نشانیاں ہیں اور ہماری زبانوں اور رنگینیوں کا اِختلاف بھی اُس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔ رات میں سونا اور دن میں اللہ (ﷻ) کا فضل تلاش کرنا بھی اُس کی نشانیوں میں سے ہے اور یہ بھی اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہمیں بجلی دکھاتا ہے جو ہمیں ڈراتی اور خوف دلاتی ہے اور آسمان سے پانی اُتار کر مردہ زمین کو زندہ فرماتا ہے۔ یہ بھی اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں (سبھی مرنے کے بعد زمین میں دفن ہو جائیں گے یا فضاؤں میں جسموں کے ٹکڑے بکھر جائیں گے یا دریاؤں میں مچھلیاں

---

۱۳۰ العنکبوت: ۴۵۔ ۱۳۱ العنکبوت: ۵۷۔ ۵۶۔ ۱۳۲ العنکبوت: ۶۰۔

کھا جائیں گی) پھر جب ایک ندا کرنے والا ہمیں زمین سے ندا کرے گا جبھی ہم سب نکل پڑیں گے اُسی کی مِلک میں ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اُسی کے زیرِ حکم ہیں۔ وہی ہے جو اوّل بناتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا اُسی کی شان آسمانوں اور زمین میں سب سے برتر ہے اور وہی عزّت وحکمت والا ہے۔ ۱۳۳ اللہ (ﷻ) ہے جس نے ہمیں ابتداء میں کمزور بنایا پھر ہمیں ناتوانی سے طاقت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا' وہ بناتا ہے جو چاہے وہی علم اور قدرت والا ہے۔ ۱۳۴ اللہ (ﷻ) فرماتا ہے کہ میرا شکر ادا کرو اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بے شک اللہ (ﷻ) بے پرواہ ہے اور سب خوبیوں والا ہے۔ ۱۳۵ اللہ (ﷻ) فرماتا ہے۔ ایک باپ کو چاہئے کہ اپنے بیٹے کو وعظ کرے۔ کیونکہ اولاد کی تعلیم وتربیت ماں باپ کا فرض ہے۔ (حضرت) لقمان (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو وعظ کیا کہ اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ (ﷻ) کا شریک نہ ٹھہرانا۔ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ ۱۳۶ اللہ (ﷻ) کی شان ہے کہ برائی اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگی پھر وہ چٹان میں آسمان میں یا زمین میں جہاں کہیں ہوگی اللہ (ﷻ) اُس کو لے آئے گا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ○ ''بے شک اللہ (ﷻ) ہر بات کا جاننے والا خبردار ہے''۔ ۱۳۷ حضرت لقمان (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا: ''اے میرے بیٹے نماز قائم کر اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اُس پر صبر کر۔ بے شک یہ ہمت کا کام ہے اور کسی سے بات کرتے ہوئے اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ بے شک اللہ (ﷻ) اکڑنے والے مغرور کو پسند نہیں کرتا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کو پست رکھ۔ بے شک آوازوں میں بُری آواز گدھے کی ہے۔ ۱۳۸

اللہ (ﷻ) کی لاریب بے حد وحساب شان یہ ہے کہ اگر زمین میں جتنے

---

۱۳۳ الروم: ۲۰ تا ۲۷۔ ۱۳۴ الروم: ۵۴۔ ۱۳۵ لقمان: ۱۲۔ ۱۳۶ لقمان: ۱۳۔ ۱۳۷ لقمان: ۱۶۔ ۱۳۸ لقمان: ۱۷ تا ۱۹۔

درخت ہیں۔ سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اُس کی سیاہی ہوں اور پھر سات سمندر اور سیاہی ہوں تو مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ۱۳۹ ''اللہ (ﷻ) کی باتیں ختم نہ ہوں گی' بے شک اللہ (ﷻ) عزت والا حکمت والا ہے''۔ بے شک اللہ (ﷻ) کے پاس ہے' قیامت کا علم اور بارش اُتارتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ ۱۴۰ ''بے شک اللہ (ﷻ) جاننے والا بتانے والا ہے''۔

سب تعریفیں اللہ (ﷻ) کے لئے ہیں' وہ (حقیقی) مالک ہے ہر اُس چیز کا جو آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور آخر میں اُس کی تعریف ہے اور وہی حکمت والا اور خبردار ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمانوں سے اُترتا ہے اور جو اُس میں چڑھتا ہے [(جیسے فرشتے اور مقبول بندوں کی دُعائیں یا اُن کی روحیں اور نیک اعمال سب اُس کے علم میں اُیسی عظمت والا ربّ ذوالجلال والاکرام حقیر سے حقیر اور اعلیٰ سے اعلیٰ ہر ایک کی خبر رکھتا ہے)]۔ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ ۱۴۱ ''اور وہی ہے مہربان' بخشنے والا''۔

آسمان و زمین اللہ (ﷻ) کے گھیرے اور قبضے میں ہیں جس کو چاہے زمین میں دھنسا دے۔ جس پر چاہے آسمان کا ٹکڑا گرا دے۔ اس میں نشانیاں ہیں رجوع لانے والے بندوں کے لئے۔ اللہ (ﷻ) نے حضرت داؤد (علیہ السلام) پر بڑا فضل فرمایا۔ فرمایا: اے پہاڑو! ان کے ساتھ اللہ (ﷻ) کی طرف رجوع کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم ہے)۔ اور ہم نے اُن کے لئے لوہا نرم کیا۔ کہ وسیع زرہیں بنائیں اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھیں اور تم سب نیکی کرو' بے شک اللہ (ﷻ) تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اور (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کے بس میں ہوا کر دی۔ اُن کی صبح کی

۱۳۹ لقمان:۳۱۔ ۱۴۰ لقمان:۳۴۔ ۱۴۱ السبا:۲۔۱۔

منزل ایک ماہ مسافت اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ اور ہم نے اُس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنوں میں سے تابع کر دیئے۔ اور وہ جو اُس کے آگے کام کرتے ہیں تابع کر دیئے۔ اُس کے رَبّ (ذوالجلال والاکرام) کے حکم سے اور جو اُن میں ہمارے حکم سے پھرے ہم اُسے بھڑکتی آگ میں عذاب چکھائیں گے۔ ۱۴۲

تمام تعریفیں اللہ (ﷻ) کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے دو دو تین تین چار چار پَر ہیں (یہ پَروں کی زیادتی اُن کے مراتب کی زیادتی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ فرشتہ آنِ واحد میں آسمان وزمین کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ بعض فرشتوں کے بہت زیادہ پر ہیں (حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر ملاحظہ فرمائے۔ فرشتوں کے پر پرندوں کی طرح نہیں ہیں)۔ بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے اللہ (ﷻ) ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ (ﷻ) بندوں کے لئے جو رحمت کھولے گا اُس کا کوئی روکنے والا نہیں اور اگر وہ کچھ روک لے اور اُس سے (مقابلہ کر کے) کوئی کھولنے والا نہیں وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ ۱۴۳ ''اور وہی عزت وحکمت والا ہے''۔ اللہ (ﷻ) نے پھل نکالے رنگ برنگ اور پہاڑوں میں راستے ہیں' سفید اور سرخ رنگ اور کالے سیاہ اور آدمیوں اور چوپایوں کے رنگ یوں ہی طرح طرح کے ہیں۔ اللہ (ﷻ) سے اُس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ○ ۱۴۴ ''بے شک اللہ (ﷻ) عزت والا بخشنے والا ہے''۔ تمام خوبیاں اللہ (ﷻ) کے لئے ہیں جس نے ہمارا غم دُور فرمایا اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ○ ''بے شک ہمارا رب (کریم) بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے''۔ وہ جس نے اپنے فضل سے ہمیں آرام کی جگہ اُتارا۔ ہمیں اُس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے اور نہ ہمیں اُس میں کوئی تھکان لاحق ہو۔ ۱۴۵ آسمان اور زمین میں اللہ (ﷻ) کے قابو سے کوئی شے نہیں نکل سکتی۔ بے شک وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔ اور اگر اللہ

۱۴۲ السبا: ۹ تا ۱۲۔ ۱۴۳ فاطر: ۲۔ ۱۔ ۱۴۴ فاطر: ۲۸۔ ۱۴۵ فاطر: ۳۵۔

(تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلّ جلالہٗ) لوگوں کو اُن کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی پشت پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر معیاد تک اُنہیں ڈھیل دیتا ہے۔ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ ۱۴۶ "پھر جب اُن کا وعدہ آئے گا تو بے شک اللہ (ﷻ) کے سب بندے اُس کی نگاہ میں ہیں"۔

پاکی ہے اُسے جس نے جوڑے بنائے اُن چیزوں سے جنہیں زمین اُگاتی ہے اور جو اُن سے اور اُن چیزوں سے جن کی اُنہیں خبر نہیں اور اُن کے لئے ایک نشانی رات ہے جس پر اللہ (ﷻ) اُس پر دن کھینچ لیتا ہے جبھی وہ اندھیرے میں ہیں اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے یہ حکم ہے زبردست حکمت والے کا۔ اور چاند کے لئے اللہ (ﷻ) نے منزلیں مقرر فرمائیں یہاں تک کہ ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی ڈالی۔ سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے اور رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے۔ ۱۴۷ جو لوگ کل قیامت کے دن اپنے جرموں کا انکار کریں گے تو ربّ ذوالجلال والاکرام اُن کے مونہوں پر مہر لگا دے گا پھر اُن کے ہاتھ اللہ (ﷻ) سے کلام کریں گے اور اُن کے پاؤں اُن کے کئے کی گواہی دیں گے۔ قادرِ مطلق وحدہٗ لاشریک اللہ ﷻ فرماتا ہے اور اگر ہم چاہتے تو اُن کی آنکھیں مٹا دیتے پھر لپک کر رستے کی طرف جاتے تو اُنہیں کچھ نہ سوجھتا۔ ۱۴۸ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے کیا اُنہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے بنائے ہوئے چوپائے اُن کے لئے پیدا کئے تو یہ اُن کے مالک ہیں اور زور والے ہاتھیوں اور اُونٹوں کو اُن کے لئے نرم کر دیا تو کسی پر سوار ہوتے ہیں (جیسے گھوڑے اور خچر) اور کسی کو کھاتے ہیں (جیسے گائے اُونٹ وغیرہ) اُن کے لئے اُن میں کئی نفعے اور پینے کی چیزیں (جیسے دُودھ اور گوشت وغیرہ) ہیں تو کیا یہ شکر نہ کریں گے۔۔۔۔ کیا انسان نے نہ دیکھا کہ ہم نے اُسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے اور اپنی پیدائش بھول گیا اور کہتا ہے کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جب کہ وہ بالکل گل گئیں؟ اللہ (تبارک وتعالیٰ

۱۴۶ فاطر: ۴۵۔۴۴۔ ۱۴۷ یٰسین: ۳۶ تا ۴۰۔ ۱۴۸ یٰسین: ۶۵۔۶۶۔

جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے آپ ﷺ کو فرمایا ہے۔ یُحْیِیْهَا الَّذِیْ اَنْشَاهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ۝ ''اُنہیں وہی زندہ فرمائے گا جس نے پہلی بار اُنہیں بنایا تھا اور اُسے ہر پیدائش کا علم ہے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم فرماتا ہے اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اُن جیسے اور نہیں بنا سکتا کیوں نہیں! وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ ''اور وہی ہے پیدا فرمانے والا سب کچھ جانتا ہے''۔ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ ۱۴۹ ''اُس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اُس سے فرماتا ہے ہو جا تو ہو جاتی ہے''۔ تو پاک ہے اُسے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے اور اُس کی طرف پھر کر جانا ہے۔

رَبِّ ذوالجلال والاکرام طرح طرح سے اپنی قدرتوں کو دِکھاتا ہے جب حضرت سیّدنا ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے تو اُنہیں رَبِّ کائنات نے فرمایا: زمین پر پاؤں مارو تو اُن کے پاؤں مارنے (کی برکت سے) زمین سے ٹھنڈے پانی کا نہانے اور پینے کا چشمہ جاری ہو گیا اور اُنہیں اُن کے گھر والے اور اُن کے برابر اپنی رحمت سے اور عطا فرمایئے۔ ۱۵۰

اللہ (عزوجل) نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اُس سے زمین میں چشمے بنائے پھر اُس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی (جن کی رنگتیں لذتیں اور اثر مختلف ہوتے ہیں) پھر سوکھ جاتی ہے اور پیلی پڑ جاتی ہے پھر اُسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔۔۔ تو جس کا سینہ اللہ (عزوجل) نے اسلام کے لئے کھول دیا۔ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ ''تو وہ اپنے رب کی طرف سے نُور پر ہے''۔ مگر خرابی ہے اُن کے لئے جن کے دِل اللہ (عزوجل) کی یاد کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ ۱۵۱

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ ''اللہ (عزوجل) نے سب سے اچھی کتاب (قرآنِ مجید) اُتاری ہے''۔ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی ہے۔ اِس کی تلاوت سن کر بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور جو لوگ اللہ (عزوجل) سے

۱۴۹ یٰسین: ۷۹ تا ۸۳۔ ۱۵۰ ص: ۴۲۔۴۳۔ ۱۵۱ الزمر: ۲۱۔۲۲۔

ڈرتے ہیں' اُن کی کھالیں اور دِل نرم پڑتے ہیں اور وہ ذکرِ الٰہی کی طرف رغبت کرتے ہیں' یہ اللہ (ﷻ) کی ہدایت ہے۔ جس کو چاہتا ہے' عطا فرما دیتا ہے اور جسے اللہ (ﷻ) گمراہ چھوڑ دے' اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں''۔ ۱۵۲ اللہ (ﷻ) آسمانوں اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے۔ عالم الغیب اور عالم شہادہ ہے۔ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اِختلاف رکھتے ہیں۔ ۱۵۳

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ ''اللہ (ﷻ) ہر چیز کا پیدا فرمانے والا اور ہر چیز کا مختار و وکیل (حقیقی) ہے''۔ اُسی کی ملکیت ہیں آسمانوں اور زمین کی چابیاں اور جنہوں نے اللہ (ﷻ) کی آیات (مبارکہ) کا اِنکار کیا وہی خسارے میں ہیں''۔ ۱۵۴ اللہ (ﷻ) قیامت کے دِن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اُس کی قدرت سے تمام آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے۔ اور صور پھونکا جائے گا اور بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ہیں مگر جسے اللہ (ﷻ) چاہے پھر صور دوبارہ پھونکا جائے گا (چالیس سال کے بعد یعنی چالیس سال جتنا عرصہ گزر جائے گا کیونکہ سورج اُس وقت نہیں ہوگا وہ فنا ہو چکا ہوگا) جبھی وہ (لوگ جو قبروں میں ہوں گے) کھڑے ہو جائیں گے زمین جگمگا اُٹھے گی اپنے رب کے نور سے۔ ۱۵۵

اللہ (ﷻ) عزت والا' علم والا' گناہ بخشنے والا' توبہ قبول کرنے والا' سخت عذاب کرنے والا اور بڑے انعام والا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ ۱۵۶ ''اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔ اللہ (ﷻ) نے ایسے فرشتے بھی تخلیق فرمائے ہیں جو اُس کے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں (جو اِس وقت چار ہیں اور قیامت کے دِن آٹھ ہو جائیں گے) وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ○ (الحاقۃ:۱۷) ''اور جو اُس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور اُس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان

۱۵۲ الزمر:۲۳_۱۵۳ الزمر:۴۶_۱۵۴ الزمر:۶۲_۶۳_۱۵۵ الزمر:۶۷ تا ۶۹_۱۵۶ المومن:۲'۳

والوں کی بخشش مانگتے ہیں''۔ ہمارے ربّ (کریم) تیری رحمت وعلم میں ہر چیز سمائی ہے تو اُنہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ چلے اور اُنہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے ربّ (کریم) اور تو اُنہیں بسنے کے باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے اور اُن کو جو نیک اُن کے باپ دادا اور بیبیوں اور اَولاد ہیں۔ بے شک تو ہی عزّت وحکمت والا ہے اور اُنہیں گناہوں کی شامت سے بچالے اور جسے تو نے (قیامت کے) دن گناہوں کی شامت سے بچالیا تو بے شک تو نے اُس پر رحم فرمایا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ ۱۵۷ قیامت کے روز ربّ ذوالجلال والاکرام مطلق وبسیط وبے حد ﷻ پوچھے گا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ''آج کس کی بادشاہی ہے''۔ پھر خود ہی ارشادِ مبارک فرمائے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ ''آج ایک اللہ (ﷻ) سب پر غالب کی (بادشاہی) ہے''۔ آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی آج کسی پر زیادتی نہیں ہوگی۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۱۵۸ ''بے شک اللہ (ﷻ) جلد حساب لینے والا ہے''۔ اللہ (ﷻ) چوری چھپے کی نگاہ جانتا ہے (کنکھیوں سے نامحرم عورتوں کو دیکھنا مراد ہے۔ اِس پر بھی پکڑ ہے کیونکہ بُری نگاہ دِل میں شہوت کا بیج بوتی ہے) اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے (یعنی بُرے عقیدے اور بُرے اِرادے) اور اللہ (ﷻ) سچا فیصلہ فرماتا ہے۔۔۔ بے شک اللہ (ﷻ) سنتا دیکھتا ہے''۔ ۱۵۹

اللہ (ﷻ) فرماتا ہے جو کہیں رَبُّنَا اللّٰهُ ''ہمارا رب اللہ (ﷻ) ہے''۔ پھر اِس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے اور اُنہیں کہیں گے نہ ڈرو (آئندہ سے) اور نہ غم کرو (گذشتہ کا) اُس جنت پر خوش ہو جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ ہم دُنیا اور آخرت کی زندگی میں تمہارے دوست ہیں اور (جنت میں) تمہارے لئے جو تمہارا جی چاہے اور وہ کچھ ہے تمہارے لئے جو تم مانگو نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ ۱۶۰ ''مہمانی بخشنے والے مہربان (ربّ کریم) کی طرف سے''۔

---

۱۵۷ المؤمن: ۷ تا ۹۔ ۱۵۸ المؤمن: ۱۷۔۱۸۔ ۱۵۹ المؤمن: ۱۹۔ ۱۶۰ حٰمٓ السجدہ: ۳۰ تا ۳۲۔

اللہ (ﷻ) ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں اور دُعا قبول فرماتا ہے اُن کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اُنہیں اپنے فضل سے اور انعام عطا فرماتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور اگر اللہ (ﷻ) سب بندوں کا رزق وسیع فرما دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے لیکن اللہ (ﷻ) اَندازے سے اُتارتا ہے جتنا چاہے۔ اِنَّـهٗ بِعِبَـادِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ○ ''بے شک وہ (یعنی اللہ ﷻ) اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے۔ اللہ (ﷻ) بارش اُتارتا ہے اُن کے نا اُمید ہونے پر اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے۔ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ○ ''وہی سب کام بنانے والا سب خوبیوں والا ہے''۔ اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے اِس میں پھیلائے اور اُن کے اکٹھا کرنے پر اللہ (ﷻ) قادر ہے' جب چاہے۔ ۱۶۱ اور اللہ (ﷻ) کی نشانیوں میں سے ہیں' دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑیاں (بڑی بڑی کشتیاں اور بحری جہاز اور بحری بیڑے) وہ چاہے تو ہوا تھما دے کہ اُس کی پیٹھ پر ٹھہری رہ جائیں۔ بے شک اِس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کے لئے۔ ۱۶۲ اللہ (ﷻ) کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پیدا فرماتا ہے جو چاہے' جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے عطا فرمائے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ فرما دے اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ○ ۱۶۳ ''بے شک وہ علم اور قدرت والا ہے''۔

''اور اللہ (ﷻ) ہی کی مِلک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر (فوجیں) اور اللہ (ﷻ) عزت وحکمت والا ہے''۔ ۱۶۴

اور اللہ (ﷻ) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتا ہے۔ ''بے شک ہم نے آپ (ﷺ) کو بھیجا ہے حاضر وناظر' خوش خبریاں سنانے والے اور ڈر سنانے

۱۶۱ الشوریٰ: ۲۵تا۲۹۔ ۱۶۲ الشوریٰ: ۳۲۔۳۳۔ ۱۶۳ الشوریٰ: ۵۰۔ ۱۶۴ الفتح: ۷۔

والے تا کہ اے لوگو! تم اللہ (ﷻ) پر اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ اور (رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ (ربُّ العالمین) کی تسبیح بیان کرو۔ ۱۶۵

اللہ (ﷻ) نے اِنسان کی تخلیق فرمائی ہے اور اللہ (ﷻ) جانتا ہے جو وسوسہ اُس کو نفس ڈالتا ہے۔ اور اللہ (ﷻ) دِل کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ ۱۶۶

اللہ (ﷻ) فرماتا ہے **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ** ○ ''اور میں نے جن اور اِنسان نہیں پیدا فرمائے مگر اِس لئے کہ میری بندگی کریں''۔ میں اُن سے رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا دیں میں تو خود بڑا رزق دینے والا، قوت والا، قدرت والا ہوں۔ **اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ** ○ ۱۶۷

اللہ (ﷻ) کی تسبیح بیان کرتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزّت وحکمت والا ہے۔ اُسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت زندہ فرماتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی اوّل ہے اور وہی آخر ہے اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔۔۔ جانتا ہے جو کچھ زمین کے اَندر جاتا ہے اور جو اِس سے باہر نکلتا ہے اور جو آسمانوں سے اُترتا ہے اور آسمانوں میں چڑھتا ہے۔ اللہ (ﷻ) ہمارے ساتھ ہے ہم کہیں ہوں اور اللہ (ﷻ) ہمارے کام دیکھ رہا ہے۔ ۱۶۸

اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے جو ڈرتا ہے اللہ (ﷻ) اُس کے لئے نجات کے راستے نکال دے گا اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ (ربُّ العالمین) پر بھروسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے۔ بے شک اللہ (قادرِ مطلق) اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ (قادرِ مطلق) نے ہر چیز کا ایک

۱۶۵ الفتح: ۸۔۹۔ ۱۶۶ ق: ۱۶۔ ۱۶۷ الذاریات: ۵۶ تا ۵۸۔ ۱۶۸ الحدید: ۱ تا ۴۔

اندازہ رکھا ہے۔ ۱۶۹ (لہٰذا انسان توکل کرے یا نہ کرے ملے گا وہی جو مقدر میں ہیں تو توکل چھوڑ کر ثواب سے محروم نہیں ہونا چاہئے)۔ اللہ (ﷻ) ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اُنہی کے برابر زمینیں۔ حکم اُن کے درمیان اُترتا ہے تاکہ ہم جان لیں کہ اللہ (مالک الملک) سب کچھ کرسکتا ہے۔ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہٗ) کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ ۱۷۰

اللہ (ﷻ) بڑی برکت والا ہے۔ وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جس نے موت اور زندگی پیدا فرمائی تاکہ تمہارا امتحان ہو کہ تم میں سے کس کا کام زیادہ اچھا ہے اور وہی عزت والا بخشش والا ہے۔ جس نے سات آسمان ایک دوسرے کے اُوپر بنائے، تو رحمٰن (ﷻ) کے بنانے میں کیا فرق دیکھتے ہو نگاہ اُٹھا کر دیکھو کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ پھر دوبارہ نظر اُٹھا کر دیکھیں گے تو نظر ناکام لوٹے گی تھکی ماندی۔ بے شک اللہ (ﷻ) نے نیچے کے آسمان (دُنیا) کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیطانوں کے لئے مار کیا اور اُن کے لئے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار ہے۔ ۱۷۱

اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہٗ) غیب کا جاننے والا (عالم الغیب) اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہٗ) اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں (علیہم السلام) کے کہ اُن کے آگے پیچھے پہرا مقرر فرما دیتا ہے تاکہ دیکھ لے اُنہوں نے اپنے ربّ (کریم) کے پیغام پہنچا دیئے۔ ۱۷۲

اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہٗ) فرماتا ہے، بے شک انسان پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہیں تھا۔ بے شک اللہ (ﷻ) نے انسان کو ملے جلے پانی سے پیدا فرمایا تاکہ اُسے جانچے تو انسان کو

۱۶۹ الطلاق: ۲۔۳۔ ۱۷۰ الطلاق: ۱۲۔ ۱۷۱ الملک: ۱ تا ۵۔ ۱۷۲ الجن: ۲۶۔۲۷۔

سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ ''سنتا دیکھتا کردیا''۔ ۱۷۳

اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ) فرماتا ہے مجھے اِس شہر کی قسم کہ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) اِس شہر میں تشریف فرما ہیں اور آپ (ﷺ) کے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی قسم کہ اُس کی اَولاد کہ آپ (ﷺ) ہو۔ ۱۷۴

اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ) نے آپ (ﷺ) کا (نورانی) سینہ (مبارک) کشادہ فرمایا۔۔۔اور آپ (ﷺ) کے لئے آپ (ﷺ) کا ذکر بلند فرمایا۔ ۱۷۵

اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ) کا یہی حکم ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ) کی بندگی کریں صرف اُسی (کو اپنا معبود برحق سمجھتے ہوئے اُسی) پر عقیدہ لائیں ایک طرف کے ہو کر نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہ سیدھا دین ہے۔۔۔جو ایمان لائے اور اَچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں اُن کا صلہ اُن کے رَبّ (کریم) کے پاس ہے، بسنے والے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اُن میں ہمیشہ رہیں گے رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط یہ اس لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔ ۱۷۶

قُلْ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرما دیجئے هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ۱۷۷ ''وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ) ایک ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہٗ) بے نیاز ہے۔ نہ اُس کی کوئی اَولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اُس کے جوڑ کا کوئی ہے''۔

---

۱۷۳ الدھر:۱۔۲۔ ۱۷۴ البلد:۱تا۳۔ ۱۷۵ الم نشرح:۱۔۴۔ ۱۷۶ البینۃ:۵۔۷۔ ۱۷۷ الاخلاص:۱تا۵

حضور نبی کریم رؤف ورحیم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین،
شفیع المذنبین، اِمام الانبیاء، قائد الخیر، امام الخیر، صاحب التاج
والمعراج، اِمام القبلتین، راحۃ العاشقین، سراج السالکین،
محبّ الفقراء والغرباء، نبی الحرمین، صاحبِ قاب قوسین،
محبوبِ ربِّ المغربین والمشرقین احمدِ مجتبیٰ
حضرت **محمد مصطفیٰ** ﷺ

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ

وِلادتِ باسعادت:

حضور نبی کریم رؤف ورحیم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء، قائد الخیر، امام الخیر، صاحب التاج والمعراج، امام القبلتین، راحۃ العاشقین، سراج السالکین، محبّ الفقراء والغرباء، نبی الحرمین، صاحبِ قابَ قوسین، محبوبِ ربّ المغربین والمشرقین، احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل شریف بروز پیر دُنیا میں جلوہ اَفروز ہوئے۔

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا اِسم مبارک محمد ﷺ رکھا۔

سیرت ابنِ ہشام میں سیرت نگار حضرت محمد بن اسحاق بن یسار ابومحمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ عَامَ الْفِيْلِ [1] ''رسول اللہ ﷺ پیر کے دِن ۱۲ ربیع الاوّل (شریف) عام الفیل میں پیدا ہوئے''۔ (عام الفیل سے مراد وہ سال ہے جس سال اَصحابِ فیل نے مکہ مکرمہ پر لشکر کشی کی تھی اور وہ شکست فاش سے ذلیل ہوئے تھے)۔ آپ ﷺ کے عظیم المرتبت والدِ ماجد کا اِسم مبارک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت عبدالمطلب ہے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نہایت پاکدامن اور نیک سیرت اِنسان تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نبوت کا نور آپ کی جبینِ مبارک سے چمکتا تھا۔ نکاح کے بعد بغرض تجارت ملکِ شام کی طرف سفر فرمایا۔

---

[1] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد ۱ ص ۱۲۰، (المکتبۃ العصریہ۔ صیدا بیروت)، تاریخ طبری جلد ۲ ص ۱۲۵، تاریخ ابن خلدون ۲ ص ۱۰۷، محمد رسول ﷺ (از محمد رضا قاہرہ یونیورسٹی) جلد ۱ ص ۱۰۲، الوفا لابن جوزی ص ۹۰۔

واپسی پر مدینہ منورہ میں بیمار ہو کر دارِ فانی سے پردہ فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ پچیس برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دادی جان کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ آپ کی عظیم المرتبت والدہ ماجدہ کا اسم شریف حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت وہب رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی نانی جان کا نام برّہ بنت عبدالعزیٰ ہے۔

سب سے پہلے آپ سرکار ﷺ کی والدہ محترمہ نے دُودھ پلایا اور دو تین روز کے بعد ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دُودھ پلایا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب النکاح'' میں بَابٌ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی ''رضاعت کا بیان اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِس ارشادِ پاک میں کہ جو رشتہ خون سے حرام ہوتا ہے وہ دُودھ سے بھی حرام ہوتا ہے'' کے باب میں لکھا ہے:۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِیْ لَهَبٍ' وَكَانَ اَبُوْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ ﷺ ۲ (حضرت ثویبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابولہب کی لونڈی تھیں۔ ابولہب نے اُن کو آزاد کر دیا تھا (جب اُنہوں نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی وِلادتِ باسعادت کی خوش خبری سنائی تھی) پھر اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دُودھ پلایا تھا''۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دُودھ پلایا۔ دو سال چند ماہ دُودھ پلانے کے بعد حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر دیا۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عمر شریف جب چھ برس کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئیں۔ بعض کہتے ہیں آپ کے دادا کے ننہال بنو عدی بن نجار سے ملنے گئی تھیں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ

---

۲ بخاری جلد۲ص ۷۶۴ تیسیر الباری جلد۷ص ۳۱۔

بھی آپ کے ساتھ تھے اور حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ کی دایہ تھیں وہ بھی ساتھ تھیں۔ ایک ماہ تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے' واپسی میں جب مقام ابواء میں پہنچیں تو اُن کا اِنتقال ہوگیا اور ابواء میں ہی مدفون ہوئیں۔ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس آئیں۔ [۳]

والدہ ماجدہ کے اِنتقال کے بعد حضرت عبدالمطلب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اپنے پاس رکھتے تھے۔ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طبعی عمر شریف ۸ سال ہوئی تو آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی وصال فرما گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے حضرت ابوطالب کو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پرورش کے متعلق وصیّت کی تھی کیونکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے والدِ گرامی اور حضرت ابوطالب ایک ماں سے تھے جن کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھا۔ حضرت ابوطالب نے نہایت شفقت ومحبت سے آپ ﷺ کی پرورش کی اور مثلِ مہربان باپ کے آپ ﷺ کی خبر گیری کرتے تھے۔ عربوں کی جاہلیت سے آپ ﷺ بالکل بیزار تھے۔ لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے۔ خلوت کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھا ہوا تھا۔

اَسمائے مبارکہ:

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اَسمائے گرامی کثیر تعداد میں قرآنِ مجید' کتب سماویہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زبانوں سے مذکور ہیں۔ سب سے مشہور نام (حضرت) محمد (ﷺ) ہے۔ یہ نام آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے رکھا جب اُن سے پوچھا گیا آپ نے اِن کا نام اپنے والدین کے نام پر کیوں نہیں رکھا حالانکہ یہ نام آپ کی قوم میں کسی کا بھی نہیں' اُنہوں نے فرمایا یہ نام اِس لئے رکھا کہ تمام اہل زمین آپ ﷺ کی ثناء کریں گے۔ [۴] ایک روایت میں ہے' فرمایا میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور زمین میں لوگ آپ (ﷺ) کی مدح

---

[۳] سیرت رسول عربی۔ [۴] اشعۃ اللمعات جلد ۲ جز ۴ ص ۴۸۱ (فارسی) چھاپہ نوریہ رضویہ سکھر' رحمۃ للعالمین جلد ۱ ص ۴۱ (چھاپہ شیخ غلام علی اینڈ سنز)' سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۱۵ (عربی بیروت لبنان)۔

کریں۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ اُن کی پُشت سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی ہے اس کا ایک سرا آسمان' دوسرا مشرق اور تیسرا سرا مغرب میں ہے' اس کے بعد زنجیر درخت بن گئی۔ اُس کے ہر پتہ پر نور ہے۔ اہل مشرق اور اہل مغرب اُس درخت کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔ یہ خواب لوگوں میں بیان ہوا تو اُنہوں نے یہ تعبیر کی کہ آپ کی پشت سے ایک ہستی پیدا ہوگی۔ اہل مشرق اور اہل مغرب اُن کے تابع ہوں گے۔ آسمان اور زمین میں اُن کی مدح کی جائے گی اس وجہ سے آپ نے اُن کا نام (حضرت) محمد (ﷺ) رکھا۔ ۵

آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی خواب دیکھا کہ کہنے والا کہہ رہا ہے کہ آپ کے بطن پاک میں اُمّت کے سربراہ اور پیغمبر ہیں جب اُن کی ولادت ہو تو اُن کا نام محمد ﷺ رکھنا اور یہ بھی منقول ہے کہ یہ نام اس سے پہلے کسی کا نہیں ہے۔ اہلِ کتاب نے یہ خبر دی تھی کہ نبی آخرالزماں ﷺ کا اسمِ مبارک محمد (ﷺ) ہوگا تو چار اشخاص نے اسی آرزو میں اپنے بیٹوں کا یہی نام رکھا کہ شاید اُنہیں نبوت ملے۔ چونکہ اُنہوں نے آپ ﷺ کا اسم گرامی سن کر بعد میں نام رکھا اس لئے اُن کا یہ عمل بعد کا ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے:

آپ ﷺ کے اَلقاب اور اَسمائے مبارکہ قرآنِ مجید میں کثیر ہیں۔ علماء کرام نے اِن کی معین تعداد بیان نہیں کی۔ بعض نے ننانوے نام موافق اَسمائے الٰہی ﷻ کے ذکر کیے ہیں۔ حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے اَسمائے مبارکہ میں سے تیس اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ مخصوص فرمائے ہیں۔ بعض نے فرمایا اگر آپ لوگ پہلی کتابوں' قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں تلاش کریں تو تین سو نام مبارک ہیں۔ ایک روایت کے مطابق چار سو ہیں۔ حضرت قاضی ابوبکر بن العربی علیہ الرحمہ' جو عظیم علماء مالکیہ میں سے ہیں' نے فرمایا ہے کہ بعض صوفیاء کے نزدیک اللہ ﷻ کے ایک ہزار اَسمائے مبارکہ ہیں اور اُس کے حبیب

۵ اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۴۸۱' سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۱۱۷۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی ہزار اُسمائے مبارکہ ہیں۔ ۶

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے تین نام مبارک حمد سے مشتق ہیں محمد' احمد اور محمود (ﷺ)۔ محمد (ﷺ) کے معنی ہیں ہر طرح' ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کا حمد کیا ہوا۔ یا اُن کی ہر ادا کی' ہر وصف کی' ذات کی حمد کی ہوئی۔ مخلوق بھی اُن کی حمد کرے' خالقِ کائنات بھی اُن کی حمد فرمائے۔ جتنی نعمتیں' جتنی سوانح عمریاں' ہر زبان میں' ہر وقت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ہو رہی ہیں' اتنی کسی کی نہیں ہوئیں' ایسا کیونکر نہ ہو کہ قیامت کے دن آپ ﷺ مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے اور آپ ﷺ کی تعریفیں ہوں گی۔ حساب و کتاب تو چار گھنٹے میں ختم ہو جائے گا جبکہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے ۷

آپ ﷺ اپنے اُسمائے مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

حدیث شریف نمبر۱:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اِنَّ لِیْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ ۸ ''میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد (ﷺ) ہوں' میں احمد (ﷺ) ہوں' اور میں حمد کرنے والا ہوں کہ میرے ذریعے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کفر کو محو فرمائے گا اور میں جامع ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب (ﷺ) وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو''۔

حدیث شریف نمبر۲:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم

---

۶ اشعۃ اللمعات جلد۲ جز۴ ص۴۸۱ (فارسی)' سیرت حلبیہ جلد۱ ص۱۱۵۔ ۷ مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد۸ ص۴۲ حاشیہ نمبر۱۔ ۸ بخاری حدیث نمبر۴۸۹۶۔۳۵۳۲' مسلم حدیث نمبر۲۳۵۴' ترمذی حدیث نمبر۲۸۴۰' مسند احمد جلد۴ ص۴۰۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۷۷۶' مرقاۃ جلد۱۰ ص۴۵۶' شرح السنہ جلد۷ ص۱۵۔

رؤف ورحیم ﷺ فرماتے تھے: اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ الْمُقَفّٰی وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَةِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ ۹ ''میں محمد (ﷺ) ہوں اور میں احمد (ﷺ) ہوں اور مقفّی ہوں اور میں حاشر ہوں اور میں توبہ کا نبی ہوں اور میں رحمت کا نبی ہوں''۔

اِسم مبارک محمد (ﷺ) حمد سے اِسم مفعول ہے یعنی مضاعف سے مبالغہ کے لئے ہے اور احمد (ﷺ) بھی حمد سے واقع علی المفعول ہے۔ اسم محمد (ﷺ) سے حمد کی کثرت واَہمیت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوئی ہے۔ اسی بات کو شاعرِ اِسلام، عاشقِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے ایک شعر میں لکھتے ہیں:

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُوا الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ ۱۰

''اللہ (عزوجل) نے آپ ﷺ کی عظمت کی وجہ سے آپ ﷺ کا نام مبارک اپنے اسم عظیم سے مشتق فرمایا۔ دیکھو ربُّ العرش تو محمود ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم محمد ﷺ ہیں''۔

قرآنِ مجید میں آپ ﷺ کا نام پاک احمد ﷺ بھی آتا ہے اور محمد ﷺ بھی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے چھ سو اکہتر (۶۷۱) سال پہلے اپنی قوم سے خطاب فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

...وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ۔.... ۱۱

اور چار مقامات پر ربِّ ذوالجلال والاکرام نے قرآنِ مجید میں آپ ﷺ کا نام (حضرت) محمد (ﷺ) اِرشاد فرمایا ہے۔

۱۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ... (آل عمران:۱۴۴) ''اور محمد (ﷺ) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں''۔

۲۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ.... (الاحزاب:۴۰)

---

۹ مسلم حدیث نمبر ۲۳۵۵، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۹۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۷۷، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۵۷۔ ۱۰ رحمۃ للعالمین جلد ۱ ص ۳۹، سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۱۱۶ عربی۔ ۱۱ الصف:۶

''(حضرت) محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں''۔

۳۔ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ.... (محمد:۲) ''اور ایمان لائے ساتھ اُس کتاب کے جو (حضرت) محمد (ﷺ) پر اُتاری گئی''۔

۴۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.... (الفتح:۲۹) ''(حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کا نام مبارک نور رکھا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (المائدۃ:۱۵)

''بے شک تمہارے پاس اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب''۔ ایک مقام پر آپ ﷺ کو.... سِرَاجًا مُّنِيْرًا.... (الاحزاب) فرمایا یعنی ''سورج نور بانٹنے والے''۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اَسمائے مبارک

وَحِیْدٌ' اَحِیْدٌ (ﷺ) یکتا' بے مثل۔	حَامِدٌ' مَحْمُوْدٌ (ﷺ) تعریف کرنے والے' تعریف کیے گئے۔
مُحَمَّدٌ' اَحْمَدٌ (ﷺ) بہت سراہے ہوئے' (اللہ تبارک وتعالیٰ کی) بہت تعریف کرنے والے یا بہت تعریف کیے گئے۔	مَاحٍ' حَاشِرٌ' عَاقِبٌ (ﷺ) (کفر کو) مٹانے والے' (لوگوں کو اپنے قدموں میں) جمع فرمانے والے (نبیوں میں) سب سے پیچھے آنے والے۔
یٰسٓ' طٰہٰ' طَاہِرٌ (ﷺ) یٰسین وطٰہٰ حضور ﷺ کے اَسمائے گرامی ہیں۔ یٰسین' طٰہٰ پاک۔	مُقَفًّی (مُقَفِّیْ) (ﷺ) خلقت میں سب سے پہلے' سب رسولوں کے بعد آنے والے۔

نَبِیٌّ، رَسُوْلٌ، رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ (ﷺ) ''نبی (غیب کی خبریں دینے والے)، رسول اللہ (اللہ ﷻ کا پیغام لانے والے) رحمت والے رسول۔	مُقْتَفٍ، قَیِّمٌ، جَامِعٌ (ﷺ) بعد میں آنے والے (نبی)، (اُمورِ اُمّت کو) قائم فرمانے والے، جامع (کمالات کے)۔
مُطَهَّرٌ، طَیِّبٌ، سَیِّدٌ (ﷺ) خوب پاک، صاف ستھرے، سردار۔	رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ (ﷺ) معرکوں والے رسول۔
رَسُوْلُ الرَّاحَةِ (ﷺ) راحت وآرام (پہنچانے) والے رسول۔	کَامِلٌ، اَکِیْلٌ (ﷺ) کامل، (انبیاء کے) سرتاج۔
مُدَّثِّرٌ، مُزَّمِّلٌ (ﷺ) کمبل اوڑھنے والے، کپڑا اوڑھنے والے۔	رَسُوْلُ الثَّقَلَیْنِ (ﷺ) دونوں جہانوں کے رسول۔
عَبْدُاللّٰهِ، حَبِیْبُ اللّٰهِ (ﷺ) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے محبوب بندے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے محبوب۔	نَجِیُّ، اللّٰهِ صَفِیُّ اللّٰهِ (ﷺ) اللہ (ﷻ) کے ہمراز، اللہ (ﷻ) کے منتخب (بندے)۔
کَلِیْمُ اللّٰهِ (ﷺ) اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے شرف ہم کلامی حاصل کرنے والے۔	خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ (ﷺ) آخری نبی (تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے)۔
خَاتَمُ الرُّسُلِ (ﷺ) آخری رسول (تمام رسولوں کے بعد آنے والے جن کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آنا)۔	بَشِیْرٌ، مُبَشِّرٌ، نَذِیْرٌ (ﷺ) خوشخبری دینے والے، خوشخبری دیئے ہوئے، ڈر سنانے والے۔
مُذَکِّرٌ، نَاصِرٌ (ﷺ) یاد دلانے والے، مددگار۔	مَنْصُوْرٌ، نَبِیُّ الرَّحْمَةِ (ﷺ) مدد کیے ہوئے، رحمت والے نبی۔

نَبِیُّ التَّوْبَۃِ (ﷺ) توبہ (کی قبولیت) والے نبی۔	مَعْلُوْمٌ، شَھِیْرٌ (ﷺ) معلوم ومشہور (نبی)۔
حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ (ﷺ) تمہارے (ایمان کے) لئے حرص کرنے والے۔	نُوْرٌ، مُنْذِرٌ، سِرَاجٌ (ﷺ) روشنی، خطرات سے آگاہ کرنے والے، چراغ۔
شَاھِدٌ، شَھِیْدٌ (ﷺ) گواہ، حاضر و ناظر۔	مِصْبَاحٌ، ھَادِیٌ (ﷺ) روشن چراغ، ہدایت (دینے والے)۔
مَھْدِیٌ، دَاعٍ، مُنِیْرٌ (ﷺ) ہدایت یافتہ، (اسلام کی) دعوت دینے والے، چمکتے ہوئے روشن۔	عَفُوٌّ، حَقٌّ، حَفِیٌّ، وَلِیٌّ (ﷺ) معاف کرنے والے، سچے، پورا پورا علم رکھنے والے، مددگار (دوست)۔
اِبْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ (ﷺ) حضرت عبدالمطلب کے لختِ جگر۔	مَتِیْنٌ، قَوِیٌّ، مَامُوْنٌ (ﷺ) مضبوط، استوار، قوت والے، محفوظ۔
بَرٌّ، مُکَرَّمٌ (ﷺ) نیکوکار، عزت والے۔	مُبِیْنٌ، مَتِیْنٌ، مُؤَمَّلٌ (ﷺ) واضح وظاہر، مضبوط، اُمیدوار۔
وَصُوْلٌ، ذُوْقُوَّۃٍ (ﷺ) ملنے والے، قوت والے۔	ذُوْحُرْمَۃٍ، ذُوْمَکَانَۃٍ (ﷺ) عزت والے، مقام ومرتبہ والے۔
ذُوْفَضْلٍ، ذُوْعِزٍّ (ﷺ) صاحبِ فضیلت، معزز۔	مَنَّۃُ اللّٰہِ، نِعْمَۃُ اللّٰہِ (ﷺ) اللہ تعالیٰ کا اِحسان، نعمتِ خداوندی۔
مُطِیْعٌ، قَدَمُ صِدْقٍ (ﷺ)، (اپنے رب کی) فرمانبرداری کرنے والے، سچے پیشرو۔	بُشْرٰی، رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (ﷺ) خوشخبری، مومنوں کے لئے رحمت۔

اٰیَۃُ اللّٰہِ، عُرْوَۃٌ وُّثْقٰی (ﷺ) اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانی، مضبوط سہارا (وسیلہ)۔	صِرَاطُ اللّٰہِ، اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ (ﷺ) اللہ (ﷻ) کا راستہ، سیدھا راستہ۔
ذِکْرُ اللّٰہِ، سَیْفُ اللّٰہِ (ﷺ) اللہ تعالیٰ کی یاد (کا ذریعہ)، اللہ تعالیٰ کی تلوار۔	حِزْبُ اللّٰہِ، اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ (ﷺ) اللہ تعالیٰ کی جماعت (لشکر)، چمکتا ہوا ستارہ۔
مُجْتَبٰی، مُنْتَقٰی، مُصْطَفٰی، اُمِّیٌّ (ﷺ) چنے ہوئے پاکیزہ برگزیدہ، منتخب، کسی سے نہ پڑھے ہوئے۔	اَبُو الْقَاسِمِ اَبُو الطَّاھِرِ (ﷺ) حضرت قاسم کے ابا جان (تقسیم فرمانے والے)، حضرت طاہر کے والدِ ماجد۔
اَجِیْرٌ، مُخْتَارٌ (ﷺ) اَجر پانے والے، مختار (صاحبِ اختیار باذنِ اللہ)۔	مُھَیْمِنٌ، مُصْلِحٌ (ﷺ) نگہبان، اصلاح کرنے والے۔
اَبُوْ اِبْرَاھِیْمَ، اَبُوْ طَیِّبٍ (ﷺ) حضرت ابراہیم کے والد گرامی، حضرت طیب کے والد مکرم۔	مُشَفَّعٌ، شَفِیْعٌ، صَالِحٌ (ﷺ) شفاعت قبول کئے ہوئے، شفاعت کرنے والے، مقرب۔
صَادِقٌ، صِدْقٌ، مُصَدَّقٌ (ﷺ) سچے، سراپا سچ، تصدیق کئے ہوئے۔	سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ (ﷺ) تمام رسولوں کے سردار۔
اِمَامُ الثَّقَلَیْنِ (ﷺ) دونوں جہانوں کے سردار (جنوں اور انسانوں کے امام)۔	قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ (ﷺ) چمکتے چہروں اور روشن ہاتھوں اور پاؤں والوں کے سردار۔

خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ، وَجِيْهٌ، بَرٌّ، مُبَرٌّ (ﷺ) رحمٰن کے گہرے دوست، باوقار، نیکوکار، نیکی کرنے والے (جس کی بات مانی جائے)۔	شَفِيْقٌ، مُقَدَّسٌ، مُقِيْمُ السُّنَّةِ (ﷺ) شفقت فرمانے والے، پاکیزہ (بہترین) طریقہ جاری فرمانے والے۔
مُطَاعٌ (ﷺ) اطاعت کیے گئے۔	رُوْحُ الْقُدُسِ (ﷺ) پاکیزہ روح
مُكْتَفٍّ، بَالِغٌ مَبْلَغٍ (ﷺ) کفایت فرمانے والے (کافی) (بلند مرتبہ تک) پہنچنے والے۔	وَكِيْلٌ، كَفِيْلٌ (ﷺ) (اذنِ خداوندی سے) کام بنانے والے، ضامن۔
نَصِيْحٌ، نَاصِحٌ (ﷺ) سراپا خیر خواہی، خیر خواہ۔	سَائِقٌ، سَابِقٌ، هَادٍ (ﷺ) قائد، سبقت کرنے والے، رہنما۔
وَاصِلٌ، مَوْصُوْلٌ (ﷺ) (اپنے رب سے) ملنے والے، ملائے ہوئے۔	صَاحِبُ الْكَوْثَرِ (ﷺ) خیر کثیر کے مالک (باذنِ الٰہی)۔
مِفْتَاحٌ، مِفْتَاحُ الرَّحْمَةِ (ﷺ) (رب کے خزانوں کی) چابی، رحمت کی چابی۔	عَلَمُ الدَّلِيْلِ، عَلَمُ الْخَيْرَاتِ (ﷺ) علامتِ دلیل، نیکوں کی علامت۔
رُوْحُ الْقِسْطِ (ﷺ) جانِ عدل۔	مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ (ﷺ) جنت کی کنجی
عَلَمُ الْإِيْمَانِ (ﷺ) ایمان کی علامت۔	صَاحِبُ الْمُعْجِزَاتِ (ﷺ) بے شمار معجزات والے۔
صَفُوْحٌ عَنِ الزَّلَّاتِ (ﷺ) لغزشوں سے درگذر فرمانے والے۔	صَاحِبُ الشَّفَاعَةِ (ﷺ) شفاعت کے مالک۔

صَاحِبُ الْعَلَامَةِ، صَاحِبُ الْقَدَمِ (ﷺ) علامت ونشانی والے، پیشوائی فرمانے والے۔	صَاحِبُ الْاَمْرِ، صَاحِبُ الْمَقَامِ (ﷺ) حکم دینے والے، مقام محمود والے۔
مَخْصُوْصٌ بِالْعِزِّ (ﷺ) عزت کے ساتھ خاص فرمائے گئے۔	مَخْصُوْصٌ بِالْمَجْدِ (ﷺ) بزرگی کے ساتھ مخصوص۔
مَخْصُوْصٌ بِالشَّرْفِ (ﷺ) شرف کے ساتھ خاص فرمائے گئے۔	صَاحِبُ الْوَسِيْلَةِ (ﷺ) وسیلہ والے۔
صَاحِبُ السَّيْفِ (ﷺ) تلوار والے۔	صَاحِبُ الْحُجَّةِ (ﷺ) عمدہ دلیل والے۔
صَاحِبُ السُّلْطَانِ (ﷺ) قدرت وغلبہ والے۔	صَاحِبُ الرِّدَآءِ (ﷺ) چادر والے۔
صَاحِبُ الدَّرَجَةِ (ﷺ) بلند مرتبے والے۔	صَاحِبُ التَّاجِ الرَّفِيْعَةِ (ﷺ) بلند تاج والے۔
صَاحِبُ الْمُغْفِرِ (ﷺ) معافی دلانے والے۔	صَاحِبُ اللِّوَآءِ (ﷺ) جھنڈے والے۔
صَاحِبُ الْمِعْرَاجِ (ﷺ) معراج والے۔	صَاحِبُ الْقَضِيْبِ (ﷺ) عصاء مبارک والے۔
صَاحِبُ الْفَضِيْلَةِ، صَاحِبُ الْاِزَارِ (ﷺ) صاحب فضیلت، تہہ بند والے۔	صَاحِبُ الْخَاتَمِ، صَاحِبُ الْبُرَاقِ (ﷺ) انگوٹھی والے، براق والے۔

صَاحِبُ الْبَیَانِ (ﷺ) روشن بیان والے۔	فَصِیْحُ اللِّسَانِ (ﷺ) فصیح زبان والے۔
مُطَهِّرُ الْجَنَانِ (ﷺ) دلوں کو پاک کرنے والے۔	رَؤُفٌ وَ رَحِیْمٌ (ﷺ) مہربان رحم فرمانے والے۔
صَحِیْحُ السَّلَامِ (ﷺ) درست اسلام والے۔	سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ (ﷺ) دونوں جہانوں کے سردار۔
عَیْنُ الْعَزِّ عَیْنُ النَّعِیْمِ (ﷺ) شریف قوم کے رئیس سرچشمہ نعمت۔	صَاحِبُ الْخَصَائِصِ (ﷺ) بے شمار خصلتوں والے۔
صَاحِبُ الْعَلَامَةِ صَاحِبُ الْبُرْهَانِ (ﷺ) علامتِ نبوت والے دلیل والے۔	سَعْدُ اللّٰهِ سَعْدُ الْخَلْقِ (ﷺ) اللہ کی طرف سے ملنے والی سعادت مخلوق کے لئے برکت۔
عَلَمُ الْهُدٰی خَطِیْبُ الْاُمَمِ (ﷺ) ہدایت کی نشانی امتوں کے خطیب۔	رَافِعُ الرُّتَبِ عِزُّ الْعَرَبِ (ﷺ) بلند مرتبوں والے اہل عرب کی عزت۔
سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ (ﷺ) اولادِ آدم علیہ السلام کے سردار۔ ○	

○ مسجد نبوی شریف کے محراب والی دیوار ایک کونے سے دوسرے کونے تک رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مذکورہ بالا اسمائے مبارک سے مزین ہے۔ ترکوں نے کمال عقیدت اور محبت کا یہ شاہکار پیش کیا ہے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی اور پروفیسر رحمت علی صاحب گورنمنٹ کالج میر پور آزاد کشمیر نے ان اسمائے مبارکہ کو وہاں سے لکھ کر اس کتاب لطیف میں شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے اور بندۂ ناچیز کی گذارش پر سرمایہ اہلسنت حضرت مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان) نے اسمائے مبارکہ کا بڑی محبت سے خوبصورت ترجمہ فرمایا ہے۔

آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کے صدقے قبولیتِ دُعا:

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا وہ حضرت ابوطالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ [۱۲]

''وہ روشن سفید چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ گورا اُن کا رنگ' وہ حامی یتیموں بیواؤں کے' یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے غم خوار ہیں''۔ حضرت ابوطالب نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ تحریر کیا تھا یہ اُس کا شعر ہے۔

حضرت عمر بن حمزہ علیہ الرحمہ نے کہا ہمیں حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خبر دی کہ میں کبھی شاعر (حضرت ابو طالب) کا یہ شعر یاد کرتا اور میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھتا جبکہ آپ ﷺ منبر شریف پر بارش کے لئے دُعا فرماتے' آپ ﷺ ابھی منبر شریف سے نہ اُترتے حتیٰ کہ پرنالے زور سے بہنے لگتے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قَوْلُ اَبِیْ طَالِبٍ هٰذَا فِی الْحَقِیْقَةِ تَوَسُّلٌ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِنَبِیِّهٖ لِاَنَّهٗ حَضَرَ اِسْتِسْقَاءَ عَبْدُالْمُطَّلِبِ وَالنَّبِیُّ ﷺ مَعَهٗ فَیَكُوْنُ اِسْتِسْقَاءُ النَّاسِ الْغَمَامَ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ بِبَرَكَةِ وَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَاِنْ لَّمْ یَكُنْ فِی الظَّاهِرِ اَنَّ اَحَدًا سَاَلَهٗ وَكَانُوْا مُسْتَشْفِعِیْنَ بِهٖ [۱۳] ''حضرت ابوطالب کے اس کلام کا معنی دراصل نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حضور توسل ہے کیونکہ جب حضرت عبدالمطلب نے بارش طلب کی تھی اور نبی کریم

---

[۱۲] بخاری جلد ۱ ص ۱۳۷۔

رؤف ورحیم ﷺ اُن کے ساتھ تھے اُس وقت حضرت ابوطالب وہاں موجود تھے اور لوگ آپ ﷺ کی ذاتِ پاک سے شفاعت کے طالب تھے"۔

جنگِ فجار:

آغازِ اسلام سے پہلے عرب میں لڑائیاں اُن مہینوں میں آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا وہ حروبِ فجار کہلاتی تھیں۔

آپ ﷺ کی عمر شریف پندرہ برس کی ہوئی تو جنگِ فجار پیش آئی۔ یہ لڑائی قریش اور قیس کے قبائل میں ہوئی تھی۔ قریش کے تمام خاندانوں نے اِس معرکہ میں اپنی اپنی الگ الگ فوجیں قائم کی تھیں۔ آلِ ہاشم کے علم بردار زبیر بن عبدالمطلب تھے اور اِس صف میں جناب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی شریک تھے۔ آپ ﷺ نے خود لڑائی نہیں کی بلکہ تیر اُٹھا اُٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے تھے۔ چنانچہ سیرت ابنِ ہشام میں ہے، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **كُنْتُ أَنْبُلُ عَلٰى أَعْمَامِيْ** [۱۴] "میں تیر اُٹھا کر اپنے چچاؤں کو دے رہا تھا"۔

حلف الفضول:

جب قریش حربِ فجار سے واپس آئے تو اُنہوں نے باہم ایک معاہدہ کیا جس کا نام "حلف الفضول" تھا۔ یہ ایک بہترین معاہدہ تھا۔ اس کے سب سے پہلے داعی زبیر بن عبدالمطلب تھے۔ چنانچہ ہاشم بنو زہرہ اور بنو تیم بنو المطلب واسد بن عبدالعزی عبداللہ بن جدعان کے مکان میں جمع ہوئے۔ [۱۵] جہاں حاضرین کے لئے کھانے کا اِنتظام کیا گیا یہاں یہ معاہدہ ترتیب دیا گیا جس میں سب نے عہد و پیمان کیا۔

"سب نے بالاتفاق اِس بات پر قسم کھائی کہ شہر مکہ مکرمہ میں ہم جس مظلوم کو دیکھیں گے خواہ مکہ مکرمہ کا باشندہ ہو یا مسافر ہو اُس کے ساتھ ہو کر ظالم سے اُس کا معاوضہ لیں گے اِس قسم کا اُنہوں نے "حلف الفضول" نام رکھا تھا"۔ [۱۶]

---

۱۳ عمدۃ القاری جلد ۵ ص ۳۔ ۱۴ سیرتِ ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۳۸ (طبع جدید بیروت)۔
۱۵ البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ جز ۲ ص ۲۹۴ (طبع جدید بیروت)۔ ۱۶ سیرت ابن ہشام جلد ۱ جز ۱ ص ۱۰۲۔

جن تین آدمیوں نے اِس معاہدہ کی تحریک کی تھی اور اُسے پروان چڑھایا تھا اُن تینوں کا نام فضل تھا (۱) فضل بن فضالہ (۲) فضل بن وداعہ اور (۳) فضل بن حارث۔

جزیرۂ عرب میں کوئی منظم حکومت نہ تھی نہ وہاں باقاعدہ عدالتیں تھیں کہ مظلوم دادرسی کے لئے اُن کا دروازہ کھٹکھٹا سکے۔ اگر کسی قبیلے کا کوئی فرد دوسرے قبیلے کے کسی فرد کو قتل کر دیتا تو مقتول کا قبیلہ صرف اُس قاتل سے باز پرس نہ کرتا بلکہ قاتل کے سارے قبیلے کو اپنے انتقام کا ہدف بناتا لیکن کمزور قبائل کے لئے یہ ممکن نہ تھا اگر کوئی عربی قبیلہ کسی ایک قریشی قبیلہ پر حملہ کرتا تو سارے قریشی قبائل اُس قبیلہ کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر حملہ آور قبیلہ کا مقابلہ کرتے یہ دریافت کرنے کی کوئی زحمت گوارا نہ کرتا کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون؟ اِن حالات میں یہ معاہدہ طے پایا تھا۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ کی عمر مبارک اُس وقت بیس سال تھی۔ آپ ﷺ نے بھی اِس معاہدہ میں شرکت فرمائی تھی۔ اِعلان نبوت کے بعد بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اِس معاہدہ میں شرکت پر اظہارِ مسرت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: **لَقَدْ شَهِدْتُّ فِي دَارِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهٖ حُمُرَ النَّعَمِ وَلَوْ دُعِيَ بِهٖ فِي الْاِسْلَامِ، لَاَجَبْتُ** [۱] ''میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں موجود تھا جب حلف الفضول کا معاہدہ طے پایا۔ اُس کے بدلے میں اگر مجھے کوئی سُرخ اُونٹ دے تب بھی میں لینے کے لئے تیار نہیں اور اِس قسم کے معاہدہ کی دعوت اِسلام میں بھی اگر کوئی مجھے دے تو میں اُسے قبول کروں گا''۔

جاہلیت کی برائیوں سے دُور:

آپ ﷺ بچپن اور شباب میں ہمیشہ مراسم شرک میں شرکت سے اِجتناب فرماتے۔ آپ ﷺ کبھی کسی بت کے نام کا ذبیحہ نہ کھاتے۔ ایک دفعہ قریش

---

[۱] سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۳۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۶۷ قرطبی جلد ۳ جز ۶ حدیث نمبر ۳۳ جلد ۵ جز ۱۰ حدیث نمبر ۱۹۶ البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۲۹۷ (طبع جدید بیروت)۔

نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا لا کے رکھ دیا' یہ کھانا بت کا نام لے کر ذبح کیا گیا تھا۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَقِیَ زَیْدَ بْنِ عَمْرِ وبْنَ نُفَیْلٍ بِاَسْفَلَ بَلْدَحٍ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِلَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ الْوَحْیُ فَقُدِّمَتْ اِلَی النَّبِیِّ سُفْرَۃٌ فَاَبٰی اَنْ یَّاْکُلَ مِنْھَا [۱۸] ''حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زید بن عمر بن فضیل سے ''اسفل بلدح'' میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے پہلے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے آگے دسترخوان رکھا لیکن آپ ﷺ نے اُس میں سے کچھ نہیں کھایا۔

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے اور زندہ رکھنے کی سعی فرماتے تھے جب کبھی کوئی ایسا ارادہ کرتا تو آپ ﷺ زندہ درگور کی جانے والی بچی کو اُس کے باپ سے لے کر خود اُس کی پرورش فرماتے۔

آپ ﷺ کی عمر شریف پچیس سال تھی جبکہ آپ ﷺ کا نکاح اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منعقد ہوا۔ شادی کے وقت حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ حضرت ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ پانچ درہم حق مہر قرار پایا۔ یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پہلی شادی تھی۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تمام اولاد پاک اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے ہوئی۔

تعمیر کعبہ:

جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عمر شریف پینتیس سال کی ہوئی تو قریش نے کعبہ مکرمہ کی از سرِ نو تعمیر کی۔ دورانِ تعمیر جب عمارت حجرِ اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا پیدا ہوا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ ہم ہی حجرِ اسود کو اُٹھا کر نصب کریں گے اِس کشمکش میں چار دن گذر گئے اور تلواروں تک نوبت پہنچ گئی۔ ابو امیہ بن مغیرہ مخزومی نے جو اُمّ المؤمنین حضرت اُمِ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا والد اور قریش میں سب سے معمر تھا اُس نے یہ رائے دی کہ کل صبح جو شخص اِس مسجد کے باب

[۱۸] بخاری جلد ا ص ۵۳۹۔

بنی شیبہ سے حرم میں داخل ہو وہ ثالث قرار دیا جائے سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ دوسرے روز سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے لوگ دیکھتے ہی سب پکار اُٹھے "یہ امین ہیں ہم ان پر راضی ہیں"۔ جب اُنہوں نے آپ ﷺ سے حجرِ اسود کے رکھنے کا معاملہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ایک چادر بچھا کر اُس میں حجر اسود کو رکھا پھر فرمایا ہر طرف والے ایک ایک سردار انتخاب کرلیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اُوپر کو اُٹھائیں اس طرح وہ چادر مقام نصب کے برابر پہنچ گئی تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حجرِ اسود کو اپنے مبارک نورانی ہاتھوں سے اُٹھا کر دیوار میں نصب فرمایا' وہ سب خوش ہوگئے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اعلانِ نبوت سے قبل ہی اپنی تعلیم کا آپ ﷺ نمونہ تھے۔ آپ ﷺ انسانوں کے مجمع عام میں جو کچھ فرماتے تھے گھر کے خلوت کدہ مبارکہ میں وہ اُسی طرح نظر آتے تھے۔ آپ ﷺ اَخلاق وعمل کا جو نکتہ دوسروں کو سکھاتے تھے وہ خود اُس کا عملی نمونہ پیش فرماتے تھے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اعلانِ نبوت سے قبل اور اعلانِ نبوت کے بعد کل ۲۵ سال آپ ﷺ کی خدمتِ زوجیت میں رہیں۔ بیوی انسان کے اَخلاق کی سب سے بڑی راز دان ہوتی ہے۔ آغازِ وحی میں آپ ﷺ سے جن کلمات سے ہم کلام ہوتی ہیں' وہ یہ ہیں: كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا' اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ' وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِىُ الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ [۱۹] "اللہ کی قسم اللہ (عزوجل) آپ ﷺ کو ہرگز غمگین نہیں فرمائے گا' آپ ﷺ صلہ رحمی فرماتے ہیں' مقروضوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں' غریبوں کی مدد فرماتے ہیں' مہمانوں کی ضیافت فرماتے ہیں' حق کی حمایت فرماتے ہیں اور مصیبتوں میں لوگوں کے کام کرتے ہیں"۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' فرماتی ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عادتِ مبارکہ کسی کو بُرا کہنے کی نہ تھی' بُرائی کا بدلہ بُرائی

---

[۱۹] بخاری جلد ۱ ص ۳۔

سے نہ دیتے تھے بلکہ درگزر فرماتے تھے اور معاف فرما دیتے تھے۔ فرماتی ہیں:۔

بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَھُمَا مَالَمْ یَکُنْ اِثْمًا فَاِنَّ اِثْمًا کَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْہُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِنَفْسِہٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ بِھَا [۲۰] ''آپ ﷺ کو جب دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تو اُن میں جو آسان ہوتی اُس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ ورنہ آپ ﷺ اُس سے دُور ہوتے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے اُس کا بدلہ ضرور لیتے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا [۲۱] رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے کوئی چیز نہ مانگی گئی کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ''نہ'' فرمایا ہو۔ (کہ میں نہیں دیتا) آپ ﷺ نے کلمہ شہادت کے علاوہ کبھی لا نہیں فرمایا۔

کسی شخص کو قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اتباع کرنے کے بغیر چارہ نہیں۔ آپ ﷺ خلیق اور شفیق ہیں۔ سلوک کی منازل کے حصول کے مسافر کو اپنے خلق اور شفقت کے روشن خصائل کو پیدا کرنے کے لئے نفسِ امّارہ کو قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے۔

آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر پہلو روشنی کا بے مثال مینار ہے۔ غور فرمائیں آپ ﷺ لوگوں سے کیسے شفقت فرماتے ہیں اور خُلقِ عظیم کے جلووں سے قلوب کا تزکیہ فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُکْثِرُ الذِّکْرَ وَیُقِلُّ اللَّغْوَ وَیُطِیْلُ الصَّلٰوۃَ

---

[۲۰] بخاری حدیث نمبر ۳۵۶۰' مسلم حدیث نمبر ۲۳۲۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۸۵' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۲۔ [۲۱] بخاری حدیث نمبر ۶۰۳۴' مسلم حدیث نمبر ۲۳۱۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۰۵' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۸۱۔

حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

چہرۂ اقدس آئینہ سے بھی زیادہ صاف وشفاف تھا۔ آپ ﷺ کی نورانیت کی وجہ سے دیوار کا عکس اُس میں دکھائی دیا کرتا تھا' مخلوقات میں کوئی چیز آپ ﷺ کے صفاتِ حسن و جمال کے ہم پلہ اور برابر نہیں ہوسکتی۔

کسے بہ حسن و ملاحت بہ یاد ما نرسد
ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد
ہزار نقش بر آید ز کلک صنع ولے
یکے بخوبی نقش و نگار ما نرسد

''کوئی بھی حسن و جمال میں ہمارے محبوب (کریم ﷺ) کے ہم پلہ نہیں اور اِس میں کسی کو اِنکار نہیں۔ ہزاروں نقش بنا سنوار کر آؤ مگر وہ ہمارے محبوب ﷺ کے ایک نقش کے برابر نہ ہوں گے''۔ اے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کے کمال' جمال اور حسن کی مقدار' آپ ﷺ پر دُرود وسلام کا نزول فرما۔

خوبی و شکل و شمائل حرکات سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَأْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ ۲۲ ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ زیادہ ذکر کرتے' بے فائدہ گفتگو نہ فرماتے' نماز دراز کرتے' خطبہ مختصر فرماتے' بیوگان اور مساکین کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ فرماتے' اُن کی حاجت پوری فرماتے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْتِيْلٌ وَتَرْسِيْلٌ ۲۳ ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے کلام مبارک میں آہستگی اور ٹھہراؤ تھا''۔ (کلمات جُدا جُدا ہوتے تھے)۔ آپ فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يُسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُ لَاَحْصَاهُ ۲۴ ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ تمہاری طرح جلدی جلدی بات نہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ باتیں یوں ارشاد فرماتے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو انہیں گن لیتا''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ ۲۵

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نہ تو عادتاً فحش گو تھے اور نہ ہی تکلفاً' نہ بازار میں شور کرنے والے تھے' برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے لیکن معافی اور درگزر فرماتے تھے''۔

☆☆☆

---

۲۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۳۳' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۹۸' نسائی حدیث نمبر ۱۴۱۴' دارمی حدیث نمبر ۷۴۔
۲۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۲۷' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۹۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۸۳۸۔ ۲۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۱۵' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۸۶' بخاری حدیث نمبر ۳۵۶۸' مسلم حدیث نمبر ۳۴۹۳' مسند احمد جلد ۶ ص ۱۱۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۵۵' ترمذی حدیث نمبر ۳۶۳۹۔ ۲۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۲۰' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۸۹' ترمذی حدیث نمبر ۲۰۱۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۷۸' مسند احمد جلد ۶ ص ۱۷۴۔

کس نیست در جہاں کہ ز حسنت عجب نماند
اے در کمال حسن عجب تر ز ہر عجب

''جس قدر حسن و جمال اور شمائل دوسرے رکھتے ہیں۔ تمام کے تمام آپ ﷺ میں جمع ہیں۔ کوئی جہاں میں ایسا نہیں جو آپ ﷺ کے حسن پر حیران نہ ہو آپ ﷺ کا کمالِ حسن ہر عجیب تر سے عجیب تر ہے''۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃَ الْاُوْلٰی ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی اَھْلِہٖ وَخَرَجْتُ مَعَہٗ فَاسْتَقْبَلَہٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ یَمْسَحُ خَدَّیْ اَحَدِھِمْ وَاحِدٌ وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدَّیَّ فَوَجَدْتُّ لِیَدِہٖ بَرْدًا اَوْرِیْحًا کَاَنَّمَا اَخْرَجَھَا مِنْ جُؤْفَۃِ عَطَّارٍ [1] ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی نماز پڑھی پھر آپ ﷺ آستانہ اقدس کی طرف چلے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ کے سامنے بچے آئے تو اُن میں سے ہر ایک کے رخساروں پر دستِ شفقت پھیرنے لگے' ایک ایک کر کے' آخر میں رہا تو حضور ﷺ نے میرے رخساروں پر بھی دستِ رحمت پھیرا تو میں نے آپ ﷺ کے (نورانی) ہاتھ (مبارک) کی ٹھنڈک اور خوشبو پائی۔ گویا (آپ ﷺ نے اپنا نورانی ہاتھ مبارک) عطر فروش کے ڈبہ سے نکالا ہے''۔

حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاْتِیْھَا فَیَقِیْلُ عِنْدَھَا فَتَبْسُطُ نِطَعًا فَیَقِیْلُ عَلَیْہِ وَکَانَ کَثِیْرُ الْعَرَقِ فَکَانَ تَجْمَعُ عَرَقَہٗ فَتَجْعَلُہٗ فِی الطِّیْبِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَاھٰذَا قَالَتْ عَرَقُکَ نَجْعَلُہٗ فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَرْجُوْا بَرَکَتَہٗ بِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ [2] ''رسول اللہ ﷺ اُن کے ہاں تشریف لاتے تھے اور اُن کے پاس قیلولہ فرماتے۔ وہ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے لئے چمڑے کا بستر

---

[1] مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۸۹' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۶۸۔ [2] بخاری حدیث نمبر ۶۲۸۱' مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۸۸' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۶۷' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۶۔

بچھا دیتی تھیں۔ آپ ﷺ اُس پر آرام فرماتے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بہت پسینہ (مبارک) آتا تھا۔ وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا پسینہ (مبارک) جمع کر لیتی تھیں۔ پھر اُسے خوشبو میں ڈال لیتی تھیں۔ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''اے اُمّ سُلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ کیا ہے؟ عرض کیا' یہ آپ ﷺ کا پسینہ (مبارک) ہے' جسے ہم اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں۔ یہ بہترین خوشبو ہے۔ اور ایک روایت میں ہے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم اپنے بچوں کے لئے برکت کی اُمید کرتی ہیں (یعنی ہم اِسے اپنے بچوں کے چہروں اور جسموں پر لگاتے ہیں تاکہ وہ ہر قسم کی وباؤں سے محفوظ رہیں) فرمایا: تم ٹھیک کرتی ہو''۔

پسینہ موتیوں کی طرح:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَاَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّاَ وَمَامَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ النَّبِيِّ ﷺ [۳] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ چمکدار رنگ والے تھے۔ آپ ﷺ کا پسینہ گویا موتی ہیں۔ جب چلتے تو طاقت سے چلتے (یعنی آگے کی طرف جھک کر چلتے) اور میں نے موٹا باریک ریشم رسول اللہ ﷺ کے (نورانی) ہاتھ (مبارک) سے زیادہ نرم نہیں چھوا۔ اور نہ مشک وعنبر سونگھا جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہو''۔

آپ ﷺ کی مثل دیکھا نہیں:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جب آپ ﷺ کے اَوصافِ مقدسہ' مطہرہ بیان فرماتے' تو فرماتے: لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ

---

[۳] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۸۷' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۶۶' بخاری حدیث نمبر ۳۵۶۱' مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۰' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۲۸۔

الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلاً وَّلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ بِالْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمَشَاشِ وَالْكَتِدِ اَجْرَدُ ذُوْمُسْرَبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَامَشٰى يَتَقَلَّعُ كَاَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ وَاِذَ الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَّاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَّاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ﷺ [۴] ”آپ ﷺ نہ زیادہ لمبے (قد والے) تھے اور نہ زیادہ پست قد‘ آپ ﷺ میانہ قد (مبارک) والے تھے‘ نہ بالکل مڑے ہوئے بالوں والے اور نہ بالکل سیدھے بالوں والے بلکہ قدرے خم دار بالوں والے تھے۔ (یعنی نورانی کنڈل دار بالوں والے) نہ بہت موٹے تھے نہ بالکل گول چہرے والے۔ چہرے میں قدرے گولائی تھی۔ رنگ (مبارک) سُرخی کی طرف مائل تھا۔ سیاہ آنکھوں والے اور دراز پلکوں والے‘ بھاری بھنوؤں اور سینہ (مبارک) سے ناف (مبارک) تک لمبی لکیر والے تھے۔ ہتھیلیاں اور (نورانی) قدم (مبارک) پُر گوشت تھے۔ چلتے تو طاقت سے چلتے گویا بلندی سے اُتر رہے ہیں۔ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح ہوتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ آپ ﷺ سارے نبیوں (علیہم السلام) میں آخری ہیں۔ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ سچی بات فرمانے والے۔ نرم طبع شریف‘ اچھا برتاؤ فرمانے والے۔ اگر کوئی آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا تو اُس پر (آپ ﷺ کی عظمت کی وجہ سے) ہیبت طاری ہو جاتی اور جب ملتا تو وہ آپ (ﷺ) کو اپنا محبوب (ﷺ) بنا لیتا۔ آپ ﷺ کا نعت گو یہی کہتا میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد“۔

راستے خوشبو سے مہک جاتے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ

[۴] ترمذی حدیث نمبر ۳۶۳۸‘ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۹۱‘ مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۷۰۔

يَسْلُكُ طَرِيْقًا فَيَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طِيْبِ عَرَقِهٖ اَوْقَالَ مِنْ رِيْحِ عَرَقِهٖ ۵ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ جب کسی راستے سے گزرتے اور اگر کوئی آپ ﷺ کے بعد گزرتا تو وہ آپ ﷺ کی خوشبو یا پسینے کی خوشبو کے باعث جان لیتا کہ آپ ﷺ اِدھر سے گزرے ہیں''۔

آپ ﷺ کا دیدار مبارک گویا طلوع ہوتا ہوا سورج:

حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' فرماتے ہیں:

قَالَ قُلْتُ لِلرَّبِيْعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ صِفِيْ لَنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَتْ يَابُنَيَّ لَوْ رَاَيْتَهُ رَاَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً ۶ ''میں نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا: ہمیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی صفت وثناء اور شان بیان فرمائیں۔ تو اُنہوں نے فرمایا: اَے بیٹے! اگر تم رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھتے تو گویا طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھتے''۔ (یعنی اس طرح جلال ونورانیت اور حسن وجمال کہ گویا طلوع ہوتا ہوا سورج)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مَارَاَيْتُ اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَمَارَاَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعُ فِيْ مَشْيِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ اِنَّا لَنَجْهَدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ ۷ ''میں نے کسی کو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا سورج آپ ﷺ کے چہرے میں گردش کر رہا ہے اور میں نے کوئی شخص نہ دیکھا جو رفتار میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے زیادہ تیز ہو گویا آپ ﷺ کے لئے زمین لپیٹی جاتی تھی۔ ہم تو اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال دیتے تھے اور آپ ﷺ پرواہ نہ فرماتے تھے۔'' یعنی ہم چلنے میں مشقت اور تکلف سے کام لیتے تھے اور تھک جاتے تھے لیکن آپ ﷺ بے تکلف آسانی کے ساتھ چلتے۔

---

۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۹۲' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۷۲۔ ۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۹۳' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۷۳۔ ۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۹۵' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۷۳' ترمذی حدیث نمبر ۳۶۴۸' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۵۰۔

چاند سے زیادہ حسین وجمیل:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ لَیْلَةٍ اِضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ [۸]

''میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور چاند کو دیکھنے لگا (یعنی کبھی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو) آپ ﷺ پر سُرخ جوڑا ہے۔ میری نظر میں حضور نبی کریم ﷺ چاند سے زیادہ حسین ہیں''۔ آپ واقعۃً حسین وجمیل اور بے مثال ہیں۔ (حلہ جوڑے کو کہا جاتا ہے یعنی تہبند اور چادر جو ایک ہی جنس سے ہوں۔ حلہ سے مراد ریشمی لباس نہیں جیسا کہ بعض کو وہم ہوا' حمراء سے مراد سرخ دھاریاں ہیں جیسے کہ ہمارے علاقہ میں لاچا ہوتا ہے۔ اس سے خالص سرخ مراد نہیں۔ محدثین کی تحقیق سے سبز اور زرد حلہ کا ذکر بھی احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے۔ اس سے مراد سبز یا زرد رنگ کی دھاریاں ہیں' حضور ﷺ کے ایک حلہ مبارک پر سرخ دھاری ہے)۔

قدرتی سُرمہ والے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں' کَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حُمُوْشَةٌ وَکَانَ لَایَضْحَکُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَکُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْهِ قُلْتُ اَکْحَلَ الْعَیْنَیْنِ وَلَیْسَ بِاَکْحَلَ [۹]

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی (نورانی) پنڈلیوں (مبارک) میں کچھ باریکی تھی اور آپ ﷺ نہ ہنستے تھے مگر مسکراہٹ سے اور جب میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھتا تو میں کہتا کہ آپ ﷺ (نورانی بے مثل) آنکھوں (مبارک) میں سُرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ سُرمہ نہ لگایا ہوتا''۔

---

[۸] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۹۴' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۷۳' ترمذی حدیث نمبر ۲۸۱۱۔ [۹] ترمذی حدیث نمبر ۳۶۴۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۹۶' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۷۴' مسند احمد جلد ۵ ص ۹۷۔

نورانی دانتوں مبارک سے نور نکلنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ [۱۰] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فراخ دانتوں والے تھے جب کلام فرماتے تو آپ ﷺ کے دانتوں کے درمیان سے نور سا نکلتا''۔

چہرۂ مبارک کا چمکنا:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَالِكَ [۱۱] ''جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا (نورانی بے مثل) چہرہ (مبارک) دمک اُٹھتا گویا آپ ﷺ کا چہرہ (انور) چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم یہ جان لیتے تھے''۔

چہرۂ مبارک تلوار جیسا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ اِذَا دَهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَاْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ [۱۲] ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سرِ انور کے اگلے حصے اور ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے (بیس یا اس سے کم تعداد میں سفید تھے) جب آپ ﷺ تیل لگاتے تو محسوس نہ ہوتا لیکن گیسو (مبارک) بکھر جاتے تو ظاہر ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی

---

[۱۰] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۹۷' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۷۵۔ [۱۱] بخاری حدیث نمبر ۴۴۱۸' مسلم حدیث نمبر ۲۷۶۹' مشکوٰۃ ص ۵۷۹۸' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۷۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۵۹۔ [۱۲] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۷۹' مسلم حدیث نمبر ۲۳۴۴' ترمذی حدیث نمبر ۳۶۳۶' مسند احمد جلد ۵ ص ۹۰' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۵۸۔

(نورانی) ریش (مبارک) کے بال کثیر تھے۔ ایک شخص نے کہا آپ ﷺ کا چہرۂ (مبارک) تلوار جیسا ہوگا' فرمایا: نہیں' بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا اور قدرے گولائی میں تھا۔ میں نے (نورانی) کندھوں کے قریب مہرِ نبوت دیکھی جو کبوتری کے انڈے جیسی ہم رنگ جسم اَطہر تھی''۔

آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تمام جسدِ اَطہر سے ایک حصہ مبارک بلند تھا' جسے مُہرِ نبوت کہا جاتا ہے۔ خاتم یا توتاء کے نیچے زیر از ختم' بمعنی کام کا تمام و مکمل اور آخر پر ہونا۔ یا تا کے زبر سے۔ اَب معنی مہر و نشان ہوگا، آپ ﷺ انبیاء کرام علیہم السّلام کے ختم فرمانے والے ہیں۔ اِس خاتم کا تذکرہ سابقہ کتب یعنی تورات اور اِنجیل وغیرہ میں ہے۔ تمام اَنبیاء کرام علیہم السّلام نے آپ ﷺ کے آخر میں تشریف لانے کی اِطلاع و خبر دی اور یہ نشانی بھی بیان کی یعنی مہرِ نبوت والی۔ المستدرک میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اَیسا نہیں جس کے دائیں ہاتھ میں نشانِ نبوت نہ ہو مگر ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کہ آپ ﷺ کی مہرِ نبوت پشت پر دو کندھوں کے درمیان تھی۔ یہ اِس طرح تھی جیسے خط پر مُہر لگائی جاتی ہے کہ تغیر و تبدل سے محفوظ رہے' کسی نے کیا خوب کہا:

نبوت را توئی آں نامہ در مشت
کہ از تعظیم دار و مہر بر پشت

(وہ نامہ نبوت آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہے' جس کی پشت پر از راہِ تعظیم مہر لگی ہوئی ہے۔) آپ ﷺ کو مقامِ نبوت کا نامہ ہاتھ میں ملا اور تعظیم کی خاطر مُہر پشت پر رکھی۔) بعض روایاتِ مبارکہ میں ہے کہ اُس پر یہ اَلفاظ تحریر تھے: **اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ تَوَجَّہْ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ** ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں' آپ ﷺ جہاں جائیں گے کامیابی ہوگی۔'' یہ بھی منقول ہے کہ اِس سے اِس طرح نور کی شعاعیں نکلتیں جو نگاہوں کو خیرہ کر دیتیں۔ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کے لئے اِس کی مختلف چیزوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ مثلاً کبوتری کا اَنڈا' ہاتھ کی مٹھی' گوشت کا ٹکڑا وغیرہ' مگر اِس

میں سرِ عظیم ہے۔ جو سیّد الانبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے ساتھ مخصوص اور اِسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (اشعۃ اللمعات)

سُرخ ڈوروں والی نورانی آنکھیں:

حضرت سماک بن حرب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ضَلِيْعُ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقَبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَاضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَامَنْهُوْشُ الْعَقَبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقَبِ [۱۳] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کشادہ دہن تھے (نورانی) آنکھیں (مبارک) سُرخ (نورانی) ڈوروں والی اور اِیڑیاں (مبارک) پُر گوشت تھیں۔ حضرت سماک سے پوچھا ''ضلیع الفم'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: کشادہ دہن (یعنی منہ مبارک)' پوچھا گیا' اشکل العین سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: گوشہ چشم کی زیادہ لمبائی۔ عرض کیا گیا، منہوش العقبین سے کیا مراد ہے؟ فرمایا گیا: تھوڑے گوشت والی اِیڑیاں''۔

رنگ مبارک:

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا [۱۴] ''میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھا' آپ ﷺ کا رنگ (مبارک) سفید نمکین اور قدِ انور میانہ تھا''۔ یہ حسن کی اَیسی صفت ہے جو آنکھوں میں بھاتی ہے، دِل میں سرور پیدا کرتی ہے اور اِس کی خوبی وثناء سے زبان قاصر ہے۔

نورانی سفید بال مبارک:

حضرت ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خضاب کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا: اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ

---

[۱۳] مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۹۴' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۶۴' ترمذی حدیث نمبر ۳۶۴۷' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۰۳۔ [۱۴] مسلم حدیث نمبر ۲۳۴۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۸۵' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۶۵' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۸۶۴' مسند احمد جلد ۵ ص ۴۵۴۔

مَا یَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِیْ لِحْیَتِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ کُنَّ فِیْ رَاْسِهٖ فَعَلْتُ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَ فِیْ رِوَایَةٍ لِّلْمُسْلِمِ قَالَ اِنَّمَا کَانَ الْبَیَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِهٖ وَفِی الصُّدْغَیْنِ ۱۵ ''آپ ﷺ خضاب کی عمر کو نہیں پہنچے تھے اگر میں آپ ﷺ کی (نورانی) ریش (مبارک) کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا' دوسری روایت میں اگر سرِ اقدس کے (نورانی) سفید (مبارک) بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو کر لیتا۔ اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی (شریف) کنپٹیوں اور سرِ انور میں چند بال سفید تھے''۔

قدِ انور اور حسن و جمال:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرْبُوْعًا بَعِیْدَمَا بَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَیْهِ رَاَیْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ لَمْ اَرَ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَعْرُهٗ یَضْرِبُ مَنْکِبَیْهِ بَعِیْدٌ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ ۱۶ ''رسول کریم ﷺ میانہ قد (مبارک) والے تھے۔ دونوں (نورانی) کندھوں (مبارک) میں فاصلے والے۔ آپ ﷺ کے (نورانی) بال (مبارک) کانوں کی گدیوں تک تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑے میں دیکھا۔ آپ ﷺ سے اچھا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ اور مسلم کی روایت میں ہے' میں نے زُلفوں والا' سرخ جوڑا پہنے کوئی ایسا حسین نہ دیکھا جو رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ سے زیادہ حُسن والا ہو' آپ ﷺ کے بال مبارک آپ ﷺ کے کندھوں کو چھوتے تھے۔ دو کندھوں کے درمیان فاصلہ والے تھے۔ نہ تو دراز قد تھے نہ پست قد''۔

---

۱۵ بخاری حدیث نمبر ۵۸۹۵' مسلم حدیث نمبر ۲۳۴۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۶۶' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۳۶۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۲۷۔ ۱۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۸۳' بخاری حدیث نمبر ۳۵۵۱' مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۰۷۲' ترمذی نمبر ۳۶۳۵' نسائی حدیث نمبر ۵۲۳۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۵۹۹' مسند احمد جلد ۴ ص ۳۰۰۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صبح وشام کے معمولات

نمازِ فجر کے بعد:

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ اُنہوں نے فرمایا: ہاں! میں آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں اکثر بیٹھا کرتا تھا۔ حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ ﷺ نمازِ صبح کے بعد کیا اَنداز اِختیار فرماتے تھے۔ تو حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَ كَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَأْخُذُوْنَ فِيْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَ يَتَبَسَّمُ ﷺ [1] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے جس مصلی مبارک پر نماز پڑھاتے وہاں سے اُس وقت تک نہ اُٹھتے تھے جب تک سورج طلوع نہ ہو جاتا۔ چنانچہ جب سورج طلوع ہو جاتا☆ تو آپ ﷺ اُٹھتے اور لوگ باتیں کرتے تھے تو زمانۂ جاہلیت کے کاموں کے ذکر میں مشغول ہو جاتے تو ہنستے تھے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی مسکراتے تھے''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بیٹھنے کا اَندازِ مبارک:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ النَّبِيُّ

---

[1] مسلم جلد۲ ص ۲۵۵' جلد۱ ص ۲۳۵' مسند احمد جلد۵ ص ۹۱' مشکوٰۃ ص ۴۰۶' ابوداؤد جلد۱ ص ۱۹۰ (مختصراً)' مرآۃ جلد۶ ص ۴۰۳۔ ☆(۱) فجر کی نماز کے بعد نمازِ اشراق تک مُصلّے پر بیٹھے رہنا سُنّت ہے۔ (۲) مسجد میں نفلی اِعتکاف سے آنا چاہئے اِس طرح اچھی دنیاوی باتیں اِعتکاف کی برکت سے جائز ہو جاتی ہیں۔ (۳) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بڑے ہی اَخلاق کے مالک تھے کہ آپ ﷺ خدام کے ساتھ رہتے تھے اور اُن کے کاموں میں شریک ہوتے تھے۔

ﷺ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِيْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنًا ۲ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب فجر کی نماز ادا فرما لیتے تو اپنی اُسی جگہ چار زانو بیٹھے رہتے حتیٰ کہ سورج خوب چمک جاتا''۔ ۲☆

فضیلت نمازِ اشراق:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَامَّةٌ تَامَّةٌ تَامَّةٌ ۳ ''جو (صاحبِ ایمان) نمازِ فجر باجماعت پڑھے پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ (ﷻ) کا ذکر کرے' پھر دو رکعتیں پڑھے تو اُسے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''پورے کا پورا' پورے کا پورا' پورے کا پورا''۔ ۳☆

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ اِحْتَبٰى بِيَدَيْهِ ۴ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب مسجد شریف میں تشریف فرما ہوتے تو اپنے ہاتھوں سے اِحتباء فرماتے''۔ ۴☆

صبح کا یہی وقت ہوتا تھا جب آپ ﷺ فجر کی نماز کے بعد مسجد میں جلوہ اَفروز ہوتے تھے' یہی دربارِ نبوت ﷺ ہوتا تھا' لوگ آپ ﷺ کے پاس آ کر

---

۲ مشکوٰۃ ص ۴۰۴' مرآۃ جلد ۲ ص ۳۸۱۔ ۲☆ سورج طلوع ہونے کے بیس منٹ بعد نماز اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے مصلے شریف پر سورج چڑھنے اور خوب چمکنے تک چار زانو جلوہ اَفروز رہتے پھر نماز اشراق ادا فرماتے۔ ۳ مشکوٰۃ ص ۸۹' ترمذی حدیث نمبر ۵۸۶۔ ۳☆ بیٹھنے سے مراد مسجد میں رہنا ہے۔ لہٰذا اُس وقت وعظ یا طلبِ علم کے لئے مسجد کے کسی گوشہ میں منتقل ہونا ثواب میں حائل نہیں ہے۔ ۴ مشکوٰۃ ص ۴۰۴۔ ۴☆ احتباء: احتباء کا معنی ہے کہ دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں' پاؤں کے تلوے زمین سے لگے ہوں اور سرین زمین پر ہوں اور دونوں ہاتھوں کے حلقے میں دونوں زانو لے لئے جائیں یہ اکڑوں بیٹھنے کی ایک قسم ہے۔ اس بیٹھک میں تواضع اور انکساری ہے۔ یہ بیٹھک سُنّت ہے۔ آپ ﷺ اس طرح بھی تشریف فرما ہوتے تھے''۔

بیٹھتے تھے اور آپ ﷺ اُن کو مواعظ ونصائح فرماتے۔

خوابوں کی تعبیر:

آپ ﷺ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ عرض کرتے، پھر آپ ﷺ اُس کی تعبیر بیان فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ مِمَّا یَقُوْلُ لِاَصْحَابِہٖ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ رُؤْیَا فَلْیَقْصُصْھَا اُعَبِّرْھَالَہٗ [۵] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرماتے، جس شخص نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہو وہ بیان کرے، میں اُس کی تعبیر بتاؤں گا''۔ چنانچہ لوگ اپنے خواب بیان کرتے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن کی تعبیریں ارشاد فرماتے۔ اگر کسی نے خواب نہ دیکھا ہوتا تو آپ ﷺ نے جب کبھی خواب دیکھا ہوتا تو فرماتے میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور پھر اُس کی تعبیر بھی بیان فرماتے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مقدس زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا ارشادِ عظیم ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ..... (الاحزاب:۲۱) ''تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی مبارک بہترین نمونۂ حیات ہے''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ معصوم ہیں۔ اِس کے باوجود آپ ﷺ سوتے وقت جو دُعائیں پڑھتے یا طریقہ اختیار فرماتے وہ اظہارِ عبدیت کے لئے ہوتا کہ بندگی کا تقاضا اپنے مولیٰ سے مانگنا ہی ہے اور اُمّت کی تعلیم کے لئے ہے۔

بسترِ مبارک کا اندازِ مبارک:

عَنْ بَعْضِ آلِ اُمِّ سَلِمَۃَ قَالَ کَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ نَحْوًا مِمَّا یُوْضَعُ الْاِنْسَانُ فِیْ قَبْرِہٖ وَ کَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ

[۵] بخاری جلد۱ص۵۲۰، شرح السنۃ جلد۷ص۱۸۵، مسلم جلد۲ص۲۷۴، بخاری جلد۲ص۱۰۳۶۔

رَاْسِہٖ ۶ ''اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعض گھر والوں سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا بستر مبارک ایسے بچھتا تھا جیسے آدمی قبر میں لٹایا جاتا ہے اور مسجد آپ ﷺ کے سرہانے ہوتی''۔

صحیح بخاری شریف میں ہے' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے فرمایا: **اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَکَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ اِضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ** ۷ ''جب تو اپنے سونے کی جگہ آئے تو نماز کا سا وضو کر لے پھر دائیں کروٹ پر لیٹ''۔ ۵☆

سونے اور لیٹنے کا طریقہ اور دُعائیں:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ مِنَ اللَّیْلِ وَضَعَ یَدَہٗ تَحْتَ خَدِّہٖ** ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب (آرام فرمانے کے لئے) اپنا بستر (اَنور) لیتے (یعنی بستر مبارک پر لیٹتے) تو اپنا ہاتھ مبارک اپنے (نورانی) رُخسار (مبارک) کے نیچے رکھتے' پھر یوں کہتے: **اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی** ''یا الٰہی میں تیرے نام پر مروں گا اور جیوں گا''۔ ۶☆

جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بیدار ہوتے (سو کر اُٹھتے) تو یوں پڑھتے:

---

۶ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۴۰' مشکوٰۃ ص ۴۰۴' مرآۃ جلد۶ ص ۳۸۳۔ ۷ بخاری جلد۱ ص ۳۸' نصب الرایہ جلد۲ ص ۲۴۹' الترغیب والترہیب جلد۱ ص ۴۱۰' صحیح ابن خزیمہ جلد۱ ص ۱۰۸' مسند احمد جلد۳ ص ۲۵' تلخیص الحبیر جلد۲ ص ۱۰۲' ابوداؤد جلد۲ ص ۳۴۰' کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۲۵۵۔ ۵☆ دائیں طرف لیٹنے سے سُنّت کی ادائیگی ہوتی ہے۔ اس طرح سونے سے غفلت کا قبضہ نہیں ہوتا۔ نیز تہجد کے لئے آنکھ کھل جاتی ہے۔ ۶☆ نیند موت کے مشابہ ہوتی ہے' اس لئے سونے کو مرنے سے اور جاگنے کو زندگی سے تعبیر کیا ہے۔ سو کر اُٹھنے کے بعد یہ بھی سوچنے کی چیز ہے کہ اسی طرح مرنے کے بعد قیامت میں دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اس دُنیا کو آخرت کی مثال بنایا ہے اور عبرت وغور کے لئے ہر قسم کی چیزیں یہاں پیدا فرمائیں۔ دُنیا کی ساری زندگی ایک خواب سے زیادہ نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۸ ''تمام تعریفیں اُس اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے لئے ہیں جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ فرمایا''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہماری تعلیم وتربیت کے لئے آرام کرنے کا مقدس انداز اختیار فرمایا اور ہمیں سکھانے کے لئے دُعائیہ کلمات پڑھے۔

بستر استراحت پر تشریف لے جانے سے قبل کا انداز مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اٰوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ جب اپنے بستر انور پر تشریف لے جاتے تو فرماتے''۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ كَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ ۹ ''تمام تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا' پلایا' بچایا اور ہمیں پناہ دی کیونکہ بہت وہ ہیں جنہیں نہ کوئی بچانے والا ہے اور نہ پناہ دینے والا ہے''۔

سوتے وقت دَم کرنا:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا اٰوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَیْلَةٍ جَمَعَ كَفَّیْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْهِمَا فَقَرَاَ فِیْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ یَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَ وَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ یَفْعَلُ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۱۰ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہر رات جب اپنے بستر انور پر

---

۸ شرح السنہ جلد۳ ص ۱۱۱' مشکوٰۃ ص ۲۰۸' بخاری جلد۷ ص ۹۳۴' مسلم جلد۲ ص ۳۴۸' ابوداؤد جلد۲ ص ۳۴۰' ترمذی جلد۲ ص ۱۷۹۔ ۹ مرآۃ جلد۴ ص ۶' مشکوٰۃ ص ۲۰۹' شرح السنہ جلد۳ ص ۱۱۶' مسلم جلد۲ ص ۳۴۹' ابوداؤد جلد۲ ص ۳۴۱' ترمذی جلد۲ ص ۱۷۷۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص ۱۸۶' مرآۃ جلد۳ ص ۲۳۵' ابوداؤد جلد۲ ص ۳۴۱' ترمذی جلد۲ ص ۱۷۷' دُرِّ منثور جلد۴ ص ۴۷۸۔

(استراحت فرمانے کے لئے) تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) جمع فرما کے اُن پر پھونکتے۔ جن میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ (سورۃ الاخلاص) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ○ (سورۃ الفلق) اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (سورۃ الناس) پڑھتے پھر (نورانی) جسم کے جس (مبارک) حصہ تک ہوسکتا اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) پھیرتے۔ اپنے (نورانی) سر (مبارک) اور (نورانی) چہرۂ (مبارک) کے سامنے والے حصہ سے شروع فرماتے۔ یہ (عمل مبارک) تین بار کرتے"۔

ہر رات کے فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل رات کو سوتے وقت فرماتے تھے۔ دن کے قیلولہ میں نہیں فرماتے تھے۔ بستر انور سے مراد یہ ہے سونے کے لئے جب سونے کی جگہ تشریف لاتے۔ لہٰذا سفر میں جیسا بھی مقام قیام اور مقام آرام ہوتا وہاں بھی مذکورہ بالا عملِ مبارک فرماتے۔

قرآنِ پاک کی برکت کے ساتھ نورانی ہاتھ مبارک اور سانس مبارک کی برکتیں بھی شامل ہو جاتیں۔ اس عمل مبارک سے "دَم" کرنے کا عمل درست اور صحیح ثابت ہوتا ہے۔ جو نادان لوگ دَم دُرود کے متعلق ناقص گفتگو کرتے ہیں وہ اپنی گفتگو سے اپنی کم علمی اور کم عقلی کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ عوام الناس میں سے کم عقل اور کم علم لوگ ناقص العقل لوگوں کے جال میں پھنس کر بھٹک جاتے ہیں۔

سوتے وقت معوّذات کی تلاوت:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ وَ قَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَ مَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهٗ [1] "رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ جب خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو معوّذات (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر اپنے دونوں (نورانی) ہاتھوں (مبارک) پر دَم فرماتے اور اُن کو اپنے سارے (نورانی) بدن (مبارک) پر پھیرتے"۔

---

[1] بخاری جلد۲ص ۹۳۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۷۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۰ص ۲۵۲۔

بستر انور پر آپ سرکار ﷺ کیا فرماتے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ رات کو بستر استراحت پر جلوہ افروز ہوتے تو پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَ اٰوَانِیْ وَ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَ مَلِیْكَهٗ وَ اِلٰهَ كُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ۱۲ ''اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے جو میرے لئے (حقیقی) کافی ہے جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور جس نے مجھ پر احسان اور فضل فرمایا اور جس نے مجھے عطا فرمایا تو بہت زیادہ عطا فرمایا۔ ہر حال میں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا شکر ہے۔ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالک) اے ہر چیز کے رب (حقیقی) اور بادشاہ اور ہر چیز کے معبود (برحق) میں آگ سے تیری پناہ لیتا ہوں''۔

سونے سے پہلے نبی کریم ﷺ چند سورتیں تلاوت فرماتے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَنَامُ حَتّٰی یَقْرَأَ تَنْزِیْلُ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ ۱۳ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب تک سورۂ تنزیل السجدۃ اور سورۂ تبارک نہ پڑھ لیتے نہ سوتے''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' كَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَنَامُ حَتّٰی یَقْرَءَ الزُّمَرَ وَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ۱۴ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نہ سوتے تھے جب تک کہ سورۂ زمر اور سورۂ بنی اسرائیل نہ پڑھ لیتے''۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ لَا یَنَامُ حَتّٰی یَقْرَءَ الْمُسَبِّحَاتِ وَ یَقُوْلُ فِیْهَا اٰیَةٌ خَیْرٌ

---

۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۱۲' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۴۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۷' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۴۵' شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۱۶۔ ۱۳ ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۸۔ ۱۴ ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۸۔

مَنْ اَلْفِ اٰیَةٍ ۱۵ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک وہ سورتیں نہ پڑھ لیتے جن کے شروع میں سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ یا سُبْحَانَ ہے اور فرماتے اُن میں ایک آیتِ مبارک ہزار آیت سے بہتر ہے''۔

حضرت ابوازہر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّیْلِ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب رات کے وقت اپنی خواب گاہ میں جلوہ افروز ہوتے تو فرماتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ اَخْسَاءَ شَیْطَانِیْ وَفُکَّ رَهَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی ۱۶ ''اللہ (عزوجل) کے نام پر' اللہ (عزوجل) کے لئے میں نے اپنی کروٹ رکھ دی۔ الٰہی میرے گناہ بخش دے اور میرے شیطان کو دُور فرما دے اور میرا رہن چھوڑ دے اور مجھے اعلیٰ مجلس میں داخل فرما''۔

یہ اَلفاظ اُمّت کی تعلیم کے لئے ہیں ورنہ رسولِ کریم ﷺ گناہوں سے معصوم ہیں۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے شیطان کو مومن کر دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِهٖ قَرِیْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ قَرِیْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِکَةِ قَالُوْا وَ اِیَّاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَ اِیَّایَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ ۱۷ ''تم میں ہر ایک کے ساتھ ایک ساتھی جن اور ایک ساتھی فرشتہ مقرر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) پر بھی؟ فرمایا: مجھ پر بھی۔ لیکن ربّ ذُوالجلال والاکرام نے مجھے اُس پر مدد عطا فرمائی جس سے وہ مسلمان ہوگیا۔ اَب وہ مجھے بھلائی ہی کا مشورہ دیتا ہے''۔

---

۱۵ ترمذی جلد۲ ص۱۷۸' ابوداؤد جلد۲ ص۳۴۱۔ ۱۶ مشکوٰۃ ص۲۱۲' ابوداؤد جلد۲ ص۳۴۱' کنزالعمال حدیث نمبر۱۸۲۴۳۔ ۱۷ مشکوٰۃ ص۱۸' مسند احمد جلد۱ ص۳۸۵۔۴۰۱۔

اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب آرام فرمانے کے لئے بستر اَنور پر لیٹتے تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ صمدیت میں بایں اَنداز مناجات فرماتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَ کَلِمَاتِکَ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّمَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَکْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ اَللّٰھُمَّ لَا یُھْزَمُ جُنْدُکَ وَلَا یُخْلِفُ وَ عْدُکَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ [۱۸] ''الٰہی میں تیری ذاتِ کریم کی اور تیرے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں اُس کی شرارت سے جس کی تو پیشانی پکڑے' الٰہی تو ہی قرض اور گناہ کو دُور فرماتا ہے۔ الٰہی تیرا لشکر کبھی شکست نہیں پاتا تیرا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا اور تیرے مقابل بخت آور کو بخت نفع نہیں دیتا تو پاک ہے اور تیری ہی حمد ہے''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سونے کا اَندازِ مبارک:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ نَامَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ جب آرام فرمانے کے لئے اپنے (نورانی) بستر مبارک پر تشریف لے جاتے تو اپنی دائیں کروٹ لیٹتے۔ پھر یوں (تعلیم اُمّت کے لئے) فرماتے: اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَوَضَعْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَ اَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاً مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ [۱۹] ''الٰہی میں نے اپنی جان تیرے

---

[۱۸] مرآۃ جلد۴ص ۱۹' مشکوٰۃ ص ۲۱۱' ابوداؤد جلد۲ص ۳۴۱' کنز العمال حدیث نمبر ۳۶۸۵' دُرِ منثور جلد۳ص ۴۱۔ [۱۹] مشکوٰۃ ص ۲۰۹' مرآۃ جلد۴ص ۵' الترغیب والترہیب جلد۱ص ۴۱۰' نصب الرایہ جلد۲ص ۲۴۹' بخاری جلد۱ص ۳۸' بخاری جلد۲ص ۹۳۴' ترمذی جلد۲ص ۱۷۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۲۹-۳۶۱۲' ابن ماجہ ص ۲۸۵' مسلم جلد۲ص ۳۴۸۔

سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا کام تیرے سپرد کیا۔ تیرے کرم پر ٹیک لگائی' تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے تجھ سے نہ کہیں پناہ ہے نہ رہائی سوائے تیری طرف کے۔ میں تیری اُتاری ہوئی کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے (پیارے بچے) رسول (ﷺ) پر ایمان لایا''۔

بعد ازیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ جو یہ کلمات کہہ لے پھر اُسی رات مرجائے تو ایمان پر مرے گا۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْقُدَ وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّات ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے رخسار (پاک) کے نیچے رکھتے' پھر تین مرتبہ فرماتے:۔ اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَکَ ۲۰ ''اے میرے اللہ (جلّ جلالک) مجھے اپنے عذاب سے بچا' اُس دن جس دن تو اپنے بندوں کو اُٹھائے''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ دن میں سوتے یا رات میں سوتے یا بحالت سفر ہمیشہ داہنی کروٹ پر قبلہ رو ہو کر اور اپنا دایاں نورانی ہاتھ مبارک دائیں (نورانی) رخسار کے نیچے اس طرح رکھتے کہ ہاتھ کا کچھ حصّہ سر کے نیچے بھی ہوتا' اس طرح سونا سُنّت ہے۔ اس طرح سونے میں ایک خاص مصلحت بھی ہے وہ یہ کہ آدمی کا دِل چونکہ سینہ کی بائیں طرف ہوتا ہے' اس لئے دائیں کروٹ سونے سے وہ بیدار رہتا ہے اور اِستغراق کی کیفیت نہیں ہوتی اور گہری نیند نہیں آتی بلکہ آدمی چوکس رہتا ہے۔

سر کے نیچے ہاتھ رکھنا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِذَا

---

۲۰ مشکوٰۃ ص ۲۱۰' مرآۃ جلد ۴ ص ۱۸' مسند احمد جلد ۱ ص ۴۰۰' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۲۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۸۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۷۷' ترمذی جلد ۲ ص ۷۷' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۴۰۔

اَرَادَ اَنْ یَّنَامَ وَضَعَ یَدَهٗ تَحْتَ رَاْسِهٖ ثُمَّ قَالَ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب سونا چاہتے تو اپنا نورانی ہاتھ (مبارک) اپنے سرِ انور کے نیچے رکھتے''۔ اس طرح کہ نورانی ہاتھ مبارک کا کچھ حصہ سر مبارک کے نیچے رہتا اور بعض حصہ رخسار مبارک کے نیچے یا کبھی سر انور کے نیچے ہاتھ مبارک رکھتے اور کبھی رخسار مبارک کے نیچے۔ پھر فرماتے: اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَکَ [۲۱] ''اے میرے اللہ (جلّ جلالک) مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے یا اپنے بندوں کو اُٹھائے''۔

رات اور رات کے پچھلے پہر لیٹنے کا انداز:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا عَرَسَ بِلَیْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ وَ اِذَا عَرَسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰی کَفِّهٖ [۲۲] ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب رات کے وقت کہیں اُترتے تو (لیٹتے وقت) اپنی داہنی کروٹ لیٹ جاتے اور جب صبح سے کچھ پہلے اُترتے تو اپنی کلائی کھڑی کرتے اور اپنی ہتھیلی پر اپنا سر انور رکھتے''۔

یعنی جب آپ ﷺ اوّل رات یا آدھی رات میں اُترتے اور آرام فرماتے اور سونے کی نیت سے لیٹتے تو دائیں کروٹ پر دائیں ہتھیلی پر دایاں رخسار مبارک رکھ کر لیٹتے جب آخری شب میں صبح صادق ہونے والی ہوتی آپ ﷺ آرام فرمانے کے لئے اُترتے تو اس طریقہ سے لیٹتے کہ دائیں کلائی کھڑی کر لیتے اور دائیں ہتھیلی پر اپنا سر انور رکھ لیتے۔

---

[۲۱] ترمذی جلد۲ص ۱۷۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۷۷' مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۱۲۳' مسند احمد جلد۱ ص ۴۰۴' کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۲۴۰۔ [۲۲] مرآۃ جلد۶ ص ۳۸۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ص ۲۵۶' صحیح ابن خزیمہ جلد۲ص ۱۴۸ حدیث نمبر ۲۵۵۸' مشکوٰۃ ص ۴۰۴۔

خراٹے مبارک لینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَامَ حَتّٰی نَفَخَ وَ کَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاَتَاہُ بِلَالٌ فَاٰذَنَہٗ بِالصَّلٰوۃِ فَقَامَ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ ۲۳ ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی یہ عادتِ شریفہ تھی جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے۔ پھر حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز کی تیاری کے لئے اطلاع دیتے' حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کھڑے ہوتے اور وضو شریف نہ فرماتے''۔

اَنبیاء کرام علیہم السّلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُن کی نیند ناقضِ وضو نہیں ہوتی' اِس لئے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وضو نہیں فرمایا۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں'

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ ۲۴ ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دِل نہیں سوتا''۔ دوسری روایت میں ہے' آپ ﷺ نے اِس طرح فرمایا: اِنَّ عَیْنِیْ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ ۲۵ ''بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا''۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ تَنَامُ عَیْنُہٗ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ ۲۶ ''آپ ﷺ کی آنکھیں (ظاہر میں) سوتی تھیں اور آپ ﷺ کا دِل نہیں سوتا تھا''۔

---

۲۳ شمائل ترمذی ص ۱۷ عربی حصہ جامع ترمذی' بخاری جلد ۱ ص ۲۵۔۲۴' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۰' صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۰ حدیث نمبر ۹۸' مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۴۰۵' حدیث نمبر ۳۸۶۴۔ ۲۵ بخاری جلد ۱ ص ۱۵۴' ترمذی حدیث نمبر ۴۳۹' مسند احمد جلد ۶ ص ۱۰۴' صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۰ حدیث نمبر ۴۹' تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۱۳۵۔ ۲۶ بخاری جلد ۱ ص ۲۵' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۷۴' دُرِ منثور جلد ۴ ص ۵۰' حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۳۰۵' مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۴۰۵۔

آپ ﷺ کی شانِ تواضع

اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں''۔ جَاءَ نِیْ مَلَکٌ اِنَّ حُجْزَتَہٗ لَتُسَاوِیُ الْکَعْبَۃَ ''میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبۃ اللہ کے برابر تھی''۔ اُس نے عرض کیا' آپ ﷺ کا رب (عزوجل) آپ (ﷺ) کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے اگر آپ (ﷺ) چاہیں تو بندگی والے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بنیں۔ فَنَظَرْتُ اِلٰی جِبْرِءِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعْ نَفْسَکَ ''(آپ ﷺ فرماتے ہیں) میں نے (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کی طرف دیکھا تو اُنہوں نے عرض کیا' آپ (ﷺ) اپنی ذات میں تواضع فرمائیں''۔ ☆ ایک روایت میں جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف مشورہ لینے کے انداز میں دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارے سے عرض کیا' اَنْ تَوَاضَعَ ''آپ ﷺ تواضع فرمائیں''۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے کہا' نَبِیًّا عَبْدًا ''میں بندگی والا نبی (ﷺ) رہوں گا''۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِکَ لَا یَاْکُلُ

☆ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ محبت فرماتے ہوئے یہ اندازِ شفقت اختیار فرمایا۔

مُتَّكِئًا يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ [1] ''اس کے بعد نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے' فرمایا: میں ایسے ہی کھاؤں گا جیسے بندہ کھاتا ہے اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے''۔

تواضع کا فائدہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ يَّتَوَاضَعْ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ دَرَجَةً يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً [2] ''جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) کی رضا کے لیے ایک درجہ تواضع کرے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا''۔

تواضع میں فخر نہیں:

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا: یہ کہ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ [3] ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ تواضع فرمائیں' یہاں تک کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر فخر نہ کرے''۔

حاجت مند کی حاجت روائی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے آپ ﷺ سے کچھ کام ہے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس سے فرمایا: يَا اُمَّ فُلَانٍ اِجْلِسِيْ فِيْ اَيِّ سِكٍّ شِئْتِ حَتّٰى اَجْلِسَ

---

[1] شرح السنۃ جلد۷ص۲' مجمع الزوائد جلد۹ص۱۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۸۳۵' طبقات ابن سعد جلد۱ص۹۵' دلائل النبوۃ جلد۱ص۳۳۴' کنز العمال حدیث نمبر۳۲۰۲۸' مرقاۃ جلد۱۰ص۴۹۹۔ [2] ابن ماجہ حدیث نمبر۴۱۷۶' کنز العمال حدیث نمبر۵۷۲۱۔ [3] ابن ماجہ حدیث نمبر۴۲۱۴' ۴۱۷۹' ابوداؤد حدیث نمبر۴۸۹۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ص۲۳۴' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۷ص۳۶۵' الترغیب والترہیب جلد۳ص۵۵۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۸۹۸' کنز العمال حدیث نمبر۵۷۲۲۔

اِلَیْکِ ''اے فلاں کی ماں! اچھا چل کس گلی کے کونے میں جہاں تو چاہے گی میں بیٹھ جاؤں گا۔ وہ عورت ایک جگہ بیٹھ گئی۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس بیٹھ گئے''۔ حَتّٰی قَضَتْ حَاجَتَهَا[۴] ''یہاں تک کہ اُس کا کام پورا ہوگیا''۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی واقعہ مروی ہے' جس میں اس بات کا بیان ہے کَانَ عَقْلُهَا شَیْءٌ[۵] ''اُس عورت کی عقل میں فتور تھا''۔ (یعنی دیوانی تھی)

خُدّام سے شفقت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَةِ بِاٰنِیَتِهِمْ فِیْهَا الْمَآءُ فَمَا یُاْتٰی بِاِنَآءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَهٗ فِیْهَا فَرُبَّمَا جَآءَهٗ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَیَغْمِسُ یَدَهٗ فِیْهَا[۶] ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب صبح کی نماز ادا فرماتے تو شہر مدینہ منورہ کے خدام آپ ﷺ کے پاس برتن لے کر آتے جن میں پانی ہوتا تھا' (وہ خدام آپ ﷺ سے عرض کرتے کہ اپنا نورانی ہاتھ مبارک برتن میں ڈال دیں) تو آپ ﷺ اپنا (نورانی) دستِ (مبارک) اُن کے برتنوں میں ڈال دیتے۔ کئی دفعہ وہ لوگ سخت سردی کے موسم میں فجر کی نماز کے وقت پانی لاتے تو آپ ﷺ (ٹھنڈے پانی میں بھی) اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) ڈبو دیتے''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:- اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَهٗ مِنْ یَدِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَهٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْهَهٗ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْنِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَّهٗ[۷]

---

[۴] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۸۱۹' کتاب الادب' باب فی الجلوس فی الطرقات جلد ۲ ص ۳۱۵' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۱۹۔ [۵] مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶ حدیث نمبر ۲۳۲۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۱۰' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۸۳' دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۳۳۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۵۔ [۶] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۰۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۷' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۸۳' مسلم حدیث نمبر ۲۳۲۴ جلد ۲ ص ۲۵۶' کنز العمال حدیث نمبر ۴۹۴۸۔۱۸۳۶۳' دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۳۳۱' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۸۔ [۷] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۸۲۴' مرقاۃ ص ۱۰ ص ۴۹۲' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۹۲' دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۳۲۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۹۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۷۱۶۔

''رسول اللہ ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا اور آپ ﷺ اپنا رُخ (زیبا مبارک) اُس کی طرف سے نہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ اپنا منہ موڑ لیتا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ ﷺ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے مبارک پھیلا کر بیٹھتے ہوں''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں:- كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ يُشَيِّعُ الْجَنَازَةَ وَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَكَانَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ ،عَلٰى حِمَارٍ وَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ بِرَسَنٍ مِنْ لِيْفٍ وَ تَحْتَهٗ وَ اِكَافٌ مِّنْ لِيْفٍ ۸

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بیمار کی عیادت فرماتے (چاہے وہ اَمیر ہوتا یا غریب) اور جنازے کے ساتھ جاتے اور اگر غلام دعوت دیتا تو قبول فرماتے' دراز گوش پر سوار ہوتے جس دن بنی قریظہ اور بنی نضیر کا واقعہ ہوا اُس دن بھی آپ ﷺ دراز گوش پر سوار تھے اور اُس کی رسی خرما کے چھال کی تھی اور آپ ﷺ کے نیچے زین بھی خرما کے پوست کا تھا''۔ (جو دراز گوش پر رکھا تھا یہ سب اُمور تواضع پر دلالت کرتے ہیں)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں:- رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَبُ الْحِمَارَ الْعُرْىَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَنَامُ عَلَى الْاَرْضِ وَ يَجْلِسُ عَلَى الْاَرْضِ وَ يَاْكُلُ عَلَى الْاَرْضِ ۹ وَ يَقُوْلُ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ جِئْتُ وَلَوْ اُهْدِىَ اِلَىَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ ۱۰ ''میں نے دیکھا آپ ﷺ دراز گوش پر سواری فرماتے' غلام کی دعوت قبول فرماتے' زمین پر سوتے' زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور آپ

---

۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۷۸' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۷' مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۴۶۶' دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۳۳۰' جلد ۴ ص ۲۰۴' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۶ جلد ۴ ص ۲۰۴۔ ۹ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۳۶۔ ۱۰ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۳۶' ترمذی حدیث نمبر ۱۳۳۸' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۴' ۴۸۱' ۵۱۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۶۹' جلد ۷ ص ۲۷۳' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۵۳۔ ۱۴۶' جلد ۹ ص ۲۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۱ ص ۱۲۰' بخاری حدیث نمبر ۲۵۶۹' مشکوۃ حدیث ۱۸۲۷' قرطبی جلد ۳ جز ۶ حدیث نمبر ۴۴۴۔

ﷺ فرماتے ہیں اگر مجھے بکری کے پائے کی دعوت دی جائے تو میں اُسے قبول کرلوں گا اور اگر مجھے (بکری کے ایک پائے پر بھی) دعوت دی جائے تو میں اُسے قبول کرلوں گا"۔

اپنے نورانی ہاتھوں سے گھر کا کام کاج کرتے:

حضرت ہشام بن عروہ علیہ الرحمہ کی اپنے والدِ گرامی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا' کیا رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ گھر کے کام کاج کرلیتے تھے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اِرشاد فرمایا: ہاں! **كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَ يَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَ يَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ** [11] "رسول اللہ ﷺ اپنا پاپوش مبارک درست فرمالیتے۔ اپنے نورانی کپڑے مبارک سی لیتے اور اپنے آستانۂ اَقدس میں اَیسے ہی کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر کا کام کرتا ہے"۔

حضرت اَسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: **مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ** "حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے آستانۂ عالیہ مقدسہ میں کیا کرتے تھے تو اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: **كَانَ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ** [12] "آپ ﷺ اپنے گھر کا کام کاج کرتے رہتے اور جب نماز کا وقت ہوجاتا تو نماز کے لیے اُٹھتے"۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' ایک روز حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے' میرے والدِ گرامی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت اور خاطر تواضع کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں کھانا پیش کیا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد جب آپ

---

[11] شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۷' مسند احمد جلد ۶ ص ۱۶۷۔۱۶۱۔۲۴۰' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۴۹۲' الادب المفرد حدیث نمبر ۱۸۸' ابن حبان حدیث نمبر ۲۱۲۳' دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۳۲۸۔

[12] بخاری جلد ۲ ص ۸۹۲' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۱۶' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۸۹' مسند احمد جلد ۶ ص ۲۰۶۔۱۲۶۔۲۹۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۱۵۔

ﷺ لوٹنے لگے تو میرے والدِ گرامی نے ایک دراز گوش تیار کیا اور اُس پر کمبل رکھا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس پر سوار ہوگئے جب آپ چلنے لگے تو میرے والدِ گرامی نے مجھے حکم فرمایا' اے قیس تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا' میں اپنے والدِ گرامی کے حکم سے آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا: اِرْکَبْ' فَاَبَیْتُ ثُمَّ قَالَ اِمَّآ اَنْ تَرْکَبَ وَ اِمَّا اَنْ تَنْصَرِفَ قَالَ فَانْصَرَفْتُ ۱۳ ''اے قیس! تو میرے ساتھ سوار ہوجا' (فرماتے ہیں) میں نے (اَدباً) اِنکار کردیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے قیس! یا سوار ہوجا یا واپس لوٹ جا۔ (حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں' میں واپس آگیا''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ چوبیس گھنٹے صفت وثناء بیان فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ کی تشریح میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلَاةُ اللّٰهِ ثَنَآؤُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ ۱۴ ''ابوالعالیہ ۱۵ نے کہا۔ اللہ (ﷻ) کی صلوٰۃ اور سلام سے یہ مراد ہے کہ اللہ (ﷻ) فرشتوں میں آپ ﷺ کی ثناء (یعنی تعریف) کرتا ہے''۔ اللہ (ﷻ) چوبیس گھنٹے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعریف کررہا ہے کیا ہم لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ (ﷻ) کب سے تعریف فرمارہا ہے اور کیا کیا تعریفی کلمات فرشتوں کے سامنے بیان فرمارہا ہے؟ ہم لوگ کیا تعریف کرسکتے ہیں۔ ہمارے پاس تو ایسے الفاظ ہی نہیں ہیں جو آپ ﷺ کی عظمت و شان بیان کرسکیں۔ امام اہلسنّت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ ﷺ کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ آپ نے ''سلام رضا'' کے عنوان سے ایک سو بہتر (۱۷۲) اَشعار میں آپ کے فضائل و خصائل بیان کئے ہیں۔ حضرت شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ نے قصیدہ بردہ شریف کے ۱۶۰ اَشعار میں سرکارِ کائنات ﷺ کی

---

۱۳ دلائل النبوۃ جلد۱ ص ۳۲۷' ابوداؤد جلد۲ ص ۵۲۷' مسند احمد جلد۳ ص ۴۲۱۔ ۱۴ بخاری جلد۲ ص ۷۰۷۔ ۱۵ حضرت ابوالعالیہ تابعی علیہ الرحمہ بڑے امام ہیں' جنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ (تیسیر الباری جلد۶ ص ۳۱۶)۔

عظمتیں بیان فرمائی ہیں، لیکن یہ سب محدود اور اپنے اپنے علم و عقل کے مطابق ہیں۔

خالقِ کائنات جَلَّ جلالہٗ، جس کے کلام کی اِنتہا ہی نہیں ہے، رَبِّ ذوالجلال والاکرام اپنے کلام و کلمات کے بارے میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اِرشادِ عظیم فرماتا ہے:۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ (الکہف:۱۰۹) ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرمادیں اگر سمندر میرے رَبّ (عظیم) کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہوجائے گا اور میرے رَبّ (عظیم) کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگر ہم ویسا ہی سمندر اور اُس کی مدد کے لئے لے آئیں''۔

رَبِّ ذوالجلال والاکرام کے علوم غیر متناہی ہیں۔ دوسرے مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ ۔۔۔ (لقمان:۲۷) ''اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اُس کی سیاہی ہوں اور اُس کے پیچھے سات سمندر اور ہوں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی باتیں ختم نہیں ہوں گی''۔

ساری دُنیا کے درخت قلمیں بن جائیں اور ساتوں سمندر روشنائی بن جائیں اور تمام ملائکہ اور جن وانس لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب کچھ ختم ہوجائے گا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے علوم ختم نہ ہوں گے۔ جب رَبِّ ذوالجلال والاکرام خود صفت وثنائے مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ کر رہا ہے اور یہ سلسلہ چوبیس گھنٹے کروڑوں سال سے جاری ہے اور تا اَبد جاری رہے گا تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان ختم ہوسکتی ہے یا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے برابر ہوسکتی ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ ''اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) کے ذکر کو آپ (ﷺ) کے لئے بلند فرمایا ہے''۔

شفقت ورحمت

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (الانبیآء:۱۰۷) ''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ (ﷺ) کو مگر رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے''۔ اِس لئے تمام مخلوقات آپ ﷺ کی رحمت سے بہرہ ور ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے مختصر بیان سے واضح ہوگا۔

اُمّت پر شفقت ورحمت:

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شانِ پاک میں یوں ارشادِ عظیم فرماتا ہے: لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ (التوبۃ:۱۲۸)

''البتہ تحقیق تمہیں میں سے ایک پیغمبر (ﷺ) تمہارے پاس آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف اُن پر شاق گزرتی ہے۔ وہ تمہاری ہدایت وصلاح کے نہایت چاہنے والے ہیں۔ وہ ایمان والوں پر شفقت رکھنے والے اور مہربان ہیں''۔

اِس آیتِ مبارک میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر فرمایا ہے کہ اُمّت کی تکلیف اُن پر شاق گزرتی ہے۔ اُن کو شب وروز یہی خواہش دامن گیر رہتی ہے کہ اُمّت راہِ راست پر آجائے۔ اِس آیتِ مبارک کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے اُمّت کی ہدایت و بہبودی کے لئے کیا کیا مصیبتیں جھیلیں۔ سخت سے سخت مصیبت میں بھی آپ ﷺ نے بددُعا نہ فرمائی بلکہ ہدایت کی دُعا فرمائی۔ ایمان والوں پر آپ ﷺ کی شفقت و رحمت ظاہر ہے۔ اِسی واسطے آپ ﷺ نے کسی مقام پر اُمّت کو فراموش نہیں فرمایا۔ بغرض توضیح چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

جس روز آندھی یا آسمان پر بادل ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک میں غم وفکر کے آثار نمایاں ہوتے۔ اور آپ ﷺ کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے۔ جب بارش ہوجاتی تو آپ ﷺ خوش ہوتے اور حالتِ غم جاتی رہتی۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا (قوم عاد کی طرح) یہ عذاب ہو جو میری اُمّت پر مسلط کیا گیا ہو۔ [1]

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں دُعا مانگی: **اَللّٰھُمَّ مَنْ وُّلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْہِ وَمَنْ وُّلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِہٖ** [2] ''اے اللہ (جل جلالک) جو شخص میری اُمّت کے کسی کام کا والی و متصرف بنایا جائے پس وہ اُن کو مشقت میں ڈالے تو اُس والی کو مشقت میں ڈال اور جو شخص میری اُمّت کے کسی کام کا والی بنایا جائے پس وہ اُن کے ساتھ نرمی کرے تو اُس والی کے ساتھ نرمی فرما''۔

رسول اللہ ﷺ کو جہاد کا اِس قدر شوق تھا کہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ میں بار بار شہید ہوکر زندہ ہوتا رہوں۔ اُمّت میں سے ہر ایک پر واجب تھا کہ جہاد میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔

مَا کَانَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَمَنْ حَوْلَھُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِھِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ ط.... (التوبۃ:۱۲۰) ''نہ چاہئے مدینہ (منورہ) کے رہنے والوں کو اور اُن اَعراب کو جو اُن کے گرد ہیں کہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ (ﷺ) سے اور نہ یہ کہ رسول (ﷺ) کی جان سے اپنی جان کو زیادہ چاہیں''۔

---

[1] صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۹۴۔ [2] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۶۹۹، مسلم حدیث نمبر ۱۸۲۸، مسند احمد جلد ۶ ص ۹۳، مرقاۃ جلد ۷ ص ۲۴۴، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۷۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۴۳۔

اس لئے آپ سرایا میں لشکرِ اسلام کے ساتھ بدیں خیال تشریف نہ لے جایا کرتے تھے کہ اگر میں ہر فوج کے ہمراہ جاؤں تو مسلمانوں کی ایک جماعت پیچھے رہ جائے گی اور پیچھے رہ جانے والے گنہگار اور ناخوش وشکستہ دل ہوں گے۔ ۳

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ عزوجل کا قول حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ... (ابراہیم:۳۶) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (المائدۃ: ۱۱۸) تلاوت فرمایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اُٹھا کر یوں دُعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ ''خدایا میری اُمت' میری اُمت''۔ اور رو پڑے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ پیارے محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ (حالانکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے) اُن سے رونے کا سبب دریافت کرو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضرِ خدمت ہو کر رونے کا سبب پوچھا۔ آپ ﷺ نے بتا دیا (حالانکہ اللہ عزوجل کو خوب معلوم ہے) اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم فرمایا۔ اے جبرائیل علیہ السلام پیارے محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہہ دو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی اُمت کے بارے میں راضی کریں گے اور غمگین نہ کریں گے۔ ۴

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اُس کے وارثوں کو خواہ کوئی ہوں ملنا چاہئے۔ اور جو مومن قرض یا (محتاج) عیال چھوڑ جائے تو چاہئے کہ قرض خواہ یا عیال میرے پاس آئیں کیونکہ میں اُس کا ولی ومتکفل ہوں۔ ۵

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تین رات نمازِ تراویح اپنے صحابہ کرام

---

۳ صحیح مسلم جلد۲ص ۱۳۴۔ ۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷۷' مرقاۃ جلد۱۰ص ۲۴۰' صحیح مسلم باب دعاء النبی ﷺ لامة و بكائه و شفقته عليهم ۔ ۵ صحیح بخاری جلد۱ص ۳۲۳' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۳۸۔

رضی اللہ عنہم کو پڑھائی۔ چوتھی رات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت مسجد میں جمع ہوئے اور انتظار کرتے رہے مگر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف نہ لائے صبح کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے یوں تقریر فرمائی۔ **اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ لَمْ یَخْفَ عَلَیَّ مَکَانُکُمْ لٰکِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا** [۶] ''امابعد تمہارا مسجد میں جمع ہونا مجھ پر پوشیدہ نہ تھا۔ لیکن میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤ''۔

نمازِ تراویح کی طرح بعض اور افعال کو آپ ﷺ نے صرف اس ڈر سے ترک کر دیا کہ کہیں اُمت پر فرض نہ ہو جائیں۔ ہر نماز کے لئے مسواک کا ترک کرنا' تاخیرِ عشاء کا ترک کرنا اور صوم وصال سے منع فرمانا اسی قبیل سے ہیں۔

یہ آپ ﷺ کی شفقت ہی کا باعث تھا کہ دین و دُنیا میں اُمت کے لئے تخفیف و آسانی ہی مدِ نظر رہی۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کو دو اُمروں میں اختیار دیا جاتا۔ تو آپ ﷺ اُن میں سے آسان کو اختیار فرماتے۔ بشرطیکہ وہ آسان موجبِ گناہ نہ ہوتا اور ایسا ہوتا تو آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اُس سے دُور رہنے والے تھے۔ [۷]

شبِ معراج کو پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ بارگاہِ ربُّ العزّت سے واپس آتے ہوئے۔ جب آپ ﷺ چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو اُنہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا حکم ملا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز پچاس نمازوں کا حکم ملا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی اُمت ہر روز پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔ آپ ﷺ اپنی اُمت سے بوجھ ہلکا کرائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ بارگاہِ ربُّ العزّت میں بار بار حاضر ہو کر تخفیف کراتے رہے۔ یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ اور آپ ﷺ اس پر راضی ہو گئے۔ (صحیحین)

جب شبِ معراج کو حضور ﷺ مقامِ **قَابَ قَوْسَیْنِ** میں پہنچے تو باری

---

[۶] صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۲۶۔ [۷] صحیح بخاری باب قول النبی ﷺ یسرو اولا تعسروا۔

تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر یوں سلام پیش ہوا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ''اے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ (ﷺ) پر سلام اور اللہ (جل جلالہ) کی رحمت اور برکتیں ہوں''۔ اِس کے جواب میں آپ ﷺ نے عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ''سلام ہم پر اور اللہ (جل جلالہ) کے نیک بندوں پر''۔

اِس جواب میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ''عباد صالحین'' کو الگ ذکر کر کے گنہگارانِ اُمّت کو غایتِ کرم سے سلام میں اپنے ساتھ شامل رکھا۔ اور اِسی واسطے صیغہ جمع (عَلَیْنَا) اِستعمال فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: میرا حال اور میری اُمّت کا حال اُس شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی پس ٹڈیاں اور پروانے اُس میں گرنے لگے۔ اور وہ اُن کو آگ سے ہٹاتا تھا۔ سو میں کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹتے ہو (اور آگ میں گرنا چاہتے ہو)۔ [۸]

قیامت کے دن لوگ بغرضِ شفاعت یکے بعد دیگرے اَنبیائے کرام علیہم السلام کے پاس جائیں گے۔ مگر وہ سب عذر پیش کریں گے۔ آخر کار حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ﷺ کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوں گے آپ حمد وثناء کے بعد سجدے میں گر پڑیں گے۔ باری تعالیٰ کی طرف سے اِرشادِ مبارک ہوگا کہ سرِ انور کو سجدے سے اُٹھایئے' جو کچھ مانگئے' دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اُس وقت آپ ﷺ یوں عرض کریں گے۔ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے میرے پروردگار! میری اُمّت میری اُمّتِ (صحیحین) اَب عالمِ برزخ میں ہر روز آپ ﷺ پر اُمّت کے اَعمال پیش ہوتے ہیں۔ اَچھے عملوں کو دیکھ کر آپ ﷺ اللہ جل جلالہ کا شکر اور بُرے عملوں کو دیکھ کر مغفرت کی دُعا فرماتے ہیں۔

---

[۸] صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۴۸۔

کافروں پر رحمت:

پہلی اُمتوں میں نافرمانی پر عذابِ الٰہی ہوتا تھا مگر حضور ﷺ کے وجود باجود کی برکت سے کفار عذابِ دنیوی سے محفوظ ہیں۔ قرآنِ مجید میں اللہ (جل جلالہ) کا ارشادِ عظیم ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ .... (الانفال:۳۳) ''اور اللہ (جل جلالہ) اُن کو عذاب نہ کرے گا جب تک آپ (ﷺ) اُن میں ہیں''۔

بلکہ عذابِ استیصال کفار سے تا قیامت مرفوع ہے۔

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ مشرکین پر بددُعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ [۹]

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ دوس میں دعوتِ اسلام کے لئے بھیجا تھا۔ اُنہوں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کیا: ''قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا کیونکہ اُنہوں نے نافرمانی کی اور اطاعت سے اِنکار کر دیا۔ آپ ﷺ اُن پر بددُعا فرمائیں''۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ ﷺ بددُعا فرمانے لگے ہیں۔ مگر آپ ﷺ نے یوں دُعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّاْتِ بِهِمْ [۱۰] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما اور اُن کو مسلمان کر کے لا''۔

جب طائف سے محاصرہ اُٹھا لیا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم کو قبیلہ ثقیف کے تیروں نے جلا دیا۔ آپ ﷺ اُن پر بددُعا فرمائیں مگر آپ ﷺ نے یوں دُعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا [۱۱] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) ثقیف کو ہدایت دے''۔

---

[۹] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۱۲' مسلم حدیث نمبر ۲۵۹۹' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۸۴۔ [۱۰] بخاری جلد ۲ ص ۶۳۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۰۵' مسلم حدیث نمبر ۲۵۲۴' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۵۰۔ [۱۱] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۹۵' ترمذی حدیث نمبر ۳۹۴۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۷۸' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۴۲۔

غزوۂ اُحد میں دانت مبارک کا کچھ حصہ شہید ہوگیا تھا اور چہرۂ مبارک خون آلود تھا۔ مگر زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۱۲ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میری قوم کا یہ گناہ معاف کردے کیونکہ وہ نہیں جانتے''۔

جب قریش نے از روئے تعنت وعناد ایمان لانے سے اِنکار کردیا۔ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے یوں دُعا فرمائی: ''یا اللہ! اِن حضرات پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح سات سال قحط لا''۔ چنانچہ اَیسا ہی ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ قریش نے ہڈیاں اور مردار کھائے۔ اِس حالت میں ابوسفیان نے حاضر خدمت ہوکر یوں عرض کیا: ''یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کی قوم ہلاک ہوگئی۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا فرمایئے کہ اُن کی مصیبت دُور ہو جائے'' پس حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے دُعا فرمائی اور وہ مصیبت دُور ہوگئی۔ ۱۳

حضرت ثمامہ بن آثال یمامی رضی اللہ عنہ اِسلام لاکر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اِجازت سے عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں آئے۔ مشرکین میں سے کسی نے اُن سے کہا کہ تم ہمارے دین سے برگشتہ ہوگئے۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دینِ محمدی ﷺ جو خیر الادیان ہے اِختیار کرلیا ہے۔ ''اللہ (عزوجل) کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی اِجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ تم تک نہ پہنچے گا''۔ ۱۴ مکہ مکرمہ میں غلہ یمامہ سے آیا کرتا تھا جب یمامہ سے غلہ کی آمد بند ہوگئی تو قریش میں قحط پڑ گیا۔ اُنہوں نے تنگ آکر صلہ رحم کا واسطہ دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں لکھا آپ ﷺ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ بندش اُٹھادو۔ چنانچہ اَیسا ہی کیا گیا۔ ۱۵

حضرت اَسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں میری ماں میرے پاس آئی۔ وہ مشرکہ تھی۔ میں نے

---

۱۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۴۴۱، مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۱۱۷، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۱۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۳۱۳۔ ۱۳ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۴ ۱، تفسیر سورۃ الدخان۔ ۱۴ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۲۷ باب و فدینی حنیفہ۔ ۱۵ سیرت ابن ہشام اسر ثمامہ بن اثال الحنفی و اسلامہ۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے دریافت کیا کہ وہ کچھ مانگتی ہے۔ کیا میں اُس سے صلہ رحم کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ صَلِیْ اُمَّکَ [۱۶] ''ہاں! تو اپنی ماں سے صلہ رحم کر''۔

عورتوں پر شفقت ورحمت:

اسلام سے پہلے یہ صنفِ نازک قعرِ مذلت میں گری ہوئی اور مردوں کے استبداد کا تختۂ مشق بنی ہوئی تھی۔ عرب میں ازدواج کی کوئی حد نہ تھی۔ چنانچہ حضرت غیلان ثقفی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ تو اُن کے تحت دس عورتیں تھیں۔ جب کوئی شخص مرجاتا۔ تو اُس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو وراثت میں پاتا۔ وہ خود اُس سے شادی کر لیتا۔ یا اپنے بھائی یا قریبی کو شادی کے لئے دے دیتا۔ ورنہ نکاح ثانی سے منع کرتا۔ اسی طرح اور خرابیاں بھی تھیں۔

ہندوستان میں کثرتِ ازدواج اور نیوگ کو جائز سمجھا جاتا تھا۔ شوہر مرجاتا تو بیوہ نکاح ثانی نہ کرسکتی تھی۔ بلکہ اُسے دُنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا۔ وہ شوہر کی چتا میں زندہ جل کر بھسم ہوجاتی۔ اور ستی کا پوتر لقب حاصل کرتی۔ طرفہ یہ کہ ایسا حکم صرف عورتوں ہی کے لئے تھا' شوہر عورت کی چتا میں نہ جلتا۔

بعض ملکوں مثلاً تبت میں کثرتِ ازدواج کا عکس پایا جاتا تھا۔ اگر عورت ایک مرد سے شادی کرتی۔ تو وہ اُس مرد کے دوسرے بھائیوں کی بھی زوجہ سمجھی جاتی تھی، مجوسیوں کے ہاں بیٹی اور ماں سے بھی نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔

دُنیا کے کسی مذہب میں والدین یا شوہر کے ترکہ میں عورت کا کوئی حق نہ تھا۔ اور اَب بھی اسلام کے سوا کسی مذہب نے عورت کو ترکہ میں کسی کا حقدار نہیں ٹھہرایا۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تشریف آوری سے اِس مظلوم گروہ کی وہ حق رسی ہوئی کہ دُنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عورت کو عزت واحترام کے دربار میں مردوں کے برابر جگہ دی۔ اور مذکورہ بالا مفاسد

---

[۱۶] بخاری باب الهدية للمشركين۔

کا انسداد فرمادیا۔ اسلام سے پہلے کثرتِ ازدواج کی کوئی حد نہ تھی۔ اسلام نے اسے بصورتِ ضرورت چار تک محدود کردیا اور چار کو بھی شرطِ عدل پر معلق رکھا۔ بصورتِ فقدانِ عدل صرف ایک پر پابند کردیا۔ مرد عورت پر حاکم ہے۔ اس لئے رعیت کا تعدد ایک حد تک جائز رکھا گیا۔ مگر حاکم کا تعدد جائز نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ایک عورت کے متعدد شوہر نہیں ہوسکتے۔ قرآنِ مجید میں محرمات کی تفصیل موجود ہے۔ جن میں ماں اور بیٹی داخل ہیں۔ خودکشی خواہ کسی طرح ہو منع ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔... وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ... (النسآء:۲۹) ''اور نہ مارڈالو اپنے آپ کو''۔

یتامیٰ اور مساکین و بیوگان پر شفقت ورحمت:

یتیموں اور غریبوں پر آپ ﷺ کی بڑی شفقت تھی۔ چنانچہ یتیم کی خبر گیری کرنے والے کا درجہ بتانے کے لئے آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ سبابہ و وسطیٰ کے درمیان کچھ کشادگی رکھ کر فرمایا۔ ''میں اور یتیم کا متکفل خواہ یتیم اُس کے رشتہ داروں میں سے ہو یا اجنبیوں میں سے ہو بہشت میں یوں ہونگے''۔ ۱۷

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص محض رضائے الٰہی کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ اُس کے لئے ہر بال کے مقابلہ میں جس پر اُس کا ہاتھ پھرتا ہے نیکیاں ہیں۔ اور جو کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ (جو اُس کی کفالت میں ہو) نیکی کرتا ہے' میں اور وہ بہشت میں ان دو اُنگلیوں (آپ ﷺ نے سبابہ و وسطیٰ کو ملا کر اشارہ فرمایا) کی مانند ہونگے۔ ۱۸

ایک شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا کہ میرا دل سخت ہے' اس کا علاج ارشاد فرمایئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ ۱۹

حضرت اسماء بنت عمیس (زوجہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ

---

۱۷ مشکوۃ بحوالہ صحیح بخاری باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔ ۱۸ مشکوۃ بحوالہ احمد و ترمذی باب الشفقۃ۔ ۱۹ مشکوۃ بحوالہ احمد باب الشفقۃ۔

جس دِن حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (غزوۂ موتہ میں) شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں قدم رنجہ فرمائے۔ میں اُس دن چالیس کھالوں کی دباغت کر چکی تھی اور آٹا پیس کر اپنے بچوں کو نہلا دھلا کر تیل مل چکی تھی کہ اِتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ فرمایا: اسماء! جعفر رضی اللہ عنہ کے بچے کہاں ہیں؟ میں نے اُن کو حاضر خدمت کیا۔ آپ نے اُن کو سینہ مبارک سے لگالیا۔ پھر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ ﷺ رو پڑے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! شاید آپ ﷺ کو جعفر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ خبر آئی ہے۔ فرمایا: ہاں! وہ آج شہید ہوگئے۔ یہ سُن کر میں چلانے لگی۔ عورتیں جمع ہوگئیں۔ فرمانے لگے اسماء! لغو نہ بول اور سینہ نہ پیٹ۔ پھر آپ ﷺ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہ بولیں ہائے چچا! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جعفر جیسے پر عورتوں کو رونا چاہئے۔ [۲۰]

بیوگان و مساکین کی خبر گیری کا ثواب آپ ﷺ نے یوں بیان فرمایا۔

''بیوگان و مساکین پر خرچ کرنے والا راہِ خدا (میں جہاد و حج) میں خرچ کرنے والے کی مانند ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے یوں دُعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ [۲۱] ''اے میرے اللہ (جل جلالک)! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکین موت دے اور قیامت کے دن غریبوں کے گروہ میں میرا حشر فرما''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دولتمندوں سے چالیس سال پہلے بہشت میں جائیں گے۔ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نامراد نہ پھیرنا۔ گو نصف خرما ہی کیوں نہ ہو۔ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا!

---

[۲۰] طبقات ابن سعد جزء ثانی ص ۱ مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین باب الشفقۃ۔ [۲۱] ترمذی ابواب الزہد۔

غریبوں سے محبت رکھ اور اُن کو اپنے نزدیک کر۔ اللہ ﷻ تجھے قیامت کے دن اپنے نزدیک کرے گا"۔

بچوں پر شفقت ورحمت:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ بچے آپ ﷺ کی خدمت میں بغرض دُعا وتحنیک لائے جاتے تھے۔ ایک روز اُمّ قیس بنت محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شیر خوار بچہ کو خدمتِ اقدس میں لائیں۔ آپ ﷺ نے اُس بچہ کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ اُس نے آپ کے کپڑے پر پیشاپ کردیا۔ آپ نے اُس پر پانی بہادیا اور کچھ نہ کہا۔ ۲۲

آپ ﷺ بچوں کو چومتے اور پیار فرماتے تھے۔ ایک روز آپ ﷺ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو چوم رہے تھے۔ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے دیکھ کر عرض کرنے لگے کہ میرے دس لڑکے ہیں، میں نے اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔ ایک بدّو رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کرنے لگا کہ آپ ﷺ بچوں کو چومتے ہیں۔ ہم نہیں چومتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ (ﷻ) تمہارے دِل سے رحمت نکال دے تو میں کیا کرسکتا ہوں"۔ ۲۳

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نمازِ ظہر پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ ﷺ دولت خانہ تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا۔ راستے میں بچے ملے۔ آپ ﷺ نے ہر ایک کے رخساروں پر دستِ شفقت پھیرا اور میرے رخساروں پر بھی پھیرا۔ میں نے آپ ﷺ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کو گویا آپ ﷺ نے اپنا

---

۲۲ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۵ کتاب الوضوء باب بول الصبیان۔ ۲۳ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۸۷ کتاب الادب باب رحمة الولد و تقبیله۔

ہاتھ مبارک عطار کے صندوقچہ میں سے نکالا تھا۔ ۲۴

جب آپ ﷺ کا گذر بچوں پر ہوتا تو اُن کو سلام فرمایا کرتے تھے۔ ۲۵

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی سفر سے تشریف لاتے تو آپ ﷺ کے اہلِ بیت کے بچے خدمت شریف میں لائے جاتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کسی سفر سے تشریف لائے۔ تو پہلے مجھے خدمت شریف میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے سوار کرلیا۔ پھر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولڑکوں میں سے ایک لائے گئے۔ آپ ﷺ نے اُن کو اپنے پیچھے سوار فرمالیا۔ اِس طرح تینوں ایک سواری پر داخل مدینہ منورہ ہوئے۔ ۲۶

فتح مکہ کے دن جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں قثم اور فضل کو اپنی سواری پر آگے بٹھالیا۔ ۲۷

حضرت ابورافع بن عمر وغفاری رضی اللہ عنہ کے چچا بیان کرتے ہیں کہ میں لڑکپن میں اَنصار کے نخلستان میں جاتا اور درختوں پر ڈھیلے مارتا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ پاک میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا لڑکے! تو درختوں پر ڈھیلے کیوں مارتا ہے؟ میں نے عرض کیا' کھجوریں کھانے کے لئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ڈھیلے نہ مارا کرو جو کھجوریں نیچے گری ہوں کھالیا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور یوں دُعا فرمائی۔ ''اے اللہ (عزوجل)! اِس کا پیٹ بھر دے''۔ ۲۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فصل کا کوئی پھل پکتا تو لوگ اُسے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ پاک میں لایا کرتے۔ آپ ﷺ اُس پر یہ دُعا پڑھا کرتے۔ ''خدایا ہمیں اپنے مدینہ میں اور اپنے پھل میں اور اپنے مُد میں اور اپنے

---

۲۴ صحیح مسلم جلد۲ص ۲۵۶ طیب ریحہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۵ صحیح بخاری جلد۲ص ۹۲۳ کتاب الاستیذان باب التسلیم علی الصبیان۔ ۲۶ مشکوۃ بحوالہ مسلم باب آداب السفر۔ ۲۷ صحیح بخاری باب الثلثة علی الدابة۔ ۲۸ ابوداؤد کتاب الجہاد باب من قال انه یأ کل مما سقط۔

صاع میں برکت دے''۔ اِس دُعا کے بعد بچے جو حاضرِ خدمت ہوا کرتے اُن میں سے سب سے چھوٹے کو وہ پھل عنایت فرماتے۔ ۲۹

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اُس کے ساتھ اُس کی دو بچیاں تھیں۔ اُس وقت میرے پاس صرف ایک کھجور تھی۔ میں نے وہی اُسے دے دی۔ اُس نے دونوں لڑکیوں میں تقسیم کردی' پھر وہ چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے۔ تو میں نے یہ قصہ آپ ﷺ سے عرض کردیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے ہاں لڑکیاں ہوں اور وہ اُن کی پرورش اچھی طرح کرے۔ تو وہ آتشِ دوزخ اور اُس کے درمیان حائل ہوجائیں گے''۔ ۳۰

حضرت اُمّ خالد بنت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا امویہ کے والدین ہجرت کر کے حبشہ میں چلے گئے تھے۔ یہ وہیں پیدا ہوئیں اور بچپنے میں وہاں سے مدینہ منورہ آگئیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہی گئیں۔ جن سے ایک لڑکا خالد نام کا پیدا ہوا' اِس سبب سے اُن کی کنیت اُمِ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوئی۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک روز میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئی۔ زرد رنگ کا کرتہ میرے بدن پر تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا۔ سنہ سنہ (حبشی زبان میں حسنہ کو کہتے ہیں) میں خاتم نبوت سے کھیلنے لگی۔ میرے باپ نے مجھے جھڑک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھیلنے دو۔ پھر تین بار فرمایا۔ تو اُس کو پہن کر پرانا کرے''۔ ۳۱

اُمّ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس کپڑے آئے۔ اُن میں ایک سیاہ چادر تھی۔ جس میں دونوں طرف آنچل تھے۔ آپ ﷺ نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ چادر کس کو اوڑھاؤں؟

---

۲۹ صحیح مسلم باب فضل المدینۃ۔ ۳۰ صحیح بخاری جلد۲ ص ۸۸۷ کتاب الادب باب رحمۃ الولد و تقبیلہ۔ ۳۱ صحیح بخاری جلد۲ ص ۸۸۶ کتاب الادب باب من ترک صبیۃ غیرہ حتی تلعب بہ۔

کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اُمّ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لاؤ۔ مجھے لے گئے تو آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے وہ چادر مجھے اوڑھائی اور دو دفعہ فرمایا: ''تو اِسے پہن کر پرانی کرے''۔ آپ ﷺ چادر کی بُوٹیاں دیکھ رہے تھے اور ہاتھ مبارک سے میری طرف اِشارہ کر کے فرماتے تھے۔ ''اُمّ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا! یہ سنہ ہے۔ اُمّ خالد یہ سنہ ہے''۔ سنہ حبشہ زبان میں حسن (اچھے) کو کہتے ہیں۔ ۳۲

غزوات میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ہدایت تھی کہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۔ آپ کا وجود باجود لڑکیوں کے لئے خصوصیت سے رحمت تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بعضے عرب اِفلاس کے ڈر سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ پاک میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ ہم اہلِ جاہلیت اور بت پرست تھے، اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے میرے ہاں ایک لڑکی تھی میں نے اُسے بلایا۔ وہ خوشی خوشی میرے پیچھے ہولی۔ جب میں نزدیک ہی اپنے اہل کے ایک کنویں پر پہنچا۔ تو میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر کنویں میں گرا دیا۔ وہ ابّا ابّا کہتی تھی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ قصہ مجھے پھر سناؤ، اُس شخص نے دُہرایا تو آپ اِتنا روئے کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی مبارک تر ہوگئی۔ ۳۳

اِرشادِ باری تعالیٰ عزاسمہٗ یوں ہوا۔ ..... وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ ... (الانعام:۱۵۱) ''اور تم اپنے بچوں کو مفلسی کے ڈر سے ہلاک نہ کرو۔ ہم تم کو اور اُن کو رزق دیتے ہیں''۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ (التکویر:۸-۹)

''اور جب زندہ درگور لڑکی پوچھی جائے گی کہ تو کس گناہ کے بدلے ہلاک کی گئی''۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَ

---

۳۲ صحیح بخاری جلد۲ ص۸۶۹ کتاب اللباس باب مایدعی لمن لبس ثوبا جدیداً۔ ۳۳ مسند دارمی صفحہ اول۔

وَأْدَالْبَنَاتِ ۳۴ ''اللہ (ﷻ) نے تم پر حرام فرمادیا ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا''۔ عورتیں جن چیزوں پر آنحضرت ﷺ سے بیعت کیا کرتی تھیں اُن میں سے ایک یہ بھی تھی: وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ (الممتحنہ:۱۲) ''وہ اپنے بچوں کو ہلاک نہ کیا کریں گی''۔

غلاموں پر شفقت:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے غلاموں کے آزاد کرنے کو موجب نجات فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے ''جو کوئی کسی مسلمان غلام کو آزاد کرتا ہے اُس غلام کے ہر عضو کے مقابلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کا ایک عضو دوزخ کی آگ سے آزاد فرماتا ہے''۔ ۳۵ علاوہ ازیں کفارات میں جابجا غلام آزاد کرنا واجب رکھا گیا ہے۔

اسلام میں غلاموں کے حقوق کا خاص لحاظ ہے۔ چنانچہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں' تمہارے غلاموں میں جو تمہارے موافق ہو اُسے کھلاؤ اُس میں سے جو تم کھاتے ہو اور پہناؤ اُس میں سے جو تم پہنتے ہو اور اُن میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو۔ اُسے بیچ دو اور خلقِ خدا کو عذاب نہ دو''۔ ۳۶

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی۔ ''اے ابومسعود! جان لو کہ تم کو جس قدر اس غلام پر اختیار ہے۔ اس سے زیادہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو تم پر اختیار ہے''۔ میں نے مڑ کر جو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں نے اس کو رضائے خدا کے لئے آزاد کردیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! اگر تم ایسا نہ کرتے، تو دوزخ کی آگ تم کو جلاتی''۔ ۳۷

---

۳۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۹۱۵' بخاری حدیث نمبر ۵۹۷۵' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۲۵' مسلم حدیث نمبر ۱۲-۵۹۳' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۳۲-۴۳۳۔ ۳۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۳۸۲' بخاری حدیث نمبر ۶۷۱۵' مسلم حدیث نمبر ۱۵۰۹' ترمذی حدیث نمبر ۱۵۴۱' مسند احمد جل ۲ ص ۴۴۷۔ ۳۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۳۶۹' ابو داؤد حدیث نمبر ۵۱۵۷' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۶۸۔ ۳۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۳۵۲' مسلم حدیث نمبر ۱۶۵۷' مسند احمد جلد ۲ ص ۶۱۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عجمی غلام کو بُرا بھلا کہا۔ اُس نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کردی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! تم میں جاہلیت ہے۔ وہ تمہارے بھائی ہیں' اللہ (عزوجل) نے تم کو اُن پر فضیلت دی ہے۔ اُن میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اُسے بیچ دو اور خلقِ خدا کو عذاب نہ دو''۔ ۳۸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہم خادم کو کتنی بار معاف کردیا کریں''۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ اُس نے دوسری بار دریافت کیا' پھر بھی آپ ﷺ خاموش رہے' تیسری بار دریافت کرنے پر فرمایا کہ ہر روز ستر بار معاف کردیا کرو۔ ۳۹

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے غلام کو منہ پر تھپڑ مارے اُس کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کردے۔ حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سات بھائی تھے۔ ہمارے ہاں صرف ایک خادمہ تھی۔ ہم میں سے ایک نے اُس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس سے کہا کہ خادمہ کو آزاد کردو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں صرف یہی ایک خادمہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خدمت کرتی رہے۔ یہاں تک کہ بے نیاز ہوجائیں۔ جب ضرورت نہ رہے تو اُسے آزاد کردیں۔ ۴۰

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو غلاموں کی بہبودی کا اِس قدر خیال تھا کہ جب وفات شریف کا وقت عین قریب آپہنچا۔ تو آپ ﷺ یوں وصیت فرمارہے تھے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ. ''نماز اور غلام''۔

چوپایوں پر شفقت ورحمت:

اِنسان تو درکنار چوپایوں پر بھی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شفقت

---

۳۸ ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک۔ ۳۹ ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک۔ ۴۰ تیسیر الوصولی الی جامع الاصول بحوالہ ابوداؤد۔

تھی۔ ایک روز آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک اُونٹ ہے۔ جب اُس اُونٹ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھا تو رو پڑا اور اُس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ اُس کے پاس آئے اور اُس کے پس گوش پر ہاتھ پھیرا۔ وہ چپ ہوگیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اِس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے عرض کیا کہ یہ اُونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اِس چوپائے کے بارے میں جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھ کو مالک بنایا ہے اللہ (عزوجل) سے نہیں ڈرتا؟ اِس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرت سے تکلیف دیتا ہے۔ [۴۱]

ایک روز رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک اُونٹ پر ہوا۔ جس کی پیٹھ (بھوک اور پیاس کے سبب سے) پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں اللہ (عزوجل) سے ڈرو۔ تم ان پر سوار ہو در آنحالیکہ لائق (سواری کے) ہوں اور ان کو چھوڑو در آنحالیکہ لائق (پھر سوار ہونے کے) ہوں'' [۴۲] ایک دفعہ ایک گدھے پر آپ ﷺ کا گزر ہوا۔ جس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کرے اللہ (عزوجل) اُس شخص کو جس نے اِسے داغ دیا ہے''۔ [۴۳]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا۔ ''تم اپنے چوپایوں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ وہ تم کو ایسے شہروں میں پہنچا دیں، جہاں تم بغیر مشقتِ جان نہ پہنچتے اور تمہارے واسطے زمین بنائی۔ پس اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو''۔ [۴۴]

رسول اللہ ﷺ نے آدابِ سفر میں فرمایا ہے۔ کہ جب فراخ سالی ہو اور گھاس بکثرت ہو۔ تو تم سفر میں دن کو کسی وقت اُونٹوں کو چھوڑ دیا کرو تاکہ وہ چر لیں۔ اور جب قحط سالی ہو تو اُن کو تیز چلاؤ تاکہ وہ اچھی حالت میں منزلِ مقصود پر پہنچ

---

[۴۱] تیسیر الوصولی الی جامع الاصول بحوالہ ابوداؤد۔ [۴۲] مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد باب النفقات وحق المملوک۔ [۴۳] مشکوٰۃ بحوالہ مسلم کتاب الصید والذبائح۔ [۴۴] مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد باب آداب السفر۔

جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ بصورتِ تاخیر وہ بھوک کے مارے کمزور ہو کر راستے ہی میں رہ جائیں۔ اور جب تم آخر شب میں کسی جگہ اُترو تو راستہ چھوڑ کر ڈیرہ ڈالو۔ کیونکہ رات کے وقت چوپائے اور ''حشرات الارض'' راستوں میں پھرا کرتے ہیں۔ ۴۵ اور کھانے کی گری پڑی چیزیں اور ہڈیاں وغیرہ جو راستے میں ہوں کھایا کرتے ہیں۔

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور لوگ اُونٹوں کی کوہان اور بھیڑ بکری کی سرین کا گوشت (کھانے کے لئے) کاٹ لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو گوشت کسی زندہ چوپائے سے کاٹا جائے وہ مردار ہے' کھانا نہ چاہئے۔ ۴۶

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت ایک بلی کے سبب سے دوزخ میں گئی جسے اُس نے باندھ رکھا اور کھانا نہ کھلایا اور نہ چھوڑا تا کہ ''حشرات الارض'' کو کھاتی۔ ۴۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ پاک فرمایا کہ ایک شخص راستے میں چل رہا تھا۔ اُسے سخت پیاس لگی۔ ایک کنواں نظر پڑا تو اُس میں اُتر کر اُس نے پانی پیا پھر نکل گیا۔ ناگاہ اُس نے ایک کتا دیکھا۔ جو پیاس کے مارے زبان نکالے ہوئے تھا اور مٹی کھا رہا تھا۔ اُس شخص نے سوچا کہ اِس کتے کو پیاس سے ویسی ہی تکلیف ہے جیسی مجھے تھی۔ اِس لئے وہ کنویں میں اُترا۔ اور اپنا موزا پانی سے بھرا۔ پھر اُسے اپنے منہ سے پکڑا۔ یہاں تک کہ اُوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ عزوجل نے اُس کی قدردانی کی اور اُسے بخش دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا چوپایوں میں ہمارے واسطے کچھ اَجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ہر ذی روح میں اَجر ہے''۔ ۴۸

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شفقتِ عامہ کا مقتضاء تھا کہ آپ ﷺ

---

۴۵ صحیح مسلم باب مراعات مصلحة الدواب فی السیر۔ ۴۶ مشکوٰۃ بحوالہ الترمذی وابوداؤد کتاب الصید والذبائح۔ ۴۷ تیسیر الوصول بحوالہ بخاری ومسلم۔ ۴۸ تیسیر الوصول بحوالہ مالک و بخاری ومسلم وابوداؤد۔

نے چوپایوں کو باہم لڑانے' ۴۹ کسی جانور کو نشانہ بنانے' ۵۰ کسی چوپائے یا جانور کو ہلاک کرنے کے لئے ۵۱ حبس کرنے اور حیوان کو مثلہ ۵۲ بنانے سے منع فرمادیا۔

پرندوں اور حشرات الارض پر شفقت ورحمت:

حضرت عبدالرحمٰن کے والد حضرت عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ ہم نے ایک پرندہ (زورک) کو دیکھا جس کے ساتھ اُس کے دو بچے تھے۔ ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ زورک آئی اور اُترنے کے لئے بازو پھیلانے لگی۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بچوں کو پکڑ کر اسے کس نے دُکھ دیا ہے۔ اس کے بچے اسے واپس دے دو''۔ پھر آپ ﷺ نے ایک چیونٹیوں کا گھر دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اسے کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جائز نہیں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب دے''۔ ۵۳

ایک روز حضرت عثمان بن حبان ﷺ نے ایک پسو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ اس پر حضرت اُمّ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں نے ابوالدرداء ﷺ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کے مالک (خدا) کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب نہ دے''۔ ۵۴

حضرت عامر ﷺ تیرانداز سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں تھے۔ ناگاہ ایک شخص آیا جس پر کمبل تھا اور اُس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ جس پر اُس نے کمبل لپیٹا ہوا تھا۔ اُس نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! درختوں کے جنگل میں میرا گزر ہوا۔ میں نے اُس میں ایک پرندے کے

---

۴۹ مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی وابوداؤد باب ذکر الکلب ۔ ۵۰ مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم کتاب الصید والذبائح۔ ۵۱ مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین کتاب الصید والذبائح۔ ۵۲ مرقاۃ بحوالہ احمد وشیخین ونسائی کتاب الصید والذبائح۔ ۵۳ مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد باب قتل اھل الردۃ۔ ۵۴ مرقات، بحوالہ مسند بزار جز رابع ص ۲۳۶۔

بچوں کی آوازیں سنیں۔ میں نے اُن کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا۔ اُن کی ماں آئی اور میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے کمبل کو بچوں پر سے دُور کر دیا۔ وہ اُن پر گر پڑی میں نے اُن سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا اور وہ یہ میرے پاس ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِن کو رکھ دے۔ میں نے اُن کو رکھ دیا۔ مگر اُن کی ماں نے اُن کا ساتھ چھوڑنے سے اِنکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم بچوں پر ماں کے رحم کرنے پر تعجب نہیں کرتے ہو؟ اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے۔ تحقیق اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے بندوں پر اُن بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے تو اِن کو واپس لے جا اور اِن کو ماں سمیت وہیں رکھ دے۔ جہاں سے اُنہیں پکڑا ہے پس وہ اُن کو واپس لے گیا۔ ۵۵

نباتات و جمادات پر رحمت:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رحمت سے جمادات و نباتات کو بھی حصہ ملا ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے زمین شرک و کفر کی نجاست سے پاک ہوئی اور نورِ ایمان چاروں طرف پھیل گیا۔ مسجدیں تعمیر ہونے لگیں اور اَذان میں اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول ﷺ کا نام پکارا جانے لگا۔ آپ ﷺ کے تولد ہونے کے بعد آسمان پر شیاطین کا جانا بند ہو گیا۔

جب امساکِ باراں ہوتا تو لوگ حضور ﷺ کا وسیلہ پکڑ کر دُعا کیا کرتے اور وہ مستجاب ہو جاتی۔ یا حضور ﷺ خود دُعا فرمایا کرتے اور بارانِ رحمت نازل ہوتی جس سے مردہ زمین پھر زندہ ہو جاتی اور نباتات اُگتے۔

غرض نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رحمت سے دونوں عالَم کو حصہ پہنچا ہے۔ اِنسان کے علاوہ جنات بھی آپ ﷺ کی دعوت سے دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ فرشتے آپ ﷺ پر دُرود بھیجنے کے سبب سے موردِ رحمت الٰہی بنے رہتے ہیں۔ کیونکہ حدیث مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ”جو کوئی مجھ پر ایک بار دُرود بھیجتا ہے، اللہ اُس پر دس بار دُرود بھیجتا ہے“۔

---

۵۵ مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد۔

فضائل وخصائل

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ولادت: عام الفیل کے اڑھائی سال بعد وصال: ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ

اِسم گرامی:

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان ابوقحافہ رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کے ساتویں دادا یعنی مُرّہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ مبارک سے ملتے ہیں۔ آپ کا لقب صدیق آسمانوں سے اُترا اور کنیت عتیق ہے۔ والدِ ماجد کا نام (حضرت) عثمان اور کنیت (حضرت) ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) تھی۔ والدہ ماجدہ کا نام (حضرت) سلمٰی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور کنیت اُم الخیر تھی۔ خاندانی رشتہ سے اپنے شوہر کی چچازاد بہن بھی تھیں۔ [1]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش کی ایک شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے اڑھائی برس بعد ہوئی۔ یعنی سن ہجری کے آغاز سے پچاس برس چھ ماہ قبل۔ آپ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم وبیش تین برس چھوٹے تھے۔

آپ کے والدین، آپ، آپ کی اَولاد اور آپ کی اَولاد کی اَولاد یعنی چار پشتیں صحابی ہیں رضی اللہ عنہم۔ مثلاً عبداللہ بن اسماء بنت ابوبکر بن ابوقحافہ اور ابوعتیق بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہم یہ اعزاز امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ آپ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے بھی ہیں۔ [2]

عتیق کہلانے کی وجہ:

ایک مرتبہ (حضور) نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیکھا تو فرمایا:

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [2] ابن ماجہ ص ۱۹، ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹۱، مشکوٰۃ ص ۵۶۶، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۹۳۔۱۸۸۔۱۸۷، تاریخ الخلفاء ص ۸۶۔

اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ [۳] ''تم اللہ (تبارک وتعالیٰ وجلّ مجدہٗ الکریم) کی طرف سے دوزخ سے آزاد ہو''۔ اُسی وقت سے اُن کا لقب عتیق پڑ گیا۔ اس کے علاوہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی صاف تصریح ہے۔ کہ عتیق آپ ہی کا لقب ہے۔ [۴]

ظہورِ اسلام سے قبل ہی آپ بہت بڑے رئیس اور صاحبِ وجاہت تھے اور قریش کے رؤساء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے جن کی ذات پر قوم جمع ہو جاتی تھی۔ صاحبِ خلق، صاحبِ خیر، عالی نسب، نسب دان، بلند مرتبہ تاجر اور عظیم انسان تھے۔ خون بہا کا فیصلہ آپ کے سپرد تھا۔ اور تمام قریش آپ کے فیصلہ کی تصدیق وتائید کرتے ہوئے خون بہا کا بھار برداشت کرتے تھے۔ جب حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلام دی تو مَردوں میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ پھر آپ کی دعوت پر عشرہ مبشرہ میں سے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام لائے۔ (۱) حضرت عثمان بن عفان، (۲) حضرت زبیر بن عوام۔ (۳) حضرت عبد الرحمان بن عوف۔ (۴) حضرت سعد بن ابی وقاص اور (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم۔ نیز آپ کی دعوت پر آپ کے والدین اور آپ کے دو بیٹے اور پوتے اور ایک نواسہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی قدر فرماتے اور اُن کے سامنے اُن کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور دوسروں سے بھی اُن کی تعریف سُنا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جناب رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے حسان (رضی اللہ عنہ) تو نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کچھ کہا ہے۔ تو (حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا، جی ہاں: چنانچہ اُنہوں نے یہ شعر پڑھے:

---

[۳] ترمذی جلد۲ ص ۲۱۴۔ [۴] تاریخ طبری جلد۲ ص ۶۱۵۔

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمَنِیْفِ
وَقَدْطَافَ الْعَدُوُّبِہٖ اِذْصَعِدُوا الْجَبَلاَ
وَکَانَ حَبَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوْا
خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ رَجُلاَ

"وہ مبارک غار میں دوسرے ہیں۔ دشمنوں نے آپ کا گھیراؤ کیا جب کہ وہ پہاڑ پر چڑھے۔ اور آپ جنابِ رسولِ خدا ﷺ کے محبّ ہیں۔ لوگ جانتے ہیں، ساری مخلوق سے بہتر ذاتِ ستودہ صفات نے آپ ﷺ کے برابر کسی شخص کو نہیں کیا"۔ [۵]

یہ اشعار سن کر آپ ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا: تم نے بالکل سچ کہا۔ واقعی (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ایسے ہی ہیں۔

صدیق کہلانے کی وجہ:

آپ کا دوسرا لقب صدیق تھا۔ بعض لوگ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، اس کی زیادہ صحیح وجہ یہ ہے کہ حضور نبی (کریم رؤف و رحیم ﷺ) نے شبِ معراج میں (حضرت) جبرائیلِ امین (علیہ السلام) سے پوچھا کہ میری قوم میں اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یُصَدِّقُکَ اَبُوْبَکْرٍ وَ ھُوَالصِّدِّیْقُ [۶] "(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) آپ (ﷺ) کی تصدیق کریں گے۔ وہ صدیق ہیں"۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، جب سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ کو مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو صبح

---

[۵] تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۳۸۔ [۶] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

لوگوں نے اس کا چرچا کیا تو کچھ ایسے بھی تھے جو دین سے پھرنے لگے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر چکے تھے اور یہ لوگ اس خبر کو لے کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دوڑے گئے اور کہنے لگے کیا تمہیں اپنے صاحب کی بھی خبر ہے۔ وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اُن کو آج رات بیت المقدس لے جایا گیا۔ تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اُنہوں نے ایسا فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تم اُن کی اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ رات میں بیت المقدس پہنچ گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اُن کی اُس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں جو اس سے بھی بعید ہے۔ میں اُن کی اُن آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں جو وہ صبح و شام میں دیتے ہیں اس بناء پر اُن کا نام ابوبکر صدیق ہو گیا۔

سلیم فطرت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فطرت شروع سے ہی سلیم تھی۔ چنانچہ آپ کو قبولِ اسلام سے پہلے بھی بت پرستی سے نفرت تھی اور شراب نوشی کو بُرا جانتے تھے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ الخلفاء میں حضرت ابونعیم علیہ الرحمہ کے حوالے سے اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: لَقَدْ حَرَّمَ اَبُوْبَكْرٍ اَلْخَمْرَ عَلٰى نَفْسِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ [1] ”(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عہدِ جاہلیت میں ہی شراب اپنے اُوپر حرام کر رکھی تھی“۔

اگر خلیل ہوتے تو؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی (کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا

---

[1] تاریخ الخلفاء ص ۲۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

وَلٰكِنَّ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتَهٗ [۸] ''اگر میں اپنے رَبّ (ذوالجلال والاکرام) کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا لیکن اُن سے اِسلامی اُخوت اور محبت ہے''۔

نوٹ: خلیل یا تو بنا ہے خُلت خ کی پیش سے یعنی دِلی دوست جس کی محبت دِل کی گہرائی میں اُتر جائے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا محبوب صرف اللہ عزّ وجلّ ہی ہے یا یہ بنا ہے خَلت خ کی فتح سے بمعنی حاجت اور وہ دوست جس پر توکل کیا جائے اور ضرورت کے وقت اُس سے مشکل کشائی اور حاجت روائی کروائی جائے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کارساز، حاجت روا محبوب سوائے خدا کے کوئی نہیں ورنہ بے پناہ محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ (مرآۃ جلد ۸ ص ۳۴۷۔۳)

ایک دوسری حدیث پاک جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُس کے اَلفاظ ہیں:- لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا [۹] ''اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا''۔

مال کے ذریعے قربانی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت فرماتے ہیں: اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ [۱۰] ''بے شک جس نے میرے ساتھ اپنی جان اور مال کے ذریعے

---

[۸] بخاری جلد ۱ ص ۵۱۶ تیسیر الباری جلد ۵ ص ۷، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۴۷، فتح الباری جلد ۷ ص ۱۴، عمدۃ القاری جلد ۸ ج ۱۶۱ ص ۱۷۵، مشکوٰۃ ص ۵۵۴۔ [۹] مسلم جلد ۲ ص ۲۷۲ (۶ سندیں)، ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷، حدیث نمبر ۳۶۵۹۔۳۶۶۰، ابن ماجہ ص ۱۰ حدیث نمبر ۹۳، مسند احمد جلد ۱ ص ۴۷۷۔۴۳۳۔۴۳۹۔۴۶۳، طبرانی جلد ۳ ص ۲۷۸، جلد ۱۲ ص ۱۱۹، شفاء جلد ۱ ص ۴۰۷، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۴۴۳۔۴۴۲، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۴۵ حدیث نمبر ۳۲۵۹۹۔۳۲۶۰۰۔۳۲۶۰۲۔۳۵۶۵۲۔۳۲۵۶۳، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص ۴۳۶۔۴۰۷، البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۳۹۴، ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۷۵، قرطبی جلد ۳ ج ۵ حدیث نمبر ۴۴۰۔ [۱۰] مشکوٰۃ ص ۵۵۴، حدیث نمبر ۶۰۱۰، شرح السنۃ جلد ۱۴ ص ۳۸، طبع قدیم، فتح الباری جلد ۷ ص ۲۲۷، دار الفکر، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۶۰ جلد ۲ ص ۲۰۷، مسلم جلد ۲ ص ۲۷۲۔

لوگوں سے بڑھ کر احسان کیا ہے وہ (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں"۔

مالِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا فائدہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مَانَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَانَفَعَنِیْ مَالُ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ اَنَاوَمَالِیْ اِلَّالَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ [1] "مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے مال نے (نفع) دیا ہے۔ سو (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) رونے لگے اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اور میرا مال سب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کا تو ہے"۔

ازالۃ الخفاء میں مذکور ہے کہ ابتداءِ اسلام اور غربتِ مسلمین میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔ حضرت ہشام بن عروہ علیہ الرحمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اُنہوں نے کہا "امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اُس وقت اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں خرچ کر دیئے"۔ [2]

نوٹ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے محولہ بالا ارشادِ پاک سے اس عقیدے کی نفی ہوتی ہے کہ جس پر اللہ جل جلالہ کے سوا کسی اور کا نام رکھ دو تو وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہ فرماتے کہ مجھے جتنا ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع دیا ہے اور کسی کے مال نے اُتنا نفع نہیں دیا ہے۔

---

[1] ابن ماجہ ص ۱۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۳' مشکل الآثار جلد ۲ ص ۲۳۔۲۳۱' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۴۹ حدیث نمبر ۳۲۵۷۶' جلد ۱۱ ص ۵۵۵ حدیث نمبر ۳۲۶۰۸' جلد ۱۲ ص ۵۰۵ حدیث نمبر ۳۵۶۴۸۔

[2] تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۳۸' جلد ۳ ص ۳۴ (مترجم)' مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص ۳۴۶۔

اِحسان کا بدلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''ہم پر کسی کا اِحسان نہیں مگر ہم نے اُس کا بدلہ اَدا کر دیا سوائے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ ہم پر اُن کا اِحسان ہے کہ اللہ (عزوجل) اُنہیں اِس کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا''۔ ۱۳

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ۱۴ ''ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''۔

اِمامت کا حق:

حضرت اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اِرشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْھِمْ اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّھُمْ غَیْرُہٗ ۱۵ ''جس قوم میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوں اُن کے ہوتے ہوئے کوئی اور اِمامت کے لائق نہیں''۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک مرتبہ جبکہ رسول اللہ

---

۱۳ ترمذی جلد۲ ص ۲۰۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۶۵۔ ۱۴ تیسیر الباری جلد۱ ص ۴۳۸۔۴۴۷۔ ۴۴۸۔۴۵۰۔۴۵۶' ترمذی جلد۲ ص ۲۰۸' حدیث نمبر ۳۶۷۲' مسلم الصلوٰۃ ص ۱۰۰۔۹۵۔۹۴' نسائی جلد۲ ص ۹۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۲۳۵۔۱۲۳۴۔۱۲۳۲' مسند احمد جلد۴ ص ۴۱۳۔۴۱۲' بخاری جلد۱ ص ۹۱' فتح الباری جلد۲ ص ۱۹۳۔۲۰۹۔۲۱۰' عمدۃ القاری جلد۲ جز۳ ص ۱۸۶۔۲۰۲۔۲۰۴۔۲۰۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۳۰۴۔۲۵۱۔۲۵۰' جلد۳ ص ۹۴۔۸۱۔۸۷' جلد۸ ص ۱۵۲' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ ص ۳۳۰۔۳۲۹' مجمع الزوائد جلد۱ ص ۳۳۰۔ ۱۵ ترمذی جلد۲ ص ۲۰۸' حدیث نمبر ۳۶۷۳' مشکوٰۃ ص ۵۵۵ حدیث نمبر ۶۰۲۰' کنز العمال جلد۱۱ ص ۵۴۷ حدیث نمبر ۳۲۵۶۷۔

ﷺ پر بیماری کی شدّت تھی۔ میں آپ ﷺ کے پاس چند صحابہ کرام ﷺ کی معیّت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اِتنے میں (حضرت سیّدنا) بلال ﷺ آپ ﷺ کو نماز کے واسطے بلانے کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی اور کو حکم کرو''۔ (حضرت) عبداللہ بن زمعہ ﷺ فرماتے ہیں' میں باہر نکلا تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب (ﷺ) ملے۔ اُس وقت (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق ﷺ) موجود نہ تھے۔

وہ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق ﷺ) آگے بڑھے اور اُنہوں نے تکبیر کہی جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن کی آواز سنی۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب ﷺ بڑی آواز والے آدمی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ابوبکر (ﷺ) کہاں ہیں؟۔ اللہ ﷻ اس کا اِنکار فرماتا ہے اور اللہ جل شانہٗ کی طرح مسلمان بھی اِنکار کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر ﷺ کو بلوایا۔ اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی وہی نماز جس کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷺ پڑھا چکے تھے۔

دوسری حدیث پاک جو اِنہی سے مروی ہے اُس میں ہے کہ ''جب رسول اللہ ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷺ کی آواز کو سنا تو آپ ﷺ نکلے یہاں تک کہ اپنا سرِ انور حجرۂ مبارک سے باہر نکالا اور تین مرتبہ فرمایا: **لَالَا** نہیں نہیں نہیں۔ لوگوں کو (حضرت) ابوقحافہ (ﷺ) کے بیٹے نماز پڑھائیں''۔ [۱۶]

یارِ غار:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ﷺ کو فرمایا: **اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ** [۱۷] ''تم میرے یارِ غار بھی ہو اور حوضِ

---

[۱۶] ابوداؤد جلد۲ ص۲۹۱۔ [۱۷] ترمذی جلد۲ ص۲۰۸' حدیث نمبر۳۶۷۰' کنز العمال جلد۱۱ ص۵۴۵' حدیث نمبر۳۲۵۵۹' مشکوٰۃ ص۵۵۵' حدیث نمبر۶۰۱۹' شرح السنۃ جلد۱۴ ص۸۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱ ص۴۰۰۔

کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو"۔

نوٹ: اس حدیث شریف میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مخبرِ غیب عطا فرمائی ہے یعنی حوضِ کوثر پر بھی ساتھ ہونے کی۔

جنت کے بوڑھوں کے سردار:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں' رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کا ارشادِ مقدس ہے: اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ ،لَا تُخْبِرْھُمَا یَاعَلِیُّ مَادَامَ حَیًّیْنِ [۱۸] "(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) انبیاء کرام اور مرسلین (علیہم السلام) کے علاوہ تمام اوّلین وآخرین کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (اور امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا) اے علی (رضی اللہ عنہ) جب تک یہ زندہ ہیں ان کو اس بات کی خبر نہ دینا"۔

نوٹ: اس حدیث شریف میں بھی غیبی خبر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بعطائے الٰہی علم تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دونوں بزرگوں کے وصال کے بعد بھی زندہ ہوں گے۔

وزیر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کا ارشادِ مقدس ہے: مَامِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ وَ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّاوَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَائِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّاوَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ

---

[۱۸] ابن ماجہ ص ۱۰۔۱۱ (عن ابوجحیفہ)' ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷ حدیث نمبر ۳۶۶۶' مشکوٰۃ ص ۵۵۶' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۰' المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۲ ص ۷۷' شرح السنۃ جلد ۱۴ ص ۱۰۲' کشف الخفاء للعجلونی جلد ۱ ص ۳۲' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۵۳' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۶۲ حدیث نمبر ۳۲۶۵۴' جلد ۱۳ ص ۱۰ حدیث نمبر ۳۶۱۰۵۔

فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ [۱۹] ''کوئی نبی (علیہ السلام) ایسے نہیں ہوئے جس کے دو وزیر آسمان والوں اور دو وزیر زمین والوں میں نہ ہوئے ہوں۔ میرے دو وزیر آسمان والوں میں (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اور (حضرت) میکائیل (علیہ السلام) ہیں جب کہ دو وزیر زمین والوں میں ابوبکر (صدیق) اور عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں''۔

مَردوں میں سب سے پیارے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں۔ رسولِ خدا شاہِ ہدیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی شخصیت پیاری ہے؟ قَالَ عَائِشَةُ فرمایا: (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔ قِیْلَ مِنَ الرِّجَال ؟ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مَردوں میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیارا کون ہے؟)۔ قَالَ اَبُوْهَا [۲۰] فرمایا: اُن کے باپ۔ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔

اِسی طرح حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کو ذات السلاسل کے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ (ذات السلاسل نواحی شام میں ایک پانی کا نام ہے۔ وہاں کی لڑائی جمادی الثانی ۸ھ میں ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اُنہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالاً [۲۱] ''سب لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس سے زیادہ محبت ہے؟ فرمایا (حضرت) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے۔ اُنہوں نے عرض کیا' مردوں میں کس سے زیادہ محبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱۹] ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹' مشکوٰۃ ص ۵۶۰ حدیث نمبر ۶۰۵۶' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۶ حدیث نمبر ۳۲۶۴۷۔ [۲۰] ابن ماجہ ص ۱۱۔ [۲۱] مسلم جلد ۲ ص ۲۷۳' مشکوٰۃ ص ۵۵۵' بخاری جلد ۱ ص ۵۱۷' فتح الباری جلد ۷ ص ۲۲' عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۸۱' تیسیر الباری جلد ص ۱۲۔

اُن کے باپ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے اُنہوں نے عرض کیا' پھر اُن کے بعد کس سے؟ فرمایا: (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) سے یہاں تک کہ آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے"۔

قدرتِ خداوندی پر یقین:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ایک شخص ایک بیل کو ہانک رہا تھا اور اُس پر بوجھ لادا ہوا تھا (بخاری شریف میں ہے) ایک آدمی بیل کو ہانک رہا تھا اور وہ اُس پر سوار ہو گیا۔ بیل نے اُس شخص کی طرف دیکھا اور کہنے لگا' میں اس لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ میں تو کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے کہا' سبحان اللہ! یہ تعجب اور ڈر سے کہا۔ تو رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا۔ اِتنے میں ایک بھیڑیا جھپٹا اور بکری پکڑ کر لے گیا۔ چرواہے نے بھیڑیئے کا تعاقب کیا اور اپنی بکری کو چھڑا لایا۔ بھیڑیئے نے اُس کی طرف دیکھا اور کہا سبع کے دن اِن کا کون محافظ ہوگا؟ لوگوں نے عرض کیا' سبحان اللہ! رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میں اِس بات کو سچ مانتا ہوں (کہ خدا کی قدرت ہے) اور (حضرت) ابوبکر صدیق اور (حضرت) عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی مانتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہاں موجود نہ تھے"۔ اِس حدیث پاک سے اُن کی بڑی فضیلت نکلی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن دو بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اَیسا بھروسہ اور اِعتماد تھا کہ جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں وہ بھی ضرور مانیں گے۔ [۲۲]

---

[۲۲] مسلم جلد ۲ ص ۲۷۳' بخاری جلد ۱ ص ۵۱۷' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۹۸' تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۵۔۱۳' مشکوٰۃ ص ۵۵۹' فتح الباری جلد ۷ ص ۲۲' عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۸۱۔

جنتیوں کی صفات:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشادِ مبارک فرمایا: مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا ''آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟'' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فَمَنِ اتَّبَعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا ''آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا ہے؟'' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: میں''۔ پھر فرمایا: فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا۔ ''آج کے دن کس نے تم میں سے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: میں نے۔'' پھر فرمایا: (مشکوٰۃ شریف میں یہ اضافہ بھی ہے) فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا ''آج تم میں سے کون ہے جس نے کسی بیمار کی عیادت کی ہے؟ تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: میں نے''۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ اَلْاَمْرِ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ [۲۳] ''پھر رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس میں یہ خوبیاں جمع ہوتی ہیں وہ جنت میں داخل ہوتا ہے''۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فیصلہ کرنے والی شخصیت:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اُس نے کسی چیز کے بارے میں نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دوبارہ آنے کے لئے فرمایا۔ وہ عرض کرنے لگی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) فرمایئے' اگر میں آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں۔

---

[۲۳] مسلم جلد۲ص ۲۷۳' مشکوٰۃ ص ۱۶۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۱۸۹' جلد۲ص ۱۴۷' کنز العمال جلد۱۲ص ۵۱۲' حدیث نمبر ۲۵۶۶۷۔

(شاید اُس کا مطلب تھا کہ آپ ﷺ وصال کر جائیں) تو فرمایا: ''اگر مجھے (ﷺ) نہ پائے تو ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے پاس آجانا''۔ ۲۴

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے ارشادِ عالی شان فرمایا: اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَرَانِیْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِیْ یَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِیْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَدِدْتُّ اَنِّیْ کُنْتُ مَعَکَ حَتّٰی اَنْظُرَ عَلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ ۲۵

''میرے پاس (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور میرے (نورانی) ہاتھ (مبارک) کو پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمّت جنت میں داخل ہوگی۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' یارسول (صلی اللہ علیک وسلم) میری خواہش ہے' میں بھی آپ (ﷺ) کے ساتھ جنت میں ہوتا حتیٰ کہ اُسے دیکھتا تو رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: اے ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) تم وہ شخص ہو جو میری اُمّت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے''۔

جنت کے ہر دروازے سے آواز:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) سے سُنا۔ آپ (ﷺ) فرماتے تھے جو شخص کسی شے کا جوڑا اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرے گا وہ جنت کے سب دروازوں سے یوں بلایا جائے گا'

---

۲۴ مسلم جلد۲ص ۲۷۳' (۲ سندیں) بخاری جلد۱ص ۵۱۶' فتح الباری جلد۷ص ۲۱' عمدۃ القاری جلد۸' ج۱۶ص ۱۷۸' تیسیر الباری جلد۵ص ۱۰' تفہیم البخاری جلد۵ص ۵۵۲' مشکوٰۃ ص ۵۵۵' ترمذی جلد۲ص ۲۰۸' حدیث نمبر ۳۶۷۶' مسند احمد جلد۴ص ۸۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۸ص ۱۵۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ص ۱۳۷' شرح السنۃ جلد۱۴ص ۷۹۔ ۲۵ مشکوٰۃ ص ۵۵۶' حدیث نمبر ۶۰۲۳' کنز العمال جلد۱۱ص ۵۴۴' حدیث نمبر ۳۲۵۵۱۔

''اے عبداللہ یہ دروازہ اچھا ہے''۔ اور جو نمازی ہوگا' وہ ''باب الصلوٰۃ'' سے بلایا جائے گا۔ اور جو کوئی مجاہد ہوگا' وہ ''باب الجہاد'' جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزے دار ہوگا وہ ''باب الصیام اور باب الریان'' سے بلایا جائے گا۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (ﷺ) نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جس شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا اُسے کوئی ضرر نہ ہوگی۔ پھر عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) کوئی شخص سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں اُمید رکھتا ہوں تم اُن میں سے ہو''۔ ۲۶

بلند درجے والے:

حضرت ابوسعید خُدری ﷺ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسُول اللہ ﷺ نے اِشادِ مبارک فرمایا: اِنَّ اَھْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی لِیَرَاھُمْ مِنْ تَحْتِھِمْ کَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ مِنْھُمْ وَاَنْعَمَا ۲۷ ''بے شک بلند درجوں والوں کو نیچے درجے والے ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے کناروں میں نکلا ہُوا تارہ دیکھتے ہو اور (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بلند درجے والوں میں ہیں اور کیا خوب ہیں''۔

قیامت کے دن کا منظر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' خَرَجَ

---

۲۶ بخاری جلد ۱ ص ۵۱۷' تیسیر الباری جلد ۵ ص ۱۵' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۶۲' ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸' حدیث نمبر ۳۶۷۴' عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۸۳' فتح الباری جلد ۷ ص ۲۳' مشکوٰۃ ص ۱۶۷' مسند احمد جلد ۴ ص ۳۸۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۱۷۱' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۷۷' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۱۳۴' جلد ۱۰ ص ۳۵۸۔ ۲۷ ابن ماجہ ص ۱۰ حدیث نمبر ۹۶' ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷' حدیث نمبر ۳۶۵۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۹۳۔ ۷۲۔ ۲۷' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۶۰' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۲۲۲' حدیث نمبر ۳۲۶۵' شرح السنۃ جلد ۱۴ ص ۹۹' دُرِ منثور جلد ۴ ص ۳۰۴' حلیۃ الاولیاء جلد ۷ ص ۲۵۰' جامع مسانید ابوحنیفہ جلد ۱ ص ۲۲۵' مشکوٰۃ ص ۵۵۹۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ ھٰکَذَا نُبْعَثُ ۲۸
''رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق) اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے درمیان تھے اور فرمایا: اسی طرح ہم قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے''۔

ترمذی شریف کے اَلفاظ ہیں' نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں سے اَحَدُھُمَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِہٖ وَھُوَ اٰخِذٌ بِاَیْدِیْھِمَا ۲۹ ''ایک دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف اور حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے اُن کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے''۔

کس کی نیکیاں زیادہ ہیں؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' جب سرورِ کائنات ﷺ کا سرِ انور ایک چاندنی رات میری گود میں تھا کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ھَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ؟ قَالَ نَعَمْ! عُمَرُ قُلْتُ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ لِحَسَنَۃٍ وَاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ ۳۰ ''کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی؟ فرمایا: ہاں! وہ (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا' تو (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) کی ساری نیکیاں (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیوں

---

۲۸ ابن ماجہ ص ۱۱' ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸' حدیث نمبر ۳۶۹۹۔۳۶۹۸' مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۶۸' جلد ۴ ص ۲۸۰' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۵۳' مشکوٰۃ ص ۵۶۰' حدیث نمبر ۶۰۵۴' کنز العمال جلد ۱۳ ص ۱۷' حدیث نمبر ۳۶۱۳۰' جلد ۱۴ ص ۳۵۳' حدیث نمبر ۳۸۹۱۲۔۲۹ ایضاً۔ ۳۰ مشکوٰۃ ص ۵۶۰۔

میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں''۔ (مراد غارِ ثور اور ہجرت والی نیکی)۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام:

حضرت عبداللہ بن خطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰی اَبَا بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ [۳۱] ''نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دیکھ کر فرمایا: یہ دونوں سمع اور بصر ہیں''۔ (یعنی یہ دونوں اِسلام کے کان اور آنکھیں ہیں)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اقتداء کے قابل:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ [۳۲] ''میرے بعد اِقتداء کرو (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی''۔

دوسری حدیث پاک میں ہے: ۔فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَاِشَارَةً اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ [۳۳] ''میرے بعد اِقتداء کرو اور اِشارہ فرمایا (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب

---

[۳۱] ترمذی جلد۲ص ۲۰۸' حدیث نمبر۳۶۷۱' مستدرک حاکم جلد۳ص ۲۹' مشکوٰۃ ص ۵۶۰' حدیث نمبر۶۰۵۵' کنز العمال حدیث نمبر۳۲۶۵۳_۳۰_۳۲' [۳۲] ترمذی جلد۲ص ۲۰۷_۳۳' ابن ماجہ ص ۱۰ حدیث نمبر۹۷' مسند احمد جلد۵ص ۴۰۲_۴۰۱_۳۹۹_۳۸۵_۳۸۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ ص ۱۲' جلد۸ص ۱۵۳' مستدرک حاکم جلد۳ص ۷۵' تلخیص الحبیر جلد۴ ص ۱۹۰' مجمع الزوائد جلد۹ص ۵۳_۲۹۵' حلیۃ الاولیاء جلد۹ص ۱۰۹' شرح السنۃ جلد۱۴ص ۱۰۲_۱۰۱' مشکوٰۃ ص ۵۶۰' حدیث نمبر۶۲۲۱' مشکل الآثار جلد۲ص ۸۵_۸۴_۸۳' لسان المیزان جلد۱ص ۸۳۲_ ۵۹۶' دُرِ منثور جلد۱ص ۳۳۰' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۹ص ۶۸' جلد۵ص ۸۲۶' کنز العمال جلد۲ص ۱۸۴' حدیث نمبر۳۶۵۶' جلد۱۱ص ۵۶۰' حدیث نمبر ۳۲۶۴۶' جلد۱۱ص ۵۶۲' حدیث نمبر ۳۲۶۵۷' جلد۱۱ص ۶۴۰' حدیث نمبر۳۳۱۱۷' جلد۱۱ص ۷۵۵' حدیث نمبر۳۳۶۷۹' جلد۱۳ص ۲۵۱' حدیث نمبر۳۶۷۴۶' جلد۱۳ص ۲۹۴' حدیث نمبر۳۶۸۵۳۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرف"۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے تحریر:

(اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے مجھے فرمایا کہ میرے پاس (اپنے والد حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) اور اپنے بھائی (حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا' تمنا کرے یا کہنے والا کہے کہ میں (خلیفۃ الرسول ہوں) لیکن نہیں اللہ (عزوجل) اور مومنین (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سوا منع کر دیں گے"۔[۳۴]

رمز شناس:

(حضور) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انتہائی قرب حاصل تھا۔ انتہائی معاملہ فہم تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات' اشارات اور کنایوں کو خوب سمجھتے تھے جیسا کہ:

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے لوگوں کو خطبۂ مبارک سنایا اور فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ[۳۵] "اللہ (عزوجل) نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ دُنیا میں رہے' چاہے اللہ (عزوجل) کے پاس (نعمت اور کرامت کو ملے) اُس کو اختیار کرے۔ اُس بندے نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے پاس جانے کو اختیار فرمایا"۔ یہ سن کر (حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) رونے لگے۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں ہمیں اُن کے رونے پر تعجب ہوا کہ جناب رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) تو ایک عبد کی خبر

---

[۳۴] مسلم جلد۲ص ۲۷۳' مشکوٰۃ ص ۵۵۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۸ص ۱۵۳' فتح الباری جلد۱ ص ۲۰۹۔ [۳۵] بخاری جلد۱ص ۵۱۶' تیسیر الباری جلد۵ص ۷' تفہیم البخاری جلد۵ص ۵۴۶' مسند احمد جلد۳ص ۱۸' کنز العمال جلد۱۱ص ۵۵۲' حدیث نمبر ۳۲۵۹۰' ترمذی جلد۲ص ۲۰۷' مسلم جلد۲ص ۲۷۲۔

دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا ہے۔ (بعد میں معلوم ہوا) جنہیں اختیار دیا گیا ہے وہ خود جناب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہی ہیں اور (حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہم سب سے زیادہ جانتے تھے"۔

سب سے بہتر:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اَبُوْ بَکْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ۳۶ "ہم سب کے سردار (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی بارگاہ میں ہم سب سے زیادہ بہتر اور محبوب تر تھے"۔

واقعۂ محبت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بہت اعزاز بخشا اور خوب نوازا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے اور گھٹنے کو ننگا کئے ہوئے تھے۔ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا۔ تمہارے صاحب (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ اُنہوں نے آتے ہی سلام عرض کیا اور عرض کیا کہ میرے اور ابن خطاب (رضی اللہ عنہ) میں کچھ تکرار ہوگئی میں نے جلدی سے اُنہیں کچھ کہہ دیا پھر میں نادم ہوا اور اُن سے معذرت کی لیکن اُنہوں نے معذرت قبول نہ کی۔ اَب میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوں (آپ اُن کو سمجھائیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اللہ (عزوجل) تمہیں بخشے۔ تین بار آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔ پھر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) نادم ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے گھر گئے اور پوچھا یہاں (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں۔ چنانچہ آپ بھی حضور نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی بارگاہِ اقدس میں حاضر

---

۳۶ ترمذی جلد۲ ص ۲۰۶، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، مرقاۃ جلد۱۱ ص ۱۷۲۔

ہوئے اور آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کیا' آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ بدلنے لگا حتیٰ کہ (حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ڈرے اور گھٹنوں کے بل ہو کر دوبارہ عرض کیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) خطاء میری تھی' خطاء میری تھی۔ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: (لوگو!) اللہ (عزوجل) نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے سچا کہا اور جان و مال سے میری خدمت کی اور دوبارہ فرمایا: کیا تم میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں۔ اس کے بعد اُنہیں کبھی اذیت نہ دی گئی۔ ۳۷

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان:

ایک دفعہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اِرشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَکْرَہُ فَوْقَ سَمَآئِہٖ اَنْ یُّخْطَأَ اَبُوْ بَکْرٍ ۳۸ ''اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان پر اِس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) خطا کریں''۔ اِس اعتماد کا نتیجہ تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

مقامِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ سے اچھی طرح باخبر تھے اور اُسی کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا اَدب و احترام کرتے تھے۔ (حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا بیان ہے: کُنَّا نُخَیِّرُ بَیْنَ النَّاسِ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَنُخَیِّرُ اَبَا بَکْرٍ ۳۹ ''ہم رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے (ظاہرہ) زمانہ (حیات) میں (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو سب سے بہتر سمجھتے تھے''۔

---

۳۷ بخاری جلد ۱ ص ۵۱۶' تیسیر الباری جلد ۵ ص ۱۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۳۶' نصب الرایہ للزیلعی جلد ۱ ص ۲۹۸' ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۸۸' فتح الباری جلد ۷ ص ۲۱' عمدۃ القاری ص ۱۷۹' جلد ۸ جز ۱۶' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۵۵۔ ۳۸ اصابہ جلد ۲ ص ۳۳۲' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۶۳۲۔
۳۹ بخاری جلد ۱ ص ۵۱۶۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اَخلاق

اِسلام کا مقصد اِنسانوں کے دِلوں کو نورِ ایمان سے منور کرنا اور اَعمال صالحہ، تزکیۂ نفس اور باطنی تطہیر کے ذریعے اعلیٰ اَخلاق وصفات پیدا کرنا ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ [1] یعنی ''میں مکارمِ اَخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں''۔ ایک حدیث شریف میں ہے رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ [2] ''میں اچھے اَخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکارمِ اَخلاق کی تعلیم وتکمیل فرمانے والے پیارے محبوبِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ اور بچپن سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی دوست اور جانثار ساتھی رہے ہیں۔ آپ سعید طبیعت کے خوبصورت پیکر تھے۔ آپ ظہورِ اسلام سے قبل ہی اَخلاقِ حمیدہ سے متصف تھے۔

مکارمِ اَخلاق:

اِسلام کا اَصل مقصد ایمان والوں کو تزکیۂ نفس اور تطہیرِ باطن کے ذریعہ اعلیٰ اَخلاق وصفات سے مُتّصِف کرنا ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غرضِ بعثت، مکارمِ اَخلاق کی تکمیل بیان فرمائی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فطرت چونکہ سعید تھی، اِس لئے آپ عہدِ جاہلیت میں بھی اَخلاقِ حمیدہ سے مُتّصِف تھے۔ اُس زمانہ میں بھی کبھی آپ نے اُم الخبائث شراب کو منہ نہیں لگایا۔ جواء کی مجلس میں کبھی شریک نہیں ہوتے تھے۔ کسی بُت کے آگے کبھی سرخمیدہ نہیں ہوئے، حالانکہ یہ تینوں چیزیں عربوں کی گھٹی میں داخل تھیں۔ اِس کے علاوہ غریبوں کی خبر گیری، بے کسوں اور اپاہجوں کی مدد، مسافر نوازی اور

---

[1] مؤطا امام مالک ص ۷۰۵۔ [2] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۹۲، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۹، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۷۰، قرطبی جلد ۴ جز ۷ ص ۳۴۵، جلد ۷ جز ۱۴ ص ۱۹۷۔

مہمان داری آپ کے خاص اَوصاف ہیں۔ پھر شرف اِسلام سے مشرف ہوئے تو اِن اَوصاف پر اور جلا ہوئی اور آپ مکارم ومحامدِ اخلاق کے پیکرِ اتم بن گئے۔ [۳]

تقویٰ وطہارت:

آپ کے صحیفۂ اَخلاق میں سرفہرست تقویٰ وطہارت کا وصف ہے۔ جس طرح ایک تندرست معدہ مکھی یا اسی طرح کی کوئی اور نجس چیز کو برداشت نہیں کرسکتا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معدہ کسی ایسی چیز کو برداشت نہیں کرتا تھا جو معنوی نجاست وگندگی رکھتی تھی۔ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے کوئی چیز لاکر دی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اُس کو کھالیا تو غلام بولا' آپ جانتے ہیں وہ کیا چیز تھی؟ پوچھا کیا تھی؟ اُس نے جواب دیا کہ میں عہدِ جاہلیت میں جھوٹ موٹ کہانت کا کام کرتا تھا یہ چیز اُسی کا معاوضہ تھی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی قے کردی اور جو کچھ پیٹ میں تھا خارج کردیا۔ [۴]

غایتِ تقویٰ وطہارت کے باعث جس طرح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معدہ کسی ناجائز چیز کو گوارا نہیں کرتا تھا۔ اِسی طرح اُن کے قدم اُس راہ میں بھی نہیں اُٹھتے تھے جس میں فُساق وفجار رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کو ایک راستہ سے اپنے گھر لے جارہا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُس سے واقف نہیں تھے۔ پوچھا یہ کونسا راستہ ہے؟ اُس شخص نے کہا' اِس راستہ میں اَیسے لوگ رہتے ہیں جن کے پاس سے گزرتے ہوئے بھی ہم کو شرم آتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا خوب! گزرتے ہوئے شرم بھی آتی ہے اور پھر بھی اُسی راہ سے جارہے ہو۔ اچھا! تم جاؤ میں نہیں جاؤں گا۔ [۵]

خوفِ خدا:

تقویٰ وطہارت اور تمام دوسری نیکیوں کی جڑ خوفِ خدا ہے۔ امیر المؤمنین

---

۳ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۶۱۔ ۴ بخاری جلد ۱ ص ۵۴۲۔ ۵ مسند احمد جلد ۳ ص ۵۱۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر خوفِ خدا کا اس درجہ غلبہ تھا کہ ایک مرتبہ ایک چڑیا کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو اُس کو خطاب کر کے فرمانے لگے واہ واہ! اے چڑیا! تو کتنی خوش نصیب ہے۔ اے کاش میں بھی تیرے جیسا ہوتا، تو درخت پر بیٹھتی ہے، پھل کھاتی ہے اور پھر اُڑ جاتی ہے۔ تجھ سے کوئی حساب و کتاب نہیں۔ آہ! اے کاش میں ایک سرِ راہ گذر میں ایک درخت ہوتا' اُونٹ وہاں سے گزرتا' مجھ کو پکڑتا۔ اپنا منہ مجھ پر مارتا۔ مجھ کو چباتا اور اِس طرح میری تحقیر کرتا اور پھر مینگنی کی شکل میں مجھ کو خارج کر دیتا۔ یہ سب کچھ ہوتا مگر میں بشر نہ ہوتا۔ [۶]

تواضع اور سادگی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگرچہ نہایت جلیل القدر خلیفہ تھے۔ لیکن غریبوں اور ضرورت مند لوگوں کا معمولی سے معمولی کام کرنے میں بھی اُن کو ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی اور نہایت خاموشی سے وہ اَیسے کام کرنے میں بڑی مسرّت محسوس کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک نابینا عورت تھی جس کا کام کاج امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آ کر کر دیتے تھے لیکن چند روز کے بعد اُنہیں معلوم ہوا کہ اُن سے پہلے کوئی اور شخص آ کر اِس عورت کے تمام کام کر جاتا ہے۔ اُن کو اَب یہ معلوم کرنے کا شوق ہوا کہ یہ کون شخص ہے؟ ایک شب وہ اُس کی جستجو میں کہیں چھپے بیٹھے رہے تو یہ دیکھ کر اُن کی حیرت کی اِنتہا نہ رہی کہ یہ شخص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو خلیفہ ہونے کے باوجود پوشیدہ طور پر اُس نابینا عورت کے گھر آتے ہیں اور اُس کے تمام گھریلو کام کر جاتے ہیں۔ [۷]

اِنکساری و تواضع اور فروتنی کی اِنتہا یہ تھی کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے تعظیم و تکریم کے آداب بجالاتے تھے تو دِل میں شرمساری محسوس کرتے تھے اور فرماتے تھے ''تم لوگوں نے مجھ کو بہت بڑھا چڑھا دیا ہے''۔ اگر کسی سے مدح و ستائش کے اَلفاظ سن لیتے تو دِل ہی دِل میں کہتے کہ ''اے اللہ (جل

---

۶ منتخب کنز العمال مسند احمد جلد ۱ ص ۳۶۱۔ ۷ ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۹۱۔

جلالک) تو مجھ کو ان لوگوں کے حسنِ ظن کے مطابق بنا۔ میرے گناہوں کو معاف کر دے اور ان لوگوں کی بیجا تعریف پر میری پکڑ نہ کر"۔

غیر طبعی طور پر اگر تکبر کی کوئی علامت آپ میں پائی جاتی تھی تو آپ پریشان ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ازراہِ تکبر اپنے کپڑے گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم قیامت کے دن اُس کی طرف نظرِ کرم نہیں کرے گا"۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے کپڑوں کا ایک پہلو کبھی لٹک جاتا ہے اور مجھ کو اس کا خیال نہیں رہتا۔ ارشاد ہوا تم تو ازراہِ تکبر ایسا نہیں کرتے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع:

جب آپ نے حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو چوتھائی حصہ شام کا اُمیر بنایا تو اُن کی مشایعت میں یعنی ساتھ ساتھ چلنے کے لئے پیدل (شہر سے) باہر نکل آئے۔ حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا یا تو آپ سوار ہو جائیں یا میں بھی نیچے اُتروں تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ تو آپ اُتریں اور نہ میں سوار ہوں گا۔ میں تو بہ نیت عبادت اپنے قدم اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی راہ میں اُٹھا رہا ہوں۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اُس کی دُعا قبول فرمائے اور اُس کی بے چینی کو زائل کرے تو اُس کو چاہئے تنگدست (مقروض) کو مہلت دے اور چاہئے اُسے کچھ چھوڑ بھی دے اور جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم قیامت کے دن جہنم کی گرمی سے بچائے اور اُس کو اپنے ظلِ رحمت میں رکھے تو وہ ہرگز مومن پر کھردرا نہ بنے لیکن اُن سے رحمت اور شفقت کا برتاؤ کرے۔ [۸]

۸؎ منثور جلد ۱ ص ۳۶۹' حلیۃ الاولیاء جلد ۵ ص ۱۳۰۔

خودداری:

اگرچہ دوسروں کا معمولی سے معمولی کام کرنے میں بھی آپ کو عار نہیں آتی تھی لیکن خودداری کی وجہ سے دوسروں سے اپنا چھوٹا سا کام لینا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بسا اوقات چلتے چلتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اُونٹ کی نکیل گر پڑتی تو اُونٹ کو بٹھا کر نکیل اُٹھاتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا آپ اتنی زحمت کیوں اُٹھاتے ہیں ہم کو حکم کیا کیجئے ہم اُٹھا دیں گے۔ فرمایا: میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔ ۹

فقر اور درویشی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیت المال سے اپنے لئے وظیفہ لیتے تھے لیکن اُس کی مقدار کتنی تھی اُس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ اُن کی بیوی کا جی چاہا کہ میٹھی چیز کھائیں۔ شوہر سے فرمائش کی تو اُنہوں نے جواب دیا کہ گنجائش نہیں ہے۔ بیوی نے کہا کہ اچھا! آپ روزمرہ کے خرچ کے لئے جو مجھے دیتے ہیں اُب میں اُسی میں سے پس انداز کروں گی یہاں تک میٹھی ڈش کی قیمت کے برابر ہو جائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اچھا کرو''۔ چند روز میں اتنے پیسے جمع ہو گئے کہ جتنے میں میٹھی ڈش کا سامان خریدا جا سکے۔ جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو فرمایا معلوم ہوا کہ روزمرہ کا خرچ اُن چند پیسوں کو کم کر دینے کے باوجود پورا ہوسکتا ہے جو تم روزانہ پس انداز کرتی تھی۔ اس لئے اَب آئندہ تم کو گھر کا خرچ اُسی قدر کم کر کے دیا جائے گا اور جو رقم میٹھی ڈش کے نام سے پس انداز ہوئی تھی وہ بیت المال میں داخل کر دی۔ ۱۰

حُسنِ خُلق:

حُسنِ خلق اِسلام کا حُسن ہے۔ نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کا اِرشادِ

۹ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۱۔ ۱۰ ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۹۱۔

مبارک ہے' میزانِ قیامت میں حُسنِ خُلق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا [۱۱] ''تم میں سے بہترین لوگ وہی ہیں جو تم میں سے بہترین اَخلاق والے ہیں''۔ حُسنِ خُلق کا مظاہرہ سب سے پہلے اُس وقت ہوتا ہے جب آپس میں ملاقات اور سلام دُعا کا سلسلہ چلتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سلام کرنے میں پہل کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو بن عوف کے آدمی سے قرض وصول کرنے کے لئے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو جو آدمی راستے میں آپ کو ملتا تھا تو سلام میں پہل کرتا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلَا تَرَی النَّاسَ یَبْدُوْنَکَ بِالسَّلَامِ فَیَکُوْنُ لَھُمُ الْاَجْرُ اَبْدَاھُمْ بِالسَّلَامِ یَکُنْ لَکَ الْاَجْرُ [۱۲] ''کیا تم دیکھتے نہیں لوگ تمہیں پہلے سلام کرتے ہیں اور ثواب لے جاتے ہیں تم پہلے سلام کیا کرو تو ثواب تمہارے حصّے میں آئے گا''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ فَیَمُرُّ عَلَی الْقَوْمِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَیَقُوْلُوْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَضَّلْنَا النَّاسَ الْیَوْمَ بِزِیَادَۃٍ کَثِیْرَۃٍ [۱۳] ''ہم جن لوگوں کے پاس سے گزرتے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اُنہیں فرماتے السلام علیکم تو وہ جواب دیتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور پھر (امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو سننے والے جواباً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ آج

---

[۱۱] الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۰۳' البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۴۲' مشکوٰۃ۔ [۱۲] الادب المفرد ص ۱۴۵ (بیروت)۔ [۱۳] الادب المفرد ص ۴۲۔

تو لوگ فضیلت میں ہم سے بڑھ گئے"۔

اِنکساری:

جب کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ مِنِّیْ بِنَفْسِیْ وَاَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِیْ مِنْھُمْ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ خَیْرًا مِّمَّا یَظُنُّوْنَ وَاغْفِرْلِیْ مَالَا یَعْلَمُوْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا یَقُوْلُوْنَ [۱۴] "یاالٰہی میری بابت میرے نفس سے زیادہ تجھے علم ہے اور میں اپنے نفس کو اِن تعریفیں کرنے والوں سے زیادہ جانتا ہوں' یا اللہ (عزوجل) مجھے اِن تعریف کرنے والوں کے گمان کے مطابق بنادے اور میری اُن خطاؤں اور لغزشوں کو بخش دے جن کا اِن لوگوں کو علم نہیں اور میرے بارے میں یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اِس کا مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا"۔

زُہد:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف اور تقویٰ وطہارت کی وجہ سے اِنسان کے دل پر دُنیا کی بے ثباتی کا نقش جم جاتا ہے اور لازمی طور پر زُہد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دَور ہی میں دُنیا نے اپنا سر مسلمانوں کے قدموں پر جھکا دینا شروع کر دیا تھا لیکن آپ کے زُہد کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ نے پینے کے لیے پانی مانگا۔ لوگوں نے پانی اور شہد ملا کر پیش کیا' آپ نے پیالہ منہ سے لگا کر ہٹا لیا اور رونے لگے' جو لوگ پاس بیٹھے تھے اُن پر ایسی رِقت طاری ہوئی کہ وہ بھی رونے لگے۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئے۔ پھر رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: ایک دِن میں رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھا' میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو دُور دُور فرما رہے ہیں۔ "میں نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو دُور دُور فرما رہے

[۱۴] تاریخ الخلفاء ص ۸۲۔

ہیں؟ میں تو یہاں کوئی چیز دیکھتا نہیں ہوں۔ ارشاد ہوا ''دُنیا میرے سامنے مجسم ہو کر آ گئی تھی میں نے اُس سے کہا کہ میرے سامنے سے ہٹ جا' وہ ہٹ گئی مگر پھر دوبارہ آئی اور اُس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بچ کر نکل جائیں تو نکل جائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بعد جو لوگ آئیں گے وہ بچ کر نہیں جا سکتے۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِس وقت مجھ کو یہی بات یاد آ گئی اور مجھ کو خوف ہوا کہ کہیں مجھ سے چمٹ نہ جائے۔

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی: **فَرَّ عَنِ الشَّرَفِ يَتْبَعْكَ الشَّرَفُ وَاحْرَصْ عَلَى الْمَوْتِ تُوْهَبْ لَكَ الْحَيَاةُ** [۱۵] ''بڑائی سے بھاگو تو بڑائی تمہارے پیچھے آئے گی اور موت کی آرزو کرو تو زندگی بخشی جائے گی''۔

مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہونے سے پہلے محلّہ کی بچیوں کی بکریوں کا دُودھ دھو دیتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد ایک بھولی بھالی بچی کو سب سے زیادہ فکر ہونے لگی کہ ہماری بکریوں کا کیا ہوگا؟ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم میں اَب بھی بکریاں دوہوں گا۔ خلافت مجھ کو خدمتِ خلق سے باز نہ رکھ سکے گی۔ [۱۶]

خلافت سے قبل آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اِنتخاب کے کچھ دِنوں بعد تک بھی اِس کو قائم رکھا۔ ایک دِن حسبِ معمول کندھے پر کپڑوں کے کچھ تھان رکھے ہوئے بازار جا رہے تھے کہ راستے میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مل گئے' اُنہوں نے کہا'' اے خلیفۂ رسول (رضی اللہ عنہ) آپ کہاں جا رہے ہیں؟ بولے بازار۔ اُنہوں نے کہا اَب آپ مسلمانوں کے والی ہیں' چلئے ہم آپ کے لئے وظیفہ مقرر کر دیں گے۔ [۱۷] لیکن ایک روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ روز تو تجارت کا مشغلہ

---

۱۵ ابن اثیر جلد۲ ص ۲۹۔ ۱۶ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ ۱۷ ابن اثیر جلد۲ ص ۲۹۱۔

جاری رکھا لیکن جب آپ کو یہ محسوس ہوا کہ اِس سے فرائضِ خلافت کی اَنجام دہی میں یکسوئی باقی نہیں رہتی اور اِس میں خلل پڑتا ہے تو آپ نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے بقدرِ ضرورت اپنا وظیفہ مقرر کر لیا۔ ۱۸

اِنفاق فی سبیل اللہ:

اِسلام قبول کرنے کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی کل پانچ ہزار رہ گئے۔ وہ بھی سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی میں خرچ کر دیئے۔ یہاں حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کی شراکت میں تجارت پھر شروع کی' اس سے بھی جو کچھ آمدنی ہوئی' وہ غزوۂ تبوک میں گھر کا سارے کا سارا ساز و سامان حضور نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں پر لا کر رکھ دیا' اور بال بچوں کے لئے صرف اللہ جَلَّ شانہ اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔ یہ واقعات تو خلافت سے پہلے کے تھے۔ خلیفہ ہوئے تو تجارت ترک کر دی اور بہت معمولی طور پر گزر بسر کرنے لگے۔ مرضِ وفات میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے ہیں۔ ''جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے مسلمانوں کا نہ تو کوئی ایک درہم کھایا ہے نہ ہی دینا ہے' جو وہ کھاتے اور پہنتے ہیں وہی میں نے کھایا اور پہنا ہے اور اَب اِس وقت لے دے کے میرا جو کچھ اثاثہ ہے وہ ایک اونٹ' ایک غلام اور ایک چادر ہے۔ ۱۹ خود تنگی ترشی سے گزر بسر کرتے تھے لیکن غریبوں اور محتاجوں کا اِتنا خیال تھا کہ موسم سرما میں اُن کو کپڑے تقسیم کرتے تھے۔ ۲۰

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر کا پلّہ منہ پر ڈال لیا اور اِتنا روئے کہ اُن کی ڈاڑھی شریف بھیگ گئی پھر اُس کے بعد اُنہوں نے فرمایا' میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آلِ فرعون والا مومن بہتر تھا یا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہتر ہیں؟ قوم

---

۱۸ اسد الغابہ جلد ۳ ص ۲۱۷' صحیح بخاری جلد ۱ ص ۵۱۷۔ ۱۹ ابن اثیر جلد ۲ ص ۲۹۰۔ ۲۰ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الانتصار۔

خاموش رہی۔ آپ نے فرمایا تم مجھے جواب نہیں دیتے تو پھر کہا سنو! اللہ عزوجل کی قسم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت مومنِ آلِ فرعون کی تمام عمر سے بہتر ہے وہ ایسا شخص تھا جو ایمان چھپائے ہوئے تھا اور یہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اپنے ایمان کا اعلان کر چکے تھے۔ [۲۱]

شجاعت:

شجاعت ایک ایسا وصف ہے جو عجز و مسکنت اور تواضع و بے نفسی کے ساتھ بہت کم جمع ہوتا ہے لیکن اصلاح جو تزکیۂ نفس کے ذریعہ اخلاق و ملکات کے اعتدال کا نام ہے۔ اُس کی تعلیمات اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص فیضِ تربیت کا یہ اثر تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی تصویر تھے۔ شبنم کی لطافت کے ساتھ سورج کی حرارت اور شیشہ کی نزاکت کے ساتھ پتھر کی سختی رکھتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وصف خاص میں بھی سب سے نمایاں تھے۔ حضرت محمد بن عقیل علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے دیتے پوچھا کہ بتاؤ دُنیا کا سب سے زیادہ بہادر شخص کون ہے؟ ہم نے کہا آپ، تو آپ نے فرمایا نہیں، اس کے بعد ارشاد ہوا اَشْجَعُ النَّاسِ ''تمام لوگوں سے بہادر'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر ہم نے نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ایک کیمپ بنا دیا تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما رہے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ اس کیمپ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری کی خدمت کون انجام دے گا؟ تو کسی نے پیش قدمی نہیں کی۔ البتہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سبقت فرمائی اور شمشیر بدست نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمتِ عالیہ میں اس مستعدی اور آمادگی کے ساتھ پہرہ دیتے رہے کہ جہاں کسی نابکار نے اُدھر کا رُخ کیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُس پر جھپٹ

---

[۲۱] ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۲۳۲ مترجم۔

پڑے۔ اِسی طرح مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ قریش نے جب رسول اللہ ﷺ کو اپنے نرغہ میں لیکر طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کیں تو اُس وقت بھی تنہا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جو اس ہجوم میں گھسے چلے گئے کسی کو تھپڑ رسید کیا، کسی کو لات ماری اور کسی کو پیٹا اور آخر یہ کہتے ہوئے کہ اَرے ظالمو! کیا تم اُس ہستی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو فرماتے ہیں کہ میرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اُن کے نرغے میں سے نکال لائے۔

اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبات:

ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت موسیٰ بن عقبہ علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ خطبہ دیا ''تمام تعریفیں اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) ہی کے واسطے ہیں، میں اُسی کی حمد کرتا ہوں اور اُسی سے مدد مانگتا ہوں اور موت کے بعد اُسی سے کرم کا خواستگار ہوں، اے لوگو! میری اور تمہاری موت قریب آچکی ہے۔ (ہمیں اور تمہیں سب کو مرنا ہے)۔

میں اِس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اِلٰہ واحد کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور نہ کوئی اُس کا شریک ہے اور بے شک حضرت محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے حق کے ساتھ بشیر ونذیر اور روشن چراغ بنا کر بھیجا تا کہ وہ زندہ لوگوں کو (عذابِ الٰہی سے) ڈرائیں اور کافروں پر اللہ (عزوجل) کی حجت تمام کردیں۔ پس جن لوگوں نے اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول ﷺ کی اِطاعت کی اُنہوں نے ہدایت پائی اور جس نے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کی وہ کھلا گمراہ ہے۔

لوگو! میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے تم کو (ہدایت کا) جو راستہ دِکھایا ہے اُس پر قائم رہو۔ کلمۂ اِخلاص کے بعد اِسلامی ہدایات (اَحکام) کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اَمیر کے اَحکام سنو اور اُن کی تعمیل کرو، کیونکہ جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اور اپنے اَمیر کی

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اِطاعت کی اُس نے فلاح پائی (کامیاب ہوا)۔ اور اُس پر جو حق تھا وہ اُس نے اَدا کر دیا' خود کو نفس کی پیروی سے بچاؤ' جو نفس کی پیروی' طمع اور غُصّہ سے بچا وہ محفوظ رہا' وہ کامیاب ہوا (فلاح کو پہنچ گیا)۔ کبھی غرور نہ کرو۔ غور کرو کیا وہ شخص بھی فخر و غرور کر سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی ہی میں ملنے والا ہو' جس کو کیڑے کھائیں گے' آج وہ زندہ ہے کل مُردہ ہوگا۔ پس ہر روز بلکہ ہر گھڑی نیک عمل کرو' مظلوم کی بددُعا سے بچو۔ اپنے نفوس کو مُردہ شمار کرو' صبر کرو' کہ صبر ہی اَیسی چیز ہے جو نیک اَعمال کراتا ہے۔ پرہیزگاری اختیار کرو کہ پرہیزگاری ہی اَیسی چیز ہے جو بہت نفع بخش ہے۔ عمل کرو کیونکہ عمل ہی قبول کیا جا سکتا ہے۔ جو چیز تمہیں اللہ (عزوجل) کے عذاب کی طرف لے جائے اُس سے بچو اور اُس کام کے کرنے میں عجلت کرو جس کے کرنے میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم نے اپنی رَحمت کا وعدہ کیا ہے۔ خود سمجھو دوسروں کو سمجھاؤ دوزخ سے' ڈرو اور دوزخ کا ڈر سناؤ' کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ تم سے پہلے لوگ کن کن کاموں کے کرنے سے ہلاک ہوئے اور کون سے کام کرنے کے باعث نجات پائی؟ اُس نے اپنی پاک کتاب (قرآنِ کریم) میں حلال و حرام' مکروہ و پسندیدہ چیزیں بیان کر دی ہیں۔ میں تم کو اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم مددگار ہے اور اُس کے سوا کسی میں حقیقی قوت نہیں ہے۔ تم جان لو! کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم بغیر اَعمال کے تم کو نہیں چھوڑے گا۔ (عمل کا بدلہ ضرور ملے گا)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کی عبادت کرو اور اپنے حصّہ کی حفاظت کرو' تم دین کی آرزو کرو' دین کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ جہاں تک ہو سکے نوافل پڑھو کہ تمہارے فرائض (کی اَدائیگی) میں جو کمی رہ گئی ہے' وہ پوری ہو جائے تم جب خالی ہاتھ ہو گے تو تم کو جزا ملے گی۔

اے اللہ (عزوجل) کے بندو! اپنے اُن بھائیوں اور دوستوں کے بارے میں غور کرو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اُنہیں جو کچھ پیش آنا تھا وہ آ چکا اور وہ اُس پر قائم

ہو چکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اُس کے اور مخلوق کے درمیان نسب (رشتہ) کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ محض اپنے کرم اور مہربانی سے مخلوق پر بخشش کرتا ہے' جب تک مخلوق عبادت کی طرف جھک نہ جائے' اللہ تبارک وتعالیٰ اُس وقت تک اُس پر سے بُرائی اور مصیبت نہیں ہٹاتا۔ وہ بھلائی کس طرح بھلائی ہو سکتی ہے جس کا اَنجام دوزخ ہو اور وہ بُرائی' بُرائی نہیں ہے جس کا نتیجہ جنت ہو۔ پس میں تم سے یہی کہنا چاہتا ہوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے تمہارے اور اپنے لئے مغفرت کا طالب ہوں اور نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) پر دُرود وسلام بھیجتا ہوں' اُن پر اللہ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں۔

حضرت اِمام بیہقی علیہ الرحمہ اور حضرت اِمام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے اِس طرح خطبہ اِرشاد فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور تمام تر ثنائیں اُسی کے لئے ہیں جو اِس کا اہل ہے۔ لوگو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے ڈرو اور جو تعریف اُس کے لائق ہے وہ تعریف کیا کرو۔ لوگو! تم رغبت کو اہمیت کے ساتھ شامل کرو (رغبت کے ساتھ ثناء الٰہی کی اہمیت سمجھتے ہوئے اُس کی حمد کرو) کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے خاندان کی تعریف اِس طرح فرمائی ہے۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ ○ ''بے شک یہ لوگ نیک کاموں میں عجلت کیا کرتے تھے اور ہم کو بڑے ذوق وشوق سے یاد کرتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ خضوع وخشوع کرتے تھے''۔

اللہ کے بندو! اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے تمہارے نفوس اپنے حقوق کے عوض رہن اور گروی رکھ لئے ہیں اور اِس پر تم سے وعدے لئے ہیں اور تم سے فانی اور قلیل دُنیا کو کثیر اور باقی رہنے والی آخرت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ تمہارے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی جو کتاب ہے اُس کا نور کبھی نہیں

بجھے گا اور نہ اُس کے عجائبات کم ہوں گے۔ پس تم اُس کے نور سے منور ہو جاؤ اور اُس کتاب سے نصیحت حاصل کرو اور اُس دِن کے لئے جس دن کوئی نور نہ ہوگا اُس کے نور کو ذخیرہ کر رکھو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے تم کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر دو معزز لکھنے والے (کراماً کاتبین) مقرر فرما دیئے جو تمہارے کام سے واقف ہیں۔

اللہ (عزوجل) کے بندو! یہ بات بھی جاننے کے لائق ہے کہ تمہارا ہر قدم اُس موت کی طرف بڑھ رہا ہے جس کا علم تم سے پوشیدہ ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو اِتنا کرو کہ جس وقت تمہارے پاس موت آئے تو تم اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے کام میں مصروف ہو اور یہ بات سوائے فضلِ الٰہی کے تم کو میسر نہیں آسکتی۔ یہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی مہربانی ہے کہ وہی عملِ صالح کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ موت سے پہلے عملِ صالح کی طرف بڑھو تاکہ بُرے کاموں سے محفوظ رہو بہت سی قومیں ایسی گزری ہیں کہ جب اُن کو موت آئی تو وہ خود کو غیر اللہ کے حوالے کر چکی تھیں (یعنی اللہ کی نافرمانی میں مصروف تھیں) اور اپنے نفوس کو فراموش کر چکی تھیں۔ میں تم کو متنبہ کرتا ہوں کہ تم اُن کی مثل نہ ہو جانا، عمل خیر میں جلدی کرو دوڑو، دوڑو! موت تم سے بہت قریب ہے۔ اے مسلمانو! نجات تمہارے ہی لئے ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نصائح:

حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے کتاب الزہد میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: اَتَیْتُ اَبَابَکْرٍ فَقُلْتُ اِعْهَدْ اِلَیَّ فَقَالَ یَاسَلْمَانُ اِتَّقِ اللّٰهَ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ سَیَکُوْنُ فُتُوْحٌ فَلَا اَعْرِفَنَّ مَا کَانَ حَظُّکَ مِنْهَا مَا جَعَلْتَهٗ فِیْ بَطْنِکَ اَوْ اَلْقَیْتَهٗ عَلٰی ظَهْرِکَ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ مَنْ صَلَّی الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسَ فَاِنَّهٗ یُصْبِحُ فِیْ ذِمَّةِ اللّٰهِ وَیُمْسِیْ فِیْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَتَخْفِرُ اللّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ فَیَکُبُّکَ اللّٰهُ فِی

النَّارِ عَلٰی وَجْهِكَ ۲۲

''ایک روز میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: مسلمانو! اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے ڈرو اچھی طرح یقین کرلو کہ وہ وقت قریب ہے جب ہر پوشیدہ بات ظاہر ہو جائے گی اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہر چیز میں تمہارا کتنا حصّہ ہے' تم نے کیا کھایا اور کیا چھوڑا۔ جس نے پانچوں وقت کی نماز ادا کرلی وہ صبح سے شام تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی حفاظت میں آ گیا اُس کو کون مار سکتا ہے؟ اور جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذمہ داری سے عہد شکنی کی اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو دوزخ میں اُوندھے منہ ڈال دے گا''۔

اَنبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' جب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا سے پردہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں لوگوں نے اختلاف کیا (یعنی کہاں دفنانا چاہئے)؟ تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے کہ **مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ فَدَفَنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ** ۲۳ ''اللہ (عزوجل) نے کسی نبی (علیہ السلام) کو وفات نہیں دی مگر اُس جگہ جہاں اُن کا دفن کیا جانا پسند تھا (لہٰذا) حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر (مبارک) کی جگہ ہی میں دفن کرو''۔

وصال: آپ رضی اللہ عنہ پندرہ روز علیل رہ کر پیر اور منگل کی درمیانی شب ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو فوت ہوئے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

---

۲۲ تاریخ الخلفاء ص ۸۱۔ ۲۳ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۶۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۳۶/۱۸۷۶۱' تاریخ الخلفاء ص ۶۷' مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۰۹۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ولادت: عام الفیل کے سولہ (۱۶) سال بعد شہادت: یکم محرم الحرام ۲۳ھ

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے ۱۶ سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے (عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ کعب کے دو بیٹے تھے مرہ اور عدی۔ مرہ کی اولاد میں سے حضرت سیّدنا ومولانا نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جبکہ عدی کی اولاد سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۱

جب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو اُس وقت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر ۲۴ سال تھی۔ اعلانِ نبوت کے ۶ سال بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اشراف واکابر قریش میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی وہ ذات ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرتے ہی مکہ مکرمہ میں اسلام کا چرچا ہوا، اور مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار سابقین اوّلین میں ہوتا ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ۲ (یعنی آپ اُن دس ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں جن کا نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جنتی ہیں)۔ آپ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں بھی شامل ہیں۔ آپ کو یہ اعزاز مثالی بھی حاصل ہے کہ آپ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر بھی ہیں۔ ۳

آپ کا نام نامی اسم گرامی شروع سے ہی عمر ہے، جس کا مصدر ہے عمران بمعنی آبادی۔ عمران کے معانی ہیں آباد رکھنے والا یا آباد کرنے والا۔ قدرت نے حضرت عمر

---

۱ الفاروق ص ۶۷، تاریخ الخلفاء ص ۸۶، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۶۱۔ ۲ ابن ماجہ ص ۱۹، ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹۱، مشکوٰۃ ص ۵۶۶، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۹۳۔۱۸۸۔۱۸۷، تاریخ الخلفاء ص ۸۶۔ ۳ تاریخ الخلفاء ص ۸۶۔

رضی اللہ عنہ کو پہلے سے ہی ''عمر'' نام عطا فرمایا۔ جنہوں نے نورِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاعوں سے اپنے قلب کو نورِ ایمان سے مُنور کروایا اور اسلام کو آباد کیا۔ اِنسان کی زندگی کی مُدت کو ''عُمر'' کہتے ہیں۔ یعنی جسم کی آبادی کا زمانہ جیسا کہ روح اِسے آباد رکھتی ہے۔

ہر قبیلہ، قوم، علاقہ، شہر بستی میں بعض اَفراد دوسرے اَفراد کے مقابلہ میں بلند وبرتر اور اَثر ورسوخ والے ہوتے ہیں۔ قریش میں اُس وقت دو اَفراد باقی لوگوں کے مقابلے میں اَثر ورسوخ والے اور سرکردہ نظر آتے تھے۔ ایک امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرا عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل (جاہلوں کا سردار)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ربّ العالمین میں اِس آرزو کا اِظہار فرمایا کہ اِن میں سے کسی ایک کے ذریعے اِسلام کو عزت بخشی جائے اور اِسلام کی تائید کی جائے۔ مگر زیادہ ذکر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا گیا جیسا کہ مختلف روایات سے اِس بات کا اَندازہ ہوتا ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: **اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَسْلَمَ ثُمَّ صُلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا** [۱] ''اے میرے اللہ (جل جلالہ) اِسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے عزّت عطا فرما۔ سو (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے صبح کی اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں صبح صبح حاضر ہوئے اور اِسلام قبول فرمایا۔ پھر مسجد میں علی الاعلان نماز اَدا کی گئی''۔

(۲) دوسری حدیث شریف میں جو (حضرت) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، اُس میں آتا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ اِلٰہی میں اِس طرح دُعا فرمائی: **اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ**

---

[۱] دُرِّ منثور جلد۳ ص۴۳، شرح السنۃ جلد۷ ص۱۸۹ (طبع جدید)، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۷۷۱، جلد۱۱ ص۵۸۲ حدیث نمبر ۳۵۸۵۲، جلد۱۲ ص۶۰۴، مشکوٰۃ ص۵۵۷، ترمذی جلد۲ ص۲۰۹۔

اِلَیْکَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ ۵

''یا الٰہی عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) یا ابوجہل بن ہشام میں سے جسے تو پسند فرمائے (اُسے مسلمان بنا کر) اُس کے ذریعے اِسلام کو عزت عطا فرما''۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ۶ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے اِسلام کی مدد فرما''۔

کبھی یہ عرض کیا اے اللہ (جلّ جلالک) عمر (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے لوگوں کی مدد فرما' عمر (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے اپنے دین کی مدد فرما۔ ۷

[**مسئلہ**: یہاں ایک مسئلہ توحید جاننے والا ہے۔ عزت دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم ہے۔ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ جانتے ہیں کہ عزت اللہ تبارک وتعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ مگر کسی کے ذریعے سے عزت کا ذکر کرنا ''عقیدۂ توحید'' کے عین مطابق ہے' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرماتے رہے کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعے اِسلام کو عزت عطا فرما اور اِسلام کی مدد فرما۔]

(۴) اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی: اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً ۸ ''اے میرے اللہ (جل جلالہ) خاص عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے اِسلام کو عزت عطا فرما''۔

---

۵ مسند احمد جلد۲ ص ۹۵' مجمع الزوائد جلد۹ ص ۶۳' مستدرک حاکم جلد۳ ص ۸۹' تاریخ الخلفاء ص ۸۶۔

۶ مسند احمد جلد۱ ص ۴۵۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۱ ص ۲۵۵' مشکوٰۃ ص ۵۵۹۔ ۷ مسند احمد جلد۱ ص ۴۵۶' المعجم الکبیر للطبرانی کبیر جلد۱۱ ص ۲۵۵۔ ۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص ۳۷۰' مستدرک حاکم جلد۳ ص ۸۳' ابن ماجہ ص ۱۱' مجمع الزوائد جلد۹ ص ۶۲۔۶۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ ص ۹۳' دُرِ منثور جلد۴ ص ۲۹۳' جلد۶ ص ۳۸۹' کنز العمال جلد۱۱ ص ۵۸۲۔۵۸۱' حدیث نمبر ۳۲۷۶۸۔۳۲۷۷۳۔۳۲۷۷۴' جلد۱۲ ص ۶۰۶۔۵۹' حدیث نمبر ۳۵۸۴۰۔۳۵۸۸۱۔۳۵۸۸۸' جلد۱۳ ص ۲۳۲' حدیث نمبر ۳۶۹۸۔

(۵) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'اَوَّلُ مَنْ جَهَرَ بِالْاِ سْلَامِ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ حَسَنٌ.۹ ''جس نے سب سے پہلے اپنا اسلام علی الاعلان ظاہر کیا وہ امیر المومنین (حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ اس کی اسناد حسن صحیح ہیں''۔

حضرت ابن سعد علیہ الرحمہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں'قَالَ لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَظْهَرَ الْاِسْلَامَ وَدَعَا اِلَيْهِ عَلَانِيَةً وَّجَلَسْنَا حَوْلَ الْبَيْتِ حَلْقًا وَّطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَانْتَصَفْنَا مِمَّنْ غَلَظَ عَلَيْنَا' وَرَدَدْنَا عَلَيْهِ بَعْضَ مَايَاْتِيْ بِهٖ.۱۰

''جب امیر المومنین (حضرت سیّدنا) عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو اسلام ظاہر ہوا اور لوگوں کو کھلم کھلا اسلام کی طرف بلایا جانے لگا اور بیت اللہ (شریف) کے گرد بیٹھنے' خانہ کعبہ کا طواف کرنے' مشرکین سے بدلہ لینے اور اُن کا جواب دینے کے قابل ہوئے (یہ اعزاز اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے امیر المومنین (حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا ورنہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر رُعب وغلبے والا مخلوقِ ربُّ العالمین میں کوئی نہ تھا''۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے انہی الفاظ سے یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کی ہے۔ ۱۱

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ''كَانَ اِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَّكَانَتْ هِجْرَتُهٗ نَصْرًا وَّكَانَتْ اِمَامَتُهٗ رَحْمَةً وَّلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَانَسْتَطِيْعُ اَنْ نُّصَلِّيَ اِلَى الْبَيْتِ حَتّٰى اَسْلَمَ عُمَرُ' فَلَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى تَرَكُوْنَا فَصَلَّيْنَا'' ۱۲

''(امیر المومنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام گویا اسلام کی فتح تھی۔ آپ کی ہجرت اسلام کی نُصرت تھی' آپ کی امامت اُمّت کی رحمت

۹ تاریخ الخلفاء ص ۹۱۔ ۱۰ تاریخ الخلفاء ص ۹۱۔ ۱۱ تاریخ الخلفاء ص ۹۱۔ ۱۲ تاریخ الخلفاء ص ۹۰۔

تھی، ہم میں یہ ہمت وطاقت نہ تھی کہ ہم بیت اللہ (شریف) میں نماز پڑھ سکیں، مگر جب (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا تو آپ نے مشرکین سے اس قدر جدال وقتال کیا کہ مشرکین نے عاجز آ کر ہمارا پیچھا چھوڑ دیا اور ہم بیت اللہ (شریف) میں (اطمینان سے) نماز پڑھنے لگے"۔

جب آپ مشرف بہ اسلام ہوئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے فرمایا: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝ ۱۳

"اے غیب کی خبریں دینے والے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو ہوئے ہیں"۔

حضرت ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جب تینتیس (۳۳) مرد اور چھ (۶) عورتیں مسلمان ہو گئے تو (چالیسویں نمبر پر) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اُس وقت محولہ بالا آیتِ مبارک نازل ہوئی۔ ۱۴

اسی طرح حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان نقل کیا ہے کہ (۳۹) اُنتالیس مرد وعورتیں ایمان لائے تھے۔ اُن کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اس طرح چالیس (۴۰) مسلمان ہو گئے۔ ۱۵

مسندِ بزار نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو مشرکین مکہ مکرمہ نے کہا آج ہماری قوم آدھی ہو گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے محولا بالا آیتِ مبارک نازل فرمائی۔ ۱۶

دینِ کامل:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم

---

۱۳ الانفال: ۶۴۔ ۱۴ قرطبی جلد ۴ جز ۸ ص ۴۲۔ ۱۵ ابو سعود جلد ۲ جز ۴ ص ۳۴، ابن الجوزیہ جلد ۳ ص ۳۱۷، ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۸۱۔ ۱۶ روح البیان جلد ۳ ص ۳۶۸، تفسیر کبیر جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۹۱، تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۱۱۰۔

ﷺ نے فرمایا: بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا یَبْلُغُ الثَّدْیَ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِکَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ یَجُرُّهُ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّیْنَ ۱۷ ''جب میں سو رہا تھا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مجھ پر پیش کیے جا رہے ہیں۔ جن پر قمیصیں ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کی قمیصیں سینوں تک پہنچتی ہیں۔ بعض اس سے بھی کم اور مجھ پر (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) پیش کیے گئے۔ اس حال میں کہ اُن پر جو قمیص ہے وہ کھینچ رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اس کی کیا تعبیر ہے؟ فرمایا: دین''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا علم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اَنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِلْمَ ۱۸ ''جب میں سو رہا تھا تو میرے پاس دُودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ میں نے پیا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے بچا ہوا دُودھ (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) نے اس کی تعبیر کیا فرمائی؟ فرمایا: علم!''۔

---

۱۷ مسند احمد جلد۳ ص ۸۶' جلد۵ ص ۳۷۴' مسلم جلد۲ ص ۲۷۴' مشکوٰۃ ص ۵۵۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۷۳۰' جلد۱۱ ص ۵۷۶' بخاری جلد۱ ص ۱۸۔۵۲۱' تیسیر الباری جلد۵ ص ۳۵' فتح الباری جلد۷ ص ۵۲' عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۶ ص ۱۹۹' تفہیم البخاری جلد۲ ص ۵۹۹۔ ۱۸ دارمی ص ۱۲۸' مشکوٰۃ ص ۵۵۷' بخاری جلد۱ ص ۵۲' فتح الباری جلد۷ ص ۵۰' عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۶ ص ۱۹۳' تیسیر الباری جلد۵ ص ۲۹' مسلم جلد۲ ص ۲۷۴' کنز العمال جلد۱۱ ص ۵۷۶' حدیث نمبر ۳۲۷۲۹' تفہیم البخاری جلد۵ ص ۵۹۹۔۵۸۹' مرآۃ جلد۸ ص ۳۶۳' ترمذی جلد۲ ص ۲۰۹۔

وزیر:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں ہے کوئی نبی (علیہ السلام) مگر اس طرح کہ اُس کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ ہمارے آسمانی وزیر (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اور (حضرت) میکائیل (علیہ السلام) ہیں اور زمین والوں میں سے ہمارے دو وزیر (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں''۔

لفظ ''وزیر'' وزر سے بنا ہے جس کا معنیٰ بوجھ کے ہیں' چونکہ وزیر بادشاہ کی سلطنت کا بوجھ اپنی خداداد صلاحیتوں اور بہترین مشاورت سے اُٹھاتا ہے اس لئے اُسے وزیر کہا جاتا ہے۔

قرآنِ حکیم میں ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ... (الانعام: ۱۶۴) ''اور نہیں بوجھ اُٹھاتا کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا''۔

متذکرہ بالا حدیث شریف سرکارِ کائنات ﷺ کی بادشاہت وسلطنت زمین وآسمان دونوں عالمین پر قائم ہونے کی دلالت کر رہی ہے۔ اسی لئے دونوں مقامات پر علیحدہ علیحدہ وزراء کی تعیناتی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس طرح حضور ﷺ نے خلیفہ اوّل اور ثانی کی اَمارت ووزارت کا ذکر فرمایا ہے اسی طرح کائناتِ عالم کے مسلمانوں کو اُن کی اِقتداء اور اِطاعت بجالانے کا بھی حکم فرمایا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرَ [19] ''رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ مبارک فرمایا کہ میرے بعد (حضرت) ابوبکر و (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی اطاعت کرنا''۔

وزیرِ خاص:

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں جو لڑائیاں لڑی گئیں۔ غیر اقوام سے جو معاہدات ہوئے۔ مملکت کے سلسلہ میں جو انتظامات

[19] ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷۔

کئے گئے۔ اسلام کی اشاعت کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئیں اُن میں کوئی ایک واقعہ ایسا نہیں جو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شرکت کے بغیر طے پایا ہو۔

اسی بنا پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرَ ۲۰ ''ہمارے زمین والوں میں سے دو وزیر (حضرت) ابوبکر و (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں''۔

شانِ فاروقی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ ۲۱ ''اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ شیطان تم سے نہیں ملتا کسی راستہ میں چلتا ہوا مگر وہ تمہاری راہ کے سوا دوسرے راستہ سے چلتا ہے''۔ (یعنی شیطان جیسا مردود سخت تر جن تم سے ڈرتا ہے تمہیں دیکھ کر بھاگ جاتا ہے' راستہ چھوڑ جاتا ہے''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق جاری ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ ۲۲ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط و بے حد جلال

---

۲۰ ترمذی جلد۲ص ۲۰۹' مشکوٰۃ ص ۵۶۰' کنز العمال جلد۱۱ص ۵۶۶۔۵۶۰' حدیث نمبر ۳۲۶۴۷۔ ۳۲۶۷۹' حدیث نمبر ۲۶۱۴۸' مستدرک حاکم جلد۲ص ۲۶۵' دُرمنثور جلد۱ص ۹۴۔ ۲۱ بخاری جلد۱ص ۵۲' فتح الباری جلد۷ص ۵۱' عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۶ص ۱۹۳' تیسیر الباری جلد۵ص ۳۱' تفہیم البخاری جلد۵ص ۵۹۱' مشکوٰۃ ص ۵۵۷' ازالۃ الخفا (بحوالہ اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ ابن کثیر) مسند احمد جلد۱ص ۱۷۱' مسلم جلد۲ص ۲۷۶۔۲۲ ترمذی جلد۲ص ۲۰۹' مسند احمد جلد۲ص ۴۰۱۔ ۵۳' مستدرک حاکم جلد۳ص ۸۷۔۸۶' مجمع الزوائد جلد۹ص ۶۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱ص ۳۳۹' جلد۱۹ص ۳۱۳' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۲' ص ۲۵۱' مشکوٰۃ ص ۵۵۷' کنز العمال جلد۱۱ص ۵۷۴۔۵۷۳' حدیث نمبر ۳۲۷۱۴۔۳۲۷۱۷۔

مجدہٗ الکریم) نے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا"۔

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ ۲۳ "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد جلّ مجدہٗ الکریم) نے (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) کی زبان پر حق رکھ دیا ہے جسے وہ بولتے ہیں"۔

دُعا کرنے کا اعزاز:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سندِ فضیلت ومرتبہ کہ کس انداز میں پیارے محبوب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری مراد کو نوازا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرماتے ہوئے فرمایا: یَا اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ شَیْءٍ مِنْ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا ۲۴ "اے بھائی ہم کو بھی اپنی دُعاؤں میں ذرا شریک کر لینا اور مت بھولنا"۔

اسی طرح باختلاف اَلفاظ اَحادیثِ مبارکہ میں ذکر ہے۔

یَا اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَائِکَ ۲۵ یَا اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا ۲۶ یَا اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ صَالِحِ دُعَائِکَ ۲۷

"اے بھائی اپنی نیک دُعاؤں میں ہمیں بھی شامل رکھنا"۔

---

۲۳ ابن ماجہ ص ۱۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۶۵۔ ۱۷۷، مشکوٰۃ ص ۵۵۷، شرح السنۃ جلد ۱۴ ص ۸۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۲۱، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۶۶، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۷۴، حدیث نمبر ۳۲۷۱۸۔ ۲۴ ابن ماجہ ص ۲۱۳۔ ۲۵ کنز العمال حدیث نمبر ۴۹۲۰۔ ۲۶ شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹۹، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۷۸، حدیث نمبر ۳۲۷۴۳۔ ۲۷ مسند احمد جلد ۲ ص ۵۹، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۷۳۔ ۲۱۱، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۷۸، حدیث نمبر ۳۲۷۴۳۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا محدث:

امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ: **وَلَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ** [۲۸] ''اور تم سے پہلی اُمتوں میں اِلہام والے لوگ تھے تو اگر میری اُمّت میں کوئی ہوا تو وہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں''۔

اِس اِرشادِ مبارک کی روشنی میں تحریر ہے کہ جب جنگِ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے مقابلے اور دیگر جنگوں میں سات سو حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ و قراء حضرات شہید ہو گئے ہیں (اُن کے دِل میں یہ بات پیدا ہوئی' یقیناً یہ اِلہام اِلٰہی تھا جس کے وہ مستحق تھے' کہنے لگے) میں ڈرتا ہوں کہ اگر اِسی طرح جنگوں میں حفاظِ کرام شہید ہوتے رہے تو یہ ختم ہو جائیں گے اور اِس طرح بہت سا قرآنِ مجید جاتا رہے گا۔ (اُن کا یہ کہنا **اِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ** کے خلاف نہ تھا بلکہ حفاظتِ قرآنِ مجید کے لئے اِلہامی تجویز تھی جو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ قرآنِ مجید کو اکٹھا کرنے کا حکم فرما دیجئے۔ (اگرچہ قرآنِ مجید سینوں میں ترتیب کے ساتھ جمع تھا تحریری صورت میں یکجا نہیں تھا)۔ مگر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:۔ **كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ ؟قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَ اللّٰهِ خَيْرٌ** ''جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تم کیسے کرو گے؟ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نے

---

[۲۸] بخاری جلد ۱ ص ۵۲۱' مسلم جلد ۲ ص ۲۷۶' فتح الباری جلد ۷ ص ۵۲' عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۹۸' تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۴' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۹۷' مشکوٰۃ ص ۵۵۶' ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۰' شرح السنہ جلد ۷ ص ۱۸۲' مرآۃ جلد ۸ ص ۳۶۰۔

کہا اللہ (عزوجل) کی قسم یہ اچھا کام ہے"۔ (اس میں بڑی مصلحت ہے)۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ برابر مجھے اس کام کے لئے کہتے رہے۔ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرِیْ لِذَالِکَ "یہاں تک اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا"۔ مجھ کو بھی یہ کام مناسب نظر آیا۔ وَرَاَیْتُ فِیْ ذٰلِکَ الَّذِیْ رَاٰی عُمَرُ "میری رائے بھی وہی قرار پائی جو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تھی" یا "میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو (امیر المؤمنین حضرت) سیّدنا عمر (رضی اللہ عنہ) نے دیکھا ہے"۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو اس حدیث پاک کے راوی ہیں فرماتے ہیں: امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: اِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَانَتَّھِمُکَ وَقَدْ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْہُ "تم ایک نوجوان' عقل مند آدمی ہو' ہمیں تیرا اعتبار ہے' تم جناب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی وحی لکھا کرتے تھے' قرآن مجید سے خوب واقف ہو۔ لہٰذا قرآن مجید کے لکھے ہوئے حصّوں اور حفاظ کرام کو تلاش کرو اور قرآن مجید کو ایک جگہ اکٹھا کرو"۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اللہ کی قسم اگر لوگ مجھ سے کہتے کہ تم ایک پہاڑ ڈھو دو تو مجھ پر اتنا سخت نہ ہوتا جتنا کہ یہ کام مشکل معلوم ہوا۔ (یعنی قرآن مجید کو جمع کرنا)۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہی جواب دیا جو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دیا تھا یعنی یہ کہ جو کام حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نہیں کیا تم کیونکر کرو گے؟ تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا گو یہ کام رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نہیں کیا مگر یہ کام اچھا ہے اور وہ برابر مجھ سے یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ جیسے اللہ تبارک

وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سینوں کو کھولا تھا میرے سینہ کو بھی کھول دیا اور میرے دِل میں بھی یہ بات ڈال دی یعنی اِلہام کر دیا اور میں بھی اُن لوگوں کی رائے سے متفق ہو گیا۔ میں نے قرآنِ مجید کی تلاش کی۔ کہیں کھجور کی چھڑیوں پر، کہیں باریک پتلے پتھروں پر لکھا پایا، لوگوں کو زبانی بھی یاد تھا (غرض اِس طرح جا بجا اُکٹھا کیا) یہ نسخہ مکمل تحریر کیا گیا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال تک اُن کے پاس رہا۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس، پھر اُن کی وفات کے بعد اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔ (پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اِس کو منگوا کر اس کی کئی کاپیاں کروا کر تمام شہروں میں بھیجیں)۔ ۲۹ اِس طرح یہ عظیم کارنامہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اِلہامی رائے سے سرانجام پایا۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ۳۰ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو (حضرت) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ہوتے''۔

مجاہد اور سخی:

حضرت اسلم علیہ الرحمہ سے روایت ہے، مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شان کے بارے میں سوال کیا تو میں نے اُنہیں خبر دی کہ:- مَارَاَیْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ حِیْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰی انْتَهٰی مِنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ ۳۱

---

۲۹ بخاری حدیث نمبر ۴۹۸۶۔ ۳۰ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۹۲، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۳۹، مشکوٰۃ ص ۵۵۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۷ ص ۱۸۰، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۷۸۔ ۳۱ بخاری جلد ۱ ص ۵۲۱، فتح الباری جلد ۷ ص ۵۱، عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۹۷، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۹۵۔

''میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد کسی کو (امیر المؤمنین حضرت) سیّدنا عمر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر جد وجہد کرنے والا اور زیادہ سخی نہیں دیکھا' یہاں تک کہ آپ دُنیا سے پردہ فرما گئے''۔

بڑے درجے والا:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ذَاکَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِیْ دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ وَاللّٰہِ مَا کُنَّا نَرٰی ذٰلِکَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰی مَضٰی لِسَبِیْلِہٖ ۳۲ ''یہ شخص میری اُمّت میں جنت کے بڑے درجے والا ہے (حضرت) ابوسعید (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کی قسم یہ شخص ہم (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہی کو سمجھتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے راہ چلے گئے (شہید کر دیئے گئے)''۔

مکارمِ اَخلاق:

حضور سرورِ کائنات ﷺ کی بعثت کا حقیقی مقصد دنیا کو برگزیدہ اور پسندیدہ اَخلاق کی تعلیم دینا بھی تھا۔ جیسا کہ خود نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ ۳۳ ''میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو براہِ راست اِس سرچشمۂ اَخلاق سے سیراب ہونے کا موقع ملا تھا۔ اِس لئے اِس مقدس جماعت کا ہر فرد اِسلامی اَخلاق کا مجسم نمونہ تھا۔ لیکن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوی ﷺ میں جو تقرب حاصل تھا اُس لحاظ سے اُن کو زیادہ حصّہ ملا۔ وہ محاسن ومحامد اعلیٰ کی مجسم تصویر تھے۔ اُن کے آئینۂ اَخلاق میں خلوص' رجوع الی اللہ' لذائذ دُنیا سے اِجتناب' حفظِ لسان' حق پرستی' راست گوئی' تواضع اور سادگی کا عکس سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا

۳۲ مشکوٰۃ ص ۵۵۹۔ ۳۳ مؤطا امام مالک ص ۷۰۵۔

ہے۔ یہ اَوصاف آپ رضی اللہ عنہ میں اَیسے راسخ تھے کہ جو شخص آپ کی صحبت میں رہتا تھا وہ بھی کم و بیش متاثر ہو کر اُسی قالب میں ڈھل جاتا تھا۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اِس غرض سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہتے تھے کہ اُن سے پرہیز گاری و تقویٰ سیکھیں۔

تواضع:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان اور رُعب و دبدبہ کا ایک طرف تو یہ حال تھا کہ محض نام سے قیصر و کسریٰ کے ایوانِ حکومت میں لرزہ پیدا ہو جاتا تھا۔ دوسری طرف تواضع اور خاکساری کا یہ عالم تھا کہ کاندھے پر مشک رکھ کر بیوہ عورتوں کے لئے پانی بھرتے تھے۔ مجاہدین کی بیویوں کا سودا سلف خرید کر لا دیتے تھے۔ پھر اِس حالت میں تھک کر مسجد کے گوشے میں فرشِ خاک پر لیٹ جاتے تھے۔

ایک مرتبہ اپنے ایّامِ خلافت میں سر پر چادر ڈال کر باہر نکلے ایک غلام کو گدھے پر سوار جاتے دیکھا' چونکہ آپ رضی اللہ عنہ تھک چکے تھے اِس لئے اپنے ساتھ بٹھا لینے کی درخواست کی۔ اُس کے لئے اِس سے زیادہ اور شرف کی کیا بات ہو سکتی تھی کہ امیر المؤمنین اُس کے ساتھ سوار ہوں۔ وہ فوراً اُتر پڑا اور اپنی سواری پیش کی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں اپنی وجہ سے تکلیف نہیں دینا چاہتا تم جس طرح سوار تھے سوار رہو میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاؤں گا۔ غرض اِسی حالت میں مدینہ منورہ کی گلیوں میں داخل ہوئے۔ لوگ امیر المؤمنین کو ایک غلام کے پیچھے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ ۳۵ ایک دن صدقہ کے اُونٹوں کے بدن پر تیل مل رہے تھے' ایک شخص نے کہا، اے امیر المومنین (رضی اللہ عنہ)! یہ کام کسی غلام سے لے لیا ہوتا۔ بولے مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے۔ جو شخص مسلمانوں کا والی ہے وہ اُن کا غلام بھی ہے۔ ۳۶

عفو:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عفو و درگزر کا پیکر تھے۔ ایک مرتبہ

۳۵ کنز العمال جلد ۲ ص ۳۵۳۔ ۳۶ کنز العمال جلد ۴ ص ۱۶۲۔

حر بن قیس اور عیینہ بن حصن حاضر خدمت ہوئے۔ عیینہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ انصاف سے حکومت نہیں کرتے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُس کی بات پر سخت غضبناک ہوئے۔ حر بن قیس نے کہا امیر المؤمنین قرآنِ مجید میں آیا ہے: خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ○ ''عفو سے کام لو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو''۔ یہ شخص جاہل ہے۔ اس کی بات کا خیال نہ کیجئے۔ اس گفتگو سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غصہ بالکل جاتا رہا۔ [۳۷]

رفاہ عامہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فریضۂ خلافت کی حیثیت سے رفاہِ عامہ اور بنی نوع انسان کی بہبود کے جو کام کئے ہیں' اُن کی تفصیل بیان کرنا آسان نہیں۔ ذاتی حیثیت سے بھی اُن کا ہر لمحہ خلق اللہ کی نفع رسانی کے لئے وقف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ راتوں کو عموماً گشت کرتے تھے تاکہ عام لوگوں کا حال معلوم ہو۔ ایک مرتبہ گشت کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام حرا پہنچے' دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں۔ پاس جا کر حقیقتِ حال دریافت کی۔ عورت نے کہا'' بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں' میں نے اُن کے بہلانے کو خالی ہانڈی چڑھا دی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُسی وقت مدینہ منورہ آئے آٹا' گھی' گوشت اور کھجوریں لیں اور گٹھڑی اُٹھا کر دینے چلے تو امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم نے کہا میں لے کر چلتا ہوں۔ فرمایا: قیامت کے دن تم میرا بوجھ نہیں اُٹھاؤ گے۔ اور خود ہی سارا سامان لے کر عورت کے پاس گئے۔ اُس نے کھانا پکانے کا انتظام کیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خود چولہا جھونکا' کھانا تیار ہوا تو بچے کھانا کھا کر خوشی سے اُچھلنے کودنے لگے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ مدینہ طیبہ کے باہر اُترے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا

---

[۳۷] کنز العمال جلد ۴ ص ۳۵۴۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ان کے متعلق مدینہ منورہ کے چوروں کا ڈر لگا ہوا ہے چلو ہم دونوں چل کر پہرہ دیں۔ چنانچہ دونوں رات بھر لوگوں کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے رہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں دینا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ دولت مند نہ تھے۔ تاہم جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کی راہ میں صرف کیا وہ اُن کی حیثیت سے بہت زیادہ تھا۔ ۹ھ میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کی تیاری کی تو اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ضروریاتِ جنگ کے لئے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنے مال واَسباب میں سے آدھا پیش کیا۔

مساوات کا خیال:

عہد فاروقی (رضی اللہ عنہ) میں شاہ وگدا، اَمیر وغریب، مفلس ومالدار سب ایک حال میں نظر آتے تھے۔ عمّال کو تاکیدی حکم تھا کہ وہ کسی طرح کا اِمتیاز ونمود اِختیار نہ کریں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خود ذاتی حیثیت سے بھی مساوات کو اپنا خاص شعار بنا رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُنہوں نے اپنی زندگی نہایت سادہ رکھی تھی۔ ایک مرتبہ آپ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قاضی مدینہ منورہ کی عدالت میں مدعا علیہ کی حیثیت سے گئے تو اُنہوں نے تعظیم کے لئے کرسی خالی کر دی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اِس مقدمہ میں یہ پہلی ناانصافی کردی ہے۔ یہ کہہ کر اپنے فریق کے برابر بیٹھ گئے۔ [۳۸]

آپ کا مقولہ تھا کہ اگر میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کروں اور لوگ مصیبت واِفلاس میں رہیں تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔ خلیفہ اور امیر المؤمنین کی حیثیت سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جاہ وجلال کا سکہ تمام دُنیا پر بیٹھا ہوا

---

[۳۸] کنز العمال جلد ۳ ص ۱۷۴۔

تھا لیکن مساوات کا یہ حال تھا کہ قیصر و کسریٰ کے سفراء آتے تھے تو اُنہیں یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ مسلمانوں کا فرمانروا کون ہے؟ درحقیقت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خود نمونہ بن کر مسلمانوں کو مساوات کا ایسا درس دیا تھا کہ حاکم و محکوم اور آقا و غلام کے سارے اِمتیازات اُٹھ گئے تھے۔

زہد و قناعت:

دُنیا طلبی اور حرص تمام بداَخلاقیوں کی بنیاد ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اِس سے سخت نفرت تھی۔ یہاں تک کہ خود اُن کے ہم مرتبہ حاضرین کو اِعتراف تھا کہ وہ زہد و قناعت کے میدان میں سب سے آگے ہیں۔ حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قدامتِ اِسلام اور ہجرت کے لحاظ سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر بہت سے لوگ فوقیت رکھتے ہیں لیکن زہد و قناعت میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کچھ عطا فرمانا چاہتے تو وہ عرض کرتے کہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند لوگ موجود ہیں جو اِس عطیہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اِرشاد فرماتے کہ **تم اِس کو لے لو پھر تمہیں اِختیار ہے اپنے پاس رکھو یا صدقہ کر دو۔** اِنسان کو اگر بے طلب مل جائے تو لے لینا چاہئے۔[۳۹] قناعت کا یہ حال تھا کہ اپنے زمانۂ خلافت میں چند برس تک مسلمانوں کے مال سے ایک خرمہرہ نہیں لیا۔ حالانکہ فقر و فاقہ سے حالت بُری تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُن کی غُربت و تنگدستی کو دیکھ کر اِس قدر تنخواہ مقرر کر دی جو معمولی خوراک اور لباس کے لئے کافی ہو۔ لیکن شہنشاہِ قناعت نے اِس شرط پر قبول کیا کہ جب تک ضرورت ہے لوں گا اور جب میری حالت دُرست ہو جائے گی کچھ نہ لوں گا۔ غرض کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی میں ہر طرح کا بہترین نمونہ پیش کیا۔

---

۳۹ ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب فی الاستعفاف۔

خود اِحتسابی:

دوسروں کا محاسبہ اور مواخذہ کرنے سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود اپنا محاسبہ کرتے اور اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے مواخذہ کے لئے پیش کرتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ یمنی چادریں آئیں تو آپ نے سب کو ایک ایک چادر دے دی۔ ایک دن آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور حسبِ معمول مجمع سے فرمایا کہ **اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا** ''سنو جو کچھ میں کہتا ہوں اور پھر اُس کی اطاعت کرو''۔ مجمع سے آواز آئی ''ہم نہ تمہاری سنیں گے نہ اطاعت کریں گے''۔ کہنے والے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ سربراہِ مملکت منبر شریف سے نیچے اُتر آئے اور کہا کہ اے ابوعبداللہ کیا بات ہے؟ کہا امیر المؤمنین! آپ نے دنیا داری برتی ہے۔ آپ نے ایک ایک چادر تقسیم کی تھی اور خود دو چادریں پہن کر آئے ہیں؟

امیر المؤمنین نے فرمایا: (حضرت) عبداللہ (بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کہاں ہے؟ حاضر ہوں: یا امیر المؤمنین۔ فرمایا: بتاؤ اِن میں سے ایک چادر کس کی ہے؟ عرض کیا میری ہے امیر المؤمنین۔ آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا' اے ابوعبداللہ! تم نے جلدی کی جو بات پوچھے بغیر احتجاج کر دیا۔ میں نے اپنے میلے کپڑے دھوئے تھے۔ باہر آنے کے لئے ایک چادر کافی نہیں تھی۔ اِس لئے میں نے (اپنے بیٹے) عبداللہ سے چادر مانگ لی تھی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں! اَب کہئے' یا امیر المؤمنین! ہم سنیں گے بھی اور اطاعت بھی کریں گے۔ آپ خود اپنا یہ قول کیسے بھول سکتے تھے کہ **رعیت اُس وقت تک اَمیر کی اِطاعت کرتی ہے جب تک وہ خدا کی اِطاعت کرتا رہے۔**

اہل وعیال کا اِحتساب:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ سربراہِ مملکت کا اِحتساب اُس کی ذات تک محدود نہیں ہونا چاہئے۔ اِس میں اُس کے اہل وعیال بھی برابر کے شریک ہونے چاہئیں۔ قرآنِ کریم نے جو بعض بیوی بچوں کو

اِنسان کا دشمن اور مال اور اَولاد کو فتنہ کہا ہے تو یہ خطرناک گھاٹی اُن کی نگاہوں سے اَوجھل نہیں تھی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب لوگوں کو کسی بات سے منع کرتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے اُن سے فرماتے کہ میں نے لوگوں کو فلاں فلاں چیز سے منع کیا ہے۔ یاد رکھو! لوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جس طرح پرندہ گوشت کی طرف دیکھتا ہے۔ اگر تم بچو گے تو وہ بھی بچیں گے اور اگر تم پھنسو گے تو وہ بھی پھنسیں گے۔ اگر تم میں سے کسی شخص نے اِن باتوں کا اِرتکاب کیا تو خدا کی قسم! میں اپنے ساتھ تمہارے تعلق کی وجہ سے تمہیں دُگنی سزا دوں گا۔ اَب تمہیں اختیار ہے جو چاہے حدود سے تجاوز کرے، جو چاہے اُن کے اَندر رہے۔

اور یہ دُگنی سزا کا فیصلہ قرآنِ کریم کے اِس اِرشاد کے مطابق تھا جس میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی اَزواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے کہا گیا تھا کہ یاد رکھو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ تم میں سے جو کسی جرم کی مرتکب ہوگی۔ اُسے دُگنی سزا ملے گی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اِرشادِ گرامی سے اِس نکتہ کی وضاحت کر دی کہ قرآنِ مجید کا وہ حکم مملکتِ اِسلامیہ کے ہر سربراہ پر یکساں عائد ہوتا ہے۔ یہ تھا مملکت کی ذمہ داریوں کا اِحساس۔

القوی الامین:

ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیت المال کے اُونٹوں کا جائزہ لینے کے لئے گئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اُونٹوں کو دیکھ دیکھ کر اُن کے اَحوال وکوائف بولتے جاتے تھے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سن کر امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اِملا کراتے جاتے تھے اور وہ اُنہیں ایک درخت کے نیچے بیٹھے لکھتے جاتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ دُھوپ میں کھڑے تھے۔ دھوپ سخت تھی لیکن وہ کام میں اَیسے منہمک تھے کہ اُنہیں اُس کی شدت کا قطعاً اِحساس نہیں تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ نے قرآنِ مجید میں حضرت سیّدنا شعیب علیہ السلام کی

بیٹی کا یہ قول پڑھا ہوگا جس نے کہا تھا کہ یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ''ابا جان! اُسے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو) ملازم رکھ لیجئے کیونکہ بہترین خدمت گزار وہ ہے جو قوی بھی ہے اور امین بھی''۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ ہے قوی الامین۔ القوی الامین ان دو لفظوں میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ساری شخصیت سمٹ کر آجاتی ہے۔

شام کے ویرانے کی بڑھیا:

آپ شام کے سفر سے واپس آرہے تھے تو راستے میں ایک خیمہ دیکھا۔ ویرانے میں ایک خیمہ کے قریب گئے تو دیکھا کہ اُس میں ایک بڑھیا بیٹھی ہے۔ پوچھا کہ تمہیں (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کا بھی کچھ حال معلوم ہے؟ اُس نے کہا کہ سنا ہے وہ شام سے چل پڑے ہیں۔ اِس سے زیادہ نہ مجھے اُس کی بابت کچھ علم ہے نہ معلوم کرنے کی ضرورت۔ آپ نے پوچھا کہ اَیسا کیوں؟ اُس نے کہا کہ جس نے آج تک یہ معلوم نہیں کیا کہ مجھ پر کیا گذری ہے' میں اُس کے حالات معلوم کر کے کیا کروں گی؟ آپ نے کہا کہ کیا تم نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) تک اپنی حالت کی اِطلاع پہنچائی تھی؟ اُس نے کہا کہ یہ میرا کام نہیں تھا' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کا کام تھا۔ آپ نے کہا کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کو اِتنی دُور کا حال کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟ اُس کے جواب میں اُس بڑھیا نے جو کچھ کہا وہ غور سے سننے کے قابل ہے اُس نے کہا کہ:

اگر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) اپنی رعایا کے ہر فرد کے حالات کا علم نہیں رکھتے تو اُنہیں حکومت کرنے کا کیا حق حاصل ہے؟ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) جب اِس واقعہ کو یاد کرتے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے اور کہتے کہ خلافت کا مفہوم کیا ہے؟ مجھے شام کی اُس بڑھیا نے بتایا۔

حج کی تقریب پر شکایات:

سال کے بعد حج کا اِجتماع ہوتا تھا جس میں لاکھوں افراد شریک ہوتے

تھے۔ اس میں آپ تمام صوبوں کے گورنروں کو بُلاتے۔ دوسری طرف ملک میں عام اعلان کیا جاتا کہ جسے کسی کے خلاف کوئی شکایت ہو وہ اس اجتماع میں آجائے۔ وہاں شکایات سنی جاتیں، پیشی ہوتی اور جس کے خلاف شکایت صحیح ثابت ہوتی اُسے لاکھوں کے اجتماع میں سزا دی جاتی یا سرزنش کی جاتی۔

یہ تھا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رعایا کے حالات سے باخبر رہنے کا طریق اور معمول۔ سچ ہے جو خدائے سمیع وبصیر وخبیر کے نام پر لوگوں سے اطاعت لے اُسے خود ایسا ہی (بحدِ بشریت) سمیع وبصیر وخبیر ہونا چاہئے۔ یہی صحرائے شام کی اُس بڑھیا نے کہا تھا کہ: اگر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس رعایا کے حالات سے باخبر رہنے کا انتظام نہیں تو اُسے چاہئے کہ حکومت چھوڑ دے۔

اَسبابِ شہادت:

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ باہر سے کسی نابالغ لڑکے کو مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ حاکم کوفہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے آپ کو لکھا کہ یہاں ایک بہت ہی ہوشیار اور کاریگر لڑکا موجود ہے، اُس کو بہت ہنر آتے ہیں۔ لوہار اور بڑھئی کا کام خوب اچھی طرح جانتا ہے، نقاشی بہت عمدہ کرتا ہے۔ اگر آپ اُس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت دیں تو کیا اُس کو مدینہ منورہ روانہ کردوں؟ تاکہ وہاں پہنچ کر اہل مدینہ کے کام آسکے۔ آپ نے اُس لڑکے کو مدینہ منورہ میں داخلہ کی اجازت دے دی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں اُس پر سو درہم کا خراج (ٹیکس) عائد کر رکھا تھا۔ یہاں مدینہ منورہ میں آکر اُس نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ اُنہوں نے مجھ پر بہت زیادہ ٹیکس لگا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جواب اُس کو بہت ہی ناگوار گزرا اور غصّہ سے تلملاتا ہوا واپس آگیا۔ چند روز کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس کو پھر بلایا اور فرمایا کہ تو کہتا تھا کہ اگر آپ کہیں تو میں ایسی چکی تیار کردوں گا جو ہوا سے چلے گی۔ اُس نے

کڑوے تیوروں کے ساتھ جواب دیا کہ میں آپ کے لئے ایسی چکی تیار کروں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کریں گے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے۔ (تاریخ الخلفا ص ۱۰۵)

آپ کی شہادت:

ابولولوہ نامی یہ لڑکا ایک دو دھارا خنجر (جس کا قبضہ بیچ میں تھا) آستین میں چھپا کر مسجد نبوی شریف کے ایک گوشہ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اُبھی پونہیں پھوٹی تھی' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ تکبیر نماز سے پہلے فرمایا کرتے تھے صفیں سیدھی کرلو! یہ سن کر ابولولوہ صف میں آپ کے بالکل مقابل آ کھڑا ہوا اور فوراً ہی آپ کے شانے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کئے جس سے آپ گر پڑے۔ اس کے بعد اُس نے اور نمازیوں پر حملہ کیا اور تیرہ اَفراد کو زخمی کر دیا۔ اِس حال میں جب کہ وہ لوگوں کو زخمی کر رہا تھا ایک عراقی نے اُس پر کپڑا ڈال دیا (تاکہ وہ اُلجھ جائے اور اُس کو پکڑ لیا جائے) جب ابولولوہ اُس کپڑے میں اُلجھ گیا تو اُس نے اُسی وقت خودکشی کر لی۔ (تاریخ الخلفا ص ۱۰۶)

چونکہ آفتاب طلوع ہوا چاہتا تھا۔ اِس لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو بہت ہی چھوٹی سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی اور امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اُن کے مکان میں لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اولاً نبیذ پلائی' لیکن وہ آپ رضی اللہ عنہ کے زخموں کے راستے باہر نکل گئی، پھر آپ رضی اللہ عنہ کو دُودھ پلایا گیا وہ زخموں سے باہر نکل گیا لوگوں نے آپ کی تسلی کی خاطر کہا آپ فکر نہ کریں۔ اگر دُودھ اور نبیذ زخموں سے نکل گیا تو کچھ حرج نہیں آپ نے فرمایا میں تو پھر بھی قتل ہو چکا۔ (تاریخ الخلفا ص ۱۰۶)

آپ پر مسجد نبوی شریف کے محراب شریف میں نمازِ فجر کے وقت ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو خودکش حملہ کیا گیا اور یکم محرم الحرام بروز اتوار آپ شہید ہوئے۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور اِسی دن آپ کو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے یارِ غار امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تریسٹھ سال عمر پائی۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

ولادت: عام الفیل کے چھٹے سال وصال: ۱۸ ذی الحجہ ۳۶ھ یوم جمعۃ المبارک

ولادت:

وَلَدَ فِی السَّنَةِ السَّادِسَةِ مِنَ الْفِیْلِ وَاَسْلَمَ قَدِیْمًا [۱] آپ کی ولادت عام الفیل کے چھٹے سال ہوئی۔

آپ کا نام ہے عثمان (رضی اللہ عنہ) اور کنیت ابو عمر (رضی اللہ عنہ) تھی۔ بعض کہتے ہیں ابو عبداللہ اور ابو یعلی (رضی اللہ عنہ) آپ کی کنیت تھی [۲] قبولِ اسلام سے پہلے آپ کی کنیت ابو عمر تھی اور قبولِ اسلام سے قبل ہی آپ کی شادی حضرت سیّدہ بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی' ان کے بطن پاک سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہوگئی۔ [۳] آپ کا سلسلۂ نسب والد کی طرف سے اس طرح ہے:۔

عثمان بن عفان بن ابو العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن قرشی اموی۔ [۴] (علی ثم المدنی)

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت:

آپ کی والدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بنت حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں عبد مناف پر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی والدہ کی طرف سے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریشی رشتہ دار ہیں۔

آپ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق (خلیفۃ الرسول) رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام لائے۔ قَالَ ابْنُ

---

[۱] تاریخ الخلفاء ص ۱۱۸۔ [۲] تاریخ الخلفاء ص ۱۱۸۔ [۳] تاریخ الخلفاء ص ۱۱۹' فتح الباری جلد ۷ ص ۶۷' (طبع جدید بیروت)' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۶۔ [۴] تاریخ الخلفاء ص ۱۱۹۔

اِسْحَاقِ: وَكَانَ اَوَّلُ النَّاسِ اِسْلَاماً بَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عَلِیٍّ وَّزَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ [۵] ''حضرت ابن اسحاق علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ آپ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی اور حضرت زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہم) کے بعد اسلام قبول کیا''۔

قبولِ اسلام پر شدائد و مصائب:

حضرت ابن سعد علیہ الرحمہ نے حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث بن تیمی علیہ الرحمہ کی زبانی لکھا ہے، قَالَ: لَمَّا اَسْلَمَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَخَذَهٗ عَمُّهُ الْحَكَمُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ بْنِ اُمَیَّةَ فَاَوْثَقَهٗ رِبَاطًا وَ قَالَ: تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ اٰبَائِكَ اِلٰی دِیْنٍ لَا اَدْعُكَ اَبَدًا حَتّٰی تَدَعَ مَانْتَ عَلَیْهِ. قَالَ عُثْمَانُ وَاللّٰهِ لَا اَدَعُهٗ اَبَدًا وَلَا اُفَارِقُهٗ فَلَمَّا رَاَی الْحَكَمُ صَلَابَتَهٗ فِی دِیْنِهٖ تَرَكَهٗ [۶] ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص بن اُمیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا، تم نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے ایک نیا مذہب اختیار کر لیا ہے، جب تک تم اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑو گے میں تمہیں آزاد نہیں کروں گا (اسی طرح بند رکھوں گا)۔ یہ سُن کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے فرمایا: چچا، اللہ کی قسم میں مذہب اسلام کبھی نہیں چھوڑوں گا اور اس دولت سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا۔ اس طرح حکم بن ابی العاص نے جب آپ کو اسلام پر مستحکم اور ثابت قدم پایا تو مجبور ہو کر قید و بند سے آزاد کر دیا''۔

شادی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت سیّدہ بی بی رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی۔ اُس وقت مکہ مکرمہ میں یہ بات مشہور تھی: اَحْسَنَ زَوْجَیْنِ رَاٰهُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّةُ وَزَوْجُهَا عُثْمَانُ ''سب سے اچھا جوڑا دیکھا گیا ہے

[۵] تاریخ الخلفاء ص ۱۱۹۔ [۶] تاریخ الخفاء ص ۱۲۰۔

وہ سیّدہ حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں''۔ آپ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ وَمَاتَ عَبْدُاللّٰهِ الْمَذْكُوْرُ صَغِيْرًا وَّلَهٗ سِتُّ سِنِيْنَ ۷ ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے جبکہ آپ کی عمر شریف ابھی چھ سال تھی''۔

ہجرت:

جب مسلمانوں سے کفار کی عداوت سے حالات مخدوش ہو گئے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اِرادہ فرمایا: اس موقع پر رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُخْرُجْ بِرُقَيَّةَ مَعَكَ ۸ ''(حضرت سیّدہ بی بی) رُقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ''۔ تو بحکم رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت سیّدہ بی بی رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت سیّدہ بی بی رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ہجرت فی سبیل اللہ کی سُنّت کو اپنے شوہر کا ساتھ دے کر قائم کیا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهُمَا الْاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بَعْدَ لُوْطٍ وَاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۹ ''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) یہ دونوں پہلے ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی ہے''۔ حضرت ابویعلیٰ علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی: صَحِبُهَا اللّٰهُ اَنَّ عُثْمَانَ الْاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللّٰهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ ۱۰ ''اللہ

---

۷ فتح الباری جلد ۷ ص ۶۷، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۶۷۔ ۸ مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۵۱۔ ۹ مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۵۱۔ ۱۰ دُرِّ منثور جلد ۶ ص ۵۹، قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ ص، فتح الباری جلد ۷ ص ۱۸۸، تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰، البدایۃ والنہایۃ جلد ۳ ص ۶۷۔

(تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) ان دونوں میاں بیوی کے ساتھ ہو اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کیلئے ہجرت کی ہے"۔

حُلیہ مبارک:

حضرت ابن عساکر علیہ الرحمہ (چند طریقوں سے) آپ کا سراپا اور حُلیہ بیان کرتے ہیں کہ **اَنَّ عُثْمَانَ کَانَ رَجُلاً رَبْعَةً لَیْسَ بِالتَّقْصِیْرِ وَلَا بِالطَّوِیْلِ، حُسْنُ الْوَجْهِ، اَبْیَضُ مُشْرَبًا حُمْرَةً بِوَجْهِهٖ نِکْتَاتُ جَدْرِیٍّ، کَثِیْرُ اللِّحْیَةِ عَظِیْمُ الْکَرَادِیْسِ، بَعِیْدٌ مَّابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ خَدْلُ السَّاقَیْنِ، طَوِیْلُ الذِّرَاعَیْنِ شَعْرُهٗ قَدْ کَسَا ذِرَاعَیْهِ جَعْدُ الرَّاْسِ، اَصْلَعُ، اَحْسَنُ النَّاسِ ثَغْرًا، جَمَّتُهٗ اَسْفَلُ مِنْ اُذُنَیْهِ یَخْضِبُ بِالصُّفْرَةِ وَکَانَ قَدْشَدَّ اَسْنَانَهٗ بِالذَّهَبِ** [1] "امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ درمیانی قد کے خوبرو شخص تھے، رنگ میں سفیدی کے ساتھ ساتھ سرخی شامل تھی، چہرے پر چیچک کے داغ تھے، ڈاڑھی مبارک بہت گھنی تھی، جسم مبارک کی ہڈیاں چوڑی تھیں، شانے کافی پھیلے ہوئے تھے، پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں۔ ہاتھ لمبے تھے، جن پر بال کافی تھے، سر کے بال گھنگریالے تھے۔ کنپٹیوں کے بال کانوں تک آئے تھے، زرد رنگ کا خضاب کرتے تھے، دانت بہت خوبصورت اور سونے کی تار سے بندھے ہوئے تھے"۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حَزْمٍ الْمَازِنِیُّ قَالَ: رَاَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَمَا رَاَیْتُ قَطُّ ذَکَرٌ اَوَّلَا اُنْثٰی اَحْسَنَ وَجْهًا مِّنْهُ [2] "حضرت ابن عساکر علیہ الرحمہ حضرت عبداللہ بن حزم المازنی علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبرو مَردوں اور عورتوں میں کسی اور (اُمتی) کو نہیں دیکھا"۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **کَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَجْمَلَ**

---

[1] تاریخ الخلفاء ص ۱۱۹۔ [2] تاریخ الخلفاء ص ۱۱۹۔

النَّاسِ [۱۳] ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ لوگوں میں بہت حسین اور جمیل انسان تھے''۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا زَوَّجَ النَّبِیُّ ﷺ اِبْنَتَهٗ اُمَّ كُلْثُوْمٍ قَالَ لَهَا؟ اَنَّ بَعْلَكِ اَشْبَهُ النَّاسِ بِجَدِّكِ اِبْرَاهِیْمَ وَاَبِیْكِ مُحَمَّدٍ [۱۴] ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جب اپنی بیٹی حضرت سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو اُن سے فرمایا: اے بیٹی تمہارے شوہر تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد گرامی حضرت محمد (ﷺ) سے شکل وصورت میں بہت ہی مشابہ ہیں''۔ حضرت ابن عدی علیہ الرحمہ اور حضرت ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَنَا نَشْبَهُ عُثْمَانَ بِاَبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ [۱۵] ''ہم اور عثمان رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت مشابہ ہیں''۔

پردہ کا حکم آنے سے پہلے:

حضرت ابن عساکر علیہ الرحمہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی مَنْزِلِ عُثْمَانَ بِصَحْفَةٍ فِیْهَا لَحْمٌ فَدَخَلْتُ فَاِذَا رُقَیَّةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا جَالِسَةٌ فَجَعَلْتُ مَرَّةً اَنْظُرُ اِلٰی وَجْهِ رُقَیَّةَ وَمَرَّةً اَنْظُرُ وَجْهَ عُثْمَانَ، فَلَمَّا رَجَعْتُ سَاَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِیْ! دَخَلْتَ عَلَیْهِمَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: فَهَلْ رَاَیْتَ زَوْجًا اَحْسَنَ مِنْهُمَا؟ قُلْتُ لَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ [۱۶] ''ایک مرتبہ رسول کریم رؤف ورحیم نے مجھے گوشت سے بھرا پیالہ دے کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا (یہ اُس وقت کی بات ہے جبکہ اَبھی پردے کا حکم جاری نہیں ہوا تھا) میں نے دیکھا حضرت سیّدہ بی بی

---

۱۳ تاریخ الخلفاء ص ۱۱۹۔ ۱۴ تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰۔ ۱۵ تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰۔ ۱۶ تاریخ الخلفاء ص ۱۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۶۲۵۸، تاریخ بغداد خطیب البغدادی جلد ۹ ص ۳۹۔

رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، میں کبھی حضرت سیّدہ رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرۂ مبارک کو دیکھتا اور کبھی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھتا تھا۔ جب میں آپ کے گھر سے واپس آ کر رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کے اَندر گئے تھے؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)' فرمایا: کیا تم نے اُن دونوں میاں بیوی سے بڑھ کر کوئی جوڑا اچھا دیکھا ہے؟ عرض کیا' نہیں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)''۔

جنت میں رفیق:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ ۱۷ ''ہر نبی (علیہ السلام) کا کوئی دوست ہوتا ہے اور میرے دوست جنت میں (امیر المؤمنین حضرت) عثمان (غنی رضی اللہ عنہ) ہیں''۔

شہید:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (رضی اللہ عنہم) اُحد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ میں جنبش پیدا ہوئی' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں سے اُسے مارا اور فرمایا: اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ ۱۸ ''اے اُحد! (پہاڑ) ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک صدیق اور دو شہید (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں''۔ پہاڑ خوشی سے ہلنے لگا' جھومنے لگا کہ اُس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے مقبول اور محبوب بندے ساری خلقت کے محبوب ہوتے ہیں'

---

۱۷ ترمذی جلد۲ ص ۲۱۰' ابن ماجہ ص ۱۱' مشکوٰۃ ص ۵۶۱' البدایہ والنہایہ جلد۷ ص ۲۱۲۔ ۱۸ مشکوٰۃ ص ۵۶۳' بخاری حدیث نمبر ۳۶۸۶' مصنف عبدالرزاق جلد۱۱ ص ۲۲۹ حدیث نمبر ۲۰۴۰۱' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۵۵' مسند احمد جلد۵ ص ۳۳۱' ترمذی حدیث نمبر ۳۶۹۷۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۵۱۔

اُن کی تشریف آوری سے سب خوشیاں مناتے ہیں اُنہیں پتھر اور پہاڑ بھی جانتے ہیں۔

جنت کی بشارت:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (فِیْ حَائِطٍ مِّنَ الْحِیْطَانِ) مدینہ منورہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا (حائط دراصل دیوار کو کہتے ہیں پھر اُس باغ کو کہہ دیتے ہیں جو چار دیواری سے گھرا ہوا ہو یہاں وہی مراد ہے)۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اُس باغ کے دروازے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان بن کر بیٹھے تھے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم وسط باغ میں جلوہ اَفروز تھے۔

(باغ میں) ایک صاحب تشریف لائے اور دروازہ کھولنے کیلئے کہا نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ. ''آنے والے صاحب کیلئے دروازہ کھول دو اور اُنہیں جنت کی بشارت دے دو''۔ جب دروازہ کھولا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) تھے۔ (حضرت) ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے اُنہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت عطا فرمادی۔ اُنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا شکر اَدا کیا۔ پھر اور صاحب آئے اُنہوں نے بھی دروازہ کھلوایا تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِن کیلئے بھی دروازہ کھول دو اِن کو بھی جنت کی بشارت دے دو تو وہ جناب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے آپ کو بھی نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی۔ اُنہوں نے بھی اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور صاحب تشریف لائے اُنہوں نے دروازہ کھلوایا رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ. ''اُن کیلئے بھی دروازہ کھول دو اور اُنہیں بھی جنت کی بشارت دو اور مصیبت پر جو اُنہیں پہنچے گی''۔ فرماتے ہیں اَب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے میں نے اُنہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر

دی۔ اُنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کا شکر ادا کیا اور فرمایا: اَللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ. ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) مددگار ہے''۔ [19]

بیعتِ رضوان کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اِعزاز:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان کا حکم فرمایا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لی تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰہِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِہٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی کَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِنْ اَیْدِیْھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ [20] ''(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ' اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہ الکریم) اور رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے کام میں گئے ہیں۔ پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) کیلئے اُن کے ہاتھوں سے بہتر ہوگیا جو اُن کے اپنے لئے تھے''۔

کفار پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بڑے احسانات تھے۔ وہ لوگ آپ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اسی لئے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کفار ومشرکینِ مکہ مکرمہ سے گفتگو کیلئے بھیجا جیسے کفارِ مکہ مکرمہ کی طرف سے کچھ نمائندے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور صلح کی بات چیت کرنے کیلئے آئے تھے۔ جب لشکرِ اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ کفارِ مکہ مکرمہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا ہے تو اس پر رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت موجود مسلمانوں سے بیعتِ جہاد لی۔ یہ بیعت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیلئے لی گئی' اسے بیعتِ رضوان کہتے

---

[19] بخاری مسلم' مشکوٰۃ ص ۵۶۳' ترمذی جلد۲ ص ۲۱۲' مسند احمد جلد۴ ص ۴۰۶' حلیۃ الاولیاء جلد۱ ص ۵۷۔ [20] ترمذی جلد۲ ص ۲۱۱' مشکوٰۃ ص ۵۶۱۔

ہیں۔ یہ بیعتِ رضوان اس لئے کہلاتی ہے کہ ربّ کائنات جل جلالہ نے اس بیعت کرنے والوں کیلئے فرمایا: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ..... (الفتح:۱۸)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے کام میں گئے ہیں۔ چونکہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فنا فی اللہ کا درجہ حاصل ہے اس لئے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا کام ہے ورنہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے کام گئے تھے۔

بیعتِ رضوان کے بارے میں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ یہ بیعت بڑی ہی عظمت اور عزّت کا ذریعہ ہے۔ اس کا چرچا قرآنِ پاک میں ہوگا اور تا قیامت رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی فرمائی کہ اس بیعت سے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ محروم نہ رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دِکھا کر فرمایا کہ میرا ایک ہاتھ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور دوسرا ہاتھ میرا اور میں خود (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس بات کا علم تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں شہید نہیں کیے گئے مگر افواہ پر اِتنا اہتمام اور بیعت کرنے والوں کیلئے رضا کی سند تو جب سچ مچ شہید کر دیئے گئے پھر خونِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اِنتقام کی بات کرنے والوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کتنا راضی ہوئے ہوں گے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عقیدت واحترام اور محبت:

کفار نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کعبۃ اللہ میں حاضر ہیں، آپ کو عمرہ کرنے کی اجازت ہے، آپ طوافِ عمرہ کریں، سنگِ اسود

کو بوسے دیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر خانہ کعبہ کو دیکھوں گا بھی نہیں۔ چنانچہ آپ کعبۃ اللہ نہیں گئے۔ حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خوب عمرہ کر رہے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا عثمان رضی اللہ عنہ تو میرے بغیر نہ تو عمرہ کرے گا اور نہ ہی خانہ کعبہ کا طواف۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایمان' عقیدہ اور محبت یہ اعلان کر رہے ہیں کہ دولہا کے بغیر برات کیسی!

جیش عسرت اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم جیش عُسرت کے لشکر پر رغبت دے رہے تھے اور میں بھی وہاں موجود تھا تو جناب (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں سو اُونٹ بمعہ پالان اور سامان اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پھر ترغیب دی' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں دو سو اُونٹ بمعہ ساز وسامان اور پالان وکمبل اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر رغبت دلائی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان رضی اللہ عنہ اُٹھے اور عرض کرنے لگے' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میرے ذمہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ) کی راہ میں تین سو اُونٹ ہیں بمعہ ساز وسامان' کمبل وپالان۔ حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر مبارک سے اُتر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: **مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَاعَلٰی عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ كَذَا۔**[۲۱] ''اَب اس کے بعد (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی

[۲۱] ترمذی حدیث نمبر ۳۷۰۰' مشکوٰۃ ص ۵۶۱' مسند احمد جلد ۴ ص ۷۵' مجمع الزوائد جلد ۵۔

کریں"۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گناہوں کی اجازت دے دی گئی ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی نگاہ کرم ہوگئی ہے کہ اب دل میں گناہوں کا خیال پیدا نہیں ہوسکتا یا اُن سے کوئی نفلی عبادت رہ جائے تو اُس کا نقصان نہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جیش عُسرت کیلئے سامان دیا تو اپنی آستین میں ہزار اشرفیاں لائے' انہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود (مبارک) میں ڈال دیا تو میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن اشرفیوں کو اپنی گود میں اُلٹ پلٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ [۲۲] "آج کے بعد (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل جو وہ کریں نقصان نہ دے گا"۔

اس فرمانِ عالی شان میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تین بشارتیں عطا فرمائی گئی ہیں (۱) یہ کہ اِن کے پچھلے سارے گناہ اور خطائیں معاف ہو گئیں' اِن کا آج کا یہ عمل کفارہ ہوگیا ہے (۲) آئندہ وہ گناہوں سے محفوظ رہیں گے (۳) اُن کا دُنیا سے جانا ایمان کے ساتھ ہوگا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اعلان تو چھ سو اُونٹوں کا کیا تھا مگر دیئے نو سو اُونٹ۔ پھر ہزار کے تکملہ کیلئے پچاس گھوڑے مع ساز وسامان کے حاضر کئے۔ اس طرح کل ایک ہزار اُونٹ اور ایک ہزار اشرفیاں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش کی گئیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہدایت پر:

حضرت مرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا تو ایک شخص چادر پوش

---

۲۲ دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۲۱۵' مشکوٰۃ ص ۵۶۱' ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۱' مستدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۱۰۳

گزرا' فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى ''فرمایا: یہ شخص اُس دن ہدایت پر ہوگا'' فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ ۲۳ ''میں اُس شخص کی طرف اُٹھا تو وہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے کہ میں نے اُن کا چہرہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا اور عرض کیا۔ کیا یہ؟ فرمایا: ہاں''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قمیص (خلافت):

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا عُثْمَانُ اَنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقْمِصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْنَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ ۲۴ ''اے (امیر المؤمنین حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) ممکن ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) تمہیں ایک قمیص پہنائے گا تو اگر لوگ تم سے اُس کو اُتار دینا چاہیں تو تم اُن کی وجہ سے اُسے مت اُتارنا یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو خلافت عطا فرمائے گا۔ لوگ تمہیں معزول کرنا چاہیں گے اگر تم لوگوں کے کہنے سے خلافت سے دست بردار ہو گئے تو لوگ شبہ کریں گے کہ شاید تم حق پر نہ تھے۔ نیز پھر یہ رواج پڑ جائے گا کہ جس خلیفہ یا سلطان سے لوگ ناراض ہوئے اُسے معزول کر دیا۔ اس سے ممالکِ اسلامیہ میں فساد پھیلے گا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسے ہی ہوا کہ باغیوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے الگ ہو جائیں۔ آپ نے جامِ شہادت نوش فرما کر جان دے دی مگر خلافت سے علیحدگی قبول نہ کی۔ یہ اُس حکم پر عمل تھا۔ باغیوں سے جنگ بھی نہ کی تاکہ مدینہ منورہ کی زمین آپ کی وجہ سے مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا: يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا

۲۳ ترمذی جلد۲ص ۲۱۱' مشکوٰۃ ص ۵۶۲۔ ۲۴ ترمذی جلد۲ص ۲۱۱' مشکوٰۃ ص ۵۶۲۔

لِعُثْمَانَ [۲۵] ''(اور جناب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا کہ) اس میں مظلوم قتل کئے جائیں گے''۔

فضائل ومناقب

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی گواہی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (المائدۃ:۹۳) ''جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں اُن پر کچھ گناہ نہیں ہے جو کچھ اُنہوں نے چکھا جبکہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ ﷻ نیکوں کو دوست رکھتا ہے''۔ (عثمان) مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ ''وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ ''اور وہ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں جن کے بارے میں اللہ ﷻ نے فرمایا اور ہم نے اُن کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے اُن کیلئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں''۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''اَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا وَ عُثْمَانُ وَ الزُّبَيْرُ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ فِيْهِمْ [۲۶] ''فرماتے ہیں مجھے اُمید ہے اس آیتِ مبارک سے مراد حضرت عثمان اور حضرت زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور میں ہوں''۔

دُنیا وآخرت میں ولی:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے

---

[۲۵] ترمذی جلد۲ص ۲۱۱' مشکوٰۃ ص ۵۶۲۔ [۲۶] تفسیر قرطبی جلد۴ جز۷ ص ۱۳۳' ازالۃ الخفاء جلد۱ ص ۲۷۰ (مترجم) ابن کثیر جلد۲ص ۱۸۸' ابن جریر جلد۵ ص ۴۹۳' تفسیر مظہری جلد۳ص ۳۵۱۔

ہیں' ایک مرتبہ ابن حنفہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے' وہ مہاجرین کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں' اُن میں یہ حضرات موجود تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر' حضرت سیّدنا عمر' حضرت سیّدنا عثمان' حضرت سیّدنا علی' حضرت سیّدنا طلحہ' حضرت سیّدنا زبیر' حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم (اس جگہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ اَفروز تھے) تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لِيَنْهَضْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ اِلٰى كَفُوْهُ فَنَهَضَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰى عُثْمَانَ فَاعْتَنَقَهُ وَقَالَ اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۲۷ ''ہر شخص اپنے کفو کے ساتھ کھڑا ہو جائے (چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا) نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اُن سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا: (اے عثمان رضی اللہ عنہ) تو دُنیا اور آخرت میں میرا ولی ہے)۔ یہ لفظ ''ولی'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کیلئے بھی فرمایا گیا ہے۔ اِس کے معنی ہیں: دوست محبوب' کارساز' مقرب۔

بھلائی کے وعدے والے:

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''سُئِلَ عَلِيٌّ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ (الانبیآء:۱۰۱) ''بے شک وہ لوگ جن کیلئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ لوگ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں''۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے اِس مُحَوَّلَہ بالا آیتِ مبارک کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: هُوَ عُثْمَانُ وَ اَصْحَابُهُ ۲۸ ''وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب ہیں''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ منبر مبارک پر اِس آیتِ مبارک کی تلاوت فرما رہے تھے اور فرماتے تھے' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ

---

۲۷ مستدرک حاکم جلد۳ حدیث نمبر ۴۷۰۶' ۱۰۴/۳ ۴۵۳۶' مجمع الزوائد جلد۹ ص ۸۷' ازالۃ الخفاء جلد۱ ص ۳۳۰۔ ۲۸ تفسیر ابن جریر جلد۹ ص ۹۰' ابن کثیر جلد۳ ص ۱۷۲۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی ۙ بے شک وہ لوگ جو (ایمان لائے ہیں) سبقت لے گئے ان کے لئے ہماری طرف سے بھلائی ہے (اِنَّ عُثْمَانَ مِنْهُمْ[۲۹]) ''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ہیں''۔

بیئر رومہ خریدنے پر بشارت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ يَشْتَرِى بِئْرَ رُوْمَةَ نَسْتَعْذِبُ بِهَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ''جو شخص بیر رومہ خریدے گا ہم اُس سے آبِ شیریں پئیں گے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی مغفرت فرمادے گا تو اُسے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خریدا''۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ لَكَ اَنْ تَجْعَلَهَا سِقَايَةً لِّلنَّاسِ قَالَ نَعَمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِىْ عُثْمَانَ يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ [۳۰] ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہاری نیت یہ ہے کہ اس کو سب لوگوں کی سیرابی کا ذریعہ بناؤ تو اُنہوں نے عرض کیا' جی ہاں! تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ آخر تک نازل فرمائی''۔

یا اللہ (جل جلالہ) عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے راضی ہو:

حضرت لیث بن ابو سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اسلام میں جس نے سب سے پہلے خبیص (حلوا) بنایا وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن کے پاس اُونٹوں کا ایک قافلہ آیا تھا جس پر آٹا اور شہد لدا ہوا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں کو مخلوط کر دیا اور اُسے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں منزل (حضرت) اُمّ سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں بھیجا۔ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[۲۹] تفسیر قرطبی جلد ۶ جز ۱۱ ص ۲۲۹۔ [۳۰] دُرِّ منثور جلد ۸ ص ۵۱۳' قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۳۹' مظہری جلد ۱۰ ص ۲۶۳' ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۳۱۳۔

سامنے پیش کیا گیا' آپ ﷺ نے اُسے تناول فرمایا اور اُس کو پسند فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ بَعَثَ هٰذَا؟ ''یہ کس نے بھیجا ہے''؟ تو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے بھیجا ہے تو آپ ﷺ نے دُعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ يُرَاضِيْكَ فَارْضَ عَنْهُ [۳۱] ''یا اللہ (جلّ جلالک) عثمان غنی رضی اللہ عنہ تیری رضا جوئی کر رہا ہے تو اُس سے راضی ہو جا''۔

آپ ﷺ کا فرمانا' یا اللہ (عزوجل) میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' مَكَثَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ مَاطَعِمُوْا شَيْئًا حَتّٰى تَضَاغَوْا صِبْيَانُنَا (آلِ محمد ﷺ پر چار دن ایسے گذرے کہ اُنہوں نے کچھ نہیں کھایا یہاں تک کہ ہمارے بچوں نے بلکنا شروع کر دیا) پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ گھر میں تشریف لائے اور فرمایا' يَا عَائِشَةُ هَلْ اَصَبْتُمْ بَعْدِيْ شَيْئًا ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا ہمارے بعد تمہیں کوئی چیز پہنچی ہے''؟ میں نے عرض کیا: مِنْ اَيْنَ اِنْ لَمْ يَاْتِنَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهٖ عَلٰى يَدَيْكَ ''کہاں سے پہنچے اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) ہمیں آپ ﷺ کے ہاتھوں سے نہ دلوائے''۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وضو شریف فرمایا اور مسجد میں تشریف لے گئے اور نفل پڑھنے لگے' کبھی یہاں پڑھتے کبھی وہاں دُعا فرماتے تھے۔ بعد ازیں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اُنہوں نے اجازت چاہی' اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے اُنہیں روکا۔ پھر میں نے خیال کیا کہ وہ اَغنیاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِنَّمَا سَاقَهٗ اِلَيْنَا لِيَجْزِيَ عَلٰى يَدَيْهِ خَيْرًا فَاَذِنْتُ لَهٗ ''شاید اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے اُن کو ہماری طرف روانہ کیا ہوتا کہ اُن کے ہاتھوں سے ہماری طرف کسی

---

[۳۱] البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۲۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۸۴۳ از ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۳۰۰۔

خیر کو جاری کرے تو میں نے اُن کو اِجازت دے دی''۔ تو اُنہوں نے عرض کیا' اماں جان! رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کہاں ہیں؟ تو میں نے کہا' یَا بُنَیَّ مَا طَعَمَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ شَیْئًا ''اے میرے بیٹے! آلِ محمد ﷺ نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا ہے''۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ آئے تو چہرہ اُترا ہوا اور پیٹ کمر سے لگا ہوا تھا۔ پھر اُنہوں نے اِس سے وہ بات فرمادی جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن سے فرمائی تھی اور جو جواب اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا تھا' کہا کہ یہ سُن کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا دُنیا کتنی بُری ہے۔ پھر عرض کیا' اے اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا! آپ نے اِس حالت میں مجھے حکم فرمایا ہوتا یا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف یا حضرت ثابت بن قیس وغیرہ اَصحاب رضی اللہ عنہم سے جو مال دار لوگوں میں سے ہیں۔ خیر! امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ چلے گئے اور ہمارے پاس کئی اُونٹوں پر آٹا' گیہوں' کھجوریں اور کھال اُتری بکری اور تین سو درہم ایک تھیلے میں لے کر آئے۔ پھر خود ہی کہنے لگے اِس سے تو آپ کو دیر لگے گی۔ پکائیں گی پھر کھائیں گی۔ پھر گئے اور پکی پکائی روٹیاں اور بُھنا ہوا گوشت لائے اور عرض کیا' آپ تناول فرمالیں اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کیلئے رکھ لیں۔ جب آپ ﷺ تشریف لائیں گے تو کھالیں گے۔ پھر مجھے قسم دی کہ جب کبھی ایسا ہو جائے تو میں اُن کو خبر دے دوں۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: یَاعَائِشَهُ هَلْ اَصَبْتُمْ بَعْدِیْ شَیْاءً قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکَ اِنَّمَا خَرَجْتَ تَدْعُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَ قَدْ عَلِمْتَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَنْ یُّرِدْکَ عَنْ سَوَالِکَ ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا؟ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ ﷺ تو جانتے ہی ہیں کہ آپ ﷺ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) سے دُعا کرنے نکلے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہرگز آپ

ﷺ کے سوال کو رَد نہیں فرمائے گا''۔ فرمایا: پھر کیا تمہارے پاس کچھ پہنچا؟ آپ فرماتی ہیں جو کچھ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی (ﷺ) دے گئے تھے میں نے اُس کے بارے میں تفصیلاً بتلا دیا۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان غنی (ﷺ) روئے اور دُنیا کا ذکر بُرائی سے کیا اور مجھے اُنہوں نے قسم دی ہے کہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو مجھے اِطلاع فرما دیا کریں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ یہ سب کچھ سننے کے بعد بیٹھے نہیں پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حضور ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ مِنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ مِنْ عُثْمَانَ فَارْضَ مِنْهُ** ۳۲ ''یا الٰہی میں (حضرت) عثمان غنی (ﷺ) سے راضی ہو چکا ہوں تو بھی اِس سے راضی ہو جا' یا اللہ (جَلَّ جلالک) میں (حضرت) عثمان غنی (ﷺ) سے راضی ہو چکا ہوں تو بھی راضی ہو جا''۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی ﷺ کی خلافت پر اِطلاعِ غیب:

حضرت عبداللہ بن حوالہ ﷺ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ ایک روز (بیعت کرنے کیلئے) اِس شخص پر ہجوم کرو گے جو چادر کا عمامہ باندھے ہوگا اور لوگوں میں بیعت لے رہا ہوگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا) ہم لوگ حضرت عثمان غنی ﷺ کے گرد ہجوم کئے ہوئے تھے اور وہ اُس وقت حیرہ کی چادر اپنے سر پر لپیٹے ہوئے تھے اور لوگوں سے بیعت لے رہے تھے''۔ ۳۳

خلافتِ عثمان غنی ﷺ پر سب کا اِتفاق:

''جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر ﷺ کو دفنانے کے بعد لوگ فارغ ہوئے تو چھ آدمی جن کے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر ﷺ نے نام لئے تھے' ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ نے کہا کہ تم چھ آدمی اپنے میں

---

۳۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۶۲۱۷' ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۳۰۱ بحوالہ ریاض النضرۃ وتاریخ ابن خلدون۔ ۳۳ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۵' ازالۃ الخفاء جلد ۱ ص ۳۷۷۔

سے تین آدمیوں کو مختار بناؤ''۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا۔ (خیر چھ میں سے تین رہ گئے) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں جو کوئی خلافت کا طالب نہ ہو ہم اُس کو خلیفہ بنائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اور اسلام گواہ رہے میں اُسی کو تجویز کروں گا جو میرے نزدیک اَفضل ہے۔ یہ سنتے ہی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما خاموش ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ دونوں مجھے مختار کرتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی قسم! میں اُس کو خلیفہ بنانے کی کوئی کوتاہی نہیں کروں گا جو اَفضل ہے۔ دونوں نے کہا اچھا ہم نے آپ کو مختار کیا۔ پہلے اُنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور کہنے لگے' آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت ہے' آپ قدیم الاسلام ہیں آپ خود جانتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم آپ کا نگہبان' اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ عدل وانصاف کریں گے۔ اور اگر میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناؤں تو آپ اُن کا حکم سنیں گے اور اُن کی باتوں کو مانیں گے۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی گفتگو کی۔ جب دونوں نے اِقرار کر لیا تو کہنے لگے' اے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان رضی اللہ عنہ! اپنے ہاتھ اُٹھائیں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیعت کی پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی اُن سے بیعت کی اور سارے مدینہ منورہ والے آتے گئے' سب نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ [۳۴]

حاکم نے اعمش سے اُنہوں نے عبداللہ بن بشار سے روایت کی ہے' وہ کہتے تھے کہ جب امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی خبر ملی تو حضرت

---

[۳۴] بخاری جلد ۱ ص ۵۲۵ ازالۃ الخفاء جلد ۱ ص ۲۷۴۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لوگوں نے ہمارے اعلیٰ وافضل کو بنانے میں کوتاہی نہیں کی''۔ ۳۵ یعنی اُسے خلیفہ بنایا جو سب سے اَعلیٰ وافضل تھا۔

مرویات

نجات کا واقعہ:

(۱) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ مَّاتَ وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۳۶ ''جو شخص یہ جانتے مانتے فوت ہوا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

(۲) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر غمگین ہوئے کہ بیماریٔ وہم میں مبتلا ہونے کے قریب ہوگئے۔ (یہی وسوسہ دل میں آنے لگا کہ اسلام کیسے باقی رہے گا؟ جبکہ اس کے والی اور قافلہ سالار صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہوگئے)۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اُن میں تھا۔ ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم میں ڈوبا ہوا تھا) کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھے سلام کیا لیکن مجھے اِحساس نہ ہوا (اور نہ ہی میں نے سلام کا جواب دیا) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میری شکایت کی۔ پھر وہ دونوں حضرات میرے پاس تشریف لائے اور دونوں نے مجھے سلام کیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا وجہ ہوئی کہ آپ نے اپنے بھائی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب نہیں دیا؟ میں نے کہا' میں نے تو ایسے نہیں کیا (یعنی نہ میرے پاس سے گزرے اور نہ مجھے سلام کیا اور نہ

---

۳۵ ازالۃ الخلفاء جلد ۱ ص ۲۸۷' مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۴۔۳۶ مسلم جلد ۱ ص ۴۱' مشکوٰۃ ص ۱۵' مسند احمد جلد ۱ ص ۶۹۔۶۵' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۳' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۳۸' دُرِّ منثور جلد ۶ ص ۶۳' حلیۃ الاولیاء جلد ۷ ص ۱۷۴۔

میں نے ان کے جواب میں کوتاہی کی)۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے اللہ (عزوجل) کی قسم! آپ نے ایسے کیا (یعنی سلام کا جواب نہیں دیا)۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کی قسم! نہ یہ خبر کہ آپ گزرے نہ یہ کہ آپ نے سلام کیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ صحیح کہہ رہے ہیں ان کو کسی چیز نے سلام سے باز رکھا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بات کیا ہے؟ فرماتے ہیں: میں نے کہا **تَوَفَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهٗ ﷺ قَبْلَ اَنْ نَسْئَلَهٗ عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْاَمْرِ**۔ ''قبل اس سے کہ ہم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے نجات کا معلوم کر لیتے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو وفات دے دی''۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے پوچھ لیا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آپ کی خدمت میں کھڑا ہو گیا اور کہا: اے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ پر میرے ماں باپ قربان! یہ آپ ہی کا حق ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ (عزوجل) کے پیارے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے پوچھا کہ نجات کیسے ہوگی؟ تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّي فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهٗ نَجَاةٌ** [۳۷] ''جو میری وہ بات قبول کرے جو میں نے اپنے چچا پر پیش کی تھی اُنہوں نے رَد کر دی تھی تو یہ بات اُس کی نجات ہے''۔ یعنی ''زبان سے نہ پڑھا تھا اگرچہ دِل سے اقرار تھا''۔

قبر کا حال:

(۳) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ

---

[۳۷] مشکوٰۃ ص ۱۵، مسند احمد جلد ۱ ص ۶، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۴، کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۴-۱۴۰۴، طبقات ابن سعد جلد ۲ جز ۲ ص ۸۵۔

کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ اُن کی ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ جب اُن سے دریافت کیا گیا کہ جنت و دوزخ کے تذکرہ پر تو آپ کو رونا نہیں آتا لیکن قبرستان میں آپ پر گریہ طاری ہو جاتا ہے تو آپ نے فرمایا: رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَّجٰی مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَیْسَرُ مِنْهُ وَ اِنْ لَّمْ یَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا رَاَیْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ[۳۸] ''قبر آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے اگر اس منزل سے نجات پا گئے تو بعد والی منزلیں اس سے آسان تر ہیں اور اگر اس سے ہی نجات نہ پائی تو بعد والی منزلیں اس سے سخت ہیں''۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے قبر سے زیادہ سخت اور وحشت ناک اور کوئی منظر نہیں دیکھا''۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت قبر کی ہیبت اور عذاب قبر کے خوف سے ہے اگرچہ آپ ہر قسم کے عذاب سے محفوظ تھے۔

صاحبِ قبر کیلئے اِستغفار اور دُعا:

(۴) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب کسی (صاحبِ ایمان) کی میّت کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں قبر کے پاس ٹھہرتے' پھر فرماتے: اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهٗ بِالتَّثْبِیْتِ فَاِنَّهٗ اَلْاٰنَ یُسْئَلُ[۳۹] ''اپنے بھائی کیلئے اِستغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو کیونکہ اَب یہ سوال و جواب کی منزل میں ہے''۔ (یعنی اِس سے سوال و جواب ہونے والے ہیں) کیونکہ حسابِ قبر لوگوں کے لوٹنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندوں کی دعاؤں سے فوت شدہ ایمان والوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

---

[۳۸] مشکوٰۃ ص ۲۶' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۶ (۱۳۷۳/۱۰۹) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۶۷' ترمذی حدیث نمبر ۲۳۰۸' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۸۔ [۳۹] مشکوٰۃ ص ۲۶' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۰' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۳' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۶ (۱۳۷۲/۱۰۸) ابن السنی حدیث نمبر ۵۷۸' کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۴۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۵۶۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے یہ عقیدہ حاصل کیا ہے کہ فوت ہونے کے بعد اور قبر پر فوت شدہ کیلئے دُعا صاحبِ اِسلام ﷺ کا اِرشادِ مبارک اور مکمل صحیح اسلامی عقیدہ ہے۔ جو لوگ اپنے مرنے والوں کے مرنے کے بعد دُعا نہیں کرتے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اُنہیں نورِ علم، مکمل صحیح اِسلامی عقیدہ اور ہدایت عطا فرمائے۔

اچھا وضو کرنے والے کے تمام گناہ دُھل جاتے ہیں:

(۵) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِهٖ.** [۴۰] ''جس نے وُضو کیا اور اچھی طرح وُضو کیا' اُس کی خطائیں اُس کے جسم سے نکل جاتی ہیں (بہہ جاتی ہیں' دُھل جاتی ہیں)' یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں''۔

[یہاں اچھے وُضو سے مراد فرائض' سُنن اور مستحبات کے اِہتمام کے ساتھ وُضو کرنا ہے۔ گناہوں سے صغیرہ گناہ معاف ہونا مراد ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ سے اور حقوق العباد کے گناہ صاحبِ حق کے معافی دینے سے یا اَدائیگی سے معاف ہوتے ہیں۔ جو شخص اچھا وُضو کرے' اُس کے سارے اَعضائے وُضو کے گناہ اُس پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وضو کا پانی اور پاؤں شریف کا دھون متبرک ہے اور اُس میں نور اور شفا ہے''۔

سابقہ گناہوں کا کفّارہ:

(۶) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَا مِنْ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلٰوةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَ خُشُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً**

---

[۴۰] مشکوٰۃ ص ۳۸ حدیث نمبر ۲۸۴' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۵۱' مسلم جلد ۱ ص ۱۲۵ حدیث نمبر ۳۳/۲۴۵' مسند احمد جلد ۱ ص ۶۶' مرقاۃ جلد ۲ ص ۹۔

لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً وَّ ذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ . [۴۱]

''جب کسی مسلمان کو نمازِ فرض کا وقت نصیب ہو (یعنی فرض نماز کا وقت آ جائے) تو اُس فرض نماز کا وُضو اور خشوع وخضوع ورکوع اچھی طرح کرے تو یہ عمل اُس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ کسی گناہ کبیرہ کا اِرتکاب نہ کرے''۔

(خشوع وخضوع سے مراد یہ ہے کہ اِنتہائی توجہ اور اِنہماک اور رُجوع اِلی اللہ کے ساتھ نماز کے تمام اَرکان کی صحیح صحیح اَدائیگی کی جائے)۔

دو رکعت نمازِ تحیۃ الوُضو اور ثمرہ:

(۷) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے اِس طرح وُضو کیا کہ تین مرتبہ ہاتھ دھوئے' (تین مرتبہ) کلی کی' (تین مرتبہ) ناک میں پانی ڈالا' پھر چہرہ کو تین مرتبہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک (کہنی سمیت) تین مرتبہ دھویا۔ اِسی طرح بائیں ہاتھ کو کہنی تک (کہنی سمیت) تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا۔ بعد ازیں دائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا اور پھر بائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا۔ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِسی طرح وُضو کرتے ہوئے دیکھا ہے پھر فرمایا: مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. [۴۲] ''جو میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر دو نفل پڑھ لے جن میں اپنے دل سے کچھ باتیں نہ کرے تو اُس کے پچھلے گناہ' گذشتہ خطائیں بخش دی جائیں گی''۔

حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا وُضو مبارک:

(۸) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے مقاعد (ایک جگہ کا نام اور لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں) میں وضو

---

[۴۱] مسلم حدیث نمبر ۲۲۸/۷' مشکوٰۃ ص ۳۸ حدیث نمبر ۲۸۶' مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۱۔ [۴۲] مشکوٰۃ ص ۳۹ حدیث نمبر ۲۸۷' بخاری حدیث نمبر ۱۵۹' مسلم جلد ۱ ص ۱۲۱' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۵۴' دار قطنی جلد ۱ ص ۸۳' نسائی حدیث نمبر ۸۵' مسند احمد جلد ۱ ص ۶۶۔

کرتے ہوئے لوگوں سے کہا: اَلَا اُرِیْکُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثَلَاثًا. ۴۳ ''کیا میں تمہیں حضور سید المرسلین ﷺ کا وضو کر کے نہ دکھاؤں پھر آپ نے ہر ہر عضو وضو کو تین تین مرتبہ دھویا''۔

اَنبیاء کرام علیہم السلام کا وضو مبارک:

(۹) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَ قَالَ هٰذَا وُضُوْئِیْ وَ وُضُوْءُ الْاَنْبِیَآءِ قَبْلِیْ وَ وُضُوْءِ اِبْرَاهِیْمَ. ۴۴ ''بے شک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وضو کے دوران اَعضائے وضو (مبارک) تین تین بار دھوئے اور فرمایا: یہ میرا اور مجھ سے پہلے اَنبیاء کرام علیہم السلام کا وضو (مبارک) ہے اور یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وضو (مبارک) ہے''۔

ڈاڑھی مبارک کا خلال:

(۱۰) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَهٗ ۴۵ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب وضو شریف فرمایا کرتے تھے تو ڈاڑھی مبارک کا خلال بھی فرماتے تھے''۔

پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب:

(۱۱) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلَّی الْعِشَآءَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَکَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَ مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّ اللَّیْلَ کُلَّهٗ. ۴۶ ''جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اُس نے آدھی

---

۴۳ مشکوٰۃ ص ۴۶ حدیث نمبر ۳۹۷' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۵۴' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۲۸' مسلم حدیث نمبر ۲۳۰۱۰۔ ۴۴ مشکوٰۃ ص ۴۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۸۰' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۳۱۔ ۴۵ مشکوٰۃ ص ۴۶' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۳۰۹' ابن ماجہ ص ۲۹' ترمذی جلد ۱ ص ۴۲۹۔ ۴۶ مشکوٰۃ ص ۶۲' مسلم جلد ۱ ص ۲۳۲' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۶۷' نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۴' مسند ابو عوانۃ جلد ۲ ص ۴' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۲' مصنف عبد الرزاق جلد ۱ ص ۵۲۵ حدیث نمبر ۲۰۰۹۔

رات عبادت کی (آدھی رات قیام کیا) اور جس نے (پھر) صبح کی نماز (بھی) باجماعت اَدا کی گویا اُس نے ساری رات نماز پڑھی"۔

جنت میں گھر:

(۱۲) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.** ۴۷ "جو اللہ (عزوجل کی خوشنودی) کیلئے مسجد بنائے گا' اللہ (عزوجل) اُس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ (دوسری روایات اسی طرح ہیں کہ اَیسا ہی گھر جنت میں بنائے گا یا اِس کی مثل جنت میں گھر بنائے گا جیسا اُس نے دُنیا میں بنایا ہے)۔

مسجد بنانے والے کیلئے جنت میں اَیسا گھر بنایا جائے گا جو وہاں دوسرے گھروں سے اَفضل ہوگا جیسے آج بھی مسجد دُنیا کے دوسرے گھروں سے اَفضل ہے۔ یہ اِس عظیم گھر کے بنانے کا صلہ ہوگا۔ یہاں مراد پوری مسجد بنانا یا مسجد بنانے میں حصّہ ڈالنا' دونوں کیلئے یہی بشارت ہے۔ اِسی حدیث شریف کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بزرگانِ دین اور اکثر اِسلامی حکمرانوں نے بڑی بڑی مساجد تعمیر کی ہیں۔ بعض نے جگہ کے حساب سے چھوٹی مسجدیں بنائی ہیں۔ کچی ہیں یا پکی اَصل بنیاد اِخلاص ہے۔

منافق:

(۱۳) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ.** ۴۸ "جو شخص اَذان کے وقت مسجد میں ہو پھر بلاوجہ مسجد سے نکل جائے (اُسے کسی قسم کی کوئی حاجت نہ ہو) تو وہ منافق ہے"۔

بہترین کون؟

(۱۴) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

---

۴۷ مشکوٰۃ ص ۶۸' مسند احمد جلد ۱ ص ۶۰' صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۲۶۹' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۱۰' صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۰۱۔ ۴۸ مشکوٰۃ ص ۹۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۳۴' مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۴۵' مرآۃ جلد ۲ ص ۱۷۲۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ.[۴۹] ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآنِ مجید سیکھے اور سکھائے''۔

قرآنِ مجید سیکھنے اور سکھانے میں بہت وسعت ہے۔ بچوں کو قرآنِ مجید کے ہجے سکھانا' قاریوں کا تجوید سیکھنا سکھانا' علماء کرام کا قرآنی اَحکام بذریعہ حدیث و فقہ سیکھنا سکھانا' صوفیائے کرام کا اسرار و رموز قرآنِ مجید بسلسلہ طریقت سیکھنا سکھانا' سب قرآنِ مجید ہی کی تعلیم ہے۔ صرف الفاظِ قرآنِ مجید کی تعلیم مراد نہیں۔

تمام رات کے قیام کا ثواب:

(۱۵) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مَنْ قَرَأَ اٰخِرَ آلِ عِمْرَانَ فِیْ لَیْلَةٍ کُتِبَ لَهٗ قِیَامُ لَیْلَةٍ.[۵۰] ''جو رات کو سورۂ آل عمران کی آخری آیات (مبارکہ) پڑھے اُس کیلئے تمام رات کے قیام کا ثواب لکھا جائے گا''۔

یہ حدیث شریف امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تک موقوف ہے مگر مرفوع حدیث شریف کے حکم میں ہے کیونکہ قرآنی سورتوں کے فضائل عقل سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ صرف حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فرمانِ مقدس سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ آخر آلِ عمران سے مراد اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے آخر تک ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ یہ آیاتِ مبارکہ تہجد کے لئے اُٹھتے وقت بھی پڑھتے تھے۔ آسمان کے ستاروں کو ملاحظہ فرماتے جاتے اور یہ آیاتِ تلاوت فرماتے جاتے۔ بہتر یہ ہے کہ تہجد کے وقت اُٹھنے پر بھی پڑھی جائیں۔ مطلب یہ کہ جو کوئی یہ آیاتِ مبارکہ رات کے کسی حصّہ میں خصوصاً تہجد میں پڑھے تو اُسے تمام رات نوافل پڑھنے کا ثواب ملے گا۔[۵۱]

---

۴۹ مشکوٰۃ ص ۱۸۳ حدیث نمبر ۲۱۰۹' ابو داؤد حدیث نمبر ۱۴۵۲' ترمذی حدیث نمبر ۲۹۰۹' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۶۶' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۴۲' بخاری حدیث نمبر ۵۰۲۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۰۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۱' مسند احمد جلد ۱ ص ۵۷۔ ۵۰ مشکوٰۃ ص ۱۸۹' مرقاۃ جلد ۵ ص ۶۰' مرآۃ جلد ۳ ص ۲۵۶۔ ۵۱ مرآۃ جلد ۳ ص ۲۵۶۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی روایت کا واقعہ:

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کیلئے اس کا کیا سبب ہوا کہ آپ نے سورۃ الانفال کو جو مثانی میں سے ہے سورۃ براۃ سے ملا دیا جو مئین میں سے ہے اور بیچ میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' بھی نہ لکھی اور آپ نے اسے سات بڑی سورتوں میں رکھ دیا اس کی وجہ کیا ہوئی؟ تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يَاْتِيْ عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ وَكَانَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ شَيْئٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَآءِ الْاٰيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا فَاِذَا اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ الْاَنْفَالُ مِنْ اَوَائِلِ مَانُزِّلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَاۃٌ مِنْ اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ نُزُوْلًا وَّكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةً بِقِصَّتِهَا فَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَّنَا اَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ اَكْتُبْ سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ ۵۲ ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ پر زمانہ گزرتا رہتا تھا کہ آپ ﷺ پر متعدد سورتیں نازل ہوتی رہتی تھیں اور جب بھی آپ ﷺ پر کوئی آیت مبارک اُترتی تو بعض کاتبین وحی کو بلاتے اور فرماتے یہ آیات مبارکہ اُس سورۃ میں رکھو جن میں فلاں فلاں چیزوں کا ذکر ہے۔ پھر جب آپ ﷺ پر کوئی آیت مبارک نازل ہوتی تو فرماتے اِس آیت مبارک کو اُس سورۃ میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور سورۃ الانفال اُن سورتوں میں سے ہے جو مدینہ منورہ میں پہلے نازل ہوئیں اور سورۃ برأت نزول کے اعتبار سے قرآنِ مجید کے آخر میں ہے اور اس کا قصہ سورۃ الانفال

۵۲ مشکوٰۃ ص ۱۹۴ حدیث نمبر ۲۲۲۲' مرقاۃ جلد ۵ ص ۱۰۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۷۸۶' ترمذی حدیث نمبر ۳۰۸۶' مسند احمد جلد ۱ ص ۵۷۔

کے قصّے سے مشابہ ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ دُنیا سے رحلت فرما گئے اور یہ صراحۃً بیان نہ فرمایا کہ سورۃ البرأۃ سورۃ الانفال کا حصّہ ہے اِس لئے میں نے اِنہیں ملا تو دیا مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہ لکھی اور میں نے اِسے سات لمبی سورتوں میں رکھا"۔

قرآنِ مجید کی سورتوں کی تقسیم:

قرآنِ کریم کی سورتوں کی تقسیم یوں ہے:

اوّل قرآنِ مجید کا نام مثانی ہے، اس کے بعد مئین پھر تواں یا توابع پھر مفصل۔

مثانی سورۃ الفاتحہ کا نام بھی ہے اور سارے قرآنِ مجید کا بھی اور اِس کی اگلی سات سورتوں کا بھی۔ سورۃ الحجرات سے آخر تک قرآنِ مجید کا نام مفصل ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دو سوال ہوئے:

(۱): ایک یہ کہ سورۃ الانفال آپ کے جمع کے مطابق "مثانی" کی سورت ہے اور سورۃ التوبہ مئین حصّہ کی۔ آپ نے اِن دونوں کو کیوں ملا دیا ہے؟ نیز سورۃ الانفال آیاتِ مبارکہ کے لحاظ سے چھوٹی سورت ہے کہ اس کی پچھتر آیاتِ مبارکہ ہیں اور سورۃ التوبہ آیاتِ مبارکہ کے لحاظ سے بڑی سورت ہے کہ اِس کی ایک سو انتیس آیاتِ مبارکہ ہیں۔ مثانی سورتیں بڑی ہیں اور مئین چھوٹی مگر آپ نے چھوٹی سورت کو مثانی میں داخل فرمایا ہے چاہیے تھا کہ اِس کے برعکس ہوتا۔

(۲): دوسرا سوال یہ ہے کہ تمام سورتوں کو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے مگر آپ نے سورۃ التوبہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ سورت کا سورت سے فصل دو چیزوں سے ہوتا ہے ایک سورۃ کے نام، آیاتِ مبارکہ اور رکوع سے، دوسرے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے۔ آپ نے اِن دونوں سورتوں کے درمیان ایک فصل تو رکھا مگر دوسرا فصل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والا نہ رکھا اس کی کیا وجہ ہے؟

وضاحت: مئین سورتوں کی آیاتِ مبارکہ سو سے زیادہ ہیں اِس لئے اِنہیں مئین کہتے ہیں اور مثانی کی آیتیں تو مئین سے بھی زیادہ ہوتی ہیں۔

جواب: (۱) سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ دونوں مدنی سورتیں ہیں اس لئے انہیں ساتھ رکھا گیا پھر سورۃ الانفال پہلے اُتری اس لئے اسے آگے رکھا گیا اور سورۃ البراۃ بعد میں آئی اس لئے اسے پیچھے رکھا گیا اور یہ وجہ جمع ترتیب کی ہوئی۔

(۲): سورۂ الانفال اور سورۂ برأت کا مضمون یکساں ہے کہ سورۃ الانفال میں اکثر دین کی سربلندی اور کفر کی سرنگونی کا ذکر ہے۔ سورۂ براۃ میں زیادہ تر منافقوں کی رُسوائی اور اُن کی پردہ دری وعتاب کا ذکر ہے۔

(۳): نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نزول سے معلوم فرماتے تھے کہ یہ ایک سورۃ کو دوسری سے علیٰحدہ کرنے کے لئے ہیں مگر سورۂ براۃ کے متعلق نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے یہ خبر نہ دی کہ یہاں بسم اللہ آئی ہے اور یہ سورۃ الانفال سے علیحدہ سورت ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہوا کہ ان دونوں سورتوں کا مدنی ہونا' دونوں کے مضامین کا بہت مناسبت رکھنا' درمیان میں بسم اللہ نہ آنا' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں سورتیں ایک ہی ہیں۔ اس لئے درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھی گئی مگر دونوں کے نزول میں اتنا فاصلہ ہونا کہ سورۂ الانفال شروع ہجرت میں نازل ہوئی اور سورت توبہ آخر میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ سورتیں ہیں۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اس لئے میں نے ان کی علیحدگی کی ایک علامت تو رکھ دی یعنی درمیان میں لمبا خط۔ سورۃ کا نام' اس کی آیاتِ مبارکہ اور رکوعات کا ذکر کر دیا اور دوسری علامت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ رکھی۔ ۵۳

محرم کے لئے حکم:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ** ۵۴ ''محرم نہ نکاح کرے نہ نکاح کرائے اور نہ نکاح کا پیغام دے''۔

---

۵۳ مرآۃ جلد ۳ ص ۲۹۰۔ ۵۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۶۸۱' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۸۴۱' ترمذی حدیث نمبر ۸۴۰' نسائی حدیث نمبر ۲۸۴۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹۶۶' مسند احمد جلد ۱ ص ۵۷' مرقاۃ جلد ۵ ص ۵۸۲' مسلم جلد ۱ ص ۴۵۳' مرآۃ جلد ۴ ص ۱۸۵۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ممانعت تنزیہی ہے۔ بحالتِ اِحرام، محرم اپنے حج وعمرہ کے اَرکان ادا کرنے میں مشغول رہتا ہے اور دُنیاوی کاموں میں نہیں پھنستا۔ یہاں اِن کاموں کیلئے نہیں آیا اِن کاموں کیلئے اور اَوقات بھی ہیں۔

محرم کا ایلوے سے لیپ کرنا:

(۱۸) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الرَّجُلِ اِذَا اشْتَکٰی عَیْنَیْہِ وَھُوَ مُحْرِمٌ صَمَدَھَا بِالصَّبِرِ ۵۵ رسولِ کریم ﷺ سے "اُس شخص کے بارے میں حدیث شریف نقل کی جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اور وہ محرم ہو کہ ایلوے سے لیپ کرے"۔

چونکہ ایلوے میں کوئی خاص خوشبو یا مہک نہیں، اس لئے دَوا کے طور پر اس کا استعمال جائز ہے مگر خوشبودار سرمہ یا دوا لگانا ممنوع ہے۔ جس سے صدقہ واجب ہوگا۔ محرم کو مہندی لگانا ممنوع ہے کہ اِس میں خوشبو ہے۔

زمین کی حدیں مقرر ہیں:

(۱۹) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِی الْاَرْضِ فَلَاشُفْعَۃَ فِیْھَا وَلَا شُفْعَۃَ فِیْ بِئْرٍ وَلَا فَحْلَ النَّخْلِ ۵۶ "جب زمین میں حدیں مقرر کردی جائیں تو اِس میں شفعہ نہیں اور نہ کنویں میں شفعہ ہے نہ نر کھجور میں"۔ یعنی اگر مشترک زمین کو تقسیم کر کے ہر حصہ کی حدود قائم کرلی جائیں تو شرکت کا شفعہ جاتا رہتا ہے۔

"شفعہ" شین کے پیش سے ہے شفع سے بنا بمعنی جوڑ ملانا۔ اسی لئے جفت عدد کو شفع کہتے ہیں اور طاق کو وتر، اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشادِ لاریب فرماتا ہے (وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ) سفارش کو شفاعت اور سفارشی کو شفیع کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے

---

۵۵ مسلم ۸۹/۱۲۰۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۶۸۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۸۴۱، ترمذی حدیث نمبر ۸۴۰، نسائی حدیث نمبر ۲۸۴۴، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹۶۶، مسند احمد جلد ۱ ص ۵۷، مرقاۃ جلد ۵ ص ۵۸۲، مرآۃ جلد ۴ ص ۱۸۷۔ ۵۶ مشکوٰۃ ص ۲۵۷ حدیث نمبر ۲۹۷۱، مرقاۃ جلد ۶ ص ۱۵۱، مرآۃ جلد ۴ ص ۳۲۸۔

کو ملزم کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ حق قرب کو شفعہ اسی لئے کہتے ہیں کہ شفیع دوسری زمین خرید کر اپنی زمین سے ملاتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مطابق پڑوسی کو بھی حق شفعہ پہنچتا ہے جسے ''حق جوار'' کہتے ہیں۔

حق شفعہ کا مقصد: حق شفعہ کا مقصد یہ ہے کہ اس کے پڑوس میں کوئی آدمی ایسا نہ آ بسے جو اس کیلئے تکلیف کا باعث ہو۔ اچھا پڑوسی اللہ تبارک جلّ مجدہٗ الکریم وتعالیٰ کی رحمت ہے اور بُرا پڑوسی ربّ ذوالجلال کا عذاب۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قاضی مقرر کرنا:

(۲۰) حضرت ابن موہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: **اَقْضِ بَیْنَ النَّاسِ** (لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرو) آپ نے عرض کیا، اے امیر المؤمنین! مجھے معاف رکھیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **وَمَا تَکْرَہُ مِنْ ذٰلِکَ وَ قَدْ کَانَ اَبُوْکَ یَقْضِیْ** ''تم اس سے نفرت کیوں کرتے ہو حالانکہ تمہارے والدِ گرامی فیصلے فرمایا کرتے تھے''۔ (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے) عرض کیا: **اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ قَاضِیًا فَقَضٰی بِالْعَدْلِ اَنْ یَّنْقَلِبَ مِنْہُ کَفَافًا فَمَا رَاجَعَہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ**[۵۷] ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو قاضی ہو پھر انصاف سے فیصلے کرے تو اس لائق ہے کہ اُس سے برابر برابر لوٹے اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ نہ فرمایا''۔

انسان کا جن چیزوں پر حق نہیں:

(۲۱) امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لَیْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِیْ سِوٰی**

---

[۵۷] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۷۴۳' مرقاۃ جلد ۷ ص ۲۸۷' ترمذی حدیث نمبر ۱۳۲۲' مرآۃ جلد ۵ ص ۳۸۴۔

هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ لَسَكَنَهُ وَ ثَوْبٌ يُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتَهُ وَ حَلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَآءِ ۵۸ ''انسان کا سوائے اُن اشیاء کے اور چیز میں حق نہیں ہے وہ گھر جس میں رہتا ہو اور وہ کپڑا جو اُس کا ستر چھپائے' روٹی کا ٹکڑا اور پانی''۔ یعنی اِن تین کا قیامت کے دن حساب نہ ہوگا اور چیزوں کا حساب دینا ہوگا۔ شخصی زندگی فانی ہے جبکہ قومی اور دینی زندگی باقی ہے۔ لہٰذا قومی اور دینی زندگی کیلئے قیامت تک اِنتظام کرنا چاہئے۔ گھر میں بقدرِ ضرورت کا سامان داخل ہے' روٹی میں سالن شامل ہے۔ پانی میں دُودھ' لسّی وغیرہ داخل ہیں جن کی کبھی ضرورت پڑتی ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُودھ لسی وغیرہ ملاحظہ فرمائے ہیں۔ ۵۹

اچھی بُری سیرت کا ظاہر ہونا:

(۲۲) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ كَانَتْ لَهٗ سَرِيْرَةٌ صَالِحَةٌ وَّسَيِّئَةٌ اَظْهَرَ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَآءً يُّعْرَفُ بِهٖ ۶۰ ''جس گھر کی جو سیرت ہوگی اچھی یا بُری اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کی علامت ظاہر فرمائے گا جس سے وہ پہچانا جائے گا''۔

''نیک اَعمال کا نور چہرے پر ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کا اِرشاد ہے:- ...سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ.... (الفتح:۲۹). تجربہ تو یہ ہے کہ خوفِ خدا، عشق جناب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دل میں ہو تو چہرہ اور ہی طرح کا ہو جاتا ہے۔ بعض بزرگوں کے چہرے دیکھ کر کافر مسلمان ہو گئے اور گنہگاروں نے صرف چہرہ دیکھ کر گناہوں سے توبہ کر لی' متقی بن گئے۔ آخرت میں تو نیک و بد اَعمال چہروں سے ظاہر ہو ہی جائیں گے کچھ دُنیا میں بھی ظہور ہو جاتا ہے۔ بعض بدکاریوں سے منہ کالا ہو جاتا ہے''۔

---

۵۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۸۶' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۱۶۴۔ ۵۹ مرآۃ جلد ۷ ص ۲۳۔
۶۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۳۳۶' کنز العمال حدیث نمبر ۵۲۸۸' حلیۃ الاولیاء جلد ۱۰ ص ۲۱۵۔

خبر غیب کی حدیث شریف:

(۲۳) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلَاثَةٌ الْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْعُلَمَآءُ ثُمَّ الشُّهَدَآءُ [۶۱] ''قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی انبیاء کرام علیہم السلام' پھر علماء کرام اور پھر شہداء عظام علیہم رضوان''۔

اس حدیث شریف سے پہلا اور اہم عقیدہ یہ حاصل ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو اس حدیث شریف کے راوی ہیں اُن کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے حالات وواقعات کا علم حاصل ہے جسے علم غیب کہا جاتا ہے۔ اس حدیث شریف کو جن جن محدثین کرام نے نقل کیا ہے سب کا یہ عقیدہ ہے کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والے حالات وواقعات کا علم ہے اور اہلِ ایمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔

شفاعت سے محروم:

(۲۴) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ یَدْخُلْ فِیْ شَفَاعَتِیْ وَ لَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِیْ [۶۲] ''جو عرب سے خیانت کرے وہ میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور اُسے میری محبت نصیب نہ ہوگی''۔

غش کے لفظی معنی ملاوٹ کرنا ہے یہاں مراد ہے اُن کی طرف سے کھوٹ رکھنا' عداوت رکھنا اُن سے خیانت کرنا۔

---

[۶۱] مرآۃ جلد۷ ص ۴۷۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۷۲۔ [۶۲] مرآۃ جلد۸ ص ۳۲۶' ترمذی حدیث نمبر ۳۹۲۸' مسند احمد جلد۱ ص ۷۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۹۶' کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۹۲۰۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم

ولادت: ۳۰ عام الفیل یعنی ۶۰۰ء وصال: ۱۲ رمضان المبارک ۴۰ھ

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت ابوطالب نے آپ کا نام علی رکھا۔ آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی۔ حیدر کے معنی ہیں شیر۔ آپ کی والدہ نے اپنے والد کے نام پر کرار رکھا۔ کرار کے معنی ہیں پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا۔ کرار آپ کا لقب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اسد اللہ کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ کی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا کے بیٹے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے، جو اسد بن ہاشم کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں، جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔ [1] حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے كَانَتْ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیَ الَّتِیْ وَلَدَتْنِیْ ''وہ میری ماں ہیں، بعد اُس ماں کے جس نے مجھے جنم دیا ہے''۔ [2]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ [3] آپ قدیم الاسلام ہیں یعنی اسلام لانے والے پہلے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت زید بن ارقم اور حضرت سلمان فارسی اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ایمان لائے۔ [4] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ

---

[1] ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۴۰۶ مترجم۔ [2] تاریخ الخلفاء ص ۱۳۲۔ [3] ابن ماجہ ص ۱۳، ترمذی حدیث نمبر ۳۷۴۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۵۰، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۱۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۸۸۔۱۸۷، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۹۵، مشکوٰۃ ص ۵۶۶، تاریخ الخلفاء ص ۱۳۲۔ [4] تاریخ الخلفاء ص ۲۶۔

الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد آپ اسلام لائے۔ ۵

اوّل اسلام لانے والوں کی ترتیب بایں انداز کی جاسکتی ہے۔

(۱) خواتین میں سب سے پہلے ام المومنین خاتونِ اوّل حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' زوجہ مطہرہ۔

(۲) بڑوں میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۳) بچوں میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم

(۴) غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۶

یہ تطبیق و ترتیب سب سے پہلے سراج الامہ کاشف الغمہ امام الائمہ امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کی۔ ۷

وَ اَخْرَجَ اَبُوْ یَعْلٰی عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ اَسْلَمْتُ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ ۸'' حضرت ابویعلی علیہ الرحمہ خود امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار کو اعلان نبوت فرمایا اور میں منگل کو مسلمان ہوا''۔ جس وقت آپ اسلام لائے آپ کی عمر شریف دس سال تھی۔ بلکہ بقول بعض نو سال اور بعض آٹھ سال اور کچھ اس سے بھی کم بتاتے ہیں۔ ۹

حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وَ لَمْ یَعْبُدِ الْاَوْثَانَ قَطُّ لِصِغَرِہٖ'' آپ نے صغرسنی میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی''۔ ۱۰

مومن اور منافق کی پہچان:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' مجھے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو تجھ سے محبت کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو تجھ سے بغض رکھے گا وہ منافق ہوگا''۔ ۱۱

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'' ہم لوگ انصار

۵، ۶، ۷ ایضاً۔ ۸ تاریخ الخلفاء ص ۱۳۲۔ ۹۔۱۰ تاریخ الخلفاء ص ۱۳۲۔ ۱۱ ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۴' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۳' شرح السنۃ جلد ۱۴ ص ۱۱۴' ابن ماجہ ص ۱۲' نسائی جلد ۸ ص ۱۱۶۔

سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم منافقین کو پہچانتے ہیں کہ وہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) سے بغض یعنی عداوت رکھتے ہیں''۔ ۱۲

(۳) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ''کوئی منافق (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کو دوست نہیں رکھتا اور کوئی مومن (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی نہیں رکھتا''۔ ۱۳

(۴) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ''جس نے (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کو بُرا کہا اُس نے مجھے برا کہا''۔ ۱۴ (نعوذ باللہ)

(۵) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تم میں (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام (روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی مثال ہے۔ جن سے یہود نے بغض رکھا یہاں تک کہ اُن کی والدہ (ماجدہ سیّدہ صدیقہ حضرت بی بی مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہا) پر تہمت لگائی اور عیسائیوں نے محبت کی اور محبت میں غلو کیا۔ یہاں تک کہ اُس درجہ کو پہنچا دیا جو اُن کا نہ تھا۔ (یعنی بعض نے آپ کو الٰہ کہہ دیا اور بعض نے اللہ جل جلالہ کا بیٹا کہا اور بعض نے تیسرا الٰہ بنا دیا)۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے معاملہ میں بھی دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ محبت سے اَفراط کرنے والے مجھے اُن صفات سے بڑھائیں گے جو مجھ میں نہیں ہیں اور بعض بغض کرنے والے جن کا بغض اس پر اُبھارے گا کہ میرے اُوپر بہتان لگائیں گے۔ ۱۵ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں محبت کو اَفراط سے مقید کیا کیونکہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت اَصل ایمان ہے۔ ہاں محبت میں ناجائز اَفراط بُرا ہے۔ مگر امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ مجدہٗ الکریم کی عداوت اَصل ہی سے حرام ہے بلکہ کفر بھی ہے)۔

(۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ''ہم منافقین کو نہیں

---

۱۲ ترمذی جلد۲ ص ۲۱۳۔ ۱۳ ترمذی جلد۲ ص ۲۱۳۔ ۱۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۱۰۱' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۲۳' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۲۵۶۔ ۱۵ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۶۰' مشکوٰۃ ص ۵۶۵۔

پہچانتے تھے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہ اور اُس کے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تکذیب سے اور نماز میں پیچھے رہ جانے سے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض سے''۔ [۱۶]

حضرت سیّدنا علی مولیٰ رضی اللہ عنہ:

حضرت سلمہ بن کہیل علیہ الرحمہ نے حضرت ابو طفیل علیہ الرحمہ سے سنا' وہ روایت کرتے ہیں' حضرت ابو سریحہ یا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا یہ ناموں کا شبہ حضرت شعبہ کو ہے۔ فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشاد عظیم ہے: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ [۱۷] ''جس کا میں دوست ہوں اُس کے (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) بھی دوست ہیں''۔

ہر مومن مرد اور عورت کے مولیٰ:

حضرت برّاء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ غدیر خم (خم کے تالاب) پر اُترے۔ (غدیر بمعنی تالاب' خم ایک جگہ ہے جحفہ منزل سے تین میل دُور۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا۔ بعض لوگ سمجھے کہ یہ واقعہ حج کو جاتے ہوئے ہوا جبکہ اُس وقت (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ) یمن میں تھے' وہاں موجود نہ تھے۔ اِس وہم سے اُنہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ اُن کی غلط فہمی ہے' واپسی پر یہ واقعہ ہوا' اُس وقت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے)۔ آپ ﷺ نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے اُن کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں؟ سب نے عرض کیا جی ہاں! (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) پھر فرمایا: اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ ''اے اللہ (جلّ جلالک) جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی (رضی اللہ عنہ) مولا ہیں۔ اے اللہ (جلّ

---

[۱۶] ازالۃ الخفاء جلد۴ ص ۴۵۱۔ [۱۷] ترمذی جلد۲ ص ۲۱۲' مسند احمد جلد۱ ص ۱۱۸۔۸۴' ابن ماجہ ص ۱۲' مستدرک حاکم جلد۳ ص ۱۱۰' مجمع الزوائد جلد۹ ص ۱۷' مشکوٰۃ ص ۵۶۴۔

جلالک) جو اس سے محبت کرے تو اُس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن رہ"۔ پھر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ) سے اس کے بعد (امیر المؤمنین مرادِ مصطفیٰ خلیفہ ثانی حضرت سیّدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) ملے' کہنے لگے' اے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) حضرت ابوطالب کے بیٹے! آپ کو مبارک ہو' آپ نے اس طرح صبح سویرا پایا کہ آپ ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولیٰ ہو۔ ۱۸

ابوتراب:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سن کر ہنسنے لگے اور فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی قسم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ کنیت تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے اور امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ کنیت بہت پسند تھی۔ دوسرے نام اِتنے پسند نہیں تھے۔ حضرت ابوحازم علیہ الرحمہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے' اے ابوالعباس! یہ واقعہ تو بیان کرو تو اُنہوں نے فرمایا: واقعہ اَیسے ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ' خاتون جنت سیّدہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے (پھر کسی بات پر ناراض ہو کر) وہاں سے نکل کر مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ (حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم خاتونِ جنت حضرت سیّدہ بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور) فرمایا: تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ (دادا کو چچا فرمایا) اُنہوں نے عرض کیا مسجد میں ہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ جس چادر کو اوڑھ کر وہ لیٹے ہوئے تھے وہ چادر کمر سے گری ہوئی تھی اور پشت پر مٹی لگ گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے (نورانی) دستِ (مبارک) سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے اِجْلِسْ یَا اَبَاتُرَابٍ مَرَّتَیْنِ ۱۹ (دو دفعہ فرمایا) "ابوتراب اُٹھ کر بیٹھ' ابوتراب اُٹھ کر بیٹھ"۔

---

۱۸ ترمذی جلد۲ ص۲۱۲' مسند احمد جلد۱ ص۱۱۸۔۸۴' ابن ماجہ ص۱۲' مستدرک حاکم جلد۳ ص۱۱۰' مجمع الزوائد جلد۷ ص۱۷' مشکوٰۃ ص۵۶۴۔ ۱۹ بخاری جلد۱ ص۵۲۵' فتح الباری جلد۷ ص۸۸' مسلم جلد۱ ص۲۸۰' تاریخ الخلفاء ص۱۳۳۔

تعلقِ مواخات:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' (ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک دوسرے کا بھائی چارہ کروادیا۔ اِتنے میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم حاضر ہوئے اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھائی چارہ کروادیا لیکن میرے اور کسی اور کے درمیان بھائی چارہ نہیں کروایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ [۲۰] ''تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو''۔

(کمالِ اَدب واِحترام تھا' اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سینے میں کہ وہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چچازاد بھائی لگتے تھے اور مدینہ منورہ میں مواخات کے سلسلہ میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُنہیں دُنیا وآخرت میں اپنا بھائی بنالیا۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی نہ فرمایا کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ میرے بڑے بھائی ہیں جبکہ بعض لوگ جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں' کہتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اَیسے لوگوں کو ہدایت واِیمان نصیب فرمائے۔)

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ہارون علیہ السلام:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ [۲۱] ''تم مجھ

---

[۲۰] ترمذی جلد۲ ص۲۱۳' مشکوٰۃ ص۵۶۴' مستدرک حاکم جلد۳ ص۱۴' البدایہ والنہایہ جلد۷ ص۳۳۶۔ [۲۱] مسلم جلد۱ ص۲۸۷' مشکوٰۃ ص۵۶۳' ابن ماجہ ص۱۲' مسند احمد جلد۱ ص۱۷۹' مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۰۹' قرطبی جلد۱ جز۱ ص۲۶۶۔

سے اِس درجہ میں ہو جو (حضرت سیّدنا) ہارون (علیہ السلام) کو (حضرت سیّدنا) موسیٰ (علیہ السلام) سے تھا۔ لیکن بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔ (یعنی حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت سیّدنا ہارون (علیہ السلام) تو نبی ہوئے ہیں لیکن آپ نبی نہیں ہوں گے۔)

غزوۂ تبوک اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں جب آپ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہاں بچوں اور عورتوں پر اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑے جا رہے ہیں' دیگر مجاہدین کے ساتھ نہیں لے کر جا رہے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشادِ گرامی فرمایا: **اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** [۲۲] "کیا تم اِس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں اِس طرح چھوڑے جاتا ہوں جس طرح (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام حضرت) ہارون (علیہ السلام) کو چھوڑ گئے تھے' بس فرق صرف اِتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ جب یہ آیتِ مبارک نازل ہوئی..... **فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَکُمْ** ..... تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ' سیدۃ النساء حضرت بی بی) فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور (سیّدنا حضرت اِمام) حسن اور (سیّدنا حضرت اِمام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو بلایا اور بارگاہِ الٰہی میں

---

۲۲ بخاری جلد ۱ ص ۵۲۶' مسلم جلد ص ۲۷۸' مسند احمد جلد ۱ ص ۱۷۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۴۰' مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۳۱۷' قرطبی جلد ۴ جزء ۷ ص ۲۶۸' دُرِ منثور جلد ۳ ص ۲۹۲' مجمع الزوائد ص ۱۱۰۔۱۰۹۔

عرض کیا' اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ۲۳ ''اے اللہ (جَلَّ جلالک) یہ میرے اہلِ بیت ہیں''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' ایک صبح رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کالی اُون کی مخلوط چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اِتنے میں (اِمام عالی مقام حضرت سیّدنا) حسن بن علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں اَپنی چادر مبارک میں داخل کرلیا' پھر (اِمام عالی مقام حضرت سیّدنا) حسین رضی اللہ عنہ آئے' اُنہیں بھی داخل فرمالیا' پھر (سیدۃ النسآء حضرت بی بی) فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آئیں' اُنہیں بھی (چادر مبارک میں) داخل فرمالیا' پھر (اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُنہیں بھی (چادر مبارک میں) داخل فرمالیا' پھر فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ (الاحزاب:۳۳) ''اے (نبی ﷺ) کے گھر والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمائے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا فرمادے''۔ ۲۴

حق حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے کہ اُنہوں نے اپنی بیٹی (اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح میرے ساتھ کیا اور مجھے ہجرت کے مقام پر لائے اور اپنے مال سے (حضرت سیّدنا) بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کرایا۔ (پھر فرمایا) اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) رحم فرمائے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) پر کہ وہ حق بات کہتے ہیں اور اُنہوں نے اِس بات کی پرواہ

---

۲۳ مشکوٰۃ ص ۵۶۸' مسلم جلد ۱ ص ۲۷۸' مسند احمد ص ۱۸۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۶۳' دُرِ منثور جلد ۲ ص ۳۹۔ ۲۴ مشکوٰۃ ص ۵۶۸' مسند احمد جلد ۶ ص ۲۹۲۔

نہیں کی کہ اُن کا کوئی دوست رہے یا نہ رہے سوائے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے اور اُس کے رسول ﷺ کے' اُنہوں نے حق بات ہی کہی ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) رحمت فرمائے (امیر المومنین حضرت سیّدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) پر کہ اُن سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں اور رحمت فرمائے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم امیر المومنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ) پر' اے میرے اللہ (تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) وہ جہاں کہیں ہوں حق اُن کے ساتھ رہے''۔ ۲۵

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابویعلیٰ علیہ الرحمہ' امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ سفر میں تھے۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں پہنتے اور سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں۔ ہم نے خیال کیا کہ کاش! ہم اِن سے پوچھیں تو اُنہوں نے فرمایا: میری آنکھیں دکھتی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے (خیبر کے دن) کسی کو میرے پاس (بلانے کے لئے) بھیجا۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری آنکھیں دکھتی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے میری دکھتی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن شریف ڈال دیا اور میرے لئے اللہ (عزوجل) کی بارگاہِ اقدس میں گزارش کی۔ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ الْحَرَّ وَ بَرْدَ ۲۶ ''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اِس سے گرمی اور سردی کو دُور رکھ''۔ تو مجھے اُس دن سے نہ گرمی لگی اور نہ سردی۔

فاتحِ خیبر:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خیبر کے دن یعنی غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) فتح عطا فرمائے گا۔ (جس کو کل جھنڈا دیا جائے گا) وہ اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) سے

۲۵ ترمذی جلد۲ص ۲۱۲' مستدرک حاکم جلد۳ص ۷۲۔ ۲۶ ابن ماجہ ص ۱۲' مسند احمد جلد۱ص ۱۳۳۔۹۹۔

محبت کرتا ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) اور رسول اللہ (ﷺ) اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جب لوگوں نے صبح پائی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو یہ اُمید تھی کہ جھنڈا اُسے دیا جائے گا (مگر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے) فرمایا: (حضرت) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ آنکھوں کے بیمار ہیں (یعنی اُنہیں آنکھوں میں تکلیف ہے) فرمایا: اُنہیں بلاؤ۔ چنانچہ اُنہیں لایا گیا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنا لعابِ دہن شریف اُن کی آنکھوں میں لگایا اور وہ ایسے اچھے ہو گئے گویا اُنہیں تکلیف تھی ہی نہیں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُنہیں جھنڈا عطا فرمایا تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا میں اُن سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ ہماری مثل ہو جائیں؟ فرمایا: نرمی پر جاؤ حتیٰ کہ اُن کے میدان میں اُترو پھر اُنہیں اِسلام کی طرف بلاؤ اور اُنہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے اُن حقوق کی خبر دو جو اُن پر اِسلام میں لازم ہیں۔ اللہ (عزوجل) کی قسم اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) تمہارے ذریعے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو تمہارے لئے اِس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سرخ اُونٹ ہوں"۔ [۲۷]

قوتِ حیدر کرار رضی اللہ عنہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' غزوہ خیبر میں آپ نے اپنی پیٹھ پر خیبر کا دروازہ اُٹھا لیا تھا اور مسلمان اُس دروازے پر چڑھ کر قلعہ کے اندر داخل ہو گئے تھے اور خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ اِس کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا جب اُس دروازے کو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالا جانے لگا تو چالیس افراد نے اُس کو اُٹھایا۔ [۲۸]

حضرت ابن اِسحاق علیہ الرحمہ نے مغازی میں حضرت ابنِ عساکر علیہ

---

۲۷ بخاری جلد ۱ ص ۵۲۵' مسلم جلد ۱ ص ۲۷۹۔ ۲۸ تاریخ الخلفاء ص ۱۳۳ بحوالہ ابن عساکر۔

الرحمہ نے حضرت ابو رافع علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے غزوۂ خیبر میں قلعہ کا دروازہ اُکھاڑ کر بہت دیر تک اپنے ہاتھ پر رکھا اور اُس سے ڈھال کا کام لیا' جس وقت قلعہ فتح ہو گیا تو اس دروازے کو پھینک دیا' جنگ سے فراغت کے بعد ہم اسی افراد نے مل کر اُسے ہلانا چاہا لیکن وہ نہ ہلا۔ ۲۹

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راویت ہے' اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ ۳۰ ''(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ) کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے''۔

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قدر و منزلت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرب و منزلت حاصل تھی جو مخلوق میں کسی کو نہ تھی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں صبح سویرے حاضر ہوتا تھا اور عرض کرتا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ''اے اللہ (جل جلالک) کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سلام ہو''۔ تو اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کھنگار دیتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو جاتا۔ ۳۱

علم کے شہر کا دروازہ:

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ ۳۲ ''میں علم کا شہر ہوں اور (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) اُس کا دروازہ ہیں اور جو شہر میں جانے کا ارادہ کرے تو اُس کو دروازے پر آنا چاہئے''۔

---

۲۹ تاریخ الخلفاء ص ۱۳۳ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ۔ ۳۰ ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۴۵۶۔
۳۱ مشکوٰۃ ص ۵۶۵۔ ۳۲ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۲۶' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۴۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حکمت کا دروازہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حکمت (وعلم) کا گھر ہوں اور (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) اُس کا دروازہ ہیں۔ ۳۳

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لئے اِشتیاق:

حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جن میں امیر المؤمنین (حضرت سیّدنا) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) تھے۔ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا اور وہ (یعنی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ) اپنے نورانی ہاتھ مبارک اُٹھائے ہوئے تھے اور (دُعا فرما رہے تھے) اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا ۳۴ "اے میرے اللہ (جَلَّ جلالک) مجھے اُس وقت تک اِس دارِ فانی سے نہ لے جانا جب تک تو مجھے (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کو نہ دِکھا دے"۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گیا تو میں نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پردہ کے پیچھے سے آواز سنی۔ میری والدہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھ رہی تھیں تو اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تو مجھ سے اَیسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے' اللہ کی قسم! میں کسی اَیسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ ﷺ کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ہو اور نہ زمین میں اَیسی عورت ہے جو خاتون جنت حضرت سیّدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ عزیز ہو۔ ۳۵

---

۳۳ مشکوٰۃ ص ۵۶۴' ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۳۔ ۳۴ ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۴۔ ۳۵ ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۴۵۶۔

جنت الخلد میں جانے کا نسخہ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کی طرح زندگی گزارے اور میرے وصال کی طرح فوت ہو اور جنت الخلد میں رہے جس کا مجھ سے پروردگار نے وعدہ کیا ہے تو اُسے چاہئے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) کی اطاعت کرے۔ کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستے سے نہ ہٹنے دے گا اور گمراہی میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ ۳۶

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا خواب اور حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تعبیر و واقعہ محبت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی ہے اور نماز کے بعد رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ محراب سے (نورانی) کمر (مبارک) لگا کر بیٹھ گئے پھر ایک لڑکی کھجوروں کا ایک طباق لے کر آئی اور وہ طباق رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے رکھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے اُس میں سے ایک کھجور اُٹھائی اور فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ) یہ کھجور کھاؤ گے؟ تو میں نے عرض کیا، جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُس کو میرے منہ میں رکھ دیا پھر دوسری کھجور لی اور آپ ﷺ نے اُس کو بھی میرے منہ میں رکھ دیا۔ اس کے بعد میں جاگ پڑا اور میرے دل میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اشتیاق تھا اور میرے منہ میں کھجور کی مٹھاس تھی تو میں نے وضو کیا اور مسجد کی طرف گیا (فَصَلَّیْتُ خَلْفَ عُمَرَ) تو "میں نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی" اور (نماز کے بعد) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ محراب سے کمر لگا کر بیٹھ گئے، میں نے ارادہ کیا کہ اُن سے اپنا وہ

---

۳۶ ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۴۵۱۔

خواب بیان کروں جو رات میں نے دیکھا تھا تو پہلے اِس سے کہ میں کچھ کلام کروں ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر ٹھہر گئی اُس کے پاس کھجوروں کا ایک طباق تھا جو کہ اُمیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا گیا تو اُنہوں (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے ایک کھجور اُٹھائی اور کہا اے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (رضی اللہ عنہ) یہ کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں! تو اُنہوں نے کھجور میرے منہ میں ڈال دی۔ پھر دوسری کھجور ہاتھ میں پکڑی اور پہلے کی طرح مجھ سے پوچھا تو میں نے ہاں میں جواب دیا اور وہ بھی پہلے کی طرح میرے منہ میں ڈال دی۔ پھر باقی کو جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دائیں بائیں موجود تھے اُن میں تقسیم کر دیں۔ لیکن میں اُن سے یہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ اور دیں تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھائی اگر رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو زیادہ دی ہوتیں تو ہم بھی زیادہ دے دیتے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں' میں نے تعجب کیا اور خیال کیا کہ جو کچھ میں نے گذشتہ رات دیکھا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اُن کو مطلع فرما دیا تو میری طرف دیکھا اور کہا'

(یَا عَلِیُّ اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ الدِّیْنِ فَقُلْتُ صَدَقْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ هٰکَذَا رَاَیْتُهٗ وَکَذَا وَجَدْتُّ طَعْمَهٗ وَلَذَّتُهٗ مِنْ یَّدِکَ کَمَا وَجَدْتُّ طَعْمَهٗ وَلَذَّتَهٗ مِنْ یَّدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم)[۳۷]

''اے علی رضی اللہ عنہ مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا' اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ آپ نے سچ کہا۔ میں نے اَیسا ہی دیکھا تھا اور اَیسا ہی طعام اور اُس کی لذّت میں نے آپ کے ہاتھ سے پائی جیسی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پائی تھی''۔

☆☆☆

۳۷ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ' مترجم جلد ۴ ص ۴۹۵)

فضائل و مناقب

بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

ولادت: ۴۰۴ء ۱۶۴ قبل عام الفیل وصال: ۱۰ رجب المرجب ۳۳ھ

ابتدائی حالات:

حضرت ابن اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت سند کے ساتھ پہنچی ہے، وہ فرماتے تھے مجھ سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ اس طرح نقل فرمایا کہ میں ملک فارس کے شہر اصفہان کے اضلاع میں سے ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں جس کا نام جی ہے۔ میرا باپ اس گاؤں کا دہقان تھا اور سب چیزوں سے زیادہ مجھ کو محبوب رکھتا تھا اور اُس کو مجھ سے محبت تھی کہ کبھی مجھ کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا تھا۔ لڑکیوں کی طرح بند رکھتا تھا اور مجھ کو اپنے مذہب آتش پرستی سے اس قدر محبت تھی کہ میں کبھی آگ کو بجھنے نہ دیتا تھا، ہمیشہ روشن رکھتا تھا۔ میرے باپ کی بہت بڑی جاگیر تھی اور وہ وہاں ایک مکان کے بنانے میں مصروف تھے۔ مجھ سے ایک روز کہنے لگا کہ اے فرزند! میں تو آج اس تعمیر کے کام میں مشغول ہوں تم فلاں کام کو ہو آؤ مگر جلد آنا ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے تو میں پریشان ہو جاؤں گا اور ضروری کام بھی نہ کر سکوں گا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں والد کے حسب الحکم اُس کام کو روانہ ہوا۔

طلبِ حق اور عیسائیت کی طرف رجحان:

راستہ میں نصرانیوں کا ایک گرجا تھا اور اُس میں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں اُن کی آواز سن کر اُس گرجا میں گیا اور نماز کا تماشا دیکھنے لگا۔ مگر چونکہ ہمیشہ گھر میں بند رہتا تھا ہر ایک بات سے ناواقف تھا اُن کی نماز کا طریقہ مجھ کو بہت پسند آیا اور خیال کیا کہ یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اور دل میں کہا کہ بیشک یہ مذہب ہمارے مذہب

سے بہتر ہے اور میرا تمام دِن اُسی گرجا میں گزر گیا۔ جس کام کو میرے والد نے بھیجا تھا وہ کام بھی رہ گیا۔ پھر میں نے اُس گرجا کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ مذہب میں کہاں سے حاصل کروں؟ اُنہوں نے کہا ملک شام میں اس مذہب کی معرفت حاصل کرو۔ میں یہ دریافت کر کے اپنے والد کے پاس آیا۔ اُنہوں نے میری تلاش میں بہت سے آدمی بھیج دیئے تھے اور نہایت حیران و پریشان بیٹھے تھے جب میں آیا تو مجھ سے پوچھا کہ کہاں رہ گیا تھا؟ میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ جلد آنا۔ میں نے کہا کہ ابا جان میں ایک گرجا کے پاس سے گزرا وہاں میں نے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اُن کی نماز مجھ کو بہت پسند آئی اور غروبِ آفتاب تک مَیں اُن کا تماشا دیکھتا رہا۔ والد نے فرمایا اے فرزند! ہمارا دین اُس دین سے بہتر ہے۔ میں نے کہا' ہرگز نہیں وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد کو اُس دِن سے میرے بارے میں اَندیشہ بڑھ گیا اور اُنہوں نے میرے پاؤں میں ایک زنجیر باندھ کے گھر میں قید کر دیا۔

شام کا سفر:

میں نے اُس گرجا کے نصاریٰ کے پاس پیغام بھیجا کہ جب تمہارے پاس ملکِ شام سے سوداگروں کا قافلہ آئے تو مجھ کو خبر دینا۔ پس جب قافلہ آیا اُنہوں نے مجھ کو خبر کی۔ میں نے کہلا بھیجا کہ جب یہ قافلہ واپس شام کو کوچ کرے تو مجھے کہلا بھیجنا۔ میں اُس کے ساتھ ہولوں گا۔ جس روز وہ قافلہ روانہ ہونے والا تھا اُنہوں نے مجھ کو اِطلاع بھیجی۔ میں اُس زنجیر کو پاؤں سے نکال کر اُن میں جا ملا اور قافلہ کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور اسقف:

یہاں تک کہ جب ہم ملک شام میں پہنچے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا عالم تمہارے مذہب کا کون ہے؟ اُنہوں نے کہا فلاں اسقف اُس کنیسہ یعنی گرجا میں رہتا ہے۔ میں اُس اسقف کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں چاہتا ہوں

کہ آپ کی خدمت میں رہ کر دین کی تعلیم حاصل کروں۔ اُس نے قبول کرلیا اور میں اُس کے ساتھ رہنے لگا۔

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں یہ اسقف نیک شخص نہ تھا لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم کرتا تھا اور جب اُس کے پاس مال جمع ہوکر آتا تو اُس کو مساکین پر خرچ نہ کرتا سب اپنے پاس جمع کرتا تھا یہاں تک کہ اُس کے پاس سات مٹکے روپوں اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے جمع تھے۔ اُس کی اس بات سے مجھ کو سخت نفرت تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ مرگیا اور وہ سب نصاریٰ اُس کے دفن کے واسطے جمع ہوئے۔ میں نے اُن سے کہا یہ تمہارا اسقف نہایت بد باطن تھا تم کو صدقہ کا حکم کرتا تھا اور جب تم اس کو صدقہ دیتے تھے تو مساکین پر خرچ نہ کرتا تھا۔ اُنہوں نے کہا تجھ کو کیوں کر معلوم ہوا؟ میں نے کہا میں تم کو اُس کا خزانہ بتاتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا بتلا۔ میں نے اُن کو وہ جگہ بتلائی۔ اُنہوں نے کھود کر وہ ساتوں مٹکے نکالے جو روپوں اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں جب نصاریٰ نے یہ واقعہ دیکھا تو کہنے لگے۔ ہم ایسے ناپاک کو ہرگز دفن نہ کریں گے اور پھر اُنہوں نے اُس کی لاش کو دار پر کھینچ کر لٹکا دیا اور خوب اُس پر پتھر مارے۔

حضرت سلمانؓ اور عابد:

بعد میں ایک اور شخص کو لاکر اُس کا جانشین بنایا۔ یہ شخص نہایت عابد و زاہد اور متقی تھا۔ رات دن عبادت اور نماز میں مصروف رہتا تھا۔ حضرت سلمانؓ کہتے ہیں مجھ کو اُس شخص سے بہت محبت ہوئی اور اُس کے ساتھ میں نے رہنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اُس شخص کا بھی وقت آخر ہوا۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ اَب تمہارا تو آخری وقت ہے میرے واسطے کیا وصیت کرتے ہو کہ میں اَب کس کے پاس رہوں؟ اُس نے کہا اے فرزند! جو لوگ تھے وہ انتقال کر گئے اور اَب جو لوگ ہیں اُنہوں نے دین کو پلٹ دیا ہے اور پہلے طریقے بہت سے ترک کر دیئے ہیں۔ میرا دوست صرف ایک شخص موصل میں ہے۔ وہ بھی وہی طریقہ رکھتا ہے جو میرا ہے تم اُس کے پاس چلے جاؤ۔

موصل میں قیام:

چنانچہ جب یہ مر گیا تو میں موصل میں اُس شخص کے پاس گیا اور سارا قصہ بیان کیا کہ فلاں شخص کے حسبِ وصیت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اُس نے کہا بشوق تم میرے پاس رہو۔ چنانچہ میں اُس کے پاس رہا اور اُس کو بھی میں نے نہایت نیک شخص پایا۔ مگر تھوڑے ہی دِنوں میں اُس کا وقت بھی آخر ہوا۔ میں نے اُس سے کہا' اے فلاں میں فلاں شخص کی حسبِ وصیت تمہارے پاس آیا تھا اور اَب تم بھی رخصت ہوتے ہو۔ پس میرے واسطے تم نے کیا تجویز کیا ہے؟ کہ اَب میں کہاں جاؤں؟ اُس نے کہا' اے سلمان (رضی اللہ عنہ) خدا کی قسم ہے میں اِس حالت کے موافق کہ جس پر میں قائم ہوں سوا ایک شخص کے اور کسی کو نہیں پاتا اور وہ شہر نصیبین میں ہے تم اُس کے پاس چلے جانا۔

نصیبین میں قیام:

چنانچہ میں اُس کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ بیان کر کے وہاں رہنے لگا اور اُس کو بھی میں نے نیک شخص پایا مگر چند ہی روز کے بعد اُس کی عمر نے بھی وفا نہ کی اور قریب المرگ ہوا۔ میں نے اُس سے بھی عرض کیا کہ جناب آپ تو تشریف لے جاتے ہیں مگر مجھ کو کس کے پاس چھوڑتے ہیں۔ اُس نے کہا' اے سلمان! بجز ایک شخص کے جو روم کے شہر عموریہ میں رہتا ہے اور کسی کو میں لائق نہیں جانتا۔ پس تم اُس کے پاس چلے جاؤ وہ اُسی طریقہ کا آدمی ہے جس کے ہم لوگ ہیں۔

عموریہ میں قیام:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں اُس کے مرنے کے بعد عموریہ میں پہنچا اور اُس سے مل کر سارا واقعہ بیان کیا۔ اُس نے کہا تم باشوق میرے پاس رہو۔ میں رہنے لگا اور اُن ایام میں میں نے کچھ کما کر گائیں اور بکریاں بھی جمع کر لی تھیں اور تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ یہ شخص سفرِ آخرت کے سامان میں مشغول ہوا۔ میں

نے کہا جناب میرے واسطے کیا حکم ہے؟ میں فلاں فلاں لوگوں کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' اَب آپ کس کے پاس روانہ کرتے ہیں۔ اُس نے کہا' اے فرزند! قسم ہے خدا کی اَب میں کسی شخص کو اِس طریقہ کا نہیں جانتا جس پر کہ ہم لوگ تھے جس کے پاس جانے کا میں تجھ کو حکم کروں۔ مگر اَب ایک نبی پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔ جو دینِ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ زمینِ عرب میں اُن کا ظہور ہوگا اور کھجور کے درخت ہوں گے اور ظاہر علامات رکھتے ہوں گے۔ ہدیہ کو قبول کر کے نوش فرماتے ہوں گے اور صدقہ کو نہ کھاتے ہوں گے اور اُن کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔ پس اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اگر تجھ سے ہو سکے تو وہاں چلا جا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ شخص مر گیا اور اُس کے بعد ایک عرصہ تک میں عموریہ میں رہا۔

عرب کا سفر اور مدینہ منورہ:

پھر اہلِ عرب میں سے بنی کلب کا ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ میں نے اُن سے کہا کہ میں اپنی یہ گائیں اور بکریاں تم کو دیتا ہوں بشرطیکہ تم مجھے یہاں سے عرب میں لے چلو۔ اُنہوں نے قبول کر لیا اور میں اُن کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ جب یہ قافلہ وادی القریٰ میں پہنچا تو اُن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا اور ایک یہودی کے ہاتھ مجھے غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ میں اُس کے پاس رہنے لگا اور وہاں کھجوروں کو دیکھ کر مجھ کو خیال ہوا کہ ضرور وہ شہر یہی ہے جس کا مجھ سے میرے اُس دوست نے ذکر کیا تھا۔ مگر یہ بات دل میں پختہ نہ ہوتی تھی۔ پھر اُس یہودی کے پاس مدینہ منورہ سے بنی قریظہ کا ایک شخص جو اُس کا چچازاد بھائی تھا آیا اور مجھے اُس سے خرید کر مدینہ منورہ میں لے آیا۔ مدینہ منورہ کو دیکھتے ہی مجھ کو یقین ہو گیا کہ بے شک یہ وہی شہر ہے جس کا میرے دوست نے ذکر کیا تھا۔ پس میں مدینہ منورہ میں رہنے لگا اور حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے اور جب تک اللہ (عزوجل) کو منظور ہوا وہاں رہے مجھ کو اُس کی مطلق خبر نہ تھی۔

ایک روز میں اپنے اسی آقا یہودی کے کام میں مصروف تھا یعنی کھجور پر چڑھ کر کھجوریں توڑ رہا تھا اور میرا آقا بھی میرے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُس کے ایک چچازاد بھائی نے آکر کہا کہ اے فلاں! خدا بنی قیلہ کو غارت کرے ایک شخص کے پاس گھرے ہوئے ہیں جو مکہ مکرمہ سے اُن کے ہاں آیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ نبی اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں۔ حضرت ابنِ ہشام علیہ الرحمہ کہتے ہیں قیلہ کا نسب اس طرح ہے قیلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ جو اوس اور خزرج کی ماں تھی۔

حضرت ابنِ اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں نے یہ خبر سنی میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور کپکپی طاری ہوگئی۔ یہاں تک کہ مجھ کو خیال ہوا کہ میں اپنے آقا کے اُوپر گر پڑوں گا۔ اپنی یہ حالت دیکھ کر میں بہ ہزار دقت کھجور کے درخت سے نیچے اُترا اور اُس آنے والے سے پوچھا کہ یہ تم نے کیا واقعہ بیان کیا ہے۔ میرے اس دریافت کرنے سے میرے آقا کو سخت غصہ آیا اور زور سے میرے منہ پر ایک طمانچہ مار کر کہا تجھے اِن باتوں سے کیا کام جا اپنا کام کر۔ فرماتے ہیں میں نے اُس سے کہا کہ مجھے اور تو کچھ غرض نہیں صرف ایک بات پوچھتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے پاس کچھ مال جمع کر رکھا تھا اُس میں سے کچھ کھانے کی چیز لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ ﷺ اُس وقت قبا میں تشریف رکھتے تھے اور عرض کیا مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ ایک نیک آدمی ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے غریب اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں، اس واسطے میں یہ صدقہ لایا ہوں کیونکہ میں نے دوسروں کے مقابلہ میں آپ ﷺ کے لوگوں کو اس کا زیادہ مستحق خیال کیا۔

فرماتے ہیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کو اپنے صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کے آگے کر دیا اور فرمایا: تم لوگ کھاؤ اور اپنا ہاتھ روک لیا اور تناول نہ فرمایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک نشانی تو صحیح ہوئی۔ پھر میں وہاں سے چلا آیا اور پھر کچھ مال جمع کرنا شروع کیا اور پھر حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس کو لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کی چیز تناول نہیں فرماتے ہیں۔ لہٰذا میں یہ خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بطور ہدیہ کے لایا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں سے تناول فرمایا اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھی شریک ہونے کا حکم فرمایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب یہ دو نشانیاں ہوئیں۔ پھر میں نے ایک روز مقامِ بقیع [1] غرقد میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان بیٹھے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی طرف آیا تاکہ مہرِ نبوت کو دیکھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پیچھے آتے دیکھ کر سمجھ گئے کہ میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں جس کا مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت سے چادر ہٹا دی جس کے سبب سے میں نے مہرِ نبوت کو دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ یہ وہی ہے۔ چنانچہ میں اُس پر جھک گیا اور اُس کو بوسہ دے کر رونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: سامنے آؤ۔ میں سامنے حاضر ہوا اور بیٹھ گیا۔ پھر اپنا سارا قصہ اوّل سے آخر تک بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قصہ کو سُن کر بہت خوش ہوئے۔

غلامی سے نجات:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عرصہ غلامی کے سبب میں غزوۂ بدر اور اُحد میں شریک نہ ہو سکا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کہ اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے آقا سے مکاتبہ کر لو چنانچہ میں نے اُس سے کھجور کے تین سو درخت لگانے اور چالیس اُوقیہ سونے پر کتابت کر لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ پس لوگ کھجوروں کے

---

[1] مدینہ منورہ کا قبرستان۔ (مرتب)

پودے لانے لگے۔ کوئی تیس پودے لایا کوئی بیس پودے لایا۔ کوئی دس لایا کوئی پانچ لایا۔ یہاں تک کہ تین سو پودے پورے ہو گئے۔ پھر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! تم جا کر اُن کے واسطے گڑھے کھودو۔ اور جب تیار ہو جائیں تو مجھ کو خبر کرنا میں اپنے ہاتھ سے اُن کو لگاؤں گا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جا کر گڑھے کھودنے شروع کئے اور لوگ بھی میری امداد میں شریک ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ میں گڑھے تیار کر کے ہم نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو خبر کی۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس جگہ تشریف لائے اور ہم نے آپ ﷺ کو پودے دینے شروع کئے اور آپ ﷺ لگانے لگے یہاں تک کہ سب پودے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بدستِ خود لگائے اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے اُن میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ بس اَب میں کھجوروں کو تو اَدا کر چکا صرف چالیس اُوقیہ سونا میرے ذمہ رہ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مرغی کے بیضہ کے برابر کسی کان سے سونا ہدیہ میں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فارسی مکاتب کہاں ہے؟ مجھے بلایا گیا۔ جب حاضر ہوا تو فرمایا: یہ سونا لے جا اور اپنا مالِ کتابت اِس سے اَدا کر دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِس میں تو وہ پورا ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ فرمایا تو جا کر اِس کو وزن تو کر خدا پورا فرما دے گا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اُس کو لے کر گیا اور وزن جو کیا تو ''واللہ'' پورے چالیس اُوقیہ تھا۔ میں نے اُس یہودی کو اِس میں سے دیدیئے اور پھر میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ خندق کی جنگ میں بحالتِ آزادی شریک ہوا اور کوئی جہاد میرا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ فوت نہیں ہوا۔

حضرت ابنِ اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مجھ کو ایک یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ جب میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ سونا اِس قدر کہاں ہے جو اَدا کیا جائے؟ تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے

سونے کی ڈلی کو لے کر اپنی زبان مبارک سے لگایا اور پھر فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ عنہ) اس کو لے اور اُس کے چالیس اُوقیہ پورے کردے۔ چنانچہ میں نے لے کر اُس یہودی کے چالیس اوقیہ پورے دیدیئے۔

ایک اور روایت:

حضرت ابنِ اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان علیہ الرحمہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا واقعہ نقل کیا تو یہ بھی عرض کیا کہ عموریہ کے راہب نے اُن سے یہ بھی کہا تھا کہ تم ملک شام میں فلاں جگہ جاؤ وہاں ایک راہب ہے اور وہ سال بھر میں ایک غیضہ [۲] سے نکل کر دوسرے غیضہ میں جاتا ہے۔ تمام لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اُس کے منتظر رہتے ہیں جس کے واسطے وہ دُعا کرتا ہے فوراً وہ بیمار تندرست ہوجاتا ہے۔ اُس سے تم اُس دین کی بابت سوال کرو جس کی تم کو تلاش ہے وہ بتلادے گا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں وہاں سے چلا اور حسبِ نشان دہی اُس راہب کے اُس شہر میں آیا۔ پس میں نے دیکھا کہ لوگ بیماروں کو لیے ہوئے جمع تھے۔ یہاں تک کہ رات کے وقت وہ راہب ایک غیضہ سے نکل کر دوسرے میں جانے لگا۔ لوگوں نے اُس کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مجھ کو اُس تک پہنچنے بھی نہ دیا۔ جس مریض کے واسطے اُس نے دُعا کی فوراً اچھا ہوگیا۔ یہاں تک کہ وہ راہب غیضہ کے دروازہ پر پہنچا اور چاہتا تھا کہ اندر داخل ہو کہ میں نے جا کر اُس کا بازو پکڑ لیا۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میں نے کہا اے شخص خدا تجھ پر رحم کرے مجھ کو دینِ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ملّتِ حنیف کی خبر دیجئے۔ اُس نے کہا تو نے آج مجھ سے ایسی بات دریافت کی ہے جو کسی نے اَب تک نہ دریافت کی تھی۔ مگر یہ تو سُن لے کہ اَب ایک نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ظہور کا زمانہ قریب ہے وہ نبی اہلِ حرم میں سے ہوں گے۔ اور تجھ کو یہ دین تعلیم کریں گے۔ پھر وہ راہب اپنے غیضہ میں داخل ہوگیا۔

---

[۲] غیضہ، بیشہ جنگل کو کہتے ہیں۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

ولادت: ۲۳ شعبان المعظم بمطابق ۲۴ جون ۶۴۵ء وصال: ۱۰۸ھ

آپ کی ولادت ۲۳ شعبان المعظم ۲۴ھ بمطابق ۲۴ جون ۶۴۵ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔

آپ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کے والدِ گرامی کا انتقال ہوگیا۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی پرورش اپنے ذمہ لے لی اور بہترین تربیت فرمائی۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۴) حضرت عبداللہ بن عَمروؓ (۵) حضرت ابوہریرہؓ (۶) حضرت رافع بن خدیجؓ (۷) حضرت امیر معاویہؓ (۸) حضرت عبداللہ بن خبابؓ (۹) حضرت صالح بن خواتؓ (۱۰) حضرت سالم مولیٰ حضرت عمر بن خطابؓ (۱۱) حضرت عبدالرحمٰن یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہم۔

تعارف:

''خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں شاہِ فارس (ایران) یزدجرد (شہریار) جو عجم کا آخری بادشاہ تھا کی تین بیٹیاں گرفتار ہو کر مالِ غنیمت میں آئیں۔ اُن میں سے ایک (حضرت بی بی شہربانو) حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔ جن سے حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ دوسری حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زوجیت میں آئیں جن سے حضرت سالم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اور تیسری حضرت محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نکاح میں آئیں۔ جن سے حضرت سیّدنا امام قاسم رضی اللہ عنہ

ماخوذ از: طبقات ابن سعد (طبقہ ثانیہ تابعین اہل مدینہ)

پیدا ہوئے۔ اِس طرح حضرت سیّدنا اِمام زین العابدین رضی اللہ عنہ بن حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ بن حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت اِمام قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد رضی اللہ عنہ بن حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تینوں ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی اور کسریٰ یزدگرد کے نواسے ہیں''۔ (ابن خلکان)

نسبتِ باطنی:

علمِ باطن میں آپ کی نسبت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ نے اپنے جدِ بزرگوار کی نعمت بطورِ مریدی اور ہدایت آپ ہی سے حاصل فرمائی ہے۔ حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی آپ کی صحبت رہی ہے۔ اِسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نسبت بھی آپ نے حاصل کی۔[1]

آپ علمِ حدیث شریف میں بڑے ماہر اور فقہ اِسلامی کی عقدہ کشائی میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کبار تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے تھے اور مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہا میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ اِمام زمانہ اور یکتائے عصر تھے۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ملاقات کا فیض حاصل کیا اور اُن سے روایت کا شرف حاصل کیا اور بہت سے تابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔[2]

حضرت یحییٰ بن سعد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ہم نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو حضرت قاسم علیہ الرحمہ پر فضیلت دے سکیں۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت قاسم علیہ الرحمہ اِس اُمّت کے سات فقہا میں سے ہیں۔

حضرت اُمّ حکیم بنت القاسم وعبدۃ علیہا الرحمہ، اُن کی والدہ حضرت قریبہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

حضرت محمد قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ شبِ عرفہ کو اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے سر منڈواتی تھیں اور ہمارا حلقہ بنا

---

[1] حضرات القدس ص ۸۹۔ [2] ایضاً۔

کر ہمیں مسجد میں بھیجتی تھیں پھر دوسرے دن ہمارے پاس قربانی کرتی تھیں۔

حضرت محمد بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ و حضرت ابو ہریرہ و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و حضرت اسلم مولائے حضرت عمر و عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اور حضرت صالح بن خوات بن جبیر الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت ابنِ عون علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ حدیث شریف کو اُس کے تمام پہلوؤں سے روایت کرتے تھے۔

حضرت ابن ابی الزناد علیہ الرحمہ نے اپنے والدِ گرامی سے روایت کی ہے کہ حضرت قاسم علیہ الرحمہ سوائے اَمرِ ظاہر کے اور کسی کا جواب نہیں دیتے تھے۔

حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ آدمی پر جو کچھ اللہ عزّ وجلّ نے فرض کیا ہے اُس کے جاننے کے بعد اُس کا جاہل رہنا اُس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اُسے علم نہ ہو۔

حضرت عکرمہ بن عمار علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سالم و قاسم علیہما الرحمہ کو قدریہ پر لعنت کرتے سنا۔

حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ وہ اور اُن کے ساتھی عشاء کے بعد حدیث شریف بیان کرتے' حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت قاسم علیہ الرحمہ اور حضرت سالم بن عبداللہ علیہما الرحمہ کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ہی مجلس تھی، ان دونوں کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن القاسم و حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھتے، اِن کے بعد حضرت مالک بن انس علیہ الرحمہ بیٹھتے' وہ جگہ قبر انور و منبر شریف کے درمیان امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے روبرو تھی۔

حضرت مالک بن انس علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے کہا کہ اگر حضرت قاسم علیہ الرحمہ خلافت کے لئے ہوتے (تو بہتر ہوتا)۔

حضرت سلیمان بن قتۃ علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبداللہ

رضی اللہ عنہ نے میرے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا وہ حمام کر رہے تھے، اُنہوں نے اپنا ہاتھ نکالا تو میں نے دینار اُن کے ہاتھ میں ڈال دیئے، اُنہوں نے کہا یہ صلہ رحم ہے۔ ضرورت پر یہ ہمارے پاس آئے ہیں' میں حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کے پاس آیا تو اُنہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا، اُن کی بیوی نے کہا کہ اگر حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ اُن کے چچا کے بیٹے ہیں تو میں اُن کی پھوپھی کی بیٹی ہوں، لہٰذا مجھے دے دو۔ دینار اُن کو دے دیئے۔

حضرت علی بن عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سفیان علیہ الرحمہ سے حضرت قاسم بن محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر سنا' اُنہوں نے اُن کی بزرگی بیان کی اور کہا کہ اُن کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن القاسم علیہ الرحمہ کے لئے بھی بزرگی تھی۔

حضرت سفیان علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ نے لوگوں کو کسی زکوٰۃ کے بارے میں جس پر اُن کے والدِ گرامی منتظم تھے' تذکرہ کرتے سنا تو کہا کہ واللہ! تم لوگ ایسے شخص سے بات کرتے ہو جس نے اُس میں سے کبھی ایک کھجور بھی نہیں حاصل کی۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت قاسم علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ اے میرے بیٹے! تم بقدر اپنی واقفیت کے یہ کہتے ہو۔

حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اجتہادی اختلاف لوگوں کے لئے رحمت تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو الموال علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ اوّل نہار میں مسجد آتے..... دو رکعت نماز پڑھ کر لوگوں کے درمیان بیٹھتے' پھر لوگ اُن سے مسائل پوچھتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو الموال علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت قاسم

بن محمد علیہ الرحمہ اپنے گھر سے صبح کو مسجد آتے نماز پڑھتے اور لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے' لوگ اُن کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔

حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ اپنی منزل سے سوار ہو کے مسجدِ منیٰ میں آتے اور اُتر پڑتے' پھر مسجد سے جمار (جمرات) تک پیادہ جاتے' پیادہ چل کر اُن پر رمی فرماتے اور پیدل ہی مسجد کی جانب لوٹتے' جب مسجد کے پاس آتے تو سوار ہو جاتے۔

حضرت افلح علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت قاسم علیہ الرحمہ کی انگوٹھی کا نقش اُنہیں کا نام تھا۔

حضرت محمد بن بلال علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اچھی طرح کتراتے تھے۔

حضرت مختار بن سعد الاحوال مولائے بنی مازن علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کے ناخن سفید دیکھے اُن پر کبھی مہندی کی زردی نہیں دیکھی۔

حضرت افلح بن حمید علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کے کُرتے اور چُغے کی آستینیں دیکھیں جو اُن کی اُنگلیوں سے چار اُنگل یا ایک بالشت یا اسی کے قریب آگے بڑھ جاتی تھیں۔

حضرت عیسیٰ بن حفص علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کو اُس وقت دیکھا جب بیماری میں اُن کی عیادت کو گیا تھا' اُن کے بدن پر زرد رنگ کی ایک تہبند تھی جس سے نصف ران باہر نکلی ہوئی تھی۔

حضرت ابوزُبَر ؓ حضرت عبداللہ بن العلاء بن زَبُر علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کے پاس گیا وہ ایک زرد رنگ کے خیمے میں تھے اور نیچے زرد فرش اور سرخ تکیے تھے۔ میں نے کہا کہ اے حضرت ابوعبدالرحمٰن علیہ

الرحمہ یہ وہی چیز ہے جس کے متعلق میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ اِس میں سے جسے استعمال کیا جائے کوئی حرج نہیں۔ (شابہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) تکلف کا کپڑا مکروہ ہے۔

حضرت خالد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔ حضرت خالد بن ابی بکر علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جو ایک بالشت سے زیادہ پیچھے لٹکا ہوا تھا۔

حضرت محمد بن ہلال علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کو خضاب لگاتے نہیں دیکھا۔

حضرت ابوالعُصن علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم علیہ الرحمہ کو اپنا سر اور ڈاڑھی شریف مہندی سے رنگتے ہوئے دیکھا۔ حضرت فطر علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت قاسم علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔

حضرت افلح بن حمید علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ نے جب اپنی وصیّت لکھوائی تو کہا کہ لکھو' کاتب نے لکھا کہ یہ وہ ہے جس کی حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ نے وصیت کی جو گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی معبود نہیں۔ حضرت قاسم علیہ الرحمہ نے کہا کہ اگر آج سے پہلے ہم اِس کے گواہ نہ تھے تو ہم بدنصیب ہیں۔

حضرت سلیمان بن عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ کی وفات قدید میں ہوئی' اُنہوں نے فرمایا کہ میرے اُنہی کپڑوں میں جن میں میں نماز پڑھتا ہوں (یعنی) میرے کُرتے اور تہبند اور چادر میں مجھے کفن دینا' اُن کے بیٹے نے کہا کہ اے والدِ گرامی! آپ دو کپڑے نہیں چاہتے؟ اُنہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا گیا'

اور زندہ بہ نسبت میت کے نئے کپڑے کا زیادہ محتاج ہے۔

حضرت قاسم علیہ الرحمہ کی وفات قدید میں ہوئی مُشَلَّل میں دفن کیے گئے' قدید اور اس کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے' اُن کے بیٹے نے تابوت اپنے کندھے پر رکھ لیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ مُشَلَّل پہنچ گئے۔

حضرت محمد بن اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ زیادہ عالم ہیں کہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ آپ نے فرمایا حضرت سالم رضی اللہ عنہ مبارک مرد ہیں۔ آپ کا ارادہ تھا کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو سب سے بڑا عالم کہیں مگر یہ اس لئے نہ فرمایا کہ جھوٹ نہ ہو جائے اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ میں زیادہ عالم ہوں تاکہ نفس میں خودی نہ پیدا ہو۔ [۴]

حضرت محمد بن عمر علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت قاسم علیہ الرحمہ کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی جب وہ ستر یا بہتر برس کے تھے۔ اُن کی نگاہ جا چکی تھی' ثقہ اور بلند و عالی مرتبہ فقیہہ و امام و یکثر الحدیث و متقی تھے' اُن کی کنیت ابومحمد تھی رضی اللہ عنہ۔

اَولاد:

آپ کے دو صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت محمد رحمہما اللہ تعالیٰ اور دو صاحبزادیاں حضرت اُمّ فروہ اور حضرت اُمّ حکیم رحمہما اللہ تعالیٰ تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بڑے جلیل القدر محدث اور عالی مرتبت فقیہہ تھے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اُنہیں افضل اہل زمانہ کہا ہے۔ [۵]

آپ کی بیٹی حضرت اُمّ فروہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی شادی حضرت سیّدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے ہوئی آپ کے بطن سے حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

☆☆☆

☆☆

---

۴ حضرات القدس ص ۸۹۔ ۵ بحوالہ تذکرہ مشائخ نقشبند ص ۲۱۱' طبقات ابن سعد۔

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

ولادت: ۸۳ھ بروز پیر وصال: ۱۴۸ھ شوال المکرّم

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اہل بیت رضی اللہ عنہم سے ہیں۔ آپ خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں۔ آپ کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہیں۔ حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والدِ گرامی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت سیّدنا قاسم رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی (حضرت) جعفر (رضی اللہ عنہ) ہے۔ آپ کی سچی گفتگو کی وجہ سے آپ کا لقب ''صادق'' ہے۔ جس طرح آپ کے جدِ مادری کا لقب ''صدیق'' رضی اللہ عنہ ہے۔ [1] آپ کی کنیت ''ابو محمد'' رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نانی جان اور نانا جان دونوں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتی اور پوتے ہیں۔ اس لئے حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، وَلَدَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْنِ [2] ''مجھے ولادت میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دوہرا واسطہ ہے''۔

شجرہ شریف

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ — امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا عبدالرحمان رضی اللہ عنہ — حضرت محمد رضی اللہ عنہ — حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا — حضرت سیّدنا قاسم رضی اللہ عنہ — حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ——— عقد ——— حضرت سیّدنا امام باقر رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ [3]

---

[1] حضرات القدس جلد ۱ ص ۹۰۔ [2] حضرات القدس جلد ۱ ص ۹۰۔ [3] تحفۂ جعفریہ جلد ۲ ص ۷ از مناظرِ اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی قدس سرہ العزیز۔

آپ مدینہ منورہ میں ۸۳ھ ربیع الاوّل شریف کے آخری عشرہ میں بروز سوموار پیدا ہوئے۔

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اور طریقت کی زیبائش ہیں۔ آپ میں ظاہر و باطن سے آراستہ پیراستہ اور تمام علوم آپ کے عمدہ اشارات ہیں۔ کلام الٰہی کی باریکی اور معانی طریقت سے واقف ہونے کی وجہ سے آپ مشائخِ عظام میں مشہور ہیں۔ [۴] آپ تمام مشائخ کے سردار ہیں۔ ہر شخص کو آپ پر کامل اعتبار اور اعتماد ہے۔ [۵] آپ وافر العلوم اور کثیر الفیوض ہیں۔ آپ کی امامت، بزرگی اور سیادت پر جمہور کا اتفاق ہے۔

آپ کے اَخلاقِ حسنہ، ہمتِ ظاہری اور اشاراتِ لسانی، تفسیرِ قرآنِ مجید میں ظاہر ہیں بلکہ آپ کے اشاراتِ جمیلہ اور اسرارِ جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں۔

آپ صاحبِ زُہد کامل اور بڑے متقی تھے۔ شہوات اور لذّات سے پوری طرح بچنے والے اور نہایت ہی باحیاء اور باادب بزرگ، مقربِ بارگاہِ الٰہی تھے۔ ایک مدت تک مدینہ منورہ میں اقامت گزیں رہے اور اپنے علوم کا فیض اور فائدہ اہلِ ارادت کو پہنچاتے رہے۔ پھر آپ عراق تشریف لے گئے اور ایک مدت تک وہاں بھی مقیم رہے۔

حضرت داؤد طائی قدس سرہٗ العزیز حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ نصیحت فرمایئے، میرا دل سیاہ ہوگیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''اے ابوسلیمان (یہ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کنیت ہے۔) آپ خود اپنے زمانے کے زاہد ہیں، آپ کو میری نصیحت کی کیا حاجت ہے؟ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا، اے فرزندِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سب پر فضیلت ہے اور سب کو نصیحت کرنا آپ پر واجب ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوسلیمان! میں اِس بات سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے روز کہیں میرے نانا جان حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میری جواب طلبی نہ فرمائیں کہ تو نے میری پیروی کا حق کیوں ادا نہیں کیا؟ کیونکہ یہ فرضِ نسبی اور قومی شرافت پر منحصر

---

[۴] کشف المحجوب ص ۶۷ (فارسی)۔ [۵] کشف المحجوب ص ۶۷ (فارسی)۔

نہیں بلکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے ہاں اچھے عمل پر موقوف ہے۔ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ رونے لگے اور فریاد کرتے ہوئے کہنے لگے بارِ خدایا جس شخص کی طینت نبوت کے پانی سے گوندھی گئی ہو اُس کی طبیعت کی تربیت برہان اور دلیل کے اُصولوں سے ہوتی ہے۔ اُس کے نانا پاک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور اُس کی ماں بتول (حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے تو وہ اتنا حیران و پریشان ہے تو داؤد کون ہے؟ جو اپنے عمل پر مغرور ہو اور اپنے حال کو اچھا سمجھے۔ [۶]

عقیدۂ شفاعت:

ایک بار اپنے خادموں کے پاس بیٹھے تھے آپ نے اُنہیں فرمایا کہ آؤ ہم عہد کرلیں کہ جو شخص ہم میں سے قیامت کے دن نجات پائے وہ سب کی شفاعت کرے گا۔ اُنہوں نے عرض کیا: اے پیارے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فرزندِ ارجمند! آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت؟ آپ کے جدِ امجد نبی آخر الزماں ﷺ تمام مخلوقات کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں اپنے اَعمال کی وجہ سے شرمسار ہوں کہ کل قیامت کے دن اپنے نانا جان کو کیا منہ دکھاؤں گا؟'' [۷]

آپ کے اِس فرمان اور خادموں کی گزارش سے پتا چلتا ہے کہ اُن سب لوگوں کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے محبوب بندے بھی شفاعت فرمائیں گے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ سے ''عقیدۂ شفاعت'' کی وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّۃَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَۃِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ

---

[۶] تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۱ فارسی۔ [۷] کشف المحجوب ص ۶۷ (فارسی) حضرات القدس ص ۹۳، تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۲ فارسی۔

وَهِيَ لِمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ ۸ ''میرے رب (کریم) کی طرف سے میرے پاس ایک آنے والا آیا تو مجھے نصف اُمت جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کرنے میں ایک کو چن لینے کا اختیار دیا گیا۔ پس میں نے شفاعت کو پسند کیا اور یہ اُس کے لئے جو ایسی حالت میں مرا کہ اُس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) کے ساتھ شرک نہ کیا۔'' (یعنی صاحب ایمان ہو)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں فرمایا: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ ۹ ''قیامت کے روز میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ سب سے پہلے میری قبر (انور) کھلے گی۔ سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔''

علاوہ ازیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ بَنِيْ مِنْ تَمِيْمٍ ۱۰ ''میری اُمت سے ایک آدمی کی شفاعت سے قبیلہ بنوتمیم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے''۔ اس حدیث شریف کو حضرت عبداللہ بن ابی الجدعا رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

اسی طرح حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْ هُمْ مَّنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ۱۱ ''میری اُمت میں سے بعض وہ ہیں جو ایک جماعت کی شفاعت کریں گے۔ بعض وہ ہیں جو ایک قبیلہ کی شفاعت کریں گے۔ بعض ایک

---

۸ ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۱' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۱' مسند احمد جلد ۶ ص ۲۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۰' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۷۱۔ ۹ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۴۱' مسلم حدیث نمبر ۲۲۷۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۷۳' ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۵ مسند احمد جلد ۲ ص ۵۴۰۔ ۱۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۱' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۳۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۲' دارمی حدیث نمبر ۲۸۰۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۴۹' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۷۲۔ ۱۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۲' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۰' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۷۲۔

کنبہ کی شفاعت کریں گے۔ بعض صرف ایک آدمی کی شفاعت کریں گے حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ [۱۲] "میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہوں والوں کے لئے ہے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی کیا خوب حدیث شریف بیان شدہ ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یُصَفُّ اَھْلُ النَّارِ فَیَمُرُّ بِھِمُ الرَّجُلَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ یَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِیْ وَھَبْتُ لَکَ وُضُوْءً فَیَشْفَعُ لَہٗ [۱۳] "دوزخی لوگ صف بستہ کھڑے ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک جنتی اُن کے قریب سے گزرے گا تو اُن میں سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک گھونٹ پانی پلایا تھا۔ اور ایک دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کا پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اُن کی شفاعت کرے گا۔ پس اُنہیں جنت میں داخل کر دے گا"۔

نفس کے عیوب دیکھنا:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے نفس کے عُیوب دیکھنے کو ترجیح دیتے تھے اور یہ صفت آپ کے اَوصافِ کمال میں سے ہے اور مقربانِ بارگاہِ الٰہی اولیاءِ اللہ اِس صفت سے متصف ہوتے ہیں۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا بَصَّرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ [۱۴] "اللہ (عزوجل) جس بندے کو بھلائی عطا فرمانے کا

---

[۱۲] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۹۸، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۷۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۳۹، ترمذی حدیث نمبر ۲۴۳۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۷، ۱۰ ص ۱۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۳۲، جلد ۱۱ ص ۱۸۹، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۷۸، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۴۴۶، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۷۵۱، ۳۹۰۵۵۔ [۱۳] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۴، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۷۴، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۰۔ [۱۴] کشف المحجوب ص ۶۸۔

ارادہ فرماتا ہے اُسے اُس کے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے''۔ اور جو شخص تواضع سے سر نیچے جھکا دیتا ہے اللہ عزوجل دونوں جہانوں میں اُس کا کام سنوار دیتا ہے۔

آج وہ وقت آ گیا ہے:

جب حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے خلوت نشینی اختیار کر لی اور باہر تشریف نہ لاتے تو حضرت سفیان ثوری قدس سرہُ العزیز نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے فرزندِ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم لوگ آپ کے ارشاداتِ عالیہ سے محروم ہو رہے ہیں۔ آپ نے گوشہ نشینی کیوں اختیار کر لی ہے؟ آپ نے فرمایا: اَب میرا منہ اَیسا ہی ہے اور یہ دو اَشعار پڑھے۔

ذَهَبَ الْوَفَآءُ ذَهَابَ اَمسِ الذَّاهِبِ
وَالنَّـاسُ بَيْنَ فَخَايِلٍ وَمَآرِبِ
يُفْشُوْنَ بَيْنَهُمُ الْمُوَدَّةَ وَالْوَفَا
وَ قُلُوْبُهُمْ فَحُشُوَّةُ بِعَقَارِبِ

''جانے والے کی مانند اَب وفا چلی گئی۔ لوگ اپنے اپنے خیالات اور اُمیدوں میں کھوئے ہوئے ہیں اگرچہ باہم وفاداری اور دوستی کا دَم بھرتے ہیں لیکن فریب اور بے وفائی اُن کے دِلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔'' [۱۵]

یہ اُس وقت کی بات ہے جب حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا دَور تھا۔ اب تو فریب کاروں، بے وفاؤں، مفاد پرستوں، اَمانتوں میں خیانت کرنے والوں اور اِحسان فراموشوں سے دُنیا بھری ہوئی ہے۔ جب مقصد و مفاد مل جاتا ہے تو اَیسے لوگ دَغا دیتے ہیں اور بغض و کینہ اور ذاتی دشمنیوں کے مجسمے بن جاتے ہیں حالانکہ دیکھنے میں اچھے بھلے سجے سجائے نظر آتے ہیں۔

کم فہم شخص سے مروت اور عفو و درگذر:

کسی شخص کے پیسوں کی تھیلی گم ہو گئی وہ شخص حضرت سیّدنا امام جعفر صادق

[۱۵] تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۲۔

رضی اللہ عنہ سے اُلجھنے لگا کہ آپ نے میرے پیسوں کی تھیلی چرالی ہے۔ آپ نے اُس سے پوچھا اُس میں تیری کتنی رقم تھی؟ اُس نے کہا ایک ہزار دینار۔ آپ اُسے اپنے گھر لے گئے اور دو ہزار دینار اُسے دے دیئے۔ جب وہ دینار لے کر اپنے گھر واپس آیا تو اُسے اپنے گم شدہ پیسے مل گئے۔ اُس نے واپس آکر لی ہوئی رقم آپ کی خدمت میں واپس کرنا چاہی اور معذرت بھی کی کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے لیکن آپ نے فرمایا ہم جو چیز دے دیتے ہیں اُس کو واپس نہیں لیتے۔ اُس نے لوگوں سے آپ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا یہ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت شرمسار ہوا اور نادم واپس لوٹا۔ [16]

پانچ آدمیوں سے پرہیز کی نصیحت:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' پانچ آدمیوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔ (۱) جھوٹے سے کہ اُس کی صحبت سے مغرور ہو جاؤ گے۔ (۲) اَحمق سے کہ جس قدر وہ تم سے بھلائی کرے گا اُتنا ہی تجھے نقصان پہنچائے گا۔ (۳) بخیل سے کہ اُس کی صحبت تیرے اچھے اَوقات کو ضائع کر دے گی۔ (۴) بزدِل سے کہ جو بوقت ضرورت پیٹھ دکھا دیتا ہے۔ (۵) فاسق سے جو ایک لقمہ کے بدلے تجھے بیچ دے گا اور کم سے کم چیز کا بھی لالچ کرے گا۔ [17]

وصال:

آخری عمر میں آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ حضرت ابن الصباغ علیہ الرحمہ کے مطابق حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۱۴۸ھ شوال المکرّم کے مہینہ میں فوت ہوئے۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف ۶۵ سال تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو منصور کے دورِ حکومت میں زہر سے شہید کیا گیا۔ بعد از وفات جنت البقیع میں اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ دفن ہوئے۔ [18]

---

[16] تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۲۔ [17] تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۴۔ [18] تحفۂ جعفریہ جلد ۲ از مناظر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی قدس سرہٗ العزیز۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور کونڈے کا ختم شریف:

ہمارے معاشرے میں ۲۲ رجب المرجب کو حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام پر ''کونڈے'' کے عنوان سے ختم شریف دلایا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ۲۲ رجب المرجب، حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۲ رجب المرجب حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ نہیں ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال شوال المکرّم کے مہینے میں ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ۲۲ رجب المرجب حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وصال ہے۔ اگر تاریخ کے حوالے سے ختم شریف دلوانا ہے تو حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ختم شریف دلوانا چاہیے۔

''کونڈے'' کا ختم شریف کے نام سے جو طریقۂ کار اختیار کیا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ ختم شریف کیلئے نہ کسی خاص برتن کی پابندی ہے اور نہ کسی خاص کھانے کی۔ کھانے اور برتنوں پر کسی قسم کی پابندی لگانا شرعاً درست نہیں ہے۔ اِس طرح اس پکے ہوئے کھانے کو گھر سے باہر نہ نکالنے کی پابندی بھی شرعاً درست نہیں۔ ہاں! البتہ اگر کوئی نذر مانے کہ میں فلاں قسم کا کھانا یا فلاں چیز خیرات کروں گا یا کروں گی تو پھر ایسا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اِس دن جو قصّہ کہانی والی کتابیں پڑھی جاتیں ہیں وہ بھی من گھڑت ہیں۔ اُن سے اِجتناب کرنا چاہیے اُس دن بھی عام دنوں کی طرح اِیصالِ ثواب کرنا چاہیے۔ اگر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز شریف کے کھانے پر اور گیارہویں شریف کے کھانے پر کوئی پابندی نہیں تو ''کونڈے کے ختم شریف'' پر پابندی کیوں لگائی جاتی ہے؟ تمام حضرات وخواتین کو چاہیے کہ ۲۲ رجب المرجب کو حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عُرس منا کر تسکینِ قلب حاصل کریں اور شوال المکرّم میں حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عرس منائیں اور لنگر شریف کھلے عام تقسیم کریں۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب دامت برکاتہم عالیہ ارشاد فرماتے ہیں ''مذکورہ بالا ترتیب میں ایّام منانے کی صورت میں نہ فتویٰ بازی کی طرف متوجہ ہوں اور نہ ہی خلافِ شرع طریقہ اختیار کریں''۔

عارف یزدانی' حبیب ربانی سلطان العارفین

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۳۶ھ وصال: ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ

حبیب ربانی' عارف یزدانی' سلطان العارفین' حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز ایران کے شہر "بسطام" میں ۱۳۶ھ بمطابق ۷۵۲ یا ۷۵۳ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کا نام نامی "طیفور" ہے۔ طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان۔ آپ کے والدِ گرامی بہت بڑے زاہد اور نیک بزرگ تھے۔ آپ کے دادا شروع شروع میں بت پرست تھے مگر بعد میں اُنہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ کے دو بھائی بھی تھے حضرت آدم رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت علی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ جو عابد و زاہد تھے مگر آپ زہد و عبادت میں اُن سے بڑھے ہوئے تھے۔ [1] حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ حضرت شیخ احمد خضرویہ' حضرت ابو حفص اور یحییٰ معاذ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ [2]

آپ پیدائشی ولی تھے۔ آپ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ کسے معلوم تھا کہ یہ یتیم بچہ آگے چل کر روحانیت اور شہرت کی انتہائی بلندیوں کو چھولے گا اور **سلطان العارفین** کہلائے گا۔ آپ عارفانِ الٰہی کے سلطان' حجۃ الخلائق' اکابرین مشائخ میں سے ہیں۔ اسرار و حقائق کی مہارت میں آپ ثانی نہیں رکھتے۔ آپ ہمیشہ ہی قربِ الٰہی کے مقام پر رہتے۔ [3]

مادرزاد ولی:

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ ابھی ابو یزید میرے شکم میں تھے اگر میں

---

[1] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۵۱ از حضرت نور بخش توکلی رحمہ اللہ تعالیٰ چھاپہ نوری بک ڈپو لاہور۔
[2] نفحات الانس ص ۵۶ فارسی۔ [3] تذکرۃ اولیاء جلد ۱ ص ۱۳۴۔۱۳۵۔

کبھی ایسا لقمہ منہ میں ڈال لیتی جو مشتبہ ہوتا تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے آپ آرام نہ فرماتے یہاں تک کہ میں اُس لقمے کو منہ سے نکال لیتی۔ ۴

آپ معرفت کے آسمان اور محبتِ الٰہی کی کشتی ہیں اور بزرگ ترین تبع تابعین میں سے گنے جاتے ہیں۔ مشائخِ طریقت میں آپ کا حال سب سے بڑھ کر اور شان سب سے بڑی ہے۔ ۵

حضرت ابو القاسم جنید بن محمد بن جنید البغدادی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں: اَبَا یَزِیْدُ مِنَّا بِمَنْزِلَہٖ جِبْرَائِیْلَ مِنَ الْمَلَائِکَۃ ۶ ''(حضرت خواجہ) بایزید بسطامی (رضی اللہ عنہ) کا ہم میں وہ درجہ ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرشتوں میں درجہ ہے''۔

''نفحات الانس'' میں حضرت مولانا عبدالرحمان جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں' ''حضرت شیخ ابو یزید بسطامی علیہ الرحمہ کے متعلق منقول ہے ''چون بایزید نمازی کردی قعقعہ استخوان سینہ وی بیرون می آمدی وی شنیدندی از ھیبت حق و تعظیم شریعت''۔ ۷

جب حضرت بایزید قدس سرہٗ العزیز نماز پڑھتے تھے تو اُن کے سینے کی ہڈیوں سے چٹکنے کی آواز اس طرح نکلتی تھی کہ لوگ اس آواز کو سن لیتے تھے' اُن کی ہڈیوں سے یہ آواز ہیبتِ الٰہی اور شریعت کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے نکلتی تھی''۔

شجرۂ طریقت:

آپ علیہ الرحمہ کا شجرۂ طریقت یوں ہے: بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ..... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ..... حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ ..... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ..... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

تقویٰ و پرہیز گاری:

ایک روز آپ کو ذوقِ عبادت حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ خادم کو حکم فرمایا کہ معلوم

---

۴ تذکرۃ الاولیاء ۱۳۵ (فارسی)۔ ۵ کشف المحجوب شریف ص ۹۸ (فارسی)۔ ۶ کشف المحجوب شریف ص ۹۸ (فارسی) تذکرۃ الاولیاء ص ۱۳۵ (فارسی)۔ ۷ نفحات الانس ص ۵۷ (فارسی)

کرو کہ آج گھر میں کیا چیز موجود ہے جو سوہانِ روح بن گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک خوشہ انگور رکھا تھا۔ فرمایا: اسے فوراً کسی کو دے دو۔ میرا گھر میوہ فروش کی دکان نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خوشہ انگور دینے کے فوراً بعد آپ علیہ الرحمہ کی عبادت میں لذت وسرور پیدا ہوگیا۔

متبعِ سُنّتِ مبارک:

حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ عاشقِ رسول ﷺ اور طالبِ حق تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کا طریقۂ تصوّف (طریقۂ طیفوریہ) بھی عشقِ رسول ﷺ سے خصوصی طور پر مربوط ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے ''مثنوی اسرارِ خودی'' میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اِس قدر عاشقِ رسول ﷺ اور سُنّتِ مبارک کی پیروی کرنے والے تھے کہ خربوزہ نہ کھاتے تھے کیونکہ اِس پھل کے کھانے کا مسنون طریقہ اُنہیں معلوم نہ تھا۔ اِس کامل تقلید کا نام ''عشق'' ہے۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک دفعہ لوگوں نے مجھ سے کہا فلاں شہر میں ایک ولی رہتا ہے۔ (فرماتے ہیں) میں اُٹھا اور اُس کی زیارت کا قصد کیا۔ جب میں اُس کی مسجد میں پہنچا تو وہ اپنے گھر سے باہر نکلا اور اُس نے مسجد میں قبلہ کی طرف تھوک دیا' میں اُسے سلام کئے بغیر وہاں سے واپس لوٹا اور میں نے دِل میں کہا ولی کو چاہئے کہ اپنے اُوپر شریعت کی حفاظت لازم کرے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اُس کے حال کو اپنی نگاہ میں رکھے۔ اگر یہ آدمی ولی ہوتا تو عظمتِ قبلہ کو محفوظ رکھتے ہوئے اُس کی طرف تھوک نہ پھینکتا۔ اور صحتِ کرامت کے پیشِ نظر اُس کے حق کی رعایت کرتا۔ آپ اُس شخص سے ملے بغیر بلکہ سلام کئے بغیر واپس چلے آئے کہ وہ شخص مقامِ ولایت پر قائم نہیں تھا۔ اَیسے شخص سے ملنا لوگوں کو بے راہ رو کرنے والی بات ہے۔ قبلہ کی طرف تھوکنا اور مسجد میں تھوکنا اِنتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ فرماتے ہیں اُسی رات میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے بایزید جو عمل تو نے کیا

اُس عمل کی برکتیں تیرے اندر پہنچ گئیں۔ دوسرے روز میں اُس درجہ تک پہنچ گیا جہاں تم مجھے دیکھتے ہو۔ ۸

واقعہ:

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے ایک قوم کی اِمامت کی اور نماز کی حالت میں اُس نے قبلہ شریف کی طرف تھوک دیا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کو دیکھ رہے تھے۔ جب وہ امام نماز پڑھا کر فارغ ہوا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس قوم کے لوگوں کو فرمایا: **لَایُصَلِّیْ لَکُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذَالِکَ اِنْ یُّصَلِّیَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَ ذَالِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّکَ قَدْ اٰذَیْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ** ۹ ''آئندہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔ اس کے بعد اُس نے (اگلی) نماز پڑھانا چاہی تو لوگوں نے اُس کو روک دیا اور اُسے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فرمانِ عالی شان سے آگاہ کیا۔ (وہ شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا) آپ ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (میں نے لوگوں کو تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا ہے)۔ راوی فرماتے ہیں مجھے خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: کہ تو نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کو اذیت پہنچائی ہے''۔

مذکورہ بالا امام صاحب یقیناً صحابی رضی اللہ عنہ ہوں گے کہ آپ ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں موجود تھے۔ گو اُنہوں نے ارادتاً خانہ کعبہ کی طرف نہیں تھوکا تھا بلکہ اِتفاقیہ طور پر بے بسی میں اُن سے یہ خطا سرزد ہوگی۔

جب اِتفاقاً عظمتِ کعبہ معظمہ پامال ہو تو اِمام اِمامت سے معزول کر دیا جاتا ہے جو جان بوجھ کر گستاخی اور بے اَدبی کرے وہ کب اِمامت کے لائق ہو سکتا

---

۸ کشف المحجوب شریف ص ۱۹۵ (فارسی)' تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۳۶ (فارسی)۔ ۹ مشکوٰۃ ص ۷۱' ابوداؤد جلد ا ص ۷۶' فتح الباری جلد ا ص ۶۶۹ (طبع جدید) مرقاۃ جلد ۲ ص ۴۲۱۔

ہے؟ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِمامت کے منصب پر فائز صحابی رضی اللہ عنہ کی لاپرواہی اور اِتفاقی غلطی کو اِمامت کے منصب کے مطابق درست نہ جانا حالانکہ کوئی صحابی رضی اللہ عنہ فاسق نہیں ہیں۔ اِس کے باوجود اُن کا قبلہ مکرمہ کی طرف تھوکنا اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ایذا کا سبب بنا۔ اگرچہ اُس اِمام صاحب نے ارادتاً اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ایذا دینے کے لئے اَیسا نہیں کیا تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ اُس اِمام صاحب نے توبہ کرلی ہوگی اور اِمامت پر دوبارہ بحال کردیئے گئے ہوں گے۔

آج کل آزاد خیال اور بدمذہب لوگ کہتے ہیں کہ ہر اِمام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے۔ اِن سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی اِمام کسی شخص کی بیوی اغواء کرلے یا شراب پیتا اور جواء کھیلتا ہوا پکڑا جائے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟ جبکہ ہمارے معاشرے کا حال یہ ہے کہ اگر کسی نمازی کو ذاتی طور پر اِمام سے اِختلاف ہو تو اُس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ مقامِ عبرت ہے ذاتی مخالفت کی وجہ سے اچھے بھلے اِمام صاحب کو مسجد سے برخاست کردیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی اِمام نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ صحابہ کرام یا اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم یا اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو آزاد خیال' بے راہ رو اور بدمذہب لوگ کہتے ہیں یار نماز ہی پڑھنی ہے' ہماری نماز ہوجاتی ہے۔ اُن سے پوچھا جاسکتا ہے اے لوگو! اگر تمہارے خلاف مسجد کا اِمام وخطیب بات کرے تو تم اُس اِمام وخطیب کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ بتاؤ تم بڑے ہو یا پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بڑے ہیں؟

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارُ

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کا عمل مبارک عین عشق ومحبت اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق تھا کہ آپ نے اُس شخص سے سلام لینا بھی گوارا نہ فرمایا۔ جس نے قبلہ معظمہ کی طرف اور پھر مسجد میں تھوک دیا حالانکہ وہ ولی مشہور تھا۔ بزرگانِ دین کے راستے پر چلنا چاہئے اِسی میں فلاح وکامیابی ہے۔

خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ علیہ کا اندازِ ملامت:

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں روایت کرتے ہیں' آپ سفر حجاز میں ایک شہر سے واپس آرہے تھے کہ شور وغل ہوا کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ تشریف لائے ہیں۔ شہر کے لوگ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور بڑی عزت واحترام کے ساتھ آپ کو شہر میں لائے۔ جس کی وجہ سے آپ اُن لوگوں کی رعایت میں مشغول ہوگئے۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی توجہ حق تعالیٰ سے ہٹ گئی جس سے آپ بہت پریشان ہوئے۔ جب آپ بازار تشریف لائے تو آپ نے اپنی آستین سے روٹی نکالی اور کھانے لگے یہ دیکھ کر سب لوگ آپ کے پاس سے ہٹ گئے اور آپ کو تنہا چھوڑ گئے۔ یہ واقعہ رمضان المبارک کا تھا اور آپ مسافر تھے۔ جو مرید آپ کے ہمراہ تھا اُس سے فرمانے لگے کہ تو نے دیکھا کہ اُن کے نزدیک ایک مسئلہ شریعت پر میں نے عمل کیا تو سب لوگ مجھے آزاد چھوڑ گئے۔ مسافر پر چونکہ روزہ کی رعایت ہے رکھے یا نہ رکھے۔ لوگوں نے آپ کی مسافری کو نہ دیکھا۔ آپ نے لوگوں کو اپنے سے دُور کرنے کے لئے یہ عمل کیا۔ [9]

طریقت کی راہ میں بہتر چیز:

لوگوں نے آپ سے پوچھا طریقت کی راہ میں کیا چیز بہتر ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: مادرزاد دوست۔ لوگوں نے عرض کیا' اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر آپ نے فرمایا: کہ چشم بینا ہونی چاہئے۔ پھر پوچھا' اگر یہ بھی حاصل نہ ہو تو آپ نے فرمایا: پھر سننے والے کان ہونے چاہئیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر فرمایا: مرگِ مفاجات (ناگہانی موت)۔ [10]

عاجزی وانکساری:

ایک دفعہ آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور اپنا عصاء زمین میں گاڑ دیا۔ اُس کے پہلو میں ایک اور شیخ نے اپنا عصاء زمین میں گاڑا ہوا تھا۔ ایسا اتفاق

---

[9] کشف المحجوب ص ۵۲ (فارسی)۔ [10] تذکرۃ الاولیاء ص ۱۳۵ (فارسی)۔

ہوا کہ آپ کا عصاء اُس شیخ کے عصاء پر پڑا۔ جس سے وہ گر گیا۔ شیخ نے جھک کر اپنا عصاء اُٹھایا اور وہ شخص گھر کو چل دیا۔ آپ اُس کے گھر پہنچے اور معافی مانگی اور فرمایا: آپ کو جھکنے کی تکلیف اِس لئے اُٹھانی پڑی کہ میں نے اپنا عصاء اچھی طرح نہ گاڑا تھا۔ ورنہ آپ کو جھکنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور تکلیف نہ ہوتی۔ [۱۱]

تصوُّف:

آپ بڑے صائب الرائے اور صاحبِ اجتہاد تھے۔ کشف المحجوب شریف میں ہے کہ تصوُّف کے دس مشہور اماموں میں سے ایک آپ ہوئے ہیں۔ آپ سے پہلے اِس علمِ تصوُّف کے حقائق سے اِستنباط کا اِتنا ملکہ کسی کو حاصل نہیں ہوا تھا جتنا کہ آپ کو حاصل ہوا۔ دراصل آپ تمام اَحوال میں علم دوست اور شریعت کی تعظیم کرنے والے ہیں۔ برعکس اُس گروہ کے جو الحاد کی وجہ سے بناوٹی طور پر اپنے آپ کو آپ سے وابستہ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ کا اِبتدائی زمانہ مجاہدہ اور عملی ریاضت میں گزرا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: عَمِلْتُ فِی الْمُجَاهِدَةِ ثَلَاثِیْنَ سَنَةً فَمَا وَجَدْتُ شَیْئًا اَشَدُّ عَلَیَّ مِنَ الْعِلْمِ وَمَتَابِعَتِهٖ وَلَوْلَا اخْتِلَافُ الْعُلَمَآءِ لَبَقِیْتُ وَاخْتِلَافُ الْعُلَمَآءِ رَحْمَةٌ اِلَّا فِی تَجْرِیْدِ التَّوْحِیْدِ [۱۲] ''میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا۔ اِس عرصہ میں علم اور اُس کی متابعت سے زیادہ سخت کوئی چیز مجھے معلوم نہ ہوئی اور اگر علماء کا اِختلاف نہ ہوتا تو میں سب اُمورِ دین کے اَدا کرنے سے قاصر رہ جاتا اور دین کا حق نہ اَدا کر سکتا۔ لیکن خالص توحیدِ الٰہی کے سوا سب اُمور میں علماء کا اِختلاف رحمت ہے۔ اور درحقیقت ایسا ہی ہے کیونکہ طبیعت علم کی نسبت ہے''۔

رازقِ حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم ہے:

ایک بار ایک اِمام کے پیچھے آپ نے نماز پڑھی۔ جب نماز ختم ہوئی تو اِمام

---

[۱۱] تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۵۳۔ [۱۲] کشف المحجوب ص ۹۸ (فارسی)۔

صاحب نے حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا آپ نہ تو کوئی کام کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے کچھ لیتے ہیں پھر آپ کس طرح گزارہ کرتے ہیں اور کہاں سے کھاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے مجھے دوبارہ نماز پڑھ لینے دو پھر تمہیں بتاتا ہوں۔ اِمام صاحب نے عرض کیا' نماز کو دوبارہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: اَیسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں جو رازق (حقیقی) کو نہیں پہچانتا۔ ۱۳

طالب علمی کے دَور کا واقعہ:

نقل ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو مکتب میں پڑھنے کے لئے بھیجا دورانِ تعلیم جب سورۂ لقمان کی اِس آیتِ مبارک پر پہنچے کہ: اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَالِوَالِدَيْكَ ط .... ۱۴ یعنی "میرا شکر اَدا کرو اور اپنے والدین کا شکر اَدا کرو"۔ آپ نے اُستادِ گرامی سے اِس آیتِ مبارک کا مطلب پوچھا۔ آپ کے دِل پر بڑا اَثر ہوا۔ آپ نے اُستادِ محترم سے گھر جانے کی اجازت چاہی۔ جب آپ گھر آئے تو والدہ محترمہ نے گھر آنے کی وجہ پوچھی اور فرمایا کہ مسجد سے کوئی ہدیہ لائے ہو یا کوئی عذر درپیش آیا ہے؟ آپ نے عرض کیا' نہیں بلکہ سورۂ لقمان کی آیتِ مبارک سن کر میرے دِل پر اَثر ہوا اور اُس کے متعلق میں عرض کرنے آیا ہوں کہ میں دونوں خدمات بجا طور پر اَدا نہیں کر سکتا یا تو آپ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے مانگ لیجئے کہ میں بالکل آپ ہی کا ہو رہوں یا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہی کی طرف سونپ دیجئے کہ اُسی کا ہو رہوں۔ تو والدہ ماجدہ نے جواباً فرمایا: اے پسر ترا در کارِ خدای کردم وحق خویشتن بتو بخشیدم برو وخدای را باش۔ "اے بیٹے میں نے تجھے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے حوالے کیا اور میں نے تجھے اپنا حق بخش دیا"۔ یہ سن کر آپ بسطام شہر سے چلے گئے اور تیس سال تک جنگلات میں ریاضت کرتے رہے اور ایک سو تیس بزرگوں کی خدمت سرانجام دی۔ اُن سے مستفیض ہوئے۔ ۱۵

---

۱۳ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۵۳ (فارسی)۔ ۱۴ لقمان آیت نمبر ۱۴۔ ۱۵ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۳۵ (فارسی) تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۱۔

حج سے واپسی کا واقعہ:

ایک دفعہ آپ حج کے لئے روانہ ہوئے اور بارہ سال میں کعبہ معظمہ پہنچے۔ راستے میں چند قدم چلتے اور جائے نماز (مصلے) بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے [۱۶] جب حج، عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر والدہ محترمہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہونے کی آرزو ہوئی تو آپ بسطام کی طرف چل پڑے۔ جب لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے۔ صبح کے وقت آپ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو آپ نے سُنا کہ آپ کی والدہ محترمہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم سے دُعا کر رہی تھیں۔ ''یا اللہ (جل جلالہ) میرے بچے کو اچھی طرح رکھنا۔ مشائخ کے دِلوں میں اُس کی عزت قائم فرمانا اور اُسے اچھی حالت عطا فرمانا۔ جب یہ سُنا تو بہت روئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا آپ کی والدہ محترمہ نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا' آپ کا مسافر بیٹا۔ یہ سُن کر والدہ محترمہ نے دروازہ کھول دیا اور فرمانے لگیں بیٹا بہت دیر سے آئے ہو تیری جدائی میں میری کمر دوہری ہوگئی ہے۔ [۱۷]

واقعہ حقوق والدین:

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ ہی اِرشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ محترمہ نے پانی منگوایا، میرے لانے تک والدہ ماجدہ سو گئیں۔ میں اپنی والدہ محترمہ کی بیداری کے اِنتظار میں کھڑا رہا۔ جب میری والدہ محترمہ بیدار ہوئیں تو پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ میں نے آبخورہ دے دیا۔ سردی کی شدت تھی۔ آب خورے میں سے کچھ پانی بہہ کر گر گیا اور میری اُنگلی پر جم گیا تھا۔ جب آبخورہ دیا تو میری اُنگلی کی کھال چھل گئی اور خون بہنے لگا۔ والدہ محترمہ نے پوچھا یہ کیا؟ میں نے حال بیان کیا تو کہنے لگیں ''اے اللہ (جل جلالہ) میں اس سے راضی ہوں تو بھی اِس سے راضی رہ''۔ [۱۸]

---

[۱۶] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۲۔ [۱۷] تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۳۸۔ [۱۸] نزہۃ المجالس جلد ا ص ۱۹۶، تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۳۸۔

ماں:

فرماتے ہیں' جس کام کو میں سب کاموں کے بعد سمجھتا تھا' درحقیقت اُسے سب پر اوّلیت حاصل ہے۔ اور وہ ماں کی خدمت اور رضا جوئی ہے۔ میں جو کچھ تمام ریاضتوں مجاہدوں' خدمت اور پردیس میں تلاش کرتا رہا وہ سب کچھ مجھے والدہ محترمہ کی خدمت سے مل گیا۔ فرماتے ہیں' والدہ محترمہ نے فرمایا: آدھا دروازہ بند کردو' میں صبح تک سوچتا رہا کون سا آدھا دروازہ بند کردوں' دایاں یا بایاں۔ کہیں والدہ محترمہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جائے۔ اس طرح ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی اور سحر کا وقت ہو گیا میں نے وہ سب کچھ پالیا جو کچھ میں مدتوں سے تلاش کرتا پھرتا تھا۔ [19]

سچے عابد اور سچے عامل کی علامت:

آپ فرماتے ہیں' سچے عابد اور سچے عامل کی یہ علامت ہے کہ وہ کوشش کے خنجر سے تمام مرادوں کو قتل کرے اور خواہشوں اور تمناؤں کو اللہ ﷻ کی محبت میں تباہ و برباد کردے اور راضی برضا رہے جس بات کا حق شاہد ہے' اُسی کی آرزو رکھے۔ [20]

سب سے بڑا گناہ:

فرماتے ہیں ایک مسلمان بھائی کو بے عزت کرنے سے بڑھ کر اور کوئی گناہ تمہیں اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ فرماتے ہیں اہلِ دُنیا کیلئے دُنیا از سرتا پا غرور اور اہل آخرت کے لئے آخرت از سرتا پا سرور اور معرفت والوں کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی دوستی سراسر نور ہے۔ [21]

معرفتِ الٰہی کی علامت:

زمانے میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی معرفت کی یہ علامت ہے کہ عارف دُنیا سے متنفر ہوتا ہے اور حق تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی معرفت میں خاموشی اختیار کر لیتا ہے اور مبتلائے حق ہر دو عالم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ورنہ اللہ تبارک

---

[19] تذکرۃ الاولیاء، جلد ا ص ۱۶۱۔ [20] تذکرۃ الاولیاء، جلد ا ص ۱۶۱۔ [21] تذکرۃ الاولیاء، جلد ا ص ۱۶۲۔

وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا اُسے کچھ عزیز نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی طرف سے عارف کے لئے معرفت کا ثواب خود اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہی کی ذات ہے۔ ۲۲

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا دوست:

جسے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اپنا دوست بنا لیتا ہے' اُسے تین خصلتیں عطا فرماتا ہے: ''سخاوتی چوں سخاوتِ دریا و شفقتی چوں شفقتِ آفتاب تواضعی چوں تواضع زمین ۲۳'' سخاوت جیسے دریا کی سخاوت، شفقت آفتاب جیسی اور تواضع زمین جیسی''۔

مرید کو نصیحت:

ایک مرتبہ ایک مرید سفر کے لئے تیار ہوا' جب روانہ ہونے لگا تو آپ سے وصیت چاہی۔ آپ نے فرمایا: تین باتوں کا خیال رکھنا (۱) اگر بداَخلاق سے واسطہ پڑے تو اُس کی کج خلقی کو اپنی خوش خلقی سے بدل لینا (۲) اگر کوئی تجھ پر اِحسان کرے تو پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا شکریہ ادا کرنا پھر اپنے محسن کا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اُسے تجھ پر مہربان کیا ہے۔ (۳) مصیبت کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور فوراً اپنی عاجزی کا اقرار اور فریاد کرنا' الٰہی میں اِس مصیبت کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ۲۴

بندہ' کمال تک کب پہنچتا ہے؟

آپ سے پوچھا گیا بندہ' کمال تک کیسے پہنچتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب وہ اپنے عیبوں کو پہچان لے اور کسی سے کسی قسم کا طمع نہ رکھے پھر وہ اپنے نفس سے جس قدر دُور ہوگا اُس قدر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے قریب ہوگا۔ ۲۵

---

۲۲ تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۶۳۔ ۲۳ تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۶۴ (فارسی)۔ ۲۴ تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۱۶۷ (فارسی)۔ ۲۵ تذکرۃ الاولیاء ص ۱۶۷۔

خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے مزار پر حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ العزیز کی حاضری:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں' ایک دفعہ مجھے ایک واقعہ پیش آیا اور میں نے اُس کے لئے اِس اُمید پر بہت کوشش کی کہ وہ حل ہو جائے مگر وہ حل نہ ہوا اور اِس سے پہلے بھی مجھے اِس قسم کا مشکل مسئلہ پیش آیا تھا۔ جس کے لئے میں حضرت شیخ ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر (انور) پر مجاور ہو کر بیٹھ گیا تب وہ مسئلہ حل ہوا۔ اِس دفعہ بھی میں نے وہاں کا قصد کیا اور تین ماہ تک آپ کے مزار شریف پر رہا۔ ہر روز تین بار غسل کرتا اور تیس بار وضو کرتا تھا۔ [۲۶]

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

ایک یہودی جو آپ کا پڑوسی تھا وہ کہیں سفر پر چلا گیا اُس کی بیوی جو غربت کے ہاتھوں پریشان تھی' رات کو چراغ تک روشن نہ کر سکتی تھی اور تاریکی کی وجہ سے اُس کا بچہ رات کو روتا رہتا تھا۔ آپ نے اُس کے بچے کے رونے کی وجہ پوچھی' عورت نے وجہ بتائی' چنانچہ آپ ہر رات اُس کے یہاں چراغ کو روشن کر دیتے۔ جس وقت وہ یہودی سفر سے واپس آیا تو اُس کی بیوی نے حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حسنِ سلوک کا واقعہ سنایا جس کو سن کر اُس کے دِل میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اُس نے کہا یہ بات کس قدر اُفسوس ناک ہے کہ اِتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی گزاریں۔ چنانچہ میاں بیوی آپ کے دستِ ہدایت پر مشرف بہ اِسلام ہو گئے۔ [۲۷]

علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے حضور:

حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ نے دیگر صوفیاء کبار رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ علیہ الرحمہ کا ذکر کئی مرتبہ کیا جیسے: ؎

---

[۲۶] کشف المحجوب شریف ص ۵۵ (فارسی)۔ [۲۷] تذکرۃ الاولیاء ص ۱۴۹' (فارسی)۔

زائرانِ ایں مقام ارجمند پاک مرداں از مقامات بلند
پاک مرداں چوں فضیل و بوسعید عارفاں مثل جنید و بایزید

''بالِ جبریل'' میں کہتے ہیں:

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہ سنجر و فقر جنید و بسطامی

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اندازِ حاضری:

اَدب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اِرشادات وفرمودات قدسیہ:

(۱) نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں (بُروں) کی صحبت بُرے کام کرنے سے بدتر ہے۔

(۲) جہاں کہیں تم ہو گے اللہ تبارک وتعالیٰ عزّ وجلّ تمہارے حال سے باخبر ہے پس اُس سے ڈرتے رہو اور اُس کی نافرمانی سے بچتے رہو۔

(۳) اگر کسی بداَخلاق کے ساتھ رہنے کا موقع ملے تو تم اچھے اَخلاق سے پیش آؤ۔ خوش خلقی اللہ ﷻ کے نزدیک کرتی ہے اور بدخلقی اللہ ﷻ سے دُور پھینکتی ہے۔

(۴) عارف کسی چیز سے بجز وصالِ محبوب کے خوش نہیں ہوتا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۵) جو شخص اللہ ﷻ کی معرفت رکھتا ہے وہ اپنی زبان ذکرِ الٰہی کے سوا کسی بات کے لئے نہیں کھولتا''۔ چالیس سال ہونے کو ہیں میں نے مخلوق سے کوئی بات نہیں کی۔ (شرح تعرف)

(۶) اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہ کی یکتا ذات سے عشق کرنے والے لوگ جنت وغیرہ کی کوئی خواہش نہیں رکھتے اور اَیسے اہلِ محبت کی یکسوئی کے باعث مخلوقات سے پوشیدہ اور در پردہ رہتے ہیں۔ (کشف المحجوب)

نزع کے وقت اِلتجا:

''نفحات الانس'' میں ہے کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے نزع کے وقت کہا اِلٰھِیْ مَاذَکَرْتُکَ اِلَّا عَنْ غَفْلَۃٍ وَمَا خَدَمْتُکَ اِلَّا عَنْ فَتْرَۃٍ ۲۸ ''اِلٰہی! میں نے تجھ کو یاد کیا مگر غفلت کے ساتھ اور میں نے تیری اطاعت وخدمت کی مگر قصور اور کوتاہی کے ساتھ''۔ اِن کلمات کو اَدا کرنے کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ (ابوموسیٰ گوید شاگردوے کہ بایزید گفت اللہ تعالیٰ را بخواب دیدم گفتم راہ بتو چونست؟ گفت از خود گذشتی رسیدی ۲۹) حضرت شیخ ابوموسیٰ علیہ الرحمہ آپ کے شاگرد کہتے ہیں کہ شیخ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا عالم خواب میں دیدار کیا تو میں نے دریافت کیا کہ الٰہی تجھ تک پہنچنے کا راستہ کونسا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے فرمایا جب تو اپنی ذات سے آزاد ہوگیا تو مجھ تک پہنچ گیا''۔

لوگوں نے حضرت شیخ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو اُن کے اِنتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو اُن سے دریافت کیا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ مجھ سے پوچھا گیا کہ اے بوڑھے! تم کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جب درویش بادشاہ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوتا ہے تو اُس سے یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا چاہتے ہو؟

وصال مبارک:

آپ کو وصال ۱۵ شعبان المعظم ۲۶۱ھ بمطابق ۸۷۵ء ہوا۔

---

۲۸ نفحات الانس ص ۵۷ (فارسی)۔ ۲۹ نفحات الانس ص ۵۷ (فارسی)۔

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز

وصال: ۱۰ محرم الحرام ۴۲۵ھ

آپ کا اسمِ مبارک علی ہے اور کنیت ابوالحسن قدس سرہٗ العزیز ہے۔ [۱] والدِ ماجد کا نام (حضرت) جعفر (علیہ الرحمہ) ہے۔ آپ قطبِ وقت اور سلطانُ المشائخ تھے۔ آپ مجمع الصفات، مخزنِ برکات والحسنات تھے۔ [۲] آپ اہلِ طریقت وحقیقت کے پیشوا تھے۔ معرفتِ توحید اور تحقیق میں درجۂ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ [۳] آپ مشائخِ متقدمین میں سے بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں اور اپنے وقت میں سب اَولیاء کے نزدیک ممدوح تھے۔ [۴]

حضرت شیخ ابوسعید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے حضرت اُستاد ابوالقاسم عبدالکریم قشیری قدس سرہٗ العزیز سے سُنا ہے، آپ نے فرمایا کہ میں خرقان کے علاقہ میں داخل ہوا تو حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز کی حشمت اور دبدبہ کی وجہ سے میری فصاحت جاتی رہی اور مجھے بیان کرنے کی طاقت نہ رہی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید میں اپنی ولایت سے معزول ہوگیا ہوں۔ [۵]

دو راستے:

آپ فرماتے ہیں کہ راستے دو ہی ہیں۔ ایک گمراہی کا راستہ اور دوسرا ہدایت کا۔ ایک راستہ بندہ کا ہے جو بندہ یہ کہتا ہے کہ میں خود اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم تک پہنچ گیا ہوں، وہ حقیقت میں نہیں پہنچا۔ اگر یہ کہے کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اپنے تک پہنچا دیا ہے تو فی الحقیقت واصل بحق ہوگیا۔ [۶]

---

[۱] تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۲۰۱ (فارسی)، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۸۔ [۲] تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۲۰۱ (فارسی)۔ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۸۔ [۳] کشف المحجوب ص ۱۴۷ (فارسی)۔ [۴] کشف المحجوب ص ۱۴۸ (فارسی)، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۵۸۔ [۵] کشف المحجوب ص ۱۴۸ (فارسی)، تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۲۰۱۔ [۶] کشف المحجوب ص ۱۴۷ (فارسی)۔

حضرت شیخ ابوسعید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میں نے آپ کی زیارت کا قصد فرمایا اور اُن کے ساتھ گفتگو کی اور ہر فن میں آپ کا کلام نہایت عمدہ اور لطیف پایا اور جب وہ واپس جانے لگے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو اپنی خلافت کے لئے چن لیا ہے۔ حضرت شیخ مخدوم سیّد علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میں نے حضرت حسن مؤدب علیہ الرحمہ سے سُنا ہے جو حضرت شیخ ابوسعید رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم تھے کہ جب حضرت ابوسعید رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت میں پہنچے تو اُنہوں نے کوئی کلام نہیں کیا اور سنتے رہے۔ آپ کے کلام کے جواب کے سوا کوئی بات نہیں کی۔ میں نے اُن سے عرض کیا: اے شیخ حقانی! آپ کس لئے خاموش ہو گئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ایک وقت میں ایک ہی باتیں کرنے والا کافی ہے۔ ؎

سب سے بہتر چیز:

ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مریدوں کو اِرشاد فرمایا کہ کونسی چیز سب سے بہتر ہے؟۔ سب مریدوں نے عرض کیا: اے شیخ حقانی! آپ ہی اِرشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ دِل جس میں صرف اُسی (یعنی ربّ ذوالجلال والاکرام) کی یاد ہو''۔ ۸

صوفی کون ہے؟

آپ سے لوگوں نے پوچھا صوفی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: صوفی جُبہ و دستار اور مصلے سے صوفی نہیں بنتا، نہ صوفی رسم و عادات سے صوفی ہوتا ہے' صوفی وہ ہے جو خود کچھ نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں' صوفی اُس دن صوفی ہوتا ہے کہ اُس کو آفتاب کی حاجت نہ ہو۔ اُس رات کو صوفی ہوتا ہے کہ اُس کو چاند اور ستاروں کی حاجت نہ رہے۔ ۹

صدق اور اِخلاص کیا ہے؟

آپ سے پوچھا گیا کہ صدق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا صدق یہ ہے کہ دِل سے بات کہے (یعنی جو دِل میں ہو وہی کہے)۔ اِخلاص کے بارے میں فرمایا جو کچھ

؎ نفحات الانس ص ۲۹۸ (فارسی)۔ ۸ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۰۱۔ ۹ نفحات الانس ص ۲۹۸ (فارسی)

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے لئے کیا جائے' وہ اِخلاص ہے اور جو کچھ لوگوں کے لئے کیا جائے' وہ ریا ہے۔ [۱۰]

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

ایک مرتبہ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی زیارت کیلئے خرقان پہنچے اور شہر کے باہر ڈیرہ لگالیا۔ ایک قاصد آپ کی خدمت میں بھیج کر پیغام دیا کہ محمود غزنوی آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ خانقاہ سے اُس کے پاس قدم رنجا فرما ہوں تو آپ کی عنایت سے بعید نہ ہوگا۔ قاصد سے کہا' اگر آپ اِنکار کریں تو یہ آیت پڑھ کر سُنانا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ ۔۔۔۔۔[۱۱] ''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ) کا اور حکم مانو رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کا اور اُن کا جو تم میں سے اِختیار والے ہیں''۔ (یعنی حکومت والے ہیں۔) آپ نے اِنکار کرتے ہوئے فرمایا کہ اَبھی تو اَطِیْعُوا اللّٰهَ ہی سے فرصت نہیں ملی اور اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں شرمندہ ہوں۔ تو رہی صورت اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ کی تو اس کا کیا ذکر ہے۔ جب قاصد نے سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کو حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ کا جواب سنایا تو حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ کی قسم یہ مرد اَیسا نہیں جیسا ہم نے گمان کیا۔ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا اُٹھو چلو! آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا: چار چیزیں اختیار کیجئے۔

(۱) ممنوعات سے پرہیز کرو۔ (۲) نماز باجماعت اَدا کرو۔ (۳) سخاوت کرنے کو اپنا شعار بناؤ۔ اور (۴) اللہ تبارک وتعالیٰ عزّ وجلّ کی مخلوق پر شفقت روا رکھو۔

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا میرے لئے دُعا

---

[۱۰] نفحات الانس ص ۲۹۸ (فارسی)۔ [۱۱] النسآء آیت نمبر ۵۹۔

فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: میں پانچوں وقت دُعا کرتا ہوں: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ''یا اللہ جل جلالک مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی بخشش فرما''۔ سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا' میرے لئے خاص دُعا فرمایئے۔ فرمایا: ''اے محمود تمہاری عاقبت بہتر ہو''۔ ۱۲

اَشرفیوں کی تھیلی اور جَو کی روٹی:

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمتِ اَقدس میں اَشرفیوں کی تھیلی پیش کی اور عرض کیا قبول فرمایئے۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے اُس کے سامنے جَو کی خشک روٹی رکھ دی اور کھانے کے لئے فرمایا: حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ اُسے کھاتے تھے لیکن روٹی گلے سے نیچے نہیں اُترتی تھی۔ آپ نے فرمایا کھاتے نہیں ہو' عرض کیا: گلے میں اَٹکتی ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس طرح میری جَو کی روٹی تمہارا گلا پکڑتی ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری تھیلی بھی ہمارے گلے میں اَٹکے۔ آپ اسے اُٹھالیں میں اس کا طلبگار نہیں ہوں۔ میں نے اَیسی چیزوں کو طلاق دے دی ہے''۔ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا مجھے کوئی اپنی یادگار عطا کیجئے۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے اپنا پیراہن عطا فرمادیا۔ جب حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ جانے لگے آپ نے اُٹھ کر اعزاز و تعظیم سے نوازا۔ حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے عرض کیا جب میں آپ کی خدمت میں آیا تھا تو آپ نے کچھ توجہ نہ فرمائی اور اَب تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے ہیں۔ فرمایا جب آپ آئے تھے تو شاہی غرور سے آئے تھے۔ اَب درویشی اور انکساری کے ساتھ جارہے ہیں' تو میں آپ کی درویشی کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ ۱۳

☆☆☆

۱۲ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ۲۰۸ (فارسی)' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۰ (اردو)۔ ۱۳ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۰۹ (فارسی)' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۱۔

حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۴۰۷ھ وصال: ۴۷۷ھ

آپ طوس کے نزدیک فارمد نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اور اسی گاؤں کی نسبت سے آپ کو فارمدی کہا جاتا ہے۔ [۱] آپ کی ولادتِ باسعادت ۴۰۷ھ بمطابق ۱۰۱۶ء میں ہوئی۔ آپ کا اسمِ گرامی فضل بن محمد ہے اور کنیت ابوعلی علیہ الرحمہ ہے۔

آپ کو بچپن سے ہی تعلیم کا بے حد شوق تھا جو آپ کو طوس سے نیشاپور لے گیا۔ وہاں آپ مدرسہ علوم اسلامیہ میں داخل ہو گئے اور بڑی جانفشانی سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی۔ آپ نے فقہ حضرت امام ابو حامد غزالی کبیر علیہ الرحمہ سے پڑھی۔ حضرت ابوعبداللہ بن باکو شیرازی، حضرت ابومنصور تمیمی، حضرت ابوعبدالرحمٰن نیلی، حضرت ابوعثمان صابونی رحمہم اللہ تعالیٰ سے سماعِ حدیث شریف کیا۔ [۲] اگرچہ آپ علمِ فقہ، علمِ حدیث شریف اور علمِ تفسیر وغیرہ میں کامل اور مکمل ہو چکے تھے مگر ہر وقت کسی مردِ خدا کی تلاش میں رہتے تھے۔ [۳] حضرت عبدالغافر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ابوعلی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے شیخ اور وعظ و تذکیر میں اپنے طریقہ کے ساتھ منفرد تھے۔ عبادت و تہذیب و حسنِ ادب و ملیح استعارہ، و دقیق اشارہ اور دقتِ الفاظ میں کسی کو آپ پر سبقت حاصل نہیں تھی۔ آپ کا کلام پُرتاثیر تھا۔ [۴]

آپ خراساں کے شیخ الشیوخ تھے۔ وحیدِ عصر تھے اور یگانۂ روزگار۔ اپنے مسلک میں خاص مقام کے مالک تھے۔ تذکیر و موعظت میں حضرت اُستاد امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد تھے۔ [۵]

---

[۱] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۸۔ [۲] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۸، تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۵۷۔ [۳] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۵۷۔ [۴] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۸۔ [۵] نفحات الانس ص ۳۶۷ (فارسی) ایران۔

''نفحات الانس'' میں ہے: اِنتساب وی در تصوف بدو طرف اَست یکی بشیخ بزرگوار ابوالقاسم گرگانی طوسی و دیگر بشیخ بزرگوار ابوالحسن خرقانی کہ پیشوای مشائخ وقطبِ زمان خود بودہ اَست [۶]

''طریقت میں اِن کو دو طرف سے نسبت حاصل ہے۔ ایک تو شیخِ عظیم حضرت ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ العزیز کی طرف سے اور دوسری شیخ بزرگ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز کی طرف جو مشائخ کے پیشوا اور زمانے کے قطب تھے''۔

شیخ کی سرگزشت:

حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں' میں ابتدائے جوانی میں نیشاپور میں طلبِ علم میں مصروف رہتا تھا۔ میں نے سنا حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ تعالیٰ مہنہ سے یہاں آئے ہوئے ہیں' وعظ ونصیحت میں مصروف ہیں۔ میں آپ کی مجلسِ وعظ میں گیا' جونہی میری نظر اُن کے جمال پر پڑی میں اُن پر فریفتہ ہوگیا اور صوفیائے کرام کے گروہ کی محبت میرے دِل میں اور زیادہ ہوگئی۔ ایک روز میں مدرسہ میں اپنے کمرے میں (حجرے میں) بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک حضرت شیخ ابوسعید رحمہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی آرزو میرے دل میں پیدا ہوئی۔ یہ وقت حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہٗ العزیز کے باہر نکلنے کا نہیں تھا۔ میں نے چاہا کہ صبر کروں لیکن صبر نہ کرسکا' ناچار اُٹھ کر باہر آگیا۔ جب چوک میں پہنچا تو دیکھا حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہٗ العزیز اَنبوہِ عظیم (بڑی جماعت) کے ساتھ مجلس میں جارہے ہیں۔ میں بے خودی کے عالم میں اُن کے ہمراہ ہوگیا۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ اپنی جگہ پہنچ گئے۔ میں ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ میں حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ کا دیدار کررہا تھا لیکن آپ میری طرف نہیں دیکھ رہے تھے۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ سماع میں مشغول ہوئے آپ کو وجد ہوگیا۔ آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے جب حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ سماع سے فارغ ہوئے۔ تو آپ جامہ اُتار کر اُس

---

[۶] نفحات الانس ص ۳۶۸ (فارسی)' تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۸۔

کا اگلا حصہ پھاڑنے لگے اور ایک آستین چاقو سے کاٹ کر الگ کر دی۔

وآواز داد کہ ای ابوعلی طوسی کجائی ''اور آواز دی اے ابوعلی طوسی تو کدھر ہے''۔

میں نے خیال کیا کہ شیخ نہ تو مجھے جانتے ہیں اور نہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ اس خیال سے میں نے جواب نہیں دیا کہ شاید اُن کے کسی مرید کا نام ہو۔ حضرت شیخ کامل ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ نے دوسری مرتبہ آواز دی میں نے جواب نہ دیا پھر تیسری بار آواز دی۔ لوگوں نے کہا' اے ابوعلی فارمدی علیہ الرحمہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ تمہیں ہی پکار رہے ہیں۔ بالآخر میں اُٹھا اور آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ **شیخ آں تریز وآستین بمن داد وگفت تو مراچون این آستین وتریزی۔**[۷] ''حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے وہ چاقو اور آستین مبارک مجھے عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا تو میرے نزدیک اِس آستین اور چاقو کی مانند ہے''۔

میں نے وہ جامہ لے لیا اور نہایت حفاظت کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔ میں ہمیشہ آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتا تھا اور اُن کی خدمت وصحبت سے مجھے بہت فائدے پہنچے اور بہت اَنوار حاصل ہوئے اور بہت سے حالات منکشف ہوئے۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں:

جب حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ نیشاپور سے تشریف لے گئے تو حضرت ابوعلی فارمدی طوسی علیہ الرحمہ حضرت امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ العزیز کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے (فرماتے ہیں) جو حال مجھ پر ہوتا تھا میں اُن سے بیان کر دیتا تھا۔ آپ مجھے فرماتے: ''**بروای پسر بعلم آموختن مشغول باش**'' ''اے فرزند جاؤ اور علم حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤ''۔ میں تحصیلِ علم میں مشغول ہو گیا ہر روز اِس روشنی میں اِضافہ ہوتا جاتا تھا۔ میں تین سال طلبِ علم میں مشغول رہا۔[۸]

---

[۷] نفحات الانس ص ۳۶۸' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۷۔ حضرات القدس مترجم ص ۱۱۲' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۵۷۔ [۸] نفحات الانس ص ۳۶۹' حضرات القدس ص ۱۱۲' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۹' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۵۸۔

عجیب واقعہ:

حضرت ابوعلی فارمدی طوسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **یک روز قلم از محبرہ برکشیدم سفید برآمد برخاستم وپیش اُستاد امام رفتم وحال باوی بگفتم**''۔[۹] ''ایک دن میں نے دوات سے قلم نکالا تو وہ سفید نکلا یہ دیکھتے ہی میں حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے یہ حال بیان کیا''۔

اُستاد امام بگفت چوں علم دست از تو بداشت تو نیز دست ازوی بدار کار را باش وبمعاملہ مشغول گرد۔ [۱۰] ''حضرت اُستاد ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب علم نے تم سے علیحدگی اختیار کر لی تو تم بھی علم سے اَلگ ہو جاؤ اور طریقت میں مشغول ہو جاؤ''۔ (فرماتے ہیں) میں حضرت امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ کے پاس سے اُٹھ کر مدرسے گیا اور وہاں سے اپنا تمام سامان اُٹھالیا۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری:

فرماتے ہیں' میں نے مدرسہ سے سامان اُٹھایا اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی خانقاہ میں لے آیا۔ اور حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔ ایک روز حضرت شیخ علیہ الرحمہ اَکیلے حمام میں نہانے کے لئے تشریف لے گئے۔ میں نے جا کر چند ڈول پانی کے حمام میں ڈالے۔ آپ غسل فرما کر باہر نکلے پھر نماز اَدا فرمائی۔ بعد ازیں آپ نے پوچھا یہ کون تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا تھا؟۔ (فرماتے ہیں) میں اِس خیال سے خاموش ہو گیا' شاید بے اَدبی ہو گئی ہے۔ آپ نے دوسری بار پوچھا' میں نے پھر بھی جواب نہیں دیا۔ جب تیسری بار پوچھا تو میں نے عرض کیا' میں خادم تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا تھا آپ نے فرمایا: **ای ابوعلی ہر چہ ابوالقاسم در ہفتاد سال بیافت تو بیک دلو آب بیافتی** [۱۱]

---

[۹] نفحات الانس ص ۳۶۹'۔ [۱۰] نفحات الانس ص ۳۶۹' تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۹' حضرات القدس ص ۱۳۳' تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۵۸۔ [۱۱] ایضاً۔

''اے ابوعلی جو کچھ ابوالقاسم نے ستر سال میں حاصل کیا تھا تم نے ایک ہی ڈول میں پالیا''۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں مجاہدے:

حضرت ابوعلی فارمدی طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں کچھ عرصہ حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر رہ کر مجاہدہ کرتا رہا۔ ایک دن مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں اُس میں گم ہوگیا۔ یہ واقعہ میں نے حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمہ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:۔ اے ابوعلی! سلوک میں میری دوڑ دھوپ اِس مقام سے آگے نہیں جو کچھ اِس سے آگے ہے یا اِس مقام سے اُوپر ہے' اِس کے اُوپر رسائی تک راستہ مجھے معلوم نہیں۔ فرماتے ہیں' میں نے خیال کیا مجھے ایسے شیخ کی ضرورت ہے جو مجھے اِس سے آگے لے جائے۔ میری یہ حالت روز افزوں ترقی پر تھی۔ میں نے حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمہ کا نام سن رکھا تھا۔ میں اُن کی زیارت کے لئے طوس روانہ ہوا۔ اُن کے صحیح مقام کا مجھے علم نہیں تھا جب میں طوس پہنچا۔ آپ کے ڈیرے کا لوگوں سے پتا پوچھا' جب میں بتائے ہوئے پتے کے مطابق آپ کے آستانے پر پہنچا' آپ اپنے مریدوں کے ساتھ مسجد میں جلوہ اَفروز تھے۔ میں نے دو رکعت نفل تحیۃ المسجد اَدا کئے۔ اور آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت مراقبہ میں تھے کچھ دیر کے بعد آپ نے سر اُٹھایا فرمایا: اے ابوعلی! آؤ آؤ کیا حال ہے؟ میں سلام عرض کر کے بیٹھ گیا اور اپنے تمام حالات بیان کئے۔ میرے تمام حالات سن کر فرمایا:

ابتداءت مبارک باد ھنوز بدرجہ یی نرسیدہ ی اما اگر تربیت یابی بدرجہ ی بزرگ رسی'' [۱۲]۔ ''تمہاری ابتداء مبارک ہو' ابھی تم کسی درجے پر نہیں پہنچے اگر تمہاری تربیت کی جائے تو بلند مرتبہ تک پہنچ جاؤ گے''۔ (فرماتے ہیں) اُس وقت میرے دِل نے گواہی دی میرے مرشد یہی ہیں۔ چنانچہ میں اُن کے پاس ٹھہر گیا۔ اس کے بعد

---

[۱۲] نفحات الانس ص ۳۶۹۔

آپ نے مجھے طرح طرح کی ریاضتیں اور مجاہدے کروائے۔ بعدازیں ایک دن میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے نکاح کر لینے کے لئے فرمایا اور اپنی بیٹی کا میرے ساتھ نکاح کر دیا۔ ۱۳

حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ تعالیٰ مہنہ سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں بقصدِ زیارت اُن کی خدمت میں گیا تو اُنہوں نے فرمایا: ابوعلی! وہ زمانہ آ گیا ہے کہ شیخ تم کو بہت جلد طوطی کی طرح بولنا سکھائیں گے۔ کچھ دن نہیں گزرے تھے کہ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجلس منعقد فرمائی اور اِس کے بعد اسرار و رموز مجھ پر منکشف ہو گئے۔ ۱۴

مُبلّغِ اعظم:

بعدازیں آپ طوس سے نیشاپور تشریف لے گئے اور اپنے پُرتاثیر وعظ کے سبب اُمراء بالخصوص نظام الملک کے ہاں بے حد مقبول ہوئے۔ آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ صوفیائے کرام اور مساکین پر خرچ کر دیتے تھے۔ آپ صوفیائے کرام اور غرباء کے مرجع اور لسان الوقت تھے۔ ۱۵

حضرت ابنِ سمعانی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ حضرت ابوعلی علیہ الرحمہ لسانِ خراساں اور شیخ خراساں تھے اور اصحاب و مریدین کی تربیت میں طریقۂ حسنہ رکھتے تھے۔ آپ کے وعظ کی مجلس گویا ایک باغ تھا جس میں طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ ۱۶

آپ کا وصال ربیع الثانی ۴۷۷ھ طوس میں ہوا۔

☆☆☆

---

۱۳ نفحات الانس ص ۳۶۹' حضرات القدس ص ۱۳۳' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۶۹۔۷۰' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۵۹۔ ۱۴ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۷۰' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۶۹' نفحات الانس ص ۳۷۰۔ ۱۵ ایضاً۔ ۱۶ ایضاً

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۴۴۰ھ وفات: ۵۳۶ھ

آپ کا نام نامی اسم گرامی (خواجہ) یوسف اور کنیت ابو یعقوب علیہ الرحمہ ہے۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام محمد ایوب (علیہ الرحمہ) ہے۔ آپ موضع بوزنجرد نواح ہمدان میں ۴۴۰ھ بمطابق ۱۰۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخِ ولادت پر تمام تذکرہ نگاروں میں اتفاق ہے۔ اپنے وقت کے یگانہ شیخ، علوم و معارف میں قدمِ راسخ، فتاویٰ دینیہ میں یدِ طولیٰ اور احکامِ شرعیہ میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ [۱] آپ زاہد پرہیزگار صاحب حال اور صاحب کرامات تھے۔ [۲]

ابتدائی حالات:

اٹھارہ سال کی عمر میں آپ بغداد شریف تشریف لائے۔ وہاں حضرت ابو اسحاق شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اختیار فرمائی اور اپنے ہم سفروں پر فوقیت حاصل کی۔ مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **شیخ ابو اسحاق وی را با صغر سن بر بسیاری از اصحاب خود تقدیم می کرد۔** [۳] ''(حضرت) شیخ ابو اسحاق شیرازی (علیہ الرحمہ) ان کی کم سنی کے باوجود ان کو اپنے بہت سے شاگردوں پر ترجیح دیتے تھے''۔

''**واز جمعی کثیر در بغداد و اصفہان و سمرقند حدیث سماع کرد**''۔ [۴] ''آپ نے بغداد شریف، اصفہان اور سمرقند میں مشائخ کی ایک جماعت سے سماعِ حدیث شریف فرمایا''۔ جیسے حضرت قاضی ابو الحسین محمد بن علی بن مہندی باللہ، حضرت ابو الفنائم عبد الصمد بن علی بن مامون اور ابو جعفر محمد بن احمد بن مسلمہ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم [۵]

---

[۱] جواہر نقشبند ص ۱۶۸ (مکتبہ انوار مجددیہ)۔ [۲] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۶۳ (نوریہ رضویہ پبلیکیشنز)۔ [۳] نفحات الانس ص ۳۷۵۔ (فارسی طبع قدیم ایران)۔ [۴] نفحات الانس ص ۳۷۵۔ [۵] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۷۱۔ از حضرت نور بخش توکلی علیہ الرحمہ (نوری بک لاہور)۔ [۶] نفحات الانس ص ۳۷۵، جواہر نقشبندیہ ص ۱۶۸، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۷۱۔

''بعداز آں ترک ہمہ کردو طریق عبادت وریاضت ومجاہدہ پیش گرفت'' ۶ ''اس کے بعد اِن سب کو ترک کر کے عبادت وریاضت اور مجاہدہ کو اختیار فرمایا۔ (اور خاص مقام) حاصل فرمایا''۔ آپ امام الآئمہ' کاشف الغمہ' سراج الامہ حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متبع تھے۔ ۷

نسبتِ طریقت:

ومشہور آن است کہ انتساب وی در تصوّف بشیخ ابوعلی فارمدی طوسی علیہ الرحمہ است وگفتہ اند با شیخ ابوعبداللہ جوینی وشیخ حسن سمنانی نیز صحبت داشتہ است ۸

''مشہور ہے کہ آپ کی نسبت' طریقت میں حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسی علیہ الرحمہ سے ہے' آپ نے حضرت شیخ ابوعبداللہ جوینی اور حضرت شیخ حسن سمنانی رحمہم اللہ تعالیٰ کا شرفِ صحبت بھی حاصل فرمایا ہے''۔

آپ خطراتِ خفیہ سے پوری واقفیت اور کرامات وخوارق رکھتے تھے۔ علماء اور فقہاء کا ایک جمِ غفیر اور جماعتِ کثیر آپ کی مجلس اور خانقاہ میں آپ کے پاس جمع رہتی تھی اور آپ کے کلمات اور ارشادات سے نفع حاصل کرتے تھے۔ آپ اُن مشائخِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہیں جن کے ساتھ حضرت شیخ محی الدین' سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کو صحبت رہی اور منتفع ہوئے۔ ۹ تقریباً ساٹھ سال تک مسندِ رشد وہدایت پر متمکن رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبداللہ جوینی رحمہ اللہ علیہ سے خرقہ پہنا۔ ۱۰

درمرو ساکن شد واز آنجا بھرات آمد وچندگاہ اقامت کرد بعداز آن اھل مرو از وی التماسِ مراجعت بمرو کردند بمرو آمد باز بھرات رفت بعداز آن عزیمت مراجعت بمرو کرد۔ ۱۱ ''آپ مرو میں مقیم تھے۔ وہاں کی سکونت ترک کر کے ہرات آگئے اور کچھ دیر وہاں قیام کیا بعد ازاں اہل مرو نے اُن سے واپس آنے کی درخواست کی۔ اُن کی

---

۶ حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۱۵۔ ۸ نفحات الانس ص ۳۷۵' حضرات القدس مترجم جلد ۱ ص ۱۱۴۔ ۹ جواہر نقشبندیہ ص ۱۶۹۔ ۱۰ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۷' جواہر نقشبندیہ ص ۱۶۹۔ ۱۱ نفحات الانس ص ۳۷۵۔

درخواست پر آپ مرو واپس تشریف لے آئے مگر پھر ہرات تشریف لے گئے بعد ازیں پھر مرو جانے کا قصد فرمایا"۔

حضرت شیخ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ علیہ اور غوث الاعظم حضرت سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز:

حضرت شیخ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ کی طرح غوث الاعظم حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی عمر شریف بھی اٹھارہ (۱۸) سال تھی۔ جب آپ اپنے شہر جیلان سے بغداد شریف میں تحصیلِ علم کے لئے تشریف لائے۔

حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی غوث الثقلین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ایک دن معلوم ہوا کہ قطبِ زمان حضرت شیخ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ بغداد شریف تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے پاس بٹھا کر میرے تمام حالات سُن کر میری مشکلات کو حل فرمایا اور مجھے یوں ارشاد فرمایا: اے عبدالقادر (علیہ الرحمہ) لوگوں کو وعظ سُنایا کرو اور نصیحت کیا کرو"۔ میں نے عرض کیا کہ میں عجمی ہوں۔ فصحاء بغداد شریف کے سامنے کیسے وعظ و نصیحت کروں؟۔ یہ سُن کر فرمایا: آپ کو اَب تو فقہ، اُصولِ فقہ، اختلافِ مذاہب، نحو، لغت اور تفسیرِ قرآن سب خوب یاد ہیں۔ آپ وعظ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ برسرِ منبر آئیں اور وعظ فرمائیں کیونکہ میں آپ سے ایک جڑ پاتا ہوں جو عنقریب پورا ایک درخت ہو جائے گی کہ..... اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ ..... (ابراہیم: ۲۵، ۲۴) "جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوں گی اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور وہ ہر وقت اپنا میوہ دے گا"۔ [۱۲]

حضرت ابو یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ اور ابنِ سقّا:

کہتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت ابو یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ مدرسہ نظامیہ بغداد شریف میں وعظ فرما رہے تھے کہ معروف فقیہہ ابنِ سقّا نے مجلس میں اُٹھ کر ایک سوال

[۱۲] حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۱۵ بحوالہ بہجۃ الاسرار ص ۱۴۷ تذکرہ نقشبندیہ ص ۱۷۔ جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۰۔

پوچھا' تو حضرت ابو یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ نے فرمایا: بنشین کہ در کلام تو رایحہ کفری یابم وشاید کہ مرگ تو نہ بر دینِ اسلام باشد [۱۳] ''بیٹھ جاؤ کہ تیرے کلام سے کفر کی بو پاتا ہوں اور ہوسکتا ہے تیری موت دینِ اسلام پر نہ ہو''۔ کچھ عرصہ بعد ایک عیسائی بحیثیتِ سفیر روم کے بادشاہ کی طرف سے خلیفۂ (اسلام) کے پاس آیا۔ ابنِ سقا فقیہ اُس کے پاس آیا اور اُس کی مصاحبت کی درخواست کی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسلام ترک کر کے نصرانیت اختیار کرلوں۔ چنانچہ نصرانی سفیر نے اُس کو اپنی صحبت میں قبول کرلیا اور ابن سقا اُس کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا۔ بادشاہِ روم سے ملا اور عیسائی ہوگیا اور نصرانیت ہی کی حالت میں اُس کا خاتمہ ہوا۔ منقول ہے ابنِ سقا قرآنِ مجید کا حافظ بھی تھا مرضِ موت میں اُس سے پوچھا گیا کہ قرآنِ مجید سے تم کو کچھ یاد ہے تو اُس نے جواب دیا کہ اَب تو بس یہ آیتِ مبارک یاد رہ گئی ہے۔ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ۝ [۱۴] ''اکثر کافر خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے''۔

''مرضِ موت میں ایک شخص نے اُسے قسطنطنیہ میں دیکھا کہ ایک مکان میں لیٹا ہوا ہے اور ہاتھ میں ایک پرانا پنکھا ہے جس سے وہ اپنے چہرے سے مکھیاں اُڑا رہا ہے''۔ [۱۵]

شیخ نجیب الدین بزغش شیرازی علیہ الرحمہ کو عطائے فیض:

حضرت شیخ نجیب الدین بزغش شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مخطوطہ کے بعض اَجزاء میرے ہاتھ لگے۔ میں نے اُن کا مطالعہ کیا اور اُن سے مجھ کو بہت کشادگی حاصل ہوئی اور میرے دِل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں یہ معلوم کروں کہ یہ کس کی تصنیف ہے؟ تاکہ میں مزید فوائد حاصل کروں۔ میں اِسی فکر میں تھا کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ خانقاہ میں ایک پیر مرد باوقار' سفید ریش'

---

[۱۳] نفحات الانس ص ۳۷۷۔ [۱۴] الحجر: ۲' تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۳۷' حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۷۱' جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۱۔ [۱۵] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۳۷۔

بارُعب' نہایت نورانی چہرے والے داخل ہوئے۔ وضو خانے میں گئے تاکہ وضو کریں۔ وہ بہت ہی نورانی لباس پہنے ہوئے تھے۔ جس پر جلی اور نورانی حروف سے آیۃ الکرسی لکھی ہوئی تھی۔ میں اُن کے پیچھے پیچھے چلا۔ اُنہوں نے جامہ نکالا اور مجھے عنایت فرمایا۔ اُس جامہ کے نیچے ایک اور سبز جامہ تھا۔ وہ بھی اُسی جامہ کی طرح خوبصورت تھا اور اُس پر بھی آیۃ الکرسی تحریر تھی۔ اُنہوں نے یہ دونوں جامے عطا فرما کر اِرشاد فرمایا کہ اِن کو سنبھال کے رکھ تاکہ میں وضو کرلوں۔ جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا: اِن دونوں جاموں میں سے ایک میں تم کو عطا کرتا ہوں۔ بتاؤ تم اِن میں سے کس کو پسند کرتے ہو؟ (فرماتے ہیں) میں نے خود پسند کرنے سے گریز کیا اور عرض کیا کہ جو آپ پسند فرمائیں وہ عنایت فرمادیں تو اُنہوں نے مجھے سبز جامہ عطا فرمادیا اور سفید جامہ خود زیب تن فرمالیا پھر مجھ سے فرمایا: ''تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں اِن قلمی اَجزاء کا مصنف ہوں جس کے تم طلبگار تھے۔ مجھے ''ابو یعقوب یوسف'' کہتے ہیں اور اِس کتاب کا نام ''زبدۃ الحیوۃ'' ہے۔ میری اور بھی تصانیف ہیں اور وہ اِس سے بہتر ہیں۔ اِن میں ''منازل السائرین'' اور ''منازل السالکین'' بھی ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو انتہائی مسرور وشاداں تھا۔ [۱۶]

مریدِ صادق کا اپنے صدق سے شیخ کو اپنی طرف متوجہ کرنا:

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی ایک تصنیف میں ذکر کرتے ہیں کہ ۶۰۲ھ میں حضرت شیخ اوحد الدین حامد کرمانی علیہ الرحمہ شہر قونیہ میں میرے پاس مقیم تھے۔ اُنہوں نے فرمایا: ہمارے ملک (ایران) میں ایک بزرگ ہیں جن کا نام حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جن کی عمر شریف ساٹھ سال سے زیادہ ہے۔ وہ سجادۂ بزرگی اور اِرشاد پر بیٹھتے ہیں۔ یہ اُن کا اپنا واقعہ ہے کہ ایک روز اُن کے دِل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنے آستانہ سے باہر نکلیں اگرچہ اُن کی عادت نہ تھی۔ وہ سوائے جمعۃ المبارک کے اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے (تمام نمازیں اپنے

[۱۶] نفحات الانس ص ۴۷۷۔

آستانہ عالیہ میں چند مریدین کے ساتھ اَدا کرتے تھے) یہ بات اُن پر گراں گزری کہ میرا دِل مجھے باہر نکلنے پر مجبور کر رہا ہے۔ وہ نکلتے وقت نہیں جانتے تھے کہ کہاں جانا ہے؟ آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اُس کی لگام چھوڑ دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم جہاں چاہے اِس کو لے جائے وہ گھوڑا اُن کو جنگل میں ایک بے آباد مسجد کے دروازے پر لے گیا اور وہاں کھڑا ہو گیا۔ حضرت شیخ خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ گھوڑے سے اُترے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ وہاں اُنہوں نے دیکھا کہ ایک شخص سر جھکائے بیٹھا ہے۔ کچھ دیر کے بعد اُس نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھا وہ ایک نوجوان شخص تھا۔ اُس کا چہرہ بہت بارُعب تھا' اُس نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے یوسف مجھے ایک سخت مشکل مسئلہ پیش ہے۔ اُس نے وہ مسئلہ بیان کیا اور میں نے اُس کو فوراً حل کر دیا۔ اِس کے بعد میں نے اُس سے کہا اے نوجوان! جب تم کو کوئی مشکل مسئلہ پیش ہوا کرے تو تم شہر آ کر مجھ سے دریافت کر لیا کرو مجھے یہاں آنے کی تکلیف نہ دیا کرو۔ یہ سن کر اُس نوجوان نے میری طرف دیکھا اور کہا' اے شیخ! جب مجھے کوئی مشکل پیش آئے گی تو میرے لئے ہر ایک پتھر تم جیسا یوسف بن جائے گا۔

شیخ ابنِ العربی می گوید کہ من از آنجا دانستم کہ مرید صادق بصدق خود تحریک شیخ خود بجانب خود می تواند کرد۔ ۱۷ ''حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اِس واقعہ سے میں یہ بات اَچھی طرح سمجھ گیا کہ مریدِ صادق اپنے صدق سے شیخ کو اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہے''۔

کرامت:

ایک مرتبہ فرنگیوں نے ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو قید کر لیا۔ وہ عورت روتی ہوئی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور اپنے بیٹے کا قصّہ بیان کیا۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ نے اُس کو صبر کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اُس نے عرض کیا' مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا' آپ نے اُسی

۱۷ نفحات الانس ص ۳۷۶۔

وقت ہاتھ اُٹھائے اور یہ دُعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ فُکَّ اَسْرَہٗ وَ عَجِّلْ فَرْجَہٗ۔ ''اے میرے اللہ (ﷻ) اُس کو قید سے چھڑا دے اور جلدی اُس کو رہائی عطا فرما دے''۔ پھر فرمایا: جاتو اپنے لڑکے کو اپنے گھر میں پائے گی۔ عورت جب گھر واپس لوٹی تو لڑکے کو موجود پایا۔ متعجب ہوئی اور لڑکے سے کیفیت دریافت کی۔ لڑکے نے کہا' میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا اور میرے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور میری نگرانی کرنے والے میرے اردگرد موجود تھے۔ اتنے میں ایک بزرگ آئے جن کو میں نے کبھی نہیں دیکھا وہ پلک جھپکتے ہی مجھے یہاں (گھر) لے آئے۔ عورت پھر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ کی جناب میں حاضر ہوئی اور لڑکے کی واپسی کا قصہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی قدرت سے متعجب ہے۔ [۱۸]

قرآنِ مجید سے اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے ملکہ بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے پندرہ سو میل تقریباً ساڑھے بائیس سو (۲۲۵۰) کلومیٹر دُور سے حاضر کر دیا۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں: (سورۃ النمل آیت نمبر ۳۸ سے آیت نمبر ۴۰ تک) قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ ؕ ....(النمل: ۴۰) ''جس کے پاس کتاب میں سے علم تھا وہ بول اُٹھا کہ آپ کی پلک جھپکنے سے بھی پہلے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں چنانچہ (آنکھ جھپکنے سے پہلے) آپ نے اُسے اپنے پاس پایا''۔ بیت المقدس سے مآرب یمن (سباء) کا فاصلہ ۱۵۰۰ میل آنے اور ۱۵۰۰ میل جانے کا یعنی ۳۰۰۰ میل یعنی ۴۵۰۰ کلومیٹر بنتا ہے۔ یہ کرامت ہے۔ (تفسیر احسن البیان غیر مقلد سعودی عرب ص ۸۹۷)

سچائی سچائی ہوتی ہے جسے بیان کئے بغیر چارۂ کار نہیں۔

خلفاء:

آپ کے خلفاء میں سے چار کو بڑی شہرت حاصل ہوئی جن کے اَسمائے

---

[۱۸] حضرات القدس جلد ا ص ۱۱۶' بحوالہ بہجۃ الاسرار ص ۱۴۷' قلائد الجواہر ص ۲۵۰' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۷' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۶۶۔

گرامی درج ذیل ہیں۔(۱) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ۔(۲) حضرت خواجہ احمد بسوی علیہ الرحمہ۔(۳) حضرت خواجہ حسن اندانی علیہ الرحمہ۔اور(۴) حضرت خواجہ عبداللہ برقی علیہ الرحمہ۔ [19]

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد یہ چاروں حضرات مقامِ دعوت پر فائز تھے۔دوسرے خلفاء بلحاظ ادب ان خلفاء کی خدمت میں رہے۔ (نفحات الانس ص ۳۷۷)

فرمان:

تم اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے ساتھ محبت رکھو(یعنی حضورِ آگاہی جیسا کہ حضرت عبیداللہ احرار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں)۔اگر یہ میسر نہ آئے تو اُس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے محبت رکھتا ہے۔

وصال:

آپ کا وصالِ مبارک ۲۲ رجب المرجب ۵۳۶ھ بمطابق ۱۱۴۲'۱۱۴۱ء کو ''بامتین'' میں ہوا۔ بمطابق تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ آپ نے ۲۲ ربیع الاوّل ۵۳۵ھ میں وصال فرمایا۔ (بامتین یا بامکین 'ہرات اور بغشور کے درمیان واقع ہے) آپ بروز پیر سفر ہرات سے مرو واپس آرہے تھے اور وہیں آپ مدفون ہوئے۔ بعد ازیں آپ کے ایک مریدِ خاص ''ابن النجار'' نے آپ کے جسدِ مبارک کو جو بالکل صحیح حالت میں تھا' وہاں سے نکالا اور شہر ''مرو'' میں لے جا کر دفن کر دیا۔ جہاں آج بھی آپ کا مزار مبارک موجود ہے جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔آپ کی عمر مبارک ۹۵ سال تھی۔ [20]

☆☆☆

[19] نفحات الانس ۳۷۷' جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۰' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۶۷' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۷۴، جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۱' تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۶۸۔ [20] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۶۷۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۵ھ وفات ۶۱۶ھ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۵ھ کو بمطابق ۱۱۷۹ء بمقام غجدوان (نواح بخارا) میں پیدا ہوئے۔ [۱] آپ کا اسم گرامی عبدالخالق (علیہ الرحمہ) ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا اسم گرامی عبدالجمیل (علیہ الرحمہ) ہے۔ جو امام عبدالجمیل (علیہ الرحمہ) کے نام سے مشہور تھے۔ اِن کا نام اکابر اولیاء اور عظیم متقیوں میں شمار ہوتا تھا۔ اپنے وقت کے مقتدائے ظاہر و باطن تھے۔ آپ حضرت امام علیہ الرحمہ کی اَولاد سے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ روم کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت امام عبدالجمیل علیہ الرحمہ حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ [۲]

بشارت:

منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شیخ امام عبدالجمیل علیہ الرحمہ کو بشارت دی تھی کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کو میں فرزندی میں قبول کرتا ہوں اور اپنی نسبت سے اُس کو حصّہ دوں گا۔ اُس کا نام عبدالخالق رکھنا۔ [۳] حضرت خواجہ عبدالخالق نے غجدوان میں نشوونما پائی اور بخارا میں تحصیلِ علوم میں مشغول ہوئے۔

سلوک وطریقت کا سبق:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز کا بیان ہے۔ ایک دن حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز اپنے اُستاد صدرالدین علیہ الرحمہ کے پاس تفسیرِ قرآنِ مجید پڑھ رہے تھے۔ جب اِس آیتِ مبارک پر پہنچے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (الاعراف:۵۵)

---

[۱] جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۲۔ [۲] جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۲، حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۱۸۔ [۳] حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۱۸، جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۳۔

''اپنے رَبّ سے دُعا کر گڑگڑاتے اور آہستہ بیشک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں ہیں''۔ تو آپ نے اُستادِ گرامی سے پوچھا' یہ کون سا طریقہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم بیان فرمارہا ہے۔ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا ذکر کرتے وقت اَعضاء سے حرکت کرے تو غیر شخص اُس ذکر سے واقف ہو جاتا ہے اور اگر دل سے کرے تو بحکم اِس حدیث شریف اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنْ عُرُوْقِ ابْنِ آدَمَ مَجْرِیَ الدَّمِ [۴] ''شیطان انسان کی رگوں میں خون بہنے کی جگہ میں جاری ہوتا ہے''۔ وہ ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔ اُستادِ گرامی نے فرمایا کہ یہ علمِ لَدُنی ہے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے چاہا تو کوئی اہل اللہ تمہیں مل جائے گا اور بتا دے گا۔ اِس کے بعد حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہٗ اولیاء اللہ کی تلاش میں رہے۔ [۵] یہاں تک کہ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوئی۔ بعد دریافتِ حال حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ''خضر (علیہ السلام)'' ہوں۔ میں نے تم کو فرزندی میں قبول کیا۔ میں تمہیں ایک سبق دیتا ہوں اُسے ہمیشہ دہراتے رہنا' تم پر اِسرار کھل جائیں گے پھر وقوف عددی کی تعلیم دی اور فرمایا کہ حوض میں اُترو اور غوطہ لگاؤ اور دِل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہو۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اِسی طرح کیا اور اِس ورد میں مشغول رہے یہاں تک کہ بہت اِسرار کھل گئے۔ بعدازاں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ بخارا میں تشریف لائے جب تک کہ اُن کا قیام بخارا میں رہا۔ آپ اُن کی صحبت میں حاضر ہو کر فیض اُٹھاتے رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ آپ کے پیر سبق خواجہ خضر علیہ السلام ہیں اور حضرت خواجہ یوسف ہمدانی پیر صحبت و پیر خرقہ۔ اگرچہ حضرت خواجہ یوسف علیہ الرحمہ اور اُن کے مشائخ ذکر جہری کیا کرتے تھے لیکن چونکہ خواجہ عبدالخالق علیہ الرحمہ کو ذکر خفیہ کی تلقین حضرت خضر علیہ السلام سے تھی اِس لئے خواجہ یوسف ہمدانی

---

[۴] بخاری حدیث نمبر ۳۲۸۱' مسلم حدیث نمبر ۲۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۷۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۷۹' مسند احمد جلس ۳ ص ۱۵۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۸' مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۲۹۔ [۵] جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۳' حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۱۸۔

علیہ الرحمہ نے اس میں ردوبدل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جس طرح تم کو تلقین ہوئی ہے کئے جاؤ۔ حضرت خواجہ عبدالخالق علیہ الرحمہ نے اپنی بعض تحریرات میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے خواجہ یوسف علیہ الرحمہ کے سپرد کیا۔ تو اُس وقت میری عمر بائیس سال تھی۔ ایک مدت کے بعد حضرت خواجہ یوسف علیہ الرحمہ خراساں میں آ گئے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ ریاضات ومجاہدات میں مشغول ہوگئے۔ آپ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے کام سے واقف نہ ہو سکے اور وہاں خانقاہ آستانہ بن گیا تھا۔ [۶]

بے نیازی اور خوف:

ایک روز آپ اپنے عبادت خانہ میں گریہ وزاری میں مشغول تھے۔ دوستوں نے عرض کیا کہ باوجود اُن خوبیوں کے جو آپ میں ہیں اور اُن حالات پسندیدہ کے جو آپ پر گزرتے ہیں، اتنا خوف اور ڈر اور گریہ وزاری کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ جب میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی بے نیازی پر غور کرتا ہوں تو بدن سے جان نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میری یہ آہ وزاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے ایسا کوئی کام ہو گیا ہو۔ جس کا مجھ کو علم نہ ہو اور وہ بارگاہِ الٰہی میں ناپسندیدہ ہو۔ [۷]

تسلیم کیا ہے؟

ایک روز ایک درویش نے حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، تسلیم کیا شے ہے؟ آپ نے فرمایا: تسلیم یہ ہے کہ مومن نے اپنے نفس اور مال کو میثاق اَلَسْتُ میں خداوند تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دیا اور بہشت خرید لی ہے۔ پس آج بھی یہی تسلیم کرے کہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط [۸] ”بیشک اللہ (تبارک تعالیٰ) نے مومنوں سے اُن کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے“۔ نفس اور مال کی تسلیم اِس طرح سے ہو کہ

---

۶ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۷۵، حضرات القدس جلد ا ص ۱۱۸، خواجہ نقشبندیہ ص ۱۷۴۔ ۷ حضرات القدس جلد ا ص ۱۱۹۔ ۸ التوبۃ: ۱۱۱۔

اپنی جان اور مال کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی ملکیت میں جانے دے اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے حکم میں سونپ دے۔ ۹

فراغت:

ایک روز ایک خادم نے حضرت علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ فراغت کیا ہے؟ فرمایا: دل کی فراغت یہ ہے کہ محبت دُنیا دل میں راہ نہ پائے۔ نہ یہ کہ دُنیا کی مشغولی سے آزاد رہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اللہ ﷻ نے فرمایا: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ ۱۰ ''اپنے دل کو خالی کر تب ہماری یاد میں مشغول ہو''۔ چونکہ اہل اللہ کی خرید وفروخت اور مخلوق سے بات چیت ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ میں رکاوٹ نہیں بنتی۔ اس لئے اللہ ﷻ نے اس جماعت کی تعریف کی ہے اور امر دانگی کو اُنہی کیلئے ثابت فرمایا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۱۱ ''ایسے مرد ہیں کہ نہیں غافل کرسکتی اُن کو ذکرِ الٰہی سے تجارت اور خرید وفروخت''۔ اگر تم اُن لوگوں میں سے ہو تو تمہارے لئے مبارک ہے۔ ۱۲

سنہری اِرشادات:

آپ فرماتے ہیں: ''اے فرزند! تقویٰ کو اپنی خصلت بناؤ۔ وظائف اور عبادت پر مضبوطی سے ملامت کرو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ سے ڈرتے رہو۔ اللہ ﷻ اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اور ماں باپ کے حقوق اَدا کرو۔ اِن خصلتوں کے اِختیار کرنے سے رضائے حق تعالیٰ سے مشرف ہوجاؤ گے۔ اللہ ﷻ کے اَحکام پر نگاہ رکھو کہ وہ تمہارا محافظ ہے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر یا زبانی۔ بلند آواز سے ہو یا آہستہ اور علم کی طلب سے ذرا بھی دُور مت رہو۔ علم فقہ وحدیث سیکھو اور جاہل صوفیوں سے بہت پرہیز کرو۔ عوام الناس سے دُور رہو کیونکہ وہ راہِ دین کے چور ہیں اور مسلمانوں کے

---

۹ حضرات القدس جلد ا ص ۱۲۰۔ ۱۰ الم نشرح: ۷۔ ۱۱ النور: ۳۷۔ ۱۲ حضرات القدس جلد ا ص ۱۲۰' جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۵۔

رہنما مذہب اہلسنّت و جماعت کے پابند رہو۔ آئمہ سلف کے مذہب پر رہو۔ کیونکہ نئی نئی باتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں وہ گمراہی سے خالی نہیں ہیں۔ نوجوانوں اور عورتوں اور مالداروں اور بدعتیوں کی صحبت سے دُور رہو۔ کیونکہ یہ تمہارے دین کو برباد کردیں گے۔ دو روٹیاں مل جائیں تو اُن پر قناعت کرو۔ البتہ فقیروں کی صحبت اختیار کرو اور ہمیشہ خلوت پسندی اختیار کرو۔ روزی حلال کھاؤ کیونکہ حلال روزی خیر و بہتری کی کنجی ہے۔ حرام سے پرہیز کرو ورنہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُوری ہوجائے۔ دین پر قائم رہو تاکہ کل کے روز قیامت میں دوزخ کی آگ تم کو نہ جلائے۔ حلال کمائی کا کپڑا پہنو۔ تاکہ عبادت میں حلاوت پاؤ۔ رات اور دن میں بہت کچھ عبادت کیا کرو۔ نماز باجماعت ترک نہ کرو اگرچہ تم مؤذن و امام نہیں۔ ضمانتوں میں اپنا نام مت لکھاؤ۔ نیز عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرو۔ لوگوں کی وصیتوں میں دخل مت دو۔ مخلوق سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ گمنامی اختیار کرو۔ کہ تمہارا مذہب برباد نہ ہوسکے اور سفر اختیار کرو کہ تمہارا نفس ذلیل ہو۔ خانقاہوں میں قیام اور اُن کی بنامت کرو۔ کسی کے مذمت کرنے سے غمگین مت ہو۔ کسی کی تعریف پر مغرور مت ہو۔ مخلوق کے ساتھ اچھے اَخلاق سے معاملہ کرو۔ نیک ہو یا بد اور ہر حال میں باادب رہو۔ تمام مخلوقات پر رحم کھاؤ۔ قہقہہ کی ہنسی دل کو بند کرتی اور مارتی ہے۔ سردارِ دو جہان محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو تھوڑا ہنسو گے اور بہت روؤ گے۔ خدائے پاک کے عذابوں سے بے خوف مت رہو۔ رحمتِ الٰہی سے نا اُمید نہ ہو۔ خوف و رجاء کی حالت میں زندگی گزارو کہ سالکوں کا حال یہ ہوتا ہے کبھی وہ خوف میں رہتے ہیں اور کبھی اُمید میں۔ [۱۳]

عالم کا عذاب:

ایک درویش نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز سے پوچھا کہ عالم کیلئے عذاب

---

[۱۳] حضرات القدس جلد ا ص ۱۲۲، جواہر نقشبندیہ ص ۱۷۸، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۷۷۔

کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عالم جب طلبِ دُنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور طلبِ آخرت سے باز رہ جاتا ہے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ اُس کو دُنیا میں عذاب فرماتا ہے۔ یہ عذاب ایسا ہوتا ہے کہ عبادت کی حلاوت اُس کے دِل سے اُٹھالی جاتی ہے کہ وہ کسی عبادت میں لذّت نہیں پاتا اور عبادت کی اَدائیگی میں وہ سُست ہو جاتا ہے اور نیک کاموں سے باز رہتا ہے۔ پس اُس وقت وہ عذابِ آخرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ وَیْلٌ لِّلْجَاهِلِ مَرَّةً وَلِلْعَالِمِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً ''جاہل کیلئے ایک بار افسوس ہے اور عالم کیلئے ستر بار''۔ [۱۴]

محبتِ مخلوق:

حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر عبادت میں مشغول تھا۔ ہمارے پڑوس میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔ وہ اپنے شوہر سے لڑ رہی تھی کہ ستر سال کے قریب گزرے میں تیرے گھر میں ہوں۔ تو نے مجھے بھوکا بھی رکھا اور برہنہ بھی کیا مگر میں نے صبر کیا اور گرمی وسردی جو کچھ محبت و سختی مجھ پر گزری اُس کو برداشت کیا۔ جو کچھ تو نے دیا اُس سے زیادہ میں نے نہ مانگا اور تیری ننگ وناموس کو محفوظ رکھا اور کسی بیگانے کے سامنے تیری شکایت لے کر نہ گئی۔ یہ سب اِس لئے کہ تو میرا ہو کر رہے اور میں تجھ کو دیکھتی رہوں اور اگر تو دوسرے کو اختیار کرے گا اور میرے سامنے بیٹھے گا تو میں اپنے ہاتھ سے خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ العزیز کے دامن کو پکڑوں گی اور جب تک وہ میرا انصاف نہ کریں گے اُن کے دامن کو نہ چھوڑوں گی۔ اُس ضعیفہ کی اِس بات نے مجھے بہت ذوق بخشا اور میں نے اپنے میں کہا' کہ اے عبدالخالق (قدس سرہٗ العزیز) یہ عورت محبتِ مخلوق میں اِتنی مضبوط نکلی کہ اِتنی مصیبتوں کو برداشت کر چکی۔ اِس کا واقعہ سالکِ طریقت کیلئے ایک سبق ہے۔ پھر میں نے غور کیا کہ اِس پر کوئی دلیل قرآنِ مجید سے مل جائے تو یہ آیت مجھ کو ملی۔ اِنَّ

---

[۱۴] حضرات القدس جلد ا ص ۱۲۲۔

اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۱۵ اگر تو کتنے ہی گناہ لائے اور شرک نہ لائے تو میں سب کو بخش دوں گا''۔ لیکن اگر بال برابر بھی تو اپنے دِل میں دوسرے کو راہ دے گا تو ہماری رَحمت سے محروم رہے گا۔ ۱۶

کرامت (شیطان کی قید):

حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت آ کر یہ کہہ رہی ہے کہ تو درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اُس کیلئے ایک اُونٹ لائے اور وہ اُس پر سوار ہوا' اُس سے کہا گیا کہ ہم تم کو بہشت میں لے جا رہے ہیں۔ وہ شخص بہشت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک ایسی جگہ پہنچا جو نہایت خوش منظر اور دلکش تھی۔ درخت سرسبز کھڑے ہوئے اور حسین صورتیں خدمت کیلئے کمربستہ اور پاکیزہ و لطیف کھانے دسترخوان پر چُنے ہوئے اور پانی کی نہریں جاری تھیں' صبح تک وہ وہیں رہا۔ صبح کو جب خواب سے بیدار ہوا تو اُس نے اپنے آپ کو عبادت خانہ میں پایا۔ اسی طرح سے کئی بار اُس نے یہ خواب دیکھا۔ اُس کے دماغ میں تکبر اور غرور پیدا ہو گیا اور حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت کی حضوری کو اُس نے ترک کر دیا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے کرامت اور فراست سے معلوم فرما لیا کہ وہ نادان مغرور شیطان کی قید میں پھنس گیا ہے۔ آپ اُس کے عبادت خانہ میں گئے اور دیکھا کہ بزرگی کے خیالات اُس کے دماغ میں بس گئے ہیں اور اُس نے اپنے معاملہ کو برباد کر دیا ہے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے دریافت فرمایا کہ اَب تو کس مقام میں ہے؟ اُس نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ پھر جب اُس مقام پر پہنچے تو تین بار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا اور ہرگز سستی نہ کرنا۔ پس یہ مقام جو تو نے دیکھا ہے' اُس کی حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائے گی۔ اُس شخص کو جب دوبارہ وہ وقت پیش آیا تو اُس نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے اِرشاد کے مطابق تین

---

۱۵ النساء: ۴۸۔۱۱۶۔ ۱۶ حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۲۶۔

بار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھی۔ وہ جماعت جو اُس کے پاس آیا کرتی تھی اور کر کے اُس کو اُس مقام پر لے جایا کرتی تھی۔ سب غائب ہوگئی اور اُس نے اپنے آپ کو ایک مزبلہ (گندگی جمع کرنے کی جگہ) پر بیٹھا ہوا پایا اور مُردوں کی ہڈیاں اُس کے سامنے پڑی ہوئی تھیں۔ تب اُس نے جانا کہ یہ شیطان کا دھوکا تھا۔ پس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توبہ کی۔ ۱۷

کرامت (فراست نظر):

ایک مرتبہ عاشورہ کے دِنوں میں لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی۔ آپ علم معرفت میں کچھ اِرشاد فرما رہے تھے۔ اِتنے میں ایک جوان زاہدوں کا سا لباس اور خرقہ پہنے اور جائے نماز کاندھے پر ڈالے ہوئے آپ کی خدمت میں آیا اور ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اُس پر ایک نظر ڈالی اور اُس کو پہچان لیا اور اُس کے کام کو پورا کر دیا۔ ایک ساعت کے بعد وہ جوان اُٹھا اور اُس نے کہا' اے خواجہ (علیہ الرحمہ)! حدیث شریف میں آیا ہے کہ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ''ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ اللہ ﷻ کے نور سے دیکھتا ہے''۔ فرمایئے اِس حدیث شریف کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے اِرشاد فرمایا: اِس کا مطلب یہ ہے کہ تو زُنار کاٹ ڈال اور اِیمان لا۔ اُس نے کہا کہ ہرگز میرے پاس زُنار نہیں ہے۔ آپ نے خادم کو اِرشاد فرمایا: خادم نے اُس کے پاس جا کر خرقہ اُس سے اُتار لیا تو نیچے سے زُنار نکلا۔ جوان نے اُسی وقت زُنار کاٹ ڈالا اور اللہ ﷻ اور اُس کے رسول (نبی کریم رؤف ورحیم) ﷺ کا قائل ہو کر مسلمان ہوگیا۔ ۱۸

بعضوں نے آپ کا سن وفات ۶۱۶ھ لکھا ہے اور بعض نے ۶۱۵ھ' قول دوم کی بنا پر اِس فقیر نے اِس محبوب کی تاریخ یگانائے وقت بود ۶۱۶ھ نکالی ہے اور قول سوم کی بنا پر لفظ خواجہ سے ۶۱۵ھ تاریخ نکالی گئی ہے۔

---

۱۷ حضرات القدس جلد ا ص ۱۲۷۔ ۱۸ حضرات القدس جلد ا ص ۱۳۱' نفحات الانس فارسی ص ۳۴۰

حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۵۵۱ھ وصال: ۶۱۶ھ

آپ کا اِسم گرامی عارف ہے۔ ولادت قصبہ ریوگر میں بخارا سے ۱۸ میل دُور ۲۷ رجب المرجب ۵۵۱ھ بمطابق ۲۰ ستمبر ۱۱۵۶ء کو ہوئی۔

ریوگر قصبہ عجدوان سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کی روحانی نسبت حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی علیہ الرحمہ سے ہے۔ قصبہ عجدوان سے قریب ہونے کی وجہ سے تقریباً تمام عمر حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رہے۔ [۱] آپ تُرکوں کے عظیم اَولیاء کرام اور مشائخِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہیں۔ [۲]

نفحات الانس اور حضرات القدس میں آپ کا مختصر ترین حال بیان ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی نسبت اور اِرادت کا سلسلہ حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی علیہ الرحمہ کے توسط سے حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز تک پہنچتا ہے۔ [۳]

حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی علیہ الرحمہ کے چار خلفاء تھے:

(۱) اُن میں ایک خلیفہ آپ ہی ہیں یعنی حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز جو کارخانۂ عرفان کے بادشاہ ہیں۔

(۲) خواجہ احمد صدیق علیہ الرحمہ۔

(۳) خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ العزیز اور

(۴) خواجہ سلیمان کرسینی قدس سرہٗ العزیز۔

---

[۱] جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۲، تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۸۱۔ [۲] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۶۰۔ [۳] جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۲، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۸۷۔

جب خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ العزیز مقام صحراء قریہ مغیان جو شہر بخارا سے تین میل دُور ہے وفات کا وقت پہنچا آپ نے تمام احباب کو خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز کی صحبت کے لئے وصیّت فرمائی۔ ۴

آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ کے بڑے اور نامور خلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ریاضت' عبادت اور ہدایتِ خلق میں مشغول ہوئے۔ علم وعمل' زہد وتقویٰ اور متابعتِ سُنّتِ رسول ﷺ میں عالی شان تھے۔ ۵ ظاہری علوم میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ ۶ صاحبِ تصنیف تھے آپ کا ایک رسالہ ''عارف نامہ'' خانقاہ موسیٰ زئی ڈیرہ اسماعیل خان کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ ۷

وصال:

یکم شوال المکرّم ۶۱۶ھ بمطابق ۱۲۱۹ء آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی ولادت ووفات ''ریوگر'' میں ہوئی جو دیہات بخارا میں ہے۔ اور آپ کی مرقدِ انور ''ریوگر'' میں ہے۔

۴ حضرات القدس ص ۱۳۶۔ ۵ جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۲' تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۸۱۔ ۶ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۸۱۔ ۷ جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۲' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۸۱۔

اَولادیں والدین کی عظمت سے آگاہ نہیں اور والدین اَولاد سے متعلق ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ ان معاملات کی اِصلاح اور ذہنی سکون واطمینان کے لئے ''والدین اور اولاد کے حقوق'' کتاب کا مطالعہ کریں۔

والدین اور اولاد حقوق

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ہدیہ ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ' A-977 بلاک بی III' گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔

رابطہ نمبرز: 042-36880027-28, 0300-4274936

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۱۸ شوال المکرم ۶۲۷ھ وصال: ۱۷ ربیع الاوّل ۷۱۷ھ

آپ کا اِسم مبارک محمود ہے۔ جائے وِلادت انجیر فغنہ ہے۔ آپ کی وِلادتِ باسعادت ۱۸ شوال المکرم ۶۲۷ھ بمطابق ۱۲۳۰ء میں ہوئی۔ [1] رہائش قریہی گاؤں وریکنہ میں تھی۔ آپ کی روحانی اور باطنی نسبت حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز سے ہے۔ جنہوں نے حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمہ کو دستارِ خلافت عطا فرمائی۔ مخلوقِ خدا کو راہِ ہدایت دِکھانے کے لئے حکم فرمایا اور اپنے تمام مریدوں اور دوستوں سے آپ کو خلافت کے ذریعے ممتاز فرمایا۔ [2]

آپ ذکرِ جہر فرماتے تھے جس پر خواجہ عجدوانی قدس سرہٗ العزیز کے فرزند خلیفہ حضرت خواجہ کبیر اولیاء قدس سرہٗ العزیز نے اِعتراض کیا کہ آپ نے اپنے شیخ مکرم علیہ الرحمہ پیر کے طریقہ کے خلاف ذکرِ جہر کیوں اِختیار کیا؟ تو حضرت خواجہ محمود قدس سرہٗ العزیز نے جواب میں بیان کیا کہ مجھے کامل پیر و مرشد نے آخری وقت میں یہ فرمایا تھا کہ تم ذکرِ جہر کیا کرو۔ [3]

بشارتِ حضرت خضر علیہ السلام:

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت عزیزاں علی رامیتنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی اور اُن سے پوچھا ''اِس زمانے کے مشائخ میں اَیسا کون بزرگ ہے جو اِستقامت کا درجہ رکھتا ہو تا کہ اُس کا دامن پکڑ لیں اور اُس کی پیروی کریں؟''۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: ''اِن صفات کے حامل بزرگ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمہ ہیں۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی علیہ الرحمہ کے بعض اَصحاب نے کہا کہ وہ درویش خود حضرت خواجہ علی رامیتنی علیہ الرحمہ تھے

---

[1] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۸۵۔ [2] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۸۵۔ [3] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۸۶۔

مگر اِس وجہ سے اپنا نام نہ بتایا کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے''۔ ؎

ذکرِ جہر کی وجہ:

حضرت علامہ مولانا حافظ الدین بخاری علیہ الرحمہ جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ العزیز کے جدِ اعلیٰ تھے۔ رئیس العلماء شمس الآئمہ حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اِرشاد پاک سے آئمہ اور دیگر کثیر علمائے کرام کی ایک جماعت کے ساتھ بخارا میں حضرت محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ العزیز سے پوچھا آپ ذکرِ جہر کس نیّت سے کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: تاکہ سویا ہوا بیدار ہو، غافل ہوشیار ہو اور راستہ پر آجائے اور شریعت وطریقت کی اِستقامت حاصل کرلے اور توبہ وانابت کی حقیقت کی طرف جو ہر ایک نیکی کی اصل ہے، رغبت کرے۔ حضرت مولانا حافظ الدین بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ کی نیّت صحیح ہے اور آپ کے لئے یہ شغل مناسب ہے۔ لیکن ذکرِ جہر کی ایک حد مقرر کیجئے تاکہ حقیقت، مجاز سے ممتاز اور بیگانہ، یگانہ سے جدا ہو جائے۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ذکرِ جہر اُس شخص کے لئے دُرست ہے کہ جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے اور اُس کا حلق لقمۂ حرام اور شبہ سے پاک ہو اور اُس کا دِل ریا سے پاک ہو، یعنی لوگوں کو سنانے اور دِکھانے سے اُس کا دماغ خالی ہو۔ ۵

وصال:

آپ کا وصال ۱۷ ربیع الاوّل ۷۱۷ھ بمطابق ۱۳۱۷ء میں ہوا۔ مزارِ اَقدس وریکنہ نزد بخارا میں ہے۔ خَلقِ خدا آپ کی قبرِ اَنور سے برکت حاصل کرتی ہے۔ ۶

؎ رشحات از علی بن حسین الواعظ کاشفی علیہ الرحمہ ص ۳۴، تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۸۶، حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۴۰، جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۴۔ ۵ حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۳۹۔ ۶ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۸۵، حضرات القدس ص ۱۴۱، جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۴۔

حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۵۹۱ھ وصال: ۲۸ ذیقعدہ ۷۲۱ھ

آپ کا اسم مبارک ''علی'' ہے۔ آپ کی پیدائش بخارا سے دو میل دُور واقع قصبہ رامیتن میں ہوئی۔ آپ کا لقب عزیزاں ہے۔ بافندگی (نساجی) صنعت سے وابستہ رہتے تھے۔ آپ اَخلاقِ پسندیدہ اور اَوصافِ حمیدہ سے متصف تھے۔ بہت لوگ آپ کی مریدی اور نیازمندی میں داخل ہوئے۔

اِتفاقاتِ زمانہ سے آپ قصبہ رامتین سے شہر باورد میں تشریف لائے اور ایک مدت تک یہیں مقیم رہے۔ مخلوق کی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی طرف راہنمائی فرماتے تھے اور مخلوقِ خدا کے لئے ہدایت اور اِرشاد کا مشغلہ رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ باورد میں رہنے کے بعد عوارضِ زمانہ سے باورد سے نکل کر شہر خوارزم آ کر مقیم ہوئے۔ اہل خوارزم آپ کو حضرت خواجہ علی باوردی علیہ الرحمہ کہتے تھے جبکہ اہل بخارا آپ کو حضرت شیخ علی رامیتنی علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اور صوفی حضرات آپ کو حضرت عزیزاں قدس سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ اثناءِ گفتگو آپ اپنے کو لفظ ''عزیزاں'' سے تعبیر کر کے فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے آپ کو ''عزیزاں'' کہتے ہیں۔[1]

آپ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ آپ صاحبِ مقامات وکرامات اور مالکِ درجات وکمالات تھے۔ جب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمہ کی وفات کا وقت آیا تو اُنہوں نے خلافت کا کام حضرت خواجہ علی رامیتنی علیہ الرحمہ کے حوالے کر دیا اور اپنے تمام اَصحاب کو آپ کے سپرد کر دیا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: این فقیر از بعضی اکابر چنین استماع دارد کہ اشارت بایشان است آنچہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ

---

[1] حضرات القدس جلد ا ص ۱۴۲ (بحوالہ رشحات: ۳۵)' جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۵' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۹۱۔

العزیز در غزلیات خود فرمودہ است

گر نہ علم حال فوق قال بودی کی شدی

بندہ ی اعیان بخارا خواجہ ی نساج را [۲]

''اس فقیر نے ایک بزرگ سے سنا تھا کہ بے شک حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک غزل کے اس شعر میں آپ ہی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ''اگر علم حال علم قال سے بلند مرتبہ نہ ہوتا تو بخارا کے اعیان و بزرگ خواجہ نساج (یعنی خواجہ علی رامیتنی علیہ الرحمہ) کے خادم کب بن سکتے تھے''۔

☆ ایک درویش نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اور ہم آنے جانے والوں کی خدمت کیا کرتے ہیں۔ آپ دستر خوان میں تکلف نہیں کرتے اور ہم کرتے ہیں مگر لوگ آپ سے راضی ہیں اور ہمارے شاکی ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرت عزیزاں قدس سرہٗ العزیز نے اس کا یہ جواب عطا فرمایا کہ احسان رکھ کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور اُن کا احسان اپنے اُوپر رکھ کر خدمت کرنے والے کم ہیں۔ کوشش کیجئے کہ دوسری قسم والے لوگوں میں آپ کا شمار ہو۔ [۳]

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اُس زبان سے دُعا کرو جس سے کوئی گناہ نہ کیا گیا ہو۔ یعنی دوستانِ حق کے سامنے تواضع اور نیازمندی بجالاؤ تاکہ وہ تمہارے لئے دُعا کریں۔ [۴]

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو ایسے شخص کے ساتھ بیٹھے جو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی یاد تجھ سے بھلا دے تو جان لے کہ وہ انسانی شکل میں تیرا شیطان ہے۔ ابلیس انسان' ابلیس جن سے بدتر ہے کیونکہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے۔ [۵]

☆ آپ فرماتے ہیں یارِ نیک کی صحبت کارِ نیک کی صحبت سے بہتر ہے کیونکہ

---

[۲] نفحات الانس ص ۳۸۰ (فارسی)' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۹۱' تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۸۵۔ [۳] حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۴۳' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۹۲۔
[۴] حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۴۳ بحوالہ رشحات: ۳۷' جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۷' تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۹۰۔ [۵] جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۷۔

نیک کام تم کو تکبر سے نہیں بچاتا اور یار نیک تم کو صلاح وثواب کا راستہ بتائے گا۔ ۶

☆ آپ فرماتے ہیں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم بندہ سے خطاب کرے کہ اے بندے! ہم سے کچھ طلب کرو تو بندگی کی شرط یہ ہے کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے اور کچھ نہ مانگے کیونکہ جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کو پایا اُس نے سب کچھ پالیا اور جس نے سب کچھ پالیا اور اللہ عزّ وجلّ کو نہ پایا اُس نے کچھ بھی نہ پایا۔ ۷

گر کسے ہست در محبت چُست از خدا جز خدا نخواہد چُست

''جو شخص اللہ (عزّ وجلّ) کی محبت میں چُست ہے وہ اللہ (عزّ وجلّ) سے بجز اللہ (تبارک وتعالیٰ) کچھ نہیں مانگتا''۔ ۸

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہم نشین رہو اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی ہم نشینی نہیں کر سکتے ہو تو اُس کے ہم نشین رہو جو اللہ ربّ العزت کی ہم نشینی رکھتا ہو۔ کیونکہ اللہ عزّ وجلّ کے ہم نشین کا ہم نشین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہمنشین ہے۔ ۹

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا = اُو نشیند اندر حضورِ اولیاء ۱۰

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو اگلی صف میں بیٹھے اور پچھلی صف والوں کے سے عاجزی کے خیالات رکھے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ پچھلی صف میں بیٹھے اور اگلی صف والوں کی تعلّی کرے۔ یعنی اگرچہ تو اپنی بزرگی اور مخدومی کے سبب مسندِ صدر نشینی کے لائق ہے۔ تیری صفات خادموں جیسی ہیں اور اپنے آپ کو اپنے دل میں سب سے کم درجہ شمار کرے تو وہ اُس سے بہتر ہے کہ تو پچھلی صف میں بیٹھے اور اپنے آپ کو مسندِ صدر نشینی کے قابل خیال کرے۔ ۱۱

☆ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ ''نفحات الانس'' میں لکھتے ہیں: از ایشان پرسیدند کہ ایمان چیست فرمودند کہ کندن و پوستن ۱۲ ''حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا ایمان کیا ہے تو آپ نے فرمایا (خودی سے) نکلنا اور (حق

---

۶ حضرات القدس جلد ا ص ۱۴۴۔ ۷ حضرات القدس جلد ۲ ص ۱۴۶' جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۸۔ ۸ حضرات القدس جلد ا ص ۱۴۳' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۹۴۔ ۹ حضرات القدس جلد ا ص ۱۴۷۔ ۱۰ نفحات الانس ص ۳۸۰' حضرات القدس جلد ا ص ۱۴۳۔

سے) ملنا''۔

☆ حضرت عزیزاں قدس سرہٗ العزیز سے کسی نے پوچھا کہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مرد تین طرح کے ہوتے ہیں پورا مرد، آدھا مرد اور نامرد اس کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا: (۱) پورے مرد کی صفت کو اللہ تبارک وتعالیٰ عزّ وجلّ نے قرآنِ مجید کی اس آیت مبارک میں بیان فرمایا ہے: رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ الْاَبْصَارُ ۝ۙ (النور:۳۷) ''وہ ایسے مرد ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کی یاد، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کر سکتی اُس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی''۔

(۲) آدھا مرد وہ ہے جس کے شغل میں ذکرِ قلبی کی لذت بھی آتی ہو مگر وہ اتنی بات پر قانع ہو گیا ہو یعنی یہ کیفیت کہ جب تک اُس کی زبان ذکر میں مشغول رہے اُس کا دل بھی اُس ذکر سے لذت پاتا رہے اور جب وہ ذکر چھوڑ دے تو دل بھی ذکر سے باز رہے۔

(۳) نامرد وہ ہے جو منافق ہے یعنی ذکر کرے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے لئے نہ کرے۔ [۱۱]

☆ ایک شخص حضرت عزیزاں قدس سرہٗ العزیز کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ میرے حال پر توجہ فرمایا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بازار جاؤ اور ایک لوٹا خرید کر بطور تحفہ ہمارے پاس پیش کرو۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب اِس لوٹے پر میری نظر پڑے گی تو بھی میرے پیشِ نظر ہو جایا کرے گا۔ (یعنی شیخ کی نظر چاہئے تو کوئی ایسا عمل کرنا چاہئے کہ شیخ کی نظر رہے)۔ [۱۲]

☆ حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں عقل مندوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور آپ کی صحبت میں شریک ہوئی۔ اثناءِ گفتگو اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ علماء چھلکا ہیں اور فقراء مغز۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ

---

[۱۱] حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۵۰۔ [۱۲] حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۵۰۔

العزیز نے فرمایا مغز چھلکے کی حمایت سے محفوظ رہتا ہے۔ ۱۳

☆ واز ایشاں منقول است کہ فرمودہ اند کہ اگر در روی زمین یکی از فرزندان خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ بودی منصور ہرگز بر سردار نرفتی ۱۴

''اور حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ اگر روئے زمین پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز کی اولاد میں سے کوئی ہوتا تو (حضرت شاہ) منصور (علیہ الرحمہ) کو کبھی سولی پر نہ چڑھایا جاتا''۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے سنا آپ نے فرمایا: ''اگر میں حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کے دور میں ہوتا تو آپ کو سولی نہ چڑھانے دیتا''۔

☆ آپ نے فرمایا کہ سالکِ راہ کو یہ شرطیں نگاہ میں رکھنی چاہئیں (۱) طہارت' (۲) خاموشی' (۳) خلوت' (۴) روزہ' (۵) ذکر' (۶) نگہداشتِ خاطر' (۷) رضا بحکمِ خدا' (۸) صحبتِ صالحین' (۹) شب بیداری اور (۱۰) نگہداشتِ لقمہ۔ ۱۵

☆ حضرت خواجہ علی رامیتنی کے دو فرزند تھے ایک **خواجہ محمد علیہ الرحمہ** جو **خواجہ خورد** کے نام سے مشہور تھے کیونکہ حضرت عزیزاں علیہ الرحمہ کے اصحاب حضرت عزیزان علیہ الرحمہ کو **خواجہ بزرگ** کہتے تھے اور **خواجہ محمد علیہ الرحمہ** کو **خواجہ خورد**۔ دوسرے فرزند حضرت خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ جنہوں نے اپنے والدِ گرامی کے مقامات کو ایک رسالہ میں جمع کیا۔ جب حضرت کا زمانۂ وفات قریب ہوا تو حضرت خواجہ ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ بعض اصحاب کے دل میں خطرہ گزرا کہ حضرت کے بڑے فرزند کے ہوتے ہوئے جو عالم اور عارف ہیں حضرت خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ کو جو چھوٹے فرزند ہیں' ہدایتِ خلق کے لئے کیوں پسند فرمایا ہے؟ حضرت عزیزاں علیہ الرحمہ کو اُن کے اِس خطرہ پر اپنی کرامت سے کشف اور فراست سے

---

۱۳ حضرات القدس جلد ا ص ۱۵۱۔ ۱۴ انجات الانس ص ۳۸۰ (فارسی)' حضرات القدس جلد ا ص ۱۴۳۔ ۱۵ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۹۱' جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۸۔

آگاہی ہوئی اور ارشاد پاک فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد علیہ الرحمہ ہمارے بعد اتنی دیر زندہ نہ رہیں گے اور جلد ہی ہم سے ملاقات کریں گے۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد کے مطابق واقع ہوا۔ چنانچہ حضرت عزیزاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے انیس روز بعد حضرت خواجہ محمد علیہ الرحمہ کی وفات بروز پیر وقت چاشت ۲ ذی الحجہ ستر سال کی عمر میں ۷۱۵ھ میں ہوئی اور حضرت خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ نے (اٹھتر سال بعد) انہیں مہینوں میں ۷۹۳ھ میں وفات پائی۔

حضرت خواجہ علی رامیتنی علیہ الرحمہ کی عمر شریف ایک سو تیس سال ہوئی اور آپ کی وفات بروز پیر بین الصلوٰتین ۲۸ ماہ ذی الحجہ ۷۱۵ ہجری میں ہوئی۔ [16]

قبر ایشاں در خوارزم مشہور است یزار و تبرک بہ [17]

''آپ کی قبر شریف خوارزم میں مشہور و معروف اور عوام و خواص کی زیارت گاہ ہے وہاں سے لوگ حصول برکات کرتے ہیں''۔

حضرت عزیزاں کے اشعار میں سے یہ رباعی مشہور ہے۔

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت
و ز تو نرمید زحمت آب و گلت
از صحبت وے اگر تبرا نکنی
ہرگز نکند روح عزیزاں بحلت

(ترجمہ): ''جس شخص کے پاس تو بیٹھا اور تیری دلجمعی نہ ہوئی اور تیرے پانی اور مٹی کی کدورت تجھ سے دُور نہ ہوئی اگر تو اُس کی صحبت سے بیزار نہ ہوگا تو عزیزاں کی روح تجھے کبھی معاف نہ کرے گی''۔ [18]

---

[16] نفحات الانس ص ۳۸۰ (فارسی)، جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۶، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۸۸۔
[17] حضرات القدس جلد ۱ ص ۱۵۶ (اردو)، بحوالہ رشحات ص ۶۱۔۶۰، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۱۹۳۔ [18] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۵۹۱ھ وصال: ۷۵۵ھ

آپ کا نام نامی اِسم گرامی ''محمد بابا'' ہے۔ آپ کی جائے ولادت قریہ ''سماس'' ہے، جو بخارا سے تین میل اور رامیتن سے ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اِسی نسبت سے آپ ''سماسی'' کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرت خواجہ ''محمد بابا سماسی'' قدس سرہٗ العزیز۔

آپ ۵۹۱ھ بمطابق ۱۱۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی روحانی نسبت حضرت خواجہ علی رامیتنی المعروف حضرت عزیزاں قدس سرہٗ العزیز سے ہے۔ جب حضرت عزیزاں علیہ الرحمہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے اَصحاب میں سے حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کو اپنی خلافت و نیابت کیلئے منتخب فرمایا اور تمام اَصحاب کو اُن کی متابعت اور ملازمت کا حکم فرمایا۔

''نفحات الانس'' میں ہے **بارہا کہ برقصر ہندوان می گذشتہ اندی فرمودہ اند کہ ازاین خاک بوی مردی آید وزود باشد کہ قصرِ عارفاں شود۔** [۱]

''اکثر اوقات جب آپ قصرِ ہندوان سے گذرتے تو فرماتے اِس خاک سے ایک مردِ (خدا) کی خوشبو آتی ہے اور بہت جلد ''قصرِ ہندوان'' ''قصرِ عارفان'' کہلائے گا''۔

تاروزی از منزل امیر سیّد کلال کہ از خلفای ایشانند بطرف قصر ہندوان متوجہ شدند وفرمودند کہ آں بوی زیادت شدہ است ھمانا کہ آن مرد متولد شدہ است چوں نزول فرمودند از ولادت خواجہ سہ روز گذشتہ بود [۲]

چنانچہ ایک روز اپنے خلیفہ حضرت امیر سیّد کلال علیہ الرحمہ کے مکان سے قصرِ ہندوان متوجہ ہوئے اور فرمایا آج وہ خوشبو بڑھ گئی ہے۔ شاید وہ مرد پیدا ہو چکا ہے۔ جب آپ مکان پر اُترے تو خواجہ (بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ) کی ولادت کو تین دن گذر چکے

---

[۱] نفحات الانس ص ۳۸۰، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۹۲، حضرت القدس ص ۱۵۸، جواہر نقشبندیہ ص ۱۸۹۔

تھے"۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کے جدِ امجد آپ کو لے کر حضرت خواجہ بابا سماسی قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُنہیں اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ ہمارا برخوردار ہے۔ پھر آپ نے اپنے اَصحاب سے فرمایا: **آن مردست که مابوی شمیده بودیم' مقتدای روزگارشود وامیر سیّد کلال علیه الرحمه رافرمودند که درحق فرزندم بهاؤ الدین تربیت و شفقت دریغ نداری و ترابحل نکنم اگر تقصیری کنی ،امیر فرمود که مردنباشم اگر در وصیت خواجه تقصیر کنم** [۳] "یہ وہی مرد (کامل) ہے جس کی ہم نے خوشبو سونگھی تھی۔ یہ اپنے زمانہ کا امام ہوگا اور پھر حضرت امیر سیّد کلال قدس سرہٗ العزیز کو فرمایا: ہمارے اِس فرزند کی تربیت اور شفقت میں کوئی کمی نہ کرنا۔ اگر تم کمی کرو گے تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ حضرت امیر سیّد کلال علیہ الرحمہ نے فوراً عرض کیا' اگر میں کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں ہوں گا"۔

دُعائے حضرت بہاؤالدین علیہ الرحمہ:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب میری عمر اٹھارہ سال ہوئی تو میرے جدِ امجد کو میرے نکاح کی فکر ہوئی تو اُنہوں نے مجھے حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ العزیز کو بلانے کیلئے قصرِ عارفاں میں بھیجا تا کہ اُن کی خدمت کی برکت سے یہ کام سرانجام پائے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب آپ کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے آپ کی پہلی کرامت دیکھی کہ اُس شب میں مجھ پر نیاز مندی اور عاجزی کا ظہور ہوا۔ میں حضرت کی مسجد میں آیا اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی' سر کو سجدے میں رکھ کر بڑے خضوع وخشوع سے نماز مکمل کی۔ اُس وقت میری زبان سے یہ دُعا نکلی۔ "**الٰهی قوت کشیدن بار بلای خود و تحمل محنت و محبت خود مرا کرامت فرمای چون بامداد بحضرت خواجه رسیدم فرمودند ای فرزند دردعا**

[۳] نفحات الأنس ص ۳۸۱، حضرت القدس ص ۱۵۹، جواہر نقشبندیہ ص ۱۹۰، تذکرہ مشائخ نقشبند ص ۹۲۔

چنین باید گفت که الٰهی آنچه رضای حضرت تو در آنست این بنده ضعیف را بر آن دار بفضل و کرم خود ؎ ''الٰہی مجھے اپنی بلا کے اُٹھانے کی طاقت عطا فرما اور محنت کیلئے قوتِ برداشت عطا فرما اور اپنی محبت نصیب فرما''۔ فرماتے ہیں جب میں حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے دیکھ کر فرمایا: ''اے فرزند! دُعا اِس طرح کرنی چاہیے کہ الٰہی جو کچھ تیری رضا ہے اِس ضعیف بندے کو اپنے فضل و کرم سے اُس پر قائم رکھ''۔

اگر اللہ ﷻ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر بلا و مصیبت نازل فرماتا ہے تو اپنی عنایت سے اُس بوجھ کو اُٹھانے کی قوت بھی اُس دوست کو عطا فرما دیتا ہے۔ ورنہ اپنے اِختیار سے بلا کی طلب مشکل ہے ایسی گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔ بعد ازاں کھانا لایا گیا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دسترخوان پر سے ایک روٹی مجھے عطا فرمائی اگرچہ میں لینا نہ چاہتا تھا مگر آپ نے فرمایا' لے لو کام آئے گی۔ میں نے وہ روٹی لے لی اور آپ کے ہمراہ قصرِ عارفاں کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں میرے باطن میں جب کوئی خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت چاہیے۔ اِن حالات کے مشاہدے سے حضرت کی نسبت میرا یقین و اعتقاد زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

راستہ میں ہم لوگ ایک دوست کے مکان پر پہنچے وہ بڑی خندہ پیشانی اور اَخلاق سے پیش آئے جب ہم نے وہاں قیام کا قصد کیا تو اُن درویش میں کچھ اِضطراب پیدا ہوا' آپ نے اُن سے فرمایا' کیا حال ہے سچ بتلاؤ؟ اُنہوں نے عرض کیا' فقیر کے ہاں دُودھ کا پنیر تو ہے لیکن روٹی نہیں ہے۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا' وہ روٹی لاؤ تم نے دیکھا کہ آخر کام آ گئی۔

آپ کے چار خلفاء ہیں: (۱) حضرت خواجہ محمد سماسی قدس سرہٗ العزیز۔ (۲) حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز۔ (۳) حضرت خواجہ صوفی سوخاری قدس سرہٗ العزیز۔ (۴) حضرت خواجہ علی دانشمند قدس سرہٗ العزیز۔

آپ کا وصال ۷۵۲ھ ۱۰ جمادی الآخر بمطابق ۱۳۵۴ء میں ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار موضع ''سماس'' میں ہے۔

؎ نفحات الانس ص ۳۸۱' جواہر نقشبندیہ ص ۱۹۰۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیّد امیر کلال رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۶۷۶ھ وصال: ۸ جمادی الاوّل ۷۷۲ھ بمطابق ۱۳۷۱ء

آپ کا اسم گرامی ''شمس الدین امیر'' ہے۔ آپ سیّد صحیح النسب اور نہایت شریف اور نجیب الطرفین خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

آپ شہر سوخار (نواح بخارا) میں ۶۷۶ھ بمطابق ۱۲۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی روحانی نسبت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ سے ہے۔ آپ کوزہ گری کا شغل رکھنے کی وجہ سے کلال (یعنی کوزہ گر) ہی مشہور ہو گئے۔

حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ میرے پیٹ میں تھے۔ اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تھا تو سخت درد پیدا ہوتا تھا۔ جب یہ کیفیت ہوتی تو میں سمجھ جاتی کہ اس درد کا سبب یہ بچہ ہے جو حمل میں ہے۔ اس کے بعد میں کھانے میں بہت احتیاط کرنے لگی اور بچے کی ولادت کی منتظر رہی۔[1]

آپ ابتدائے جوانی میں کشتی لڑا کرتے تھے۔ (پہلوانی کرتے تھے) ایک روز آپ رامیتن میں کشتی لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کا کشتی کے اکھاڑہ سے گزر ہوا۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کشتی دیکھنے کیلئے ایک دیوار کے سایہ میں ٹھہر گئے اور کافی دیر تک حضرت سیّد شمس الدین امیر کلال علیہ الرحمہ کا معرکۂ کشتی ملاحظہ فرماتے رہے۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کے بعض اصحاب کے دل میں خیال آیا کہ بدعتیوں کے اس معرکہ کی طرف متوجہ ہونے

---

[1] حضرات القدس ص ۱۶۲، بحوالہ رشحات ۴۲، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۸۵۔

کا کیا سبب ہے؟ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے اِس خطرہ سے آگاہ ہوکر فرمایا کہ اِس معرکہ میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے بہت لوگ درجۂ کمال کو پہنچیں گے۔ اُس پر ہماری نظر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اِس کو خود شکار کروں۔ اِسی اِثناء میں اَچانک حضرت سیّد اَمیر کلال علیہ الرحمہ کی نظر حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ العزیز پر پڑی۔ تو حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے جاذبۂ توجہ اور تصرف نے اَمیر کو مطیع کرلیا۔ اِس طرح حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ بے طاقت ہوکر معرکہ چھوڑ کر حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے اور حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کے آستانہ پر پہنچے تو حضرت نے طریقۂ عالیہ کی تلقین فرمائی اور اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ اِس کے بعد کسی نے آپ کو کُشتی کے اَکھاڑے اور بازاروں میں پھرتے نہیں دیکھا۔

پھر آپ مسلسل بیس سال حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ ہفتہ میں دوبار پیر اور جمعرات کو قریہ سوخار سے سماس تشریف لے جاتے تھے اور حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کی خدمت عالیہ سے مشرف ہوتے تھے۔ دونوں گاؤں کا فاصلہ ۵ میل کے قریب تھا۔

آپ بطریقِ خواجگاں ریاضت میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ بابا سماسی علیہ الرحمہ کی تربیت کے سایہ میں درجہ تکمیل و اِرشاد پر پہنچے۔

ایک دفعہ امیر تیمور (وصال ۸۰۷ھ) نے سمرقند سے ایک قاصد حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بھیجا کہ اِس ولایت کو قدم مبارک سے مشرف فرمائیں۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت امیر عمر علیہ الرحمہ کو عذر خواہی کیلئے بھیج دیا اور فرمایا: امیر تیمور تمہیں جاگیر یا اِنعام دے گا تو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر تم قبول کرو گے تو اپنے جدِ بزرگوار کے خلاف کرو گے۔ علاوہ ازیں پھر تم جو مومنوں کیلئے دُعا کرو گے تو دُعا میں حجاب ہو جائے گا۔

امیر تیمور نے حضرت صاحبزادہ امیر عمر علیہ الرحمہ کو تمام بخارا عطا کیا مگر سیّد ممدوح علیہ الرحمہ نے قبول نہ فرمایا۔ امیر تیمور نے کہا اگر سارا نہیں تو کچھ حصّہ قبول فرما

لیجئے۔ آپ نے پھر انکار فرمایا اور فرمایا اجازت نہیں ہے۔

امیر تیمور نے کہا کہ جناب حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ کے حسب حال کیا بھیجوں کہ ہمارا تقرب ہو جائے تو حضرت صاحبزادہ سیّد امیر عمر علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ درویشوں میں تمہارا قرب ہو جائے تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور خاصانِ حق کے تقرب کا یہی راستہ ہے۔ [۲]

حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کو آدابِ طریق سلوک کی تعلیم حضرت علیہ الرحمہ ہی سے حاصل ہوئی۔ ایک دن حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ ایک عظیم مجمع میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کو طلب فرمایا اور اُن سے اِرشادِ پاک فرمایا: **فرزند بهاؤ الدین نفس خواجه محمد بابا سماسی را قدس سره درحق شمابتمامی بجا آوردیم که گفته بودند که آنچه از تربیت درحق تو بجای آوردم درحق فرزندم بهاؤ الدین بجای آری و دریغ نداری۔** [۳]

''اے فرزند! حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمہ کا اِرشادِ پاک بجالاتے ہوئے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ جس طرح ہم نے تمہاری تربیت کا حق پورا کیا ہے تم میرے فرزند بہاؤ الدین (علیہ الرحمہ) کا حق بجالانا اور فرق نہ کرنا''۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا ہے اور اپنے سینے کی طرف اِشارہ فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے اپنے سینے کو خشک کرلیا ہے تاکہ تمہاری روحانیت کا پرندہ بشریت کے انڈے سے باہر آجائے لیکن تمہاری ہمت کا مرغ اَب بلند پرواز ہوگیا ہے۔ **اکنوں اجازت تست هر جا که بوئی بمشام شمامی رسد از تُرک و تاجیک طلبیدو درطلبکاری موجب همت خود تقصیر نکنید.** [۴] ''اَب تم کو اِجازت ہے کہ جہاں کی تمہارے دماغ میں خوشبو پہنچے وہاں تم چلے جاؤ خواہ ترک ہو یا

---

[۲] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۸۵، جواہر نقشبندیہ ص ۱۹۳۔ [۳] نفحات الانس ص ۳۸۲، جواہر نقشبندیہ ص ۱۹۳۔ [۴] نفحات الانس ص ۳۸۲۔

تا جک جاؤ۔ اور بخوشی اپنا مطلب پورا کرو وہاں اپنی ہمت کے مطابق خداوند تبارک وتعالیٰ کی طلب میں کوتاہی نہ کرنا''۔

ایک دن حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا: **چوں اُستاد شاگرد را تربیت کند ھر آینہ خواھد کہ اثر تربیت خود را در شاگرد مطالعہ کند تاوی را اعتماد شود بر آنکہ تربیت وی جاگیر افتادہ است واگر خللی در کار شاگرد بیند آن خلل را اصلاح نماید** [۵]۔ ''جب اُستاد شاگرد کی تربیت کرتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ شاگرد میں اپنی تربیت کا اثر دیکھے تاکہ اُس کو شاگرد (کی صلاحیت) پر اعتبار آجائے کہ میری تربیت رائیگاں نہیں گئی اور اگر اُس وقت شاگرد میں کچھ خلل پائے تو اُس کی اِصلاح کردے''۔

جب حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ پر ضعف غالب ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادوں اور اصحاب کو جمع فرمایا اور وصیتیں فرمائیں:

طلبِ علم:

(۱) جب تک تم زندہ رہو طلبِ علم سے ایک قدم دُور نہ ہو۔ کیونکہ طلبِ علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اوّل علمِ ایمان، دوم علمِ نماز، سوم علمِ روزہ، چہارم علمِ زکوٰۃ، پنجم علمِ حج اگر اِستطاعت ہو، ششم علمِ والدین کی خدمت، ہفتم علم صلۂ رحمی، ہشتم خرید وفروخت کا علم اور نہم حلال وحرام کا علم۔ کیونکہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بے علمی کے سبب تباہی کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں۔

خوفِ خدا:

(۲) تم خداداں بنو اور خداخواں بھی۔ ہر وقت اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ

[۵] نفحات الانس ص ۳۸۲۔

الکریم) سے ڈرتے رہو کیونکہ عبادت خدا ترسی سے بہتر نہیں۔ جب تم ذکرِ الٰہی سے مشغول ہو تو کلمہ لَآ اِلٰـہَ سے تمام ماسوائے حق کی نفی کرو اور کلمہ اِلَّا اللّٰـہ سے تمام مشروعات کا اثبات کرو اور اس اَمر کو نگاہ میں رکھو کہ کوئی عبادت اور سجدے کے لائق نہیں سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے جو باپ، بیٹے اور معرفت و مدد سے بے نیاز ہے۔ جب تم نے یہ بات جان لی تو تم ذاکرین میں سے ہو گئے۔

طہارت کا ذریعہ:

(۳) جان لو جس طرح کپڑے کو پانی پاک کر دیتا ہے۔ اسی طرح زبان کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا ذکر اور تمہارے جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے اور تمہارے مال کو زکوٰۃ اور تمہاری راہ کو قرض داروں کی رضامندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کر دیتا ہے۔ یارو! اخلاص اختیار کرو اور اخلاص کے ساتھ رہو۔

توبہ:

(۴) توبہ کرتے رہو کہ توبہ تمام بندگیوں کا سر ہے۔ توبہ یہ نہیں کہ تم زبان سے کہو میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ یہ ہے کہ تم پہلے اپنے گناہوں سے دِل میں پشیمان ہو اور نیت کرو کہ آئندہ اس گناہ کی طرف نہ جاؤ گے۔ ہمیشہ ربُّ العزت سے ڈرتے رہو۔ گناہوں کی معافی مانگو حق داروں کو راضی کرو اور ایسی گریہ وزاری کرو کہ توبہ کا اَثر اپنے دامن میں مشاہدہ کرو۔

اِرادت کیا ہے؟

(۵) اِرادت اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی طلب، محبتِ مصطفیٰ ﷺ، وفائے عہد، ترکِ عادت، اَدائے امانت، ترکِ خیانت، اپنی تقصیر کی دید اور اپنے ناد ید کا نام ہے۔

ہر حال میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالاؤ اور یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ.... (التحریم:۶)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں''۔ پر غور کرو تا کہ قیامت کے دن درماندہ نہ ہو۔

کسبِ حلال:

(۶) کسبِ حلال کی طرف بطریق غناو کفاف متوجہ ہو نہ کہ لاف و اسراف کے واسطے نفقہ میں اسراف یا بخل نہیں بلکہ میانہ روی اختیار کرو۔ صدقہ کرو تو حلال کمائی سے کرو۔

علمائے حق کی خدمت و صحبت:

(۷) علمائے حق کی خدمت میں رہو کیونکہ وہ اُمتِ محمدیہ ﷺ کے چراغ ہیں۔ جاہلوں اور اُن کی صحبت سے دُور رہو۔ دُنیا داروں کی صحبت اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے دُور رکھتی ہے۔ [۶]

خلفاء اور صاحبزادگان:

مشہور ہے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء تھے۔ جن میں چار آپ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ نے اپنے چاروں فرزندانِ ارجمند کی تربیت اپنے چار صاحبِ حال خلفاء کے سپرد کی تھی۔

(۱) صاحبزادہ امیر برہان الدین قدس سرہٗ العزیز آپ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ اُن کی تربیت حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبندی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد تھی۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ نے صاحبزادہ امیر برہان الدین علیہ الرحمہ کی ایسی تربیت فرمائی کہ مرتبۂ کمال و تکمیل تک پہنچے۔ آپ کا وصال ۸۰۵ھ میں ہوا۔

---

[۶] جواہر نقشبندیہ ص ۱۹۷۔۱۹۶ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار لاثانی کامل ص ۲۶۶ تا ۲۶۸۔

(۲) صاحبزادہ سیّد امیر حمزہ قدس سرہٗ العزیز آپ کی تربیت حضرت مولانا عارف دیگ گرانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد فرمائی۔ آپ بھی مرتبہ کمال تک پہنچے۔ حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد آپ ہی اُن کی جگہ مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ برسوں خلقِ خدا کو رشد وہدایت فرماتے رہے۔ عیدالفطر کے دن ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔

(۳) صاحبزادہ سیّد امیر شاہ قدس سرہٗ العزیز آپ کی تربیت شیخ یادگار قدس سرہٗ العزیز کے حوالے ہوئی۔ آپ بندگانِ خدا کی خدمت گزاری میں بہت اہتمام فرماتے تھے اور لوگوں کی دلجوئی فرماتے۔ دُنیا سے بقدر کفاف لیتے ۸۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔

(۴) صاحبزادہ سیّد امیر عمر قدس سرہٗ العزیز۔ آپ کی تربیت پر حضرت شیخ جمال الدین دہقانی علیہ الرحمہ کو مامور فرمایا۔ آپ صاحبِ کرامت اور مالک خوارق تھے۔ احتسابِ نفس میں رہتے تھے اور نہایت غیور تھے۔ ۸۰۳ھ میں وصال ہوا اور ''سوخار'' میں دفن ہوئے۔ ؎

عظیم کلام:

حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز اپنے اصحاب میں ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عبادت میں تمہاری پیٹھ کبڑی ہوجائے اور ریاضت میں تمہارا جسم کمان کی طرح باریک ہوجائے تو خدائے ذوالجلال والاکرام کی عظمت کی قسم تم ہرگز مقصود کو نہ پہنچ سکو گے جب تک اپنے لقمہ اور خرقہ کو پاک نہ رکھو اور شریعتِ مصطفیٰ ﷺ کی پیروی نہ کرو کیونکہ تمام کاموں کی اصل اسی پر ہے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر:۴) میں اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔

آپ بروز جمعرات ۸ جمادی الاوّل ۷۷۲ھ بمطابق ۱۳۷۰ء بوقت فجر راہی ملکِ عدم ہوئے۔ آپ کا مزار شریف ''سوخار'' میں ہے۔

؎ جواہر نقشبندیہ ص ۱۹۵-۱۹۴۔

حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۴ محرم الحرام ۷۱۸ھ وصال: ۳ ربیع الاوّل ۷۹۱۔۷۹۰ھ

ولادت:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد بن محمد بخاری (علیہ الرحمہ) ہے۔ [۱] آپ کی ولادتِ باسعادت ۴ محرم الحرام ۷۱۸ھ میں ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کی جائے پیدائش و وفات ''قصر عارفان'' ہے جو بخارا سے ایک کوس پر ایک گاؤں ہے۔ زمانہ لڑکپن سے ولایت کے آثار اور کرامت کے انوار آپ کی جبینِ مبارک سے ظاہر و آشکار تھے۔ [۲]

حضرت خواجہ بابا سماسی قدس سرہٗ العزیز نے آپ کے ظہور کی بشارت آپ کی پیدائش سے پہلے دی تھی اور آپ کی ولادت کے بعد آپ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور آپ کی تربیت حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز کے حوالہ کی۔ [۳]

نسبت:

اس مرکزِ دائرہ قطبیت کا بظاہر حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز سے انتساب ہے۔ حقیقتاً آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز کے اویسی فیض یافتہ ہیں اور اسی سردار سلسلۂ خواجگان قدس اسرارہم کی روحانیت سے آپ کی تربیت باطنی ہوئی۔ [۴]

صحبتِ اولیاء:

حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ سات سال تک مولانا عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز کے ساتھ رہے ہیں۔ جو حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ کے

---

[۱] نفحات الانس ص ۳۸۴۔ [۲،۳،۴] حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۶۳ بحوالہ رشحات ص ۵۳، نفحات الانس ص ۳۸۴، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۰۱، جواہر نقشبندیہ ص ۱۹۹۔

خلیفہ تھے اور حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ سے برسوں پہلے اِن کو تربیت دی تھی اور آپ صاحبِ تصرف و کرامت تھے۔

نقشبند:

جس وقت آپ حضرت خواجہ مولانا زین الدین علیہ الرحمہ کی ملاقات کیلئے ''برات'' تشریف لے گئے تو صبح کی نماز کے بعد حضرت مولانا علیہ الرحمہ اوراد جہریہ میں مشغول ہوئے اور حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ بھی آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اے خواجہ ہمارا نقش بھی باندھو۔ یعنی ہمارے حال پر توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمہ نے بطورِ تواضع کے جواب دیا کہ ہم خود نقش بننے کیلئے آئے ہیں۔ اِس کے بعد حضرت مولانا علیہ الرحمہ آپ کو مکان پر لائے اور آپ کی ضیافت کی اور دونوں کی باہم بڑی مجلس رہی۔ تین دن تک آپ نے اُن پر توجہ فرمائی۔ غالباً اُسی روز سے آپ کا لقب نقشبند ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ کی پہلی ہی صحبت میں ماسوا کا نقش سالک کے دِل سے مٹ جاتا ہے۔ اِس لئے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں اور چونکہ نقشبند صورت بنانے والا اور پیدا کنندہ کے معنی میں بھی آیا ہے۔ اِس لئے کہ جس وقت صفتِ تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے خطاب نقشبند بھی بارگاہِ ربُّ العزت سے آپ کو سرفراز ہوا ہو۔ [۵]

معمولاتِ خواجہ نقشبند:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کے اَعمال اور اَدائے نوافل کے بارے میں حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ میں اِس طرح بیان کیا ہے کہ آپ تہجد کی نماز بارہ رکعتیں چھ سلام سے پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ نماز حضرت سرکارِ رسالت پناہ ﷺ پر فرض رہی ہے اور آخر میں نفل ہوگئی ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ہمیشہ فرض رہی، نفل نہیں ہوئی اور مقامِ محمود کا وعدہ نبی کریم

---

[۵] حضرت القدس ص ۱۶۵ (اردو) جواہر نقشبندیہ ص ۲۰۴۔

رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ ادائے نمازِ تہجد سے وابستہ تھا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوتے تھے تو وہ دُعائیں جو بیداری کے وقت کیلئے مروی ہیں پڑھتے پھر تھوڑی دیر اِستغفار میں مشغول ہوجاتے اُس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہوجاتے اور اگر کچھ رات زیادہ باقی رہتی تو آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے تھے۔ اِس کے بعد نیا وُضو کر کے صبح کی سُنّتیں اور فرض اَدا کرتے اور وہ دُعائیں پڑھتے جو مسجد کے راستہ اور مسجد میں داخل ہونے کیلئے مروی ہیں۔ اِس کے بعد مریدوں کے ساتھ مراقبہ میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا۔ اُس وقت دو رکعت نماز ادا کرتے۔ ۶

نمازِ اِشراق و اِستخارہ:

چونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ. ۷ ''جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور بیٹھا رہے خدا کا ذکر کرتا ہوا یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور پھر دو رکعت (نمازِ اشراق) پڑھے۔ تو اُس کو ایک حج اور عمرے کا ثواب ملے گا پورا پورا''۔ اِس کے بعد آپ پھر دو رکعتیں بہ نیت اِستخارہ ادا کرتے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِرْكَعْ لِيْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَكْفِكَ اٰخِرَهٗ ''اے حضرت آدم علیہ السلام کی اَولاد میرے لئے دو رکعتیں شروع دِن میں اَدا کرتو میں آخر دن تک تیرے لئے کفایت کروں گا۔'' اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مَنْ قَعَدَ فِيْ مُصَلَّاهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لَا يَقُوْلُ اِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ ۸ ''جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جائے نماز

---

۶ حضرت القدس ص ۱۶۷ (اردو) 'جواہر نقشبندیہ ص ۲۰۶۔ ۷ ترمذی حدیث نمبر ۵۸۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۹۷۱' مرقاۃ جلد ۲ ص ۴۵' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۹۷' کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۵۰۸۔
۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۱۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۲۸۷' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۳۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۴۹' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۹۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۶۴۔ ۲۴۱۸۸۔

پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھ لے اور سوائے نیک بات کے اور کچھ نہ بولے تو اُس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگر سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں"۔ اور بعض علماء نے آیتِ مبارک وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى ○ (النجم:۳۷) "اور ابراہیم کہ جو اَحکام پورے بجالایا"۔ کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی نمازِ اشراق ادا کرتے تھے۔

جب سورج بلند ہو جاتا اور زمین گرم ہو جاتی۔ تو آپ نمازِ چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھتے، کبھی آٹھ کبھی چار اور کبھی دو بھی پڑھتے کیونکہ اِن میں سے ہر ایک عدد کے بارے میں اَحادیثِ مبارکہ وارد ہیں اور تفسیر آیتِ مبارک .... فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ○ (بنی اسرائیل:۲۵) "تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے"۔ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مراد اِس سے نمازِ چاشت ہے۔ اِس نماز کا وقت اُس وقت ہوتا ہے جب کہ سنگ ریزے گرم ہو جائیں اور آپ چھ رکعتیں (نمازِ اوابین) نمازِ مغرب کی سُنتوں کے بعد تین سلام سے اَدا فرماتے تھے۔ [۹]

خصوصیت طریقہ نقشبندیہ:

آپ فرماتے ہیں کہ جب میں کعبہ شریف کے سفر سے واپس آیا تو ملک طوس میں پہنچا۔ حضرت خواجہ علاؤالدین علیہ الرحمہ اپنے مریدوں اور معتقدوں کے ساتھ بخارا سے ہمارے اِستقبال کیلئے آئے تھے اور شاہ معزالدین حسین والیٔ ہرات کا ایک خط ایک قاصد کے ذریعے ہمیں پہنچا۔ خط کا مضمون یہ تھا:۔

"میں شرفِ ملاقات سے مشرف ہونا چاہتا ہوں اور میرا آنا مشکل ہے"۔

پس بحکم اِس آیتِ کریمہ کے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ (الضحیٰ:۱۰) "سائل کو مت جھڑکو"۔ اور بمقتضی اِس کے اِذَا رَاَيْتَ لِيْ طَالِبًا فَكُنْ لَّهٗ خَادِمًا "جب تو میرے کسی طالب کو دیکھے تو اُس کا خادم بن جا"۔ ہم ہرات کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب ہم بادشاہ کے پاس پہنچے تو فقراء کی مراسم تعظیم کی اَدائیگی کے بعد صحبت منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو درویشی بطور سجادگی کے آپ

---

[۹] حضرت القدس جلد ا ص ۱۶۷ (اردو)

کے بزرگوں سے پہنچی ہے؟ میں نے کہا' نہیں۔ پھر پوچھا' کیا آپ سماع سنتے ہیں؟ اور ذکر جہر کرتے ہیں۔ میں نے کہا' نہیں۔ بادشاہ نے کہا' درویشی تو ان ہی کاموں کو کہتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ ان میں سے کچھ بھی نہیں کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا جذبہ عنایت بغایت جب مجھے پہنچا تو اُس نے بلا ریاضت کے مجھے قبول فرمالیا۔ میں بہ اشارہ الٰہی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز کے سلسلہ میں داخل ہوگیا اور اس طریقہ کے بزرگوں سے فیض پایا۔ اُن کے طریق میں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا: اُن کے طریقہ میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا وہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ رہتے ہیں اور باطن میں حق کے ساتھ رہتے ہیں۔ اُس نے کہا کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا' ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ارشاد فرماتا ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ..... (النور:۳۷) ''مردانِ خدا وہ ہیں جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ (عزّ وجلّ) کے ذکر سے غافل نہیں کرسکتی''۔ میں نے کہا خلوت میں شہرت اور شہرت میں آفت ہے۔ ہمارے حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کا ارشاد ہے کہ ''خلوت درانجمن اور سفر دروطن اور ہوش در دم اور نظر برقدم''۔ پھر میں نے کہا کہ وہ حضور اور ذوق جو ذکر بلند اور سماع میں پیدا ہوتا ہے وہ ہمیشہ نہیں رہتا مگر وقوفِ قلبی کی مداومت جذبہ تک پہنچاتی ہے اور جذبہ سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ [۱۰]

آپ فرماتے ہیں کہ وقوفِ قلبی اور وقوفِ عددی میں اپنے اختیار سے آنکھیں بند نہ کریں کیونکہ یہ مخلوق کے واقف ہونے کا ذریعہ ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھ کر جو اپنی گردن جھکائے بیٹھا تھا' فرمایا کہ يَا اَبَا الْعُنُقِ اِرْفَعْ عُنُقَكَ يَااَبَا الْعُنُقِ ''اے ابوعنیق اپنی گردن کو اُٹھاؤ' اے ابوعنیق''۔ پس ذکر میں اس طرح سے مشغول ہو کہ کوئی شخص اہلِ مجلس سے تمہارے حال سے واقف نہ ہوسکے۔ [۱۱]

---

[۱۰] حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۷۰۔ [۱۱] حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۷۱۔

آپ فرماتے ہیں: اَلذِّکْرُ اِرْتِفَاعُ الْغَفْلَةِ فَاِذَا رُفِعَتِ الْغَفْلَةُ فَاَنْتَ ذَاکِرٌ وَاِنْ سَکَتَّ ''ذکر غفلت کے دُور ہونے کو کہتے ہیں۔ جب غفلت دُور ہو جائے خواہ تو خاموش رہے تو تُو ذاکر ہے''۔ ۱۲

آپ فرماتے ہیں کہ دِل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے' کھانے' پینے' کہنے' سننے' چلنے' پھرنے' خریدنے' بیچنے' عبادت کرنے' نماز پڑھنے اور قرآنِ شریف پڑھنے' کتابت کرنے' سبق پڑھنے' وعظ کہنے وغیرہ میں۔ چاہیے کہ پلک مارنے میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی شاید کہ نگاہے کندآگاہ نباشی

''ایک مرتبہ پلک مارنے کی مقدار بھی اِس دوست سے غافل نہ ہو' مبادا وہ نظرِ لطف کرے اور تجھ کو خبر نہ ہو''۔

اکابرِ طریقت قدس اللہ اسرارہم نے اِرشاد فرمایا ہے: مَنْ غَمَضَ عَیْنَهٗ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی طَرْفَةَ عَیْنٍ لَّا یَصِلُ اِلَیْهِ طُوْلَ عُمْرِهٖ ''جو شخص بقدر پلک مارنے کے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) سے غافل رہا وہ عمر بھر اُس تک نہ پہنچ سکے گا''۔ باطن پر نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے مگر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے خاص بندوں کی تربیت سے جلد حاصل ہو جاتی ہے۔

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

(ترجمہ:) ''حق (تبارک وتعالیٰ) اور خاصانِ حق (تبارک وتعالیٰ) کی عنایت کے بغیر فرشتہ خصلت آدمی کے بھی نامۂ اعمال کی سیاہی دُور نہیں ہو سکتی''۔

ایسے دوستانِ حق (تبارک وتعالیٰ) جو ہم سبق ہوں اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں، اُصولِ صحبت کے پابند ہوں تو اُن کی صحبت میں مقصود جلد حاصل ہو جاتا ہے اور پیرِ کامل ومکمل کی ایک توجہ کی برکت سے اِتنی صفائی باطن کی حاصل ہوتی ہے جو ریاضاتِ کثیرہ سے پیدا نہیں ہو سکتی جب کہ عارفِ رومی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظرِ شمس دین طعنہ زند بر چلۂ سخرہ کند بر دہہ

---

۱۲ حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۷۲۔

''شمس الدین کی ایک نظر شہر تبریز میں جو کام کر گئی' وہ اوروں کی چلہ کشیوں اور ہفتہ بھر کی خلوت نشینیوں پر ہنستی ہے''۔ ۱۳

قریب کا راستہ:

آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ نماز و روزہ اور ریاضت و مجاہدے اللہ تبارک تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں لیکن ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب راستوں سے قریب کا راستہ ہے۔ اس کی ضرورت ہے لیکن اپنے اختیار کے ترک کرنے اور اپنے اعمال کا قصور دیکھنے کے بغیر معاملہ دُرست نہیں ہوتا ہے۔ ۱۴

ولایت:

آپ فرماتے ہیں کہ ولایت بڑی نعمت ہے۔ ولی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے تاکہ اس نعمت کا شکر ادا کر سکے۔ ولی محفوظ ہوتا ہے۔ عنایتِ الٰہی اُس کو اُس کے حال پر نہیں چھوڑتی اور بشریت کی آفات سے اُس کو محفوظ رکھتی ہے۔ خوارق اور کرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہیے۔ معاملہ استقامت پر ہے۔ ۱۵

اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: كُنْ طَالِبَ الْاِ سْتَقَامَةِ لَا طَالِبَ الْكَرَامَةِ فَاِنَّ رَبُّكَ يَطْلُبُ مِنْكَ الْاِ سْتَقَامَةَ وَنَفْسُكَ يَطْلُبُ مِنْكَ الْكَرَامَةَ ۱۶ ''استقامت کا طلب گار بن کرامت نہ مانگ کیونکہ تیرا رب تجھے استقامت کا حکم فرماتا ہے اور تیرا نفس تجھ سے کرامت چاہتا ہے''۔

طریقۂ نقشبندیہ:

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ نادر اور عُروۂ وُثقیٰ ہے۔ سُنّتِ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی بدرجۂ کمال اقتداء کرنا اور آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا' اُس راستہ میں ہم کو محض فضل سے لایا گیا ہے۔ آخر تک ہم اس فضلِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں نہ کہ اپنے عمل کا۔ ہمارے طریقہ میں تھوڑے عمل سے بہت سی

---

۱۳ حضرت القدس جلد ا ص ۱۷۲۔ ۱۴ حضرت القدس ص ۱۸۰ بحوالہ انیس الطالبین از صلاح الدین بخاری ص ۴۹ مطبوعہ لاہور۔ ۱۵ حضرت القدس جلد ا ص ۱۸۱۔ ۱۶ حضرت القدس جلد ا ص ۱۸۱۔

فتوحات ہیں مگر اِتباع کی رعایت بہت بزرگی والا کام ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ سے جو روگردانی کرے اُس کے دین کی خرابی کا اندیشہ ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ صحبت یعنی ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے اور صحبت ایک دوسرے کی نفی میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقے میں یہ بھی ہے کہ سالک کو نہیں جاننا چاہئے کہ وہ کس مقام میں ہے تاکہ یہ دانست اُس کے راستہ کا حجاب نہ بنے۔

پیر کو چاہیے کہ طالب کے گزشتہ اور آئندہ حالات سے باخبر رہے۔ تاکہ اُس کے مطابق تربیت کر سکے۔ شرائطِ طلب میں سے یہ اَمر بھی ہے کہ جب کبھی جن دوستانِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی مصاحبت کا اِتفاق ہو اپنے حال سے باخبر ہو اور اُس وقت صحبت کو زمانہ گزشتہ سے موازنہ کرے اگر نقصان کی کمی اور کمال کی زیادتی اپنے اندر پائے تو بقول اِس مقولہ کہ اَچھی بات کو اِختیار کرلو۔ اُس کی صحبت کو اپنے اُوپر فرض عین سمجھے۔ ۱۷

خواجہ کی توجہ:

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کی توجہ سے طالبوں کا حال یہ تھا کہ ہم پہلے ہی قدم میں مراقبہ کی سعادت سے مشرف ہوجاتے تھے اور جب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی توجہ اور زیادہ ہوتی تو مقام فنا تک واصل ہوتے اور اپنے سے فانی اور حق کے ساتھ باقی ہوجاتے۔ اُس وقت حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز فرماتے کہ ہم صرف حصولِ دولت کا واسطہ ہیں۔ ہم سے علیٰحدہ ہوکر مقصودِ حقیقی سے جاملو۔ اَصحابِ تکمیل و اِرشاد کا طریقہ یہ ہے کہ اِس راستہ کے طالبوں کو طریقت کے گہوارہ میں لٹاتے ہیں اور تربیت کے پستان سے دُودھ پلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وصلِ الٰہی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اِس کے بعد اُن کو دُودھ سے روکتے ہیں اور محرم بارگاہِ اَحدیت بناتے ہیں تاکہ بلا واسطہ پیر کے براہِ

---

۱۷ حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۸۲ بحوالہ انیس الطالبین ص ۵۹، ۵۸، ۵۷۔

راست حضرت عزت وجلّت قدرت سے فیض حاصل کرنے لگیں۔ ۱۸

آپ فرماتے ہیں کہ عبادت میں اپنی ہستی کی طلب ہے اور عبودیت میں اپنی ہستی کا کھونا ہے۔ جب تک سالک میں کچھ بھی ہستی باقی ہے کوئی عمل نتیجہ بخش نہیں ہوسکتا۔ ۱۹

تادر جوئے زہستی زہستی باقیست ایمن منشیں کہ خود پرستی باقیست

فیضِ صحبت:

آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ تعلقاتِ خلق کا بھار صرف اسی لئے اُٹھاتے ہیں کہ خلق اللہ کے اَخلاق مہذب ہوجائیں یا کسی وَلی کی اُن کو صحبت حاصل ہوجائے کیونکہ کوئی وَلی اَیسا نہیں ہے جس کے حال پر اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی نظر عنایت نہ ہو۔ خواہ اِس سے وہ ولی آگاہ ہو یا نہ ہو۔ جو شخص کسی ولی سے ملتا ہے، اِس نظر اِلٰہی کا فیض اُس کو پہنچتا ہے۔ ۲۰

آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص دَوڑا اُس نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو پالیا۔ بلکہ اَصل بات یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو وہ پائے گا جو اُس کی راہ میں دَوڑتا رہے گا۔ دَوڑتے رہنے سے اِس طرف اِشارہ ہے کہ ہمیشہ اُس کی راہ میں سعی کرتا رہے۔ ۲۱

آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو رازوں کی اِطلاع دی جاتی ہے مگر وہ بغیر حکم اِلٰہی کے اُن کو ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بھید سے واقفیت رکھتا ہے وہ چھپاتا ہے اور جو نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے۔ اِخْفَاءُ الْاَسْرَارِ مِنَ الْاَبْرَارِ: ''اِسرار کو چھپانا ابرار کا طریقہ ہے''۔ ۲۲

زہد ومعاشرت:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمہ فقیر تھے اور ہمیشہ فقر کی تائید کیا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا ہے محبتِ فقر سے پایا ہے۔ آپ کے

---

۱۸ حضرت القدس جلد ا ص ۱۸۳، بحوالہ انیس الطالبین ص ۶۳، ۶۲۔ ۱۹ حضرت القدس جلد ا ص ۱۸۴ بحوالہ انیس الطالبین ص ۶۳۔ ۲۰ حضرت القدس جلد ا ص ۱۸۵۔ ۲۱ حضرت القدس جلد ا ص ۱۸۶۔ ۲۲ حضرت القدس جلد ا ص ۱۸۶۔

دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاک مسجد ہوا کرتا اور گرما میں پرانا بوریہ۔ ہر چیز میں بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ اپنی مجلس میں ہمیشہ اس حدیث شریف کو بیان فرمایا کرتے تھے:

اِنَّ الْعِبَادَةَ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةُ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلَالِ وَ جُزْءٌ وَّاحِدٌ مِّنْهَا سَائِرُ الْعِبَادَاتِ ۲۳ ''عبادت کے دس جزو ہیں جن میں سے نو طلبِ حلال ہیں اور اُن میں سے ایک باقی عبادات ہیں''۔

ایثار:

باوجود کمالِ فقر کے آپ میں ایثار اعلیٰ درجہ کا تھا۔ جو لوگ آپ کی خدمت میں ہدیہ لاتے آپ اتباعِ سُنّت کے طور پر اُسی قدر یا زیادہ اُس کے ساتھ احسان فرماتے۔ اگر کوئی دوست یا مہمان آپ کے در دولت پر حاضر ہوتا۔ جب شام ہوتی اُس کے لئے کھانا لاتے اور اُس کے آگے رکھتے۔ ایک طرف چراغ رکھ دیتے تاکہ وہ کھانا کھالے اگر وہ سو جاتا اور ہوا سرد ہوتی تو خواہ گھر میں ایک کپڑا ہوتا اُس کو مہمان پر ڈال دیتے۔ ۲۴

ملائکہ کی نماز:

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ العزیز نقل کرتے ہیں کہ ایک روز موسم اَبر آلود تھا۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے مجھ سے پوچھا کہ کیا نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اَبھی نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو بالکل حجاب نہ تھا اور تمام ملائکہ آسمان میں نمازِ ظہر کی ادائیگی میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تم تو یہ کہہ رہے تھے کہ اَبھی وقت نہیں ہوا۔ میں نے اپنے کہنے سے نادم ہو کر اِستغفار کی۔ ایک مدت تک مجھ پر اس کی ندامت رہی۔ ۲۵

---

۲۳ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۰۸۔ ۲۴ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۰۹۔ ۲۵ حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۸۹ بحوالہ انیس الطالبین ص ۸۳۔

لڑکے کی قربانی:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز جب زیارتِ بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لے گئے تو اُس وقت حاجی عید قربان کے دن قربانی کررہے تھے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہے چاہیے کہ ہم اُسی کو قربان کردیں۔ واپسی کے بعد جب بخارا پہنچے تو معلوم ہوا کہ عید کے دن ہی حضرت کے لڑکے نے بخارا کی حالت میں انتقال کیا تھا۔[۲۶]

کرامت: حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ ایک دفعہ ایک درویش کے گھر تشریف لے گئے اُس وقت اُس کے گھر میں ایک بوری آٹا لایا گیا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس میں کمی وبیشی کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دو ماہ اُس گھر میں رہے اور اُس آٹے سے کھانا پکتا رہا۔ لیکن بوری میں آٹا بدستور اُسی طرح تھا کوئی کمی نہ ہوئی حالانکہ ہر روز کافی دوست حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کی زیارت کے لئے آتے تھے اور وہ مدتوں پکتا رہا۔ بعد ازاں خلافِ ارشاد یہ قصہ اپنی بیوی سے بیان کردیا اُسی وقت برکت ختم ہوگئی۔[۲۷]

بارش رُک گئی:

ایک روز حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز ''قصرِ عارفاں'' کے باغ میں اُقامت گزین تھے۔ حضرت امیر برہان الدین علیہ الرحمہ پسر حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز آٹا لے کر تنور میں روٹی پکانے لگے۔ اِتنے میں ابرِ عظیم پیدا ہوا اور بارش شروع ہوگئی۔ سب لوگ حیران ہوگئے۔ اِس حالت کو دیکھ کر حضرت بہاؤالدین نقشبند خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے حضرت امیر برہان الدین علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ بارش سے کہو کہ جہاں ہم ہیں وہاں تک نہ آئے۔ حضرت امیر برہان الدین

---

۲۶ حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۸۹ بحوالہ انیس الطالبین ص ۹۲۔ ۲۷ جواہر نقشبندیہ ص ۲۰۷ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۱۵۔

علیہ الرحمہ نے بہت عاجزی کی اور کہا کہ میری کیا مجال جو ایسی بات کہوں؟ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ ہم تمہیں کہتے ہیں کہ اس طرح کہو اور نفس کو محفوظ رکھو۔ حضرت امیر برہان الدین علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں جس طرح کہ حضرت نے فرمایا تھا کہا۔ قادرِ مطلق کی قدرت کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے نفسِ نفیس کی برکت سے جہاں وہ درویش تھے ایک قطرہ پانی نہ برسا اور باہر خوب بارش ہوئی۔

اسی طرح نسف میں بھی جس وقت کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے بخارا کا ارادہ کیا۔ چاروں طرف بارش شروع ہوگئی۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے حضرت خواجہ پارسا علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ بارش بہت ہوگئی ہے۔ دُعا کرو تا کہ بارش رُک جائے' پس کہو کہ اے بارش رُک جا۔ حضرت خواجہ پارسا قدس سرہٗ العزیز نے حضرت امیر برہان الدین علیہ الرحمہ کی طرح عاجزی سے وہی کلمہ کہا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم کہتے ہیں تم کہو۔ حضرت خواجہ پارسا علیہ الرحمہ نے کہا' اے بارش ٹھہر جا' بارش رُک گئی۔ ہوا چلنے لگی اور سورج نکل آیا۔ [۲۸]

دو بھیڑیے:

ایک درویش کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے مجھے ایک کام کیلئے کسی جگہ روانہ کیا۔ ہوا نہایت گرم تھی۔ واپسی میں میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا اور اُس درخت سے تکیہ لگا کر سو رہا۔ میں نے خواب میں آپ کو دیکھا کہ عصاء ہاتھ میں لئے ہوئے میری طرف تشریف لا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ سونے کی جگہ نہیں ہے۔ اُٹھو' میں بے قرار ہو کر خواب سے اُٹھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو خونخوار بھیڑیے میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ میں فوراً ''قصر عارفان'' کو روانہ ہوگیا۔ جب میں نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز راستہ پر کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ کیا کوئی شخص ایسی جگہ

---

[۲۸] حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۹۳ بحوالہ انیس الطالبین ص ۱۵۷۔

میں سوتا ہے۔ ۲۹

اَدب:

حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے مریدوں میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ اور مولانا عارف ریوگری علیہ الرحمہ کی مثل کوئی نہیں ہے۔ یہ دونوں سب سے آگے چلے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز سے خلافت پانے کے بعد سات سال حضرت مولانا عارف علیہ الرحمہ کی صحبت میں رہے اور حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی تعظیم وتکریم میں مصروف رہ کر اُنہی کے ساتھ سلوک طے کیا۔ چنانچہ آپ بوقتِ طہارت نہر کے کنارے پر حضرت مولانا عارف علیہ الرحمہ سے بلند مقام پر ہرگز نہ بیٹھتے اور راستہ چلتے وقت بھی حضرت مولانا علیہ الرحمہ کے برابر نہ چلتے تھے اور ہمیشہ آپ کا اِتباع کرتے تھے کیونکہ حضرت مولانا علیہ الرحمہ کو حضرت سیّد مولانا امیر کلال قدس سرہٗ العزیز کی صحبت میں حضرت پر سبقت تھی اور حضرت خواجہ علیہ الرحمہ سے برسوں پہلے آپ حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ کی تربیت میں درجۂ کمال تک پہنچ چکے تھے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ جب ہم ذکرِ خفی میں مشغول ہوئے اور ہم میں شانِ آگاہی پیدا ہوئی تو ہم اس کی اَصل کے طالب ہوئے اور تیس برس تک اَصل کی تلاش اور جستجو کرتے رہے۔ دو مرتبہ سفرِ حجاز کیا۔ ہر ایک گوشہ اور زاویہ میں پھرے۔ اِس تلاش میں حضرت مولانا عارف علیہ الرحمہ کی مثل کوئی شخص بھی مل جاتا تو ہم ہرگز واپس نہ آتے، اَیسا شخص چاہیے جو ہم زانو ہو اور سیر میں آسمانوں سے آگے بڑھ گیا ہو اور ظاہر و باطن میں وہیں مشغول ہو۔ ۳۰

مرنے کی ترکیب:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ جب

---

۲۹ حضرات القدس جلد ا ص ۱۹۸۔ ۳۰ حضرت القدس جلد ا ص ۲۰۳ بحوالہ رشحات ص ۴۸،۴۹۔

میرا وقتِ آخر ہوگا تو میں درویشوں کو مرنے کی ترکیب سکھاؤں گا۔ سب درویش اُس وقت کے منتظر تھے۔ جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کو مرض الموت ہوا تو کارواں سرائے میں گئے اور مرض کے زمانہ میں اِسی سرائے کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ خاص خاص مرید آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضرت نے ہر ایک کے حال پر مرحمت اور الطاف خاص فرمائے اور آخری وقت دونوں ہاتھ دُعا کیلئے اُٹھائے اور بہت دیر تک دُعا کرتے رہے پھر دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اور اِس عالم سے رحلت فرما گئے۔

آپ کے مرض کے آخری ایّام میں آپ کے اَصحاب کی ایک جماعت کو خیال پیدا ہوا کہ دیکھئے کس کو اِرشاد کی اِجازت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کو اِس خطرہ سے آگاہی ہوگئی اور فرمایا کہ اِس وقت مجھے تشویش میں مت ڈالو۔ یہ کام میرے اِختیار کا نہیں ہے۔ حق تبارک وتعالیٰ تم میں سے جس کسی کو اِس مرتبہ پر پہنچادے گا وہ مرتبہ خود اُس کا فیصلہ کردے گا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کے بعض مریدین نے نقل کیا ہے کہ حضرت نے اُس وقت یہ فرمایا کہ بات وہی ہے جو ہم نے حجاز کے راستہ میں کہی تھی کہ جس کو ہمارے دیکھنے کی آرزو ہو۔ وہ حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمہ کو دیکھ لے اِس اِرشاد کے دوسرے دن آپ نے رحلت فرمائی۔ ۳۱

کرامت:

حضرت خواجہ علاؤالدین قدس سرہٗ العزیز کہتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کے اِنتقال کے وقت سورۂ یٰسین پڑھ رہا تھا۔ جب سورۂ مبارک نصف ہوئی تو اَنوار ظاہر ہونے لگے۔ ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہوئے اِس کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کا سانس منقطع ہوگیا۔ حضرت کی عمر شریف پورے تہتر سال کی تھی اور چوہترویں سال میں پیر کے دن تیسری ماہِ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ یا ۷۹۰ ہجری میں وفات پائی۔ ۳۲

---

۳۱ حضرت القدس جلد ۱ ص ۱۹۹ بحوالہ رشحات ص ۱۵۷۔ ۳۲ حضرت القدس جلد ۱ ص ۲۰۰ بحوالہ اشحات ص ۵۶، ۵۷ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۱۸ جواہر نقشبندیہ ص ۲۰۵۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز

اسمِ گرامی (حضرت) یعقوب (علیہ الرحمہ) اور والدِ گرامی کا اسمِ مبارک (حضرت) عثمان (علیہ الرحمہ) ہے۔ غزنی کے قرب وجوار میں چرخ نامی گاؤں میں ولادت ہوئی اسی نسبت سے چرخی کہلائے۔ [۱]

آپ کا انتساب اس طریقۂ عالیہ میں آستانِ عرش نشان' شاہِ ولایت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہٗ العزیز سے ہے۔ آپ کا اصل قریہ چرخ ہے۔ جو ولایت غزنی میں ایک گاؤں ہے۔ آپ کی مرقدِ منور علاقہ حصار کے ایک گاؤں میں ہے۔ [۲]

ابتدائے احوال میں اکثر دیارِ مصر میں تحصیلِ علوم میں مشغول رہے اور حضرت شیخ زین الدین خوافی قدس سرہٗ العزیز کے ساتھ مصر میں ہم سبق رہے۔ یہ دونوں صاحب حضرت مولانا شہاب الدین سیرامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جو اس دیار کے اکابر علماء میں سے تھے، ہم سبق تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد اور خلوص رکھتے تھے۔ [۳]

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے سلسلہ میں منسلک ہونے سے پہلے مجھے حضرت کے ساتھ اعتماد وخلوص تھا اور اکابر علماء سے اجازتِ فتویٰ حاصل کرنے سے پہلے میں نے اپنے وطن مالوف کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا۔ ایک روز مجھے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ میں نے بطریقِ معتقدین تواضع اور نیاز مندی کی اور حضرت سے عرض کیا کہ اس عاجز کی طرف بھی گوشۂ عنایت ملحوظ رکھیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت ارادہ کر کے ہمارے پاس آئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں آرزومند حاضرِ خدمت ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ کس وجہ سے؟ میں نے کہا کہ آپ بزرگ اور مقبولِ خلائق ہیں۔

---

[۱] حضرت القدس جلد ۱ ص ۲۰۷' بحوالہ رشحات ص ۶۵۔ [۲] جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۵' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۲۴۔ [۳] حضرت القدس جلد ۱ ص ۲۰۷ بحوالہ رشحات ص ۶۸، ۶۷۔

حضرت نے فرمایا کہ اِس کی کوئی دلیل ہونی چاہیے۔ ممکن ہے کہ یہ مقبول شیطانی ہو۔ میں نے کہا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ جَلَّ مجدہ الکریم جب کسی بندہ کو دوستی کیلئے منتخب فرمانا چاہتا ہے تو اُس کی دوستی بندگانِ خدا کے دِلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور کہا کہ ہم ''عزیزاں'' ہیں۔ پس یہ سن کر میری حالت متغیر ہوئی کہ میں اِس سے پہلے خواب میں دیکھ چکا تھا کہ کوئی صاحب مجھ سے فرما رہے ہیں کہ ''عزیزاں'' کے مرید ہو۔ مجھ کو اُس وقت وہ خواب یاد آیا اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز سے میں نے اِلتماس کی کہ خاطر شریف میرے حال پر منعطف فرمائیں۔ حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت عزیزاں علیہ الرحمہ سے عرض کیا تھا کہ مجھ کو آپ یاد رکھیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ ہمیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کچھ یاد نہیں رہتا ہے۔ تم کوئی چیز ہمارے پاس چھوڑ دینا کہ جب ہم اُس کو دیکھیں تم یاد آجاؤ لیکن تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو تم ہمارے پاس چھوڑ سکو۔ یہ کہہ کر حضرت نے اپنی ٹوپی مجھ کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اِس کو احتیاط سے رکھو۔ جب تم اِس کو دیکھو گے تو ہم کو یاد کرو گے اور جب ہمیں یاد کرو گے تو ہماری حضوری میں آجاؤ گے۔ اِس کے بعد فرمایا کہ حضرت مولانا تاج الدین علیہ الرحمہ سے کولکی کے جنگل میں ضرور ملاقات کرنا کیونکہ آپ اَولیائے وقت میں سے ہیں۔ میرے دِل میں خیال گزرا کہ میرا ارادہ بلخ جانے کا ہے پھر وہاں سے اپنے وطن جاؤں گا۔ بلخ کہاں اور دشت کولکی کہاں۔ میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ سے رخصت ہو کر بلخ روانہ ہوا۔ اتفاقاً ایسی ضرورت پیش آئی جس کی وجہ سے مجھے دشت کولکی میں جانا پڑا۔ اُس وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کا اِرشاد مجھ کو یاد آیا۔ بہت متعجب ہوا۔ میں نے یہاں حضرت مولانا تاج الدین علیہ الرحمہ سے ملاقات کی۔ مولانا علیہ الرحمہ سے ملاقات کے بعد سے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز سے رابطۂ محبت اور زیادہ ہوگیا اور کچھ سبب ایسا پیش آیا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی

ملاقات کیلئے پھر بخارا واپس آنا پڑا۔ میرے دل میں یہ خیال پختہ ہوگیا کہ دستِ ارادت حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے دست شریف میں دے دوں۔ بخارا میں ایک مجذوب تھا۔ اُس کے ساتھ مجھ کو بہت اعتقاد تھا۔ چلتے وقت میں نے اُس کو راستہ میں بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا میں بخارا کو جاؤں؟ اُس نے کہا کہ جلدی جاؤ اور بہت سی لکیریں زمین پر کھینچیں۔ میں نے دل میں کہا کہ ان لکیروں کو شمار کرنا چاہیے۔ اگر وہ طاق نکلیں تو اس خیال کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ ۴ ''کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو پسند فرماتا ہے''۔ جب میں نے اِن کو گنا تو وہ طاق ہی نکلیں۔ میں پوری طرح یقین کے ساتھ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوگیا اور حضرت خواجہ علیہ الرحمہ سے اپنا ارادہ ظاہر کردیا۔ ۵

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ نے اِرشاد فرمایا کہ ہم خود کسی کو قبول نہیں کرسکتے ہیں۔ آج رات معلوم کریں گے۔ دیکھئے کیا اِشارہ ہوتا ہے۔ اگر بارگاہِ خداوندی میں تجھ کو قبول کرلیا گیا تو ہم بھی قبول کرلیں گے۔ پس وہ رات میرے لئے میری عمر میں سخت ترین رات تھی۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ مجھ کو قبول کیا جاتا ہے یا رد کیا جاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مبارک ہو، قبولیت کا اِشارہ کیا گیا ہے۔ ہم کسی کو بہت کم قبول کرتے ہیں کیونکہ کوئی کسی نیت سے آتا ہے۔ کوئی کیسے وقت میں آتا ہے۔ اِس کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ نے اپنے مشائخ کا سلسلہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز تک بیان فرمایا ہے۔ اور فقیر کو ''وقوف عددی'' میں مشغول فرمادیا اور فرمایا کہ جہاں تک ہوسکے عدد طاق کے شمار کا لحاظ رکھو۔ گویا اِن خطوط کی طرف اِشارہ فرمایا جن کو میں نے اپنی دلیل بنایا تھا۔ اِس کے بعد حضرت

---

۴ بخاری حدیث نمبر ۶۴۱۰، مسلم حدیث نمبر ۲۶۸۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۱۶، ترمذی حدیث نمبر ۴۵۳، نسائی حدیث نمبر ۱۶۷۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۴۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۰۶، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۰۷۱۔ ۵ حضرات القدس جلد ۱ ص ۲۰۸، ۲۰۷ بحوالہ رشحات ص ۶۶۔ ۶۵، جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۵، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۲۵۔

خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے۔ جو حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز تک پہنچا ہے۔ ۶

حضرت مولانا نے اپنی کتاب ''مناقب حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز'' ۷ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب خدائے پاک کی عنایت بے غایت سے طلب کی خواہش اِس فقیر کے دِل میں پیدا ہوئی تو فیضِ لامتناہی کی کشش اور فضلِ الٰہی کے قاصد نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی صحبت کی طرف کھینچا۔ میں بخارا میں آپ کی خدمت کرتا اور حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے کرم عمیم سے توجہ پاتا تھا۔ یہاں تک کہ ہدایتِ صمدیت سے مجھ کو یقین حاصل ہوا کہ آپ مخصوص اولیاء اللہ سے ہیں اور کامل و مکمل ہیں۔ اِرشاداتِ غیبی اور بہت سے واقعات کے بعد میں نے کلام الٰہی سے تفاول کیا تو یہ آیت نکلی.... اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ .....(سورۃ الانعام:۹۰) ''یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے ہدایت دی ہے پس تو بھی اُن کی ہدایات کی پیروی کر''۔

دوسرے روز مقام فتح آباد میں جو اِس فقیر کا مسکن تھا۔ مزار حضرت شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہٗ العزیز کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوا تھا کہ قبولِ الٰہی کا قاصد پہنچا اور میرے باطن کو بے چین کر دیا۔ پس میں نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضری کا اِرادہ کیا۔ میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی قیام گاہ قصرِ عارفاں تک پہنچا تو حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کو راستہ میں کھڑے پایا۔ حضرت نے مجھ سے ملاقات فرمائی اور نمازِ شام کے بعد ملاقات کا شرف بخشا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی ہیبت مجھ پر ایسی طاری ہوئی کہ کلام کرنے کی طاقت باقی نہ رہی۔ اِثناءِ کلام میں حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَالِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ عِلْمُ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذَالِکَ حُجَّۃٌ عَلٰی اِبْنِ آدَمَ ۸ ''علم دو طرح کا ہے پہلا علم قلب اور یہ علم نفع

---

۶ حضرت القدس جلد ۱ ص ۲۰۹ بحوالہ رشحات ص ۶۷۔ ۷ حضرت القدس جلد ۱ ص ۲۰۹ بحوالہ شحات ۶۷۔۶۶۔ ۸ کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۸۲۔۱۳۳ حدیث نمبر ۲۸۶۶۷، ۲۸۹۴۷۔

دیتا ہے اور یہ نبیوں اور مرسلوں علیہم السّلام کا علم ہے اور دوسرا علمِ زبان یہ اللہ (عزّ وجلّ) کی حجت (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی اولاد پر ہے"۔

مجھ کو اُمید ہے کہ علمِ باطنی کا حصّہ تم کو ملے پھر آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: اِذَا جَالَسْتُمْ اَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّهُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْبِ يَدْخُلُوْنَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى هِمَمِكُمْ "جب اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو سچائی کے ساتھ بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے جاسوس ہیں وہ تمہارے دلوں میں داخل ہوتے ہیں اور تمہارے خیالات کو دیکھتے ہیں" ۹

اس کے بعد میں ایک مدت تک حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی صحبت میں رہا' یہاں تک کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے فقیر کو بخارا سے رُخصت ہونے کی اجازت فرمائی اور اِرشاد ہوا کہ جو کچھ مجھ سے تمہیں پہنچا ہے تو بندگانِ خدائے بزرگ و برتر تک پہنچا تا کہ سعادت کا سبب ہو۔ رُخصت کے وقت تین بار حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تجھ کو ہم خدائے عزّ وجلّ کے سپرد کرتے ہیں اور اس سپرد کرنے میں بہت سی اُمیدیں ہیں۔

اس عرصہ میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کی وفات کی خبر میرے سننے میں آئی۔ میرے دِل پر اِس واقعہ کا بہت رنج وصدمہ ہوا اور یہ خوفِ عظیم غالب ہوا کہ مبادا عالم کی طرف میری طبیعت کا میل ہو جائے اور طلب باقی نہ رہے۔ میں نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فرما رہے ہیں اور یہ آیتِ مبارک پڑھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ..... (آل عمران:۱۴۴) "(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں مگر ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن سے پہلے بھی بہت سے رسول (علیہم السّلام) گزر چکے ہیں۔ بالفرض اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑھیوں کے بل لوٹ جاؤ گے"۔ ۱۰

جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے فقیر کو بخارا سے سفر کرنے کی اجازت

۹ حضرت القدس جلد ا ص ۲۱۰ بحوالہ رشحات ص ۶۷' جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۶۔ ۱۰ حضرات القدس جلد ا ص ۲۱۰' جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۶۔

مرحمت فرمائی۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ العزیز کی طلب پر اُن کے پاس بھیجا تھا۔ اُن کی متابعت کیلئے اشارۃً حکم دیا تھا۔ پس جب میں بخارا سے کش پہنچا اور کش سے ولایت بدخشاں کو گیا تا کہ وہاں سے چرخ کو جا کر حصولِ علوم میں مشغول ہو جاؤں تو عنایت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے حضرت علاؤالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ بخارا سے تشریف لائے اور قاصد کے ہاتھ ایک خط اِس فقیر کے پاس بھیجا اور اس میں اشارۃً متابعت کو یاد دلایا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی نظرِ الطاف فقیر کے حال پر سب اَصحاب سے زیادہ تھی۔ میں نے آپ کی صحبت میں ایک مدت صَرف کی۔ جب اُن کا وصال ہو گیا تو میں نے چاہا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کی تعمیل کروں کہ جو کچھ ہم سے تجھ کو پہنچا ہے تو اس کو بندگانِ خدائے عزّ وجلّ کو پہنچا اور بقدر امکان اس اَمر میں کوشش کر۔ فقیر اپنے آپ کو اِس خدمت کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ مگر فقیر کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا اشارہ خالی از حکمت نہیں ہو سکتا۔ [1]

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز نقل کرتے ہیں کہ ایک روز مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز نے اِس فقیر سے پوچھا کہ تم خراسان میں رہ چکے ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ زین الدین خوافی علیہ الرحمہ مریدوں کے خوابوں کی تعبیر دیتے ہیں اور خواب کا اعتبار کرتے ہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ میں نے کہا ہاں دُرست ہے۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے اپنے ہاتھ اپنی ڈاڑھی شریف پر رکھ لئے۔ اِس فرمانے کے بعد آپ پر بے خودی طاری ہوئی۔ ہمیشہ سے آپ کی یہ عادت تھی کہ تھوڑی تھوڑی دیر میں بے خودی ہوتی رہتی تھی۔ اِس روز بے خودی کی حالت میں آپ کا سر مبارک سینہ بے کینہ پر گر گیا اور دو تین بال ریش مبارک کے آپ کے ہاتھ کی اُنگلیوں کی گھائی میں رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے سر اُٹھا کر یہ شعر پڑھا۔

چو غلام آفتاب ہمہ زآفتاب جویم نہ شم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم [2]

حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی ایک تفسیر بھی ہے [3] دیگر عمدہ تصانیف کے مصنف بھی ہیں۔ ۸۳۸ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ مقام بلقتو میں مدفون ہوئے۔

---

[1] حضرات القدس جلد ۱ ص ۲۱۱ جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۷ حضرات القدس جلد ۱ ص ۲۱۲ بحوالہ رشحات ص ۶۸۔

حضرت ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز

ولادت: رمضان المبارک ۸۰۶ھ بمطابق ۱۴۰۴ء
وصال: ۲۹ ربیع الاوّل ۸۹۵ھ بمطابق ۱۴۹۰ء

آپ کا اِسم مبارک عبید اللہ اور لقب ناصر الدین اور احرار بھی آپ کا لقب ہے (علیہ الرحمہ)۔ جو اصل میں خواجہ احرار ہے اور آپ خواجہ احرار علیہ الرحمہ کے نام سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں ۸۰۶ھ بمطابق ۱۴۰۴ء میں باغستان نزد تاشقند میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد کا اِسم مبارک حضرت خواجہ محمود بن حضرت مولانا شہاب الدین علیہ الرحمہ تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ محمود شاشی علیہ الرحمہ کی دختر نیک اختر ہیں جو شیخ عمر باغستانی علیہ الرحمہ کی اَولاد میں سے ہیں، جن کا سلسلہ نسب ۱۷ واسطوں سے امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے جدِ امجد مادر زاد ولی اللہ اور قطبِ وقت مشہور تھے۔ [۱]

آپ کے بچپنے کے عالم کا واقعہ محیر العقول ہے کہ آپ نے پیدائش کے بعد اپنی والدہ ماجدہ کے اَیّام نفاس میں دُودھ نہیں پیا۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ نے غُسلِ طہارت فرمالیا تو پھر آپ نے اُن کا دُودھ پینا شروع فرمایا۔ اَیّام طفولیت میں ہی آپ کے چہرۂ مبارک سے رُشد و ہدایت کے آثار نمایاں تھے۔ انوارِ ہدایت آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ [۲]

تین چار سال کی عمر میں مکتب میں آمد و رفت ہوگئی۔ بچپن میں ہی مزاراتِ مشائخ پر حاضری دیتے تھے۔ اگرچہ آپ اَکابر علماءِ عصر میں سے تھے مگر آپ کے شغلِ باطنی کا غلبہ علم ظاہری کے مقابلہ میں زیادہ تھا۔ [۳]

آپ کے جدِ امجد حضرت خواجہ شہاب الدین قدس سرہٗ العزیز قطبِ وقت

---

[۱] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۳۰۔ [۲] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۳۱۔ [۳] جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۹۔

تھے۔ دمِ آخر اپنے پوتوں کو الوداع کرنے کے لئے بلایا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ علیہ الرحمہ اُس وقت بہت کم سن تھے' وہ اُن کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور گود میں لے کر فرمایا' اس فرزند کے بارے میں مجھے بشارتِ نبوی ﷺ ہے کہ پیرِ عالمگیر ہوگا اور اس سے شریعت وطریقت کو فروغ حاصل ہوگا۔ [۴]

آپ کے ماموں حضرت خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ کو آپ کی تعلیم کا بڑا خیال تھا اسی غرض سے وہ آپ کو بائیس سال کی عمر میں تاشقند سے سمرقند لے گئے۔

(۲۲) بائیس برس کی عمر سے (۲۹) انتیس برس کی عمر تک آپ سفر میں رہے۔ اس عرصہ میں آپ کو بہت سے مشائخِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ چنانچہ سمرقند میں آپ اکثر مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ خلیفۂ حضرت علاؤالدین عطار قدس سرہٗ العزیز کی صحبت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ایک روز مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ نے مراقبہ کے بعد نعرہ مارا جب سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا مشرق کی طرف سے ایک شخص نمودار ہوا ہے جس کا نام خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ ہے اُس نے تمام روئے زمین کو سمیٹ لیا۔ وہ عجیب بزرگ شخص ہے۔

سمرقند ہی میں آپ حضرت سیّد قاسم تبریزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ وہاں سے بخارا کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک ہفتہ حضرت شیخ سراج الحق کلال پرسی علیہ الرحمہ خلیفۂ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں رہے۔ بخارا میں پہنچ کر حضرت مولانا حسام الدین شاشی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی جو حضرت سیّد امیر حمزہ بن سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اوّل تھے اور خواجہ بزرگ قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ خواجہ علاؤالدین غجدوانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں بہت دفعہ حاضر ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے خراسان کا سفر اختیار کیا اور مرو کے راستے ہرات میں آئے۔ ہرات میں آپ نے چار سال قیام کیا۔ اس عرصہ میں آپ اکثر حضرت سیّد قاسم تبریزی قدس سرہٗ العزیز اور حضرت شیخ

[۴] ایضاً' جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۸' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار لاثانی ص ۲۹۹۔

بہاؤالدین عمر قدس سرہٗ العزیز کی صحبت میں رہے اور کبھی کبھی حضرت شیخ زین الدّین حقانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری:

آپ فرماتے ہیں' میں ہرات میں تھا کہ ایک سوداگر سے حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی تعریف اور فضائل سنے۔ چنانچہ وہاں سے اُن کی زیارت کی نیت سے بلخ کے راستے ''حصار'' کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری کا قصہ خود بیان فرماتے ہیں:

جب میں چغانیاں پہنچا تو بیمار ہوگیا۔ بیس روز تک تپ سرزہ آتا رہا۔ اس عرصہ میں نواح چغانیاں کے بعض لوگوں نے حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی بہت غیبت کی۔ بیماری کے دِنوں میں اُیسی پریشان باتوں کے سننے سے حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی ملاقات کے اِرادے میں بڑا فتور پیدا ہوا۔ لیکن پھر دِل میں خیال پیدا ہوا کہ اتنی دُور سے آیا ہوں تو بغیر ملاقات جانا اچھا نہیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ کمالِ مہربانی سے پیش آئے اور میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا ''بیعت کرو''۔ چونکہ اُن کی پیشانی مبارک پر برص کا داغ تھا۔ اس لئے طبیعت میں کچھ کراہت پیدا ہوئی۔ آپ نے میری طبیعت کی کراہت کو سمجھ کر فوراً ہاتھ پیچھے کھینچ لئے اور بطریقِ خلع ولبس اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہوگیا۔ آپ نے پھر دستِ مبارک بڑھایا اور فرمایا:۔

''مجھے خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا تھا کہ تمہارا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس نے تمہارا ہاتھ پکڑا اُس نے میرا ہاتھ پکڑا جس نے میرا ہاتھ پکڑا اُس نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز کا ہاتھ پکڑا تو میں نے بلا توقف حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ نے مجھے بیعت فرمایا اور حسبِ طریقہ حضرات خواجگان رحمہم اللہ تعالیٰ شغلِ نفی واثبات جس کو وقوف عددی کہتے ہیں' سکھایا۔ آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی خدمت

میں کم وبیش ایک برس رہے۔ ۵

حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ طالبی کہ بصحبت عزیزی می آید چوں خواجہ عبید اللہ می باید آمد چراغ مہیا ساختہ وروغن وفتیلہ آمادہ کردہ ہمین گونہ کہ بہ آن می باید داشت۔ ۶ ''جب کوئی طالب کسی بزرگ کی خدمت میں جائے تو (حضرت) عبید اللہ احرار (قدس سرہٗ العزیز) کی طرح جائے۔ چراغ میں تیل اور فتیلا تیار کئے ہوئے صرف آگ کا محتاج ہو''۔

مُرشد کی تعریف:

☆ آپ فرماتے ہیں کہ مرشد کون ہے؟ پیر وہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جو چیزیں پسند تھیں وہ اُس میں بھی ہوں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے جو چیزیں ثابت نہ ہوں اُس میں بھی موجود نہ ہوں بلکہ وہ خود اور اُس کی تمام خواہشیں اِس سے کم ہو جائیں۔ اُس کی ذات ایسا آئینہ ہو جائے جس میں سوائے اَخلاق واَوصاف نبوی ﷺ کے اور کچھ نہ ہو۔ اِس مقام میں اَوصاف نبویہ ﷺ سے موصوف ہونے کی وجہ سے تصرف حق سبحانہ وتعالیٰ کا مظہر ہو جاتا ہے اور تصرفِ الٰہی سے طالبوں کے باطنوں میں تصرف کرتا ہے۔ اپنی مرضی سے بالکل خالی ہو کر مرضی حق پر پورے طور پر کھڑا رہتا ہے۔ ۷

☆ مرید وہ ہوتا ہے کہ محبت اور اِرادت کی آگ کی تاثیر سے اُس کی حاجتیں سوختہ ہو جائیں اور اُس کی آرزو باقی نہ رہے اور دِل کے آئینہ کی بصیرت میں اپنے پیر کے جمال کو دیکھ کر اپنی توجہ تمام قبلوں سے پھیر لیتا ہے اور اِس کا قبلۂ جمال پیر ہوتا ہے اور پیر کی اِطاعت میں آزادی سے فارغ ہو کر نیاز اور تواضع کا سر سوائے پیر کے آستانہ کے اور کہیں نہیں ڈالتا بلکہ نیستی کا خط اپنے وجود کی پیشانی پر کھینچ دیتا ہے اور جو وجود غیر کے شعور کے تفرقہ سے بھی رہائی پالیتا ہے۔ ۸

---

۵ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار لاثانی کامل ص ۳۰۱' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۵۔ ۶ نفحات الانس ص ۳۹۹ (فارسی)' حضرات القدس دفتر اوّل ص ۲۲۷ (اردو)' تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۵۔
۷ نفحات الانس ص ۴۱۱ (فارسی)' حضرات القدس ص ۲۳۰' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۵۱۔
۸ نفحات الانس ص ۴۱۱ (فارسی)' حضرات القدس ص ۲۳۰' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۵۱۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اولیاء اللہ کی صحبت میں آئے' اُسے چاہئے کہ اپنے آپ کو نہایت مفلس اور محتاج ظاہر کرے تا کہ اُن کو اُس پر رحم آئے۔

عبادت و ریاضت:

آپ مجاہدۂ نفس اور ریاضت میں یگانۂ روزگار تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے اور فرماتے تھے کہ باوضو رہنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور لطافت بڑھتی ہے۔ آپ اکثر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر دوزانو بیٹھ جاتے اور نماز تہجد تک اِس طرح بیٹھے رہتے اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ تہجد کے بعد طلوع فجر تک مراقبہ فرماتے اور پھر عشاء والے وضو سے ہی نماز فجر ادا فرماتے تھے۔ [۹]

بہترین عمل:

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ بعض اکابرین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے بیان کیا ہے کہ نماز عصر کے بعد ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اُس میں بہترین عمل محاسبہ ہے کہ اِس دن کا پورا وقت عبادت میں گزرا ہے یا معصیت میں۔ اگر عبادت میں گزرا ہے تو شکر کرے اور اگر معصیت میں گزرا ہے تو استغفار کرے۔ ایک جماعت نے کہا ہے کہ بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کی صحبت میں پہنچائے کہ اُس کی تاثیر سے وہ غیر حق سبحانہٗ سے ہٹ جائے اور حق سبحانہٗ کی طرف مائل ہو اور اُس کی طرف کھینچ جائے۔ اہل تحقیق نے کہا ہے کہ بہترین عمل وہی ہے کہ اُس میں مشغولیت کی وجہ سے غیرِ حق سے طول ہو اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف مائل ہو۔ [۱۰]

مریدِ صادق:

آپ فرماتے ہیں کہ سیّد الطائفہ حضرت سیّدنا جنید بغدادی قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ہے کہ مریدِ صادق وہ ہے کہ بیس برس تک کوئی بُرائی اُس کے بائیں پہلو والے فرشتے نے نہ لکھی ہو۔ اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرید معصوم ہو جائے اور اِس

---

[۹] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ۲۳۳۔ [۱۰] حضرات القدس ص ۲۳۱۔

مدت میں اُس سے کوئی جرم سرزد نہ ہو۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبل اس کے کہ فرشتے اُس کا گناہ لکھنے پائیں وہ اس کی مکافات میں مشغول ہو جائے اور کسی طریقہ سے اس گناہ کو اپنے اُوپر سے دُور کر دے۔ [۱۱]

مردانِ غیب اور مردانِ عزیمت:

آپ فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں مردانِ غیب' اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے اُن کی صحبت اختیار کرتے ہیں جو کہ عزیمت پر عمل کرتے ہوں اور رخصت سے پرہیز کرتے ہوں۔ اُن کی جماعت رخصت والوں سے علیحدہ رہتی ہے۔ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ عزیمت پر عمل ہے۔ [۱۲]

ترویج شریعت:

حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز چونکہ واقع میں ترویج شریعت اور تجدید ملت اور سلاطین کے ساتھ اختلاط رکھنے کے لئے مامور کیے گئے تھے۔ اس لئے آپ سمرقند تشریف فرما ہوئے۔ تاکہ بادشاہِ وقت سے ملاقات کریں۔ اُس زمانہ میں مرزا عبداللہ بن مرزا ابراہیم بن مرزا شاہ رخ ولایتِ سمرقند کے بادشاہ تھے۔ مرزا عبداللہ کا ایک مصاحب حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علیہ الرحمہ نے اُس سے کہا کہ اس ولایت میں آنے سے ہمارا مقصود تمہارے بادشاہ سے ملاقات کرنا ہے۔ اگر تم اُس کی ملاقات کا واسطہ بنو تو اَمرِ بزرگ اور ثوابِ کثیر کو حاصل کر لو گے۔ اُس امیر نے بے ادبی کے ساتھ جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ بے پرواہ شخص ہے اُس سے ملاقات کرنا بہت مشکل ہے۔ ماسوا اس کے درویشوں کو ان کاموں کی ضرورت ہی کیا ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ کو اس کلام سے غیرت پیدا ہوئی اور فرمایا کہ ہم کو بادشاہوں کی ملاقات کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم اپنے طور پر نہیں آئے ہیں۔ اگر تمہارا بادشاہ پرواہ نہ کرے گا تو ایسا بادشاہ بنایا جائے گا جو پرواہ کرے۔ جب وہ اَمیر چلا گیا تو

---

[۱۱] حضرات القدس ص ۲۳۲۔ [۱۲] حضرات القدس ص ۲۳۵۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے اُس کا نام سیاہی سے دیوار پر لکھا اور پھر اپنے لعابِ دہن سے اُس کو مٹا دیا اور فرمایا کہ ہمارا کام اِس بادشاہ اور اِس کے امیروں سے نہیں چل سکتا ہے' یہ فرما کر اُسی روز تاشقند کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کی روانگی کے ایک ہفتہ بعد اُس امیر کا انتقال ہو گیا۔ اور ایک ماہ کے بعد سلطان ابوسعید مرزا نے اطراف ترکستان سے ظہور کیا اور مرزا عبداللہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔ ۱۳

کرامت:

کہتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ بہت سے لوگوں کے نام کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھے۔ سلطان ابوسعید کا نام جس ٹکڑے پر لکھا تھا اُس کو اپنی دستار میں رکھ لیا۔ دوستوں نے پوچھا یہ کس شخص کا نام ہے جو آپ نے دستار میں رکھا ہے؟ فرمایا کہ یہ اُس شخص کا نام ہے جس کے ہم' آپ اور اہل تاشقند و سمرقند اور خراسان رعایا ہوں گے۔ اُس زمانہ میں وہاں سلطان ابوسعید کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مگر چند روز کے بعد ہی سلطان ابوسعید مرزا کی شہرت ترکستان کی طرف سے بلند ہو گئی۔ ۱۴

ترویج شریعت اور فتح:

کرامت: منقول ہے کہ سلطان ابوسعید نے خواب میں حضرت قدس سرہٗ العزیز کو دیکھا تھا اور حضرت خواجہ احمد بسوی قدس سرہٗ العزیز کے اِرشاد سے حضرت کا نام اُس کو معلوم ہوا۔ اُس نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز کے نام اور صورت کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھا جب بیدار ہوا تو اپنے مصاحبوں سے دریافت کیا کہ اِس حلیہ کا کوئی درویش خواجہ عبید اللہ نامی قدس سرہٗ العزیز اِس ملک میں ہے۔ لوگوں نے خبر دی کہ وہ درویش صاحب اِس زمانہ میں تاشقند میں رہتے ہیں۔ سلطان اُسی وقت سوار ہوا اور تاشقند پہنچا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کو جب اُس کے آنے کی خبر پہنچی تو فوراً مقام فرکت کی طرف روانہ ہو گئے۔ سلطان کو حضرت قدس سرہٗ

---

۱۳ حضرات القدس ص ۲۳۸' جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۰۔ ۱۴ حضرات القدس ص ۲۳۸۔

العزیز کے فرکت میں قیام فرمانے کی خبر پہنچی تو وہ بھی فرکت پہنچا۔ جب بادشاہ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی خدمت سے مشرف ہوا اور اُس کی نظر حضرت قدس سرہٗ العزیز کے چہرۂ زیبا پر پڑی تو کہا اللہ کی قسم یہ وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا اور حضرت قدس سرہٗ العزیز کے قدموں پر گر پڑا اور نیاز مندی بجالایا۔ حضرت خواجہ ناصر الدین احرار قدس سرہٗ العزیز نے اُس کے حال پر بہت کچھ توجہ فرمائی اور اُس کو اپنی طرف جذب فرمایا۔ بادشاہ نے آخری مجلس میں فتح کی دُعا کے لئے اِلتماس کی۔ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ فتح کی دُعا ایک دفعہ ہوا کرتی ہے اِس کے بعد بادشاہ کے ساتھ ایک بڑا لشکر جمع ہوا اور بادشاہ کے دل میں سمرقند کی فتح کا اِرادہ پیدا ہوا اور حضرت قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا توجہ کے لئے عرض کیا۔ حضرت ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ تم کس نیت سے جاتے ہو۔ اگر تمہاری نیت روشن شریعت کی تقویت اور دینِ متین کو رواج دینے اور رعیت کے اِنتظام کرنے کی ہے تو تمہارا یہ سفر تمہارے لئے مبارک ہوگا اور فتح تمہاری ہوگی۔ اُس نے عرض کیا کہ روشن شریعت کی تقویت میں جان و دل سے کوشش کروں گا اور اِنتظام رعایا میں پوری کوشش کروں گا۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا: جب ایسا ہے تو شریعتِ مطہرہ کی پناہ میں جاؤ مراد حاصل ہو جائے گی۔ [۱۵]

مظالم سے رہائی اور ترویجِ شریعت:

کرامت: دو درویش حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں ملاقات کے شوق میں بڑی دُور سے خانقاہ میں آئے۔ خادموں سے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کہاں ہیں؟ خدام نے کہا کہ بادشاہ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ اپنے آنے پر پشیمان اور وقت کے ضائع ہونے سے پریشان ہوئے۔ اور کہا کہ عجب شیخ ہیں جو سلاطین کے دربار میں جاتے ہیں حالانکہ بِئْسَ الْفَقِيْرُ عَلٰى بَابِ الْاَمِيْرِ (بہت بُرا ہے وہ فقیر جو امیروں کے دروازہ پر جائے) اِتفاقاً دو

[۱۵] حضرات القدس ص ۲۳۹۔

چور جیل سے بھاگ گئے تھے۔ سپاہی اُن کی تلاش کرتے ہوئے گلی کوچوں میں پھر رہے تھے۔ اُن دونوں درویشوں کو بجائے چوروں کے پکڑ کر دربار بادشاہ میں لے گئے اور کہا کہ یہ وہی چور ہیں جو جیل سے بھاگ گئے تھے۔ اَب اُن کے بارے میں حکم ہو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ شریعت غرہ کے اَحکام کے مطابق اِن کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ ابوسعید سلطان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ دونوں درویش ہیں اور ہماری ملاقات کے لئے دُور دراز سے آئے ہیں۔ جب ہمیں نہ پایا تو پریشان حال اور شکستہ دِل ہوئے اِس کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ اُٹھے اور دونوں درویشوں کو ہمراہ لے کر اپنے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم دربارِ شاہی میں اِسی لئے گئے تھے کہ ہاتھ کاٹے جانے سے تمہیں بچائیں اور امیروں کے دروازے پر وہ درویش بُرا معلوم ہوتا ہے جو طمع کی وجہ سے دولت مندوں کے پاس جاتا ہو۔ وہ درویش بُرا نہیں جو مسلمانوں کی حاجتیں اور ظالموں کے شر کو رفع کرنے اور شریعت پاک کو رواج دینے کے لئے جاتا ہو۔ اِس واقع سے اُنہوں نے اپنی بدگمانی سے توبہ کی اور حضرت قدس سرہٗ العزیز کے مخلصین اور معتقدین میں داخل ہوئے۔ [۱۶]

کرامت: ایک عالم حضرت کے فضائل و کمالات کا شہرہ سن کر حضرت قدس سرہٗ العزیز کی ملاقات کے اِرادہ سے سمرقند روانہ ہوا اور شہر میں داخل ہوا۔ شہر کے راستوں میں اُونٹوں کی قطار پر غلہ کی بھری ہوئی بوریاں دیکھ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ اِتنا بہت سا غلہ کس کا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا ہے۔ عالم کے دِل میں خیال آیا کہ فقیری کو اِس دُنیا سے کیا نسبت؟ یہاں سے واپس ہو جانا چاہئے پھر اُس نے سوچا کہ اِتنی مسافت طے کر کے آیا ہوں ایک بار تو خود اُن سے مل لوں اور آپ کی خانقاہ میں آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز اُس وقت زنانہ مکان میں تھے۔ اِس اثناء میں اُس کو غنودگی آ گئی۔ اُس غنودگی میں اُس نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور ایک قرض دار اُس کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اپنے ساتھ اُس کو

---

[۱۶] حضرات القدس ص ۲۴۶ جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۱۔

دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے۔ اِتنے میں حضرت خواجہ علیہ الرحمہ آئے اور قرض دار سے دریافت فرمایا کہ اِس کے ذمہ تیرا کتنا قرضہ ہے۔ اُس نے مقدار بتلائی۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ اِتنا مال مجھ سے لے لے اور اُس کی آنکھ کھل گئی اور آپ اَندر سے باہر تشریف لے آئے اور مسکرا کر فرمایا کہ اِتنی دولت ہم نے اِسی لئے جمع کی ہے کہ تم کو اور تمہارے جیسے لوگوں کو قرض داروں سے چھڑائیں۔ ۱۷

تاریخِ وفات:

اِس صاحبِ تکمیل و کمال کی وفات ۲۳ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری بمطابق ۱۴۹۰ء ہفتہ کی رات ہوئی اور محلّہ خواجہ کفشیر میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اَولادِ امجاد نے آپ کے مزار شریف پر عالیشان عمارت تعمیر کی ہے۔ ۱۸

بعد از موت:

کرامت:

جب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز کا سانس شریف منقطع ہوا۔ یہ شام اور عشاء کا درمیانی وقت تھا۔ کثرت سے شمع روشن کی گئی تھیں جن سے مکان روشن ہو گیا تھا۔ اِسی حال میں دیکھا گیا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے دونوں اَبروؤں کے بیچ سے ایک نور چمک دار بجلی کی طرح پھیلا۔ اُس کی شعاعیں شمع پر پڑیں اور کل شمعوں کی روشنی ماند پڑ گئی۔ جو لوگ اُس گھر میں موجود تھے اُنہوں نے اِس کا مشاہدہ کیا۔ ۱۹

خلفاء:

آپ کے مشہور خلفاء حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ العزیز اور حضرت مولانا عبد الرحمان جامی قدس سرہٗ العزیز ہیں۔

---

۱۷ حضرات القدس ص ۲۴۶، جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۱۔ ۱۸ حضرات القدس ص جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۹۔ ۱۹ حضرات القدس ص ۲۴۷، جواہر نقشبندیہ ص ۲۱۹۔

حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۸۵۲ھ بمطابق ۱۴۴۸ء وصال: یکم ربیع الاوّل ۹۳۹ھ بمطابق ۱۵۳۲ء

آپ کا نام نامی اِسم گرامی (حضرت) محمد زاہد (قدس سرہٗ العزیز) ہے۔

آپ حضرت خواجہ مولانا محمد یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں۔ بلکہ بقول شیخ شرف الدین محمد کشمیری مجددی علیہ الرحمہ صاحب روضۃ السلام آپ حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز کے نواسہ تھے۔ [۱]

آپ کی وِلادت باسعادت موضع ''وخش'' نزد حصار علاقہ بخارا شریف میں بتاریخ ۱۴ شوال المکرّم ۸۵۲ھ بمطابق ۱۱ دسمبر ۱۴۴۸ء کو ہوئی۔ [۲]

بعض ثقات سے سنا گیا ہے کہ حضرت مولانا محمد زاہد علیہ الرحمہ نے ذکر کی تلقین اور بزرگانِ نقشبندیہ کے طریقہ کی تعلیم بعض اَصحاب کبار مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز سے حاصل کی تھی۔ گوشۂ تنہائی اور گمنامی میں اپنے وقت کو آپ تازہ کرتے رہے۔ ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔

آپ کی روحانی نسبت حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز سے ہے۔ [۳]

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضری کا عہد:

آپ نے حضرت خواجہ عبید اللہ اَحرار قدس سرہٗ العزیز کے اِرشاد کا شہرہ سنا تو آپ نے حصار سے سمرقند پہنچ کر محلّہ ''وانسر'' میں قیام فرمایا۔ یہ محلّہ وانسر بڑا خوشگوار اور سرسبز مقام ہے۔ یہاں سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیام گاہ محلّہ ''کنسر'' میں تقریباً ۱۰ (دس) کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی۔ آپ نے حضرت خواجہ عبید اللہ

---

[۱] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۳۶' حضرات القدس ص ۲۴۸' جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۴' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مشائخ انوار لاہانی کامل ص ۳۱۲۔ [۲] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۳۶۔ [۳] حضرات القدس ص ۲۴۸۔

احرار علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نئے کپڑے پہنے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ مولانا خواجہ محمد زاہد وخشی علیہ الرحمہ ہماری ملاقات کے لئے آرہے ہیں تو عین دوپہر کے وقت آپ اپنے اُونٹ پر سوار ہو کر بمعہ مریدین چل پڑے۔ کسی کو منزل معلوم نہ تھی۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُونٹ کو اُس کے حال پر چھوڑ دیا کہ جہاں چاہے چلا جائے۔ تو حضرت مولانا محمد زاہد وخشی علیہ الرحمہ کی قیام گاہ پر پہنچ کر اُونٹ خود بخود رُک گیا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ اُونٹ سے اُتر پڑے۔ جب حضرت مولانا محمد زاہد وخشی علیہ الرحمہ کو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا اور اُن کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ پھر خلوت میں مجلس ہوئی اور مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ العزیز نے اپنی واردات و معاملات اور مقامات حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے اور بیعت کی خواہش کی۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُسی مجلس میں حضرت مولانا محمد زاہد علیہ الرحمہ کو بیعت کر کے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمت عطا فرمائی اور اپنی کامل توجہ اور تصرف سے اسی مجلس میں مولانا کو کمال و تکمیل تک پہنچا دیا اور خلافت عطا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس پر بعض اصحاب جو اُس وقت موجود تھے آتشِ حسد میں جلنے لگے کہ ہم عرصہ سے خدمت میں حاضر ہیں مگر ہم پر عنایت نہیں فرمائی اور حضرت مولانا محمد زاہد علیہ الرحمہ کو پہلی ہی صحبت میں خلافت عطا فرما دی۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مولانا محمد زاہد علیہ الرحمہ چراغ اور فتیلا (بتی) بمعہ تیل تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے ہم نے صرف اس (چراغ) کو روشن کر کے رخصت کر دیا''۔ [۳]

یہ واقعہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے تصرف عظیم اور آپ (یعنی حضرت مولانا خواجہ محمد زاہد علیہ الرحمہ) کی کمال استعداد اور قابلیت پر دلالت کرتا ہے۔

---

۳ تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۳۷، حضرات القدس ص ۲۴۹، جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۴ تا ۲۲۵، تذکرۂ مشائخ نقشبند انوار الرحمانی کامل ص ۳۱۳، ۳۱۲۔

مقام ومرتبہ:

آپ علومِ ظاہری اور باطنی میں خوب وافر حصّہ رکھتے تھے۔ فقر و تجرید، تفرید و ورع، تحرر و تقرر، تقویٰ و زہد اور اتباعِ سُنّت میں آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ نہایت ہی بلند ہمت اور اعلیٰ استعداد کے مالک تھے۔ حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اعظم، محرم اور ہم راز، عاشقِ جانباز اور مقبول و محبوب تھے۔

کرامات:

جب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کو سلطان محمود میرزا کی بابت یہ خبر پہنچی کہ اُس نے اپنے بھائی سلطان احمد میرزا سے جنگ کرنے کی غرض سے محاصرۂ سمرقند کا ارادہ کیا ہے تو آپ نے میرزا سلطان محمود کو یہ رُقعہ تحریر فرمایا:

رُقعہ:

اس عرضداشت کے ذریعے یہ فقیر حضرت مخدوم زادہ کے ملازمین کی خدمت میں ظاہر کرتا ہے کہ اکابر اولیاء اللہ نے شہر سمرقند کو بلدہ محفوظہ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کی فتح سمرقند کا ارادہ کرنا مناسب نہیں ہے اور جب خدائے پاک نے اس کا حکم نہیں دیا نہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں کوئی ایسی ہدایت وارد ہوئی تو پھر آپ کا اپنے بھائی پر تلوار اُٹھانا کس حد تک مناسب ہے۔ یہ فقیر آپ کی خیر خواہی میں کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہے مگر قبولیت کی حد تک نہیں پہنچا۔ لوگوں کی باتوں میں آکر آپ کا اس ملک کے فتح کرنے کا قصد کرنا اور اس فقیر کے معروضہ کو قبول نہ کرنا ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ میں نے آپ کی خدمت میں خیر خواہی کی عرض کی۔ لوگ جو کچھ کہتے ہیں محض اپنی نفسانیت سے۔ معلوم ہے سمرقند میں کسی کے دِل کو صدمہ پہنچے اور دَردمند دِل کی آہ جو کچھ کر سکتی ہے وہ آپ کو بخوبی معلوم ہے۔ خدا کے نیک بندوں اور عام طور سے سب مسلمانوں کے دِلوں کو اس سے تکلیف ہوگی اس ارادہ سے باز آئیں اور ڈریں۔ فقیر کی اس بات کو جو بے غرض اور محض للّٰہیت کی وجہ سے ہے مان لیں اور دونوں بھائی آپس میں

اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کریں تا کہ خدائے تعالیٰ راضی رہے۔ پھر ایک دل اور متفق ہو کر اُن کاموں کو جو اُدھورے پڑے ہیں پورا کریں۔ دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن پر وہ اپنی بہت کچھ عنایت رکھتا ہے۔ اُن کی جفا اور لڑائی کے ارادہ کو اپنے ساتھ جنگ کا ارادہ اور ظلم کرنا فرماتا ہے۔ چنانچہ صحاح کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بہ پیش چشم چو خاکسترم میا گستاخ کہ ہست در تگ او آتشے دسر یائے

''لوگوں کی نظر میں اگر چہ میں خاک کی مانند ہوں لیکن تو ارادہ گستاخی کو دُور رکھ کہ اِس راکھ کے نیچے آگ اور پانی کا ایک دریا موجود ہے''۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے امیر مزید علیہ الرحمہ سے جو سلطان محمود کے دربار کا امیر کبیر تھا، کہلا بھیجا کہ جنگ اور مخالفت کے طریقہ سے باز آؤ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہزاروں آدمی عبدالخالق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خادم سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اور اگر کریں گے تو مغلوب ہوں گے۔ خاندان نقشبند کا خانواہ بڑا صاحب تصرف ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے دلی ارادہ کے مطابق کر دیتا ہے اور خانوادۂ مذکور اور کسی کا مطیع نہیں ہے۔

میرزا سلطان محمود باوجود اِس نامہ وپیام کے اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور سمرقند کے محاصرہ کے لئے متوجہ ہوا اور فوج بے کراں اور بے شمار لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوا' علاوہ چغتائی فوج کے چار ہزار ترک ہمرکاب تھے۔ بیچارہ میرزا سلطان احمد مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور فرار کا ارادہ کیا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بے قرار اور مضطرب ہو کر حاضر ہوا اور بھاگ جانے کو اجازت چاہی۔ آپ اُس وقت شہر کے مدرسہ میں تھے فرمایا کہ اگر تم بھاگو گے تو سب شہر والے قید ہو جائیں گے۔ پس تم ٹھہرو اور اپنے دل کو مضبوط کرو میں تمہارا کفیل وذمہ دار ہوں۔ اُس کے بعد آپ نے میرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے ایک حجرہ میں جس کا ایک ہی دروازہ تھا' لے جا کر بٹھا دیا اور خود اُس حجرہ کی دہلیز پر تشریف فرما رہے اور حکم دیا

کہ ایک سانڈنی ہر دم تیار رہے اس پر کجاوہ بندھا رہے اور چند روز کا توشہ اُس میں رکھا ہو چنانچہ سانڈنی تیار کر کے سلطان احمد کے حجرہ کے روبرو حاضر کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرزا سلطان محمود سمرقند کو فتح کر لے اور جس دروازے پر جنگ ہو رہی ہے وہ اُس میں داخل ہو جائے تو تم اُس اونٹنی پر سوار ہو کر اپنے خاص لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازہ سے نکل جانا آپ نے اس طرح سے میرزا سلطان احمد کو تسکین دی۔

اِس کے بعد آپ نے مولانا سیّد حسن اور مولانا سیّد قاسم، مولانا میر عبدالاوّل اور مولانا جعفر قدس اللہ اسرارہم کو جو آپ کے بڑے بڑے مرید تھے طلب کر کے حکم فرمایا کہ جلد جاؤ اور اُس کے دروازے پر جہاں کہ سلطان محمود مصروف جنگ ہے، ٹھہرو اور اللہ عزّ وجلّ کی طرف مشغول ہو جاؤ جب وہ بھاگ جائے تو ہمارے پاس آؤ اور اگر بالفرض اُس کا لشکر شکست نہ کھائے تو ہمارے پاس تمہارے لئے راستہ نہیں ہے وہ چاروں بزرگ اُس دروازے کے برج پر چڑھے اور مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔

وہ کہتے ہیں کہ مراقبہ میں اپنے آپ کو نہیں پاتے تھے جو کچھ تھے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز ہی تھے اور ایسا نظر آتا تھا کہ تمام عالم پر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کا وجود چھایا ہوا ہے۔ اس اثناء میں مولانا زاہد قدس سرہٗ العزیز کو سلطان محمود کے سمرقند پر حملہ کرنے اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے خط کو قبول نہ کرنے اور اپنے بھائی سلطان احمد سے جنگ کرنے کی خبر ملی تو مولانا پر اِس خبر کے سننے سے غیرت طاری ہوئی اور اُس کی ہزیمت کے لئے آپ متوجہ ہوئے۔ اثناء مشغولی میں مولانا پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی تیغ باطن نے میرزا سلطان محمود کو مقہور اور مغلوب کر دیا اور شکست دے دی۔ مولانا سے یہ مشاہدہ بے اختیار ظاہر ہو گیا اور رفتہ رفتہ اِس کی خبر حاکم وخش کو جو سلطان محمود کا دوست تھا پہنچی وہ یہ سن کر مولانا پر بے حد بگڑا اور بے حد عتاب کیا۔ ایک خط میں مولانا کی شکایت لکھ کر سلطان محمود کے پاس روانہ کی، تقدیر سے قاصد کا اس خط کو لے کر پہنچنا اور میرزا سلطان محمود کا شکست کھانا ایک ہی

وقت میں واقع ہوا۔

کہتے ہیں میرزا سلطان محمود اور مرزا سلطان احمد کی فوجوں میں صبح سے دوپہر تک جنگ عروج پر رہی اور قریب تھا کہ سلطان محمود کا لشکر غالب ہو جائے جب کہ سلطان احمد کی فوج گھبرائی ہوئی تھی۔ ناگاہ قپچاق کی طرف سے ہولناک آندھی اُٹھی اور اُس میں سلطان محمود کا لشکر اِس طرح پھنس گیا کہ کسی شخص کو آنکھ کھولنے کی مجال نہ رہی۔ اس آندھی نے گھوڑوں اور آدمیوں کو اُٹھا کر پھینک دیا۔ پیادوں اور سواروں کو زمین پر پٹخ دیا خیموں' سراپردوں اور شامیانوں کو اُکھاڑ کر اُوپر لے گئی اور پھر زمین پر پھینک دیا۔ الحاصل ایک طوفان عظیم برپا ہوا اور قیامت قائم ہوگئی۔

اِس حالت میں سلطان محمود اُمیروں اور ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ بلند دیوار کے پشتہ کے نیچے ایک بڑے تالاب کے کنارے کھڑا ہوا تھا کہ زمین تڑخی اور اُس کا ایک بہت بڑا ٹکڑا پھٹا۔ اُس تالاب کا کنارہ ٹوٹ کر گرا جس سے ایک نہایت مہیب آواز پیدا ہوئی اور قریب چار سو سواروں اور گھوڑوں کے جو اُس کی آڑ میں کھڑے تھے دب کر ہلاک ہوگئے اور ادھر اس کی آواز کی دہشت سے ترکوں کے گھوڑے بھڑک کر جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ آراستہ لشکر میں یکبارگی پھوٹ پڑ گئی۔ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سلطان محمود اور لشکریوں اور اُس کے تمام وزیروں پر خوف اور دہشت چھا گئی۔ اُس نے مع تمام اُمراء کے ذلت وخواری سے گھوڑوں کو آگے بڑھایا جتنی جلدی ہو سکا شہر سے بھاگ گیا اور میرزا سلطان احمد لشکر اور شہر کے لوگ اُن کے پیچھے روانہ ہوئے اور تقریباً پانچ کوس تک اُن کا تعاقب کیا گھوڑے اور قیدی پکڑ لائے اور بہت کچھ سامان غنیمت اور ہتھیار لوٹ لائے۔ اُس وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے کلام کا اثر اور حضرت کے چاروں مریدوں کی قوتِ مراقبہ اور مولانا محمد زاہد کے کشف کی سچائی پوری طرح سے ظاہر ہوگئی۔[1]

آپ کی وفات یکم ربیع الاوّل ۹۳۶ھ بمطابق ۱۵۰۹ء کو ''وخش'' میں ہوئی۔ آپ کا مزار شریف ''وخش'' میں زیارت گاہِ عام وخاص ہے۔

---

[1] حضرات القدس ص ۲۵۱ تا ۲۵۵۔

عالم اَجل، فاضلِ بے بدل، زاہدِ لاثانی

حضرت خواجہ مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۱۶۔شوال ۸۸۶ھ بمطابق ۶ فروری ۱۴۷۸ء کو ہوئی
وفات: ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ بمطابق ۱۵۶۲ء

تعارف:

آپ حضرت مولانا محمد زاہد وخشی علیہ الرحمہ کے بھانجے تھے۔ بچپن ہی سے طبیعت فقر کی طرف مائل تھی۔ بیعت سے پندرہ برس قبل زہد وریاضت میں مشغول رہتے اور تجریدی حالت میں ویرانوں میں رہا کرتے، بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ [۱]

ریاضت ومجاہدہ:

آپ پندرہ سال تک جنگلوں اور ویرانوں میں رہ کر سخت مجاہدات کرتے رہے۔ ایک دن جنگل میں بھوک سے لاچار ہو کر آسمان کی طرف منہ اُٹھایا تو اُسی وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: **اے درویش محمد! آپ نے کافی حد تک ریاضت ومجاہدہ کیا ہے۔ اَب اگر صبر وقناعت مطلوب ہے تو اپنے ماموں حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی علیہ الرحمہ کی خدمت میں جا کر قدم بوسی کیجئے۔ وہ تم کو صبر وقناعت سکھا دیں گے۔ اور وہاں سے آپ کی تکمیل ہوگی۔** [۲]

بیعت:

حضرت خضر علیہ السلام کے فرمانِ عالی شان کے بعد آپ اپنے ماموں حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخلِ طریقت ہو کر درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا گیا۔ اور اپنے ماموں جان

---

[۱] جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۸، حضرات القدس ۲۵۶ [۲] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۱، جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۸، تذکرۂ نقشبندیہ انواریہ لاثانی کامل ص ۳۱۴، حضرات القدس ص ۲۵۶۔

کے انتقال کے بعد اُن کے نائب کی حیثیت سے مسندِ ارشاد پر جلوہ اَفروز ہوئے۔ ۳

آپ ایک مدت تک اپنے شیخ و مرشد کی خدمت میں رہے۔ آپ کو اپنے شیخ سے والہانہ محبت و عقیدت تھی اور حضرت مولانا محمد زاہد وخشی علیہ الرحمہ بھی آپ پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

حلقۂ درس:

آپ قرآنِ مجید اور حدیثِ مقدسہ کے عالم اَجل اور فاضلِ بے بدل تھے۔ ظاہری تعلیم اپنے شیخِ محترم اور علاقے کے دیگر نامور علمائے کرام سے حاصل کی۔ آپ روزانہ قرآنِ مجید کا درس دیا کرتے تھے۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ اور بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ایک ادنیٰ مرید کو اعلیٰ درجات پر پہنچا دیتے تھے۔ ۴

اِنکساری و گمنامی:

آپ گمنامی بہت زیادہ پسند کرتے تھے اور اپنے حالات کو چھپانے کے لئے بچوں کو درسِ قرآنِ مجید دیا کرتے تھے تاکہ کسی کو آپ کے اَحوال و کمالات سے آگہی نہ ہونے پائے۔ ایک دن کسی تُرک درویش کا آپ کے شہر سے گزر ہوا۔ اُنہوں نے فرمایا: یہاں مجھے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے اور ساتھ ہی مولانا درویش محمد علیہ الرحمہ کی طرف اِشارہ کیا۔ (تصوّف و معرفت کے راستے کی خوشبو ہی اَیسی ہے کہ چھپائے نہیں چھپتی)۔ (کیفی) اور لوگوں کو بتایا کہ یہ بزرگ عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ طریقت میں بڑا بلند مقام رکھتے ہیں۔ اِن سے اِستفادہ کرنا چاہئے۔ تب وہاں کے لوگوں کو آپ کا علم ہوا۔ ۵

شہرت کا سبب:

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ مولانا امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

---

۳ تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۱، جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۸۔ ۴ تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۲۔ ۵ تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۲، جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۸۔

کہ میرے والدِ ماجد اپنے باطنی اَحوال کو بہت ہی پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دِن کسی نے حضرت شیخ نورالدین خوانی رحمہ اللہ تعالیٰ جو شیخ حاجی مینوستانی قدس سرہٗ العزیز کے اعلیٰ خلیفہ تھے کے محاسن بیان کئے۔ ایک موقع پر جب وہ تشریف لائے تو آپ کچھ تحائف لے کر اُن کی ملاقات کو گئے۔ حضرت شیخ نورالدین خوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا اور معانقہ کر کے اپنے پاس بٹھایا۔ پھر کافی دیر تک دونوں مراقب بیٹھے رہے۔ جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ وہاں سے رخصت ہوئے تو بڑی عزّت وتکریم سے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اَلوداع کیا اور کافی دُور تک پیدل چل کر آئے۔ حضرت خواجہ شیخ نورالدین خوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے واپس آکر وہاں کے لوگوں اور اپنے مریدوں سے پوچھا کہ آپ لوگ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ العزیز کی صحبت بابرکت سے خوب اِستفادہ کرتے ہوں گے۔ وہ بڑے صاحبِ دل ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! وہ شیخ نہیں بلکہ عالم ہیں۔ حضرت شیخ نورالدین خوانی علیہ الرحمہ نے فرمایا: **سبحان اللہ! یہاں کے لوگ بھی عجیب نابینا اور مردہ ہیں اور اَیسے کامل واَکمل شخص سے اِستفادہ واِستفاضہ نہیں کرتے۔**

اِس واقعہ کے بعد ہر طرف سے طالبانِ طریقت اور مخلوقِ خدا آپ کی صحبتِ کیمیا خاصیّت میں حاضر ہونے لگے اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا چرچا عام ہوگیا۔ مگر آپ ہمیشہ گمنامی وگوشہ نشینی کی لذّت کو یاد کیا کرتے تھے۔ [۶]

کرامت وتصرف:

حضرت شیخ حسین خوارزمی کردی قدس سرہٗ العزیز (ف۔ ۹۵۶ھ) سلسلۂ کبرویہ کے بہت بڑے بزرگ تھے اور اُن کی یہ عادت ہوگئی تھی کہ جس صاحبِ نسبت سے اُن کی ملاقات ہوتی اُس کی نسبت سلب کرلیا کرتے تھے۔ وہ ایک دفعہ مولانا درویش محمد علیہ الرحمہ کے علاقے میں آئے جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ حسین خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی نسبت سلب کرلیتے ہیں تو آپ کو یہ بات بہت

---

[۶] جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۹، تذکرۂ نقشبندیہ انوار لاثانی کامل ص ۳۱۵، حضرات القدس ص ۲۵۷۔

ناگوار گزری۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو سبق سکھانے کے لئے اُن کی نسبت سلب کر لی۔ جس سے حضرت شیخ حسین خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت حیران و پریشان ہوئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا درویش محمد علیہ الرحمہ کی ملاقات کو روانہ ہوئے اور جس طرف سے خوشبو آ رہی تھی اُس طرف بڑھنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ جب دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی تو خوشبو ختم ہوگئی اور وہ سمجھ گئے انہوں نے میری نسبت سلب کی ہے۔ حضرت شیخ خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہایت عاجزی سے کہا کہ مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ آپ کا علاقہ ہے۔ میری نسبت واپس کیجئے اور میں آئندہ کسی شیخ کی نسبت سلب نہیں کروں گا۔ حضرت مولانا درویش محمد علیہ الرحمہ کو حضرت شیخ خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عاجزی و انکساری پر رحم آ گیا اور اُن کی نسبت اُنہیں واپس کر دی۔ حضرت شیخ خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہیں سے اجازت لی اور اپنے وطن واپس چلے گئے۔ [۷]

وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات بروز جمعرات ۱۹۔ محرم الحرام ۹۷۰ھ بمطابق ۶۳-۱۵۶۲ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار پُر انوار موضع اِستفرار میں واقع ہے جو کہ سَرسبز علاقہ ماوراء النہر کا مشہور موضع ہے۔ زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ [۸]

---

[۷] جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۹ اور ۲۳۰، تذکرۂ نقشبندیہ انوار الاناثی کامل ص ۳۱۶، حضرات القدس ص ۲۵۷۔

[۸] جواہر نقشبندیہ ص ۲۲۹، تذکرۂ نقشبندیہ انوار الاناثی کامل ص ۳۱۶۔

اچھے میاں بیوی

میاں بیوی معاشرے کا ایک مختصر سا یونٹ ہوتا ہے، جو پھیل کر ایک خاندان اور قبیلہ بن جاتا ہے۔ اگر یہ یونٹ ایک دوسرے کے حقوق اور آداب سے آگاہ ہو تو یہ یونٹ جنت نظیر بن جاتا ہے۔ اس یونٹ کو جنت نظیر بنانے کے لئے قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ پر مشتمل خوبصورت کتاب ''اچھے میاں بیوی'' کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ آج ہی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ، A-977، بلاک B-III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔

0300-4274936 (ہدیہ بمعہ ڈاک خرچہ ۱۵۰ روپے)

عارفِ حقانی، محبوبِ ربانی

حضرت مولانا محمد مقتدیٰ امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۹۱۸ھ بمطابق ۱۵۱۲ء وفات: ۲۲ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۶۰۰ء

ولادت باسعادت:

عارفِ حقانی، محبوبِ ربانی حضرت خواجہ مولانا محمد مقتدیٰ امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۹۱۸ھ ۱۳-۱۵۱۲ء کو موضع ''امکنہ'' (نزد بخارا) میں ہوئی۔

تعارف:

آپ کا اسم مبارک محمد مقتدیٰ (علیہ الرحمہ) ہے۔ حضرت علامہ نور بخش توکلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم مبارک ''خواجگی امکنگی'' تحریر کیا ہے۔ آپ کو ''امکنگی'' اس لئے کہتے ہیں کہ جس موضع میں آپ کی ولادت ہوئی، اُس کا نام ''امکنہ'' ہے۔ آپ حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے اور خلیفۂ اعظم تھے۔ طریقت میں آپ کا مسلک حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کے قدم بہ قدم تھا۔[1]

بیعت وخلافت:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی علوم اپنے والد محترم حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کئے اور انہی سے بیعت ہو کر مقامِ تکمیل و ارشاد تک پہنچے۔ آپ تیس ۳۰ سال تک مسندِ ارشاد و ہدایت پر جلوہ افروز رہے۔ ہر آنے جانے والے مہمان کی آپ خود بنفس نفیس خدمت کیا کرتے تھے۔ مہمانوں کے پاس دسترخوان بچھاتے تھے اور اکثر ایسا بھی ہوتا کہ مہمانوں کی سواری گھوڑے سامان اور نوکروں چاکروں کی بھی خود ہی خبر گیری فرماتے۔ آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ کے اُصل طریقۂ نقشبندیہ کے سختی سے پابند تھے۔ طریقۂ نقشبندیہ کے خلاف

[1] حضرات القدس ص ۲۳۹۔

ذرا سی بات بھی گوارا نہ فرماتے تھے۔ ۲

علومِ ظاہری و باطنی:

آپ بڑے عابد و زاہد اور ظاہری و باطنی علوم میں یگانۂ روزگار تھے۔ اپنے وقت میں طالبانِ طریقت کے مرجع تھے۔ تصرفِ باطنی کا یہ حال تھا کہ زمانے کے بڑے بڑے علماء، فقہاء اور فضلاء، امراء اور فقراء مستفید و مستفیض ہونے کے لئے آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اپنے دوستوں کی پرورش و تربیت نہایت ہی احسن طریق سے فرماتے تھے۔ آپ اپنے حالات کے اخفاء میں بہت کوشش فرماتے تھے۔ اس کے باوجود بھی ملوک و سلاطینِ وقت آپ کے آستانۂ عالیہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بنانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ سلطان عبداللہ خان والی توران آپ کا مرید اور بڑا معتقد تھا۔ آپ شریعتِ مطہرہ کے سخت پابند تھے اور رسولِ مقبول ﷺ سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ بقول کاوش۔

عطا ہو کاوشؔ عاصی کو اے خدا وہ دل جسے بنایا ہو بس حُبِّ مصطفیٰ کے لئے

آپ کا حلقۂ احباب اور لنگر بہت وسیع تھا۔ آپ مہمان نوازی میں بہت مشہور تھے۔ دوستوں کو خود اپنے ہاتھ سے کھانا تقسیم فرماتے تھے۔ آپ کو دوستوں کی تکلیف گوارا نہ تھی۔ ۳

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و مقام:

عبداللہ خان سلطان والی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ لگا ہوا ہے جس میں تاجدارِ مدینہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور ایک بزرگ بارگاہِ رسالتِ مآب ﷺ کے دروازے پر عصاء لئے ہوئے کھڑے ہیں اور لوگوں کی درخواستیں سرورِ کائنات ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر رہے ہیں اور اُن کا جواب دے رہے ہیں۔ اسی اثناء میں حضور پُرنور شافع یوم النشور ﷺ نے ایک تلوار اس بزرگ کو عطا فرمائی اور اُنہوں نے وہ تلوار لے کر سلطان عبداللہ خان کی کمر میں باندھ دی۔ صبح بیدار ہونے پر سلطان نے اپنا خواب درباریوں سے بیان کیا اور اُس بزرگ

---

۲ جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۱ تا ۲۳۲، تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۶۔ ۳ جواہر نقشبندیہ ص ۲۴۶۔

کا حلیہ بتایا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ یہ حلیہ تو حضرت خواجگی املکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ سلطان یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ چنانچہ وہ بڑے شوق سے تحائف لے کر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا حلیہ بعینہٖ جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا' پا کر نہایت خوش ہوا۔ سلطان آپ کا مرید ہو گیا اور ہر روز صبح کے وقت آپ کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ [۴]

صاحبِ کرامات:

آپ صاحبِ کرامات وخوارق اور کشف القلوب بزرگ تھے۔ آپ کی کرامات اور کشف سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ تاہم بطورِ تبرک ایک کرامت ہدیہ قارئین کرام ہے۔

☆ حضرت مولانا خواجہ املکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے مریدوں سے سنا گیا ہے کہ تین طالب علم جیسے کہ اُن کی عادت ہوتی ہے۔ مختلف ارادوں کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ املکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آئے۔ ایک نے نیت کی کہ اگر فلاں کھانا کھلائیں گے تو بے شک آپ صاحبِ کرامت ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ اگر فلاں میوہ عطا کریں گے تو آپ صاحبِ عظمت ہیں۔ تیسرے نے کہا اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کریں تو صاحبِ کرامت ہیں۔ حضرت مولانا خواجہ املکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دونوں طالب علموں کو اُن کے خیال کے مطابق کھانا اور میوہ عطا کیا اور تیسرے سے فرمایا کہ درویشوں سے کوئی خلافِ شریعت کام صادر نہیں ہو سکتا اور تم اپنی نیت کو ٹھیک کرو اور پھر تینوں طالب علموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ درویشوں کے پاس محض اللہ عزّ وجلّ کی رضا کے لئے آنا چاہئے تاکہ اُن سے فیضِ باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔ [۵]

تیری نگاہ سے پتھر کے دل پگھل جائیں جو آنکھ اُٹھائے تو شام و سحر بدل جائیں

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا کشف:

ایک درویش جو کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے' بیان کرتے

---

[۴] حضرات القدس ص ۲۶۰ تا ۲۵۹' جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۲' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۲۷' مشائخ نقشبند انوار لاثانی کامل ص ۳۱۸۔ [۵] حضرات القدس ص ۲۶۴' جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۳' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۸' مشائخ نقشبند انوار لاثانی کامل ص ۳۳۰۔

ہیں کہ ایک رات حضرت علیہ الرحمہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ میں بھی دیگر خدام کے ہمراہ ہمرکاب تھا۔ میرے پاؤں ننگے تھے۔ اتفاقاً ایک کانٹا میرے پاؤں میں لگ گیا۔ جس سے میں بے قرار ہو گیا۔ مجھے خیال آیا کہ اگر حضرت علیہ الرحمہ مجھ کو جوتا عنایت فرماتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ آپ نے اُس کے خیال سے آگاہ ہو کر فرمایا:

''اے برادر! جب تک کانٹا نہ لگے پھول بھی ہاتھ نہیں آتا''۔[۱]

سالک کو راہِ طریقت میں بڑی بڑی مشکلات پیش آتی ہیں اور اُس کو بڑی کٹھن منزلیں عبور کرنا پڑتی ہیں' تب جا کر وہ کہیں منزلِ مقصود حاصل کرتا ہے۔ اِس راہ کے چلنے والوں کو تمام مشکلات کا خندہ پیشانی اور صبر و استقامت سے سامنا کرنا چاہئے۔ (محمد یوسف کیفی)

پاک و ہند پر اِحسان:

آپ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو برصغیر پاک و ہند کی سرزمین میں بھیجا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ خود فرمایا کرتے تھے۔

''اہلِ تخم پاک را سمرقند و بخارا آوردیم و در زمینِ برکت آگیں ہند کشتیم''۔

''سرزمین پاک و ہند حضرت خواجہ مولانا محمد مقتدیٰ امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ اِحسان مند رہے گی۔ جنہوں نے یہاں روحانیت کی شمع فروزاں کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیوض و برکات سے لوگوں کو مستفید فرمایا''۔

اللہ ﷻ حضرت خواجہ امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جزائے خیر سے نوازے اور ان کے وسیلۂ جلیلہ سے ہم جیسے ناکارہ و بے مایہ کو بھی یہ دولت نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝[۲]

اِرشاداتِ قدسیہ:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) جب تک کانٹا نہیں لگتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔ (۲) فقر کی حلاوت و شیرینی نامرادی اور قناعت میں ہے۔ (۳) درویشوں نے

---

[۱] جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۳' تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۸۔ [۲] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۹' محمد یوسف کیفی۔

جو کمالات بھی حاصل کئے ہیں وہ رسولِ مقبول ﷺ کے اتباع سے حاصل کئے ہیں۔ لہٰذا اُن سے کوئی کام خلافِ شریعت صادر نہیں ہوتا۔ (۴) ریاضت اتنی کرنی چاہئے کہ رخسار چمکے نہ یہ کہ چہرہ کملا جائے اور چہرہ کا رنگ دیکھتے ہی ریاضت وعبادت کرنے کا راز اَفشاں ہو جائے۔ (۵) جو چیز جوانی کے زمانہ میں حاصل کرنے کی ہے اگر وہ کسی نے بڑھاپے کے زمانے میں حاصل کی تو اُس نے جوانی کا پاس کیا اور وہ پہلوان ہے۔ (۶) فقراء کے ہاں کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں، اِن کے پاس خالصتاً لوجہ اللہ آنا چاہئے تاکہ فیضِ باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔ (۷) بچی قسم کھانا شریعتِ مطہرہ میں جائز ہے، لہٰذا شرعی کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ [۸]

وصالِ مبارک:

حضرت مولانا خواجہ امکنگی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے وصال سے چند روز پہلے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک خط لکھا۔ جس میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعد اظہارِ اشفاق واشتیاق یہ دو اَشعار لکھے تھے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا! دِگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

(ترجمہ) مجھے ہر گھڑی موت یاد آتی ہے نہیں معلوم کہ اَب کیا بات پیش آئے۔ مجھے ہر دم وصلِ خدا رہے اور جو کچھ پیش آنا ہے پیش آئے''۔ [۹]

اِس خط کے پہنچنے کے بعد ہی حضرت مولانا خواجہ امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کی خبر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کو پہنچی۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۶۰۰ء کو اَٹھاسی (۸۸) سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پُر اَنوار ''امکنہ شریف'' میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے اور اس سے فیض حاصل کیا جاتا ہے۔

---

[۸] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۵۰۔ [۹] حضرات القدس ص ۲۶۲، جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۲، تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۴۸، محمد یوسف کیفی مشائخ نقشبند انوار لاثانی کامل ص ۳۲۱۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۵ ذی الحجہ ۹۷۱ھ وصال: ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ

آپ کا اسم گرامی حضرت خواجہ ''محمد باقی'' عرف باقی باللہ (علیہ الرحمہ) ہے اور والدِ مکرم کا اسم گرامی حضرت قاضی عبد خلجی سمرقندی قریشی (علیہ الرحمہ) ہے۔ جو صاحبِ وجد وحال اور اربابِ فضل وصفا تھے۔ ایک عرصہ سے اپنے قبائل سمیت کابل میں سکونت پذیر رہے۔ کابل میں ہی شادی کی۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کابل ہی میں پیدا ہوئے۔ [1] آپ کا سن ولادت ۵ ذی الحجہ ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۵۶۴ء ہے۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کا سلسلہ اپنی والدہ محترمہ کی طرف سے حضرت شیخ عمر یاغستانی علیہ الرحمہ تک پہنچتا ہے وہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز کے نانا تھے۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کی نانی صاحبہ علیہا الرحمہ خاندانِ سادات سے تھیں۔ زمانہ بچپن سے ہی آپ پر گوشہ نشینی اور شوقِ خلوت کے آثار غالب تھے۔ آپ اکثر لوگوں سے علیٰحدہ مراقب ہو کر تمام دن اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی طرف متوجہ رہتے تھے اور سارا دن اسی عالَم میں گزار دیتے تھے۔ [2]

جب آپ عالمِ شباب کو پہنچے تو حصولِ علم کی طرف متوجہ ہوئے اور مولانا صادق حلوائی علیہ الرحمہ سے (جو اکابر علماء سے تھے) پڑھنا شروع کیا اور آپ سے علوم ظاہری حاصل کئے اور مولانا صادق حلوائی علیہ الرحمہ کی رفاقت میں کابل سے ماوراء النہر چلے گئے اور تھوڑے عرصہ میں اپنی فطری ذہانت کی وجہ سے ہم عصروں میں ایک امتیازی مقام حاصل کر لیا' اور علمی فضائل کے پورے مراتب کی تکمیل ہو گئی۔ [3]

---

[1] حضرات القدس جلد ۵ ص ۲۶۵' جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۴۔ [2] حضرات القدس جلد ۱ ص ۲۶۵' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۵۲۔ [3] حضرات القدس جلد ۱ ص ۲۶۵' جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۴' تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۵۳ بحوالہ انوار العارفین ص ۳۶۷۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کے علم کی یہ حالت تھی کہ آپ کے اَحباب مشکل سے مشکل کتاب اور دقیق سے دقیق سبق کو آپ کے پاس لاتے اور اِشکال کا حل دریافت کرتے تو آپ فوراً وضاحت کے ساتھ اُن کو سمجھا دیتے۔ ۴

تلاشِ حق:

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ طالب علمی کے زمانہ میں اولیاءِ وقت کی مجلسوں میں حاضر ہو کر اُن سے کمالاتِ باطنی حاصل کرتے تھے۔ اُسی زمانہ میں اتفاق سے آپ کا گزر پاک و ہند سے ہوا۔ طویل عرصہ اولیاء اللہ کی تلاش میں حیران و سرگرداں رہے جو کہ بشری قوت سے باہر ہے۔ آپ بیابانوں، ویرانوں، قبرستانوں اور باغوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اور اُس کے دوستوں کی تلاش میں پھرا کرتے تھے۔ آپ نے بہت سے پاک دل لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور اُن سے فیض پایا۔ ماوراء النہر اور بلخ و بدخشاں کے سفر میں اِس سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں اور دوسرے سلسلوں کے اولیاء اللہ سے آپ نے ملاقاتیں فرمائیں اور اُن کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ ۵

والدہ کی دُعا:

آپ کی والدہ ماجدہ جو اپنے وقت کی ولیہ تھیں۔ اُنہوں نے اپنے بیٹے کے لئے دُعا فرمائی۔ ''یا اللہ میرے بچے کے مقصد میں اِسے کامیابی عطا فرما اور اِس کی مراد کو پورا فرما دے جس نے تیری طلب میں سب سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے''۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ والدہ محترمہ کی دُعا سے راستے کے تمام کانٹے ہٹ گئے۔ تمام حجابات ہٹ گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''میری تمام کشائش میری والدہ ماجدہ کی دُعا سے ہوئی اور یہ مراتب مجھے نصیب ہوئے''۔ ۶

---

۴ حضرات القدس جلد ا ص ۲۶۵، جواہر نقشبند ص ۲۳۵، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ ۵ حضرات القدس جلد ا ص ۲۶۶، جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۵۔ ۶ حضرات القدس جلد ا ص ۲۶۶، جواہر نقشبندیہ ص ۲۳۵۔

آخر کار اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی خاص عنایت سے آپ کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور خواب ہی میں توبہ کی توفیق میسر آئی۔ حضرت خواجہ عبید اللہ اَحرار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ **میاں صاحبزادے! تمہارا حصہ اور فیض حضرت خواجہ امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔** اِس کے چند دن بعد ہی دوسرا خواب دکھائی دیا۔ نقشبندیہ سلسلہ کے قطب حضرت مولانا خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ بذاتِ خود فرما رہے ہیں کہ ''میاں صاحبزادے! کب تک اِدھر اُدھر پھرتے رہو گے' میں تمہارے اِنتظار میں ہوں''۔ ے

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ خوشی خوشی حضرت خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے۔ تین دن اور تین راتیں آپ کے ساتھ خلوت میں رہ کر معرفت وایقان کی وہ لازوال دولت حاصل کی جو برسوں کی محنتِ شاقہ کے باوجود نصیب نہیں ہوتی۔ جب منزلیں طے ہوگئیں تو حضرت پیر ومرشد حضرت خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''اَب تمہارے لئے راستے کھل گئے ہیں ہندوستان کو تمہاری ضرورت ہے کہ اُس سرزمین کے کفر وظلمت کے اَندھیرے کو دُور کرنے کا کام تمہارے ذمّہ ہے۔ نقشبندی تعلیم سے اُس سرزمین کو مالا مال کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ کی مصلحت ہے کہ تم ہندوستان جاؤ''۔

اپنے پیر ومرشد کی زبانِ مبارک سے یہ اَلفاظ سنتے ہی نقشبندیہ سلسلے کے اِمام برصغیر پاک وہند میں سلسلۂ نقشبندیہ کے بانی بالکل اِسی طرح تشریف لائے جس طرح حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمۂ برصغیر پاک وہند میں تشریف لائے۔ جس طرح سلسلۂ چشتیہ کے اِمام اور بانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری علیہ الرحمہ ہیں اِسی طرح سلسلۂ نقشبندیہ کے اِمام اور بانی حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ ہیں۔

قندیل نورانی حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ پہلے پشاور تشریف لائے۔

ے حضرات القدس جلد ا ص ۲۶۷۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ کی مخلوق نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور سلسلۂ نقشبندیہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے پھر آپ لاہور تشریف لائے۔ یہاں بھی لاکھوں بندگانِ خدا کو فیض پہنچایا۔ یہاں بھی پشاور کی طرح آپ کے علم وفضل اور کرامتوں کی شہرت بام عروج پر تھی۔ تبلیغ کی راہیں کھل چکی تھیں۔ آپ نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے آستانۂ عالیہ پر چلہ کشی بھی فرمائی اور اسی دوران حضرت خواجہ املکنگی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''اب تم دہلی چلے جاؤ''۔ دہلی پہنچنے پر ہزار ہا لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ دہلی آکر آپ نے سب سے پہلے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے آستانۂ مبارک پر چلہ کشی کی۔ اس کے بعد آپ نے فیروز شاہ کے قلعہ میں قیام فرمایا اور اس کے بعد اُس ویرانے کو پسند فرمایا جہاں آج کل آپ کا آستانہ شریف ہے۔ اُس روز یہ جگہ ویران تھی۔ آپ کی تشریف آوری پر ایسی گلزار بنی کہ آج بھی آپ کا فیض جاری ہے۔ [۸]

آپ کا طریقہ:

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کا طریقہ گمنامی گوشہ نشینی' حالات کو چھپانا اور انکساری تھا۔ ضروری کلام کے سوا آپ گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ باوجود اس کے آنے جانے والوں کے ساتھ نہایت اَخلاق سے ملاقات فرماتے تھے۔ مسلمانوں کی حاجتیں پوری کرنے کی کوشش کرتے اور سادات وعلماء کرام کی بڑی تعظیم وتوقیر کرتے۔ اگر کوئی طالب' طلبِ حق کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو عذر فرماتے اور انکساری سے اپنے آپ کو اس کام کے لائق نہ ہوں' ظاہر کرتے تھے۔ طالبانِ حق آپ کے اس انکار کو کسرِ نفسی جان کر اور علوِ منزلت اور بلندی ومرتبہ کی دلیل سمجھتے تھے۔ جب آپ طالبوں کی طلب کی مضبوطی کو دیکھتے تو اُن کو اپنے آغوشِ عنایت اور سایہ کسرِ بیعت میں لے لیتے اور جس شخص کو آپ قبول فرماتے پہلے اُسے توبہ کے لئے حکم فرماتے۔ اکثر طالبوں کو آپ ذکرِ قلبی بتلاتے تھے۔ بعض لوگوں کو

---

[۸] تذکرہ مشائخ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۵۴۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ اور بعض کو اِسم اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر جاری فرماتے تھے۔ بہت سے طالب صرف آپ کے دیدار سے آپ کی نسبت حاصل کر لیتے تھے۔ جس شخص کو آپ ذکر تعلیم فرماتے تھے اور اُس پر ہمت وتوجہ فرماتے تو اُسی وقت اُس کا دِل ذکرِ الٰہی کے جوہر سے آباد ہو جاتا تھا۔ بعض لوگ آپ کی توجہ کے وقت مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے تھے اور بعض بے خود ہو جاتے تھے اور پھر آپ کی توجہ سے ہوش اور اِفاقہ میں آتے تھے۔ [۹]

درماندہ مخلوق سے شفقت:

جب آپ لاہور سے دہلی روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک عاجز اور درماندہ شخص پر آپ کی نظر پڑی۔ آپ گھوڑے سے اُتر پڑے اور گھوڑا اُس کو سوار ہونے کے لئے دے دیا اور خود پاپیادہ ہی منزل کی طرف رَواں دواں رہے۔ تمام راستہ میں آپ نے چادر اَوڑھ لی تا کہ کوئی شخص آپ کے اِس کارِ خیر سے واقف نہ ہو۔ جب آپ منزل کے قریب پہنچ گئے تو پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے تا کہ یہ کام پردے ہی میں رہے۔ [۱۰]

جانوروں سے شفقت:

جانوروں پر بھی آپ کی شفقت رہتی تھی۔ ایک دفعہ آپ نمازِ تہجد کے لئے اُٹھے ایک بلی آ کر آپ کے بستر پر سو گئی آپ صبح تک جاڑے کی سخت تکلیف برداشت کرتے رہے اور اُس بلی کو بستر سے نہ نکالا۔ [۱۱]

اَمر و نہی:

اگر آپ کسی سے کوئی خلاف شرع کام دیکھتے تو بڑی حکمت کے ساتھ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے۔ آپ کی صحبت میں آنے والے خود بخود ناجائز کاموں کو چھوڑ کر نیک کاموں کی طرف آ جاتے آپ کی مجلس بہشت کا نمونہ تھی۔ [۱۲]

---

[۹] حضرات القدس جلد ا ص ۲۷۳۔ [۱۰] حضرات القدس جلد ا ص ۲۷۴، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۷۱۔ [۱۱] حضرات القدس جلد ا ص ۲۷۴، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۷۱۔ [۱۲] حضرات القدس جلد ا ص ۲۷۴۔

اہلِ مال کی عقیدت:

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بعض مخلص دولت مند آپ کی خدمت میں نقد مال پیش کرتے تھے تاکہ آپ اپنی مرضی سے فقراء اور مساکین کو تقسیم فرمائیں' تو آپ غرباء ومساکین پر شفقت فرماتے ہوئے اہلِ تقویٰ وصلاح کو پہنچاتے تھے اگر وہ مال مستحقین کے لئے کافی نہ ہوتا تو آپ اپنے پاس سے باقی مستحقین کو عطا فرماتے تھے۔

عام طور پر ملنے والے لوگوں' متوسلین اور معتقدین کو توکل وقناعت زہد و ریاضت کی تلقین فرماتے۔ بعض دولت منداور مالدار عقیدت مند لوگ عرض کرتے کہ آستانہ سے منسلک فقراء کا وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں لیکن آپ کے ساتھ جو لوگ نسبتِ معنوی کو درست کر چکے تھے اُن کے لئے اس بات پر راضی ہونا ناممکن ہوتا۔ [۱۳]

طعام ولباس:

آپ کے لباس اور طعام اور اِقامت میں اِس درجہ سادگی تھی کہ اگر غیر مرغوب اور طبیعت کے ناموافق کھانے کتنے دِنوں تک مسلسل آپ کے پاس لائے جاتے تو بھی آپ ہرگز نہ فرماتے کہ اس کے سوا کچھ اور لاؤ۔ اسی طرح اگر بہت دِنوں تک کپڑے آپ کے بدن مبارک پر رہتے اور میلے ہو جاتے تو ہرگز دوسرے کپڑے لانے کے لئے نہ فرماتے۔ آپ اپنی قیام گاہ کی آرائش وزیبائش کی مطلقاً پرواہ نہ کرتے کیونکہ آپ دریائے تسلیم ورضا میں مستغرق رہتے تھے۔ باوجود ضعیف بدن کے ہمیشہ آپ باوضو رہتے اور کثرت سے عبادت کرتے۔ [۱۴]

عمر کے آخری حصّہ میں نمازِ عشاء کے بعد اپنے حجرہ میں تشریف لے جاتے اور مراقبہ کرتے جب ضعفِ اَعضاء کا آپ پر غلبہ ہوتا تھا تو مراقبہ سے اُٹھ کر وضو کر کے دو رکعت نماز اَدا فرماتے اور پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ جب اَعضاء دَرد کرنے لگتے تو از سرِ نو وضو کر کے دو رکعت نماز اَدا فرماتے اور مراقبہ میں مشغول ہو جاتے اور پوری رات اِسی طرح گذار لیتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔

---

[۱۳] حضرات القدس جلد ا ص ۲۷۴۔ [۱۴] حضرات القدس جلد ا ص ۲۷۴۔

عنایت بے مثال:

''ایک دفعہ آپ کے ہاں چند مہمان آگئے۔ اِتفاق سے کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ آپ کے ایک مرید نے موقع کی نزاکت کو دیکھا اور مہمانوں کے واسطے کھانا لے آیا۔ آپ کو اُس کا یہ عمل بہت ہی پسند آیا۔ آپ جذبات میں آگئے اور فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے؟ اُس نے کہا مجھ پر خاص مہربانی فرمایئے اور اپنے جیسا بنا دیجئے۔ چنانچہ آپ اُسے حجرہ میں لے گئے اور اپنی خاص برقی توجہ کے اثر سے اُس کی مراد پوری فرمادی۔ لوگ بیان کرتے ہیں جب پیرومرید باہر تشریف لائے تو یہ پہچاننا مشکل تھا کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کون ہیں اور نائب کون؟ البتہ یہ فرق ضرور رہا کہ آپ صاحبِ ہوش اور نائب بے ہوش اور بے خبر تھا۔ آخر کار تین روز بعد اِسی حالت سکر و بے ہوشی میں اِنتقال کر گیا''۔ ۱۵

کھانے میں اِحتیاط:

کھانے میں اِس قدر احتیاط فرماتے کہ پاک جگہ سے قرضِ حسن لیتے اور اُس میں سے آپ اور آپ کے درویشوں کے لئے کھانا پکتا تھا۔ نذرانہ اور ہدیہ کو بموجب حدیث نَحْنُ لَا نَرُدُّ الْهَدِيَّةَ ''ہم ہدیہ واپس نہیں کرتے''۔ اکثر رد نہیں فرماتے تھے اور اِس میں سے قرض کو ادا فرمادیتے تھے اور تاکید فرماتے تھے کہ کھانا پکانے والا باوضو اور کھانا پکنے کے وقت میں حضور اور جمعیت میں مشغول رہے اور اُس وقت کلام دُنیاوی میں مصروف نہ ہو۔ آپ فرماتے تھے کہ جو لقمہ بے حضوری اور بے احتیاطی سے پکایا جائے اُس کے کھانے سے دُھواں اُٹھتا ہے جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے اور اَرواحِ طیبہ جو فیض کے وسیلے ہیں' ایسے دِل والے کے سامنے نہیں ہوتیں اور مریدوں کو اس کی اِحتیاط کی بہت ترغیب دیتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نہایت عارفہ اور پاک دامن عورت تھیں۔ چونکہ وہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کی

---

۱۵ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۵۵ بحوالہ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ سورۂ اقراء۔

اس احتیاط سے آگاہ تھیں' اس لئے بہت سی خادمہ عورتوں کی موجودگی کے باوجود آپ خود تنور میں روٹی لگاتی تھیں اور خود ہی نکالتیں اور سالن بھی خود ہی پکاتی تھیں۔ ۱۶

آپ کی عمر چالیس سال کے قریب ہوئی تو اپنی اہلیہ سے فرمایا: جب عمر چالیس سال ہوگی تو مجھے ایک حادثہ پیش آئے گا پھر ایک دن فرمایا: مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ جس کام کے لئے مجھے بھیجا گیا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ پھر ایک دن فرمایا: تھوڑے دنوں میں سلسلۂ نقشبندیہ کے کسی بزرگ کا انتقال ہوگا' وہ قطبِ زمانہ ہوگا۔ غرض جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ امراضِ جسمانی نے آپ پر غلبہ پالیا۔ ان دنوں میں آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ پیراہن پہنو۔ یہ خواب بیان کر کے آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ اگر ہم زندہ رہے تو ایسا ہی کریں گے ورنہ کفن بھی ایک طرح کا پیراہن ہے۔ اسی اثناء میں ایک درویش کی زبان سے کلمہ یا الٰہ العالمین نکلا۔ آپ نے فوراً اُس کی طرف منہ پھیر کر دیکھا حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی یہ توجہ نام محبوب کے سننے کے شوق سے ہے۔ اس کلام سے چشم مبارک میں آنسو بھر آئے۔ جب تھوڑا دن باقی رہ گیا تو آپ اسم ذات "اللہ" کے ذکر میں مشغول ہو گئے اور ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ بمطابق ۱۶۰۳ء بروز ہفتہ ۳۹ سال کی عمر میں اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ آپ کا مزار پُر انوار بیرون شہر "دہلی" بجانب اجمیری دروازہ واقع ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ ۱۷

---

۱۶ حضرات القدس جلد ۱ ص ۲۷۴' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۷۵۔ ۱۷ جواہر نقشبندیہ ص ۲۴۰' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۷۹۔

آدابِ دُعا و اوقاتِ قبولیت

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دُعائیں کرتے ہیں' کبھی مایوس ہوتے ہیں کبھی جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔ اس تکلیف سے نکلنے کے لئے اور یقینِ کامل اور عزم بالجزم حاصل کرنے کے لئے ایک خوبصورت کتاب "آدابِ دُعا اور اوقاتِ قبولیت" کا مطالعہ کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے مایوسی اور نا اُمیدی سے نجات حاصل ہوگی۔ (ہدیہ بمعہ ڈاک خرچہ ۱۵۰ روپے)

ملنے کا پتا: جامع مسجد عثمان A-977' بلاک B-III' گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0300-4274936

محبوبِ صمدانی، خزینۃ الرحمۃ، راہنمائے صوفیاءِ ملت، امام اولیاءِ اُمت

حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی المعروف مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ بمطابق ۲۶ جون شب جمعۃ المبارک ۱۵۴۲ء

ولادت باسعادت:

محبوبِ صمدانی، خزینۃ الرحمۃ، راہنمائے صوفیاءِ ملت، امام اولیاءِ اُمت حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی المعروف مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادتِ باسعادت سرہند شریف ضلع پٹیالہ مشرقی پنجاب میں جمعۃ المبارک کی رات قریباً نصف شب گزرے، ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ بمطابق ۲۶ جون ۱۵۴۲ء کو ہوئی۔ اس ماہِ تاباں کے اُفقِ دُنیا پر طلوع ہونے سے بے حد خوشی اور مسرت کا اظہار ہوا۔

حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بشارت اور الہام کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی کنیت ابوالبرکات، لقب شریف بدرالدین اور اسم مبارک شیخ احمد مقرر کیا۔ آپ کو مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس لیے کہتے ہیں کہ سرکارِ کائنات ﷺ کے وصالِ مبارک کے ایک ہزار سال پورے ہو رہے تھے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ہوئی اور آپ نے دینِ اسلام کی تجدید وحفاظت اور احیائے شریعت کا جو عظیم کام برصغیر پاک و ہند میں سرانجام دیا وہ اسلام کی پوری تاریخ میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایسا مشہور ہوگیا کہ بہت سے لوگ آپ کا نام ہی نہیں جانتے۔ صرف مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ کے نام سے پہچانتے ہیں اور آپ کو امام ربانی علیہ الرحمہ بھی کہتے ہیں۔

آپ کی سیرت کی کتاب حضرات القدس کے مطابق جب آپ پڑھنے کے قابل ہوئے تو آپ کو ایک مکتب میں داخل کیا گیا۔ تھوڑی مدت میں ہی آپ نے قرآنِ مجید کو اپنے سینۂ بے کینہ میں محفوظ کرلیا۔ اور دولتِ حفظِ قرآنِ مجید سے مالا مال

ہوئے۔ حضرت ہاشم کشمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبدۃ المقامات میں اَیسے ہی لکھا ہے (لیکن مکتوبات شریف کے دفتر دوم مکتوب نمبر ۴۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے نظر بندی کے دوران قرآنِ مجید کو حفظ فرمایا)۔ اپنے والدِ ماجد حضرت شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تعلیم حاصل کی اور اکثر علوم اِنہی سے سیکھے۔ بعدازیں سیالکوٹ میں حضرت مولانا کمال کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ جو اپنے وقت کے بہت بڑے محقق اور مدقق عالم دین تھے، سے معقولات کی بعض کتابیں بہت تحقیق سے پڑھیں۔ وہیں حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھیں۔ سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی اور بکثرت دیگر علوم حاصل کئے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے زمانے میں آپ نے فارسی اور عربی میں کئی رسائل بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ مرتب فرمائے۔ رسالہ ردّ شیعہ (فارسی) رسالہ اثبات النبوۃ (عربی) اور رسالہ تہلیلیہ (عربی) وغیرہ بھی اُسی زمانے کی تصانیف ہیں۔

کمالاتِ باطنی کا اِکتساب:

آپ نے تحصیل وتدریس کے بعد اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ کی صحبت اِختیار کی اور اُنہی سے کمالاتِ باطنیہ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ کے اَنوار سے اِکتساب کیا۔ آپ نے اپنے والدِ ماجد سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور اُن کے جانشیں مقرر ہوئے۔

نسبتِ فاروقی:

آپ کا سلسلۂ نسب ۳۱ واسطوں سے خلیفۂ ثانی مرادِ مصطفیٰ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نسبتِ فاروقی پر اِظہارِ شکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ عبدالکبیر یمنی نے بڑی قبیح اور بُری بات کہی جو نصِ قطعی کے خلاف تھی تو آپ نے حضرت ملا حسن کشمیری علیہ الرحمہ کی طرف مکتوب صادر فرمایا اور لکھا: ''مخدوم ما فقیر را تاب استماع این سخناں نیست بے اختیار رگ فاروقیم در حرکت می آید''۔ [1] ''مخدوم گرامی! فقیر اِس طرح کی باتیں سُننے کی تاب

[1] مکتوبات دفتر اوّل حصہ اوّل مکتوب نمبر ۱۰۰۔

نہیں رکھتا۔ میری رگِ فاروقی بے اختیار حرکت میں آتی ہے''۔

ایک دوسرے مکتوب میں جو آپ نے قصبہ سامانہ کے سادات عظام اور اس قصبہ کے باشندگان اور نامور بزرگانِ دین کے نام صادر فرمایا۔ جس میں اُس خطیب کی مذمت کی گئی جس نے عیدِ قربان کے خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر ترک کیا اور اُن کے متبرک اَسمائے گرامی نہیں لیے اور جب کچھ لوگوں نے اس بارے میں اُس سے دریافت کیا تو وہ بھول اور نسیان کا عذر کرنے کے بجائے سرکشی سے پیش آیا اور کہا کیا ہوگیا اگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے نام مذکور نہیں ہوئے۔ آپ لکھتے ہیں: **چوں استماع ایں خبر وحشت انگیز در شورش آورد و رگ فاروقیم را حرکت داد بچند کلمات کلمہ اقدام نمود**۔ ''جب یہ وحشت انگیز خبر سننے میں آئی ہے اور اس نے شورش پیدا کی اور میری رگِ فاروقی کو حرکت دی تو یہ **کلمات لکھ دیئے**''۔

حضرت مجدد الف ثانی قندیلِ نورانی علیہ الرحمہ کی علمی اور روحانی فضیلت کو پاک و ہند کے اکثر علماء وصوفیاء نے سراہا ہے اور اپنی تصانیف میں جابجا آپ کی کتابوں سے حوالے دیئے ہیں۔ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم وفقیہہ اور مجدد حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال و ارشادات سے اِستدلال فرمایا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے عہدِ مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالمِ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کو مجدد کے لقب سے یاد فرمایا۔ [۲] پھر یہ لقب زبانِ زدِ عام وخاص ہوگیا حتیٰ کہ آپ کے نام نامی پر غالب آ گیا۔

مجدّد:

مجدّد کا لفظ ایک حدیث پاک سے ماخوذ ہے جس کو امام ابوداؤد (وصال ۲۷۵ھ) نے اپنی مایہ ناز کتاب سنن ابوداؤد شریف میں نقل کیا ہے۔ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

۲ ہدیہ مجددیہ وکیل احمد سکندر پوری مطبوعہ دہلی ص ۹۸۔

فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا ۔۳ ''اللہ (عزوجل) اِس اُمّت (مرحومہ) کے لیے ہر سو سال کے سرے پر اَیسے بندے پیدا فرمائے گا (بھیجے گا) جو اُس کے لیے اُس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے''۔ یہ حدیث شریف سنن ابوداؤد شریف کے علاوہ کئی اور کتبِ اَحادیث میں بھی ہے۔ ۴

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیثِ پاک کے بارے میں لکھا ہے کہ اِس کی سند صحیح ہے اور اِس کے سب رجال ثقہ ہیں۔ ۵

تاریخِ اُمّتِ محمدیہ ﷺ اِس بات کی شاہد ہے کہ ہر صدی میں اَیسے برگزیدہ بندے پیدا ہوتے رہے ہیں اور دینِ مصطفیٰ ﷺ کی تجدید کا سلسلہ جاری رہا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی (وصال ۱۱۷۶ھ) اِس حدیثِ پاک کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اِرشادِ عظیم ہے کہ لَا یَجْمَعُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ عَلَی الضَّلَالَۃِ ۶ ''میری اُمّت کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوگی''۔ اور آپ ﷺ کا یہ اِرشادِ عظیم کہ اللہ عزوجل اِس اُمّت کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسے بندے پیدا فرماتا رہے گا جو اِس اُمّت کے دین کو تازہ کرتے رہیں گے۔

اِس کی تفسیر دوسری حدیث میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِس طرح فرمائی ہے کہ: ''اِس علم کو ہر پچھلی جماعت میں سے پرہیزگار لوگ اُٹھاتے رہیں گے جو غلو والوں کی تبدیلیاں اور جھوٹوں کی دروغ بیانیاں اور جاہلوں کا ہیر پھیر اُس سے دُور کرتے رہیں گے''۔ اِس حدیثِ تجدید کی روشنی میں ہر دور کے بزرگانِ خدا کا حصّہ ہے، چاہے وہ اِسلامی بادشاہ کی صورت میں ہیں یا محدثین، فقہا، صوفیاء اغنیاء کی صورت میں۔ جیسے ایک زمانہ میں سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ علیہ جنہوں نے دینِ اِسلام سے اکبری خرافات کو دُور فرمایا اور قطبِ وقت،

---

۳ سنن ابوداؤد جلد۲ ص ۲۴۱۔ ۴ المستدرک الحاکم جلد۴ ص ۵۲۲، مشکوٰۃ ص ۳۶، مناقب الشافعی للبیہقی جلد۱ ص ۵۵، دُرِ منثور جلد۱ ص ۳۲۱، کشف الخفاء للعجلونی ص ۲۸۲، البدایۃ والنہایۃ جلد۶ ص ۲۸۹، جلد۹ ص ۲۰۶، جلد۱۰ ص ۲۵۳۔ ۵ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۱ ص ۲۴۸۔ ۶ مستدرک حاکم جلد۱ ص ۱۱۵، دُرِ منثور جلد۲ ص ۲۲۲، حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص ۳۷، کشف الخفاء جلد۲ ص ۴۸۸۔

قندیلِ نورانی' حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہٗ العزیز کہ جن کو دُنیا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی مرادی اور مریدی کے اسرار کا بیان اس طرح ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے میری ارادت بہت سے واسطوں سے ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں درمیان میں اکیس (۲۱) واسطے ہیں۔ طریقہ قادریہ میں پچیس (۲۵) واسطے ہیں۔ طریقہ چشتیہ میں ستائیس (۲۷) واسطے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں اگرچہ میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ نسبت میں اویسی بھی ہوں لیکن آپ ﷺ کو اپنا حاضر وناظر مربی رکھتا ہوں۔ ۷

سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور اجازت وخلافت حاصل تھی۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمہ سے خرقۂ خلافت حاصل تھا۔ ۸

۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے مستفیض ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت حاصل کی۔ ۹ اور آسمانِ علم وعرفان پر آفتاب بن کر چمکے۔ آپ کی انتھک جدوجہد سے مذہبی سطح پر اسلام' سُنّیت اور حنفیت کو فروغ ہوا۔ سیاسی سطح پر اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہوا۔

ہر سطح پر فکرِ مسلم کی اصلاح کر کے ایک عظیم انقلاب برپا کیا گیا۔ اسی لئے علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے برملا کہا ہے۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات:

والدِ محترم کے انتقال کے بعد ۱۰۰۷ھ میں آپ نے حج بیت اللہ اور زیارت روضہء رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لئے مبارک سفر شروع کیا۔ جب

---

۷ مکتوبات شریف دفتر سوم حصہ دوم مکتوب نمبر ۸۷۔ ۸ زبدۃ المقامات از محمد ہاشم کشمی ص ۱۳۵۔
۹ خلاصۃ المعارف از آدم بنوری مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری ورق ۳۔

آپ دہلی پہنچے تو وہاں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمالات ومناقب وکرامات کا آپ سے ذکر کیا گیا۔ تو غلبہ شوق زیارت سے بے اختیار ہوکر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ نیت یہ تھی کہ اُن سے ذکر ومراقبہ کا طریقہ سیکھ کر اُس کو حرمین شریفین کا توشہ بنائیں گے۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے پر تین دن قیام فرمایا اور حضرت نے اپنی عادت اور معمول کو ترک کر کے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو باطنی تصرف اور ظاہری اَخلاق سے اپنا گرویدہ بنالیا اور پھر طریقہ بتادیا۔ روحانی سفر کا برسوں کا کام گھنٹوں میں پورا ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں آپ اَوجِ کمال تک پہنچ گئے اور اپنے ہمعصروں اور ہم چشموں میں فائق بن گئے۔

آپ اپنے شہر سرہند شریف سے تین مرتبہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے، پہلی مرتبہ مدارجِ قرب حاصل کیے۔ دوسری مرتبہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے طالبانِ حق کے اِرشادِ افادہ کی اِجازت دی اور خلافت کی خلعت عنایت فرمائی اور اپنے منتخب اَحباب کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ کردی اور اُن کی تربیت آپ کے حوالے کردی۔ تیسری مرتبہ آپ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے اِستقبال کے لئے ''قلعہ تیروزی'' سے (جو حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب کا مسکن مبارک تھا) کابلی دروازہ تک پہنچے اور بہت اِعزاز واِکرام کے ساتھ آپ کو ہمراہ لے گئے۔ جب حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی جگہ سے اُٹھتے تو اُلٹے پاؤں جاتے کہ کہیں آپ کی طرف پشت نہ ہوجائے اور طالبین وحاضرین کو اپنی موجودگی میں اُن کی تعظیم وتوقیر کا حکم فرمایا اور اپنے صاحبزادوں کو بھی آپ کی توجہ کے لئے پیش کردیا۔

اَفکار واَعمال ونظریات:

شیخ نظام تھانیسری کی طرف لکھتے ہیں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں طرف

داری کرنے اور بے راہ روی اختیار کرنے سے بچائے اور ہمیں اور تمہیں اَفسوس اور غم کھانے سے نجات دے۔ بحرمۃ سید البشر (ﷺ) جو نظر کی کجی سے پاک تھے عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ مِنَ الصَّلٰوتِ اَتَمَّھَا وَ مِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُھَا فرماتے ہیں ''حق تعالیٰ کی طرف قریب کرنے والے اَعمال یا فرائض ہیں یا نوافل۔ ۱۰

آپ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں: جو مؤطا امام مالک میں اِس طرح ہے: حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ ؓ فرماتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق ؓ نے حضرت سلیمان بن ابی حثمہ تابعی ؓ کو فجر کی نماز میں نہ پایا اور جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق ؓ بازار تشریف لائے اور حضرت سلیمان ؓ جن کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا آپ اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سلیمان ؓ کی والدہ حضرت شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملے تو اُن سے فرمایا: لَمْ اَرَ سُلَیْمَانَ فِی الصُّبْحِ ''میں نے فجر کی نماز میں (حضرت) سلیمان (ؓ) کو نہیں پایا''۔ وہ بولیں کہ وہ تمام رات نماز پڑھتے رہے پھر اُن کی آنکھ لگ گئی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا: لَاَنْ اَشْھَدَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ فِی جَمَاعَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَیْلَۃً ۱۱ ''فجر کی جماعت میں حاضر ہو جانا تمام رات کھڑے رہنے سے مجھے زیادہ پیارا ہے''۔ کیونکہ نماز باجماعت اہم واجب ہے اور رات کی عبادت تہجد وغیرہ نفل اور نفل کی وجہ سے واجب نہیں چھوڑنا چاہئے۔

حضرت مجدد پاک قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں' کسی وقت فرائض میں سے ایک فرض کو اَدا کرنا ہزار سال نوافل اَدا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ نفل عبادت نیت خالص سے اَدا کی جائے۔ جو بھی نفل عبادت ہو جیسے نماز' زکوٰۃ' روزہ اور ذکر و فکر وغیرہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اَدائے فرائض کے دوران ایک سُنّت کی رعایت اور مستحبات میں سے ایک مستحب کی نگہداشت کا بھی یہی حکم ہے۔ ۱۲

---

۱۰ دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر ۲۹۔ ۱۱ مؤطا امام مالک ص ۱۱۵' مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۴۷' مشکوٰۃ ص ۹۷' مرآۃ جلد ۲ ص ۱۷۹۔ ۱۲ مکتوبات شریف دفتر اول' حصہ اول مکتوب نمبر ۲۹۔

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا چرچا اور کمالات کا ڈنکا ہفت اقلیم میں بجنے لگا۔ طالبانِ حق میں سے جو شخص بھی آپ کی زیارت کرتا تو بے اختیار کہہ اُٹھتا کہ بے شک یہ کوئی بڑے فرشتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی سُنّتِ مصطفےٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مطابق گذاری۔ معمولاتِ حیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کے مطابق تھے۔ آپ ہر کام کے کرنے میں سُنّتِ مطہرہ کی بہت ہی پاسداری فرماتے تھے۔

اِکتسابِ فیض:

آپ نے حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۰۱۲ھ) سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔ سرہند شریف میں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد آپ نے لاہور کا سفر کیا۔ لاہور اُس وقت دہلی کے بعد علوم وفنون کا سب سے بڑا علمی مرکز تھا۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو علمائے کرام اور مشائخ عظام کی ایک کثیر تعداد نے آپ کا والہانہ اِستقبال کیا۔ [۱۳]

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کا اِنتقال:

حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اَبھی لاہور ہی میں تھے کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے انتقالِ پُر ملال کی خبر ملی تو آپ فوری طور پر دہلی روانہ ہوگئے۔

دیوبندی مکتبِ فکر کے ابوالحسن ندوی نے لکھا ہے اور غیر مقلدین کے ترجمان اورداعی ہفت روزہ "الاعتصام" نے ۱۷ اگست ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں نقل کیا ہے کہ "حضرت مجدّد ابھی لاہور ہی میں مقیم تھے کہ حضرت خواجہ کی رحلت کی خبر ملی۔ حضرت پر بڑا اثر ہوا۔ ایک اضطرابی واضطراری حالت میں دہلی کی طرف عنانِ سفر موڑ دی۔ راستہ میں سرہند پڑتا تھا لیکن گھر نہ گئے۔ پہلے اپنے شیخ حقانی مرشدِ زماں کے مزار پر حاضر ہوئے۔ مرشد زادوں اور برادرانِ طریقت سے تعزیت کی اور اُن کے پاس چند روز دہلی میں قیام فرمایا اور تربیت وارشاد کی محفل جو حضرت خواجہ کے ارتحال سے سُونی ہوگئی تھی، دوبارہ آباد ہوگئی اور مغموم ومجروح دل شگفتہ اور تازہ ہوگئے۔ [۱۴]

---

۱۳ ایضاً۔ ۱۴ تاریخ دعوت وعزیمت جلد ۴ ص ۱۵۴ من وعن۔

سُنّتِ مبارک کی رعایت:

''ایک دفعہ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں نمازِ تراویح کے بعد بستر پر لیٹ گئے۔ اُس وقت ایک خادم آپ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ آپ فرماتے ہیں' میں سہو کی وجہ سے بائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ بعدازیں یاد آیا یہ کام تو خلافِ سُنّت ہو گیا ہے۔ فرماتے ہیں' نفس نے یہ دلیل پیش کی کہ سہو ونسیان سے ایسی کوئی بات واقع ہو جائے تو وہ معاف ہے لیکن مجھے خوف ہوا اور میں اُٹھ کر از سرِ نو دائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ سُنّت کی اس پاسداری اور ادائیگی کی وجہ سے مجھ پر عنایات و برکات کے سلسلے کا ظہور ہونے لگا اور آواز آئی کہ تمہاری اس قدر احتیاطِ سُنّت کی بنا پر آخرت میں تم پر کسی طرح کا کوئی عذاب نہ ہوگا اور تمہارا خادم جو اس وقت تمہارے پیر مل رہا ہے وہ بھی بخشا گیا''۔ ۱۵

اِسم ''اللہ'' کی تعظیم:

ایک دِن آپ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء گئے۔ وہاں دیکھا کہ مٹی کا ٹوٹا ہوا' ایک پیالہ پڑا ہے کہ جس سے بھنگی گندگی اُٹھاتا ہے اُس پر اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) کا اِسم مبارک کندہ ہے اور وہ نجاست سے آلودہ تھا۔ آپ وہ باہر لائے اور اپنے ہاتھ مبارک سے اُسے پاک صاف کیا اور سفید کپڑے میں لپیٹ کر بڑی تعظیم کے ساتھ اُونچی جگہ رکھ دیا اور جب کبھی آپ پانی پینا چاہتے تو اُسی ٹوٹے ہوئے پیالے میں پیتے۔ اِسی اثناء میں ربُّ العزّت کی بارگاہِ بے کس پناہ سے آپ کو خطاب کیا گیا کہ جس طرح تم نے میرے نام کی تعظیم کی ہے، میں بھی تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں اُونچا کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں اگر میں سو سال بھی ریاضت اور مجاہدہ کرتا تو اُن سے اتنے فیوض و برکات حاصل نہ ہوتے جتنے کہ اِس عمل سے مجھے حاصل ہوئے۔ ۱۶

سلسلۂ دعوت و تبلیغ:

حضرت مجدّد الف ثانی نوّر اللہ مرقدہٗ کچھ روز قیام دہلی کے بعد سرہند تشریف لائے اور سلسلۂ دعوت و تبلیغ شروع فرمایا: آپ صرف عوام الناس کو ہی تبلیغ نہ

---

۱۵ حضرات القدس ص ۹۹ (فارسی)۔ ۱۶ حضرات القدس ص ۱۰۴ (فارسی)۔

فرماتے تھے بلکہ اراکینِ حکومت اور اربابِ حل وعقد کو بھی دعوت وتبلیغ فرماتے تھے۔

اکبر کا دعویٰ:

جلال الدین اکبر نے جب اعلانیہ دعویٰ اُلوہیت کیا اور ملعون بادشاہ فرعون کی طرح تختِ نخوت پر بیٹھ کر خلقت سے سجدہ کرواتا اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ۔''میں تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں'' کا دَم مارتا اور نمرود مردود کی طرح رعونت کے تخت پر بیٹھ کر لِمَنِ الْمُلْکُ یعنی ''کس کا ملک ہے'' کا نقارہ بجاتا۔ سجدہ نہ کرنے والوں کو قتل کر دیتا۔ ایسے میں حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ نے غیرت میں آکر بادشاہ کے خلاف سخت نارضگی کا اظہار فرمایا۔ آپ نے خانِ خاناں' خانِ اعظم' سیّد حیدر جہاں اور مرتضیٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ' جو حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقربِ خاص تھے۔ بادشاہ کو نصیحت آمیز مکتوبات اور کلمات کہلا بھیجے۔

ابتدائی کامیابی:

ابتدائی کامیابی یہ حاصل ہوئی کہ لوگوں کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ دینِ محمدی ﷺ میں رہیں یا اکبر کے اختراع کردہ دینِ الٰہی میں آجائیں۔ جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لیے لایا کرتے تھے اُنہیں تاکیداً منع کیا گیا کہ آئندہ کسی کو زبردستی نہ لایا جائے''۔

مقابلہ:

شانِ خدا ایک دن اکبر نے خود ساختہ دینِ الٰہی اور الہامی دینِ مصطفیٰ ﷺ کے مقابلہ کے لیے وقت مقرر کیا۔

جب یہ خبر حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سُنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن میں بادشاہ پر غضبِ الٰہی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافر و مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے بالاخانہ میں بیٹھ کر صحن کے نیچے وسیع میدان میں دربارِ عام منعقد کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنوائیں۔ ایک کو زرد دیبا سے آراستہ اور جواہر و یاقوت سے جڑاؤ کرایا گیا اور اُس کا نام ''بارگاہِ

اکبری'' رکھا گیا اور دوسری پُرانی بارگاہ جس میں پرانا ہونے کی وجہ سے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی اور اُسے جگہ جگہ سے کیڑے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا۔ اُس کا نام ''بارگاہِ محمدی ﷺ'' رکھا گیا (نعوذ باللہ)۔ **بارگاہ اکبری** میں قسم قسم کے لطیف، نفیس اور پُر تکلف کھانے اور میوے سجائے گئے اور **بارگاہ محمدی ﷺ** میں بالکل نامرغوب طبع بے مزہ طعام رکھے گئے۔ اَب لوگوں کو عام دعوت دی گئی کہ جو شخص چاہے **بارگاہ اکبری** میں داخل ہو اور جو چاہے **بارگاہ محمدی ﷺ** میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر سلطنت کے تنخواہ دار تو ''بارگاہِ اکبری'' میں داخل ہوئے اور حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے تمام مریدوں بشمول خانِ خاناں، مرتضیٰ خاں، سیّد حیدر جہاں اور خانِ اعظم وغیرہ اور بہت سے غریب لوگوں کے ساتھ جو اسلام کے شیدائی تھے حضور سیّد الاوّلین والآخرین ﷺ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو بھیجا کہ **بارگاہ محمدی ﷺ** کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ آئے۔ اُس شخص نے ایسا ہی کیا اور مُٹھی بھر خاک جو حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے اُسے دی تھی، بادشاہ کی طرف پھینکی۔ اِس مُٹھی بھر خاک کے پھینکتے ہی شمال کی طرف سے ایک آندھی اُٹھی جس نے **اکبری بارگاہ** کو تہہ و بالا کر دیا۔ چنانچہ طعام کے رکاب خیموں کی میخیں اور رسیاں وغیرہ اُکھڑ گئیں اور سارے خیمے اور سائبان اہلِ بارگاہ کے سروں پر پڑے حتیٰ کہ وہاں ایک ہلاکت نما منظر تھا۔ جس بالا خانہ پر بادشاہ بیٹھا تھا اُس کے کواڑ بادشاہ کے سر پر لگے اور سات زخم آئے۔ اکبر زمین پر گر پڑا جس سے اُس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ ایک بگولا **بارگاہ محمدی ﷺ** کے گرداگرد پھرتا رہا۔ لیکن اندر کے آدمیوں کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ دی۔ یہ لوگ دِلجمعی سے کھانا کھانے میں مشغول رہے۔ سات روز بعد اکبر بادشاہ اُن زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا اور داخل فی النار ہوا۔ اِس روز ہزارہا آدمی حضرت کے مرید ہوئے جن میں خاں جہان لودھی، سکندر خاں لودھی اور دریا خاں بھی شامل ہیں۔ [۱۷]

---

[۱۷] روضۃ القیومیہ ص ۲۲۰ تا ۲۲۷ مختصراً۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف سے فیض:

''ایک دن اجمیر شریف میں آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ العزیز کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور بہت دیر تک بدر الاولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اَقدس میں مراقب رہے۔ جب باہر نکلے تو اپنے قریب والوں سے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ لطف و کرم فرمایا۔ اسرار و رموز بیان فرمائے اور خاص برکات سے ضیافت فرمائی۔ اِسی اثناء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کی چادر جو ہر سال نئی ڈالی جاتی تھی اور پرانی چادر کسی بڑے بزرگ کو بھیجی جاتی تھی یا بادشاہِ وقت کو دی جاتی تھی اور بادشاہ اُس کو لعل کی طرح صندوق میں اَدب و تعظیم سے رکھتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بطورِ تحفہ پیش کی گئی آپ نے پورے اَدب و تعظیم کے ساتھ اُسے قبول فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اِس متبرک کپڑے کو میرے کفن کیلئے محفوظ رکھا جائے کہ اِس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لباس کی بجائے یہی چادر عنایت فرمادی ہے۔ [۱۸]

سبزی فروش کا اِحترام:

''ایک روز لاہور سے ایک سبزی فروش آپ کی خدمتِ پاک میں آیا۔ آپ کھڑے ہوگئے اور اُس کی تعظیم کی۔ اُس کے جانے کے بعد وہاں موجود لوگوں نے عرض کیا یہ تو سبزی فروش تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت کا اَبدال تھا اور خود کو چھپانے کے لئے اُس نے اِس پیشے کو اختیار کیا ہوا ہے''۔ [۱۹]

عظمتِ مُجدد رحمہ اللہ تعالیٰ:

شیخ المحدثین والمحققین حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی برکتِ مصطفےٰ فی الہند رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے محدث عالمِ دین اور بڑے عالی شان مصنف ہوئے

[۱۸] حضرات القدس ۱۰۵ (فارسی)۔ [۱۹] حضرات القدس ص ۹۸ (فارسی)۔

ہیں۔ بیان فرماتے ہیں ایک دن میں ایک عالم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکرِ خیر آ گیا۔ وہ عالم آپ پر طعن و تعرض کرنے لگا۔ میں نے کہا میں آپ کی صحبت میں بہت بیٹھا ہوں اور بہت سے دوسرے مشائخ کو بھی دیکھا ہے لیکن جو صفائے قلبی اور اتباعِ سنتِ نبوی ﷺ آپ کے یہاں دیکھی ہے وہ دوسروں کے یہاں نہ دیکھی، نہ سنی۔ وہ عالم پھر یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگا۔ میں نے کہا آیئے ہم دونوں تازہ وضو کریں اور قرآنِ مجید کھولیں جو آیتِ مبارک نکلے ہم اُسے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال سے متعلق فال سمجھیں گے۔ اُس عالم نے یہ بات پسند کی۔ ہم دونوں نے تازہ وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اُس عالم نے قرآنِ پاک ہاتھ میں لیا اور پورے خشوع و خضوع سے اُسے کھولا تو یہ آیتِ مبارک سامنے آئی۔ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ۬ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۝ (النور: ۳۷) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ سلطانہٗ) کے بندوں کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ) کی یاد سے غافل نہیں کرتی اور نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اُس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی''۔ وہ عالم حیران رہ گیا اور اپنے کہے پر بڑا پشیمان ہوا اور میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ [۲۰]

نمود و نمائش سے گریز:

امام ربانی، محققین کے غوث، عارفین کے قطب، ولادتِ محمدیہ ﷺ کی برہان، قندیلِ نورانی، حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز جب اپنا نام اپنے مکتوبات میں لکھتے تو ''کمترینِ بندگان احمد'' لکھتے۔ شریعت و طریقت کے راستے پر چلنے والوں کو خود اپنا نام ایسے ہی لکھنا چاہیے جس طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریری تعلیم فرمائی ہے۔

---

[۲۰] حضرات القدس ص ۱۶۸ (فارسی)۔

آپ اپنے حال کا ذکر کرتے ہوئے اپنے حضرت شیخ محمد الباقی نقشبندی احراری قدس سرہٗ الاقدس کی بارگاہ میں لکھتے ہیں آپ کی بلند توجہات کی برکت سے مسلسل اور متواتر جو عنایاتِ خداوندی اِس ناچیز پر فائز اور وارد ہو رہی ہیں اُن کے متعلق عرض ہے:

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم[۲۱]

''میں وہ خاک ہوں کہ بہار کے موسم کا بادل اپنے لطف وکرم سے مجھ پر برس رہا ہے۔ میرے جسم پر اگر سبزے کی طرح سو زبانیں بھی اُگ آئیں، میں پھر بھی اُس کی مہربانیوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا''۔

یہ لکھنے کے بعد ایک اور حقیقت بیان فرماتے ہیں: اگرچہ اِس قسم کے حالات کا اِظہار گستاخی کا وہم ڈالتا ہے اور اِس سے فخر ومباحات کا اِحساس ہوتا ہے۔

ولے چوں شاہ مرا برداشت از خاک
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک

''لیکن شاہ مجھے مٹی سے اُوپر اُٹھائے تو لائق ہے کہ میں اپنا سر افلاک سے اُوپر لے جاؤں''۔

علماء اور طلباء سے محبت:

اپنے شیخِ کامل پیر بزرگوار کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: ''فقیر آرزو کرتا ہے کہ علماء اور طلباءِ علوم کے گروہ میں بیٹھا ہو اور اُصولِ فقہ کی آخری اور مشہور کتاب

[۲۱] مکتوبات نمبر ۲ دفتر اوّل حصہ اوّل۔

''تلویح'' کے مقدماتِ اربعہ کا کسی طالب سے تکرار کر رہا ہو نیز فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' کا تکرار بھی شروع کر رکھا ہو اور یہ فقیر معیت اور احاطہ علمی کے مسئلہ میں علماء کے ساتھ شریک ہے''۔ ۲۲

گوالیار میں قید:

اکبر کے بعد جہانگیر تخت نشین ہوا۔ اکبر کے مقابلے میں اُس کو دین سے کوئی عناد نہیں تھا مگر یہ بھی لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اَرکانِ سلطنت اور اُمرائے دربار کے نام خطوط لکھے تھے۔ یہ خطوط اِصلاحِ حال حمایتِ اِسلام اور دین کی حمیت کے سلسلہ میں تھے۔ جہانگیر کا وزیرِ بے تدبیر شیطان نظیر آصف جاہ مخالفانِ دین اور منافقانِ بے یقین سے مل کر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف صلاح ومشورہ کیا کرتا تھا۔

آصف جاہ کے بہکانے پر جہانگیر حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی طرف سے سخت بدظن ہوگیا اور حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کو دربار میں بلایا۔ آپ دربار میں تشریف لائے مگر سجدہ نہ کیا۔ بادشاہ نے ناراض ہوکر کہا آپ نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا ''میں نے سوائے خُدا کے نہ تو کسی کو سجدہ کیا ہے اور نہ ہی کروں گا''۔ اِس پر بادشاہ نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کرنے کا حکم دے دیا۔ نظر بندی کا یہ واقعہ ربیع الثانی ۱۰۲۸ھ میں پیش آیا۔ قید کے بعد آپ کی ساری جائیداد جن میں کتابیں بھی تھیں، ضبط کرلی گئیں۔ آپ نے گوالیار کے قلعہ میں تبلیغ وارشاد کا زبردست سلسلہ شروع کردیا۔ آپ کی تبلیغ سے کئی ہزار قیدی مشرف بہ اِسلام ہوئے۔

سیّد الانبیاء ﷺ نے شرفِ زیارت بخشا:

جن دنوں حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نظر بند تھے۔ آنجناب کے ایک مخلص دوست نے بتایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گروہ

۲۲ مکتوبات نمبر ۹ دفتر اوّل حصہ اوّل۔

ہا گروہ دوڑے چلے آرہے ہیں۔ میں نے پوچھا خیر ہے' کیوں دوڑتے ہو؟ اُنہوں نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی خبر پُرسی کے لیے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ جب میں اس قلعہ کے دروازے پر پہنچا تو لوگوں کا شور وغل تھا اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہوگئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا کہ جناب رسولِ خدا ﷺ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو قید سے رہا فرما دیا ہے۔ ۲۳

رہائی کی شرائط:

جہانگیر ایک رات تخت پر بیٹھا تھا اور مجلسِ عیش و نشاط گرم تھی۔ اچانک حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ مجلس میں آئے اور بادشاہ کو مع تخت اُٹھا کر پٹخ دیا اور خود غائب ہوگئے۔ بادشاہ بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش آیا تو بادشاہ سخت شرمندہ ہوا اور اُسی وقت ایک عرضی لکھی اور اپنی خطاؤں پر بہت معافی مانگی اور رہائی کا اعلان کیا مگر آپ نے جواباً چند شرائط لکھ بھیجیں کہ اگر یہ منظور ہیں تو میں باہر آؤں گا' ورنہ جیل میں ہی خوش ہوں۔

شرائط: (۱) سجدہ کرانا ختم کرو۔ (۲) ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں اُنہیں ازسرِ نو تعمیر کرادو اور اپنے دربارِ عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ تاکہ مسلمان آکر اُس میں نماز ادا کریں۔ (۳) اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو اور حکم دے دو کہ تمام ممالکِ محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے ذبح کی جائے۔ (۴) تمام انتظامیہ شرعی ہو۔ مثلاً قاضی' محتسب' مفتی وغیرہ علمائے کرام میں سے مقرر کئے جائیں۔ (۵) کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ (۶) اَحکامِ شریعت کو کماحقہٗ نافذ کیا جائے اور باطل رسوم و آئین اور بدعات کو ترک کیا جائے اور (۷) تمام قیدی رہا کیے جائیں۔

رہائی:

اُدھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمام امراض حضرت قیوم اوّل

۲۳ روضۃ القیومیہ ص ۳۲۲۔

رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُعا کے بغیر دُور نہیں ہوں گے اور آنجناب کی توجہ کے بغیر سلطنت بھی قائم نہیں رہے گی۔ اِس واسطے بادشاہ نے اُن تمام شرائط کو منظور کرلیا اور اپنے بہت سے اُمراء کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا تاکہ اُنہیں نہایت تعظیم وتکریم سے لشکرِ شاہی میں لائیں۔ جب اُمراء پہنچے تو آنجناب بھی امرِ الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اِس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے اُنہیں بھی رہائی مل گئی۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اَب اِس دَر کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں؟ اِس واسطے وہ بھی آنجناب کے ہمراہ ہوئے اور بعدازیں بادشاہ نے آپ کی شرائط کے مطابق بھرپور عمل شروع کردیا۔

ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور کے شمارہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۰ء میں ہے کہ نواب صدیق حسن خاں (وفات۔ ۱۳۰۷ھ) امام اہلحدیث نے حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

حضرت مجدّد الف ثانی عالم عارف کامل مکمل تھے۔ اپنے زمانہ میں طریقۂ نقشبندی کے اِمام تھے۔ صوفیوں کے لیے سلوک کے راستوں میں مجدّد، معرفتِ خداوندی اور مقامات کی اِنتہا پر پہنچے ہوئے تھے جو اُن کو علوِ علم اور کمال تبحر حاصل تھا اُس پر آپ کے مکتوبات شاہد اور روشن دلیل ہیں۔ اِتباعِ سُنّت اور ترکِ بدعت پر حریص تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہما اللہ تعالیٰ جیسے حضرات کا اُن کے سلسلۂ طریق میں داخل ہونا اُن کی قدر ومنزلت معلوم کرنے کے لیے کافی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اپنے زمانہ میں اہلِ سُنّت کے اِمام تھے۔ ظاہر وباطن میں اُن کا طریقہ عالیہ کتاب وسُنّت پر مبنی تھا اور جو چیز اُن دونوں محکمہ اُصول کے خلاف ہو وہ اُن کے طریقہ میں مقبول نہیں۔ معرفت وقبول کی منزلوں پر پہنچنے کے لیے آپ کے مکتوبات اُصولِ عظیمہ ہیں۔ طالبِ صادق اور سالکِ راغب کو کسی وقت مکتوبات کے مطالعہ سے بے نیازی حاصل نہیں۔

نواب صدیق حسن خاں نے اِس بات کا اقرار کیا ہے کہ: ''مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کشف کے مرتبۂ بلند کو اِس سے معلوم کرنا چاہئے کہ سب کشف

چشمۂ ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت کے مخالف نہ ہوا بلکہ اکثر کی تو شریعت مؤید ہے۔ اولیاء کرام میں اُن کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ"۔

ترجمانِ اہلِ سُنّت شاعرِ مشرق عاشقِ رسول ﷺ حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے بالِ جبریل میں حضرت مجدّد الف ثانی نور اللہ مرقدہٗ کی منقبت کو اپنے خصوصی اَنداز میں سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف چند جملوں میں یوں بیان کیا ہے:

حاضر ہوا میں شیخِ مجدّد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اِس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اِس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اِسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

وصال مبارک:

یہ عظیم ہستی مجدّدِ وقت، عالی مرتبت، قدوۃ الصالحین، امام الاولیاء، سیّد الاصفیاء، حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی المعروف امام ربانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کو اس عالمِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف سفر کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی قبر مبارک پر بے حساب رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں اُن کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۰ شوال المکرّم ۱۰۰۷ھ بمطابق ۱۵۹۹ء وصال: ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ

ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۰ شوال المکرّم ۱۰۰۷ھ بمطابق ۱۵۹۹ء کو ہوئی۔ آپ حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور فرزند سوم ہیں۔ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ (حضرت) محمد معصوم (علیہ الرحمہ) کی آمد ہمارے حق میں بہت مبارک ہوئی کہ آپ کی ولادتِ باسعادت کے چند ماہ بعد ہمیں خواجہ بزرگ حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت نصیب ہوئی اور فیضانِ طریقۂ نقشبندیہ سے مشرف ہوئے۔ [1]

آنحضرت قدس سرہٗ العزیز مدح علوِ استعداد آں عالی نژادمی کردند ومی فرمودند کہ این فرزند با استعداد ولایت محمدی دارد ومحمدی المشرب است۔ [2]

''حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ بچپن ہی سے آپ کی عالی استعداد کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''یہ فرزند ولایتِ محمدی کی استعداد رکھتا ہے اور محمدی استعداد المشرب ہے''۔

تحصیلِ علومِ ظاہر و باطن:

آپ نے اکثر علوم اپنے والدِ بزرگوار سے اور کچھ اپنے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری علیہ الرحمہ سے حاصل کر کے کمال کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ تحصیلِ علوم سے جلدی فارغ التحصیل ہو جاؤ کیونکہ ہم نے تم سے

---

[1] حضرات القدس جلد ۲ ص ۲۶۲ (فارسی)۔ [2] حضرات القدس جلد ۲ ص ۲۶۲ (فارسی)۔

بڑے بڑے کام لینے ہیں۔

غرضیکہ آپ سولہ سال کی عمر میں علومِ ظاہری میں فارغ التحصیل ہوگئے اور پھر باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور عنایتِ الٰہی سے اپنے والدِ بزرگوار کے احوال و اسرارِ خاصہ سے وافر حصہ حاصل کیا۔

فضائل:

آپ کے والدِ بزرگوار حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ نے آپ کو خلعتِ قیومیّت کی بشارت دی۔ چنانچہ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ ہر صبح نماز کے بعد خاموشی کی مجلس رکھتا تھا کہ ظاہر ہوا کہ وہ لباس جو میں پہنے ہوئے تھا وہ مجھ سے اَلگ ہوگیا ہے اور ایک دوسرا لباس میری طرف متوجہ ہے جو کہ اُس لباس کی جگہ بیٹھ گیا ہے۔ میرے دِل میں خیال آیا کہ یہ اُترنے والا معلوم نہیں کس کو دیں یا نہ دیں؟ اور آرزو ہوئی کہ وہ لباس میرے فرزند محمد معصوم علیہ الرحمہ کو دے دیں۔ ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ وہ میرے لڑکے کو دے دیا گیا ہے۔ وہ پوری خلعت اُس کو پہنادی گئی ہے۔ یہ اُتاری جانے والی خلعت معاملہ قیومیّت سے کنایہ ہے۔[۳]

حضرت مخدوم زادۂ عالی المرتبت نے عظیم اَحوال نیز اعلیٰ مقامات وکمالات تک رسائی حاصل کرلی تو حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اُن کو خلعتِ خلافت سے سرفراز اور ممتاز فرمایا۔ اَب یہ مخدوم زادۂ گرامی ترتیب پوری ظاہری اور باطنی اِستقامت کے ساتھ مسندِ ارشاد پر متمکن ہیں اور کمالِ شرع وتقویٰ سے آراستہ ہوکر اور سُنّتِ سنیّہ کی متابعت اور عزیمتِ مرضیہ کے عمل سے پیراستہ ہوکر اَخلاق واَوضاع اَقوال واَعمال صورت ومعنی میں اپنے والدِ بزرگوار علیہ الرحمہ سے پوری مناسبت اور کمالِ متابعت کی رعایت رکھتے ہیں اور اِس اہتمام میں رہتے ہیں کہ آدابِ سلوک میں اور اَعمالِ صالحہ میں سنن اور مستحبات کے اَدا کرنے میں اپنے والدِ ماجد علیہ الرحمہ

---

[۳] مکتوب: ۱۰۴ دفتر سوم تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۷۱، بحوالہ ابدۃ المقامات از محمد ہاشم کشمی ص ۳۱۷، ۳۱۸، حضرات القدس جلد ۲ ص ۲۸۷ (اُردو) ص ۲۶۹ (فارسی)

کی پیروی میں بال برابر فرق نہ آنے پائے۔ اسی لئے ان کا عمل بعینہٖ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کا عمل ہے اور اُن کا طریقہ بھی وہی جو حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کا ہے۔ یعنی وظائف طاعات اور رعایت آداب عبادات بھی وہی ہے اور ان کے اوقات (رات اور دن کے) ہر عملِ صالح کیلئے تقسیم ہیں اور رات دن کی گھڑیاں اعمالِ حسنہ کیلئے پوری طرح مقرر ہیں اور ادعیہ عوقتہ کا التزام بھی ہے"۔ ۴

بقول حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۰۳۲ھ کے پہلے عشرہ کا ہے۔

۲۔ آپ کو اصالت اور محبوبیتِ ذاتی عطاء ہوئی۔

۳۔ آپ کا وجودِ مبارک حضور رسول اکرم ﷺ کی خمیر طینت کے بقیہ سے بنا۔

۴۔ آپ زمرۂ سابقین میں داخل ہیں اور اسرارِ مقطعات بھی آپ کو نصیب ہیں۔

۵۔ حق تعالیٰ نے آپ کو عُروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا۔ یہ ۱۰۳۵ھ کا واقعہ ہے فرماتے ہیں: میں نے سنہری خط سے عرشِ مجید کے گرد محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ لکھا ہوا دیکھا۔ ۵

وقت کے قطب:

ایک دن آپ نے اپنے والدِ بزرگوار حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ "من خود را در نورے مجایابم کہ تمام عالم ازان نور منور است وآن نور در ہر ذرہ از ذرات ساری است چون نور آفتاب کہ تمام عالم از آن منور است ۵" میں اپنے آپ کو ایک نور پاتا ہوں کہ جس سے تمام عالم منور ہے اور وہ نور تمام ذرّات میں سرایت کئے ہوئے ہے جس طرح آفتاب کا نور کہ جس سے تمام عالم منور ہے"۔ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "اے فرزند! تو قطبِ وقت خویش خواہی شد این سخن راز من یاد داری"۔ ۶ "اے بیٹے! تم اپنے وقت کے قطب ہوگے اور میری بات تم یاد کروگے"۔ چنانچہ آپ

---

۴ حضرات القدس جلد۲ص ۲۸۳ (اُردو) حضرات القدس جلد۲ص ۲۶۴ (فارسی)۔ ۵ روضۃ القیومیہ۔ ۶ حضرات القدس جلد۲ص ۲۶۴ (فارسی)

نے اپنے بعض مکتوبات میں ایسا لکھا ہے: ''میں عمر کے چودھویں سال میں تھا کہ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ نے قطبیت کی بشارت دی تھی اور اُس میں قیومیت کی خلعت کے ملنے سے پہلے بحمداللہ دس گیارہ سال کی عمر میں وعدہ پورا ہوا اور اس بشارت کے آثار بخوبی ظاہر ہوگئے۔ ؎

زیارتِ حرمین شریفین:

۱۔ قیومیت کے چونتیس سال حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس سلسلے میں فرماتے ہیں: طواف سے فارغ ہونے پر فرشتہ نے محض اَدائے اَرکان پر حج کی قبولیت اور اَجر کا مُہر شدہ کاغذ یہیں عطا کیا۔

۲۔ ایک روز ظاہر ہوا کہ مجھ سے اَنوار و برکات اِس کثرت سے نکلتے ہیں کہ اُنہوں نے تمام اشیاء کو گھیر لیا ہے۔ جنگل و بیابان اُن سے پُر ہوگئے۔ اِس حقیقت کے دریافت کرنے کے واسطے متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دُور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مجھے مشرف فرمایا گیا ہے۔

۳۔ فرمایا: ایک روز بعد نمازِ فجر حلقہ میں دیکھا کہ مجھ کو خِلعتِ عالی عطا ہوا ہے پھر معلوم ہوا یہ خِلعتِ عبودیت ہے۔

۴۔ ایک روز حلقہ ذکر میں مشغول تھے کہ اِس مجلس میں مجھے قلم دوات عنایت ہوئی، کہا گیا، مجھے منصبِ وزارت عطا ہوا ہے اور جناب سرکارِ کائنات ﷺ کی عنایت سے مجھے تمام مخلوقات پر وزیرِ اعظم چن لیا گیا ہے۔

۵۔ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو روضہ منورہ حاضری کے وقت کمالات اور عنایات ظاہر ہوئے اور خِلعتِ اِرشاد عطا ہوئی اور اَنوار و فیوضات حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مالا مال ہوا۔

۶۔ فرمایا: جس وقت مدینہ منورہ سے رُخصت ہونے لگا، جدائی کے غم والم کی وجہ سے بے اختیار ہو کر رونے لگا کہ اِسی اِثناء میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے

؎ حضرات القدس جلد۲ ص ۲۶۸ فارسی (۲۸۶ اُردو) بحوالہ مکتوباتِ معصومیہ دفتر اوّل ص ۸۶۔

روضہ مطہرہ سے ظاہر ہوکر خلعت تاج سلاطین بکمال علو ورفعت وعظمت اَحقر کو پہنایا۔ اس کے بعد آپ باجازت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ وطن واپس آئے۔ ۸

حلیہ مبارک:

آپ کا بدن مبارک پُر گوشت، رنگ گندمی، ابروکشادہ، ناک اُونچی، آنکھیں بڑی بڑی، قد خاصا تھا۔ تمام اَعضا نہایت متناسب اور خوش شکل تھے۔ آپ کا لباس نہایت لطیف ہوتا، عمامہ شریف سر پر ہوتا۔ کبھی کبھی ہندی لباس بھی پہنتے تھے۔

اس عاجز دِل کی چند نصیحتیں عاقل اَحباب کیلئے ہیں۔ اہلِ نظر اس سے عبرت پکڑیں۔ جاننا چاہیے کہ اُن کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت حاصل کریں اور اس معرفت کیلئے اِستعداد کے مطابق الگ الگ مراتب ہیں۔ بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور ہر شخص نے اِس معاملے میں اپنی معرفت کے مطابق گفتگو کی ہے لیکن جو بات کہ اِس جماعت کے نزدیک متفق علیہ اور قدرِ مشترک ہے اور مدارجِ قرب میں لازم ہے وہ یہ کہ معرفت بغیر فنا کے معروف میں پیدا نہیں ہوتی ہے۔ ۹

هیچ کس راتا نگردد اوفنا
نیست ره دربار گاهِ کبریا
ازتُست حجاب تو یقین است
شرط همه رهروان همین است
می بین و مگو مذهب این ست
مے باش و مباش مشکل این است ۱۰

---

۸ روضۃ القیومیہ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۷۱۔ ۹ حضرات القدس جلد ۲ ص ۲۹۱ (اُردو)۔ ۱۰ حضرات القدس جلد ۲ ص ۲۸۰ (فارسی)

کوئی بھی جب تک نہ ہوگا بس فنا
پائے گا کیسے وہ بار کبریا
تو خود ہے حجاب یہ یقین ہے
مسلک جو ہے متفق یہیں ہے
دیکھو تو مگر کہو نہیں ہے
وہ کر نہ رہو مگر کہیں کے

وفات:

صبح نمازِ فجر کے بعد مراقبہ معمولہ فرمایا اور نمازِ اشراق پڑھنے کے بعد آپ پر سکراتِ موت شروع ہوگئے اور زبان سے جلدی جلدی کچھ پڑھنے لگے۔ صاحبزادگان نے کان لگا کر سُنا تو معلوم ہوا کہ آپ یٰسین شریف تلاوت فرما رہے ہیں۔ غرض ہفتہ کے دن دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ کو وصال فرمایا۔

روضہ اور مسجد:

شاہ جہان کی صاحبزادی روشن آراء نے آپ کے مزار شریف پر عالیشان روضہ تعمیر کرایا۔ روضہ شریف پر سُنہری کام کیا گیا تھا۔ جو آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور آفتاب نکلنے پر جگمگا اُٹھتا تھا۔ دروازوں کے پردے مزار پوش اور شامیانے زربفت کے تھے۔ انقلابِ زمانہ سے وہ سب نقش ونگار مٹ گئے۔

روضۂ مقدسہ کے شمال کی جانب مسجد آپ کے صاحبزادے حضرت مروّج الشریعت خواجہ عبید اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۰۸۸ھ میں تعمیر کرائی تھی۔ جس کے گنبد پر پانچ ہزار اشرفی اور مسجد پر چالیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔

نقشبند ثانی، امام السالکین، زبدۃ العارفین، قیوم ثالث

حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ العزیز

ولادت: ۷ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ/1625ء ..... سرہند شریف (ہندوستان)
وصال: ۲۹ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ/1702ء ..... سرہند شریف

تعارف:

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ثانی اور خلیفۂ مجاز ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ آپ ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے متعلق حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارا یہ لڑکا (جو پیدا ہونے والا ہے) حاملِ معارف و اسرار باطنی ہوگا اور قرب الٰہی کے کمالات میں میرے برابر ہوگا اور کثیر التعداد خلقتِ خدا اس سے فیض یاب ہو گی۔ آپ کے والدِ ماجد فرماتے ہیں کہ جس دن میرے فرزند محمد نقشبند پیدا ہوئے تو رسالت مآب ﷺ تشریف لائے۔ اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور بعد ازاں فرمایا کہ یہ فرزندِ ارجمند بھی اپنے باپ دادا کی طرح تمام اُولیائے اُمت سے اَفضل ہوگا اور اس کو بھی منصبِ قیومیت نصیب ہوگا۔ میں نے آپ ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق اپنے اس فرزند کا نام محمد نقشبند، کنیت ابوالقاسم اور لقب شریف الدین رکھا اور بہت سا کھانا پکا کر حضور سرورِ کائنات ﷺ کی روح پُر فتوح کے نام پر تقسیم کیا۔ بچپن ہی سے آثارِ ولایت و اطوارِ قبولیت پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔

ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۷ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ بمطابق 1625ء بروز جمعۃ المبارک سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوئی۔

تحصیل علوم و بیعت و خلافت:

آپ نے تھوڑی ہی مدت میں کلام پاک حفظ کر لیا۔ اور بالغ ہونے سے پہلے اپنے والد بزرگوار سے علم ظاہری کی تحصیل کی اور پایۂ اجتہاد کو پہنچے اور آپ علم تفسیر کے امام مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت ہر آیت مبارک کی سات طرح تفسیر فرماتے تھے۔ علم قال کے ساتھ ساتھ آپ علم حال بھی والد بزرگوار سے حاصل کرتے رہے۔ اور اپنے باطن کو نور الٰہی سے روشن کرتے رہے۔

حضرت عروۃ الوثقی قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی قیومیت کے اکتالیسویں سال ۱۰۷۴ھ میں آپ کو خلوت میں بلا کر قطب الاقطاب اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرور کائنات ﷺ نے جو تاج مجھے پہنایا تھا۔ وہی آپ کو عنایت ہوا ہے۔ اسی لئے آپ کو قیوم ثالث کہتے ہیں۔

جلوس بر مسند ارشاد:

حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ بمطابق ۱۶۶۸ء کو اشراق کے وقت مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی کثرت ارشاد کا یہ عالم تھا کہ آپ کی قیومیت کے پچیسویں سال ہر روز چار پانچ سو آدمی بلکہ اس سے بھی زیادہ حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی مشیخت اور درس و تدریس چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔

خطاب حجۃ اللہ:

آپ نے فرمایا کہ میں تہجد کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے الہام ہوا "اَنْتَ مَحْبُوْبُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَحُجَّۃُ اللّٰہِ فِی الْعَالَمِیْنَ"۔ اسی اثنا میں ایک آدمی نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے اور انہیں اُن کے باپ دادا کی طرح اُولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ مخلوقات تم اِن کی اطاعت کرو تا کہ قیامت کے دن نجات پاؤ۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اُولیائے اُمت کی روحیں میرے اردگرد تشریف فرما

ہیں اور کہتے ہیں ''السلام علیکم یا حجۃ اللہ!'' اور میرے سر اور منہ کو چومتے ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

سفر حج مبارک:

جناب رسالت مآب ﷺ سے اشارۂ غیبی پا کر آپ نے سفر حج کا اعلان فرمایا۔ آپ کے ساتھ چار سو بڑے علماء اور مشائخ کے علاوہ ہزاروں آدمی تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو دہلی سے تیرہ میل باہر آ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا استقبال کیا اور تجدید بیعت کی۔ پھر آپ دہلی سے ہوتے ہوئے حجاز مقدس روانہ ہوئے۔

مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو کعبہ معظمہ آپ کے استقبال کو آیا اور گلے ملا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایات ربی ہوئیں کہ جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ بعدازاں الہام ہوا کہ عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ایسی نعمت عظیم عطا فرمائے گا کہ تمام جہان قیامت تک اُس سے فیض حاصل کرتا رہے گا۔ اِس نعمت سے مراد حضرت قیوم چہارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش ہے۔ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا: ''اَنْتَ فَخْرُ اُمَّتِیْ'' (تم میری اُمت کے فخر ہو)

کرامت بابرکت:

مولانا محمد عابد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو اس قدر کشف ضرور ہونا چاہئے کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر اُن کا دفعیہ کر سکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسی وقت مجھے مخاطب فرمایا: محمد عابد سنو! اُولیاء کرام اللہ کے بندے ہوتے ہیں' اُنہیں علم غیب کا ہونا اور اُن سے کرامات کا صدور واجب نہیں اور ان باتوں کے نہ ہونے سے اُن کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' جو افضل البشر بعد از انبیاء کرام ہیں' میں اس قدر کرامات نہ تھیں جتنی کہ ایک ولی اللہ میں ہوتی ہیں۔

(مناقب نقشبندیہ از حضرت ابوالعلیٰ علیہ الرحمۃ)

آپ کا ہر عمل، ہر فعل اور ہر قدم سُنّتِ نبوی ﷺ کے مطابق تھا۔ رخصت کو اَعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ آپ نہایت متواضع تھے۔ مریض کی بیمار پرسی کے لئے ضرور جاتے تھے۔ غرباء اور مساکین کی دلجوئی کرتے، اعلیٰ وادنیٰ آپ کی نظروں میں سب برابر تھے۔ کوئی تفریق نہ کرتے تھے۔

آخری نصیحت:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدت سے مریض رہتے تھے اور خاص کر پاؤں کا درد بہت غالب ہوگیا تھا۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ مجھے اِلہام ہوا ہے کہ تیری عمر اَسی (۸۰) سال سے اُوپر ہوگئی ہے اور یہ اِس اُمّت کی اَوسط عمر ہے اگر اور عمر چاہتے ہو تو دنیا میں رہو ورنہ ہمارے پاس آجاؤ۔ میں نے لقائے پروردگار اِختیار کیا ہے۔ وصال سے پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِرشاد فرمایا ''تم سُنّتِ نبوی ﷺ کی پیروی کرتے رہنا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقہ پر پوری طرح سے پابند رہنا''۔

وفات حسرت آیات:

۲۸ محرم الحرام بروز جمعرات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مرض حد سے زیادہ غالب آگیا۔ سانس میں تیزی آگئی مگر بڑے وقار سے وظائف و اَوراد پڑھتے رہے۔ رات کو تہجد کی نماز اَدا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے پھر لیٹ گئے اور تین دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر جمعۃ المبارک کی رات ۲۹ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ بمطابق ۱۷۰۲ء کو پینتیس ۳۵ سال مسندِ قیومیت و اِرشاد پر فائز رہ کر سرہند شریف میں داعی اجل کو لبیک کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پرانور سرہند شریف میں زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔

مادہ تاریخ رحلت: ''شرف رحیم وکریم ۱۱۱۴ ہجری''۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

خواجہ خواجگان، سلطان الاولیاء، قیوم چہارم

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت: ۵ ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۲ء ..... سرہند شریف (ہندوستان)

وصال: ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰ء ..... سرہند شریف

تعارف:

آپ کا نام نامی اِسم گرامی محمد زبیر، کنیت گرامی ابوالبرکات اور لقب سامی شمس الدین ہے۔ آپ قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اور خلیفۂ اعظم تھے۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام حضرت شیخ ابوالعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ آپ خاندانی ولی اللہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطبِ دوراں اور قیوم زماں تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اَولاد پاک سے ہیں اور چار واسطوں سے آپ کا سلسلہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتا ہے۔

ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادتِ باسعادت بروز پیر ۵ ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ بمطابق 1682ء سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ ابھی تیرہ برس ہی کے تھے کہ والدِ بزرگوار کا اِنتقال ہوگیا اور آپ کی بقیہ پرورش آپ کے جدِّ بزرگوار حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی۔ کم سنی میں ہی آپ پر اِستغراق غالب ہوجایا کرتا تھا۔

علوم ظاہری وفیض باطنی:

بچپن ہی سے آپ کا رُخ فقر کی طرف تھا اور اَنوارِ ولایت وآثارِ ہدایت پیشانی مبارک سے ظاہر تھے۔ آپ ظاہری تعلیم میں بھی کامل ومکمل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچپن ہی میں قرآنِ مجید حفظ کرلیا تھا۔ اِسی عمر میں آپ پر اِس قدر اِستغراق کی حالت غالب تھی کہ سبق پڑھتے پڑھتے غیبت ہوجایا کرتی تھی۔

آپ کی بیعت بھی اپنے دادا حضرت نقشبند ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی اور خرقۂ خلافت بھی اُنہیں سے حاصل کیا۔ اُنہیں کی وجہ سے سلوک باطنی میں کمال حاصل کیا۔

بشارتِ قیومیت:

حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو قیومیت کی بشارت دی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروز ہفتہ یکم صفر ۱۱۱۴ھ بمطابق ۱۷۰۲ء کو مسندِ قیومیت پر ارشاد و تمکن ہوئے۔

آپ کا زہد و عبادت:

آپ نہایت کثیر العبادت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شب و روز عبادتِ الٰہی اور خلقِ خدا کو ہدایت کرنے میں صرف ہوتے تھے۔ آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا اور زمانہ کے بڑے بڑے علماء و اُمراء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقد تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ ہر امیر و غریب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ ہر مرید کو درجۂ کمال تک پہنچانے کی انتہائی کوشش کرتے تھے۔ کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا آپ کا اُصولِ زندگی تھا۔ آپ فرماتے کہ فضول دنیاوی باتیں کرنے میں بہت سی بلائیں اور مصیبتیں پوشیدہ ہیں۔ کم کھانے سے جسم میں سستی وارد نہیں ہوتی اور کم سونے سے زیادہ وقت عبادتِ الٰہی میں گزار سکتے ہیں۔ یہ وقت بڑا قیمتی ہے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ تقویٰ، پرہیزگاری، اتباعِ سُنّت اور کثرتِ عبادت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ جب آپ دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تو اُمراءِ شاہی اپنے دوشالے اور پگڑیاں بچھا دیتے تاکہ آپ کے پاؤں زمین پر نہ پڑیں۔ اگر آپ کسی جگہ وعظ یا مجلس یا مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو آپ کی سواری اور جلوس شاہانہ ہوتا۔ باوجود اس ظاہری کروفر کے دل خدا کی طرف لگا ہوا تھا۔

مقامِ ولایت:

ایک مرتبہ کسی تقریب میں جامع مسجد کے قریب سے گزرے۔ سواری کے ساتھ ہجومِ خلائق بے حد و شمار تھا۔ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامع مسجد میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنے سر سے کملی اُتار کر کہا: اس کو جلا دو۔ خادموں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا: اس امیر کی سواری میں اس قدر نور ہے کہ میں

نے اس کا ایک شمہ بھی کبھی اپنی کملی میں نہیں دیکھا۔ حالانکہ تیس ۳۰ سال سے اسی کملی میں ریاضت کر رہا ہوں"۔ کسی نے کہا یہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

فرمایا: الحمدللہ! کہ ہمارے پیرزادہ ہیں اور ہماری آبرو وعزت اِن کے صدقے باقی رہ گئی ہے۔ (واضح رہے کہ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت خواجہ عبدالاحد مشہور بہ شاہ گل ابن خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید کے مرید ہیں۔ اور آپ نے ۱۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ مزار اقدس دہلی میں ہے)

ایک شخص نے حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ خاندانِ مجددیہ کی تمام نسبت مجھ کو ایک ہی توجہ میں عطا فرمادیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ معمول نہیں ہے کہ اگر نسبت ایک ہی توجہ میں کی جائے تو اس کا تحمل' حوصلہ' بشریت سے باہر ہے مگر سائل اپنے سوال پر مُصر رہا اور مزید آہ وزاری سے عرض گزار ہوا۔ ناچار آپ نے ایک ہی توجہ سے تمام نسبت اِلقا فرمائی۔ مگر وہ شخص تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔

کرامت بابرکت:

ایک دفعہ ۲۹ رمضان المبارک کو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آج رات بہت سے فرشتے آسمان سے اُترے ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ شاید لیلۃ القدر ہے۔ حالانکہ یہ رات گزر چکی تھی۔ اُن کے نزول کا سبب میں نے پوچھا تو فرشتوں نے کہا کہ ہم بموجب حکمِ خدا آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حق تعالیٰ فرشتوں سے فخریہ فرماتا ہے کہ: دیکھو! محمد زبیر علیہ الرحمہ جیسے بھی میرے بندے ہیں۔ جو شخص پورے اعتقاد سے محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے تمام گناہ بخش دوں گا۔ سبحان اللہ!

وفات حسرت آیات:

آپ نے اُنسٹھ ۵۹ برس کی عمر میں بروز بدھ ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ بمطابق 1740ء کو دہلی میں وصال فرمایا۔ اور سرہند شریف میں آپ کا مزار اقدس زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اڑتیس ۳۸ برس تک مسندِ قیومیت پر رونق افروز رہے۔

مادہ تاریخ رحلت: "مشتاق محمد زبیر" ۱۱۵۲ھ "اظہر ولی" ۱۱۵۲ھ "لب خورشید" ۱۱۵۲ھ "لب بحر فضل" ۱۱۵۲ھ

حضرت سیّد قطب الدین حیدر قدس سرہٗ العزیز

نواح بخارا: ۱۰۴۷ھ / ۱۶۲۸ء — ۱۱ رجب ۱۱۸۰ھ مدینہ منورہ / ۱۷۶۶ء

آپ کا اسم گرامی سیّد محمد اشرف لقب قطب الدین المعروف حیدر حسین تھا۔ صحیح النسب سیّد تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت نواح بخارا میں ۱۰۴۷ھ میں ہوئی۔[1]

علومِ ظاہر و باطن:

آپ کی نشوونما اور تعلیم و تربیت انتہائی پاکیزہ ماحول میں ہوئی اور اپنے وطن بخارا میں تکمیلِ تعلیم کی۔ حدیث، تفسیر، فقہ، معقولات و منقولات میں کمال حاصل کرنے کے بعد پیر کامل کی تلاش میں سرہند شریف پہنچے اور یہاں قیومِ رابع حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر پندرہ سال شیخِ کامل کی صحبت میں رہے اور خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔[2]

مسندِ سرہند شریف:

مرشدِ کامل قیومِ رابع قدس سرہٗ کے وصال ۱۱۵۲ھ کے بعد سرہند شریف میں مسندِ شیخیت پر متمکن ہوئے اور بیس سال سے زائد خانقاہِ مجددیہ میں رہ کر طالبانِ حق کو رشد و ہدایت سے نوازتے رہے۔[3]

آپ اُمراء و اغنیاء کے اختلاط سے گریز کرتے تھے۔ آپ شب و روز تلاوتِ قرآنِ مجید، ذکرِ الٰہی اور درود شریف کے ورد میں مصروف رہتے تھے۔

حجِ بیت اللہ و زیارتِ گنبدِ خضریٰ:

اشتیاقِ زیارتِ حرمین شریفین کے جذبہ میں عازمِ حجاز مقدس ہوئے اور حجِ بیت اللہ کے بعد انتہائی جذب و شوق کے عالم میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ راستہ

---

[1] [2] [3] جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۳، تذکرۂ مشائخ نقشبند انوارِ کاملانی ص ۳۸۷۔

میں نوافل ودُرود شریف کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے برہنہ پا شہرِ طیبہ میں داخل ہوئے اور فیضانِ مصطفیٰ ﷺ سے بہرہ ور ہوئے اور بفرمانِ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ مدینہ منورہ میں مسندِ رُشد و ہدایت پر فائز ہوکر ترویج و اشاعتِ طریقۂ مجددیہ میں ہمہ تن مصروف ہوگئے اور بہت جلد دُور ونزدیک مقبولِ خلائق ہوگئے۔

خلف:

آپ کے اَخلاف میں اِس وقت صاحبزادہ سیّد عاشق حسین شاہ مجددی مدظلہ مرڈ نمبر ۴۲ نزد سانگلہ ہل سجادہ نشین ہیں اور اپنے اَسلاف کی روایات کے امین ہیں۔ سیّد عاشق حسین بن سیّد امیر محمد شاہ (ف ۱۳۷۰ھ) سیّد محمد حسن شاہ (ف ۱۳۴۵ھ) سیّد محبوب علی شاہ (ف ۱۳۱۴ھ) سیّد فیض علی شاہ (ف ۱۲۷۹ھ) سیّد عبدالرحیم عرف پیر لالہ شاہ غازی (ف ۱۲۶۱ھ) سیّد عنایت اللہ شاہ (ف ۱۲۲۷ھ) سیّد حفیظ اللہ شاہ سیّد قطب الدین محمد اشرف شاہ (ف ۱۱۸۰ھ)۔

وفات:

آپ کا وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ء کو مدینہ منورہ میں ہوا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب حضرت سیّد آدم بنوری اور خواجہ محمد پارسا قدس اللہ اسرارہما کے پاس مدفون ہوئے۔

صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (جلد اوّل ودوم)

تالیف: منیر احمد یوسفی (ایم-اے) مُدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

تیسیر الباری شرح بخاری میں وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے جگہ جگہ احادیثِ مبارکہ پر جو حاشیہ آرائی کی ہے وہ غیر مقلدین اور دیوبندی مکاتبِ فکر کے عقائد ونظریات کی نفی کرتی ہے۔ صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کو پڑھا لکھا اور ایک عام سا دُنیادار بندہ بھی جب پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رحمت سے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی پورے وثوق سے عرض کرتا ہے کہ وہ بآسانی اس کتاب کو سمجھ جائے گا۔ (ہدیہ: ۳۵۰)

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977، بلاک B-III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0300-4274936

حضرت حافظ سیّد محمد جمال اللہ رامپوری قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۱ ربیع الاول ۱۲۲۲ھ بمطابق ۲۸ نومبر ۱۷۲۴ء
وصال: ۴ صفر المظفر ۱۲۹۰ھ بمطابق ۱۷۹۴ء

تعارف:

آپ کا اسم گرامی سیّد جمال اللہ اور والد گرامی کا نام سیّد محمد درویش رحمہ اللہ تعالیٰ تھا۔ آپ بخاری سیّد تھے۔ آپ کا نسب نامہ غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ [۲] پھر آپ کے واسطہ سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔ [۳]

تعلیم:

آپ کچھ عرصہ گجرات میں مقیم رہنے کے بعد وزیر آباد تشریف لے آئے۔ بعض سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آپ دہلی تشریف لے گئے اور نقشبندی سلسلہ کے ایک عالمِ، فاضل فقیہ کامل درویش سے حدیث شریف اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے علومِ شریعت کماحقہٗ حاصل کئے۔ آپ بچپن ہی سے قرآنِ کریم کے حافظ تھے اور خوش الحانی سے قرآنِ مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

حالات:

آپ کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اس لئے آپ نے مکمل سپاہیانہ

---

[۱] جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۵، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ انوار لاثانی کامل ۳۹۰، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۹۰۔ [۲] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۹۰، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار لاثانی کامل ص ۳۹۰۔ [۳] جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۵، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۹۰، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ انوار لاثانی کامل ۳۹۰۔

تربیت حاصل کر کے کمال حاصل کیا۔ بخارا شریف سے سیر و سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان میں مختلف مقامات پر زیاراتِ مشائخ سے مستفید ہوتے رہے۔ اسی دوران بالآخر حج کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر سرہند شریف (ہندوستان) میں قیام پذیر ہو گئے۔

مجاہدۂ نفس:

اپنے اُستادِ محترم کے پاس آپ نے مجاہدۂ نفس شروع کیا۔ آپ روزانہ دو قرآنِ مجید ختم کیا کرتے تھے۔ رات کو چکی پیسنے کی خدمت بجالاتے۔ جب تین دن گزر جاتے تو ایک مشت جوار تناول فرماتے۔ آپ کے اُستادِ محترم اکثر و بیشتر آپ کو بیعتِ مرشد کی رغبت دلاتے مگر آپ اِن باتوں کی طرف دھیان نہ فرماتے اور آپ فرماتے کہ اِس ریاضت، محنت اور مشقت سے زیادہ اور فقیری کیا ہو سکتی ہے۔ مجھے کسی بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ اِسی طرح کئی روز گزر گئے۔ [۴]

بیعت:

۱۱۶۳ھ کی بات ہے حسبِ معمول ایک رات آپ قرآنِ مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی: ''اے جمال اللہ! اگرچہ تلاوتِ قرآنِ مجید بڑی عبادت ہے لیکن عبادت میں لذّت و سُرور کسی شیخ کامل سے بیعت ہونے کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے''۔ یہ سنتے ہی آپ کی حالت دِگرگوں ہو گئی اور آپ فوراً اپنے اُستاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے' اُن کے ساتھ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے' وہیں حضرت قطب الدین بخاری علیہ الرحمہ گوشہ نشین تھے۔ آپ قیام سرہند شریف کے دوران حضرت قطب الدین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مستفید ہوئے تو وہیں نیاز مند ہو گئے اور بیعت ہو کر عرصۂ قلیل میں مجازِ طریقت ہو گئے اور مستقل سکونت سرہند شریف میں اختیار کر لی۔ آپ بارہ سال تک اپنے شیخ محترم کی خدمتِ کیمیا خاصیت

---

[۴] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار الاتقیا کامل ص ۳۹۱' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۹۱۔

میں رہے۔ حضرت قطب الدین حیدر علیہ الرحمہ بھی آپ کی غیر حاضری گوارا نہ کرتے تھے۔ ایک دِن آپ نے فرمایا: ''اے جمال اللہ! تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں''۔ پھر تمام خلفاء کو بُلا کے آپ سے تعارف کرایا اور اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔[۵]

سرہند شریف میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ رام پور منتقل ہوگئے اور آخر وقت تک رام پور المعروف مصطفیٰ آباد میں رہے۔ اِتباعِ سُنّت کا نہایت اِلتزام و اِہتمام کرتے تھے۔ آپ اَعمالِ ظاہری و باطنی میں کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ دل عشقِ الٰہی سے معمور تھا۔ صاحبِ دل تھے۔[۶]

نگاہ کی تاثیر:

آپ کے فیضان سے کثیر خلقت نے فیوضات و برکات حاصل کیں۔ وظائف واَذکار کی کثرت آپ کا معمول تھا۔ آپ کی نگاہ میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو بھی ایک دفعہ دیکھ لیتا فریفتہ ہوجاتا اور زندگی بھر کیلئے آپ کا معتقد ومطیع ہوجاتا۔

رام پور میں ایک دِن آپ نے اپنے خلفاء سے فرمایا: ''آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ کا قلعہ اور باغ دیکھیں' اِس لئے اپنے وظائف ونوافل سے فارغ ہوجائیں تاکہ معمولات میں کمی نہ ہونے پائے۔ چنانچہ خود بھی معمولات سے فراغت کے بعد دوستوں کے ہمراہ قلعہ شاہی کے نزدیک باغ میں تشریف لے گئے۔ قلعہ میں اُس وقت حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ تیراہی رحمہ اللہ تعالیٰ سپہ سالاری کے فرائض اَنجام دیتے تھے اور کسی کام سے قلعہ کی دیوار پر آئے۔ تو آپ کی نظر مبارک حاجی سیّد شاہ جمال اللہ قدس سرہٗ العزیز پر پڑی۔ آپ کی زیارت سے دِل پر اثر ہوا' دِل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں اور حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ تیراہی علیہ الرحمہ کی کیفیت بدل گئی۔ فوراً دیوار سے اُتر کر حضرت حافظ سیّد محمد جمال اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں گر گئے۔ ہوش و حواس دُرست ہوئے اور داخلِ سلسلہ کرنے کی اِستدعا کی''۔[۷]

---

۵ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار لاثانی کامل ص ۳۹۱' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۹۲۔
۶ جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۵۔ ۷ جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۶

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ایک قوی ہیکل سنگدل اور خشک مزاج مولوی اذکر درویشوں کا منکر تھا اور درویشوں کے حلقہ میں بطور تماشائی جایا کرتا تھا۔ اُن کو مذاق کرتا اور اُن کی نقلیں اُتارتا تھا۔ ایک روز وہ آپ حضرت حافظ سیّد جمال اللہ علیہ الرحمہ کی مسجد میں آیا جہاں آپ حلقۂ ذکر منعقد کرتے تھے۔ آپ نے نورِ فراست سے جان لیا کہ یہ بے اَدب اور گستاخ شخص ہے۔ آپ نے اُس کا نام پوچھا' اُس نے بلند اور کرخت آواز میں مُلّا اذکر کہا۔ آپ نے فرمایا: تیرا جسم اور اسم دونوں سخت ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس زور سے ''اللہ عزّ وجلّ'' کا نعرہ لگایا کہ وہ سنتے ہی بے ہوش ہوکر گر گیا اور زمین پر اس طرح تڑپنے لگا کہ اَبھی مرجائے گا۔ اُس کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو رحم آگیا۔ آپ اُٹھے اور اپنا دست مبارک اُس کے دِل پہ پھیرا' اُس کی ساری سختی اور غرور زائل ہوگیا اور معافی مانگ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوگیا۔ [۸]

فیضانِ ولایت:

حضرت حافظ سیّد جمال اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ دہلی سے بطرف رام پور اپنے دوستوں کے ہمراہ جارہے تھے کہ راستے میں شکار کرنے کی خواہش ہوئی اور ایک جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے خادم شاہ درگاہی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک جگہ کھڑا کیا اور فرمایا: ''اِسی جگہ ٹھہریں' واپسی پر ہم آپ کو ساتھ لے لیں گے اور پھر رام پور چلیں گے''۔

شکار کرتے کرتے دیر ہوگئی چنانچہ آپ وہاں سے بمعہ اپنے دوستوں کے ایک نزدیکی گاؤں میں شب بسری کیلئے چلے گئے اور وہاں سے سیدھے رام پور تشریف لے گئے کہ شاہ درگاہی رحمہ اللہ تعالیٰ خود بخود رام پور پہنچ جائیں گے۔ لیکن شاہ درگاہی رام پور نہ پہنچے اور آپ نے بھی کچھ زیادہ خیال نہ فرمایا تو تقریباً ایک سال بعد آپ پھر اِتفاقاً دہلی تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں اُسی مقام پر نہایت غمگین اور گرد آلود

---

[۸] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۲۹۳' تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار لامعانی کامل ص ۲۹۳۔

لباس میں شاہ درگاہی رحمہ اللہ تعالیٰ کھڑے ہوئے تھے۔ کمالِ شفقت سے دریافت فرمایا: ''شاہ درگاہی! یہاں کب سے کھڑے ہو''؟ عرض کیا' حضور!'' آپ نے خود ہی مجھے کھڑا کیا تھا لیکن آپ واپس نہ آئے اور میں اسی جگہ آپ کے انتظار میں کھڑا رہا''۔

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من وتُو پلا کے مجھ کو مئے ''لا الہ الا ہو''

یہ حال دیکھ کر حضرت حافظ سیّد محمد جمال اللہ قدس سرہٗ العزیز جوش میں آئے' آپ کو سینہ مبارک سے لگایا اور تصوّف و سلوک کی اعلیٰ منازل طے کرادیں۔ فرمایا: ''جو کوئی تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اُس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی معرفت حاصل ہوگی''۔ مرشد کے حکم کی تعمیل اسی کو کہتے ہیں اور اسی سے مرید کو فیض و برکت حاصل ہوتی ہے اور تربیتِ باطنی ہوتی ہے یعنی

اسی دریا سے اُٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

تسلیم و رضا کا پیکر بن جانے کے بعد ہی مرید باصفا کو یہ منصب حاصل ہوسکتا ہے۔ محبت کا دل باتوں سے نہیں جیتا جاسکتا۔ بہت سے صحراؤں اور بیابانوں کی خاک چھاننا پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر مکمل پیر و مُرشد کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نصیب ہوتا ہے۔ [۹]

خلفاء:

(۱) سیّد محمد عیسیٰ' (۲) ملا شیر خاں تیراہی' (۳) سیّد ملا امان تیراہی' (۴) شاہ فیض بخش المعروف شاہ درگاہی غزنوی' (۵) وارث خاں بنارسی' (۶) سیّد محی الدین تیراہی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔

سفرِ آخرت:

۴ صفر المظفر ۱۲۹۰ھ/۱۷۹۴ء کو آپ کا وصال ہوا۔ مرقدِ انور رام پور متصل دروازہ عیدگاہ مرجع خاص و عام ہے۔ تاریخ وفات منظر حیاء سے نکلتی ہے۔

---

[۹] جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۷'۳۲۶۔

حضرت خواجہ سیّد محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز

موضع چودھواں علاقہ گنڈاپور: وصال: ۷ ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ موضع چودھواں
(تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں) ۱۸۰۶ء

آپ کا اسم گرامی سیّد محمد عیسیٰ ہے اور آلِ رسول ﷺ میں سے ہیں ''انوارِ تیراہی'' کے مصنف حضرت قاضی محمد عادل شاہ علیہ الرحمہ نے آپ کی ولادت و وصال کا مقام چوڑہ شریف گنڈاپور لکھا ہے۔ ''گنڈاپور'' ایک قبیلہ کا نام ہے جو کہ صوبہ سرحد میں ضلع بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے علاقہ میں آباد ہے۔ [۱]

معارف:

علومِ ظاہری میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ بیعت حضرت سیّد جمال اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کی اور مستفیض ہوکر ایک عرصہ تک اپنے مرشد روشن ضمیر کامل کی خدمت بابرکت میں علومِ باطنی سے فیض یاب ہوئے تو مُرشدِ باصفا نے تاجِ خلافت سے نوازا۔ اِس عزت افزائی پر بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت حاصل کرنے کیلئے مراقبات ومجاہدات سے مقامات باطنی اِس قدر تیزی سے طے کئے کہ یارانِ طریقت بھی حیران و سرگرداں ہوگئے۔ [۲]

تربیتِ حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمہ اللہ تعالیٰ:

اِسی وجہ سے سیّد حضرت شاہ محمد جمال اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مرید خاص قبلہ عالم حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ تیراہی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دوسرے خلفاء کے ہوتے ہوئے بھی تربیت کیلئے حضرت سیّد محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز کے سپرد کیا تو آپ نے مرشدِ برحق کے فرمان کے مطابق حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز کی تربیت دل وجان اور خلوص سے فرمائی اور قلیل عرصہ میں مقاماتِ عظیمہ سے نوازا۔ [۳]

---

[۱] جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۸۔ [۲] جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۸۔ [۳] جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۸۔

خاکِ شفاء:

حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز ہر سال تیزائی شریف سے چودھواں شریف حضرت سیّد محمد عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جب احبابِ طریقت تیار ہوکر آپ کے پاس آئے تو آپ سخت بیمار تھے۔ فرمایا: آپ کو اِجازت ہے کہ حضرت سیّد عیسیٰ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوں، لیکن میری عرض اُن کو ضرور پیش کریں کہ آپ کا غلام فیض اللہ تیراہی آپ کے دیدار کا تمنائی ہے محروم نہ فرمایا جائے اور دوم یہ کہ قبلہ سیّد صاحب کے قدم مبارک کے نیچے سے خاک شفاء اُٹھا کر لے آئیں جو کہ میری جان کی تریاق ہے۔

خلیفہ ملا شیر خاں سکنہ درسمندر واقع علاقہ تیراہ، سیّد مُلّا اَمان غزنوی اور وارث خاں بنارسی رحمہم اللہ تعالیٰ آپ سے رُخصت ہوکر بیس روز کی مسافت کے بعد چودھواں تحصیل کلاچی میں حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ نے اُسی وقت دریافت کیا: دیوانہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آیا، خیریت تو ہے؟ (خواجہ صاحب پیار سے سیّد فیض اللہ کو "دیوانہ" کہا کرتے تھے) دوستوں نے عرض کیا: "آپ کا دیوانہ ایک عرصہ سے بیمار ہے۔ باوجود کوشش بسیار کے بیماری کی وجہ سے ملاقات سے محروم رہ گیا ہے۔ آپ سے طلب دُعا برائے شفاء ہے اور زیارت سے مشرف ہونے کی آرزو رکھتا ہے"۔ خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: "میرے دیوانے کو میرا اسلام کہنا اور اُسے کہنا کہ میری ملاقات کیلئے روانہ نہ ہونا، فقیر خود اُس کے پاس پہنچ کر ملاقات کرے گا"۔

چنانچہ دوستوں نے قدرِ خاکِ پالی اور واپس آکر خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمہ اللہ تعالیٰ کو مُرشدِ باصفا کی تشریف آوری کی خوشخبری دی۔

مژدۂ دِل کہ دِگر بادِ صبا باز آمد ہدہد خوش خبر از شہرِ سبا باز آمد

حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوستوں سے اپنی اَمانت طلب کی۔ خاکپائے مبارک دوستوں سے لے کر اُسی وقت پانی طلب کیا اور خاک پائے

مرشدِ باصفا پانی میں حل کر کے نوش جاں کر لی۔ خاکِ شفاء نے فوراً اثر کیا اور دو تین روز کے قلیل عرصہ میں صحت یاب ہو گئے اور آپ کے جسمِ مبارک میں کوئی بیماری نہ رہی۔

ہے ذوقِ تجلّی اسی خاک میں پنہاں [۴]

تصرّفات:

۱۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سیّد محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز چودھواں شریف کی طرف ملاقات کے لئے عازمِ سفر ہوئے کہ راستے میں آپ سخت بیمار ہو گئے۔ اور ایک قصبہ کی مسجد میں فروکش ہو گئے۔ اضطراب و بے قراری کے عالم میں اپنے پیر و مرشد کو یاد فرمایا محبت نے جلوہ گری کی اور اپنے کمالات دکھائے، عین شام کی نماز میں حضرت سیّد محمد عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ اسی مسجد میں شاملِ نماز ہوئے اور نماز ادا کرنے کے بعد دریافت کیا:۔

''یہاں ایک مسافر بیمار ہے کسی کو اُس کے قیام کا پتہ ہے؟''

لوگوں نے عرض کیا: ایک بیمار مسافر حجرہ مسجد میں فروکش ہے چنانچہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حجرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کو دیکھتے ہی سیّد خواجہ فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز پر وجد طاری ہو گیا۔

یہ گھڑی محشر کی ہے اور تو عرصہ محشر میں ہے۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز نے اپنا دستِ اقدس حضرت فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز کے سینہ مبارک پر رکھا آپ فی الفور ہوش میں آ گئے۔ حضرت خواجہ نے دریافت کیا: ''کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے؟ حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز نے جواب دیا: ''یہ جو دیدار کی نعمت اچانک حاصل ہوئی اس سے زیادہ کوئی اور طلب نہیں کہ اس نے تلخیوں کو شیرینیوں میں بدل دیا ہے''۔

خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز نے اپنے جامہ سے قدرے ہریسہ نکالا اور فرمایا:

''اس میں سے تھوڑا سا نوش کر لیجئے!''

اگرچہ آپ کی طبیعت کھانے کی طرف مائل نہ تھی لیکن پھر بھی بطور تبرّک اور

---

[۴] جواہر نقشبندیہ ص ۳۲۹،۳۳۰۔

حکمِ حضور واجب العمل سمجھ کر دو چار لقمے نوش جان کیے فی الفور حجابات اُٹھ گئے اور آپ کو غذاء کی اشتہاء پیدا ہوئی کہ سبحان اللہ! دستر خوان پر موجود تمام ہریسہ نوش جان فرمالیا۔ پھر صبح تک آرام سے سوتے رہے۔ اور دوسرے روز آپ کو صحت کامل حاصل ہوگئی۔

صبح حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: ''آپ کو میری بیماری کے بارے میں کیسے علم ہوا؟'' آپ نے جواب دیا: ''کئی روز سے اضطرابی کیفیت تھی تو میں تمہاری طرف روانہ ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس پہنچادیا''۔

ایک دو روز اکٹھے رہے پھر حضرت خواجہ سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوگئے۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت سیّد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ مجھ کو ایک دوست کی یاد بہت آتی ہے جو زمانہ طالب علمی میں میرا ہم سبق رہا ہے اُن کا نام حضرت جی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس سے میری ملاقات ہوجائے۔ سات سال تک درسِ مکتب میں میرے ساتھ رہا اور اُس کی ذات سے مجھے بے شمار دینی و دنیوی فوائد حاصل ہوئے''۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے ساتھ اُس وادی میں چل!''

وہاں پہنچ کر ایک جگہ مراقبہ میں متوجہ ہوئے تو دیکھا دور سے دو آدمی چلے آرہے ہیں، قریب پہنچ کر اُنہوں نے سلام فرمایا۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز نے سلام کا جواب دے کر نہایت ادب سے مصافحہ فرمایا ان دونوں میں ایک حضرت جی تھے جو کہ خواجہ سیّد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز کے ہم سبق تھے آپ اُن سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ [۵]

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے　　بامید رسد اُمیدوارے

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا: ''اے دیوانہ! تو نہیں جانتا

---

[۵] حضرت یحییٰ المعروف حضرت جی قدس سرہٗ (ف ۱۱۳۱ھ (۱۷۱۸ء) سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک تھے مزار مبارک دریائے اٹک کے کنارے اٹک شہر سے متصل ہے ہزار ہا لوگ آپ کے مزار مبارک پر جاتے ہیں۔ جمعرات کے دن تو راستہ نہیں ملتا تفصیلی حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

یہ دوسرا شخص کون ہے؟'' عرض کی: ''حضرت! میں نہیں جانتا'' فرمایا: ''دوسرے شخص حضرت خضر علیہ السلام ہیں اگر کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو!'' عرض کی: ''یا حضرت! میرے خضر تو آپ ہیں مجھے جو کچھ لینا ہے آپ سے لینا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام مجھے آپ ہی کی برکت سے ملے ہیں''۔

وفات:

علاقہ گنڈا پور تحصیل کلاچی میں چودھواں کے قصبہ میں ۷ ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔ مرقدِ اقدس مرجع خاص وعام ہے۔[۶]

صاحبزادگان:

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز کے دو فرزند تھے۔ وقت وصال دونوں کو بلا کر فرمایا ''میرے بعد خلیفہ سیّد محمد فیض اللہ کے پاس جا کر بیعت کر لینا اور جب تک تصوّف کی منازل طے نہ ہو جائیں اُن کی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا''۔

آپ کے دوسرے خلیفہ سیّد محمد اسماعیل شاہ لدھیانوی قدس سرہٗ العزیز تھے۔

چنانچہ بعد از وصال دونوں صاحبزادگان نے حضرت خواجہ سید فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز کے پاس آ کر بیعت کر لی اور باطنی علوم حاصل کرنے لگے بڑے صاحبزادے کا گزر جب فنافی الشیخ کی منزل سے ہوا تو ان پر مجذوبیت طاری ہوگئی۔

آپ کے تین فرزند تھے:-

(۱) حضرت خواجہ پیر محمد علیہ الرحمہ۔

(۲) حضرت خواجہ جان محمد علیہ الرحمہ۔

(۳) حضرت علی محمد صاحب علیہ الرحمہ۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ جان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسند سجادہ نشینی سنبھالی۔[۷]

---

۶ جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۰۔ ۷ جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۰۔

حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی فاروقی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۱۴۳ھ بمطابق ۱۷۳۰ء وفات: ۱۲۳۵ھ بمطابق ۱۸۱۹ء

حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز خاندانِ سادات میں سے تھے۔ شجرۂ نسب سادات خاندان اُچ شریف سے ملتا ہے۔ جن کا شجرہ نسب پیر پیران غوثِ اعظم حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز بغدادی سے ملتا ہے۔ [۱]

آپ کی جوانی کے ایّام میں احمد شاہ اَبدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ [۲]

والدِ مکرم:

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز کے والدِ گرامی کا اسم مبارک محمد عرف سیّد خان محمد (علیہ الرحمہ) تھا۔ اپنے وقت کے عظیم مفتی اور علومِ ظاہری میں کامل تھے۔ درس دینے میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ کوہاٹ شہر کے نزدیک موضع شادی خیل میں ایک عرصہ تک درس دیتے رہے۔ آپ کے علم و فضل کا ہر ایک عالم گواہ تھا۔

اپنے فرزند خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز کو اکیس (۲۱) برس کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تکمیل کرادی۔ آپ فنِ خطاطی میں بے مثل تھے۔ [۳]

مشہور ہے کہ قوم اکوڑہ خیل جو کہ کوہاٹ کے قرب و جوار میں ایک نئی آبادی بنانے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن اِس جگہ پتھر سخت اور گول ملتے تھے اور دِن کو اِن پتھروں سے دیوار بناتے تھے۔ رات کو گر جایا کرتی تھی۔ سب لوگوں نے بالاتفاق رائے دی کہ اگر قاضی سیّد خان محمد قدس سرہٗ العزیز اپنے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھ دیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اِس آبادی کو جلد آباد فرمائے گا۔

چنانچہ سب نے حاضرِ خدمت ہو کر حضرت قاضی سیّد خان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

---

[۱] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۳، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۳۰۲۔ [۲] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۳۔
[۳] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۰۲، گلدستہ اولیاء ص ۲۵۶

سے عرض کی آپ بلا تکلف تشریف لائے اور ''بِسْمِ اللّٰہِ'' شریف پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں سے پتھر نصب کیا اور فرمایا: ''اس آبادی کا نام ٹیری ہے'' اور اب یہ ایک اعلیٰ درجہ کا شہر ہے۔ تحصیل نواب صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

یہ آپ کے کشف و کرامات کا کرشمہ ہے کہ خٹک اور افغان قوم میں اب تک کوئی بھی باہمی تنازعہ ہو جائے تو سب مل کر خانقاہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور فیصلہ کرایا جاتا ہے۔

چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد اگر گیتی سراسر باد گیرد [۴]

آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم والدِ گرامی قاضی سیّد خان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کی اور اکیس (۲۱) برس کی قلیل عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کی شادی ہوگئی۔ [۵]

احمد شاہ اَبدالی کی فوج سے وابستگی:

احمد شاہ ابدالی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر ہندوستان پر حملہ کرنے والا تھا۔ آپ نے بھی قلیل عرصہ میں فنونِ حرب کی تربیت حاصل کی اور احمد شاہ اَبدالی کی فوج میں شامل ہوگئے۔ تھوڑے عرصہ بعد سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دینے کیلئے قلعہ رام پور میں تعینات کئے گئے۔ [۶] ماہانہ تنخواہ کا اکثر حصّہ فقراء وعلماء کی خدمت میں صرف کر دیتے تھے ہر کوئی آپ کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتا تھا۔ [۷]

بیعتِ مُرشد:

حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز قلعہ رام پور میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دے رہے تھے کہ ایک دن قلعہ سے باہر سیّد محمد جمال اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ جو باغ میں اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ سیر کر رہے تھے، پر آپ کی نظر

---

[۴] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۴۔ [۵] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۴، تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۳۰۳۔ [۶] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۔ [۷] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۳۰۳، گلدستہ اولیاء (از صاحبزادہ مقصود احمد قادری) ص ۲۵۶ (چھاپہ ہاشمی پبلی کیشنز اقبال روڈ راولپنڈی)۔

پڑی تو دِل کا دروازہ کھل گیا۔ دِل کا کھلنا ہی کرم کی علامت ہوتی ہے۔ صدا مقبول ہوگئی۔ فوراً قلعہ کی دیوار سے اُترے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدموں میں سر رکھ دیا۔ ۸

قدموں میں ہی ہوش کھو بیٹھے۔ کئی گھنٹوں بعد جب حواس دُرست ہوئے تو دِل کی عجب کیفیت تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد سلسلۂ نقشبندیہ میں داخل ہونے کی اِستدعا کی چند لمحات میں دِل کی دُنیا بدل چکی تھی۔ عشق اپنا جال بچھا چکا تھا۔ ۹

سپہ سالاری پر لات ماری اور مُرشد کے ساتھ اَبدی تعلق جوڑ لیا۔ حضرت سیّد جمال اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو اپنے دستِ حق پر بیعت فرما کر آپ کا ہاتھ اپنے خلیفۂ خاص خواجہ محمد عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ اِس کی تکمیل اَب تمہارے ذمہ ہے۔

ایک عرصہ تک حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں باطنی تربیت حاصل کی جب اُنہوں نے اپنے آبائی وطن چودھواں شریف جانے کا قصد کیا تو آپ کو حضرت سیّد جمال اللہ قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر باشی پر مامور کر دیا۔ چنانچہ آپ چار سال تک اِس خدمت پر مامور رہے اور مُرشدِ باصفا کی توجہ سے فیضِ عظیم حاصل ہوا۔ ۱۰

وطن مالوف کو واپسی:

آخر کار حضرت سیّد جمال اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وطن واپس جانے کی اِجازت عطا فرمائی اور فرمایا: ''ملکِ افغانستان جاؤ اور اہلِ دُنیا کو نورِ ہدایت سے منور کرو''۔ اِس طرح آپ تقریباً عرصہ اٹھارہ سال بعد وطن واپس آئے تو کوہاٹ شہر کے نواح میں موضع ڈوڈہ میں قیام فرمایا کیونکہ آپ کو اِسی جگہ کے بزرگوں سے واقفیت تھی۔ اِس وقت موضع ڈوڈہ میں تپ کی بیماری عام تھی۔ اِس لئے خلقت آپ کی خدمت میں آنا شروع ہوگئی اور فیضیاب ہوئی۔ لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے آپ

---

۸ احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان پانی پت کی تیسری لڑائی ۱۱۷۴ھ بمطابق ۱۷۶۱ء میں ہوئی۔ ۹ گلدستہ اولیاء ص ۲۵۷۔ ۱۰ جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۵، ۳۳۴۔

سے ظاہری اور باطنی فیض حاصل کیا۔[۱۱]

دوسری شادی:

اِنہی دِنوں قاضی عبدالحمید رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ مفتیٔ علاقہ کوہاٹ تھے اور حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے والدِ بزرگوار کے شاگردِ رشید تھے۔ حضرت کی خدمت میں عرض کی ''میری لڑکی اگر عقد میں قبول فرمالیں تو بے حد مہربانی ہوگی اور غریب نوازی ہوگی''۔ مزید بتایا: کہ میری لڑکی عربی درسیہ کتب اور کتبِ فقہ میں کامل دسترس رکھتی ہے۔

حضرت نے فرمایا: ''میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرسکتا' اِستخارہ کے بعد جو حکم ہوگا اُس کے مطابق عمل کروں گا''۔

چنانچہ اِستخارہ کے بعد آپ نے قاضی عبدالحمید رحمہ اللہ تعالیٰ کو بتایا کہ اِجازت مِل چکی ہے تو قاضی صاحب نے کمالِ عزّت وحُرمت سے اپنی بیٹی کا عقد کردیا۔ اِستخارہ کے دوران آپ کو اِشارہ ہوا تھا کہ جو فیضانِ الٰہی آپ کیلئے اَمانت رکھے گئے ہیں وہ اِسی نکاح کے بعد ودیعت ہوں گے کہ جو فرزند آپ کو اِس بیوی کے بطن سے عطاء ہوگا' وہ فخرِ دارین ہوگا۔ اُس کے علمِ ظاہری وباطنی کے نور سے ایک عالَم فیض یاب ہوگا۔ وارثِ علوم اِمام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز ہوگا۔ سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ کو اِس سے وہ عروج حاصل ہوگا کہ کثیر التعداد نسلِ انسانی داخلِ سلسلہ ہوگی اور سلسلہ کو بے حد فروغ حاصل ہوگا۔ موجبِ برکاتِ عالَم اور باعثِ شوکتِ اِسلام ہوگا۔

اِس عقدِ ثانی کے بعد آپ نے تقریباً چھ ماہ اِس جگہ قیام کیا اور پھر اپنے آبائی وطن ''تیراہ شریف'' کو جانے کا قصد فرمایا۔[۱۲]

تیزائی شریف میں آمد:

آپ تقریباً اٹھارہ سال بعد ''تیزائی شریف'' میں واپس تشریف لائے۔ آپ کی پہلی بیوی جو آپ کے والدِ مکرم کی حیات میں نکاح میں آئی تھیں' اُن کے بطن

---

[۱۱] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۵۔[۱۲] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۶۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۳۰۳' گلدستہ اولیاء ص ۲۵۸۔ تذکرۂ مشائخ انوار لاثانی کامل ص ۴۰۰۔

سے ایک لڑکی بھی تھی جو اَب اُنیس برس کی ہو چکی تھی۔

جب آپ اپنے گھر پہنچے تو پہلی بیوی صاحبہ نے اٹھارہ برس کی طویل مدت کے بعد آپ کو دیکھا تو پہچاننے سے اِنکار کر دیا۔ کیونکہ آپ عینِ جوانی کے عالم میں سپہ گری کے لباس میں گھر سے روانہ ہوئے تھے اور ڈاک کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے اپنی خیریت کی کوئی اطلاع گھر نہ دے سکے۔ اس لئے پہلی بیوی صاحبہ نے کہا ''مجھ کو یقین نہیں ہے کہ یہی میرے خاوند ہیں اس لئے میں غیر محرم کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتی''۔

اس طرح تین ماہ تک حضرت سیّد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز اپنی دوسری بیوی کے ہمراہ دوسری جگہ اُسی گاؤں میں رہے کہ ایک دن ایک جنازہ پر مولوی شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگئی جو کہ ایامِ تعلیم میں آپ کے ہم سبق رہے تھے۔ اُنہوں نے فوراً آپ کو پہچان لیا اور پوچھا' اِتنی طویل مُدت آپ کہاں رہے؟ آپ نے بتایا: احمد شاہ ابدالی کی فوج میں ملازمت کے سلسلہ میں رام پور گیا ہوا تھا۔ اَب تین ماہ سے یہاں آیا ہوا ہوں تو قدرتِ الٰہی ہے کہ کوئی شخص مجھے پہچانتا نہیں حتیٰ کہ بیوی صاحبہ نے بھی پہچاننے سے اِنکار کر دیا ہے اور مجھ کو غیر محرم سمجھتی ہے۔ اپنے ہی گاؤں میں دوسری بیوی کے ساتھ ایک مسافر کی طرح رہ رہا ہوں''۔

مولوی شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے گاؤں کے لوگوں کو اِکٹھا کیا اور بتایا کہ یہ تمہاری غلطی ہے۔ یہ حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ تیراہی علیہ الرحمہ ہیں۔ میں خود ایک عرصہ اِن کے والدِ مکرم کی خدمت میں تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں اور آپ میرے ہم سبق رہے ہیں۔ تب لوگوں کو تصدیق اور اِطمینان ہوا اور آپ کی پہلی بیوی نے گھر میں داخل ہونے کی اِجازت دے دی۔[۱۳]

دونوں بیویوں میں ایثار و محبت:

عقل مفاد پرست ہوتی ہے۔ خود غرضی اس کی طینت میں شامل ہے۔ اپنا گھر اُجاڑ کر محبوب کا بول بالا کرنا اہلِ محبت کا شیوہ ہے۔ محبت سب کچھ نثار کرنے کے

---

[۱۳] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۳۰۴ گلدستہ اولیاء ۲۵۸۔

بعد بھی راضی نہیں ہوتی۔ یہی چاہتی ہے کہ ہزار جان ہوں تو سب نثار کردوں اور محبت بھی کسی اللہ والے کے صدقے ملتی ہے۔

حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز کے فیض کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ وہی بیوی جو آپ کو پہچاننے سے بھی منکر تھی اُس نے نذر مانی کہ اگر اللہ ﷻ حضرت سیّد محمد فیض اللہ تیراہی علیہ الرحمہ کو فرزندِ ارجمند عطا کرے گا تو میں تازندگی ہر روز سو رکعت نماز نذرانہ ادا کروں گی۔

چھوٹی بیوی صاحبہ نے وعدہ فرمایا کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ نے مجھ کو فرزند عطاء کیا تو میں اُسی وقت بڑی بیوی صاحبہ کو بخش دوں گی اور میرا اُس سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ چھوٹی بیوی صاحبہ کا یہ ایثار یقیناً فیضانِ نظر کا ہی کرشمہ تھا کہ محبت ازل سے ہی ایثار پیشہ ہوتی ہے۔ ایثار سے ہی محبت کو زندگی ملتی ہے اور ایثار سے ہی سرمدی راحتیں نصیب ہوتی ہیں۔ محبت کے احترام میں قدرت اپنے قانون بدل لیتی ہے۔ آتش نمرود گلزار بن جاتی ہے۔ دریا راستہ دے دیتے ہیں۔ صحراؤں کی وسعتیں سمٹ جاتی ہیں۔

یہ قدرت کے قانون میں تبدیلی ہی تھی کہ جب اُسی سال اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ نے چھوٹی بیوی کو فرزند عطاء کیا تو بڑی بیوی نے فوراً اپنے دامن میں اُٹھا کر دودھ پلانا شروع کیا اور احترام محبت میں قدرت نے اپنا قانون بدل دیا اور بڑی بیوی صاحبہ کے دودھ اُترنے لگا۔ گویا فرزند اُنہی سے تولّد ہوا ہے۔[۱۴]

جانشینِ مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز:

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز نے اپنے فرزند کا نام مبارک نور محمد رکھا اور فرمایا کہ عقدِ ثانی کے وقت جو استخارہ کیا تھا اُس میں مجھے بشارت دی گئی تھی کہ یہ لڑکا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کا جانشین ہوگا اور سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کو اس کے وجود سے بفضلِ خداوندی اِس قدر فروغ ہوگا کہ زمانۂ حال میں شاذ و نادر ہی ایسا وجود ہوگا اور حلقۂ ارادت بہت وسیع ہوگا اور ایک عالم اِس سے فیض حاصل کرے گا۔

---

[۱۴] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۷۔

حضرت خواجہ **نور محمد** رحمہ اللہ تعالیٰ نے بچپن میں اپنی رضائی والدہ سے دوسال سے زیادہ عرصہ دُودھ پیا اور اِس عرصہ میں اپنی حقیقی والدہ سے ایک بار بھی دودھ نہیں پیا۔ ۱۵

کرامت:

تیزئی شریف میں مسجد کے ایک بلند چبوترے پر زیتون کے دو بڑے موٹے موٹے درخت تھے جو کہ عرصہ دراز سے خشک ہو گئے تھے آپ درختوں سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اور جب کبھی دورانِ مطالعہ پانی نوش فرماتے تو باقی ماندہ پانی اُن درختوں کے دامن میں ڈال دیتے آپ کی برکت سے ایک ماہ کے عرصہ میں دونوں درخت سرسبز اور شاداب ہو گئے اور اَب تک اُسی حالت میں موجود ہیں۔ ہزاروں لوگ اُن کی زیارت کر رہے ہیں۔ ۱۶ بقول صلاح الدین نقشبندی (مصنف جمالِ نقشبند) وہ دونوں درخت ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ تک (یعنی ۵۱ سال قبل تک) اسی حالت میں موجود تھے۔ ۱۷

پانی کا چشمہ:

''تیزئی شریف'' میں ایک مرتبہ پانی کی قلت ہو گئی۔ بستی کے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہیں سے پانی کا چشمہ نکل آئے تا کہ تمام لوگ اُس سے فائدہ اُٹھائیں۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ کھودو۔ چنانچہ حسب الحکم جب وہ جگہ کھودی گئی تو اَبھی چند ہی گز زمین کھودی گئی تھی کہ آبِ شیریں کا چشمہ نکل آیا وہ چشمہ ابھی تک جاری وساری ہے جو کہ آپ کے فیضان کی روشن دلیل ہے آپ کے اِس فیض کی برکت سے کئی مخالفین تائب ہوئے۔ آپ کے دستِ ہدایت پر بیعت ہو گئے۔ ۱۸

اَولاد:

چھوٹی بیوی کے بطن سے دوسرا لڑکا **گل محمد** پیدا ہوا تو خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی

---

۱۵ جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۸۔ ۱۶ تذکرۂ مشائخ مجددیہ مجیدیہ ص ۳۰۵، ۳۰۴ گلدستہ اولیاء ص ۲۶۰۔ ۱۷ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار الاتقانی کامل ص ۴۰۲۔ ۱۸ گلدستہ اولیاء ص ۲۶۰۔

رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ فرزند بھی خوش نصیب اور صاحبِ کرامت ہوگا۔ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی یگانۂ روزگار ہوگا۔ غرضیکہ خواجہ سیّد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز کے ہاں پانچ فرزند پیدا ہوئے اور ہر ایک اپنے مرتبہ میں لاثانی تھا۔

۱۔ حضرت خواجہ سیّد نور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداء سے تصوّف میں شغل رکھتے تھے لیکن اگر کسی کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑ جاتی تو آپ ایسی کتاب کا حوالہ دیتے اور ثبوت فراہم کرتے کہ اُس کی تسلی ہو جاتی۔

۲۔ خواجہ سیّد گل محمد رحمہ اللہ تعالیٰ صاحبِ نسبت تھے۔ علومِ ظاہری میں آپ کو اس قدر فضیلت تھی کہ افغانستان میں آپ کی شاگردی سے کوئی خالی نہ تھا۔ صاحبِ تالیف تھے اور آپ کی بہت سے کتابیں عربی، فارسی اور اَفغانی زبان میں منظوم ہیں۔ خوشنویسی میں کمال حاصل تھا۔

۳۔ حضرت جان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے قاضی تھے۔ اَفغان قوم میں آپ کی بات فیصلہ کن سمجھی جاتی تھی۔

۴۔ حضرت سیّد صالح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علم و حکمت بالخصوص پانی کا چشمہ دریافت کرنے میں اَیسی استعداد کے مالک تھے کہ لوگ دُور دراز تک آپ کو لے جاتے تھے۔

۵۔ حضرت نور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ دائمی چلّہ کشی و گوشہ نشینی میں رہے۔ [19]

وفات:

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۰ ربیع الاوّل ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۱۹ء کو اس دُنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ مزار مبارک تیزائی شریف تیراہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ [20]

آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ سیّد نور محمد چوراہی علیہ الرحمہ آپ کے جانشین اور علومِ ظاہریہ و باطنیہ کے وارث بنے جس سے آپ کے سلسلہ عالیہ کو چار دانگِ عالم میں بہار ملی۔ اَیسے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی۔ [21]

---

[19] جواہر نقشبندیہ ص ۳۳۸۔ ۳۳۱۔ [20] جواہر نقشبندیہ ۳۳۱ گلدستہ اولیاء ص ۲۶۱ تذکرہ مشائخ انوار لاثانی کامل ص ۴۰۳۔ [21] گلدستہ اولیاء ص ۲۶۱۔

سیّد نور محمد المعروف باباجی چوراہی قدس سرہٗ العزیز

بانیٔ آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف

ولادت: ۱۱۷۹ھ بمطابق ۱۷۶۵ء وصال: ۱۳ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۸۶۹ء

آپ کا اِسم مبارک سیّد نور محمد، عرف باباجی قدس سرہٗ العزیز والدِ گرامی کا نام سیّد محمد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز ہے۔ بقول مصنفِ ''انوارِ تیراہی'' قاضی سیّد محمد عادل شاہ قدس سرہٗ العزیز کے جواب میں قبلہ عالم حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سنِ پیدائش ۱۱۷۹ھ/ ۱۷۶۵ء ہے۔

آپ کی ولادت حضرت سیّد محمد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز کی دوسری بیوی ''صغریٰ'' جو کہ کوہاٹ کے قاضی عبدالحمید کی صاحب زادی تھیں' کے بطنِ مبارک سے ہوئی۔ اِستخارہ کے بعد ہی آپ نے مفتی عبدالحمید قدس سرہٗ العزیز کی صاحبزادی کے ساتھ عقدِ ثانی کیا تھا۔

بشارت نائبِ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز:

اِسی اِستخارہ کے دوران آپ کو اِشارہ ہوا تھا کہ فیضانِ الٰہی جو آپ کیلئے اَمانت رکھے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کو اِس نکاح کے بعد ودیعت ہوں گے اور جو پہلا فرزند ہوگا اُس کے ظاہری و باطنی علم سے ایک زمانہ فیضیاب ہوگا اور حضرت اِمام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کا نائب ہوگا کہ اُس سے سلسلۂ نقشبندیہ مجدّدیہ کو تقویت اور وُسعت حاصل ہوگی۔

چنانچہ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپ کے والدِ گرامی سیّد محمد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا: **مجھے تین دن پہلے اِس کی بشارت ہوچکی ہے کہ فرزند مِن سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ اور اِسلام کیلئے تقویت کا باعث ہوگا۔**

ایک دفعہ عالمِ خواب میں آپ کو حضرت خضر علیہ السلام، سیّد جمال اللہ اور سیّد

محمد عیسیٰ قدس اللہ اسرارہم نے حضرت خواجہ نور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش پر مبارکباد دی۔ حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت تیزائی شریف علاقہ تیراہ میں ہوئی۔

شجرۂ نسب:

آپ گیلانی سیّد ہیں۔ شجرۂ نسب پیر پیراں غوث الاعظم شیخ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے واسطہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

بچپن اور تعلیم:

آپ کی ولادتِ باسعادت کے فوراً بعد آپ کی بڑی والدہ صاحبہ نے آپ کو اُٹھا کر دُودھ پلانا شروع کر دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے فضل سے بڑی والدہ صاحبہ کو دودھ اُترنا شروع ہوگیا۔ گویا انہی کے ہاں فرزند تولُّد ہوا ہے۔ تقریباً دوسال تک آپ اپنی بڑی والدہ صاحبہ سے دُودھ پیتے رہے۔ آپ نے اپنی حقیقی والدہ سے مطلقاً دُودھ نہ پیا۔ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ چنانچہ ولایت کے آثار صغرسنی میں ہی ظاہر ہونے لگے۔

باطنی فیض:

اپنے والدِ گرامی سے بیعت ہوکر باطنی فیض کی منزلیں تیزی سے طے کیں اور اجازتِ بیعت وخلافت ہر چہاردہ خانوادہ سے مستفیض ہوئے۔ خصوصاً سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ میں مجاز ہوئے۔ جو کہ آپ کے والد گرامی حضرت سیّد محمد فیض اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلسلہ بسلسلہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ودیعت ہوئی تھی۔

نقل مکانی از تیزائی شریف:

قبلہ عالم حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ تقریباً اَسّی (۸۰) سال تیزائی شریف (ملک تیراہ شریف) میں قیام پذیر رہے اور اپنے فیض وکرم، رُشد وہدایت

اور خُلق و محبت کے ایسے چشمے جاری فرمائے کہ اِس علاقے میں آپ کا نام آج بھی اُسی طرح زندہ و پائندہ ہے۔ آپ نے ہزاروں تشنہ لبوں کو فیضِ باطنی سے نوازا۔ [1]

آپ کے بیشتر مخلصین، مریدین اور خلفاء کا تعلق پنجاب کے علاقہ اور اِس کے نواح سے تھا۔ جبکہ آپ کی سکونت آزاد قبائلی علاقہ **تیراہ شریف** میں **تیزائی شریف** کے مقام پر تھی۔ جہاں رسل و رسائل کے اِنتظامات بالکل ناکافی تھے۔ اِس کے علاوہ لوٹ مار اور جانی نقصان کا ہمیشہ خدشہ رہتا تھا۔ اِس لئے کئی یارانِ طریقت نے خدمتِ اَقدس میں اِستدعا کی کہ آپ یہاں سے علاقہ پنجاب کی طرف تشریف لے چلیں تو آپ کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

ویسے تو تمام مریدین کی یہی اِستدعا تھی لیکن آپ کے مخلص معتقد میاں احمد فقیر ساکن چورہ کا تو یہ حال تھا کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے شاید اِسی کے حسبِ حال فرمایا تھا۔ [2]

اے پناہِ من! حریم کوئے تو　　من بامیدے رمیدے سوئے تو

چنانچہ قبلہ عالم حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ تیزائی شریف سے نقل مکانی فرما کر موضع ڈراڈر جو کہ تیزائی شریف سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے، سکونت اِختیار فرمائی لیکن میاں احمد فقیر اور دیگر مخلصین کا اِصرار بے حد بڑھا تو آپ نے ازراہِ مہربانی آمادگی کا اِظہار فرمایا۔

چورہ شریف میں آمد:

یارانِ طریقت کے اِس شوقِ دید کے پیشِ نظر حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۸۴ھ میں موضع ڈراڈر سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر ضلع اٹک میں موضع چورہ گاؤں سے دو میل کے فاصلے پر کسّی (ندی) کے کنارے جہاں گیارہ برس پہلے میاں فقیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سکنہ نے چورہ میں مسجد کی بنیاد رکھی تھی، ویرانی و سنگلاخ چٹان پر ڈیرہ لگایا

---

[1] جواہر نقشبندیہ ص ۳۴۵، تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۳۰۸۔ [2] تذکرۂ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ ص ۳۰۹، جواہر نقشبندیہ ص ۳۴۵۔

اور وہیں کے ہو رہے۔ بعد میں یہی مقام دربارِ عالیہ نوریہ چورہ شریف رشکِ جہاں مشہورِ عالم ہوا۔

اِس جگہ قبلہ عالَم حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ڈیڑھ سال قیام فرمایا اور میاں احمد فقیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تندہی اور محبت سے خدمت کی کہ یادگارِ زمانہ ہوئی اور زبانِ حال سے کہہ رہے تھے۔

خدا کا شکر ہے اب کوئی آرزو ہی نہیں بھلا ہوا کہ غمِ دو جہاں سے گزرا ہوں

اور پھر وہ واقعی غمِ دو جہاں سے گزر گیا۔

حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات واَوراد:

آپ کا یہ معمول تھا کہ آخر تہائی شب نیند سے بیدار ہوتے اور تہجد کی بارہ ۱۲ رکعت نفل اَدا کرتے اور ایک تسبیح اِستغفار پڑھ کر مراقبہ فرماتے۔ ذکر نفی اثبات فرماتے۔ بعد از صبح صادق سُنّتِ فجر دو ۲ رکعت اَدا کر کے تھوڑی دیر کیلئے دائیں کروٹ لیٹ کر آرام فرماتے پھر نمازِ فجر باجماعت اَدا کر کے مراقبہ اور ذکر نفی اثبات میں مشغول ہو جاتے اور نمازِ اشراق تک کسی سے کوئی کلام نہ فرماتے۔

اِسی دوران ایک دفعہ سورۃ الفاتحہ شریف پڑھتے اور سورۃ البقرہ شریف مُفْلِحُوْنَ تک آیت الکرسی اور آیت ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ تاصُدُوْرَ پڑھتے۔ پھر ''سورۃ یٰسین'' سورۃ الکافرون' معوذتین یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس'' پڑھ کر ایک تسبیح دُرود شریف پڑھا کرتے۔ اِس کے بعد نمازِ اشراق کے چار رکعت نفل ادا کرتے پھر یارانِ طریقت کی طرف توجہ فرماتے۔ جو طالبانِ حق بیعت کے اِرادے سے حاضر ہوتے اُن کو بیعت فرما کر توجہ فرماتے۔ بعد ازاں کھانا تقسیم ہوتا۔ حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ خود بھی دوستوں کے ساتھ کھانا کھاتے پھر کچھ دیر آرام فرماتے۔ زوال کے بعد وضو فرما کر نفی اثبات کی تسبیح فرماتے پھر نمازِ ظہر باجماعت ادا کر کے ایک بار ''سورۃ نوح'' پڑھتے۔

نمازِ ظہر کے بعد آپ عقیدتمندوں پر توجہ فرماتے اور جو عقیدتمند رُخصت ہونا چاہتے اُنہیں رُخصت فرماتے۔ نمازِ عصر کے وقت آپ ہمیشہ پہلے چار رکعت سُنّت ضرور اَدا فرماتے پھر نمازِ عصر تمام نمازوں کی طرح باجماعت اَدا فرماتے۔ نمازِ عصر کے بعد عقیدتمندوں کے ساتھ مل کر مراقبہ فرمایا کرتے۔

مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے چھ (۶) رکعت نفل اوّابین اَدا فرماتے اور سب اَصحاب کو بھی نوافل اَدا کرنے کی تاکید فرماتے۔ پھر ''سورۂ واقعہ شریف'' کی تِلاوت فرماتے۔ بعد میں دوستوں کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔

نمازِ عشاء کی پہلی چار رکعت سُنّت غیر مؤکدہ ضرور ادا فرماتے۔ نمازِ عشاء کی اَدائیگی کے بعد وتر سے پہلے یہ دُعا پڑھتے۔ سُبْحَانَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ' پھر ایک بار سورۂ تَبٰرَکَ الَّذِیْ ایک مرتبہ اَسمائے حسنہ ایک مرتبہ آخری آیات سورۃ البقرہ شریف، ایک مرتبہ آیت ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ تاصُدُوْرَ اور آخر سورۂ بنی اسرائیل اور آخر سورۂ کہف، آخر سورۂ حشر اور آخری دس سورۃ شریف پڑھ کر اِستراحت فرماتے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِo

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود:

قبلہ عالم حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخلص عقیدتمندوں میں سے ایک خادم ساکن کنٹ مستری جان محمد کی اَولاد نہیں تھی اور وہ بہت پریشان رہتا تھا۔ ایک روز خیال آیا کہ یہ آلاتِ آہن گری میرے کسی کام کے نہیں کیونکہ اِن کو اِستعمال کرنے والا میرا وارث نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک پُرانے خادم میاں نیک محمد کو ساتھ لے کر بمعہ آلاتِ آہن گری ڈراڈر شریف حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی' حضور! میرا کوئی فرزند نہیں اس لئے یہ آلات میرے کسی کام کے نہیں۔ بندہ نے آج تک اپنی دِلی آرزو عرض نہیں کی تھی لیکن اَب بڑھاپے کے باعث مجبوراً حال عرض کیا ہے۔

رحم کن بر ما کہ نا کارہ ایم　　چارۂ ما کن کہ ما بے چارہ ایم

''لہٰذا حضور کے سایۂ بلند پایہ کے سوا ہمارا کوئی آسرا نہیں۔ بندہ بڑی اُمیدوں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوا ہے''۔

قبلہ عالم حضور باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کمالِ شفقت سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: **اللہ ربُّ العزّت عنقریب تمہاری حالت پر اپنی عنایات اور کرم نوازیاں فرمائے گا۔**

رُخصت کے وقت پھر دُعا فرمائی اور خوشخبری دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم تمہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائے گا۔ پہلے لڑکے کا نام ''سلیمان'' اور دوسرے بیٹے کا نام ''غلام محمد''، بیٹی کا نام ''عائشہ بی بی'' رکھنا۔ اَفسوس کہ سلیمان تمہارے سینے پر داغِ مفارقت دینے والا ہوگا لیکن اُس کے بدلے میں اللہ جلّ مجدہٗ الکریم تمہارے بیٹے غلام محمد کو صاحبِ اَولاد کرے گا۔

بفضلِ الٰہی حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانِ مبارک سے جو اِرشاد ہوا بعینہٖ ویسا ہی ہوا۔ کیونکہ ؎

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

نگاہِ ولی:

ایک مرتبہ حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دریائے سندھ کے دوسری جانب جانا تھا۔ وہاں صرف ایک کشتی تھی جو سکھ سرداروں نے اپنے رُعب سے اپنے لئے خاص کرالی تھی۔ سردار سپاہی جو کہ تعداد میں سولہ تھے۔ پہلے کشتی میں بمعہ اپنے گھوڑوں کے سوار ہوگئے۔ باقی جو تھوڑی سی جگہ بچی بڑی مشکل سے ملاحوں نے وہاں حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے خادموں کو سوار کیا۔ سکھ سپاہیوں میں سے ایک آپ کو مخاطب کر کے سختی سے بولا' حضرت! تختہ سے نیچے کھڑے رہیں' اِس پر ہمارے کھانے کی چیزیں رکھی ہیں کہیں اُن کو آپ چھو نہ دیں۔ آپ نے فرمایا: **اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں چھو جانے کی تکلیف سے نجات دے۔** اِتنے میں کشتی روانہ ہوئی۔ کشتی کنارہ پر پہنچی تھی کہ آپ کی نگاہِ خاص کے اَثر سے تمام سکھ سپاہی مشرف بہ اِسلام ہوگئے

دریا پار کر کے موضع خوشحال گڑھ پہنچ کر سب نے حجامت بنوائی اور طہارت کر کے نمازِ ظہر ادا کی اور سب بمعہ ملاحوں کے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ایک دفعہ پنجاب میں سفر کے دوران حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ ڈھوک گیڈر انوالی میں تشریف فرما تھے۔ وہاں آپ کے خادم مسمّی نواب خاں نے آپ کو دعوتِ طعام دی۔ اُس علاقہ کی رسم ہے کہ مہمان کے آگے گھی شکر ملا کر رکھتے ہیں۔ حضور اکثر کھانا مسجد میں تناول فرماتے۔ جب کھانا لایا گیا تو نواب خاں نے دیکھا کہ گھی میں شکر نہیں ڈالی گئی تو فوراً ایک آدمی کو ایک ہندو کی قریبی دُکان سے شکر لانے کیلئے بھیجا۔ ہندو نے دریافت کیا' شکر کو کیا کرو گے''؟ اُس آدمی نے جواب دیا' ایک بزرگ مسجد میں تشریف فرما ہیں اُن کیلئے درکا ہے۔ اُس ہندو نے کہا' میں خود شکر لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ جب وہ ہندو دُکاندار مسجد میں پہنچا تو دیکھا سب دوست حالتِ وجد میں ہیں۔ اسی دوران اُس ہندو کو بھی وجد آ گیا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش میں آیا تو نگاہِ ولی سے دُنیا ہی بدل چکی تھی۔

اپنا ہی عکس پیشِ نظر دیکھتے رہے آئینہ روبرو تھا جدھر دیکھتے رہے

اِس آئینہ کو دیکھتے ہی حضرت باباجی قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پر مشرف بہ اِسلام ہوا اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گیا۔ حضور نے فرمایا: ''اَب یہ تمہارا سب کا بھائی ہے''۔ اِسی مجلس میں ایک مسلمان بھائی نے اپنی لڑکی اُس کے نکاح میں دے دی۔ ایک اور بھائی نے اپنے گھر کا ایک حصہ اُسے دے دیا۔ آپ نے اُس کا نام ''شیخ احمد'' رکھا۔ مدت تک زندہ رہا۔ بقول مصنف ''انوارِ تیراہی'' اَب بھی اُس کی اَولاد زندہ ہے۔

اَخلاق و عادات

اِتباعِ سُنّت:

حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے عقیدتمندوں کو اِتباعِ سُنّت، امر

باالمعروف اور نہی عن المنکر کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جس شخص کے متعلق معلوم ہوجاتا کہ حُقّہ نوشی کا عادی ہے اُسے ختم خواجگان میں شامل ہونے کی اجازت نہ دیتے اور یارانِ طریقت کو نہایت سختی سے حُقّہ نوشی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے عقیدتمندوں میں کوئی شخص تمباکو نوش نہیں ہوتا تھا۔

ویسے تو اتباعِ سُنّتِ رسول اللہ ﷺ ہی سلسلۂ نقشبندیہ کی اصل ہے لیکن حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ اقوال و افعال، حرکات و سکنات، خورد و نوش، سفر و حضر۔ غرضیکہ تمام اُمور میں اتباعِ سُنّت کو اوّلیت دیتے بلکہ کوئی کام کرنا ہوتا تو پہلے یہ دیکھتے کہ اس سلسلے میں اُسوۂ حسنہ کا طریق کار کیا ہے اور سُنّت و سیرت کی پوری پوری تقلید فرماتے۔ اپنے علاوہ اپنے ملنے والوں، مریدوں اور خلفاء کو بھی سُنّتِ رسول ﷺ کی تقلید کی تاکید فرماتے اور سُنّتِ مبارک کے خلاف کوئی بات گوارا نہ فرماتے۔

اَدب و رعایتِ حقوق:

اپنی اور دوسروں کی حُرمت کا خیال رکھتے۔ ہمیشہ اپنے بڑوں کا اَدب کرتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ اپنے تمام حالات و افعال کو حضور اکرم ﷺ کی متابعت میں صرف فرماتے۔ آپ ہر ایک کا حق بالالتزام ادا کرنے کی کوشش فرماتے۔ آپ کی صحبت و شفقت غرباء و مساکین کیلئے بھی تھی۔ اُن کی انتہائی تعظیم فرماتے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ تقدم فرماتے۔ بعض عقیدتمندوں میں سے ایک نے عرض کیا کہ آپ انتہائی معمولی آدمی کو پہلے سلام کہتے ہیں حالانکہ اُن کا فرض ہے پہلے آپ کو سلام کریں کیونکہ چھوٹوں کو بڑوں کی تعظیم کرنی چاہیے تو آپ نے فرمایا: حدیث شریف میں ہے، مسلمانوں میں پہلے سلام کرنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو صرف ایک نیکی ملتی ہے تو میں کیوں نہ سلام میں پہل کر کے دس نیکیاں حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ مزید فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے چھوٹے بڑے کی تمیز ہٹادی تھی۔ یہ تمیز شیطانی ذہن کی پیداوار ہے۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے

کو سلام کہتے وقت مقام اور منصب کا کوئی خیال نہ رکھتے تھے۔ بلکہ ہر کسی کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ دوسرے کو ملتے وقت سلام میں سبقت لے جائیں۔

عاجزی و انکساری:

عاجزی و انکساری آپ کا شعار تھی جو آپ کے عقیدتمندوں اور دیگر حاضرین کو بے حد متاثر کرتی تھی۔ اس فیض و صحبت کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام خلفاء و مریدین مخلص، عاجزی و انکساری کا پیکر بن گئے تھے۔ جب بھی کوئی غریب و مسکین اپنے پرانے اور پھٹے ہوئے کپڑوں میں آپ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ سب سے پہلے اُس کیلئے دُعا فرماتے اور اُس کی دل جوئی فرماتے۔ آبدیدہ ہو کر فرماتے: ''اے اللہ! **اس غریب و مسکین کو صراط مستقیم پر استقامت عطا فرما**''۔

عفو و درگزر:

عفو و درگزر آپ کا خاصہ تھا۔ اگر کسی سے آپ کے حق میں زیادتی ہو جاتی تو اُسے اللہ ﷻ کیلئے معاف فرما دیتے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی اپنی ذات کیلئے کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ معمولی لغزشوں اور کوتاہیوں پر درگزر فرماتے بلکہ عموماً اگر کسی کی غلطی یا کوتاہی سے آپ کو تکلیف پہنچتی تو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے۔

حلم:

حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر کسی سے نرمی و ملائمت، حلم و بردباری سے کلام فرماتے اور اکثر اپنے ذاتی نقصان ہونے پر بھی کبھی کسی پر غصہ نہ فرماتے اور اگر آپ کسی کے منہ سے اپنے متعلق کوئی خلافِ ادب بُرا کلمہ سُن بھی لیتے تو اُس سے اعراض فرماتے اور جواب دینے سے گریز فرماتے۔

حسنِ خُلق اور مروّت:

حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی شانِ پاک میں یہ فرمانِ الٰہی: اِنَّکَ

لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم۔ ہمیشہ حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدِ نظر رہتا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فرمان مبارک کہ **لوگوں سے ہمیشہ خُلق سے پیش آؤ**۔ کے نمونہ کے مصداق ہر چھوٹے بڑے، بزرگ جوان، عالم وجاہل کے ساتھ اَخلاقِ حسنہ سے پیش آتے۔ اپنے اِسی اَخلاقِ حسنہ کی بدولت آپ نے لوگوں کے دل جیت لئے اور ہزاروں بندگانِ خدا کو راہِ راست پر گامزن فرمایا۔

آپ سب سے مروّت کے ساتھ پیش آتے۔ مروّت میں آپ کو اکثر اَوقات تکالیف بھی برداشت کرنا پڑتیں اور نقصان بھی اُٹھانا پڑتا۔ اِس کے باوجود مروّت کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔

محبتِ مساکین:

حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ غریبوں مسکینوں سے ہمیشہ محبت وشفقت سے پیش آتے۔ امیروں اور تونگروں کی ہم نشینی سے عموماً دُور رہتے اور یہ حقارت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے اِس فرمان پاک پر عمل تھا کہ **اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ**۔ ''اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت پر موت دے اور قیامت میں مساکین کے زُمرے میں حشر فرما''۔

صاحبزادگان:

آپ نے اپنے چاروں صاحبزادگان خواجہ سیّد احمد گل، حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد، حضرت خواجہ سیّد دین محمد المعروف حضرت ملاجی اور حضرت خواجہ سیّد شاہ محمد المعروف حضرتِ خوردرحمہم اللہ تعالیٰ کی اَیسی تربیت فرمائی کہ کم ہی کسی کی ساری کی ساری اَولاد ایسے عظیم ظاہری وباطنی مقامات ومکاشفات اور اَورادات قلبی سے مستفیض ہوئی ہوگی۔

خلفاء:

آپ علیہ الرحمہ کے صاحبزادگان کے علاوہ آپ علیہ الرحمہ کے ستائیس (۲۷) نامور خلفاء ہوئے ہیں۔ یوں آپ کے تمام خلفاء ایک سے بڑھ کر ایک تھے مگر ہادی نامدار شاہ علیہ الرحمہ (نتھیال شریف)' حافظ عبداللطیف علیہ الرحمہ (پشاور)' میاں فقیر محمد علیہ الرحمہ (چورہ شریف) اور مولوی مست علی علیہ الرحمہ (متر انوالی' سیالکوٹ) نے بہت شہرت پائی اور ہزاروں افراد نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔

ملفوظات:

(۱) فرمایا: آدمی کو دو چیزیں دُرست اور دو چیزیں شکستہ رکھنی چاہئیں:۔
(i) دین دُرست۔ (ii) یقین دُرست۔ (iii) دست شکستہ۔ (iv) پاشکستہ۔

(۱) دین دُرست سے مراد قولاً' فعلاً' اعتقاداً موافق شریعت ہو۔

(۲) یقین دُرست سے مراد مواعیدِ الٰہی پر پورا یقین ہو۔

(۳) دست شکستہ کا مطلب اشارۃً صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔

(۴) پاشکستہ کے معنی کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جائے یعنی محتاجی نہ کرے۔

(۲) فرمایا: ''فقر و فاقہ'' کمالِ طریقہ ہے۔ یعنی فقیر کے ف سے مراد فاقہ، ق سے مراد قناعت، ی سے مراد یادِ الٰہی اور ر سے مراد ریاضت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ اُمور بجالائے تو ف سے فضلِ الٰہی، ق سے قُربِ مولا، ی سے یاریٔ خدا اور ر سے رحمتِ الٰہی حاصل ہو۔ ورنہ ف سے فضیحت، ق سے قہرِ الٰہی، ی سے یاس اور ر سے رُسوائی ملے۔

(۳) فرمایا: جو مخدوم بننا چاہتا ہے' اُسے چاہئے کہ پیر کی خدمت کرے۔ کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد
ہر کہ خود را دید اُو محروم شد

(۴) فرمایا: رضائے پیر و مُرشد قبولیتِ خلق و خالق کا سبب ہے۔ آزردگیٔ پیر، نفرتِ حق اور خلق کا سبب ہے۔ مزید فرمایا: پیر کی رضا سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کسی

مجاہدہ وریاضت سے حاصل نہیں ہوسکتا۔

(۵) فرمایا: جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُنیا طلب کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے آخرت سے محروم رکھتا ہے لیکن دوستانِ الٰہی کیلئے دُنیا راحت کی جگہ نہیں راحت کی جگہ آخرت ہے۔

(۶) فرمایا: ترکِ دُنیا دِل سے ہوتی ہے نہ کہ اَسباب سے۔

(۷) فرمایا: سب سے بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر اِستقامت رکھے۔

(۸) فرمایا: سالک کو چاہئے کہ نیچی نظر رکھ کر چلا کرے۔

(۹) فرمایا: دوست ہو یا دُشمن سب سے اَخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔۔

وفات:

حضرت خواجہ نور محمد باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ چورہ شریف تشریف لانے کے صرف ڈیڑھ سال بعد ۱۳۔شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ بمطابق ۷ انومبر ۱۸۶۹ء بروز جمعرات کو اِس دُنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف نقل مکانی فرما گئے اور ابدی زندگی پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ کے وصال کے وقت آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ فقیر محمد علیہ الرحمہ موجود تھے اور آپ کا سرِ انور اُن کے زانوں پر تھا۔

کیونکہ بقول شاعرِ مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موت کو سمجھتے ہیں غافل اِختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

موت تجدید مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اِک پیغام ہے

حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی رحمہ اللہ تعالیٰ

فرزند دوم حضرت باواجی رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۱۲۱۳ھ بمطابق ۱۷۹۸ء
وصال: ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بمطابق یکم جولائی ۱۸۹۷ء

حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمہ حضرت قبلہ عالم خواجہ سیّد نور محمد عُرف حضرت باواجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ ان کا لقب حاجی گل تھا۔ آپ کی ولادتِ باسعادت غالباً ۱۲۱۳ھ بمطابق ۱۷۹۸ء میں تیزائی شریف (علاقہ تیراہ) افغانستان میں ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب ۲۸ واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔

ولادت کے وقت والدہ محترمہ کا دُودھ نہ پیتے تھے۔ والدہ ماجدہ نے ہر چند کوشش فرمائی مگر لاحاصل۔ اتنے میں خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے آئے اور اپنی زبانِ مبارک ولعاب دہن مبارک آپ کے منہ میں ڈالا تو آپ نے اپنی والدہ محترمہ کا دُودھ پینا شروع کر دیا۔ جب آپ کے دادا حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ تیراہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ لڑکا بڑا نیک بخت ہوگا۔ اس کے وجود باجود مسعود سے کثیر دُنیا کو فیضِ عظیم حاصل ہوگا"۔ آپ کا چہرۂ انور، انوارِ الٰہی سے درخشاں تھا۔ [1]

تعلیم و بیعت:

آپ نے علومِ ظاہری و باطنی اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی المعروف باواجی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کئے اور قلیل عرصہ میں خلافت سے سرفراز ہوئے اور ایسا درجۂ کمال حاصل کیا کہ شاید و باید۔ یعنی چھوٹی عمر سے ہی ذکر و

[1] تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ انوار لاثانی کامل ص ۴۰۹، گلدستہ اولیاء ص ۲۷۰۔

فکر، مراقبہ اور اِتباعِ شریعت میں مصروف رہے۔ آپ اپنے وقت کے اَبدال تھے۔ آپ کو وہ کمالات حاصل تھے جو اُس وقت دوسروں کو بہت کم حاصل تھے۔ قرآنِ مجید کے ایک ایک حرف کے جملہ فوائد وخواص، اِسرار ونکات آپ کو ایسے معلوم تھے کہ دوسروں کیلئے اُن کا سمجھنا دشوار تھا۔

معمولات:

نمازِ تہجد کے بعد ذکر میں مشغول رہتے۔ بعد از نمازِ فجر طلوعِ آفتاب تک مراقبہ میں رہتے پھر تلاوتِ قرآنِ مجید دو تین پارے پڑھنے کے بعد ختم شریف پڑھتے۔ کھانا قبل از دوپہر تناول فرماتے۔ اکثر اَوقات نمازِ ظہر کے وضو سے عشاء تک کی نمازیں اَدا کرتے۔ ظہر کے بعد بھی تلاوتِ قرآنِ مجید فرماتے۔ اِس کے بعد اَحباب کی حاجات کی طرف متوجہ ہوتے۔

نمازِ عصر کے بعد ختم شریف حضرت خواجہ معصوم قدس سرہٗ العزیز پڑھا کرتے۔ نماز باجماعت اَدا کرنے کے عادی تھے۔ بعد از نمازِ مغرب کھانا تناول فرماتے۔ نمازِ عشاء اوّل وقت میں اَدا فرماتے' جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے آپ کا قیام مسجد میں ہی ہوتا۔ اکثر دُعا فرماتے اور اِسی سے لوگوں کے اکثر مسائل حل ہوجاتے۔ آپ درج ذیل اَشعار پڑھنے کا بھی بڑا ذوق رکھتے تھے۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا　　یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍ مُّغْرَقٌ　　خُذْ یَدِی سَھِّلْنَا اَشْکَالَنَا

بیعت وخلافت:

حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بیعت کے لئے شیخِ کامل کی تلاش میں دُور دراز کے سفر کی ضرورت پیش نہ آئی۔ آپ کے سارے سلسلۂ نسب میں اَولیائے کرام کی ایک طویل صف ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ نور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے اُولوالعزم ولی شمار ہوتے تھے۔ حضرت باواجی

قدس سرہٗ العزیز نے تصوف کے اِسرار و رموز اپنے والدِ گرامی سے ہی حاصل کیے اور آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والدِ ماجد کے دستِ حق پرست پر ہی بیعت ہوئے۔ منازلِ سلوک دورانِ تعلیم ہی طے کر لی تھیں۔ باقاعدہ بیعت ہونے کے قلیل عرصہ بعد ہی آپ طریقت و حقیقت کے اُس مرتبہ پر فائز ہو گئے جہاں پہنچنے کے لئے مدتوں ریاضت و مجاہدہ کی گھاٹیوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔

حضرت باوا جی سیّد فقیر محمد چوراہی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بالترتیب چہار سلاسلِ طریقت اور چودہ خانوادوں میں بیعت کی اِجازت تھی، مگر آپ سلسلۂ نقشبندیہ کی اِمتیازی خصوصیات کی بناء پر صرف اِسی طریقہ کی ترویج اور اِشاعت میں کوشاں رہے۔

عادات:

طبیعت میں تصنع و تکلف نام کا نہ تھا۔ مسکنت، تمکنت اور وقار آپ کی شخصیت سے ظاہر تھا۔ طبیعت میں جمالیت اِس قدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غُصّہ نہ فرماتے اور کبھی کسی کو آپ سے ضرر نہ پہنچتا۔ چہرۂ انور سے انوار و برکاتِ صدیقی عیاں تھیں۔

شکستہ دِلوں کی دِلجوئی فرماتے۔ غریب و اَمیر میں کوئی تمیز نہ فرماتے۔ ہر ایک سے ایک جیسا سلوک فرماتے۔ سفر و حضر میں جیسی بھی جگہ مل گئی اُسی پر مطمئن ہو جاتے۔ سفر میں خلفاء و درویش ہمراہ رہتے۔ محفل آرائی و زیبائش سے متنفّر تھے لیکن سفر میں درویشوں کو تکلیف نہ دیتے۔ آپ کی مجلس میں اُمراء، علماء و غرباء سب موجود رہتے۔ اگر ایک دفعہ کسی کی دعوت قبول کر لی تو پھر کسی دوسرے کی دعوت کو کبھی ترجیح نہ دی۔

مجلس:

جو کوئی آپ کی مجلس میں ایک بار بیٹھ جاتا۔ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ اُس کا اُٹھنے کو دِل نہ چاہتا۔ آپ ہر ایک کو اُس کی باطنی حیثیت اور دِلی اِخلاص کے مطابق دوست بناتے۔ جس کو دوست بناتے اُسے مطمئن فرماتے کہ پھر اُسے کوئی حاجت نہ رہتی۔

آپ نہایت خوش اَخلاق تھے باوقار اور بارُعب نظر آتے اور مجلس میں کسی کو

لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی۔ غلاموں کو لفظ مرید کہہ کر نہ پکارتے بلکہ لفظ یار یا دوست سے بلاتے۔ ایک دن آپ کے نبیرہ ○ نے کہہ دیا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے تو آپ سخت ناراض ہوئے پھر بلوا کر فرمایا کہ میرے باپ دادا میں سے کسی نے مرید نہیں پکارا اور نہ میں نے پکارا۔ تم اس قابل کیسے ہو گئے کہ مرید کہہ کر بلایا اور تنبیہ فرمائی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

اَحیائے سُنّت کا مشن:

حضرت باوا جی سیّد فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ العزیز متبع سُنّتِ مبارک تھے۔ آپ کا چلنا پھرنا، اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، ملنا برتنا، اوڑھنا بچھونا، اندازِ گفتگو غرض کہ تمام دینی اور دنیوی اُمور سُنّت کے مطابق ہوتے۔ سُنّتِ مبارک کی محبت اور سُنّتِ مبارک کے اِتباع کی تلقین و تبلیغ فرماتے۔ آپ ﷺ کے اس ارشادِ مبارک کو دِل کی گہرائیوں میں اُتارنے کی سعی فرماتے اور سُنّتِ مبارکہ پر عمل کرنے اور فراموش کردہ پیاری پیاری سُنّتوں کو زندہ کرنے کے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادِ مبارک جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، بیان فرماتے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: **مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ** ۲ جس نے میری اُمّت میں فساد (یعنی اِعتقادی اور عملی فساد) کے وقت میری سُنّت (مبارک) کو مضبوطی سے تھاما اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔

عفو و درگزر:

عفو و درگزر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خُلقِ عظیم کا ایک وصف ہے جس نے اِسے اِختیار کیا اُس نے بے حساب فیض پایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا: .... **وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا**.... ۳

---

۲ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۸۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۶، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۸۴۔ ○ پوتا اور نواسا دونوں کو نبیرہ کہہ لیتے ہیں۔ ۳ النور: ۲۲۔

''اور معاف کریں اور درگزر کریں''۔

حضرت قبلہ باوا جی خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمہ تحمل و بردباری میں اَحباب کے لئے خوبصورت نمونہ تھے اگر کسی سے کوئی قصور یا خطاء سرزد ہو جاتی تو معاف فرما دیتے جب کسی کی کوتاہی یا غلطی سے درگزر فرماتے تو ساتھ یہ بھی فرماتے اللہ ﷻ ہمارا اور تمہارا دونوں کا گناہ معاف فرمائے۔

مرتد مسلمان ہو گیا:

اَمرتسر میں جامع مسجد خیر دین کا واقعہ ہے۔ ایک روز پیر طریقت حضرت سیّد حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری قدس سرہٗ العزیز حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے پاؤں دبانے لگے۔ حضرت قبلہ باوا جی سرکار علیہ الرحمہ چہرے مبارک پر کپڑا ڈالے مراقبے کی حالت میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: حافظ جی کہہ آ کھسی؟

عرض کیا حضور میرا ایک دوست خادم دین ہے اُس کا لڑکا جس کا نام غلام رسول ہے، مرتد ہو گیا ہے۔ اُس نے عیسائیت اِختیار کر لی ہے۔ ہر وقت کتوں کے ساتھ رہتا ہے۔ آپ کی خدمت پاک میں اُس کو لے کر آیا ہوں لیکن یہ کتے بھی اپنے ساتھ لے آیا ہے، اِس پر کچھ اَثر نہیں ہوتا۔ سرکار اِس کو ہدایت فرمائیں۔ آپ نے اُس لڑکے غلام رسول کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''**اُونکڑیا اپنا ورثہ تاں کوئی نہ چھوڑسی کلمہ اساڈا پرانا ورثہ ہوسی تے توں کیوں چھوڑسی؟** آپ نے کوئی دلیل نہ دی بس یہی فرمایا کہ معاً اُس پر کیفیت طاری ہوئی اور زار و قطار رونے لگا۔ عرض کیا! حضور اَب پھر وارث بنا دیجئے آپ نے کلمہ پڑھایا پھر توجہ فرمائی اور دُعائے خیر فرما کر اِرشاد فرمایا: غسل کر کے کپڑے بدل کر آؤ۔

کتے چھوٹ گئے۔ دین کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ آہ وزاری کرتا ہوا گھر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد غسل کر کے اور کپڑے تبدیل کر کے آپ کی جناب میں حاضر ہوا

آپ نے اُس پر مزید شفقت فرمائی اور ڈھیروں عنایات اور خیر و برکت کا مستحق ہوا۔

حضرت مجدّد علیہ الرحمہ سے والہانہ عقیدت:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلسلۂ نقشبندیہ کے جلیل القدر بزرگ ہستی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ سے والہانہ عقیدت تھی۔ آپ ہر سال اُن کے عرس مبارک پر ایک قافلے کی صورت میں جاتے۔ اس قافلے میں آپ کے خلفاء اور مریدین بھی شامل ہوتے۔ وہاں جا کر آپ اُن کے مزارِ اقدس پر اکثر مراقبہ کی صورت میں زیادہ وقت گزارتے۔ عرس میں شامل ہونے والے حضرات کی حسبِ توفیق خدمت بھی فرماتے۔

تقلیدِ فقہ حنفی:

آپ کو فقہی مسائل پر بہت عبور حاصل تھا۔ اگر کوئی آپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرعی مسئلہ دریافت کرتا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فقہائے اَربعہ (فقہ کے چاروں اماموں) کا مسلک بیان کرتے مگر فقہا کے اِمام اعظم حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کو ترجیح دیتے تھے۔ کیونکہ آپ خود حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے اور اِمام اعظم حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔

کرامتِ بابرکت:

ایک دفعہ حضرت باوا جی صاحب علیہ الرحمہ موضع نارنگ ضلع شیخوپورہ کی مسجد میں قیام پذیر تھے۔ وہاں ایک بہت بڑا بوڑھا درخت تھا' نمازِ مغرب کے بعد وہ ہلنے لگتا اور اِس وجہ سے یہاں بہت سے لوگ نماز پڑھنے نہ آتے۔ آپ اُسی وقت مراقبہ میں چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا: ''وت نہ ہلسی'' (یہ اَب نہ ہلے گا) لوگوں نے عرض کیا' حضور! اِس میں کیا راز ہے؟ فرمایا کہ اِس درخت کے دامن میں ایک جن کا ڈیرہ تھا۔ وہ شام کو پرندوں کو اُڑانے کے لئے درخت ہلایا کرتا

تھا۔ اَب میں نے اِسے کہہ دیا ہے کہ اِس حرکت سے باز آ جاؤ۔ اور پرندوں اور نمازیوں کو پریشان نہ کرو۔ وہ چلا گیا۔ اِس لئے آئندہ یہ درخت نہ ہلے گا۔ (حرکت نہیں کرے گا) چنانچہ اَیسا ہی ہوا۔

اِرشاداتِ قدسیہ:

۱۔ فرمایا کرتے: اپنا باطن دُرست کرو کیونکہ بعد از مرگ اَعمال باطن ہی سے نجات مل سکے گی مگر ظاہری اَحکامِ شرعیہ کا لحاظ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ظاہری دُرستگی کے بغیر باطنی اَعمال کی دُرستگی ناممکن ہے۔

۲۔ آپ نے فرمایا: اللہ ﷻ سے اللہ ﷻ کیلئے پیار کرو اور یاد کرو کیونکہ مقصد کیلئے یاد کرنا مقصد کی یاد ہے۔ اللہ ﷻ کی یاد بلا اَغراضِ نفسانی ہونی چاہیے۔

۳۔ آپ اکثر اپنے اَحباب سے یہ حدیثِ قدسی بیان فرماتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں، میری بلا پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں اور میرے عطیہ پر قانع نہیں وہ شخص میرے سوا کسی اور کو اپنا رب بنالے۔

۴۔ عموماً یہ حدیث شریف بیان فرماتے: خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ ''بہترین وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے''۔

وصیّت:

آپ کی آخری وصیّت جو اَحباب کو فرمائی وہ یہ تھی:

۱۔ یاروں کا آپس میں حسد و کینہ نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ حسد اِنسان کی نیکیوں کو اَیسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اور فرماتے اللہ ﷻ دوستوں کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اُس اِرشادِ عظیم کی روشنی عطا فرمائے جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں جو فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے فرمایا: یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ

فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ [۴] ''اے میرے بیٹے! اگر تو صبح وشام ایسے حال میں کر سکتا ہے کہ تیرے دل میں کسی کے متعلق کھوٹ نہ ہو تو ضرور ایسا کر۔ پھر فرمایا: اے میرے عزیز بیٹے! یہ کام میری سُنّت ہے اور جس نے میری سُنّت سے محبت کی اُس نے میرے ساتھ محبت کی اور جو میرے ساتھ محبت رکھے گا جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم خیر و برکت دے۔ اُس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیے۔

۲۔ سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیے اگر کسی جگہ ذکر میں کچھ قصور واقع ہو تو اُس جگہ رہیں تا کہ وہاں کے لوگ خیر و برکت سے محروم نہ رہ جائیں۔

۳۔ دوستوں کے گھر ہرگز نہ جانا چاہیے جب تک کہ وہ گھر میں موجود نہ ہوں۔

واصلِ اِلی اللہ:

آپ اِس دُنیائے فانی سے ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بمطابق یکم جولائی ۱۸۹۷ء بروز جمعرات مابین ظہر و عصر عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ آپ کا مزار شریف چورہ شریف ضلع اٹک میں مرجعِ خلائق ہے۔

صاحبزادگان:

آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔

(۱) حضرت خواجہ سیّد گل نبی علیہ الرحمہٗ (۲) حضرت خواجہ سیّد محمد نبی علیہ الرحمہ (چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے)' (۳) حضرت خواجہ سیّد احمد نبی علیہ الرحمہٗ (۴) حضرت محمد سیّد شاہ صاحب علیہ الرحمہٗ (۵) حضرت خواجہ سیّد قادر شاہ صاحب علیہ الرحمہ۔ سب صاحبزادگان کامل و اکمل تھے۔ صاحب اِرشاد و مجاز ہونے میں ہزار ہا لوگ اُن سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہتے۔

---

[۴] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۵' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۳۸' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۷۸' کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۹۸۱' مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۸۳۔

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۲۷۶ھ بمطابق: ۱۸۶۰ء
وصال: ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۸۶۰ عیسوی بمطابق ۱۲۷۶ ہجری بروز جمعۃ المبارک علی الصبح علی پور سیّداں شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ بزرگوار حضرت سیّد سَید علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کی ولادت کی خبر سنی تو بہت خوش ہوئے۔ فوراً گھر تشریف لائے اور آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بجالائے۔ آپ کا اِسم گرامی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نسبت سے جماعت علی رکھا گیا۔

عہدِ طفولیت:

آپ بچپن ہی سے پسندیدہ عادات، مثالی اطوار، اَخلاق اور اَوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ اپنی فطری سنجیدگی، متانت اور ذہانت کی وجہ سے اپنے ہم عمر لڑکوں میں ممتاز نظر آتے تھے۔ آپ بچپن ہی سے بے کار کھیل کود کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ تاہم اپنے دوستوں میں ہر دلعزیز اور مقبول تھے۔ آپ والدین کا اَدب واحترام سب سے مقدّم رکھتے تھے۔ نہایت صابر، قانع اور محنتی تھے۔ کھیت میں ہل چلانے والوں کی مدد کرتے تھے۔ آپ اپنے ہم عمر لڑکوں سے زیادہ شائستہ، مہذب اور صفائی پسند تھے۔ بچپن ہی سے عبادت وریاضت کے شوقین، خلوت پسند اور غور وفکر کے عادی تھے۔ آپ کو دیکھ کر یہ اَندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی عنایات آپ کے شاملِ حال ہیں اور یقیناً آپ سے خدمتِ دین کا کوئی اَہم کام لیا جائے گا۔

اِنہی اَیّام میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی اور حضرت مرزا سکندر بیگ

رحمۃ اللہ علیہما جیسے بزرگوں کی صحبت سے آپ کے قلبِ مبارک میں عشقِ حقیقی کی آگ بھڑک اُٹھی اور تلاشِ حقیقت آپ کو بے چین اور بے قرار رکھنے لگی۔

تحصیلِ علم:

حقیقی معرفت، علم والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہٗ اپنے خاص بندوں کو علومِ ظاہری و باطنی سے نوازنے کا انتظام بھی خود ہی فرما دیتا ہے اور اس کیلئے بہترین ظاہری و باطنی اَسباب بھی مہیا فرماتا ہے۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بچپن میں حضرت مولوی عبدالرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تحصیلِ علم کیلئے بھیجا گیا جن سے آپ نے دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ قرآن شریف، حدیثِ پاک، فقہ اور تصوّف کے علوم حاصل کئے۔ اپنی فطری ذہانت و ذکاوت کے باعث آپ تحصیلِ علم میں دیگر ساتھی طلباء سے بہت جلد آگے نکل گئے۔ آپ جو کچھ پڑھتے فوراً ذہن نشین ہو جاتا۔ آپ مسائلِ تصوّف پر خصوصی غور و خوض فرماتے۔ اولیاء اللہ کے حالات اور صوفیا و سالکین کی حکایات سے آپ کو گہری دلچسپی تھی۔ آپ تفکر و تدبّر فی القرآن کرتے اور سُنّت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے۔ آپ مطالعہ اور غور و خوض کیلئے خلوت پسند فرماتے تھے۔ جوں جوں آپ تعلیم حاصل کرتے گئے آپ کا ذوق وشوق اور عشقِ حقیقی بڑھتا چلا گیا۔ کتبِ تصوّف کے مطالعہ نے عشقِ حقیقی اور طلبِ حق کو مزید جلا بخشی۔

عالمِ شباب:

آپ مکارمِ اَخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپ کا لباس، گفتگو، وضع قطع سب سُنّتِ مطہرہ کے عین مطابق تھا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے سخی بامروّت اور ہمدرد تھے۔ آپ کو نمود و نمائش سے نفرت تھی۔ آپ کے ذوق وشوق کا عالَم یہ تھا کہ اللہ والوں کی تلاش میں دیوانہ وار کئی میل پیدل ہی گھوما کرتے تھے۔ اگر کسی بزرگ کے بارے میں پتہ چلتا تو

چالیس چالیس میل تک پیدل سفر کر کے اُن کی زیارت کیلئے تشریف لے جایا کرتے۔

کسبِ معاش:

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ ''(رزقِ حلال) کمانے والا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا دوست ہے''۔ حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ عبادات وریاضات کے ساتھ ساتھ اپنے دُنیاوی فرائض اور ذمہ داریاں بھی بحُسن وخوبی اَدا فرماتے تھے۔ آپ نے کسبِ معاش کیلئے کھیتی باڑی کو ذریعہ بنایا جو آپ کا آبائی پیشہ تھا۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنا پسند فرماتے تھے۔ فصلوں اور مویشیوں کی دیکھ بھال بنفسِ نفیس فرمایا کرتے تھے۔

بیعت:

بیعت' دین پر اِستقامت اور اِتباعِ شریعت وسُنّت پر مداومت کے عہد کا نام ہے۔ حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ بیشتر اولیاء کرام کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کر چکے تھے۔ مرزا سکندر بیگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دورانِ تربیت آپ کے بلند و بالا روحانی مقام کو محسوس کرتے ہوئے آپ کو چُورہ شریف میں خواجہ فقیر محمد چوراہی المعروف باواجی سرکار علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا تھا۔

آپ نے کئی مرتبہ چورہ شریف حاضری دی۔ تاہم مرشدِ کامل کی جستجو اور تلاش ہنوز جاری تھی۔ آخر کار آپ نے غور وخوض اور سوچ بچار کے بعد خواجۂ خواجگان خواجہ فقیر محمد چوراہی المعروف باواجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک پر بیعت ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ جب حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت باواجی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کی تو باواجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے کہ یہی وہ شہباز ہے جس کی ہمیں جستجو تھی۔ بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کی باقاعدہ روحانی تربیت شروع ہوئی اور آپ حضرت باواجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیرِ تربیت تیزی سے منازلِ سلوک طے کرنے لگے۔ کامل اِتباع' اِخلاص اور اَدب وحیاء کے باعث آپ جلد ہی اُن کے

منظورِ نظر ہو گئے۔ حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ کی برکت سے مقامات سلوک کا سفر آپ کیلئے آسان ہو گیا۔ شیخِ کامل حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ، مرید صادق حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ پر اس قدر اعتماد کرنے لگے کہ اُنہوں نے اپنے گھر کے بیشتر کاموں کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد فرما دی۔ باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کو شاہ صاحب کہہ کر پکارتے اور فرماتے میں قیامت تک آپ سے راضی ہوں۔ یہ بھی فرماتے کہ آپ دیا اور تیل گھر سے ہی لے کر آئے ہیں۔ میں نے تو صرف چراغ کو روشن کیا۔

اَدب و اِحترام مرشد:

آپ مرشدِ کامل کی موجودگی میں مؤدّب اور خاموش رہتے، کبھی اُن سے آنکھ ملا کر گفتگو نہ کرتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تصورِ شیخ ہی اصل فکر ہے۔ آپ نے بہت جلد اپنی بے لَوث محبت، وفاداری اور اَدب و احترام کی بناء پر حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دِل میں گھر کر لیا۔ آپ کو اُن کے ساتھ حد درجہ عقیدت تھی۔ آپ اکثر اَوقاتِ فتوح کے ذریعے حاصل شدہ آمدن بھی مرشدِ کامل کی بارگاہ میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ اگر آپ کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچتا یا کوئی ناخوشگوار خبر ملتی تو آپ فرماتے کہ شاید مجھ سے مرشد خانہ کے احترام و محبت میں کوئی کوتاہی سرزد ہو گئی ہے جس کی وجہ سے یہ نقصان ہوا ہے۔ حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اِتباعِ سُنّت کی روشنی میں مرشدِ کامل کی پیروی اور تقلید کرنا بھی پسند فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: **میرا دل بھی تکلّفات اور عالیشان عمارات سے بیزار ہے کیونکہ حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی بلند و بالا عمارات اور کروفر پسند نہ تھا۔**

حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بے حد پیار اور شفقت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن کے ایک خادمِ خاص نے حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو حفظِ مراتب کا خیال رکھے بغیر مخاطب کیا تو حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں تو انہیں شاہ جی کہہ کر بلاتا ہوں

اور آپ انہیں ان کے نام سے پکار رہے ہیں۔ حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد بھی چُورہ شریف باقاعدگی سے حاضری آپ کا معمول رہا۔ ایک مرتبہ سخت بیمار ہونے کے باوجود آپ نے چُورہ شریف حاضری کا اِرادہ ظاہر فرمایا۔ بعض اَحباب نے خرابیٔ صحت کی وجہ سے آپ کو منع کیا تو آپ فرمانے لگے: بخدا میری لاش بھی چورہ شریف ضرور حاضر ہوگی اور جو مجھے وہاں حاضر ہونے سے روکے گا' وہ میرا دشمن ہے۔

ثانی سے لاثانی:

علی پور سیداں شریف دو بزرگ ہستیوں کی وجہ سے مشہور و معروف ہے۔ حسنِ اتفاق سے دونوں کا اِسم مبارک سیّد جماعت علی تھا اور دونوں ہی حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہِ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو **جماعت علی ثانی** اور حضرت امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو حافظ جی کہہ کر بلاتے تھے۔ بعد ازاں منازلِ سلوک کی جلد کامیاب تکمیل پر حضرت باوا جی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لاثانی کا لقب عطا فرمایا اور یہی لقب آپ کی شناخت اور پہچان بن گیا۔

اَخلاقِ لاثانی:

آپ نہایت ہمدرد اور رقیق القلب تھے۔ لوگ حاضرِ خدمت ہو کر اپنے دُکھ اور پریشانیاں بیان کرتے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت توجہ سے اُن کی بات سنتے اور اُن کے مسائل کا حل تجویز فرماتے۔ آپ حق بات برملا کہنے کے عادی تھے۔ آپ خوشامد اور چاپلوسی کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اپنی تعریف سننا آپ کو پسند نہیں تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویش کو اپنی صفت سننا منع ہے۔ آپ خود نمائی سے کوسوں دُور تھے۔ آپ عجز و انکسار' سادگی اور حلیمی کا پیکر تھے۔

آپ کو اپنے نام مبارک کے ساتھ اَلقاب شامل کرنا سخت ناپسند تھا۔ ایک

شخص حاضر خدمت ہو کر سفارشی رُقعہ کا طالب ہوا۔ آپ نے ایک خادمِ خاص کو لکھنے کیلئے فرمایا۔ اُس نے آپ کے نام کے ساتھ کچھ اَلقابات لکھ دیئے۔ آپ نے دیکھا تو تمام اَلقابات کاٹ دیئے۔ آپ کو محفل میں کسی ممتاز مقام یا خصوصی نشست پر بیٹھنا پسند نہیں تھا۔ مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف فرما ہو جاتے۔ قیمتی اور رنگدار لباس پہننا آپ کو پسند نہیں تھا۔ آپ ہمیشہ صاف ستھرا اور سادہ سفید لباس زیب تن فرماتے۔ آپ دوسروں کو بھی ہمیشہ سادہ سفید لباس اور دیگر معاملات میں سادگی اِختیار کرنے کی تلقین فرماتے۔ ایک درویش رنگین لباس پہن کر حاضر خدمت ہوا تو فرمانے لگے کہ فقیری رنگدار لباس پہننے میں نہیں بلکہ سادگی میں ہے۔

آپ عاجزی اور اِنکساری کا پیکر تھے۔ تکبر اور غرور کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ بڑائی اور شان صرف اللہ تبارک وتعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ ہی کو زیبا ہے۔ ایک مرتبہ ایک لاعلاج مریض آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس کی حالت اور اُس کے جسم سے اُٹھتی بدبو کے پیشِ نظر اُسے باہر ہی بٹھا دیا گیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو فوراً اُسے اندر بلوا لیا اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جس کی برکت سے وہ جلد ہی صحت یاب ہو گیا۔

ایک مرتبہ کسی نمبر دار کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ حاضرین میں ایک مفلس اور بدحال لڑکا بھی شامل تھا۔ میزبان نے کھانے سے قبل سب کے ہاتھ دھلوائے مگر اُس لڑکے کو کمتر جان کر اُس کے ہاتھ نہ دھلوائے۔ آپ نے جب یہ بات ملاحظہ فرمائی تو خود اُٹھ کر اُس کے ہاتھ دھلوائے اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جبکہ اُس لڑکے کا بچا ہوا کھانا نمبر دار صاحب کو کھلایا۔ گویا اِس طرح اُس کی اَخلاقی بیماری کا علاج بھی فرما دیا۔

آپ نمود و نمائش کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ کہیں تشریف لے جاتے تو وہاں موجود خلافِ شریعت چیزوں' تصاویر اور دیگر سامانِ آرائش ہٹوا دیتے تھے۔

آپ بہت کم لوگوں کو حلقۂ ارادت میں داخل فرماتے تھے۔ تاہم آپ کے

اَخلاقِ حمیدہ کی کشش نے بے شمار لوگوں کو آپ کا عقیدت منداور گرویدہ بنادیا۔ آپ کی پاکیزہ سیرت اور اَعلیٰ اَخلاق سے غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ کئی غیر مسلم آپ کی خدمتِ اَقدس میں باقاعدگی سے حاضری دیا کرتے تھے اور اُن میں سے بیشتر نے آپ کی صحبت بابرکت کے فیض سے اِسلام قبول کرلیا۔

سادگی:

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ نے آپ کو دینی و روحانی عظمتوں کے ساتھ ساتھ دنیاوی مال و دولت سے بھی خصوصی طور پر نوازا تھا۔ تاہم آپ نے سُنّتِ رسول ﷺ کا اِتباع کرتے ہوئے تمام عمر لباس، طعام، اندازِ نشست و برخاست میں سادگی اور فقر کو ہی اِختیار کیا۔ آپ کم کھانے، کم بولنے اور کم سونے کی عملی تصویر تھے۔ آپ قیمتی اور مہنگی اشیاء اِستعمال کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ راہِ طریقت کے سالک کیلئے خواہشِ نفس کی پیروی حرام ہے اور اِسراف ایسی بُری چیز ہے کہ حلال کو حرام بنادیتی ہے۔

ایک صاحب حاضرِ خدمت ہوئے اور آپ کے ساتھ کھانے میں شامل ہوئے۔ آپ کے دستر خوان پر خشک روٹی اور نمک مرچ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ صاحب فرمانے لگے کہ آپ کے دستر خوان نے بلا شبہ سلفِ صالحین کی یاد تازہ کردی ہے۔

جود و سخا:

آپ کا لنگر ہر وقت جاری رہتا تھا۔ آپ اکثر بنفسِ نفیس مہمانوں کے قیام و طعام کے اِنتظامات کی نگرانی فرماتے۔ آپ کے دستر خوان پر اُمراء و فقراء ایک ہی صف میں بیٹھتے تھے اور سب کو ایک ہی قسم کا کھانا کھلایا جاتا تھا۔ کسی مہمان کے ساتھ اِمتیازی سلوک نہیں برتا جاتا تھا۔

آپ کے پاس جو کچھ ضروریات سے زائد ہوتا راہِ خدا میں تقسیم فرمادیتے۔

جس سال آپ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کا وصال ہوا آپ نے گھر کا تمام مال و اَسباب ضرورت مندوں میں فی سبیل اللہ تقسیم فرما دیا۔ آپ نے اپنے نبیرۂ محترم حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو نصیحت فرمائی کہ ''دربار میں آنے والوں کیلئے لنگر ہمیشہ جاری رہنا چاہئے۔ تمہارا سادہ اور کچا مکان اُس شیش محل سے بدرجہا بہتر ہے۔ جہاں سے مسافر بھوکے نکلیں''۔

آپ بسا اَوقات اپنی تمام آمدنی کو دو حصّوں میں تقسیم فرما کر ایک حصّہ دربار شریف کے درویشوں اور مہمانوں پر خرچ کرتے جب کہ دوسرا حصّہ حضرت باوا جی فقیر محمد چوراہی کی خدمتِ اَقدس میں چُورہ شریف روانہ فرما دیتے۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اُخوت و مساوات کے قائل تھے۔ جو چیز اپنے لئے پسند فرماتے وہی مسلمان بھائی کیلئے پسند فرماتے۔ آپ غرباء اور مساکین پر خصوصی شفقت و رحم فرماتے اور ہر ممکن طریقہ سے اُن کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ اکثر رات کے وقت مقامی غرباء کی اِمداد پوشیدہ طور پر فرمایا کرتے تھے۔ اپنی ذاتی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر اُن کی مدد فرماتے۔

شریعت کی پابندی:

آپ اَحکامِ شریعت کی پاسداری میں کسی قسم کی رعایت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ جہاں کہیں اور جس کسی میں خلافِ شریعت بات دیکھتے فوراً اِصلاح اَحوال کیلئے نصیحت اور سخت تنبیہہ فرماتے۔ کسی کا تہبند یا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے بڑھا دیکھتے تو اُس کی اِصلاح کا حکم فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کو بائیں ہاتھ سے پانی پیتے دیکھا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے پانی پینا سُنّت ہے۔ اِس طرح آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والوں کے عقیدہ و عمل کی اِصلاح ہوتی رہتی تھی۔

وظائف کی تلقین:

حضرت شاہِ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ حاضر خدمت ہونے والوں کو قرآنِ مجید و

حدیثِ مبارکہ میں درج دُعائیں اور وظائف پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مشکلات میں گھرا ہوا ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا۔ ابھی اُس نے اپنے دِل کا حال بیان بھی نہیں کیا تھا کہ حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشف سے اُس کا مسئلہ معلوم فرمالیا اور اُسے آیتِ کریمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ کا وظیفہ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کی دُعا اور آیت کریمہ کی برکت سے اُس کے مسائل حل ہوگئے۔

اَولادِ نرینہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تین باکمال فرزند حضرت سیّد فدا حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت سیّد خادم حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیّد غلام رسول شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے تھے۔ یہ تینوں صاحبزادگان اتباعِ شریعت وسُنّت، تقویٰ و پرہیز گاری اور ولایت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اِخلاصِ عمل، صدق وصفاء اور صبر و رضا جیسی صفات اِن کے پاکیزہ خون میں شامل تھیں۔ اگرچہ تینوں صاحبزادگان کا وصال حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں ہی ہوگیا تھا تاہم اِن تینوں کی اولاد آسمانِ ولایت کے روشن ستارے بن کر جگمگائی اور ایک عالم کو رشد وہدایت کی شمع سے منور کیا۔

حضرت سیّد فدا حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ نہایت خوش وضع، خوش خلق، خاموش طبع اور اسم بامسمّیٰ تھے۔ آپ ہو بہو اپنے والدِ گرامی حضرت شاہ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ کا کردار پاکیزہ، اَطوار شائستہ اور گفتار مہذب تھی۔ زہد وتقویٰ میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ مجلس میں رونق اَفروز ہوتے تو مجلس منوّر ہو جاتی۔ آپ بہت با اَدب اور باحیاء تھے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری

کے وقت ہمیشہ احتراماً اُن کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔

حضرت سیّد فدا حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین صاحبزادگان حضرت سیّد علی اکبر شاہؒ حضرت سیّد علی اصغر شاہؒ حضرت سیّد قطب نثار شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے نوازا تھا۔

وصال شریف:

حضرت شاہِ لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وصال شریف سے کئی سال قبل عبادات، مجاہدات اور مشاہدات میں اضافہ کر دیا تھا۔ آپ اکثر گوشہ نشین ہو کر ذکر و فکر اور اِستغراق و مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔ تاہم آپ نے حیاتِ ظاہری کے آخری سانس تک اِتباعِ شریعت وسُنّت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آپ آخری وقت تک باجماعت نماز ادا فرماتے رہے اور اپنی اَولاد و متوسّلین کو شریعت وسُنّت پر کاربند رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔

یوم وصال شریف:

آپ ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء بروز اتوار صبح کھیتوں کی طرف تشریف لے گئے۔ کچھ ہی دیر بعد آپ واپس تشریف لے آئے اور اپنے حجرہ پاک میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ **مجھے تنہا چھوڑ دو**۔ اِس کے بعد آپ نے اپنے مدفن کے طور پر اُسی جگہ کو پسند فرمایا تھا اور اُس کی بابت عقیدت مندوں کو اشارۃً مطلع بھی فرمایا تھا۔ آپ کے اِرشاد کے موجب اُسی کھیت کو آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کو یہیں پر لحد مبارک میں نہایت عزّت و اِحترام سے پہنچا دیا گیا۔

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
لحد میں چھپ گیا اے وائے قسمت ماہِ کنعانی

مجمع انوارِ لاثانی حضرت قبلہ پیر طریقت سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۱۸۹۰ء وصال: ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء

اسمِ گرامی:

آپ کا اسمِ گرامی سیّد علی اصغر شاہ (صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا اسم مبارک سیّد فدا حسین شاہ (صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) تھا اور والدہ محترمہ کا اسم شریف حسن بی بی (علیہا الرحمہ) تھا۔ پیر طریقت سیّد فدا حسین شاہ صاحب علیہ الرحمہ، پیر طریقت حضرت قبلہ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے اور پیر طریقت حضرت قبلہ پیر سیّد فدا حسین شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے تین صاحبزادے تھے۔ مجمع انوارِ لاثانی جناب پیر طریقت سیّد علی اکبر شاہ صاحب، مجمع انوارِ لاثانی پیر طریقت سیّد علی اصغر شاہ صاحب اور انوارِ لاثانی پیر طریقت سیّد قطب نثار شاہ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تاریخِ ولادت:

مجمع انوارِ لاثانی حضرت قبلہ پیر طریقت سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ 1890ء سے 1895ء کے درمیان علی پور سیداں شریف ضلع نارووال میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

تعلیم کا آغاز آپ نے اپنے گاؤں علی پور سیّداں شریف سے کیا۔ یہاں آپ نے سکول کی آٹھ کلاسیں پڑھیں پھر جب آپ بارہ چودہ سال کے ہوئے تھے تو مجددِ دین وملّت امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس دینی و دنیوی علوم حاصل کرنے کے لئے بریلی شریف تشریف لے گئے۔ وہاں آپ امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے تقریباً ۱۴ یا ۱۵ سال تک

فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ جب بریلی شریف سے واپس تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہی باتیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا جب تک میں بریلی شریف رہا امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جب کسی موقع پر کوئی چیز تقسیم فرماتے تو سیّد ہونے کے ناطے سے مجھے دوگنا حصّہ عطا فرماتے۔

درس وتدریس:

بریلی شریف سے واپسی پر آپ نے درس وتدریس اور تبلیغ اسلام کا کام دن رات شروع فرمادیا۔ آپ شہر گجرات میں درس وتدریس فرماتے رہے اور ضلع گجرات میں ''دندی آرائیاں'' میں ایک مدرسہ تھا وہاں بھی درس فرماتے رہے اسی طرح سرائے عالمگیر میں ''جگو ہیر'' کے پاس درس وتدریس کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

شادی خانہ آبادی واَولاد:

تقریباً بیس سال کی عمر میں مجمع انوار لاثانی پیر طریقت حضرت قبلہ سیّد علی اصغر شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شادی چک قریشیاں ضلع نارووال میں ہوئی تھی۔ بڑے حضرت صاحب پیر طریقت سیّد جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علیہ الرحمہ کی شادی بھی چک قریشیاں میں ہی ہوئی تھی۔ مجمع انوار لاثانی پیر طریقت حضرت قبلہ سیّد علی اصغر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو بیٹے اور ایک بیٹی کی نعمت سے نوازا۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے کا نام پیر سیّد طیب شاہ صاحب ہے اور چھوٹے بیٹے کا نام پیر سیّد زاہد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمہ تھا۔ بیٹی کی شادی مجمع انوار لاثانی پیر طریقت پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے بیٹے پیر طریقت حضرت سیّد محمد اسلم شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے ہوئی۔

بیعت:

آپ اپنے والدِ گرامی پیر طریقت سیّد فدا حسین شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے دستِ ہدایت پر بیعت تھے۔ آپ کے والدِ گرامی علیہ الرحمہ نے جوانی میں ہی

آپ کو بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمادی۔ آپ کے والدِ گرامی نے حکم فرمایا: بیٹا اَب میں بوڑھا ہوگیا ہوں تو اَب آپ ہی بیعت کیا کرو۔ چنانچہ جوانی میں ہی آپ نے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کردیا۔

حلقہ مریدین:

آپ کا حلقہ اِرادت بہت وسیع ہے۔ بعض پورے کے پورے گاؤں آپ کے مرید ہیں۔ مجمع انوارِ لاثانی حضرت پیر سیّد علی اصغر شاہ علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادہ حضرت قبلہ پیر سیّد طیب شاہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ آپ کے مریدوں میں حضرت نگینہ علیہ الرحمہ سب سے مقرب اور برگزیدہ مرید تھے۔ حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ اکثر آپ کے پاس آکر رہتے تھے۔ مجمع انوارِ لاثانی حضرت سیّد علی اصغر شاہ صاحب علیہ الرحمہ حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے بہت محبت فرماتے تھے اور حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ بھی ماشاء اللہ آپ سے بے اِنتہا محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ اپنے پیر خانے کا جیسے اَدب کرتے تھے ویسا کوئی کوئی کرتا ہے۔

واقعہ:

حضرت پیر سیّد طیب شاہ صاحب فرماتے ہیں' والدِ گرامی مجمع انوارِ لاثانی پیر طریقت حضرت سیّد علی اصغر شاہ صاحب علیہ الرحمہ فریضہء حج اَدا فرمانے کے لئے سعودی عرب گئے تھے' فرماتے تھے کہ میں ریاض الجنۃ میں بیٹھا تھا تو اِتنے میں ایک عربی مطوع آیا اور کہنے لگا یلا یلا اور پاؤں سے ٹھوکر ماری تو میں نے اُس کے پیروں کو ہاتھ لگا کر اپنی آنکھوں کو لگالیا۔ میری اِس محبت کو دیکھ کر وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ جب یہاں آئیں' یہاں میرے پاس رہا کریں۔ حضرت قبلہ مجمع انوار لاثانی علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ میں جہاں آیا ہوں میں وہیں رہوں گا۔

آپ سرکار پہلے 1960ء میں' پھر 1980ء میں حج کرنے گئے۔

1960ء کا حج تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ میں آپ کو کراچی چھوڑنے گیا تھا۔

اُن کی زندگی کیسی تھی؟

مجمع انوار لاثانی پیر طریقت حضرت قبلہ سیّد علی اصغر شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز نے بڑی سادہ زندگی گزاری ہے۔ وہ بڑا چھپ کر رہتے تھے، کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ جس طرح بڑی سرکار علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی بندہ آپ سے مسئلہ پوچھتا تھا تو فرماتے کہ بھائی میں نے عالموں سے یہ سنا ہے اور پھر ہمیشہ اسی انداز سے مسئلہ سمجھا دیا کرتے تھے۔

حضرت صاحب کا لباس:

حضرت پیر سیّد طیب شاہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

حضرت صاحب کا لباس سادہ ہوتا تھا، وہی کرتا اور تہبند۔ جیسے حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ بھی پہنا کرتے تھے۔ ہمارے لیے حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ تو سب سے بڑی دلیل ہیں۔ اُنہیں اتنا عشق تھا کہ میں آپ کو کیا بتاؤں۔ اور پھر ہماری دادی جان بھی اُن سے بہت محبت کرتی تھیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتیں' کہ محمد یوسف کوئی نعت تو سناؤ۔ تو آپ بڑے سوز سے نعت شریف سناتے کہ سُننے والوں پر رقت طاری ہو جاتی۔

جمعۃ المبارک کا وعظ:

صاحبزادہ حضرت پیر سیّد طیب شاہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

آپ سرکار جمعہ شریف پڑھانے کے لیے ضلع گجرات کی ایک بڑی مسجد ''دندی ارائیاں'' جو سرائے عالمگیر کے پاس ہے' وہاں جایا کرتے۔ پھر کھناناں ایک گاؤں ہے جہاں آپ جمعۃ المبارک پڑھاتے رہے۔ یہی وہ گاؤں ہے جہاں سب لوگ آپ سرکار علیہ الرحمہ کے دستِ ہدایت پر بیعت ہوئے' کھناناں گاؤں ہمارے لیے ایسے ہے جیسے اپنا گاؤں ہے۔ اور جس وقت آپ سرکار فوت ہوئے تو اس گاؤں

کے سارے لوگ آ گئے تھے۔

پیر صاحب کا عرس کب ہوتا ہے؟

مجمع انوارِ لاثانی حضرت پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء کو اس دُنیا سے پردہ فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس علی پورہ سیّداں ضلع نارروال میں ہی ہے اور یہاں ہر سال 18,19 جنوری کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔

خلفاء:

آپ کے بڑے خلفاء حضرت پیر نگینہ سرکار علیہ الرحمہ اور پیر چراغ صاحب علیہ الرحمہ اور صوفی سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ ہیں۔

گدی نشین:

صاحبزادہ حضرت پیر سیّد طیب شاہ صاحب مدظلہ العالی مجمع انوارِ لاثانی حضرت پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے آستانہ عالیہ علی پور شریف میں گدی نشین ہیں۔

☆ مجمع انوارِ لاثانی پیر طریقت رہبر شریعت عاشق مدینہ علیہ الرحمہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے بروزانِ طریقت حضرت علامہ محمد رضوان یوسفی، شیخ محمد آصف یوسفی، افتخار احمد یوسفی اور محمد عثمان علی یوسفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شریف حضرت پیر سیّد طیّب شاہ صاحب مدظلہ العالی کی جناب میں علی پور سیّداں شریف حاضر خدمت ہوئے اور دوپہر ایک بجے انٹرویو کیا، جسے یوسف مصر محبت حصہ اوّل کی زینت بنایا جا رہا ہے۔

☆☆☆☆

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سیّد علی اکبر شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز

وصال: ۲۸ نومبر ۱۹۶۵ء

قبلۂ عالم اعلیٰ حضرت پیر طریقت سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے تین بیٹے تھے (۱) حضرت پیر سیّد فدا حسین شاہ صاحب (۲) حضرت پیر سیّد خادم حسین شاہ صاحب (۳) حضرت پیر سیّد غلام رسول شاہ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان میں سے حضرت پیر سیّد فدا حسین شاہ صاحب کی لڑی میں سے تین بزرگ ہستیاں ہوئی ہیں۔ جو ترتیب وار یہ ہیں (۱) حضرت پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب۔ (۲) حضرت پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب اور (۳) حضرت پیر سیّد قطب نثار شاہ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ابھی چھوٹی عمر کے ہی تھے کہ آپ کے والدِ معظم حضور قبلہ عالم پیر سیّد فدا حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کا وصال ہو گیا اور آپ اپنے جدِ امجد حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سرکار لاثانی علیہ الرحمہ کے زیر کفالت آ گئے اور اُنہوں نے فرمایا: تمہارے ذمہ بہت کام ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوارِ لاثانی حضرت سیّد علی اکبر شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز بڑے روشن ضمیر اور روحانی شخصیت ہوئے ہیں۔ آپ ظاہری نام ونمود اور تصنع کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ آپ اپنے دادا حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی کی طرح اَمیروں، وزیروں اور حکام وقت سے میل جول سے گریز کرتے تھے۔ اِس کے برعکس غرباء ومساکین اور عام لوگوں کی رفاقت کو پسند فرماتے تھے۔ آپ کی زندگی کتاب وسُنّت کی تعلیم وترویج اور دعوت وتبلیغ میں گذری۔ آپ نے مسلکِ حق اہل سُنّت وجماعت کا پرچم بلند کرنے کے لیے زندگی کا ہر سانس وقف کر رکھا تھا۔ تبلیغِ دین کے لیے جگہ جگہ محافلِ میلاد اور محافلِ عرائس کا اِہتمام کرتے تھے۔

آپ محافل میں اہل دِل، علمائے کرام اور پُرسوز نعت خوانانِ شیریں لسان

کو شرکت کی دعوت دیتے۔ بالخصوص اکثر محافل میں سیّدی مرشدی' پیر طریقت' رہبر شریعت' امین علم لدنی' قطب جلی' نائب غوث الثقلین' منظور نظر داتا گنج بخش' عالم یلمعی' فاضل لوذعی' عاشق رسول' عالم باعمل' صوفی باصفا' حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کو دعوت دیتے۔ جن کے سوز و گداز سے بھرپور بیان سے اہل محفل کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی شمع روشن ہو جاتی۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضور قبلہ عالم پیر علی اکبر شاہ صاحب کی زیر صدارت سینکڑوں مرتبہ تقریریں کی ہیں' مگر ایک بار بھی اشارۃً یا کنایۃً میں نے کسی کو آپ کے بیعت ہونے کے لیے نہیں کہا۔ آپ فرماتے ہیں حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب کو میرا یہ طریقہ اس قدر پسند تھا کہ آپ نے بار بار مجھے اپنی قربت کا شرف بخشا اور خلعتِ خلافت سے بھی نوازا۔

حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ ریاکاری اور تصنع سے نفرت کرتے تھے۔ اپنے سامنے اپنی موجودگی میں اپنی تعریف کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اُن علمائے کرام کو تقاریر کیلئے بلواتے تھے جو اُن کی تعریف و توصیف کرنے کی بجائے اللہ ربُّ العزت کی حمد و ثناء، نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی تعریف و توصیف اور عوام کو تعلیم و تبلیغ فرماتے۔ آپ اپنے مریدین سے اوامر و نواہی کے ہر عمل کو پسند فرماتے تھے۔ جو مرید اوامر و نواہی کا دھیان نہیں رکھتے تھے' آپ اُن سے خوش نہیں ہوتے تھے۔

حضور قبلہ عالم حضرت پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے متعلق چک نمبر ۱۶۵ گ۔ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے مرید الحاج قاری صاحب فرماتے ہیں' آپ مریدی میں آنے والے سے پہلے شریعت کی پاسداری اور سُنّتِ مبارکہ پر عمل کا عہد لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے جدِّ امجد حضور قبلہ عالم سرکار لاثانی علیہ الرحمہ فرماتے تھے جو مرید اپنے پیر کے نقشِ قدم پر چلتا ہے وہ کبھی تکلیف نہیں اُٹھاتا۔

حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ غریب' مفلس، نادار

ترین اشخاص کی دعوت کو قبول فرما لیتے تھے اور دعوت دینے والے کو فرماتے زیادہ خرچہ نہ کرنا۔ آپ غرباء کے ہاں جاتے اُن کے لیے دُعا فرماتے تو قدمِ درویشاں ردِ بلاء کا مصداق بن جاتے۔ اُس گھر میں برکتیں اور رحمتیں برسنے لگتیں۔ آپ سے جو شخص غربت اور افلاس کی شکایت کرتا' آپ اُسے فرماتے تم تمام گھر کے اَفراد نمازِ پنجگانہ کی پابندی کرو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم خوشحالی عطا فرمائے گا۔

حضور قبلہ عالم حضرت پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ اپنے آقائے نعمت سرکار لاثانی علیہ الرحمہ کی کامل تصویر تھے اور آپ کی ہر اَدائے دِل نشین و دلنواز اپنے جدِ امجد علیہ الرحمہ کی مقدّس اَداؤں کا عکسِ جمیل تھی۔ آپ کی محفل میں بیٹھتے ہی دِل از خود ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ایک دِن آپ محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص غلام دین صاحب نے عرض کیا' حضور آپ مکانات بنانے اور اَراضی خریدنے کی طرف توجہ نہیں فرماتے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ مسکرائے اور فرمانے لگے' مال و دولت اور مکانات اور زمینیں فانی چیزیں ہیں' میرے لیے خالق و مالک حقیقی ربّ ذوالجلال والاکرام کی رضا اور محبوب کائنات حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی خوشنودی کائنات کی تمام چیزوں سے اَفضل، مقدم اور کافی ہے۔

آپ کی سیرت کی کتاب حیات لاثانی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم پیر سیّد محمد فیاض شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے والدِ گرامی حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں اراضی خریدنے کی درخواست پیش کی' لیکن آپ نے توجہ نہ فرمائی اور نہ ہی کچھ اہمیت دی۔ چند روز بعد آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وساطت سے اپنی خواہش آپ تک پہنچائی' تو آپ نے فرمایا مجھے تو ایک مرلہ زمین کی ضرورت ہے اللہ ﷻ کرے وہ نصیب ہو جائے۔

پھر فرمایا: میرا مسلک اور حال تو اُس بزرگ کے مشابہ ہے جس نے اپنی تمام جائیداد اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دی اور جب لوگوں نے اُس کی اَولاد کی طرف توجہ دلائی تو فرمایا کہ میری اَولاد دو حال سے خالی نہیں ہوگی۔ اوّل یہ کہ

نیک اور صالح ہو اور دوم یہ کہ بُری اور بداَعمال ہو۔ اگر نیک ہوگی اور اللہ ﷻ اور رسولِ کریم رؤف الرحیم ﷺ کی تابعدار اور مطیع ہوگی تو اللہ ربّ العالمین رازقِ حقیقی ﷻ اُس کے رزق میں کشادگی عطا فرمائے گا اور اگر بداَعمال اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اور رسولِ کریم رؤف الرحیم ﷺ کی نافرمان ہوگی تو ایسی اَولاد کیلئے میں مال و دولت اور جائیداد وغیرہ کیوں جمع کروں۔

حیات لاثانی میں صاحبزادہ پیر سیّد محمد فیاض شاہ صاحب کے حوالہ سے لکھا ہوا ہے جو اپنی دادی جان سے روایت کو نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ سرکار لاثانی علیہ الرحمہ نے اپنے گھر کا تمام سامان ایک جگہ پر جمع کرنے کا حکم فرمایا جب سارے سامان کا ڈھیر لگ چکا تو آپ نے اپنے تمام صاحبزادگان والاشان جن میں پوتے بھی شامل تھے کو بلا کر فرمایا کہ اس سامان کو آپس میں تقسیم کرلو۔

صاحبزادہ سیّد فیاض شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب سامان تقسیم ہونے لگا تو میرے والدِ گرامی حضور قبلہ پیر سید علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے نگاہیں جھکا کر اپنے دادا حضور کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور میں آپ کے ہوتے ہوئے خود کو کسی بھی چیز کا مالک ومختار تصور نہیں کرسکتا اور اگر میری وجہ سے دوسروں کی حق تلفی کے امکان کے پیشِ نظر آپ میری ملکیت میں کوئی چیز دے دینا ضروری خیال فرماتے ہیں تو میں اُس چیز کو دوبارہ آپ کی ملکیت میں دیتا ہوں تاکہ آپ اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی راہ میں خرچ کردیں، حضور قبلہ عالم سرکار لاثانی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے فرزند اکبر کے فرزند ارجمند کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ دیکھو جی! ایہہ میرے نالوں وی فقیری وچ اَگے لنگھ گیا اے۔

بے اَدب کا اَنجام:

حیات لاثانی میں ہے کہ برسہ کوٹ، تحصیل سمندری کے ضلع فیصل آباد میں ایک بدعقیدہ، بدمذہب حافظ محمد عمر کی وجہ سے دو پارٹیاں بن گئیں۔ اَمن کا گہوارہ مسجد اُس کی وجہ سے اکھاڑہ بن گئی یہاں تک کہ بات تھانے اور کچہری تک پہنچ گئی۔ اسی

دوران حضور قبلہ عالم پیر سید علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ اِس گاؤں میں تشریف لائے تو لوگوں نے گستاخ اور بدمذہب حافظ محمد عمر کے متعلق بتایا کہ وہ اَولیاء کرام کی شان میں شدید قسم کی گستاخیاں کرتا ہے اور مسجد میں بیٹھ کر بزرگوں کو گالیاں بکتا ہے۔ گاؤں کو فسادات کی نذر کر رکھا ہے۔ دُعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دیہات والوں کو اُس کے شر سے نجات عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ایسے لوگوں کے لئے میرے جدِ امجد سرکار لاثانی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے اِن کا انجام بہت بُرا ہوتا ہے میں بھی اِنہی کا قول دہراتے ہوئے تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اَولیاء اللہ کا یہ گستاخ کتے کی موت مرے گا اور اِس کی موت کا سبب وہی لوگ بنیں گے جو اُس کی حمایت کرتے ہیں۔

سیّدی مرشدی' پیر طریقت' حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز فرماتے تھے کہ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق اُس گستاخ مولوی کا اَنجام اِس قدر ہولناک ہوا کہ گاؤں والے آج بھی اُس کی موت سے عبرت پکڑتے ہیں وہ اپنے حمایتیوں کے ہاتھوں مارا گیا اور وہ لوگ صاف صاف بری ہو گئے اور مذکورہ بدعقیدہ و گستاخ مولوی کے عقیدہ سے بھی تائب ہو گئے۔

پابندِ شریعت:

حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے خلیفہ مجاز جناب فیروز دین صاحب ساکن کسنانہ بیان کرتے ہیں کہ میں سترہ سال حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہا اور سفر و حضر میں آپ کے خصائل و عاداتِ مبارکہ کا مشاہدہ کرتا رہا ہوں جس کی روشنی میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کبھی آپ سے خلافِ شریعت فعل سرزد ہوتے نہیں دیکھا اور آپ پر کبھی ایسا وقت نہیں دیکھا کہ آپ کلمہ شریف اور دُرود شریف کا وِرد نہ کر رہے ہوں۔ یہاں تک کہ ضرورت مندوں کی باتیں سنتے وقت بھی آپ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ وضو نہایت اِہتمام کے ساتھ کرتے تھے۔ وُضو کرتے وقت کلمہ شریف اور دُرود شریف پڑھتے رہتے تھے۔

آپ اپنے ملنے والوں سے سلام کہنے میں ہمیشہ پہل فرماتے تھے۔ نبی کریم

رؤف ورحیم ﷺ کی محبت میں ڈوبے رہتے تھے اور وجدانی حالت میں یہ اشعار پڑھتے رہتے:۔

دِکھا دے اِلٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں دِن رات مولا تیری رحمت برستی ہے
بلا لو اَب تو یا اَحمد! ٹھہر جانا نہیں اَچھا
تڑپ کر یوں مضطر کا مر جانا نہیں اَچھا
مدینے کا اِرادہ ہو تو کر لو عشق اَحمد سے
نہ ہو جس سے تعلق اُس کے گھر جانا نہیں اچھا

لباس اور کھانا:

آپ لباس سادہ مگر صاف ستھرا زیب تن فرماتے تھے۔ کبھی فاخرانہ لباس پہننا پسند نہ فرماتے دوسروں کو بھی سادہ لباس پہننے کی ترغیب فرماتے۔

لباس کی طرح کھانا بھی پُرتکلف نہ ہوتا' سادہ کھانا کھاتے اور فرماتے اس سے صحت اَچھی رہتی ہے۔ آداب طعام کا خصوصی خیال رکھتے' کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا' ہاتھ نہ پونچھنا' بسم اللہ شریف پڑھنا' کھانے کے بعد دُعا کرنا' آپ اس عمل میں سختی سے کاربند تھے اور مریدین اور دوست واَحباب کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔

وصال شریف:

حیات لاثانی میں ہے۔ صاحبزادہ پیر سیّد محمد فیاض شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ والدِ گرامی علیہ الرحمہ اپنے وصال سے ایک ہفتہ قبل موضع لنگاہ تشریف لے گئے اور وہاں سے پنڈی باورے کو روانہ ہونے لگے تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور آئندہ اتوار کو یہاں ختم شریف کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ لہٰذا یہ تاریخ آپ یہاں کے لئے مخصوص فرمادیں۔ آپ نے فرمایا' نہیں بھائی اس روز تو ہمیں بہت بڑا کام

ہے ہم یہاں نہیں آسکیں گے اور گھر پر ہی رہیں گے۔ آپ کا فرمان سن کر لوگ خاموش رہے۔ بعد میں پتا چلا کہ اُس روز تو آپ نے اِس جہانِ فانی سے عالم بقا کی طرف تشریف لے جانا تھا۔ چنانچہ اُن کے ختم شریف والی ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات کو آپ کا وصال شریف ہوا۔ جب آپ پنڈی باورے قدم فرما ہوئے آپ کے ساتھ آپ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ پیر سیّد محمد فیاض شاہ صاحب اور آپ کے خلیفہ مجاز صوفی اللہ رکھا صاحب بھی تھے' وہیں آپ کو دِل کا دَرد شروع ہوا اور تکلیف شدید ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اَفاقہ ہوا تو اُس وقت ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء بروز جمعۃ المبارک پنڈی باورے سے علی پور شریف تشریف لے آئے۔ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب آپ پہلے قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر اَچھی طرح وضو شریف فرما کر تسبیح کو سرہانے کے نیچے رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا 'میرے سر کے نیچے سے تکیہ نکال دو پھر آپ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوگئے اور ذکرِ الٰہی کرتے کرتے اپنی جان' جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مختصر حالات کو قلمبند کرنے کے لئے آپ کے منظورِ نظر حاجی محمد امین صاحب اکبری ٹریڈرز سکنہ سلطان پورہ چوک تیزاب اَحاطہ لاہور والوں نے آپ کی سیرت سے متعلق خوبصورت کتاب حیات لاثانی عطا فرمائی۔ بندۂ ناچیز نے اُس میں سے آپ کے مختصر حالات قلمبند کئے ہیں جس پر بندۂ ناچیز، حاجی محمد امین صاحب کا تہہ دِل سے شکر گزار ہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۱۸۳۰ء وصال ۳۰-۳۱ اگست ۱۹۵۱ء

فخر السادات پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت قبلہ پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادتِ باسعادت تحصیل وضلع نارووال کے گاؤں علی پور سیّداں شریف میں ۱۸۳۰ء کو اپنے وقت کے عارف کامل حضرت پیر سید عبدالکریم شاہ علیہ الرحمہ کے گھر میں ہوئی۔

آپ کے والدِ گرامی حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمہ متقی، دین دار اور فیاض شخص تھے۔ آپ کی ولادتِ باسعادت کے بعد آپ کے والدِ گرامی پیر سید عبدالکریم شاہ علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نومولود کا نام کیا رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس نے پیدا کیا ہے نام وہی رکھے گا۔ آپ کی ولادت کے چند روز بعد آپ کے والدِ گرامی نے آپ کا نام جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ رکھا۔ علاقے میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا انوکھا نام تھا۔ لوگوں نے حضرت سید عبدالکریم شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ یہ نام ایسا کیوں کر رکھا گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے کسی فرد کو جماعت بنتے نہیں دیکھا۔ یہ بچہ بڑا ہو کر ایک ایسی جماعت کا رہبر و رہنما ہوگا جس کی تعداد کا شمار نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ آپ کے والدِ محترم کی پیشین گوئی اِس انداز سے حق تبارک وتعالیٰ نے پوری فرمائی۔ بیسویں صدی میں پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ مرید کسی مرشد کے نہیں ہوئے اور آپ کی شخصیت پورے عالمِ اسلام کی مذہبی شخصیات کیلئے ایک عظیم شخصیت ثابت ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمہ کی عمر شریف جب

چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو آپ کے والدین نے آپ کو قرآنِ کریم حفظ کرنے کیلئے مسجد میں بھیجا۔ آپ نے چند مہینوں میں قرآنِ مجید حفظ کر لیا۔ آپ کے والدین نے اِس خوشی میں زردے پلاؤ کی دیگیں پکوا کر پوری بستی کے لوگوں میں تقسیم کروائیں۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اتنی کم عمر میں قرآنِ مجید حفظ کیا تھا۔

اِبتدائی تعلیم کے حصول کے بعد علم کیلئے دُور دراز علاقوں کے سفر کئے۔ اُنیسویں صدی کے وسط میں سفر کرنا بے حد دشوار تھا۔ سڑکیں نہ تھیں، بسوں اور ریلوں کا کوئی اِنتظام نہ تھا۔ لوگ گھوڑوں' اُونٹوں اور بیل گاڑیوں پر گھنٹوں کا سفر مہینوں میں کیا کرتے تھے۔ اُس وقت جب علی پور سے لاہور آنا جانا جان جوکھوں کا کام تھا' آپ نے اِتنے لمبے سفر کئے اور بڑی بڑی دشواریاں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ آپ نے خان پور، سہارن پور، لکھنؤ، گنج مراد آباد جیسے دُور اُفتادہ علاقوں کا سفر کیا اور اپنے اَندر علم کی قندیلیں روشن کیں۔ آپ نے علم کے وہ خزانے حاصل کئے جن تک پہنچنا ہر کس و ناکس کے بس سے باہر تھا۔

جب آپ اپنی تعلیم مکمل کر چکے تو آپ کو اورینٹل کالج لاہور میں پروفیسر کے عہدے کی پیشکش ہوئی۔ مگر آپ کے والدِ گرامی نے آپ کو اِجازت نہ دی' اُن کا خیال تھا کہ علم کو فروخت کرنے کی بجائے خلقِ خدا کی خدمت کر کے علم کی روشنی کو عام کیا جائے۔ آپ اپنے والدِ گرامی کے حکم کے مطابق رمضان المبارک کے مہینہ میں قرآنِ کریم سناتے اور باقی گیارہ مہینے لوگوں کے ساتھ گزارتے اور اُن کو وعظ میں اَچھے کاموں کی تلقین فرماتے۔

سیرت و کردار:

آپ بچپن ہی سے کامل اِنسان تھے۔ آپ کا طرزِ زندگی عام اِنسانوں سے مختلف تھا۔ آپ اپنے ساتھیوں کو فضول کھیل کود سے باز رکھتے۔ بچپن کے زمانے میں

آپ کا زیادہ وقت ذکرِ الٰہی میں گزرتا۔ خودداری اور بُردباری' دو خوبیاں ایسی تھیں کہ جن سے آپ کی شخصیت بچپن ہی سے دوسروں سے ممتاز تھی۔

نمازِ پنجگانہ، نوافل اور تلاوتِ قرآنِ مجید آپ کا معمول تھا۔ شریعتِ مطہرہ کی پابندی میں آپ یگانۂ روزگار تھے۔ سخاوت میں بے مثل اور فقراء کی خدمت اور محبت میں بیٹھنا آپ کی زندگی کا خاصہ تھا۔

ایک مرتبہ آپ نے حج کا اِرادہ فرمایا تو خدّام نے عرض کیا' حضور پہلے علی پور شریف چلتے ہیں وہاں سے سفر کے اخراجات کا بندوبست کر کے چلیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے نادان لوگ ہو، علی پور سیداں پر اِعتبار کرتے ہو اور جہاں دونوں جہانوں کے والی رہتے ہیں، اُن کا بھروسہ نہیں۔ یہ کہہ کر وہیں سے سفر پر روانہ ہو گئے۔ چنانچہ اسٹیشن پر پہنچتے پہنچتے ہی اللہ ﷻ نے اِتنے اَسباب پیدا کر دیئے کہ اِس شان سے کوئی بادشاہ بھی حج کو روانہ نہیں ہوا ہوگا جیسے آپ روانہ ہوئے تھے۔ راستے میں آپ لوگوں سے فرماتے: دیکھا! میرا اللہ (ﷻ) کتنا رحیم و کریم اور مستعانِ حقیقی ہے اور میرے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی شان کتنی اعلیٰ ہے۔

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں ایک سبزی فروش صدا لگا رہا تھا کہ پودینہ خریدو اور مدینہ منورہ کی زیارت کرو۔ آپ نے جب اُس کی یہ صدا سُنی تو خادم سے فرمایا کہ اِس سے سارا پودینہ خرید لیا جائے، خدا اِس کی زبان کو سچا کرے۔ یہ آپ کا نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے عقیدت و محبت کا ایک اَنداز تھا ورنہ پودینہ خرید کر زیارت تو نہیں کی جاتی۔

تُرکوں کے زمانے میں حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کو مدینہ منورہ میں خصوصی مراعات حاصل تھیں۔ آپ روضۂ مبارک کے اندر جا کر رات بھر عبادت کرتے اور جب صبح کے وقت باہر تشریف لاتے تو آپ کے چہرے پر ایک نورانی روشنی ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کی طرف دیکھنا دشوار ہو جاتا تھا۔ آپ کو مدینہ منورہ کی ہر چیز غرضیکہ مٹی سے بھی پیار تھا۔ واپسی پر باقی چیزوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے مختلف

سبزیوں کے بیج بھی لاتے اور علی پور شریف آ کر اپنی خانقاہ کے باغیچوں میں بوتے۔ جب وہ سبزی اُگتی تو اُن سبزیوں کو خصوصاً پکواتے اور لوگوں سے فرماتے آؤ پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر کی سبزی کھاؤ' اِس کھانے میں مدینۃ النبی ﷺ کی خوشبو آ رہی ہے۔

مدینہ شریف میں قیام کے دوران آپ اپنے خزانوں کے منہ کھول دیا کرتے تھے۔ ایک ایک سائل کئی کئی مرتبہ آتا' آپ کے خدام اگر اُس کو ٹوکتے تو آپ ناراض ہوتے اور فرماتے اِس کی ضرورت ابھی پوری نہیں ہوئی ہو گی تبھی تو وہ آیا ہے۔ جب ضرورت پوری ہو جائے گی تو نہیں آئے گا۔ آپ مزید فرماتے کہ یہ اللہ (ﷻ) کی شان ہے کہ یہ لوگ ہمارے دروازے پر آتے ہیں ورنہ وہ ہمیں بھی اِن کے دروازے پر بھیج سکتا تھا' میں کیوں نہ شکر بجالاؤں۔

حضرت امیرِ ملّت محدّثِ علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ سے لایا ہوا کپڑا اِستعمال فرماتے اور بڑے ناز سے فرماتے' یہ میرے پیارے آقا کریم ﷺ کے شہر کا کپڑا مبارک ہے۔ ایک مرتبہ آپ مدینہ منورہ سے لائے ہوئے کھدر کا سوٹ پہنے ہوئے تھے کہ نواب افتخار حسین خان ممدوٹ آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ خادم نے عرض کی' حضرت دوسرا لباس پہن لیجئے' نواب صاحب کیا سوچیں گے کہ آپ کھدر کا سوٹ پہنے ہوئے ہیں! حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ کھدر مدینہ شریف کا ہے' نوابی اور ممدوٹی دھری رہ جاتی ہے' یہ کھدر صرف نصیب والوں کو ملتا ہے۔

مرزائیت کی سرکوبی:

حضرت امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام قادیانی، دجّال و کذّاب' مردُود کی سرکوبی کیلئے بے پناہ خدمات سرانجام دی ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مرزا مردُود کی یہ عادت تھی کہ وہ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ سے ہر میدان میں شکست کھاتا۔ بھرے مجمع میں ذلیل و خوار ہوتا

مگر وہ بہت ڈھیٹ تھا' پھر بھی مقابلے سے باز نہ آتا تھا۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ میں مرزا غلام قادیانی حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ سے مناظرہ کرنے آیا۔ جب حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ سامنے آئے تو اُس کی زبان سے کوئی بات نہ نکلی۔ اُس کے حواریوں نے کہا' مرزا صاحب بولئے ! حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز تشریف لے آئے ہیں مگر اُس کی سیٹی گم ہو چکی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر اُس کے ساتھ آئے ہوئے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ اُس سے بدظن ہو کر حضرت قبلہ عالم امیرِ ملت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیعت ہو کر ایمانداروں کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔

ایک مرتبہ مرزا غلام قادیانی دجّال وکذّاب لاہور میں مقیم تھا۔ یہاں وہ لوگوں سے اپنی بیوی کے علاج کیلئے پیسے مانگنے آیا تھا۔ خواجہ کمال الدین کے مکان پر اُس نے رہائش رکھی ہوئی تھی۔ یہاں پر اُس نے اپنے منافقانہ اور کافرانہ جال پھیلانے شروع کر دیئے۔ لوگوں نے حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو لاہور آنے کی دعوت دی۔

۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو بادشاہی مسجد میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ مسجد میں حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے علمائے اہلسنّت ومشائخ عظام کے ہمراہ تاجدارِ گولڑہ شریف پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔ بہت اِنتظار کرنے کے بعد بھی مرزا قادیانی بادشاہی مسجد میں نہ آیا۔

حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری نے اِس عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''مرزا غلام احمد قادیانی اگر سچا ہے تو وہ آج میرے ساتھ مناظرہ، مباحثہ اور مباہلہ جو چاہے کر لے' میں اُس کے ساتھ ہر قسم کے مقابلے کیلئے تیار ہوں''۔ چونکہ مرزا غلام قادیانی اِس سے پہلے کئی مرتبہ شکست کھا چکا تھا' اِس لئے وہ

اَب کیونکر سامنے آتا۔ اِس عظیم الشان اِجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیرِ ملّت حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے لوگوں سے کہا کہ میں پیشین گوئی نہیں کرتا مگر اِتنا ضرور کہتا ہوں کہ مرزا غلام قادیانی کے ڈراموں کا سین فلاپ ہو چکا ہے' وہ عنقریب اپنے اَنجام کو پہنچنے والا ہے۔ اِسی اِجتماع میں مرزا غلام قادیانی کی ہلاکت کیلئے باجماعت بددُعا کی گئی جس میں بے شمار مسلمانوں نے مرزا غلام قادیانی خبیث کی موت کیلئے خدا سے دُعا کرتے ہوئے عرض کی' اے پروردگار! مسلمانوں کو قادیانی اِبتلاء سے نجات عطا فرما اور جو مسلمان قادیانیت کے چنگل میں پھنس گئے ہیں اُن کو راہِ ہدایت اور صراطِ مستقیم عطا فرما۔ آپ کی دُعا پر آمین کی صداؤں سے پورا لاہور شہر گونج اُٹھا۔

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے اپنے مریدوں سے فرمایا: اگلے چوبیس گھنٹوں میں اللہ تعالیٰ مرزا غلام قادیانی سے اِس دُنیا کو پاک کرنے والا ہے اور قادیانیت کا سرغنہ ختم ہونے والا ہے۔ یہ بات حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے رات ۱۰ بجے کہی اور صبح ۱۰ بجے مرزا غلام قادیانی آنجہانی ہوگیا۔ مرنے سے پانچ گھنٹے قبل مرزا کو ہیضہ ہوا اور اُس کی حالت غیر ہوگئی، زبان بند ہوگئی، دَست اور قے کا وہ دَور چلا کے مرزا اور بیت الخلاء ایک ہوگئے۔ مرنے سے تھوڑی دیر پہلے مرزا کے منہ اور جائے پاخانہ سے بھی نجاست اِتنی سرعت سے نکلنے لگی کہ گھر والے بھی پریشان ہوگئے اور ایسی بدبو اور تعفّن پھیلا کہ کوئی اُس کے پاس کھڑا نہ ہوسکتا تھا۔ اِس کیفیت میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خاتمہ ہوا۔ یوں یہ دُشمنِ نبوت بد باطن' خبیث اور رسالت کا راہزن مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل جہنم ہوگیا۔

سلسلۂ رشد و ہدایت:

حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ علی پور سیداں شریف سے شروع کیا۔ پہلے آپ نے اپنے اِردگرد کے دیہاتوں میں جا کر

لوگوں کو اِسلام کی نعمت اور اُس کی روشنی سے فیض یاب کیا پھر اپنا دائرہ عمل پنجاب میں بڑھایا۔ آپ پنجاب کے ہر علاقے میں گئے' آپ کو کئی میل پیدل سفر کرنا پڑتا' کئی کئی دن آپ کو پانی نہ ملتا مگر آپ اپنے مشن پر ثابت قدم رہے' ذرّہ بھر بھی لغزش نہیں آنے دی۔ پنجاب کے علاقوں میں جب آپ نے کافی تعداد میں مسلمان کر لئے تو پھر آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے یوپی ہی پی گئے اور وہاں سے دکن حیدر آباد کی طرف تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ برصغیر کے کونے کونے کا دورہ کیا اور رشد و ہدایت کا نور ہر جگہ چمکنے لگا۔

آپ نے سینکڑوں غیر آباد مساجد کو آباد کیا۔ آپ اُن غیر آباد مساجد میں کئی کئی روز تک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ٹھہرتے اور وہاں کے اِرد گرد کے علاقوں کو مسلمان کر کے مسجد میں لاتے تھے۔ اگر کوئی نہ آتا تو آپ گھر گھر جا کر لوگوں کو مسجد کی طرف آنے کی دعوت دیتے تھے۔

ایک دفعہ آپ ایسے علاقے میں چلے گئے جہاں صرف ایک مسجد تھی اور وہ بھی بالکل ویران تھی۔ آپ سارا دن مسجد میں بیٹھے رہے، ظہر کے وقت مسجد میں ایک آدمی آیا اور اذان دینے کے بعد واپس چلا گیا پھر وہ عصر کی نماز کے وقت آیا اور اذان دینے کے بعد واپس چلا گیا پھر وہ مغرب کے وقت آیا اور اذان دینے کے بعد واپس جانے لگا تو آپ نے اُس کو روک لیا اور پوچھا تم اذان دینے کیلئے آتے ہو لیکن نماز نہیں پڑھتے اِس کی کیا وجہ ہے؟ اُس نے جواب دیا میں اذان نماز پڑھنے کیلئے نہیں دیتا بلکہ فلاں علاقے کا زمیندار مجھے مسجد میں اذان دینے کا معاوضہ دیتا ہے اور اگر میں اذان نہیں دوں گا تو سال بھر غلہ مجھے نہیں ملے گا۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے اُس کو اپنے ساتھ نماز پڑھوائی۔ پھر اُس کے ساتھ گاؤں کے ہر گھر میں گئے اور لوگوں کو دعوتِ حق دی۔ چند ہی دنوں میں مسجد ایسی آباد ہوئی کہ پانچوں وقت کی اذان نماز باجماعت ہونے لگی۔

حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کو بعض اَوقات کئی علاقوں میں مہینوں رُکنا پڑتا اور

آپ کے دورے سالوں پر محیط ہوتے۔ آپ اپنے بیوی بچوں اور دیگر افرادِ خانہ سے بے خبر ہو کر اللہ عزّ وجلّ کے دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگے رہتے۔ جہاں بھی ٹھہرتے اپنا خرچ کرتے جتنا زیادہ خرچ کرتے اُتنا ہی زیادہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو عطا فرما دیتا۔

حضرت امیرِ ملّت اور علامہ اقبال:

حکیم الامّت ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ آپ کے بہت زیادہ عقیدت مند اور محبّ تھے۔ وہ حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انجمن حمایت اِسلام کا جلسہ ہو رہا تھا اور رش بہت زیادہ تھا۔ علامہ اقبال مرحوم بھی جلسہ میں موجود تھے۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ جلسہ کی صدارت فرما رہے تھے۔ علامہ اقبال مرحوم کو کہیں جگہ نہ ملی تو حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اولیاء اللہ کے قدموں میں جگہ مل جائے تو اس سے بڑی کیا سعادت ہوگی۔ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا: جس کے قدموں میں اقبال آجائے اُس کے ناز کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ ایک مرتبہ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے علامہ اقبال مرحوم کو اُن کا یہ شعر سنایا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اِن کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

علامہ اقبال مرحوم نے حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عرض کی حضرت میری بخشش کیلئے یہی کافی ہے کہ آپ کو میں کسی حوالے سے یاد تو ہوں۔

سخاوت اور فیاضی:

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کیلئے جب چندہ جمع کرنے کی مہم شروع ہوئی تو لاہور میں ایک بہت بڑے جلسہ میں حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ نواب وقار الملک نے اپنی ٹوپی حضرت کے قدموں پر رکھ دی اور آپ سے درخواست کی کہ

حضرت یونیورسٹی کا انعقاد مسلمانوں کی آن کا مسئلہ ہے، آپ کی مدد کے بغیر اس کی تکمیل ناممکن ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا یونیورسٹی میں دینی تعلیم بھی ہوگی اور نمازوں کی ادائیگی کیلئے باقاعدہ یونیورسٹی میں مسجد کا بھی انتظام ہوگا؟ تو نواب وقار الملک نے عرض کیا' جی حضور! دینی تعلیم بھی ہوگی اور مسجد بھی ہوگی۔ نواب صاحب کی بات سُن کر حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے اُسی وقت ۳ لاکھ روپے کی گراں قدر رقم یونیورسٹی کو دی اور بعد میں تمام عمر یونیورسٹی کی امداد فرماتے رہے۔ آپ کے کئی مرید بھی اس یونیورسٹی کے طلباء اور اُستاد تھے۔ آپ کے فیض سے یونیورسٹی نے بہت بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔

جامع مسجد نور:

حضرت امیرِ ملّت علی پوری علیہ الرحمہ کو دین کے کاموں سے اتنی لگن اور محبت تھی۔ آپ نے علی پور سیّداں میں ایک عدیم المثال مسجد تعمیر کرائی جو ساری کی ساری سنگ مرمر سے تیار کروائی گئی اور یہ مسجد آج بھی موجود ہے۔ اس مسجد کو حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے اپنے ذاتی پیسوں سے مکمل کرایا۔ سستے زمانے میں اس مسجد کی تعمیر پر چھ لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔ اس مسجد کے دروازے صندل کی لکڑی سے بنوائے گئے اور اُن پر ہاتھی کے دانت سے نقش ونگار کرائے گئے۔ اس مسجد کی چھت میں اکیس فٹ لمبا ویل مچھلی کا کانٹا بھی خوبصورتی کیلئے لگایا گیا ہے۔

اس مسجد کا نام حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے مسجد نور رکھا ہے۔ جس دن یہ مسجد مکمل ہوئی تو حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے نمازِ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: لوگو! اس مسجد پر جتنا خرچ ہوا ہے' وہ میں نے اپنی جیب سے کیا ہے۔ کوئی مائی کا لعل یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اُس نے اس پر ایک پیسہ بھی خرچ کیا ہے۔ اَب جب مسجد مکمل ہوگئی ہے تو میں لوگوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں کہ آئندہ

میری زندگی میں یا بعد از وصال اِس مسجد کی توسیع اور آرائش وزیبائش پر کوئی جتنا خرچ کرنا چاہے خرچ کرسکتا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے، جو شخص علی پور سیّداں آئے' یہاں مسجد نور میں نماز ضرور پڑھے۔

امیر ملّت اور تحریکِ خلافت:

انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں امیرِ ملّت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے شانہ بشانہ کام کیا۔ مولانا شوکت علی کی اپیل پر جب چندہ جمع کرنے کا وقت آیا تو آپ کا اِشارہ پاکر لوگوں نے اِس انداز سے چندہ جمع کرنا شروع کیا کہ چند دن میں ایک لاکھ روپیہ جمع ہوگیا، آپ نے تمام رقم علی برادران کو بھیج دی۔

ایک دفعہ کسی نے یہ افواہ اُڑادی کہ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ اور علی برادران میں اِختلاف پڑ گیا ہے۔ جب حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کو اِس بات کی اطلاع ہوئی تو لائل پور موجودہ (فیصل آباد) میں ایک بھرے جلسے میں اِعلان کیا کہ میں تحریکِ خلافت کے ساتھ ہوں، یہ تحریک اَیسا جہاد ہے اگر اِس جہاد میں شامل لوگوں پر گولی چلادی گئی تو پہلی گولی میرے سینے میں لگے گی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ میں انگریز سے نہیں ڈرتا بلکہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ انگریز کو کسی بھی مسلمان لیڈر سے اِتنا خطرہ نہیں تھا جتنا حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ سے تھا۔ اِس لئے کہ انگریز جانتا تھا کہ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کی ایک للکار پر اُن کے پاک وہند میں پھیلے ہوئے لاکھوں مرید ایک لمحہ میں اِکٹھے ہوکر مقابلہ میں آجائیں گے۔

آپ کی تحریکات:

پہلی جنگِ عظیم میں اِتحادی طاقتوں نے مسلم اِتحاد پارہ پارہ کردیا۔ مسلمان مرتد ہوکر دوسرے مذہب میں شامل ہورہے تھے۔ امیرِ ملّت محدث علی پوری علیہ

الرحمہ نے فرمایا: میں جب تک مرتد مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان نہیں کرلوں گا' چین سے نہیں بیٹھوں گا۔

چنانچہ آپ کی مساعی جمیلہ سے دینِ اسلام سے پھرے ہوئے مسلمان دوبارہ مسلمان ہوگئے۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کی خدمات اِتنی زیادہ ہیں کہ اِن کا فرداً فرداً تذکرہ کرنا مشکل ہے۔ آپ کے کارنامے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ تحریکِ خلافت' انجمن حزبُ الاحناف' شہید گنج تحریک۔ اِن سب تحریکوں میں حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے دامے درمے قدمے سخنے حصّہ لیا۔

۱۹۳۵ء میں راولپنڈی میں تحریک شہید گنج میں آپ جان کی بازی لگا کر میدان میں آئے اور مسجد کی واگزاری کیلئے کانفرنس میں تقریر کی۔ یہ کانفرنس یکم ستمبر ۱۹۳۵ء کو ہوئی۔ اِس کانفرنس میں آپ کو امیرِ ملّت اور مولانا محمد اسحاق مانسہروی علیہ الرحمہ کو نائب امیر منتخب کیا گیا۔ بیعتِ اَمارت سب سے پہلے علامہ عنایت اللہ مشرقی نے کی۔

۱۹۴۰ء میں جب قرارداد لاہور منظور ہوئی تو حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے اِس کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا: جو شخص اِس قرارداد کے خلاف کوئی بات کرے گا' میں اُس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔

۱۹۴۳ء میں قائداعظم محمد علی جناح پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے اُن کو ایک مشفقانہ خط میں تحریر فرمایا: یہ جو آپ کو شش ومحنت کررہے ہیں، یہ دراصل میرا کام تھا مگر اَب میں سو سال کی عمر سے متجاوز ہو چکا ہوں لہٰذا میرا بوجھ بھی آپ پر آن پڑا ہے۔ آپ اگر اِس میدان میں ثابت قدم رہے تو میں آپ کی ہر میدان میں پوری پوری مدد کروں گا۔ جب قائداعظم مرحوم کو آپ کا خط ملا تو جواب میں قائداعظم مرحوم نے لکھا کہ آپ کا خط پڑھ کو یوں محسوس کرتا ہوں کہ میں اَبھی سے کامیاب ہوگیا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز میں اپنے مقصد سے کبھی

پیچھے نہ ہٹوں گا۔

حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمہ کو قائداعظم مرحوم کی حمایت کیلئے آمادہ کیا تو پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمہ نے مانکی شریف میں ایک جلسہ کیا جس میں قائداعظم مرحوم کو بھی بلایا گیا۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کے فرستادہ کی اتنی قدر و عزت کی کہ جلسہ کی صدارت بھی اُنہی سے کروائی۔ بعد میں جب قائداعظم مرحوم سے کہا کہ آپ کیلئے امیرِ ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سونے کا تمغہ بھیجا ہے۔ قائداعظم خوشی سے کھڑے ہوگئے اور بولے فوراً تمغہ میرے سینے پر آویزاں کیا جائے۔ آج میں سچ مچ کامیاب ہوگیا ہوں۔

۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے اِنتخاب کے وقت حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا: جو شخص مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوگا اور اِس کو اپنا ووٹ نہیں دے گا' اُس کے ساتھ سماجی مقاطعہ کیا جائے۔ اُس کا نہ جنازہ پڑھا جائے اور نہ ہی اُس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ آپ کی آواز پر اِتنے لوگوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے کہ مسلم لیگ بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ قائداعظم مرحوم نے حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کو تار بھیجا' آپ کی دُعاؤں سے پاکستان کی سرحدیں بن گئی ہیں۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے جواباً تحریر فرمایا کہ مسلمانوں کو اُن کے نئے وطن کی سرحدیں مبارک ہوں۔ جب پاکستان بن گیا تو ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم مرحوم نے حضرت امیرِ ملّت محدث علی پوری علیہ الرحمہ کو ایک خط تحریر کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت آپ کی دُعاؤں اور نیک تمناؤں سے مسلمانوں نے دو سو سال کی غلامی کے بعد خود اپنی آزاد خود مختار مملکت بنائی ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مسلمان اِس نئے ملک پر بہت خوش ہوں گے۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے قائداعظم مرحوم کو جواباً لکھا: ''ملک گیری آسان ہے مگر ملک داری مشکل ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائے''۔

مدینے کے تاجدار کی جانب سے پیغام رسانی:

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت امیرِ ملت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں سرکارِ کائنات ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو سرکارِ ابد قرار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ آپ ہندوستان میں حیدر آباد دکن جائیں اور مولانا خیر المبین علیہ الرحمہ کو جا کر میرا سلام پہنچائیں۔

حضرت امیرِ ملت علیہ الرحمہ حکم ملتے ہی فوراً حیدر آباد دکن پہنچے اور اسٹیشن پر پہنچ کر ٹانگے پر بیٹھے اور کوچوان سے فرمایا کہ مجھے مولانا خیر المبین علیہ الرحمہ کے گھر پہنچا دو ٹانگے والا آناً فاناً آپ کو ایک بہت بڑی عمارت میں لے گیا۔ آپ عمارت کے کروفر اور غلام گردشوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آپ کو دیکھتے ہی مولانا خیر المبین علیہ الرحمہ نے کھڑے ہو کر آپ کا اِستقبال کیا' آپ کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ حضرت امیرِ ملت علیہ الرحمہ نے اُن کو بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے آپ کو سلام بھی بھیجا ہے۔ پیغام سن کر مولانا خیر المبین علیہ الرحمہ کی حالت غیر ہوگئی اور زور زور سے رونے لگے اور امیرِ ملت علیہ الرحمہ کے قدم چومنے لگے اور فرما رہے تھے کہ اُس نبی رحمت ﷺ اور ایسے پیامبر پر سلام جو اتنے پیارے آقا ﷺ کا پیغام لے کر آیا ہے۔ مولانا خیر المبین علیہ الرحمہ نے کئی روز تک حضرت امیرِ ملت کو مہمان رکھا' اُس کے بعد حضرت امیرِ ملت جب بھی حیدر آباد دکن تشریف لاتے تو خود نظام حیدر آباد دکن ریلوے اسٹیشن پر آپ کے اِستقبال کیلئے آتا مگر آپ اُس کے ہاں جانے سے پہلے مولانا خیر المبین علیہ الرحمہ کے ہاں تشریف لے جاتے اور نظام حیدر آباد کے بار بار اِصرار پر بمشکل مولانا سے اِجازت لے کر شاہی مہمان خانے میں ٹھہرتے تھے۔

حضرت امیرِ ملت علیہ الرحمہ کلمہ حق علی الاعلان کہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ درس دے رہے تھے۔ نظام حیدر آباد بھی اُس میں شامل تھا۔ آپ پردہ کے

موضوع پر تقریر فرما رہے تھے اور بے پردہ عورتوں کی سختی سے مذمت فرما رہے تھے۔ نظام حیدر آباد کی لڑکیاں بھی بے پردہ پھرتی تھیں اس پر آپ نے دوران درس ہی نظام حیدر آباد کی طرف رُخ کر کے اِنتہائی جلال سے فرمایا۔ اَب تو بادشاہوں کی مستورات بھی بے پردہ پھرتی ہیں۔ جہاں بادشاہ کا یہ حال ہوگا وہاں رعایا کا اللہ حافظ۔ نظام حیدر آباد کو اُس کے خوشامدیوں نے بہت اُکسایا کہ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اُنہوں نے سرِعام آپ کی توہین کی ہے۔ مگر نظام نے اُن کی بات پر توجہ نہ دی اور کہا کہ امیرِ ملّت علیہ الرحمہ وہ واحد شخص ہیں جن کی زبان سے حق بات نکلتی ہے۔ اِس لئے اُن کی بات میرے لئے باعثِ توہین نہیں بلکہ میری فلاح کا باعث ہے۔

ایک مرتبہ برطانوی وائسرائے نظام حیدر آباد سے ناراض ہوگیا کیونکہ نظام کے متعلق کافی شکایات وائسرائے کے پاس گئی تھیں۔ اِس معاملے میں نظام حیدر آباد بہت پریشان تھا۔ اِس نے ایک خط اپنے قاصد کے ذریعے حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کے پاس بھیجا جس میں اپنی پریشانی بھی بیان کی اور دُعا کیلئے بھی درخواست کی۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ پہلے قاصد کو خاطر میں نہ لائے پھر بڑی منت سماجت کے بعد قاصد سے کہا کہ نظام سے کہو کہ تم کیسے حاکم ہو جو قانون کو بھی نہیں سمجھتے۔ وائسرائے کو لکھنا چاہیے کہ میرے مقدمہ کی سماعت کیلئے میرے علاوہ میرے مخالفین کو بھی طلب کیا جائے جنہوں نے شکایت کی تا کہ صحیح صورتِ حال سامنے آئے۔ نظام حیدر آباد نے آپ کے فرمان کے مطابق وائسرائے کو خط لکھا' اُس کے جواب میں وائسرائے نے جلد ہی خط بھیجا کہ نظام کے خلاف شکایتی درخواست ہم مسترد کرتے ہیں اور ساتھ معذرت بھی کہ نظام حیدر آباد کو ہمارے رویئے سے تکلیف پہنچی۔ جب نظام نے یہ خوشخبری حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کو آ کر سنائی تو آپ نے فرمایا: نظام! وائسرائے تمہاری تعظیم کیسے نہ کرتا اگر وہ نہ کرتا تو ہم کسی اور کو اُس کی جگہ

وائسرائے مقرر کر دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ دَرس دے رہے تھے کہ آپ کو پیغام ملا کہ حیدر آباد کے نظام نے یاد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نظام سے کہہ دو کہ میں اِس وقت بڑی سرکار میں حاضر ہوں۔ اِس کے بعد نظام نے آپ کو کبھی رسمی بلاوا نہیں بھیجا بلکہ خادم صرف اِتنا کہہ دیتا کہ نظام دُعا کا طالب ہے۔

کشف و کرامات:

موضع بلوانا ضلع جھنگ میں رجب علی نامی ڈاکو اور پیشہ ور قاتل رہتا تھا۔ اُس نے لوگوں کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اُس کی دہشت سے لوگوں کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔ عوام کے علاوہ حکمران بھی اُس سے نالاں تھے۔ اُس کی نگرانی کیلئے پولیس پارٹی تشکیل دینا پڑتی تھی۔ ایک مرتبہ موضع بلوانا کا تھانیدار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو کہ رجب علی سے بہت تنگ تھا۔ اُس نے عرض کی 'حضور دُعا فرمایئے' میں مرجاؤں یا رجب علی مرجائے' اُس نے تو میرا قافیہ تنگ کر رکھا ہے۔ آئے دن مجھے اُس کی وجہ سے لائن حاضر کیا جاتا ہے۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ میں نے آج تک کسی کیلئے بددُعا نہیں کی اِس لئے بددُعا دینا تو ممکن نہیں۔ ہاں اِس کا کوئی اور حل نکالا جاسکتا ہے۔ یہ بتاؤ کہ اِس وقت رجب علی ہے کہاں؟ تھانیدار بولا' حضور رجب علی اِس وقت حوالات میں بند ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُس کو میرے پاس لایا جائے۔ جب رجب علی کو لایا گیا تو اُس نے دیکھا کہ کئی مرید حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کے پاؤں دبا رہے ہیں۔ تھانیدار نے رجب علی کو بھی حکم دیا کہ وہ حضرت صاحب کے پیر دبائے، رجب علی کو بادلِ نخواستہ پیر دبانے پڑے۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ نے محسوس فرمایا کہ رجب علی اُن کے پاؤں کو تکلیف پہنچانے کے خیال سے زور سے دبا رہا ہے۔ آپ نے باقی خدام سے کہا کہ بس کرو آج میرے پیر رجب علی

دبائے گا۔ رجب علی کافی دیر پاؤں دباتا رہا۔ آخر اچانک پاؤں چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا' حضرت میں آپ کو مان گیا ہوں۔ اِتنے زور سے دباتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں اور زور سے دباؤ۔ حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ بولے' رجب علی تو اپنے آپ کو شہ زور سمجھتا ہے۔ پولیس کو اور لوگوں کو تو نے آگے لگا رکھا ہے مگر اس بوڑھے فقیر کے پاؤں ٹھیک سے دبا نہیں سکتا اگر تیری طاقت اِتنی ہی ہے جتنی تو لگا چکا ہے تو پھر چھوڑ شہ زوری اور ہم فقیروں میں شامل ہو جا۔ آپ کی بات سُن کر رجب علی کے دِل پر ایسا اثر ہوا کہ اُس دن کے بعد اُس نے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کیلئے تائب ہو کر درویشی کی زندگی اِختیار کر لی۔

کرامت:

ایک دفعہ امیرِ ملّت حضرت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخالفین نے کہا کہ آپ سیّد نہیں ہیں۔ سیّدوں کو آگ نہیں جلاتی۔ اگر آپ سیّد ہیں تو آگ میں چل کر دِکھائیں۔ حضرت امیرِ ملت محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیلنج قبول کر لیا اور ایک وسیع جگہ پر ایک بہت بڑی آگ جلائی گئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے دوزخ دہک رہی ہے۔ آگ کی تپش سے لوگ دُور دُور کھڑے تھے۔ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ بے خطر جوتے اُتار کر آگ میں داخل ہو گئے اور فرمایا کہ جس کا دل چاہے میرا دامن پکڑ کر آگ میں چلا آئے۔ آپ کے ساتھ بارہ باہمت نوجوان بھی آگ میں داخل ہو گئے۔ مگر آگ نے کسی شخص کو بھی نقصان نہیں پہنچایا۔ یہ کرشمہ سازی نہ تھی بلکہ خدا کا فضل و کرم تھا جو اُس نے اپنے خاص بندے پر کیا۔

پیر خانے کا اَدب واحترام:

حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کو اپنے مرشد حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمہ سے بڑی محبت تھی۔ چُورہ شریف ریلوے اسٹیشن سے خانقاہ ننگے پاؤں

جاتے اور خانقاہ سے ریلوے اسٹیشن تک ننگے پاؤں واپس جاتے۔ چُورہ شریف میں قیام کے دَوران بھی بغیر جوتوں کے پھرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ کے مرشد حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمہ علی پور سیّداں آئے تو آپ ریلوے اسٹیشن سے اُن کو لے کر اپنے گھر آئے تو اُن کے پیچھے پیچھے ننگے پاؤں چلتے رہے۔ اپنے مرشد کیلئے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے پکواتے۔ جب مرشدِ کامل کھانا کھاتے تو آپ ہاتھ باندھ کر خادموں کی طرح کھڑے رہتے۔ حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمہ کے ہمراہ آئے ہوئے درویشوں کی بھی بہت خدمت فرماتے۔ اُن کے ہاتھ خود دُھلاتے اور اُن کے سامنے بیٹھنا بھی گستاخی تصور کرتے تھے۔

آپ کا معمول رہا ہے کہ مرشدِ کامل کے وصال کے بعد اُن کی اَولاد میں سے جب بھی کوئی علی پور سیّداں آتا تو آپ اُن کے اِستقبال کیلئے ننگے پاؤں آبادی سے باہر جا کر اُن کا اِستقبال کرتے پھر اُن کو سواری پر بٹھاتے اور خود پیدل چلتے تھے پھر خانقاہ شریف میں لا کر اُن کو مسند پر بٹھاتے اور خود اُن کے قدموں کی طرف بیٹھ جاتے۔ آپ کا یہ اعزاز تو اپنے مرشدِ کامل اور اُن کی اَولاد کیلئے تھا۔ اِس کے علاوہ اگر چورہ شریف کا کوئی عام آدمی بھی علی پور سیّداں آجاتا۔ تو آپ اُس کی بھی ایسی خدمت فرماتے جیسے اپنے پیروں کی کرتے تھے اور واپسی پر اُن کو مالا مال کر کے بھیجا کرتے تھے۔

آپ کا وصال باکمال:

۱۳ مئی ۱۹۵۱ء کو جب حضرت امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عمر شریف ۱۲۱ سال ہوگئی۔ تو آپ کو ایک خط ملا جو کہ عربی میں تحریر تھا۔ اُس میں لکھا ہوا تھا: **جماعت علی تمہاری عمر اَب تھوڑی سی رہ گئی ہے اِس لئے زیادہ عبادت کیا کرو۔** لوگوں نے جب یہ سُنا تو اُن کے ہوش اُڑ گئے۔ سب نے کہا' یہ خط غلط ہے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا: میں موت سے نہیں ڈرتا' موت پر رونا بزدلی

ہے۔ سب نے ایک دن مرنا ہے۔ آپ کے مریدوں نے عرض کیا' حضور ہمیں خط دکھائیں۔ آپ نے فرمایا: خط میرے نواسے حیدر حسین علیہ الرحمہ کے پاس ہے۔

خط منگوایا گیا مگر اس میں تحریر کردہ عبارت کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قدیم عربی ہے۔ اس میں جو اطلاع دی گئی ہے وہ بالکل سچ ہے۔ اگر تم لوگ خط پر یقین نہیں کرتے تو انتظار کرو' اس خط میں جو کچھ لکھا ہے اور میں نے پڑھا ہے وہ عنقریب پورا ہوگا۔

حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ ہر گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈے علاقے میں تشریف لے جاتے مگر ۱۹۵۱ء میں علی پور سیّداں میں ہی رہے۔ رمضان المبارک کی ۹ تاریخ کو آپ کو سخت بخار ہوگیا۔ پھر یہ بخار مسلسل رہنے لگا۔ ایک روز آپ نے اپنے سارے مریدوں کو خاص طور پر بلوایا' اُن کو کھانا کھلوایا' اُن کے ساتھ بیٹھ کر تھوڑی سی فرنی خود بھی تناول فرمائی۔ اُس کے بعد تین چار مرتبہ ہاتھ دھوئے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت انور حسین علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ آج عشاء کی نماز جلدی سے پڑھا دو۔ مجھے بخار کی وجہ سے سخت سردی لگ رہی ہے۔ نماز سے فارغ ہوکر اپنی تسبیح منگوائی۔ اپنے اَوراد و وظائف پورے کئے اور تسبیح واپس کردی پھر پوچھا کہ ساتھ والے کمرے میں کون ہے؟ جواب ملا' گھر کی مستورات ہیں۔ فرمایا: اُن کو تسلی دے کر زنان خانے میں بھجوا دیا جائے کیونکہ میں اَب بالکل ٹھیک ہوں۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔ یوں محسوس ہوا جیسے آپ استراحت فرما رہے ہیں مگر جب نبض دیکھی گئی تو خاموش تھی۔ آپ کے چہرے پر اَبدی سکون تھا۔ ۱۲۱ سال کی عمر شریف میں مؤرخہ ۳۱/۳۰ اگست کی درمیانی رات ۱۹۵۱ء کو حضرت امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال باکمال ہوا۔ سنگِ مرمر سے بنا ہوا اور دیگر آرائش زیبائش سے مزیّن آپ کا مزار شریف قیامت تک اپنے فیض کے چشمے سے آنے والوں کو سیراب کرتا رہے گا۔

سراج الملّت حضرت الحاج حافظ سید حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء وصال: ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء

آپ امیرِ ملّت علیہ الرحمہ کے خلفِ اکبر تھے۔ غالباً ۱۸۸۰ء کے مطابق ۱۲۹۷ھ سے قبل ولادت ہوئی تھی۔ ابتدائے عمر ہی سے ذہانت وفطانت کے آثار پیشانی سے ظاہر ہوتے تھے اور اہلِ بصیرت جانتے تھے کہ آپ مناصبِ بلند پر فائز ہوں گے۔

آپ دو تین ماہ کے تھے کہ باباجی حضرت پیر فقیر محمد صاحب چوراہی رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف تشریف لائے۔ تو آپ کے چچا حضرت سیّد صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو گود میں لے کر حضرت باباصاحب علیہ الرحمہ کی خدمت پاک میں لائے اور عرض کیا کہ اس پر دَم فرمادیجئے۔ یہ اکثر روتا رہتا ہے۔ حضرت باباجی صاحب علیہ الرحمہ نے دَم فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ یہ رونے والا بچہ نہیں ہے یہ بڑا مرد ہوگا اور ہمیشہ خوش وخرم رہے گا۔

حفظِ قرآنِ مجید:

جب عمر مبارک سوا چار سال ہوگئی تو آپ کو حضرت قاری حافظ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی خدمت میں کلامِ مجید کی تعلیم اور حفظ کے لئے بٹھایا گیا۔ آپ نے بڑی مشقت سے صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب کو پڑھانا شروع کیا اور بہت چھوٹی عمر میں پورا کلامِ مجید حفظ کرادیا۔

اِبتدائی تعلیم:

علی پور سیّداں شریف میں کوٹ والی مسجد میں پانچویں جماعت تک سکول

قائم کیا جا چکا تھا۔ جب آپ کلامِ مجید کے حفظ سے فارغ ہو گئے تو آپ کو اسی سکول میں داخل کرایا گیا۔ آپ اسی سکول میں پڑھتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ مولانا عبدالرشید صاحب سے فارسی کا سبق لیتے رہے۔ گلستان، بوستان اور دوسری ابتدائی کتابیں آپ نے انہی سے پڑھیں۔ قلعہ سوبھا سنگھ میں آٹھویں جماعت تک یعنی مڈل سکول کھل چکا تھا۔ علی پور سیّداں شریف سے پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ قلعہ سوبھا سنگھ کے مڈل سکول میں داخل ہوئے اور وہاں سے آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کر کے سند حاصل کی۔ اس دوران بھی مولانا عبدالرشید صاحب سے فارسی کی کتابیں پڑھتے رہے۔

حضرت الحاج مولانا نور احمد صاحب علیہ الرحمہ انجمنِ نعمانیہ لاہور کے صدر مدرسہ میں صدر مدرس تھے۔ شیخ بڈھا کی مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمہ نے مولانا نور احمد صاحب علیہ الرحمہ سے عربی کی درسی کتب پڑھیں۔ علوم وفنون، معقول ومنقول کی اکثر کتابیں امرتسر کے مدرسہ سے پڑھیں۔

امرتسر کے قیام میں حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی محنت اور دلجمعی سے تحصیلِ علم میں وقت صَرف کیا تھا۔ جناب سیّد قائم علی شاہ صاحب نے ایک دفعہ بتایا کہ ہم لوگ ذاتی کام سے امرتسر گئے ہوئے تھے تو صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمہ سے ملنے شیخ بڈھا کی مسجد میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمہ ایک حجرہ میں بیٹھے اپنا سبق یاد کر رہے ہیں۔ مٹی کے لوٹے کے اُوپر روٹی رکھی ہے۔ روٹی کا لقمہ توڑ کر نمک مرچ لگا کر منہ میں رکھ لیتے ہیں اور مطالعہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر باہر کھڑے ہم یہ شغل دیکھتے رہے اور خوش ہوئے کہ ایسی محنت ہو تبھی اعلیٰ پڑھائی ہو سکتی ہے اچانک صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمہ کی نظر ہم پر پڑی تو فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ محبت اور عزّت سے پیش آئے۔ کھانے کی دعوت دی۔ مگر ہم

کھانا کھا کے اُن کے پاس گئے تھے۔ اِس لئے معذرت کر دی اور کہا کہ ہم تو صرف آپ سے ملنے اور آپ کی خیریت معلوم کرنے آئے ہیں"۔

سفرِ دہلی:

اَمرتسر میں تحصیلِ علم کے بعد آپ دہلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ درسِ نظامی کی تمام اعلیٰ کتابیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں سے کی۔ حضرت سراج الملّت علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآنِ مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی نذیر احمد صاحب سے پڑھا ہے اور حدیث کی کتابیں کفایت اللہ صاحب سے پڑھی ہیں۔

مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورۂ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لئے مولوی محمود الحسن صاحب تشریف لائے۔ آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمہ فطری تواضع و انکساری کے مطابق سب سے پیچھے تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں۔ مولوی محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اَب کوئی دستار نہیں رہی تو اُنہوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اُتار کر صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمہ کی دستار بندی کی اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے اور آپ کے لئے دُعا کی۔ (یہ دستار اور سند اَب تک آپ کے تبرکات میں محفوظ ہے)

تحصیلِ علمِ طب:

قیامِ دہلی کے زمانے میں حضرت صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمہ نے حکیم اجمل خان صاحب مرحوم کے طبیہ کالج میں داخلہ لے کر طب کی بھی باقاعدہ تعلیم حاصل کی تھی۔ حکیم اجمل خاں صاحب آپ کو اپنے لائق شاگردوں میں شمار کرتے تھے۔ دہلی کے یونانی طب سے تعلق رکھنے والے اِدارے آپ کی طبیبانہ حیثیت سے

بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ ہمدرد دواخانہ دہلی سے جو اِشتہارات، فہرستیں اور کتابچے آتے رہتے تھے، اُن پر آپ کے نام کے ساتھ حکیم بھی لکھا ہوتا تھا۔ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں جو بیمار تعویذ لینے کے لئے آتے تھے۔ آپ اُنہیں تعویذ کے ساتھ دواؤں کا نسخہ بھی عطا فرماتے تھے۔ علاج پرہیز کی بابت تاکید فرماتے اور ضروری ہدایت کی پابندی پر زور دیتے تھے۔ دیگر شدید اَمراض کے علاوہ اَٹھرا جیسے موذی مرض کے لئے بھی نسخہ تجویز کر کے دیا کرتے تھے۔

کتابوں کا شوق:

۱۹۳۲-۳۳ء میں حج کے لئے آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے تو جہاں دوسرے لوگوں نے ڈھیروں تبرکات اور تحفے خریدے، آپ نے لاتعداد عربی کتابیں خرید فرمائیں اور پیٹیاں بھر کر علی پور شریف لائے۔ جو کتابیں ہندوستان میں نایاب اور کمیاب تھیں خاص طور پر آپ نے اُنہی کی خریداری کا اِہتمام فرمایا تھا۔ مثلاً مبسوط سرخسی، فتح القدیر، بحرالرائق، شیخ زادہ، عینی، قسطلانی (شروح بخاری) تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان اور تفسیر ابنِ جریر وغیرہ۔

فتویٰ نویسی:

حضرت سراج الملّت علیہ الرحمہ جلیل القدر عالم، محدّث اور فقیہہ تھے۔ اِس لئے فتویٰ نویسی کی خدمت بھی آپ ہی سے متعلق تھی۔ آپ مشکل سے مشکل مسائل پر فتویٰ اِرشاد فرماتے تھے۔ حدیث وفقہ کی کتابوں پر اَیسا عبور حاصل تھا کہ آپ کے فتوے قوی اور مضبوط دلائل سے حوالہ جات کے ساتھ مزین ہوتے تھے۔ جن سے اِنحراف کی مجال ممکن نہ ہوتی تھی۔ عدالتوں میں بھی اُن پر اعتماد کیا جاتا اور اُن سے سند لی جاتی تھی۔ علم الفرائض بہت مشکل چیز ہے مگر آپ کو اُس میں بھی کامل مہارت حاصل تھی۔ میراث کے مسائل کا جواب برجستہ دیتے اور ترکہ کی تقسیم کے معاملات

مدلّل طور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں فوراً حل فرمادیتے تھے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی علیہ الرحمہ:

حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ مختلف ممالک سے بڑے بڑے علماء اور فضلاً روضۂ نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوتے رہتے ہیں، میں اُن سے ملتا رہتا ہوں مگر میں نے کسی کو حضرت سراج الملّت رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا متبحر عالم نہیں پایا۔

تقویٰ:

حضرت جتنے جلیل القدر عالم تھے، اُسی کے مطابق آپ کو اِتباعِ شریعت اور پابندیٔ سُنّت کا اِہتمام ملحوظ ہوتا تھا۔ محرّمات اور مکروہات کا تو ذکر ہی کیا ہے، آپ مباح چیزوں میں بھی شُبہہ کی صورت میں اِحتیاط برتتے تھے۔ کبھی کسی مشتبہ کام کو ہاتھ نہیں لگایا اور ہمیشہ تقویٰ پر کاربند رہے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ العزیز کے معمولات اور معاملات میں پابندیٔ شریعت اور اِتباعِ سُنّت کا ذکر تفصیل سے آیا ہے۔ حضرت کی حیاتِ طیّبہ میں بھی اسی کا کامل نمونہ نظر آتا تھا۔ شریعت وسُنّت پاک پر عمل آپ کی سرشت بن چکا تھا اِس سے اِنحراف کا تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

جود وسخا:

قبلہ عالم حضرت پیر سیّد جماعت علی محدّثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی بڑے سخی اور جواد تھے۔ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ اُن کی نقد وجنس ہر طرح کی ضرورتیں فراہم کرتے رہتے تھے۔ اِس پر طُرّہ یہ کہ عام طور پر دوسروں کو خبر بھی نہیں ہونے دیتے تھے۔ اِسی طرح مدرسہ کے طلباء کی ہر قسم کی ضروریات کا اِہتمام فرماتے تھے۔ تاکہ طلبِ علم میں اُن کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اِن تمام کاموں میں جو روپیہ صَرف ہوتا اُس کا علم اللہ ﷻ

اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علاوہ کسی کو نہیں ہوتا تھا۔

ملّی خدمات:

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ العزیز کی سیرت کے بیان میں دینی، ملّی، فلاحی خدمات کا ذکر بھی آتا ہے۔ ان تمام تحریکوں میں حضرت سراج الملّت علیہ الرحمہ برابر شریک رہے۔ انجمن خدام الصوفیہ، فتنۂ ارتداد، تحریکِ خلافت، ساردا ایکٹ، تحریک قیامِ پاکستان اور دوسری تعلیمی، دینی اور ملّی خدمات میں آپ ہی تمام اِنتظامات کے ذمہ دار ہوا کرتے تھے۔ کسی تحریک کے ناظمِ اعلیٰ، کسی کے خازن اور کسی کے مہتمم بنتے اور اپنے فرائض پوری تندہی اور جانفشانی سے اَنجام دیتے تھے۔

عاداتِ کریمہ:

حضرت بڑے متواضع اور حلیم الطبع بزرگ تھے۔ ہر ایک سے شفقت اور نرمی سے پیش آتے تھے۔ طبیعت میں بڑی سادگی تھی، جس کا اظہار لباس اور غذا وغیرہ میں ہوتا تھا۔ آپ نہایت سادہ کھانا تناول فرماتے تھے۔ مگر گوشت اور اَنڈا مرغوب تھا۔ ویسے جو کھانا بھی سامنے لایا جاتا بے تامل تناول کرتے۔ آپ کو بے مقصد غصہ نہیں آتا تھا۔ کسی نے کبھی آپ کو بُرا بھلا کہتے اور سخت اَلفاظ اِستعمال کرتے نہیں سُنا۔

شادی اور اَولاد:

حضرت کی شادی آپ کے تایا حضرت پیر سیّد نجابت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کی زوجہ بڑی عابدہ اور متقیہ خاتون تھیں۔ سلیم الطبعی اور خوش مزاجی سے آراستہ تھیں۔ گھر بھر میں سب کی خیر خبر رکھتیں اور اِمداد و اِعانت پر آمادہ رہتی تھیں۔ عنفوانِ عمر سے آخر تک آپ نے کبھی تہجد کی نماز قضا نہیں ہونے دی۔

بیماری اور وصال:

حضرت کو موتیا بند کا عارضہ ہو گیا تھا۔ آپ نے گوجرہ میں آنکھ کا آپریشن کرایا۔ جس سے نگاہ ٹھیک ہو گئی۔ مگر اس کے بعد سے آپ کی صحت خراب رہنے لگی۔ دِل بہت کمزور ہو گیا تھا اور بلغم آنے لگا تھا۔ بہت سے حکیموں ڈاکٹروں سے علاج کرایا گیا۔ تھوڑا بہت عارضی اَفاقہ ہو جاتا تھا مگر صحتِ کُلّی حاصل نہ ہو سکی۔

۱۹۵۵ء میں حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی صحت زیادہ خراب ہو گئی تو ملتان کے نِیو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ ڈاکٹر میں تجویز کرتے آپ اُن کے اَجزا کی تفصیل معلوم کیے بغیر استعمال نہیں فرماتے تھے اَیسی دوا لکھی گئی جس میں ایک یا دو فی صد الکحل تھا۔ آپ کے اِنکار پر بتایا گیا کہ اِتنی کم مقدار سے سُکر پیدا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: **كُلُّ مُسْكِرٍ قَلِيْلُهٗ وَكَثِيْرُهٗ حَرَامٌ** ''جو بھی نشہ آور چیز ہے اُس کی زیادہ اور کم ہر مقدار حرام ہے''۔ چنانچہ آپ نے ہر توجیہہ رَد فرما دی اور وہ دوا اِستعمال نہیں کی۔

آخر سولہ (16) اکتوبر ۱۹۶۱ء کو آپ نے وصال فرمایا اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے جنازے میں ہزاروں لوگ شامل تھے۔ آپ کو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدّس کے برابر دائیں طرف مغرب کی سمت دفن کیا گیا۔ وصال مبارک کے وقت آپ کی عمر شریف چوراسی یا پچاسی سال تھی۔

پیشوائے سالکاں، قطبِ دوراں، صوفی باصفاء

حضرت پیر سید محمد فضل شاہ گیلانی

المعروف کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ

ولادت: ۱۸۹۵ء وصال: ۱۹۶۹ء

ولادت مبارک:

آپ کی ولادت مقدسہ خانوادۂ سلطان الفقراء حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی الگیلانی علیہ الرحمۃ کے عظیم جانشین وخلیفہ قطب العالمین، امام السالکین حضرت پیر سیّد حیدر شاہ کالی چادر والی سرکار علیہ الرحمۃ کے ہاں تقریباً 1894ء یا 1895ء میں مراکز عارفاں سرزمین چورہ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں ہوئی۔ آپ کا یوم ولادت جمعرات شریف ہے، آپ اپنے والد گرامی پیر سید حیدر شاہ الگیلانی کالی چادر والی سرکار علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ ربِ قدیر کے فضل اور تاجدار مدینہ ﷺ کے کرم سے قطبوں ابدالوں کا مرکز ہے اور پوری دنیا میں اس خاندان کی روحانیت مسلم ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیّد حیدر شاہ گیلانی علیہ الرحمہ کو بے شمار علوم پر ملکہ حاصل تھا۔ لہٰذا آپ نے ظاہری علوم کی تکمیل اپنے والدِ گرامی ہی سے فرمائی۔ آپ نے اپنے عہد کے جید اور فاضل علماء کرام سے بھی استفادہ فرمایا اور دستارِ فضیلت حاصل فرمائی۔ آپ کے مزاج میں بچپن ہی سے خلوت نشینی کا رجحان غالب تھا۔ اس لئے باوجود ایک عظیم عالم اور محدث ہونے کے آپ نے ہمیشہ اپنے علوم وفضل کو مخفی رکھا اور عوام الناس کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ علمی اور روحانی اعتبار سے آپ کی ذات اپنے نام نامی کا مصداق کامل تھی۔

بیعت وخرقہ خلافت:

آپ کی جس عظیم خاندان میں ولادت ہوئی وہ خاندان سلطان الفقراء

حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ گیلانی المعروف باباجی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کا خاندان تھا۔ جس میں آپ کے دادا جان حضرت خواجہ امام الاولیاء، سیّد السادات، حضرت خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی المعروف زلفاں والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اور قطب العالمین، امام السالکین حضرت خواجہ پیر سیّد حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی عالم روحانیت کی باوقار شخصیات کہ جنہیں رب کریم نے روحانیت میں انتہائی بلند مقام عطا فرمائے۔

یہی وہ خاندان عالی وقار ہے کہ جن کی بارگاہ حسین میں حاضر ہونے والے امیر ملّت اور ثانی سے لاثانی اور کہیں رنگساز سے دم ساز بنے جن کی گھوڑیوں کو چارہ ڈالنے والے طریقت کی دنیا کے عظیم رہنما اور مقام اِرشاد پر فائز ہوئے تو پھر اُن کے نورِ نظر ولایت کی کتنی اعلیٰ وارفع منزل پر فائز ہوئے' اس کا اِدراک صاحبانِ نظر ہی کر سکتے ہیں۔ آپ کی بیعت حسب روایت خاندانِ چوراہیہ میں آپ کے دادا جان، امام الاولیاء، سیّد السادات، قدوۃ السالکین حضرت خواجہ سیّد احمد نبی شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر تھی۔ آپ کی تربیت اور منازلِ سلوک کی تکمیل میں حضور غوث زمان، قطب دوراں، حضرت خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے والد گرامی حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار ہر دو حضرات کی توجہات شامل تھیں۔ آپ کو خرقہ خلافت اپنے والدِ گرامی حضور قطب العالمین حضرت سیّد حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کالی چادر والی سرکار سے عطا ہوا اور اُن کے وصال کے بعد آپ ان کی مسندِ اِرشاد پر صرف 5 سال متمکن رہے۔

معمولات مبارک:

آپ ایک باکمال صوفی تھے، آپ کی طبیعت مبارکہ بچپن سے ہی تنہائی کی طرف مائل تھی۔ اِس لئے آپ کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں گذرا۔ آپ کم گو تھے مگر جب گفتگو فرماتے تو علم و معرفت کے اَیسے اَیسے حسین نکتے بیان فرماتے کہ سننے والے حیران و ششدر رہ جاتے۔ آپ ساری زندگی دائمی ذکر میں مشغول رہے آپ کا معمول تھا نماز عشاء ادا فرما کر مراقبہ فرماتے اور تہجد کے وقت آپ وضو فرماتے تہجد کی نماز ادا فرما کر آپ ذکرِ خفی میں مشغول ہو جاتے اور نماز فجر سے اشراق تک

دلائل الخیرات شریف اور چاشت کے نوافل کے درمیان آپ کے وظائف جاری رہتے، پھر آپ اَحباب سے ملاقات فرماتے اُن کی آرزوئیں اور مرادیں سماعت فرماتے اور دُعا اور تشفی فرماتے۔ آپ کے آستانہ عالیہ پر سینکڑوں لوگ ملاقات کے لئے حاضر ہوتے۔ آپ کا دستر خوان بڑا وسیع تھا تمام لوگوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرماتے، پھر نماز ظہر اَدا ہوتی اور عصر تک اپنے معمولات میں مصروف رہتے۔ عصر کے بعد پھر زائرین کی حاجت روائی فرماتے اور تعویزات عطا فرماتے، مغرب کے بعد والدِ گرامی کی بارگاہ میں کھانا پیش فرماتے پھر جمیع مہمانوں کو لنگر شریف پیش کیا جاتا تھا۔ نماز عشاء کے بعد خود تمام مہمانوں کو شب گذاری کے لئے بستر میں زیادہ وقت حاضر رہنے کی کوشش فرماتے۔

جب تک والدِ گرامی حیات رہے آپ اُن کی خدمت میں حاضر رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اپنے باپ کی غلامی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کو نفلی عبادت سمجھتا ہوں۔ اپنے والدِ گرامی کی خدمت یوں کی کہ زمانے کے لئے ایک مثال ہے۔ آپ نے اپنے والدِ گرامی کی تعظیم و خدمت اِسی طرح فرمائی جو اپنے مرشد کریم کی غلامی و خادم کرتے ہیں۔ اس لئے دل و جان سے اُن کے حضور حاضر رہے اور اِس یقین کے ساتھ آپ کی بارگاہ ناز میں شہزادہ بن کر نہیں بلکہ خادم بن کر وقت گذارا کہ:

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

جن کا پنجابی ترجمہ میاں محمد بخش کی زبان میں یوں ہے کہ:

صحبت مجلس، پیر میرے دی بہتر نفل نمازوں
ہک ہک سخن شریف ایہناں دا کردا محرم رازوں

دورانِ سفر آپ کا زیادہ تر قیام گاؤں سے باہر ہوتا جو اَحباب خدمت میں حاضر ہوتے تھے ساتھ نماز باجماعت ادا فرماتے تو وہ منظر وجدانی ہوتا اور یوں محسوس ہوتا کہ جیسے قدسی آسمان سے اُتر آئے ہوں۔ کھانے میں آپ گوشت کے علاوہ روٹی اور دُودھ پسند فرماتے تھے۔

سیرت و کردار:

آپ نہایت حلیم الطبع اور ملنسار تھے۔آپ کی طبیعت میں عجز و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔مہمان نوازی آپ کو اپنے خاندان سے وراثت میں ملی تھی آپ کے اَخلاق بہت بلند تھے آپ کی مہمان نوازی کا عالم یہ تھا کہ آپ کے ہاں حاضری دینے والے آپ کی اِس قدر ملنساری اور حسنِ سلوک سے متاثر ہوتے کہ ساری زندگی آپ کی مہمان نوازی کا ذکر کرتے رہتے۔آپ ایک شب زندہ دار صوفی تھے۔آپ نے اپنے والدِ کریم کی طرح کبھی رات بھر کر نیند نہ فرمائی رات کا اکثر حصہ مراقبہ فرماتے اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے۔نماز پنجگانہ کے علاوہ اشراق، چاشت، تہجد، اَوابین اور کثرت سے نوافل ادا فرماتے۔آپ کی سیرت کا یہ وصف قابل تعریف ہے کہ آپ نے ساری زندگی باوضو گذاری' کبھی بے وضو نہ رہتے۔آپ کا زہد و تقویٰ مثالی تھا۔تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ ہر کسی کو خود سے بہتر خیال فرماتے۔آپ اَپنے اسلاف کی طرح غریب پرور اور ہمدرد و مہربان تھے۔سینکڑوں گھرانوں کی دَر پردہ امداد فرماتے۔بے شمار بچیوں کو اپنے آستانے سے بیاہ کر رخصت فرمایا۔یتیموں کی خصوصی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کا خیال فرماتے۔آپ نے بے شمار مساجد تعمیر کروائیں۔علماء اور صوفیاء سے آپ کی محبت بڑی بے مثال تھی۔آپ نے ساری زندگی سُنّتِ نبوی (ﷺ) پر عمل کیا۔آپ کی زندگی کا اَوڑھنا بچھونا' اتباعِ مصطفیٰ ﷺ تھا۔اللہ ربُّ العزت اور اُس کے محبوبِ کریم ﷺ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ آپ کی چشمانِ مبارک ساری ساری رات خوفِ خدا اور عشقِ رسول ﷺ میں آنسوؤں سے تر رہتی تھیں۔محبوبِ کریم ﷺ کی محبت میں بہنے والے آنسوؤں نے آپ کی چشمانِ مقدس کو تاثیر عطا کی تھی کہ آپ کی نگاہِ ناز جس کی طرف اُٹھ جاتی تھی اُس کا مقدر سنور جاتا تھا۔زہد و تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ آپ کے برادران اور خاندان کے دیگر تمام اَعزاء آپ کی پرہیزگاری کے مداح تھے۔آپ کی پختگی کردار کا ایک حیرت انگیز واقعہ ایک مسلمان کی زندگی کے لئے راہنما ہے۔

واقعہ: آپ سرزمین چورہ شریف پر سخت گرمی میں دربار شریف کے سامنے ایک

بیری کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ فصلوں کی کٹائی کا موسم تھا۔ آپ کی خدمت عالیہ میں صوفی قائم دین صاحب، ملک عبدالرحیم صاحب (ADCG) کے بڑے بھائی صوفی نوردین صاحب سکھو اور صوفی محمد ابراہیم صاحب سوہاوا سے یہ حضرات حاضر تھے۔ ایک خاتون سامنے سے آرہی تھی جن کے سر پر ایک ٹوکرہ تھا جس میں مٹی کے برتن بیچنے کے لئے موجود تھے آپ اُس خاتون کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھے اور نہایت محبت سے فرمایا: بہن جی آجاؤ۔ جواباً اس خاتون کا طرز تکلم انتہائی غیر مناسب تھا۔ اُس نے اِنکار کر دیا۔ آپ نے پھر بڑی محبت سے فرمایا کہ بہن جی سائے میں آجاؤ، اُس نے پھر اِنکار کر دیا، تیسری مرتبہ آپ خود چل کر تشریف لے گئے اور فرمایا: بہن جی معاف کردو اَب مان بھی جاؤ۔ اُسے سائے میں لا کر ٹوکرہ نیچے اُتارا اور درویش کو حکم دیا کہ گھر جا کر ٹھنڈا شربت بنوا کر لاؤ۔ جتنے عقیدت مند تھے سبھی حیران کھڑے تھے کہ شکل وصورت سے یہ عورت کسی اعلیٰ خاندان سے نہیں لگتی۔ اِتنے میں شربت آگیا تو آپ نے بڑے پیار سے اپنے ہاتھ سے عطا فرمایا۔ جب وہ رخصت ہونے لگی تو اُس وقت 50 روپے کا نوٹ نکال کر عطا فرمایا (یاد رہے یہ وہ زمانہ تھا جب گندم 12 روپے من تھی) اور اِرشاد فرمایا کہ عید آرہی ہے یہ میری طرف سے عیدی ہے۔ جب وہ بی بی چلی گئی تو آپ نے حاضرینِ محفل کا اِضطراب دیکھا تو فرمایا کہ ہم لوگ بھی کچھ مخصوص سوچ کے مالک ہوتے ہیں۔ ہوا یوں کہ ایک دن میں جنڈ سے واپس چورہ شریف گھوڑی پر آرہا تھا، آندھی چل رہی تھی میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانپ رکھا تھا۔ راستے میں اِس بہن کا گاؤں تھا جس کا نام ڈھاک ہے، اِتنے میں ہوا کا شدید جھونکا آیا اور میری چادر کا ایک دامن اِس بہن کے دامن سے لگ گیا۔ میں نے گھوڑی روکی اور نیچے اُتر کر اِس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں قطب العالمین حضرت پیر سیّد حیدر شاہ کا بیٹا اور سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد شاہ گیلانی کا خون ہوں میری چادر تمہارے ساتھ لگ گئی ہے، میں زندگی بھر اِس کا حیا کروں گا۔ اِس لئے میں نے پوری زندگی بہن کے ناطے اِس کی خوشی غمی میں حصہ لیا اور شیخ کبیر حضرت سیّد محمد کبیر علی شاہ صاحب مدظلہ کو حکم فرمایا' کہ شاہ جی یہ آپ کی پھوپھی اگر میرے مرنے کے بعد فوت

ہو تو اِس کی تجہیز و تکفین تمہارے ذمہ ہوگی۔ اگر اِس میں کوئی کوتاہی ہوئی تو میری روح کو تکلیف پہنچے گی۔ مائی صاحبہ کا اِنتقال آپ کے وصال کے بعد ہوا۔ اللہ کی مہربانی سے والد صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام کام خود سرانجام دیئے۔ لاہور سے جا کر تجہیز و تکفین کے اخراجات اُن کے بڑے بیٹے کو اَدا کیے۔

اِشاعتِ دین:

آپ نے اپنے اَسلاف کی طرح علوم شریعت وطریقت کی اِشاعت کے لئے پورے ہندوستان اور کشمیر کا سفر فرمایا: آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت پیر سیّد حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کالی چادر والی سرکار کے طریق پر مجددی فیوض و برکات کو تقسیم کرنے میں بخل سے کام نہ لیا۔ بلکہ فیوض و برکات کے دریا بہا دیئے۔ آپ نے اپنی نگاہِ دل نواز سے وہ کام لیا جو بڑے بڑے سلطان اپنی افواج سے نہ لے سکے۔ آپ کی صورت پاک اور اَوصاف اِس قدر اعلیٰ تھے کہ جو شخص ایک مرتبہ آپ کی زیارت کر لیتا تھا وہ پھر آپ کے دامن سے وابستہ ہو جاتا تھا آپ نے ہزاروں لوگوں کو مسلمان کیا، بے شمار لوگوں کو توبہ کرا کر نسبت مجددیہ عطا فرمائی۔ ہزاروں بے نماز آپ کی صحبت باکمال سے صاحبِ خشوع نمازی بن گئے۔ ہزاروں دنیادار آپ کی توجہ سے شب زندہ دار بن گئے، مال ومتاع کو سب کچھ سمجھنے والے آپ کی مجلسِ مبارکہ میں آئے تو اَیسے ذاکر بنے کہ زمانے نے اُن کی پرہیزگاری کی گواہی دی۔ آپ نے اِشاعت دین اور مجدّدی فیوض و برکات کی تقسیم کے لئے چورہ شریف سے مقبوضہ کشمیر، پنجاب، سندھ، سرحد، بمبئی، امرتسر اور دیگر علاقوں میں بے شمار سفر فرمائے۔

آپ کے دست حق پرست پر اِن علاقوں سے لاکھوں افراد نے بیعت کی اور راہ ہدایت پائی۔ آپ کا زیادہ تر سفر گھوڑیوں پر رہا، دوستوں کی محبت میں آپ پیدل سفر فرماتے اور ذکر خفی فرماتے، آپ ہمیشہ آبادی سے ہٹ کر قیام فرماتے، شامیانے اور خیمے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ کے ساتھ 20 کے قریب گھوڑیاں اور 40 کے قریب خدام ہوتے تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ چورہ شریف سے لے کر پورے کشمیر اور پورے پنجاب کا سفر گھوڑیوں پر طے فرمایا۔

صاحبزادگان:

آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ جن میں بڑے بیٹے یوسف المشائخ فخر السادات' حضرت سیّد محمد کبیر علی شاہ گیلانی مجددی مدظلہ اور دوسرے بیٹے حضرت پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی مجددی ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے نے جنہیں حضور قطب العالمین حضرت پیر سیّد حیدر شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے آخری ایام میں اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ آپ کی حیات پاک کے آخری پانچ (5) سال اُن کی موجودگی میں عرس شریف اور دربار شریف کے معاملات کو سنبھال لیا تھا۔ آپ نے موضع جوڑا سیاں میں اپنے احباب کی موجودگی میں دستار فضیلت سے نوازا اور فرمایا تھا کہ آپ کو اپنے اجداد کی روحانی دولتِ لازوال سے آپ کے دادا جان اور میرے والدِ گرامی حضرت قطب العالمین پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ المعروف کالی چادر والی سرکار نے مالا مال فرما دیا ہے۔ اب جو میرے پاس آپ کا حصہ ہے' وہ بھی آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ دوستوں سے محبت کرنا، اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کی خدمت کرنا۔ اللہ کریم آپ کو کسی چیز کی کمی نہیں فرمائے گا اور ربُّ العزت ہر میدان میں عزت وعظمت کی حفاظت فرمائے گا۔

وصال مبارک:

زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ نے 1969ء میں اپنے والدِ گرامی حضرت پیر سیّد حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے وصال مبارک کے پانچ سال بعد اِس دارِ فناء سے دارِ بقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ وصالِ مبارک کے دن آپ نمازِ فجر کے بعد اپنے معمولات میں مصروف رہے۔ ذکر و اذکار سے فارغ ہو کر آپ خلافِ معمول گھر تشریف لے آئے اور خادمِ خاص حضرت مسکین شاہ سے فرمایا کہ اندر زنان خانے میں اطلاع دیں اور خود میرے کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ والدہ صاحبہ اور ہمشیرگان حاضر خدمت ہوئی۔ ہم دونوں بھائی لاہور میں تھے، والدہ صاحبہ کو ہمارے اچھی تربیت اور نگہداشت پر خراج تحسین پیش کیا اور ساتھ ساتھ آنے

والے وقت اور حالات کے بارے میں ہدایات ارشاد فرمائیں۔ بالخصوص پیر خانے اور وابستگان کے حوالے سے خصوصی تاکید فرمائی۔ چھوٹے شاہ جی (حضرت سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی مجددی مدظلہ) کی تعلیم کی تکمیل اور ہمشیرگان کی دِل جوئی کے بارے میں خصوصی توجہ کا حکم دیا۔ اپنے وصال مبارک کی خبر کو ظاہر کرتے ہوئے اپنے مولا کی بارگاہِ عالی وقار میں حاضری کی گھڑیوں کے آنے کا اظہار کیا۔ بستر پر لیٹ گئے اور دُرود تاج کا ورد شروع کر دیا۔ آپ کی چچی جان' رفیقہ حیات' حضور قبلہ پیر محمد شفیع، والدہ ماجدہ' الحاج الحافظ پیر غلام نقشبند صاحب، ڈاکٹر غلام مجدد صاحب اور الحاج غلام امجد صاحب (علیہم الرحمۃ) کو جب خبر ہوئی تو وہ تشریف لائیں۔ اُس وقت آپ دُرود تاج کی تلاوت میں مشغول تھے اور زبانِ مبارک پر جب یہ الفاظ جاری ہوئے ''سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ'' تو آواز بلند ہوگئی، چچی جان صاحبہ نے آگے بڑھ کر پوچھا کیوں بیٹے خیریت ہے۔ آپ تھوڑا سا بستر سے اُٹھے چشمانِ مبارک دروازے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی ذاتِ قدسیہ کی تشریف آوری کا اِنتظار ہو۔ بس سانس اُکھڑی اور روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہر آنکھ آپ کے ہجر میں اشکبار تھی، آپ کو غسل مبارک دینے والوں میں دونوں صاحبزادے' قاضی عبدالرؤف اور مولانا شام بیگ شامل تھے۔ غسل کے وقت چہرہ مبارک کا رنگ سرخ وسفید، ہونٹوں پر مسکراہٹ اور پیشانی مبارک پر پسینے کے باریک قطرے موجود تھے۔ جب جنازہ اُٹھایا گیا تو ہر کوئی آپ کی جدائی میں زار و قطار رو رہا تھا۔

ایک کثیر اجتماع جنازہ کے جلوس میں شامل تھا۔ ایک تہجد گزار صاحبِ سیرت وکردار، عاشقِ رسولِ مختار (ﷺ) کس شان وشوکت سے دنیا سے جا رہا تھا۔ چورہ شریف کی رونقیں سونی ہوگئیں۔ ہر اپنا بیگانہ آپ کی پاکیزہ سیرت کا مداح تھا اور سننے والے زبانِ حال سے کہہ رہے تھے جس مردِ فقیر کی پوری زندگی پر اپنے بیگانے مداح ہوں اور کوئی تنقید نہ ہو اُن کی عظمت کا احاطہ لفظوں سے نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے خاندان کے جمیع اکابر واصاغر نے جسدِ اقدس کو کاندھا دیا۔ پنجاب سے مقتدر مشائخ

عظام اور علماء کرام نے جنازہ میں شمولیت فرمائی۔ نمازِ جنازہ امام السالکین حضرت خواجہ گیسودراز کے روضہ اقدس کے سامنے پڑھا گیا۔ خطیب شہیر، مقرر دل پذیر الحاج حضرت علامہ پیر سیّد ارشاد بادشاہ جو آپ کے چچازاد بھائی بھی تھے۔ (آپ زندگی کے آخری ایام میں چورہ شریف سے نقل مکانی فرما کر صبور شریف نزد گجرات تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا اس علاقہ میں سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے شادی بیاہ، منگنی کی رسومات کے موقع پر ڈھولکی باجا گانا بند کرادیا تھا اور محافلِ ذکر رسول (ﷺ) کا اجراء کیا۔ آپ نہایت شب زندہ دار شخصیت تھے) آپ نے جنازہ سے پہلے ارشاد فرمایا کہ میں صبور شریف سے گجرات آیا ساہیوال جانے کا ارادہ تھا۔ مگر یکدم بس سٹاپ پر کھڑے ارادہ بدل گیا اور میں دربار عالیہ چورہ شریف کے لئے بس میں سوار ہو گیا۔ مجھے حضرت زبدۃ الاصفیاء کے وصال کی قطعاً اطلاع نہ تھی۔ چورہ شریف سٹاپ سے آپ کے گھر کا الگ راستہ تھا مگر میں سیدھا دربار شریف آیا تو آگے جنازہ موجود تھا۔ نماز جنازہ کی امامت آپ نے فرمائی۔ آپ کو حسب وصیتِ والدِ گرامی حضرت کالی چادر والی سرکار کے پہلو لحد میں اُتارا گیا۔ لحد مبارک سے ایک عجیب مہک آرہی تھی جو صاحبانِ بصیرت محسوس کر رہے تھے کہ جیسے لحد میں آقا کریم ﷺ اپنے غلام کے جسد خاکی کو وصول فرما رہے ہوں۔ آپ کے وصال کے بعد بے شمار حفاظ اور قراء، وابستگان طریقت ہر جمعرات تشریف لاتے رہے۔ تقریب چہلم شریف میں مشائخ کا عظیم اجتماع تھا۔ حضرت پیر عبدالمجید دیول شریف، خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ آلومہار شریف، پیر علی حسین شاہ علی پور شریف، پیر منظور الٰہی عیدگاہ شریف، پیر محمد حسین باؤلی شریف، پیر منظور شاہ نوٹ شریف آزاد کشمیر، پیر بدر شاہ صاحب چائی شریف، شیخ المحدثین سید محمد عارف اللہ شاہ قادری، صاحبزادہ منظور حسین میرا شریف، صاحبزادہ فیض علی فیضی وادوالی شریف کے علاوہ بے شمار علماء کرام اور خلفائے عظام حاضر تھے۔

☆☆☆

حضرت ابوالحسن سری سقطی علیہ الرحمہ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی زمین اُن برگزیدہ بندوں کی وجہ سے آباد ہے جنہیں عباد الرحمٰن کہا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اُن سے کتنی محبت فرماتا ہے' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اس اِرشادِ عظیم سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ''جب اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کسی بندے سے محبت فرماتا ہے دَعَا جِبْرَائِیْلَ ''تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو پکارتا ہے'' پھر فرماتا ہے اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ ''میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں' تم بھی اُس سے محبت کرو''۔ چنانچہ فَیُحِبُّهٗ جِبْرَائِیْلُ ''حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اُس سے محبت کرتے ہیں''۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کے حکم سے آسمانوں میں اعلان کردیا جاتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا ''بے شک اللہ عزوجل فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے۔ فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ [1] ''اے آسمان والو! تم بھی اُس سے محبت کرو''۔ چنانچہ آسمان والے بھی اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اُس کی محبت اور قبولیت زمین میں رکھ دی جاتی ہے' اُس کی محبت کی خوشبو زمین وآسمان میں مہک جاتی ہے''۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اعلان فرمادیتا ہے۔ مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ''جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے گا میں اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کا بندہ جب فرائض واجبات اور سنن کی ادائیگی کے بعد نوافل کی کثرت کرتا ہے تو اللہ ربُّ العزّت اپنے بندے کی شان بیان کرتے ہوئے اِرشادِ لاریب فرماتا ہے کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ یَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ

---

[1] مسند احمد جلد ۲ ص ۴۱۳' قرطبی جلد ۲ جز ۴ ص ۶۱' جلد ۶ جز ۱۱ ص ۱۶۱' مشکوٰۃ ص ۴۲۵۔

بِهَا وَ اِنْ سَالَنِیْ لَاُ عْطِیَنَّهٗ ۲ ''میں اُس کے کان ہوتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے' میں اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے' میں اُس کے ہاتھ ہوتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور میں اُس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ جب وہ مجھ سے مانگتا ہے میں اُسے عطا فرماتا ہوں''۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَ بَرَّهٗ ۳ ''بہت لوگ پریشان بال' غبار آلودہ' دروازوں پر سے دھکیلے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے اعتماد پر کسی بات کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اُن کی قسم کو سچا کر دیتا ہے''۔

یہ لوگ باطن کے ایسے صاف ہوتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کو اُن کی خاطر داری منظور رہتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان کے اِن نورانی عظمت کے میناروں کی خاکساری اور گمنامی کو پسند فرماتا ہے۔ ایسی عظیم ہستیوں میں سے ایک ہستی کا نامِ نامی ہے حضرت ابوالحسن سری المفلس السقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

آپ طبقہ اوّل کے مشائخ میں سے ہیں۔ آپ کی عظمت کا اندازہ اِس بات سے ہوسکتا ہے کہ آپ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ اور دوسرے تمام صوفیائے بغداد کے اُستاد ہیں۔ آپ حضرت حارث محاسبی علیہ الرحمہ اور حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کے ہم عصر ہیں۔ تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ہیں' اہلِ حقائق کے شیخ اور تعلقاتِ دُنیاوی سے بے نیاز عظیم اِنسان ہوئے ہیں۔ آپ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے ماموں تھے' تمام علومِ ظاہری اور تصوّف میں آپ کی بہت بڑی شان ہے۔ آپ اہلِ کمال میں پہلے فرد ہیں جنہوں نے بغداد شریف

---

۲ بخاری جلد۲ ص ۹۶۳' شرح السنۃ جلد۵ ص ۱۹' فتح الباری جلد۱۱ ص ۳۴۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۳۶۴' جلد۱۰ ص ۲۱۷' مشکوٰۃ ص ۱۹۷' تلخیص الحبیر جلد۳ ص ۱۱۷' قرطبی جلد۳ جز۶ ص ۱۳۵' کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۷۔ ۳ الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۱۵۲' شرح السنۃ جلد۷ ص ۳۰۷' کنز العمال حدیث نمبر ۵۹۲۳' مسلم جلد۲ ص ۳۲۹۔

میں حقائق وتوحید کی بنیاد ڈالی۔ آپ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے اور حضرت ابوحبیب بن سلیم الراعی علیہ الرحمہ سے بھی شرف نیاز رہا۔

آپ بغداد شریف میں کپڑے کی دُکان کیا کرتے تھے۔ جب بغداد شریف کا بازار جل گیا تو لوگوں نے آپ سے کہا آپ کی دُکان جل گئی ہے تو یہ سن کر فرمایا چلو اِس کی فکر سے فارغ ہوا۔ جب آگ بجھنے کے بعد دیکھا گیا تو آپ کی دُکان کے چاروں اَطراف کی سب دُکانیں جل چکی تھیں مگر آپ کی دُکان محفوظ رہی تو آپ نے بطورِ شکرانہ دُکان کا سارا مال صدقہ کر دیا۔ [۴]

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ کسی کو عابد وزاہد نہیں دیکھا۔ ستر سال کے دَوران میں نے مرض الموت کے سوا آپ کو کبھی لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔ ابتدائی دَور میں آپ ایک دُکان میں سکونت پذیر رہے اور اِسی میں ایک پردہ ڈال کر روزانہ ایک ہزار نفل پڑھا کرتے تھے۔ اِسی دَوران ایک شخص کوہ لکام سے حاضر ہوا اور پردہ اُٹھا کر سلام عرض کیا اور حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ سے کہا کہ فلاں بزرگ کوہ لکام سے آپ کو سلام کہتے ہیں۔ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے فرمایا دُنیا سے علیحدہ ہو کر پہاڑوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کی یاد کرنا مَردوں کا کام نہیں' مخلوق سے وابستہ رہ کر یادِ الٰہی کرنا مَردوں کا کام ہے۔ آپ تجارت میں دَس دینار پر صرف نصف دینار نفع لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ساٹھ دینار کے بادام خریدے لیکن اُس کے بعد قیمتیں بڑھ گئیں اور دلال نے نوے دینار لگا دیئے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں اَپنے عہد کے خلاف فروخت نہیں کر سکتا۔ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت حبیب راعی علیہ الرحمہ میری دُکان پر تشریف لائے اور اُن کے ساتھ ایک یتیم بچہ بھی تھا۔ اُنہوں نے فرمایا: اِس بچے کو کپڑے دِلوا دو۔ میں نے اُس بچے کو کپڑے دے دیئے تو آپ نے دُعا دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ تمہیں وہ مراتب عطا فرمائے کہ تم دُنیا کو اَپنا دُشمن سمجھنے لگو۔

---

[۴] کشف المحجوب فارسی ص ۱۰۲' تذکرۃ الاولیاء فارسی ص ۲۷۴۔

چنانچہ اُس دِن سے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے مجھے عظیم مراتب سے نوازا۔ ۵

حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے میرے نفس کو چالیس سال سے شہد کی خواہش رہی لیکن میں نے اِس کی خواہش پوری نہیں کی۔ پھر فرمایا میں ہر روز آئینہ اِس لئے دیکھتا ہوں کہ کہیں گناہوں سے میرا چہرہ سیاہ تو نہیں ہوگیا۔ فرمایا کہ کاش پورے عالَم کے آلام مجھے مل جاتے تاکہ تمام لوگوں کو غموں سے رہائی حاصل ہوجاتی۔ ۶

''حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' ایک دفعہ میں آپ کی خدمتِ پاک میں حاضر تھا کچھ لوگ دَروازے پر آئے' مجھے فرمایا! دیکھو دَروازے پر کون ہے کوئی بیگانہ تو نہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں' ایک درویش ہے جو اِسی راہِ معرفت کا طالب ہے۔ آپ نے فرمایا اُس کو اَندر بلالو۔ فرماتے ہیں میں نے اُن کو اَندر بلا لیا۔ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کافی دِیر تک اُس سے باتیں کرتے رہے' باتیں اِس قدر خاموشی سے ہورہی تھیں کہ میں اُن کو سمجھ نہیں سکتا تھا مجھے اُلجھن ہونے لگی۔ تب حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے اُس درویش سے آواز بلند فرمایا کیا تم نے کسی کی شاگردی بھی کی ہے؟ درویش نے کہا جی ہاں! ہرات میں میرے ایک اُستاد تھے کہ نماز کے فرائض میں اُنہیں سکھاتا تھا اور وہ مجھے علمِ توحید سکھاتے تھے۔ یہ سُن کر حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب تک یہ علمِ توحید خراسان میں اپنی جگہ قائم ہے' دُنیا میں ہر جگہ ملے گا اور جب خراسان میں یہ علم ختم ہوجائے گا تو پھر دُنیا میں کہیں نہیں ملے گا۔ ۷

حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ اِنتہائی منکسر المزاج اور تواضع والے عظیم رہنما تھے۔ ایک روز لوگوں نے پوچھا' یا حضرت کسی مرید کا درجہ اپنے پیر سے بلند ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اِس کی دلیل بالکل واضح ہے' جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا درجہ میرے درجہ سے اُونچا ہے۔ آپ کا یہ قول تواضع کی وجہ سے تھا اور جو کچھ آپ نے

۵ تذکرۃ الاولیاء ص ۲۷۵۔ ۶ تذکرۃ الاولیاء ص ۳۷۵ فارسی (حصہ اوّل) ۷ نفحات الانس ص ۵۳۔

فرمایا وہ بصیرت سے فرمایا ورنہ کوئی شخص اپنے سے اُوپر نہیں دیکھ سکتا۔ دیکھنا نیچے سے تعلق رکھتا ہے اور آپ کا یہ قول اِس اَمر کی واضح دلیل ہے کہ آپ نے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کو اپنے سے اُوپر درجہ میں دیکھا' جب دیکھا' اگرچہ اپنے سے اُوپر دیکھا لیکن وہ درجہ دراصل نیچے ہے۔ حضرت داتا گنج بخش مخدوم علی ہجویری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں' یہ بات مشہور ہے کہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کی زندگی میں مریدوں نے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے کہا اے شیخ! ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرمایئے جس سے ہمارے دِلوں کو راحت حاصل ہو۔ آپ نے اِس بات کو قبول نہ فرمایا اور اِرشاد فرمایا کہ جب تک میرے شیخ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ موجود ہیں میں کوئی نصیحت نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ ایک رات آپ سو رہے تھے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو خواب میں دیکھا' آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جنید! لوگوں کو نصیحت کی بات کیا کرو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ نے تمہارے کلام کو ایک جہان کی نجات کا وسیلہ بنا دیا ہے۔ جب حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ بیدار ہوئے تو آپ کے دِل میں خیال آیا کہ میرا درجہ شاید حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ سے بڑھ گیا ہے۔ تبھی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے وعظ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے ایک آدمی بھیجا کہ جب جنید بغدادی علیہ الرحمہ نماز اَدا کر لے تو اُسے کہو کہ مریدوں کے کہنے سے آپ نے اُنہیں کوئی نصیحت نہیں کی' مشائخ بغداد شریف کی سفارش تم نے رَد کر دی اور میں نے بھی پیغام بھیجا تب بھی آپ نے وعظ ونصیحت کا سلسلہ جاری نہ کیا۔ اَب اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حکم فرمایا ہے اُن کے حکم کی تعمیل تو ضرور کرنا چاہئے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے فرمایا اِس اِرشادِ مرشد کے بعد وہ خیال میرے دماغ سے نکل گیا اور میں نے جان لیا کہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ تمام اَحوال میں میرے ظاہر و باطن سے آگاہ

ہیں اور آپ کا درجہ میرے درجہ سے اُوپر ہے کیونکہ آپ میرے اسرار پر واقف ہیں اور میں آپ کے اَحوال سے بے خبر ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت پاک میں حاضر ہو کر اپنے خیال سے استغفار کیا اور پھر پوچھا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خواب میں زیارت حاصل کی ہے تو آپ نے فرمایا میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے ارشادِ عظیم فرمایا کہ میں نے اپنے پیارے کریم محبوب ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ جنیدِ بغدادی کو فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نصیحت کریں تاکہ بغداد والوں کی مراد حاصل ہو۔ [۸]

حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کے ملفوظات و ارشادات شریعت وطریقت کے مجاہدوں کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اپنی جوانی کے دَور میں فرمایا کرتے تھے عبادت تو عہد شباب ہی میں کرنی چاہئے۔ پھر فرمایا: مالدار ہمسائے (بازاری لالچی) قاری اور اَمیر علماء سے دُور ہی رہنا چاہئے۔

دُنیا اور آخرت کی بہتری کے لئے بہترین چیزیں:

فرمایا: پانچ چیزیں دُنیا اور آخرت کی بہتری کے لئے ضروری ہیں: اوّل کھانا' لیکن بقائے زندگی کی حد تک' دوم: پانی صرف پیاس دُور کرنے کی حد تک' سوم: لباس صرف ستر پوشی کے لئے نہ کہ ریاکاری و دِکھاوے کے لئے' چہارم: مکان صرف سکونت کے لئے اور پنجم: علم' عمل کی حد تک۔ پھر فرمایا خواہشات کی حد تک گناہ قابلِ معافی ہے لیکن غرور وتکبر کی بنیاد پر ہر گناہ ناقابل معافی ہے۔ فرمایا جو خود اَپنے نفس کو آراستہ نہ کر سکے وہ دوسرے نفس کو کیسے سنوار سکتا ہے۔ فرمایا کہ اَیسے اَفراد کم ہیں جن کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو اور جو نعمت کی قدر نہیں کرتا نعمت اُس سے کوسوں دُور بھاگتی ہے۔ فرمایا جو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم ومطلق وبسیط وبے حد کا اِطاعت گزار ہوتا ہے' پورا عالم اُس کے زیرِ نگیں رہتا ہے۔

---

[۸] کشف المحجوب ص ۱۱۷۔

عارف کون ہے؟

عارف وہ ہے جو کم کھائے' کم سوئے' اور کم آرام کرے اور عارف چمکتے سورج کی طرح سب کو منور کر دیتا ہے اور زمین کی طرح ہر شے کا بھار سنبھالے رکھتا ہے۔ آگ کی طرح سب کو راستہ دکھاتا ہے اور پانی کی طرح قلوب کو حیات تازہ دے کر سیراب کرتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ مخلوق سے کچھ نہ طلب کرتے ہوئے دُنیا سے متنفر رہنے کا نام زُہد ہے' فرمایا کہ خود کو فنا کر دینے سے عارف کو سکون ملتا ہے۔ فرمایا اَخلاق یہ ہے کہ لوگوں کو اَذیت دینے کی بجائے اُن کی اَذیت رسانی پر صبر سے کام لے اور غُصّہ پر قابو پانا بھی داخلِ اَخلاق ہے۔

مراتب حاصل کرنے کا طریقہ:

جب آپ کو یہ علم ہو جاتا کہ لوگ میرے پاس حصولِ تعلیم کی غرض سے آرہے ہیں تو آپ دُعا کرتے کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلّ جلالہ ان کو وہ علم عطا فرما دے جس میں اِنہیں میری احتیاج نہ رہے۔ اور مجھے یہ لوگ تیری عبادت سے غافل نہ کر سکیں۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمہ ''تذکرۃ الاولیاء'' میں لکھتے ہیں' ایک شخص مسلسل تیس سال سے عبادات و مجاہدات میں سرگرم عمل تھا اور لوگوں نے جب اُس سے پوچھا تمہیں یہ دَرجہ کیسے ملا ہے؟ تو جواب دیا کہ میں نے ایک روز حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کے دَروازے پر جب اُنہیں آواز دی تو پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کا ایک شناسا۔ یہ سُن کر آپ نے دُعا دی اے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلّ جلالہ اِس کو اَیسا بنا دے کہ تیرے سوا کسی سے شناسائی نہ رہے۔ چنانچہ اُسی دِن سے مراتب حاصل ہونا شروع ہو گئے اور آج اس دَرجہ تک پہنچ گیا۔ ۹

۹ نفحات الانس ص ۵۳۔ ۱۰ نفحات الانس ص ۵۴ (فارسی)۔

اِحتیاط:

آپ کا یہ بھی ارشاد پاک ہے مَنْ تَزَیَّنَ لِلنَّاسِ بِمَا لَیْسَ فِیْهِ سَقَطَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ [1] ''جو شخص مخلوق کے دِکھلاوے کے لئے خود کو اُن اَوصاف سے آراستہ کرتا ہے جو اُس میں موجود نہیں ہیں تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہ کی نظر میں گر جاتا ہے''۔

آخری نصیحت:

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' جب میں آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا دیکھا کہ نَزْع کا عالَم طاری ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیں تو فرمایا: بُروں کی صحبت سے ہمیشہ بچنا اور نیک لوگوں کی صحبت میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہ سے تعلق نہ توڑنا' مخلوق میں رہتے ہوئے خالقِ حقیقی سے غافل نہ ہونا' یہ فرما کر آپ دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ نے ۳ رمضان المبارک بروز منگل ۳۵۳ھ میں اِنتقال فرمایا۔ یہ عباسی اَمیر المسلمین المعز باللہ محمد کا عہدِ حکومت تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہ کی بارگاہ میں دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جَلَّ جلالہ ہمیں اَیسے عظیم لوگوں کی مقدّس زندگیوں سے اپنے اَحوال کی دُرستگی کے لئے مدد لینے کی توفیق عطا فرمائے اَور نہ صرف یہ کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کے حکم کے مُطابق ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے بلکہ ان کی محبت سے ہمیں روحانی اور ایمانی سُرور و نُور نصیب فرمائے۔ اور ان جیسی ہستیوں کی محبت کی برکتیں دُنیا و آخرت میں نصیب فرمائے۔ آمین!

---

[1] نفحات الانس ص ۵۴ (فارسی)۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ

ولادت ۴۰۰ھ بمطابق ۱۰۰۹ء وصال ۴۶۵ھ بمطابق ۱۰۷۳ء

امام طریقت، رہبرِ شریعت، مطلعِ انوارِ عرفانی، واقف اسرارِ حقانی، عالم علوم ظاہر و باطن، فاضلِ اجل، مرشدِ اکمل، مظہر خوارق و کرامات مخدوم شیخ علی بن عثمان گنج بخش ہجویری جلابی عظیم المرتبت اولیاء میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے اور حضرت داتا گنج بخش کے نام سے مشہور و معروفِ زمانہ ہیں۔

حضرت داتا صاحب قدس سرہٗ العزیز کا سالِ ولادت قدیم کتابوں میں نہیں ملتا۔ البتہ اندازہ سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی پیدائش پانچویں صدی کے شروع میں ہوئی ہوگی اور بعض نے سال پیدائش ۴۰۰ھ بمطابق ۱۰۰۹ء کے لگ بھگ لکھا ہے آپ حسنی سادات کے چشم و چراغ ہیں شجرۂ نسب اس طرح ہے حضرت مخدوم علی بن عثمان بن سیّد علی بن عبدالرحمان بن سیّد عبداللہ (شجاع شاہ) بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سیّد زید شہید بن حضرت سیّدنا امام حسن بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ آپ کا خاندان ایک علمی خاندان سمجھا جاتا تھا جو افغانستان کے شہر غزنی کے دو محلوں میں آباد تھا۔ ایک کا نام ہجویر اور دوسرے کا نام جلاب۔ اس لئے آپ علی بن عثمان بن علی الجلابی الہجویری، غزنوی (لاہوری) کہلاتے ہیں۔

آپ سلسلہ جنیدیہ میں حضرت شیخ ابو الفضل محمد بن الحسن الختلی جنیدی (۴۶۰ھ) سے بیعت تھے۔ آپ کا شجرۂ طریقت اس طرح ہے حضرت شیخ علی بن عثمان ہجویری مرید شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی کے، وہ مرید حضرت شیخ جنید بغدادی کے، وہ مرید شیخ سری سقطی کے، وہ مرید حضرت معروف کرخی کے، وہ مرید حضرت داؤد طائی کے، وہ مرید حضرت حبیب عجمی کے، وہ مرید حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے، اور وہ مرید امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے"۔

ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے خاندانی بزرگوں سے غزنی میں حاصل کی۔ اس کے بعد علوم ظاہر و باطن کی تکمیل کیلئے اور زمین کی سیر و سیاحت کیلئے نکل کھڑے ہوئے اور ماوراء النہر' آذربائیجان' فرغانہ' خراسان' مرو وغیرہ بلاد اسلامیہ میں تشریف لے گئے اور اس سازگار فضا میں ارباب فضل وکمال اور وقت کے چوٹی کے مشائخ کرام سے علمی استفادہ کرتے رہے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن ابوالعباس احمد بن محمد القصاب' شیخ ابوسعید ابوالخیر نہایت نامور ہستیاں ہیں۔ صرف ملک خراسان میں آپ نے تین سو (۳۰۰) اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

آپ قطب وقت حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی السنبلی علیہ الرحمہ کی داستانیں سنا کرتے تھے۔ آتش شوق دیدار آپ تک لے چلی۔ شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرت شیخ ختلی علیہ الرحمہ کی نگاہ آپ پر پڑی تو انوار وتجلیات برسنے لگے۔ آپ نے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ پیری مریدی کا یہ رشتہ اتنا محکم ہوگیا کہ ہمہ وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ غرض اس معدن تصوف کو گوہر نے مقناطیسی قوت کے ساتھ اکتساب معرفت کیا اور تھوڑی سی مدت میں فضائے معرفت کی بلندیوں میں پرواز کرنے لگے جب مرشد نے دیکھا کہ میرا مرید علمی اور روحانی تکمیل فیض کرچکا ہے تو اُسے ہندوستان جانے کا حکم صادر فرمایا۔

جہاں پر اب آپ کا مزار مقدس ہے وہاں ایک مسجد بنا کر پیر روشن ضمیر کے ارشاد کے مطابق لاہور میں رہتے ہوئے' آپ نے ہنگامہ فضیلت ومشیخت گرم کیا۔ دن کو طالب علموں کی تدریس اور رات کو طالبان حق کی تلقین ہوتی۔ ہزاروں جاہل عالم' ہزاروں کافر مسلمان' ہزاروں گمراہ رہبر' ہزاروں فاسق نیکوکار بنے۔ غرضیکہ آپ کی لاہور میں تشریف آوری لوگوں کیلئے سکون قلب اور اطمینان خاطر کا باعث بنی۔ آپ کی روحانی اور اخلاقی شخصیت کا اس قدر اثر کارفرما تھا کہ سب سے پہلے جو شخص اُن کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہوا وہ پنجاب کا نائب حاکم رائے راجو تھا جو بعد میں شیخ ہندی علیہ الرحمہ کے نام سے مشہور ہوا، مزار شریف کے خدمت گزار اور مجاور اسی شیخ ہندی علیہ الرحمہ کی اولاد سے تھے۔ تمام زمانے نے ان کی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا۔ دُور

دُور سے مشائخِ عظام' حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی خدمت میں آ کر بہرہ یاب ہوئے۔ آپ نے قیامِ لاہور کے دوران ہزاروں بُت پرست کفار کو مسلمان کیا۔ ایک اِلٰہ خدائے وحدہٗ لاشریک کیلئے سجدہ ریز ہونے کی طرف مائل کیا۔ لاتعداد گم گشتگان بادیہ ضلالت کو راہِ ہدایت پر چلایا اور نظرِ کیمیا اثر سے ولایت کے بلند مراتب پر فائز کیا۔

خلقِ خدا کو فیض یاب کرنے کے بعد ۴۶۵ھ بمطابق ۱۰۷۳ء کو پیمانۂ عمر لبریز ہوا اور بفحوائے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اپنی جان مبارک ۶۵ سال کی عمر میں جانِ آفرین کے سپرد فرمائی اور اپنی مسجد اور درسگاہ کے قریب دفن ہوئے۔

اِس کے بعد سے آج تک فیوضِ باطنیہ سرمدیہ کا سلسلہ آپ کے مزارِ پُر اَنوار سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا اور مزارِ مبارک مرجعِ خلائق رہے گا۔ سلاطینِ اِسلام میں سے پہلا بادشاہ سلطان مسعود بن سلطان ابراہیم ۵۶۷ھ میں وارد ہند ہوا جس نے آپ کے مزارِ مبارک کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور مقبرہ تعمیر کیا۔ سلطان ابراہیم غزنوی علیہ الرحمہ سے لیکر اکبر' جہانگیر' شاہجہان اور دارالشکوہ تک سب کے سب یہاں آتے رہے اور اِس وقت تک جو بھی حاکمِ وقت ہوا ہے اِس دربارِ مقدس کی حاضری سے ضرور مستفیض ہوتا ہے اور نذرِ عقیدت پیش کرتا ہے۔ آستانہ پر حاضر ہونے والوں میں ایک طرف جہاں دُنیا کے زبردست تاجدار ہیں۔ وہاں دوسری طرف بڑے بڑے فقراء اور جلیل القدر بزرگ بھی ہیں۔ صوفیاء کرام میں سے سب سے پہلے جس نے آپ کے مزارِ پُر اَنوار کی زیارت کی اور جوارِ قدس پر ۵۸۰ء میں پاؤں کی جانب میں چلہ و اعتکاف کیا' وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور بعد حصولِ مراد اور وقتِ رُخصت آپ کی شانِ اَقدس میں روضہ کی طرف رخ کر کے یہ شعر فرمایا:۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

اِن کے بعد ۶۰۰ھ میں سلطان الزاہدین گنج شکر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضرِ بارگاہ ہوئے اور اِکتسابِ فیض فرمایا اور حضرت لال حسین لاہوری نے بھی فیض حاصل کیا۔ علیٰ ہذا القیاس' تمام بزرگانِ اقلیم ہند جس قدر ہوئے

ہیں' سب نے آستانہ بوسی کی ہے۔ شہزادہ دارالشکوہ قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چالیس جمعرات یا چالیس دن کامل کوئی پیہم اُن کے دربارِ پُر انوار پر حاضری دے' اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے جو مانگے سو پائے۔ اَب بھی ہر جمعرات کو معتقدینِ شہرِ لاہور اور ملک کے تمام صوبوں سے لوگ حاضر ہو کر تمام رات بیدار رہتے ہیں۔ شام سے لے کر صبح تک دُرود شریف ونعت شریف کا ذکر ہوتا ہے اور میلاد شریف کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ ہر سال ۱۹۔۲۰ صفر المظفر کی تاریخیں عُرس پاک کیلئے مقرر ہیں۔

آپ کی کئی تصانیف ہیں' جن میں سے کشف المحجوب زیادہ مشہور ہے یہ تصنیف درحقیقت کامل رہنما ہے اور کتبِ تصوف میں مرشدِ کامل ہے۔

آپ کی تعلیمات اور اِرشادات طالبانِ راہِ حق کے لئے مرشدِ طریقت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں برصغیر پاک وہند میں اِسلام کا جھنڈا لہرایا۔

این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

''کشف المحجوب'' تصوف کی کتابوں کی سردار ہے جو شخص اِسے توجہ سے پڑھے' اُس کی دُنیا وآخرت سنور جاتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش صاحب علیہ الرحمہ نے بے شمار حجابات کو اِس میں کھولا ہے۔ کتاب کے شروع میں آپ نے علم کی اہمیت کو خوب بیان کیا ہے اور نماز، جسے عبادات میں مرکزی اَہمیت حاصل ہے' اُسے بھی بڑے حسین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ جس کے بغیر کلمہ گو اِنسان صحیح مسلمان نہیں بن سکتا۔

علم:

فرماتے ہیں کہ: علم دو قسموں کا ہے۔ ایک ''علمِ الٰہی'' دوسرا ''علمِ مخلوق''۔ بندہ کا علم، علمِ الٰہی کے مقابلے میں لَاشَیْءٌ محض ہوتا ہے۔ کیونکہ علمِ الٰہی اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی صفتِ قدیم ہے جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور اُس کی صفتوں کیلئے اِنتہا نہیں۔ جبکہ ہمارا علم ہماری صفت ہے جو ہمارے ساتھ قائم ہے اور ہمارے اَوصاف متناہی ہیں۔

ارشادِ الٰہی ہے: وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ ''تمہیں تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے''۔

''علم'' کی تعریف: معلوم چیز کا احاطہ کرنا اور اُس کو بیان کرنا ہے اور علم کی نہایت عمدہ تعریف یہ ہے کہ: ''علم ایک صفت ہے جس سے جاہل عالم ہو جاتا ہے''۔

فرماتے ہیں کہ: حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم سے پناہ مانگی ہے جو نفع نہ دے''۔

پس تھوڑے سے علم کی مدد سے بہت سا عمل کرنا چاہئے اور ضروری ہے کہ علم کے ساتھ عمل بھی ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''عابد علمِ دین کے جانے بغیر خراس کے گدھے جیسا ہے کہ وہ کتنا ہی گھومے اپنے پہلے ہی قدم پر رہتا ہے اور آگے راستہ طے نہیں کر سکتا''۔

فرماتے ہیں ''میں نے عوام الناس کا ایک گروہ دیکھا ہے جو علم کو عمل پر فضیلت دیتا ہے اور دوسرا گروہ عمل کو علم پر لیکن یہ عمل نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ عمل اُس وقت ہوتا ہے، جب علم اُس کے ساتھ شامل ہو''۔ چنانچہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ نے راستہ میں ایک پتھر دیکھا اُس پر لکھا ہوا تھا مجھے اُلٹ کر پڑھو۔ پس اُنہوں نے اُس کو پلٹا اُس پر لکھا ہوا تھا۔ ''تو جانی ہوئی چیز پر تو عمل نہیں کرتا۔ پس کیسے اُس چیز کو تلاش کرتا ہے جس کو تو نہیں جانتا؟''۔

فرماتے ہیں: ''جو لوگ علم سے مرتبہ اور دنیا کی عزت طلب کرتے ہیں وہ عالم نہیں ہوتے کیونکہ مرتبہ اور دنیا کی عزت جہالت کے لوازم میں سے ہے اور کوئی درجہ علم کے درجے سے بلند نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر علم نہ ہو تو انسان کسی بھی لطیفۂ رحمانی کو پہچان نہیں سکتا۔ اُس علم کی بدولت طالبِ حق سب اعمال ایسے طور پر کرے گا گویا اللہ علیم وخبیر اُس کو اور اُس کے افعال کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ علیم وخبیر سے افعال پوشیدہ نہیں۔

حکایت نمبر ۱:

بیان کرتے ہیں کہ بصرہ کا ایک رئیس اپنے باغ میں گیا تو اُس کی نظر کسان

کی عورت پر پڑ گئی اور اُس کے حُسن و جمال کا فریفتہ ہو گیا۔ چنانچہ اُس نے اُس کے خاوند کو کسی کام بھیج دیا اور عورت سے کہا کہ دروازے بند کر دو۔ عورت نے کہا کہ سب دروازے بند کر سکتی ہوں مگر ایک دروازہ میں بند نہیں کر سکتی۔ اُس نے کہا وہ کون سا دروازہ ہے؟ عورت نے جواب دیا: وہ دروازہ وہ ہے جو ہمارے اور اللہ علیم وخبیر کے درمیان ہے۔ یہ سُن کر وہ رئیس شرمندہ ہوا اور توبہ کی۔

بایں وجہ کہ اُس کو اِس بات کا پختہ علم حاصل ہو گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سمیع وبصیر واقعی مجھے دیکھتا ہے اور وہ بُرائی سے بچ گیا۔ جب علم اور یقین کامل نہیں ہوتا تو اِنسان شیطنیت کا مجسمہ بنا ہوا ہوتا ہے۔

حکایت نمبر۲:

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے چار علوم اِختیار کئے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا! وہ کون سے چار علوم ہیں؟ فرمایا: (۱) میں نے جان لیا کہ میرا رزق مقدّر ہو چکا ہے اِس لئے لالچ نہیں کرتا، محنت کرتا ہوں۔ (۲) میں نے یہ جان لیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق کا مجھ پر حقِ بندگی ہے جس کو سوائے میرے اور کوئی اَدا نہیں کر سکتا۔ (۳) میں نے یہ جان لیا کہ میرا ایک تلاش کرنے والا ہے۔ (یعنی ملک الموت) کہ میں اُس سے بھاگ نہیں سکتا اِس لئے میں نے اُس کا سامان کر لیا ہے۔ (یعنی نیک کام کرتا ہوں) (۴) میں نے یہ جان لیا ہے کہ میرا ایک مالک ہے جو میرے اَحوال سے واقف ہے اِس لئے میں نے اُس سے شرم کی ہے اور نا کردنی کاموں سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے اور جب اِنسان یہ جانتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُس کو دیکھ رہا ہے۔ تو وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے اُس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سامنے قیامت کے روز شرمسار ہونا پڑے۔ (اگر کوئی یہ چار علوم حاصل کر لے تو وہ سلوک کی منزلوں کو آسانی سے طے کر سکتا ہے)۔ فرماتے ہیں: حضرت بوعلی ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔

علم جہالت کی موت ہے۔ دِل کا زندہ ہونا اور کفر کی تاریکی سے اِیمان کی آنکھ کا روشن ہونا ہے۔ جس شخص کو معرفتِ الٰہی کا علم نہیں اُس کا دِل جہالت کی بیماری میں مبتلا

ہے۔اہلِ غفلت کا دِل بیمار ہے کہ وہ اُس کے اَحکام (اَوامر ونواہی) سے بے خبر ہیں"۔

تین قسم کے لوگوں کی مجلس سے پرہیز:

فرماتے ہیں: شیخ المشائخ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی اَچھا فرمایا ہے کہ "تین اَقسام کے لوگوں کی محفل سے پرہیز کرو"۔(۱) غافل علماء۔(۲) خوشامدی فقراء۔اور (۳) جاہل صوفیاء۔

غافل علماء:

وہ ہیں جنہوں نے دنیا کو دِل کا قبلہ اور شریعت سے آسان چیزوں کو اِختیار کر کے ظالم حاکموں کی پرستش کو اپنا وطیرہ اور اُن کے ڈیروں، دفاتر اور مراکز (درگاہوں) کو اپنی طواف گاہ بنا رکھا ہے اور لوگوں کی نظرِ وقعت حاصل کرنے کو اپنا محراب بنا کر غرور اور دانائی پر فریفتہ اور اپنے کلام کی باریکی میں مشغول ہو گئے ہیں اور آئمہ دین اور اُستادوں کے حق میں لعن طعن کی زبان دراز کر کے بزرگانِ دین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔زیادتی اور مبالغہ کی اِس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ اُن کی نظر میں اِس کا کچھ بھی وزن نہ رہا۔کیونکہ حسد کو اُنہوں نے اپنا مذہب بنالیا ہے۔الغرض یہ سب لوگ حقیقی عالم نہیں ہوتے جب کہ علم ایک ایسی صفت ہے جس کی بدولت ہر قسم کی جہالت کی بات اُس کے موصوف سے دُور ہو جاتی ہے۔

خوشامدی فقراء:

وہ ہیں کہ جب کوئی اُن کی خواہشِ نفس کے مطابق کام کرے تو اگرچہ وہ فعل باطل ہی ہو وہ اُس کی مدح کریں اور جب کوئی شخص اَیسا کام کرے جو اُن کی خواہش کے مخالف ہو تو اگرچہ وہ فعل حق ہی ہو وہ اُس فعل کی وجہ سے اُس کی مذمت کریں اور وہ لوگوں سے اپنے عمل اور برتاؤ کے باعث مرتبہ کی طمع کریں اور خَلقِ خدا کو باطل اُمور کی تلقین کریں۔

جاہل صوفیاء:

وہ ہیں جو نہ کسی مرشد کی صحبت میں رہے اور نہ کسی بزرگ سے اَدب سیکھا اور نہ ہی زمانہ کے مصائب جھیلے بلکہ باطنی اَندھے پن سے فقیرانہ لباس پہن کر اپنے آپ

کولوگوں کے درمیان ڈال دیا اور اُن کی صحبت میں بیٹھ کر اپنی بے عزتی پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ حماقت نے اُن کو اِس بات پر اُبھارا ہے کہ سب لوگوں کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ اسی لئے حق و باطل میں تمیز کرنے کے طریق میں ناقص ہیں۔ یہ لوگ اپنے دعوے میں جھوٹے اور اپنے طریق میں ناقص ہیں۔

فرماتے ہیں: حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''میں نے تیس سال کا مجاہدہ کیا مگر میں نے علم اور اِس کے مطابق عمل کرنے سے اور کسی چیز کو اپنے لئے مشکل نہیں پایا''۔

الغرض فرماتے ہیں:

(۱) آگ پر قدم رکھنا، طبیعت کیلئے علم کے مطابق چلنے سے زیادہ آسان ہے۔ (۲) پل صراط پر ہزار بار گزرنا جاہل کے نزدیک علم کا ایک مسئلہ سیکھنے سے زیادہ آسان ہے۔ (۳) فاسق کیلئے دوزخ میں رہنا علم کے ایک مسئلہ پر عمل کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ فرماتے ہیں۔ پس تیرے لئے علم سیکھنا اور اِس میں کمال حاصل کرنا لازم ہے۔

عالم درویش صوفی کا واقعہ:

فرماتے ہیں: ایک درویش کی کسی بادشاہ سے ملاقات ہوگئی۔ بادشاہ نے درویش سے کہا کہ کوئی چیز مانگ لو۔ درویش نے کہا میں اپنے غلاموں کے غلام سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔ بادشاہ نے کہا یہ کیسے؟ درویش نے کہا میرے دو غلام ہیں جو دونوں آپ کے مالک ہیں ایک حرص اور دوسرا لمبی اُمید یعنی آرزو، خواہش۔

حکایت نمبر ۳:

فرماتے ہیں: صاحبِ علم بزرگ اُستاد حضرت ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے سُنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے (اپنے اپنے علم کے مطابق) فقر و غناء کے بارے میں کلام کیا ہے۔ ہر ایک نے اپنے لئے ایک بات اِختیار کر لی ہے۔ لیکن میں اِس بات کو اِختیار کرتا ہوں جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم میرے لئے پسند فرمائے اور مجھے اِس میں محفوظ رکھے اگر وہ مجھے دولت مند کر دے تو

غافل نہ رہوں اور اگر درویش کردے تو حریص نہ بنوں۔ پس غنا نعمت ہے اور اس میں غفلت آفت ہے اور فقر نعمت ہے اور اس میں ناشکری اور حرص ہلاکت ہے۔

نماز کی حقیقت کے بارے میں فرمایا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ''اور نماز قائم کرو'' اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ''نماز قائم کرو اور وہ جو تمہارے ملک میں ہیں''۔ (اُن کا خیال رکھو)۔

نماز ایک مخصوص عبادت ہے جو روزانہ چند مخصوص اَحکام کے ساتھ اَدا کی جاتی ہے اور اللہ جل جلالہٗ کا حکم ہے پانچ وقتوں میں نمازیں ادا کرو۔

حدیث شریف میں ہے۔ ''حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ منور میں اَیسا جوش ہوتا تھا جیسا کہ کانسی کی دیگ میں، جس کے نیچے آگ جلتی ہو''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نماز کا قصد کیا کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے اور کپڑے سے باہر سر نکال دیتے اور آپ رضی اللہ عنہ پر کپکپی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ اُس اَمانت کے اَدا کرنے کا وقت آگیا ہے جس کے اُٹھانے سے آسمان اور زمین عاجز آگئے تھے۔

حضرت حاتم اصم (علیہ الرحمہ) کی نماز:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ آپ نماز کس طرح اَدا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کہ جب نماز کا وقت آجاتا ہے تو ایک وضو ظاہر کا کرتا ہوں اور ایک باطن کا۔ ظاہری وضو پانی سے کرتا ہوں اور باطنی وضو توبہ سے۔ پھر مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور مسجد بیت الحرام کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ مقام ابراہیم کو اپنے دو اَبرو کے سامنے رکھتا ہوں، بہشت کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہوں اور ملک الموت کو اپنی پیٹھ کے پیچھے خیال کرتا ہوں، پھر نہایت حُرمت کے

ساتھ قیام اور بڑی ہیبت کے ساتھ قرأت اور خاکساری کے ساتھ رکوع، عاجزی کے ساتھ سجود اور بڑے حلم و وقار کے ساتھ قعود اور پھر آخر میں شکرِ حق کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں اور توفیق قبضۂ قدرت میں ہے۔

نماز کے فوائد:

یہ جاننا چاہئے کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ طالبانِ حق، اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کی راہ میں اِبتداء سے اِنتہا تک اِسی سے راہِ حق پاتے ہیں اور اِسی میں مشغول ہوتے ہیں۔ اِن کے مقامات عموماً اِس میں کشف ہوتے ہیں۔ چنانچہ طہارت طالبانِ حق کے لئے توبہ ہوتی ہے اور قبلہ کی طرف رُخ کرنا پیر کے ساتھ تعلق کے قائم مقام ہے اور قیام کرنا مجاہدۂ نفس اور قرأت ذکرِ دوام اور رکوع تواضع اور معرفتِ نفس اور تشہد، اُنسِ حق اور سلام دُنیا سے علیحدگی اور مقامات کی پابندی سے نکلنے کے قائم مقام ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دُنیا کے تمام تعلّقات سے منقطع ہوجاتے تو کمالِ حیرت کے محل میں شوقِ دیدار کے طالب ہوتے اور فقط یادِ حق سے تعلق مضبوط کرتے، پھر فرماتے: اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ ''اے بلال ؓ ہمیں نماز سے خوش کرو''۔ یعنی نماز کی اذان دو تاکہ نماز پڑھ کر راحتِ قلب حاصل کریں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے''۔ یعنی مجھے نماز ہی میں سرور اور فرحت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سچے فرمانبردار کی علامت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ اُس کے لئے مقرر ہوتا ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وہ اُس بندہ کو نماز اَدا کرنے پر آمادہ کرے اور اگر وہ شخص سو رہا ہو تو اُسے بیدار کردے اور یہ علامت حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ میں ظاہر تھی۔ اِس لئے کہ آپ بوڑھے اور معذور ہوگئے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت آیا تو ٹھیک ٹھاک ہوجاتے اور نماز اَدا کر چکتے تو پھر عاجز اور معذور کھڑے کے کھڑے رہ جاتے۔

حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ وصال: ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ

ولادت:

بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل سے ملحق گیلان کا چھوٹا سا مگر زرخیز صوبہ ہے' اس کے ایک قصبہ میں حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ بمطابق ۱۰۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ محترمہ کی عمر ساٹھ برس تھی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو ماہِ رمضان المبارک میں دن بھر دُودھ نہ پیتے تھے۔ یہ بات مشہور ہوگئی کہ سیّدوں کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو ماہِ رمضان المبارک میں دن کو دُودھ نہیں پیتا۔ [1]

آپ کا اسم شریف عبدالقادر کنیت ابومحمد اور القابات محی الدین' محبوب سبحانی' غوث الثقلین اور غوثِ اعظم وغیرہ ہیں۔ شیخ المحدثین شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب اخبارالاخیار شریف میں آپ کا ذکر ان القابات سے فرمایا ہے۔ ''قطب الاقطاب' فردالاحباب' الغوث الاعظم' شیخ شیوخ العالم' غوث الثقلین' امام الطائفتین' شیخ الطالبین' شیخ الاسلام' محی الدین ابومحمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ۔ [2]

حضرت مولانا عبدالرحمان نورالدین جامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب نفحات الانس من حضرات القدس میں لکھا ہے:

حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ ثابت النسب سیّد ہیں۔ جامع حسب ولقب ہیں۔ والدِ بزرگوار کی نسبت سے حسنی علوی اور والدہ محترمہ کی نسبت سے

---

[1] اخبارالاخیار شریف ص ۱۶' سفینۃ الاولیاء ص ۶۳' نفحات الانس فارسی ص ۳۵۱' قلائدالجواہر اردو ص ۲۰' نزہۃ الخاطر الفاطر ص ۳۲۔ [2] اخبارالاخیار ص ۹۔

جو سیّد عبداللہ صومعی زاہد کی بیٹی ہیں، حسینی سیّد ہیں۔

آپ کے والدِ ماجد کا اسم گرامی حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ صومعی زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نواسے ہیں۔ غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ کا نام اُم الخیر اُمتہ الجبار حضرت فاطمہ علیہ الرحمہ ہے' آپ بڑی پاک طینت اور صالحہ خاتون تھیں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین اور شریف الجانبین ہیں۔ والدِ گرامی کی طرف سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک گیارہ سلسلے اور پشتیں بنتی ہیں۔ اسی طرح والدہ کی طرف سے بھی امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ تک گیارہ سلسلے اور پشتیں بنتی ہیں۔

اِس سلسلہ عالیہ کی اِبتداء متواتر' صحیح' ثابت اور ایسی روشن ہے جیسا آفتابِ عالم تاب ہوتا ہے۔ محققینِ اُمّت کا اِسی پر اِتفاق ہے۔ [۳] آپ کی کنیت ابومحمد علیہ الرحمہ ہے آپ کی کنیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے کا نام محمد تھا۔

بچپنے کا عالم:

آپ بچپن میں ہی شفقتِ پدری سے محروم ہوگئے۔ آپ کے نانا حضرت سیّد عبداللہ صومعی علیہ الرحمہ زندہ تھے۔ اُنہوں نے آپ کو اپنے کنارِ عاطفت میں لے لیا۔ آپ بچوں کے ساتھ نہیں کھیلا کرتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا تو آواز آتی۔ اے مبارک! ہماری طرف آ۔ میں آواز سن کر ڈرتا اور دوڑ کر سیدھا اپنی والدہ محترمہ کی گود میں آجاتا اور یہ آواز اَب میں اپنی خلوت میں سنتا ہوں۔

آغازِ تعلیم:

یہ تو صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آپ کی تعلیم کا آغاز کب ہوا؟ مگر اِتنا ضرور پتا چلتا ہے کہ آپ دس برس کی عمر میں اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتے تھے۔ کیونکہ جب آپ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے پتا چلا کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ

---

[۳] نزہتہ الخاطر الفاطر فی مناقب شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ از ملا علی قاری علیہ الرحمہ۔

کے ولی ہیں؟ تو فرمایا کہ میں دس برس کا تھا' گھر سے مدرسے جاتے وقت دیکھتا کہ فرشتے میرے ساتھ چلتے ہیں۔ پھر مدرسہ میں پہنچنے کے بعد وہ فرشتے دوسرے لڑکوں سے کہتے ولی اللہ کے لئے جگہ دو"۔ [۴]

پیدائشی ولی:

حضرت غوثِ اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' ایک دِن مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُس نے ایک فرشتے سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ جس کی اِتنی عزّت کرتے ہو؟ اُس فرشتے نے کہا' یہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ہے۔ یہ بہت بڑے مرتبے کا مالک ہوگا۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن قائد وانی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے اَمر کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: سچ پر اور فرمایا میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا نہ بچپنے میں نہ جوانی میں۔

بیل کا کلام کرنا اور حجابات کا ہٹنا:

حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں ایک دفعہ مجھے جنگل میں جانے کا اِتفاق ہوا اور میں ایک بیل کے پیچھے کھڑا ہو کر عام کسانوں کی طرح ہل چلانے لگا' میری حیرانگی کی اِنتہا نہ رہی جب اُس بیل نے مجھ سے کلام کیا کہ تم کاشتکاری کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے تمہیں اِس کا حکم بھی نہیں دیا۔ فرماتے ہیں' میں خوف کی حالت میں گھر آیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا تو میں نے حاجیوں کو میدانِ عرفات میں دیکھا۔ [۵]

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے آپ کی آنکھوں کے آگے سے تمام حجابات ہٹا دیئے۔ فرماتے ہیں' میں اپنی والدہ محترمہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اِجازت دیجئے تاکہ میں بغداد شریف جا کر علماء کرام سے علم' مشائخ طریقت سے

[۴] اخبار الاخیار ص ۱۶۔ [۵] اخبار الاخیار ص ۱۶۔

طریقت کا فیض حاصل کروں۔ والدہ محترمہ کو میں نے دونوں واقعات کے بارے میں عرض کیا۔ فرماتے ہیں اُس وقت میری عمر ۱۸ سال تھی۔

ایک ماں کے لئے ایسے ہونہار، اطاعت شعار اور پیدائشی ولی بیٹے کو اپنے سے جدائی کی اجازت دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر والدہ محترمہ نے اپنے بیٹے کے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے بغداد شریف جانے کی اجازت مرحمت فرمادی اور ساتھ ہی نصیحت فرمائی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا اور الوداع فرماتے ہوئے فرمایا۔ ''میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے حوالے کرتی ہوں شاید میں تمہیں زندگی میں نہ دیکھ سکوں''۔

مجاہدہ وریاضت:

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مکمل طور پر علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد علوم باطنی کے حصول کی ابتداء کی اور مجاہدہ وریاضت کی انتہائی مشکل اور پُر خار راہوں میں قدم رکھا۔ چنانچہ آپ شہر چھوڑ کر عراق کی ویران وادیوں میں یکتا و یگانہ زندگی بسر کرنے لگے تاکہ کامل یکسوئی ملے۔ جیسے ہی آپ نے اپنی مجاہدانہ زندگی کا آغاز کیا فضلِ الٰہی ابتداء ہی سے آپ کے شامل حال رہا۔

جس زمانہ میں حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ عبادت وریاضت اور مجاہدۂ نفس کے دشوار گزار مراحل طے فرما رہے تھے۔ شیطان کی فتنہ پردازیاں چراغ سحری کی مانند پھر بھڑکیں۔ اَب تک ہر موڑ پر شیطان آپ سے شکستیں کھا چکا تھا اور اپنے کسی فریب میں آپ کو نہ لا سکا تھا حتیٰ کہ آپ روحانیت کے مقام اَرفع واَعلیٰ پر گامزن ہوتے جا رہے تھے۔ رفعت و بلندی کی انتہائی منازل تک آپ کی رسائی شیطان سے دیکھی نہ جا سکی اور ایک دن پراگندہ صورت بنائے بدبودار لباس پہنے ہوئے آپ کی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ میں ابلیس ہوں میری جماعت کے تمام افراد کو آپ نے عاجز و ناکام کر دیا ہے۔ اپنے سارے ہتھکنڈے استعمال کر چکا۔ آپ کے پائے ثبات میں لغزش تک نہ آئی لہٰذا میں نے ہار مان لی اور اَب آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط ظالم میں تو کسی طرح تجھ سے مطمئن نہیں ہوسکتا یہ تیری باتیں سراپا فتنہ ہیں جس میں تو مجھے ملوث کرنا چاہتا ہے۔ اُبھی آپ کا جواب ختم بھی نہ ہوا تھا کہ پردۂ غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اِس شدت کے ساتھ ابلیس کے سر پر پڑا کہ زمین کے اَندر دھنستا ہوا غائب ہوگیا۔

ابلیس آگ کا شعلہ لے کر دوبارہ آپ کے قریب آیا' آپ نے اِس تیاری کے ساتھ حملہ آور دیکھا تو تعوذ پڑھا اور وہ چلا گیا لیکن چند ہی لمحات بعد پھر پلٹ کر آیا اور فی الفور آپ کے اُوپر حملہ آور ہوگیا۔ معاً ایک سوار نمودار ہوا اور حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک تلوار دیدی جسے دیکھ کر ابلیس غائب ہوگیا۔

سہ بارہ ابلیس مکر وفریب کے نئے جال کے ساتھ آیا۔ آپ نے دیکھا کہ آپ سے دُور پریشان حال' آفت زدۂ خائب وخاسر کی سی صورت بنائے بیٹھا ہوا رو رہا ہے۔ آپ کی نظر پڑی تو کہنے لگا اَب آپ میری طرف کیا دیکھ رہے ہیں؟ اَب تو میں قطعی آپ سے نا اُمید ہوگیا ہوں۔ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے پھر تعوذ پڑھا اور فرمایا کہ میں تجھ سے کسی حال میں مطمئن نہیں ہوں۔ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی یہ ثابت قدمی دیکھ کر ابلیس نے شرک کے بے شمار جال آپ کے سامنے بچھا دیئے لیکن قدرت کو آپ کی حفاظت منظور تھی پورا ایک سال گذر گیا اور آپ اِن میں سے کسی ایک جانب ملتفت نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ابلیس کے بچھائے ہوئے تمام جال رائیگاں ہوگئے۔ بعدازیں ابلیس نے مخلوق کی محبت اور دنیوی رشتوں کے تعلقاتی جال بچھا دیئے۔ مگر فضلِ ربانی سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے قطعی اِلتفات نہ کیا۔ آخر ایک سال بعد تمام دنیوی رشتوں اور محبتوں کے جال بھی تار تار ہو گئے۔ اور حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اِس کٹھن منزل سے بھی بتمام وکمال اِستقلال سے گزر گئے۔

ایک دِن ابلیس کہنے لگا ''اے عبدالقادر میں تمہارا خدا ہوں آج سے میں

نے تمہارے لئے حرام چیزیں بھی حلال کردیں اور نماز معاف کردی''۔ آپ نے یہ سنتے ہی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا وِرد فرمایا' فوراً وہ روشنی زائل ہوگئی اور اُس کی جگہ پر دھواں پھیل گیا۔ پھر آواز آئی ''عبدالقادر تم کو تمہارے علم نے بچالیا ورنہ میں تم جیسے نہ جانے کتنے عابدوں اور زاہدوں کو اِس تاریک وادی میں گمراہ کرچکا ہوں۔

آپ نے جواب دیا' کمبخت شیطان مجھ کو میرے علم نے نہیں فضلِ رب نے بچالیا ہے۔ یہ سن کر شیطان نے ٹھنڈی سانس لی اور یہ کہتا ہوا چل دیا کہ تم پھر بچ گئے۔ اِن خطرناک منازل سے سلامتی کے ساتھ گزرنے کے بعد خداوندِ قدوس نے آپ کے اُوپر آپ کا باطن ظاہر فرمایا۔

سلوک اور مجاہدہ:

شیخ ابوالعباس احمد یحییٰ بغدادالمعروف ابن الدیبثی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ۵۵۸ھ میں حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو سنا کہ کرسی پر بیٹھے ہوئے فرمارہے تھے میں پچیس سال عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں اکیلا پھرتا رہا۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا اور پندرہ سال نماز عشاء پڑھ کر قرآنِ پاک شروع کردیتا اور ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر اور نیند کے خوف سے میخ دیوار ہاتھ سے پکڑ کر صبح تک ختم کردیا کرتا۔ ایک رات میں ایک سیڑھی پر چڑھ رہا تھا میرے نفس نے کہا کاش تو ایک گھڑی سو جائے اور پھر اُٹھ کھڑا ہو جونہی یہ خطرہ میرے دِل میں آیا میں ٹھہر گیا اور ایک پاؤں پر کھڑا ہوگیا اور قرآنِ مجید شروع کردیا اور اِسی حالت میں مکمل قرآنِ پاک پڑھ لیا۔

بیعت:

حضور سیّدنا غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب تمام علوم پر دسترس حاصل کر لی، عبادت و ریاضت اور مجاہدات کی مشقتوں اور صحرانوردی کی خلوتوں میں بہت عرصہ

گزر گیا اور محنتِ شاقہ کے بعد پورا تزکیہ نفس ہوا تو آپ حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے جس سے آپ کو کمالِ عروج ملا۔ حتیٰ کہ ایک دن اپنے مرشد کامل قاضی ابوسعید مبارک مخزومی علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور کسی کام کے لئے اُٹھ کر باہر آئے تو آپ کے شیخ طریقت نے فرمایا: اس نوجوان کا قدم ایک دن تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا اور اِس کے زمانے کے تمام اولیاء اِس کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں گے اور انکساری کریں گے۔

خرقۂ خلافت:

حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمہ اللہ جب سیّدنا غوث اعظم رحمہ اللہ سے بیعت لے چکے تو آپ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا جس سے آپ کو اِتنا فیض ملا کہ خود فرماتے ہیں میرے شیخ طریقت جو لقمہ میرے منہ میں ڈالتے تھے وہ ہر لقمہ میرے سینہ کو نورِ معرفت سے بھر دیتا تھا۔

پھر حضرت شیخ قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمہ اللہ نے آپ کو خرقۂ خلافت پہنایا اور فرمایا: اے عبدالقادر یہ خرقہ حضور سرورِ کونین ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اُن سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کو ملا اور پھر اُن سے دست بدست مجھ تک پہنچا اور اَب میں تمہیں دے رہا ہوں۔ یہ خرقہ پہننے کے بعد حضور سیّدنا غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ پر برکات و تجلیات اور بے شمار انوارِ الٰہیہ کا نزول ہوا۔ (قلائد الجواہر)

وعظ و تدریس و افتاء:

جب حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہوئے تو وعظ و تدریس پر مامور ہوئے۔ آپ نے ۵۵۳ھ میں وعظ کی ابتداء یوں فرمائی، فرماتے ہیں کہ میں نے سہ شنبہ یعنی بروز منگل ۱۲ شوال المکرم ۵۲۱ھ کو ظہر سے پہلے

رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا' حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے میرے بیٹے وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں عجمی (غیر فصیح) ہوں۔ بغداد شریف میں فصحائے عرب کے سامنے کیسے کلام کروں؟ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے سات بار لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ لوگوں کو وعظ کر اور حکمت وموعظ حسنہ سے اپنے رب کے راستے کی طرف بلا۔ پس میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھ گیا' بہت سے لوگ میرے پاس آئے' میں گھبرا گیا پھر میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا' اُنہوں نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے تو وعظ کیوں نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا' حضور میں گھبرا گیا ہوں' آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھول' میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ بار اپنا لعاب شریف میرے منہ میں ڈالا' میں نے عرض کیا' پورے سات مرتبہ کیوں نہیں ڈال رہے' آپ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اَدب کی وجہ سے اَیسا کیا ہے۔ [۶]

تھوڑے عرصہ میں آپ کے وعظ میں لوگ بکثرت شامل ہونے لگے' باب الحلبہ کے مصلے میں گنجائش نہ رہی تو آپ کی کرسی شہر کے باہر عیدگاہ میں لے گئے' وہاں بھی لوگ جوق در جوق شوق سے گھوڑوں' خچروں' گدھوں اور اُونٹوں پر آیا کرتے تھے' حاضرین مجلس کی تعداد تقریباً ستر ہزار ہوا کرتی۔ [۷]

فتاویٰ نویسی:

حضور سیّدنا غوث اعظم رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت سیّد عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ نے ۵۲۸ھ سے ۵۶۱ھ تک (تینتیس سال) درس وتدریس اور فتاویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیئے۔

آواز کا کمال:

آپ کی مجلس مبارکہ میں باوجود یکہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا تھا لیکن آپ کی

---

[۶] بہجۃ الاسرار ص ۹۲' قلائد الجواہر ص ۱۳' ۱۲' صفینۃ الاولیاء ص ۲۴' قلائد الجواہر ص ۱۳۔ [۷] بہجۃ الاسرار ص ۲۶۔ اخبار الاخیار۔

آواز مبارک جتنی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی اتنی ہی دُور والوں کو سنائی دیتی تھی اور آپ اہل مجلس کے خطرات قلبی کے موافق کلام فرماتے تھے۔ ۸

اِیمان اَفروز واقعہ:

ایک روز حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تقریباً دس ہزار لوگ جمع تھے۔ حضرت شیخ علی بن نصر البیتی علیہ الرحمہ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اُن کو نیند آگئی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ چپ ہو جاؤ۔ پس وہ ایسے ہوگئے کہ اُن کے سانسوں کے سوا کسی اور چیز کی آواز محسوس نہ ہو رہی تھی پھر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ منبر شریف سے اُترے اور حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمہ کے آگے اَدب سے کھڑے ہوگئے اور اُن کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمہ جاگ اُٹھے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے خواب میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا؟ حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمہ نے جواب دیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی اَدب کیا تھا۔ پھر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ جناب رسالت مآب علیہ التحیۃ الثناء والصلوٰۃ والسلام نے آپ کو کیا وصیت فرمائی؟ حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ آپ کی خدمتِ اَقدس میں رہنے کی۔ راوی کا قول ہے کہ پھر حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے قول (یعنی جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی میں نے اَدب کیا تھا) کہ معنے دریافت کئے گئے تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا مگر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ بیداری میں دیکھا۔ ۹

خلیفہ مستنجد باللہ کی حاضری:

حضرت شیخ ابو العباس حسینی موصلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم بغداد

۸ اخبار الاخیار ص ۱۵۔ ۹ بہجۃ الاسرار ص ۹۴، قلائد الجواہر ۴۷۔

میں حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں بیٹھے تھے کہ عباسی خلیفہ مستنجد باللہ المظفر یوسف عباسی آئے اور آپ کو سلام کر کے بیٹھ گئے اور سونے کے دیناروں سے بھری دس تھیلیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا' مجھے اس دولت کی ضرورت نہیں۔ جب خلیفہ نے اِصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی دائیں اور ایک بائیں ہاتھ میں لے کر نچوڑی تو اُس میں سے خون بہنے لگا۔ آپ نے فرمایا' ابوالمظفر تمہیں خوف نہیں آتا کہ عوام کا خون اکٹھا کر کے میرے پاس لے آئے ہو۔ خدا کی قسم مجھے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اِحترام نہ ہوتا تو اِس خون کو اِتنا بہنے دیتا کے تمہارے محلوں تک پہنچتا۔ خلیفہ کو یہ واقعہ دیکھ کر غش آ گیا۔

حضرت شیخ ابوالعباس حسینی علیہ الرحمہ کہتے ہیں' ایک دن میں نے خلیفہ کو آپ کی خدمت میں بیٹھے دیکھا۔ خلیفہ کہنے لگا مجھے کوئی ایسی کرامت دکھایئے جس سے میرا دِل مطمئن ہو جائے۔ آپ نے فرمایا' کیا چاہتے ہو؟ خلیفہ نے کہا' مجھے اِس وقت سیب درکار ہیں (اِس موسم میں سیب سارے بغداد میں نہیں تھے) آپ نے ہاتھ پھیلا کر دو سیب پکڑے ایک خلیفہ کو دے دیا اور ایک خود رکھ لیا۔ جب آپ نے اپنا سیب توڑا تو اُس میں سے کستوری کی سی خوشبو نکلی اور خلیفہ نے توڑا تو اُس کے اندر سے کیڑے نکلے۔ خلیفہ نے تعجب سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ لگنے سے پھلوں میں بھی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

قول و فعل میں مطابقت:

حضرت احمد بن صالح بن شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں مدرسہ نظامیہ میں حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اِس مجلس میں وقت کے اکثر علماء و فقہا موجود تھے اور آپ کا موضوع گفتگو قضا و قدر تھا۔ اِتنے میں ایک بہت بڑا سانپ چھت سے آپ کی گود میں آ گرا۔ یہ واقعہ اِتنی تیزی سے ہوا کہ حاضرین مجلس بدحواسی میں بھاگ اُٹھے۔ وہ سانپ بڑی تیزی کے ساتھ آپ کے چغہ کے اَندر گھس کر سارے بدن کے اِرد گرد پھرنے لگا اور پھر سینہ سے نکل کر گلے کے گرد لپٹ گیا۔ اِس

واقعہ کے باوجود نہ تو آپ اپنی جگہ سے ہلے اور نہ ہی سلسلۂ کلام منقطع کیا۔ چند لمحوں کے بعد سانپ اُترا اور زمین پر آپ کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ کہنے لگا جسے ہم نہ سمجھ سکے اور پھر وہ چلا گیا۔ لوگ واپس آ گئے اور آپ کی خیریت پوچھی اور معلوم کرنا چاہا کہ اِس سانپ نے آپ سے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا' وہ کہتا تھا کہ میں نے اپنی لمبی زندگی میں بہت سے اولیاء اللہ کو دیکھا ہے مگر آپ جیسا ثابت قدم نہیں دیکھا۔ میں نے اُسے بتایا کہ جب تم چھت سے گرے تو میں قضاوقدر کے موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم قضاوقدر کے حکم کے بغیر نہ کچھ کر سکتے ہو اور نہ ہی مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو۔ میں اِس بات کا عملی مظہر بننا چاہتا تھا یہی وجہ ہے کہ میں ثابت قدم رہا۔

اخلاقِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ:

روایت میں آیا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رویا کرتے تھے' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا خوف دِل میں رکھتے تھے' مستجاب الدعاء تھے اور سخاوت کرنے میں مشہور تھے۔ اَچھے اَخلاق کے مالک اور بہترین خوشبو استعمال کرتے تھے۔ ہر قسم کی برائی سے محفوظ تھے اور تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور جو کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی شانِ اَقدس میں گستاخی کرتا تو اُس پر حد سے زیادہ سختی کرتے تھے لیکن اپنی ذات کے لئے کسی پر نہ سختی کرتے اور نہ غُصّے ہوتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی رضا کے لئے مخلوق کی مدد کیا کرتے تھے۔ محتاج سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ جانے دیتے تھے۔ اگر کوئی آپ کے جسم پر پہنے ہوئے لباس کا سوال کرتا تو اُتار کر اُسے عطا فرما دیتے تھے۔ اور علم آپ کی تہذیب خداوندی۔ محاصرہ آپ کا خزانۂ معرفت' خدمت' خطاب' مشیر' دیدار' سفیر' اُنس' رفیق اور بسط آپ کی عادت اور صدق آپ کا جھنڈا تھا۔ فتح' حکم' ذکر وفکر یہ تمام آپ کے اَوصاف تھے۔ مکاشفہ آپ کی غذاء مشاہدہ آپ کے لئے شفاء اور آپ کا ظاہر آداب شریعت اور باطن آداب حقیقت تھا۔

سخاوت:

آپ حاکموں کے پیسے کی طرف تکتے نہیں تھے۔ سخاوت و ایثار آپ میں کمال درجے کا تھا آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ آتا تو اُسے حاضرین میں تقسیم فرما دیتے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ سیّد عبدالرزاق علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ حج کے لئے روانہ ہوئے جب بغداد کے قریب ایک موضع میں جس کا نام حلّہ تھا پہنچے تو حکم دیا کہ یہاں کوئی ایسا گھر تلاش کرو جو سب سے زیادہ ٹوٹا پھوٹا اور اُجڑا ہوا ہو ہم اُس میں قیام کریں گے۔ قصبہ کے اُمیروں اور رئیسوں نے بڑے اچھے اچھے مکانات آپ کے سامنے قیام کرنے کے لئے پیش کئے لیکن آپ نے اِنکار فرما دیا۔ تلاشِ بسیار کے بعد ایک ایسا مکان مل گیا جس میں ایک بڑھیا' بوڑھا اور ایک بچی تھی۔ آپ نے بڑے میاں سے اجازت لے کر رات اُس کے گھر میں گزاری اور وہ تمام نذرانے اور ہدایا جو نقد' جنس اور حیوانات کی صورت میں آپ کو پیش کئے گئے تھے' آپ نے یہ کہہ کر کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں وہ تمام کے تمام بڑے میاں کو دے دیئے۔ حاضرین نے بھی آپ کی موافقت میں تمام مال و اَسباب اُن بڑے میاں کو دے دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم نے اُس بوڑھے کو آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے ایسی دولت عطا فرمائی کہ اُن اطراف میں کسی کو نہ ملی [1]

وصال شریف:

۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ بوقت شام آپ کی زبان مبارک پر یہ اَلفاظ جاری ہوئے: اَسْتَغِیْثُ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَالْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَلَا یَخْشٰی سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَتِ وَقَمَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

آخر میں آپ نے اللہ اللہ کہا پھر آپ کی آواز مبارک مخفی ہوگئی اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

---

[1] اخبار الاخیار ص ۱۸۔

شیخ الشیوخ حضرت ابوحفص عمر شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۵۳۶ھ وصال: یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ

شیخ الشیوخ حضرت ابوحفص عمر شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ العزیز شہر سہرورد میں ۵۳۶ھ میں ماہِ رجب المرجب کے آخر یا ماہِ شعبان المعظم کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے چچا شیخ ابونجیب علیہ الرحمہ کے پاس بغداد چلے آئے تھے اور یہاں آکر اپنے چچا کے زیرِ تربیت تعلیم حاصل کرنے لگے۔ آپ کی ظاہری اور باطنی تعلیم میں آپ کے سب سے بڑے اُستاد اور پیر و مرشد آپ کے عمِ محترم تھے۔

گیارہ سال کی عمر میں آپ نے علم حدیث کی تعلیم شروع کی۔ اس سلسلے کے بعض دیگر اساتذہ کرام جن سے آپ نے استفادہ فرمایا، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اساتذہ کرام:

۱۔ ابوالفتوح الطائی محمد بن محمد الہمدانی المتوفی علیہ الرحمہ ۵۵۵ھ

۲۔ محدثِ عراق حافظ مظفر ہبۃ اللہ بن احمد الشبلی المتوفی علیہ الرحمہ ۵۵۷ھ

۳۔ محدثِ اصفہان ابواحمد معمر بن عبدالواحد بن فاخر القرشی المتوفی علیہ الرحمہ ۵۶۴ھ

۴۔ محدثِ بغداد ابوالفتح محمد بن عبدالباقی المتوفی علیہ الرحمہ ۵۶۴ھ

۵۔ ابوزرعہ طاہر بن محمد المقدسی المتوفی علیہ الرحمہ ۵۶۶ھ

اسی زمانے میں آپ نے حضرت ابن فضلاں شیخ ابوالقاسم یحییٰ بن علی البغدادی المتوفی ۵۵۵ھ سے جو فقہ کے مشہور عالم تھے، علم فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اپنے عمِ محترم سے تصوف اور وعظ و تذکیر کے اُصول سیکھے۔ نیز حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ العزیز المتوفی ۵۶۱ھ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

حضرت امام یافعی علیہ الرحمہ نے خلاصۃ المفاخر تکملاء روض الریاحین میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ اپنی جوانی کے زمانے میں علم کلام کی تکمیل میں بہت سرگرم تھے' آپ نے علم کلام کی بہت سی کتابیں مطالعہ فرمائی تھیں، مگر آپ کے عم محترم آپ کے اس شغف کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے ایک دن وہ آپ کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر گئے اور اُن کے سامنے صورتِ حال بیان کی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ سے علم کلام کے زیر مطالعہ کتب کے نام دریافت فرمائے' اس کے بعد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کے سینہ پر ہاتھ رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ علم کلام کے تمام مسائل بھول گئے مگر آپ کے قلب کے دروازے کھل گئے اور اُس میں باطنی علوم سما گئے۔ اُس وقت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یَا عُمَرُ! اَنْتَ اٰخِرُ الْمَشْهُوْرِيْنَ بِا لْعِرَاقِ ''اے عمر! تم عراق کے مشاہیر کے آخر ہو''۔

سفر و مجاہدہ:

آپ نے خلیج فارس کے جزیرہ عبادان میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ یہاں تنہائی میں عرصہ دراز تک ذکر و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے۔ کہتے ہیں کہ اسی مقام پر ابدال کی صحبت بھی میسر ہوئی۔ آپ نے متعدد حج بھی کئے اور کئی سال تک خانہ کعبہ میں رہے۔ آخر کار روحانی مجاہدات اور سفر سے فارغ ہو کر بغداد شریف واپس آ گئے۔

مسندِ وعظ و اِرشاد:

اپنے عم محترم کی وفات کے بعد آپ اُن کے جانشین ہوئے اور اُن کی خانقاہ میں اپنے عم محترم کے وعظ اور درس و ارشاد کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ آپ کا یہ سلسلۂ وعظ بھی اس قدر مقبول ہوا کہ بے شمار انسان آپ کے وعظ و نصیحت سے ہدایت یاب ہوئے اور اُنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ اسی زمانے میں آپ کی بزرگی کی

شہرت سن کر دُور اُفتادہ اِسلامی ممالک سے طالبانِ حق آپ کی خدمت میں منازل سلوک طے کرنے کے لئے آنے لگے۔ اِس طرح بغداد میں آپ کی خانقاہ مرجع ہدایتِ خلق بن گئی تھی۔ چنانچہ اُس زمانے میں ہندوستان جیسے دُور اُفتادہ ملک سے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی اور حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کافی عرصہ تک آپ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

سفیرِ خاص:

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ محض خانقاہ کے درویش نہ تھے بلکہ اپنے اثر و رسوخ سے ملک و قوم کو بھی فائدہ پہنچاتے تھے۔ بالخصوص اِسلامی ممالک کی حکومتوں کے درمیان مصالحت کرانے میں آپ کا بڑا حصہ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے بغداد اور اِسلامی ممالک کے امراء اور حکام آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ دربارِ خلافت کے آپ سفیرِ خاص تھے۔ چنانچہ جب اِسلامی ممالک کے حُکام کے پاس مصالحت یا خاص سیاسی کام کے لئے کسی خاص سفیر کو بھیجنے کی ضرورت ہوتی تھی تو اُس کے لئے آپ کی ذاتِ مبارک کو منتخب کیا جاتا تھا۔ اِس طرح جب کوئی بڑی علمی یا روحانی شخصیت کے حامل بزرگ بغداد شریف تشریف لاتے تھے تو سرکاری طور پر آپ ہی کو اُن کے اِستقبال کے لئے بھیجا جاتا تھا۔

مولانا روم علیہ الرحمہ کے والد کا اِستقبال:

مولانا شمس الدین افلاکی نے اپنی کتاب **مناقب العارفین** میں تحریر کیا ہے حضرت شیخ جلال الدین مولانا روم علیہ الرحمہ کے والدِ ماجد حضرت شیخ بہاؤالدین محمد بلخی علیہ الرحمہ نے ۶۰۹ھ میں سلطان علاؤالدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کے مشورہ سے ہجرت کر کے بلادِ روم جانے کا قصد کیا۔ اِس سفر کے سلسلہ میں جب وہ ۶۱۰ھ میں بغداد شریف تشریف لائے تو خلیفہ نے حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کو مولانا علیہ الرحمہ کے اِستقبال کے لئے بھیجا۔ چنانچہ آپ نے مولانا موصوف علیہ الرحمہ کو اپنی خانقاہ

میں قیام کرنے کی دعوت دی، مگر مولانا نے مدرسہ المستفریہ میں قیام فرمایا۔

خوارزم شاہ کی سفارت:

ایک دفعہ ۶۱۴ھ میں سلطان محمد بن تکش خوارزم شاہ نے عباسی خلفاء کی بیعت سے روگردانی اختیار کی اور اپنی تمام مملکت میں خلیفہ الناصر کے نام کا خطبہ اور سکہ بند کر کے فخر السادات حضرت سید علاؤالدین ترمذی علیہ الرحمہ سے بیعت خلافت کی۔ اُس نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا' بلکہ تیس لاکھ سوار لے کر خلیفہ الناصر کو معزول کرنے کے لئے بغداد روانہ ہوا۔ اس خبر سے خلیفہ الناصر بہت پریشان ہوا۔ اُس نے مصالحت کے لئے آپ کو سفیر بنا کر روانہ کیا۔ آپ نے ہمدان کے قریب سلطان محمد سے ملاقات کی۔ سلطان آپ کی فصیح و بلیغ تقریر سے بہت متاثر ہوا' مگر اپنے ارادہ سے باز نہ آیا' اس لئے آپ رنجیدہ ہو کر واپس آ گئے' تاہم یہ آپ کی کرامت تھی۔ کہ سلطان محمد ہمدان سے نکل کر عقبہ حلوان پہنچا ہی تھا کہ برف باری کی کثرت اور سردی کی شدت کی وجہ سے اُس کا سارا لشکر تباہ و برباد ہو گیا اور اپنے ارادہ میں ناکام ہو کر واپس چلا گیا۔

حلب کی سفارت:

۶۱۸ھ میں شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ خلیفہ الناصر کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر قاضی بہاؤالدین بن شداد کے پاس جو شاہ حلب کے دیوان تھے' اربل تشریف لائے۔ قاضی موصوف خود بھی زبردست عالم اور مصنف تھا۔ اس لئے اُس نے آپ کی بے حد عزت و تکریم کی۔ دوران قیام روحانی حلقے قائم ہوئے اور آپ نے مقامی لوگوں کو اپنے مواعظ حسنہ اور روحانی فیض سے مستفیض فرمایا۔ اُس زمانے میں مشہور مصنف قاضی شمس الدین احمد بن خلکان بھی اربل میں موجود تھا۔ مگر صغیر السن ہونے کی وجہ سے حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کی زیارت نہیں کر سکا۔

روم کی سفارت:

آپ خلفاء بغداد کی طرف سے روم کے سلجوقی حاکم سلطان علاؤالدین

کیقباد کے دربار میں تین مرتبہ سفیر ہو کر گئے' پہلی مرتبہ سلطان علاؤالدین کی تخت نشینی کے موقع پر خلیفہ الناصر کی طرف سے منشور سلطنت لے کر قونیہ تشریف لائے۔ مصنف تاریخ سلاجقہ روم کا بیان ہے کہ جب سلطان موصوف کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو اُس نے علماء و مشائخ اور اُمراء کو قونیہ سے ایک فرسخ کی مسافت پر استقبال کے لئے بھیجا اور جب آپ قونیہ تشریف لے آئے تو شاہی محل میں آپ کی دعوت کی۔ اس کے بعد ایک دربار منعقد کیا۔ جہاں حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ نے سلطان کو خلعتِ خلافت پہنائی اور سر پر عمامہ شریف بندھوایا، اس کے بعد آپ نے خلیفہ کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ رخصت کے وقت سلطان نے آپ کو ایک لاکھ زرِ نقد اور پانچ ہزار دینار سلطانی اور ۵۵۰ مثقال طلائے مضروب نذرانے کے طور پر پیش کیے۔

خواب کی تعبیر:

دوسری مرتبہ خلیفہ الظاہر ابونصر محمد بن الناصر کی تخت نشینی کے موقع پر آپ روم تشریف لائے' اُس وقت سلطان مصروفِ سیر و شکار تھا۔ مولانا روم علیہ الرحمہ کے والدِ ماجد مولانا بہاؤالدین بلخی علیہ الرحمہ بھی سلطان کے ساتھ تھے' اُس وقت آپ نے خلیفہ کا فرمان سلطان کے سامنے پیش کیا۔ اُسی رات سلطان نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ اُس کا سر سونے کا' منہ چاندی کا' اور پیٹ پیتل کا ہے' نیز دونوں رانیں شیشے کی اور دونوں پاؤں رانگ کے ہو گئے۔ صبح جب حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ حضرت مولانا بہاؤالدین بلخی علیہ الرحمہ کے ساتھ شاہی محل گئے تو سلطان کی فرمائش پر آپ نے اِس خواب کی تعبیر بیان فرمائی۔ سلطان کی زندگی میں اُن کی رعایا سونے کی طرح خوش حال اور شان و شوکت سے رہے گی' مگر اُن کے فرزند کے عہد حکومت میں اُن کا حال چاندی کی طرح ہو جائے گا۔ جب اُن کا پوتا حکومت کرے گا تو اُس کی رعایا کی اَخلاقی اور مالی قدر و قیمت پیتل کی طرح گھٹ جائے گی اور رعایا کمزور اور پست ہمت ہو جائے گی۔ تیسری پشت میں رعایا کے اَخلاق بالکل گر جائیں گے۔ اور اَمن و اَمان خطرہ میں پڑ جائے گا۔ چوتھی اور پانچویں پشت میں ملک تباہ و برباد ہو جائے گا۔ سلجوقی

خاندان کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ اور مفسد لوگ اس ملک پر قابض ہو جائیں گے۔

بادشاہ آپ کی صحیح تعبیر سن کر آپ کی صداقت اور بے باکی سے بہت متاثر ہوا اور دعائے خیر کا طالب ہوا۔ آخر میں اُس نے عزت و احترام کے ساتھ آپ کو رخصت کیا۔

سیّد سروراں علیہ الرحمہ سے ملاقات:

تیسری مرتبہ آپ غالباً ۶۲۸ھ کے بعد خلیفہ ابو جعفر منصور بن الظاہر کی خلافت کے درمیانی زمانے میں قونیہ تشریف لائے۔ جب کہ مولانا حضرت بہاؤالدین بلخی علیہ الرحمہ کا انتقال ہو چکا تھا اور مولانا روم صاحب علیہ الرحمہ مثنوی معنوی کی تعلیم و تربیت کے لئے سیّد سروراں خواجہ برہان الدین تبریزی علیہ الرحمہ خراسان سے آکر قونیہ رہنے لگے تھے۔ حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ سفارتی فرائض کی تکمیل کے بعد سیّد سروراں علیہ الرحمہ سے ملنے گئے تھے۔ مذکورہ بالا سفارتوں کے علاوہ آپ دیگر مقامات پر بھی سفارتوں اور مختلف اہم کاموں کے سلسلے میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ بغداد شریف نے تمام مشائخ عظام پر مقدّم کر کے آپ کو شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کا خطاب دے رکھا تھا۔ انہی سفارتی تعلقات کی وجہ سے مختلف اُمراء اور حکام کی طرف سے آپ کو بہت نذرانے وصول ہوتے تھے اور آپ کی خانقاہ میں بھی بہت نذرانے آتے تھے۔ مگر یہ تمام آمدنی فوراً ہی راہِ خدا میں صَرف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ العزیز اپنی کتاب **راحت القلوب** میں تحریر فرماتے ہیں: ۶۵۵ھ کے ماہ رجب المرجب کی ایک مجلس میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے قیام بغداد کے ذکر میں فرماتے تھے کہ حضرت شیخ الشیوخ قدس سرہٗ العزیز کی خانقاہ میں کم و بیش ایک ہزار دینار آیا کرتے تھے اور یہ ساری رقم اُسی روز راہِ خدا میں صَرف ہو جاتی تھی۔ رات ہونے تک اُن میں سے ایک حبہ باقی نہیں رہتا تھا۔

شیخ اکبر سے ملاقات:

حضرت امام یافعی علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علی محمد بن علی الطائی علیہ الرحمہ المتوفی ۶۳۸ھ کی ملاقات ہوئی' دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا مگر آپس میں گفتگو نہیں ہوئی۔ اس کے بعد لوگوں نے حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ سے حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ فرمانے لگے هُوَ بَحْرُ الْحَقَائِقِ یعنی ''وہ حقائق کے سمندر ہیں''۔

اِتباعِ سُنّت:

ایک دن حضرت شیخ سعد الدین حمویہ محمد بن موید الجوینی علیہ الرحمہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کو کیسا پایا؟ تو اُنہوں نے جواب دیا۔ وہ ایک موجزن سمندر ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کیسے ہیں؟ تو فرمانے لگے ''نُوْرُ مُتَابَعَةِ النَّبِیِّ ﷺ فِی جَبِیْنِ السُّهْرَ وَرْدِیَ شَیْئٌ آخَرُ'' یعنی حضرت شیخ سہروردی علیہ الرحمہ کی پیشانی میں نبی ﷺ کے اتباع کا نور ایک عجیب چیز ہے''۔

علم وفضل:

حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کے علم وفضل کے بارے میں مختلف شیوخ وآئمہ نے جو کچھ تحریر کیا ہے' اگر اُن سب کا تذکرہ کیا جائے تو طوالت کا باعث ہوگا۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ آپ جامع اَوصاف تھے اور اپنے علم وفضل کی وجہ سے نہ صرف ظاہری علماء اور مشائخ باطنی میں مقبول تھے، بلکہ اُمراء، خلفاء اور حُکام بھی آپ کی بے حد عزّت واحترام کرتے تھے فِقہ میں آپ شافعی فقہ کے پیرو تھے' مگر وسعتِ نظر کے لحاظ سے آپ مجتہدانہ درجہ رکھتے تھے۔ عقائد میں آپ حضرت امام ابوالحسن

اشعری علیہ الرحمہ کے متبع تھے۔ آپ کے معتقدات اور صوفیانہ مسلک کو حضرت امام یافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "نشر المحاسن" اور "مرھم الغلل" میں بیان کیا ہے پہلی کتاب حضرت شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی علیہ الرحمہ کی کتاب جامع کرامات الاولیاء کے حاشیہ پر چھپی ہے اور دوسری کتاب کو سر ڈینی سن راس کے زیر اہتمام رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ نے ۱۹۱۷ء میں شائع کیا ہے۔

تلامذہ حدیث:

حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کے مریدوں کی تعداد بے شمار تھی۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کے بانی مبانی ہیں۔ جو ایران وخراسان اور برصغیر ہندو پاک میں بہت مقبول ہوا۔ آپ کے خلفاء میں اُن حضرات کے اُسمائے گرامی نظر آتے ہیں۔ جو روحانیت کے آسمان کے آفتاب وماہتاب تھے، اس کے علاوہ علم حدیث میں بھی ایسے محدثین اور علماء آپ کے تلامذہ کی صف میں نظر آتے ہیں، جن کے علمی کارنامے رہتی دُنیا تک غیر فانی رہیں گے۔

شعراء کی عقیدت مندی:

آپ کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے، فارسی کے بعض مشہور شعراء بھی آپ کے عقیدت مند تھے، جن میں حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ اور خواجہ کمال الدین اسمٰعیل اصفہانی علیہ الرحمہ کے نام بہت مشہور ہیں۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بغداد شریف گئے تھے، اس لئے غالباً وہیں ملاقات ہوئی ہوگی۔ دونوں ایک مرتبہ دریا میں ہم سفر رہے تھے۔

خلفاء اور مریدین:

آپ کے روحانی سلسلے کے بعض ممتاز خلفاء اور مریدین کے اُسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ العزیز المتوفی ۶۶۶ھ۔ آپ کا مزار مبارک ملتان میں ہے' برصغیر ہندوستان میں سہروردیہ سلسلہ کے بانی مبانی ہیں۔ اور آپ کے خاندان کے ذریعے یہ روحانی سلسلہ برصغیر پاک وہند کے گوشہ گوشہ میں پھیلا۔

۲۔ حضرت شیخ حمید الدین ناگوری محمد بن عطاء البخاری علیہ الرحمہ المتوفی ۶۶۴ھ آپ بھی ہندوستان میں سہروردی سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ نجیب الدین بن علی برغش شیرازی علیہ الرحمہ المتوفی ۶۷۸ھ

۴۔ حضرت شیخ ظہیر الدین محمود بن عبداللہ علیہ الرحمہ المتوفی ۶۷۴ھ

۵۔ حضرت شیخ محمد المینی علیہ الرحمہ المتوفی ۶۹۲ھ

اَولاد ونسل:

آپ کی اَولاد میں آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عمادی علیہ الرحمہ مشہور ہیں۔ تاہم آپ کے خاندان میں آگے چل کر بھی بہت ممتاز علماء ومشائخ عظام پیدا ہوئے برصغیر پاک وہند کے بعض مشہور خاندان بھی آپ کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ حیدرآباد دکن کے حکمران خاندان آصفیہ کی ننھیال آپ کی نسل سے تھی۔ ان کے مورث اعلیٰ حضرت شیخ عابد علیہ الرحمہ ہندوستان آئے تھے جیسا کہ میر غلام علی آزاد نے تحریر کیا ہے۔

عوارف المعارف:

حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کی یہ وہ اہم تصنیف ہے جس کو بجا طور تصوّف کی بنیادی کتاب کہا جاسکتا ہے۔ آپ نے اس مقدس کتاب کو سرزمین مکہ معظمہ میں تصنیف فرمایا' اور اس کے اہم اور دقیق مسائل کو خدا سے رجوع کر کے خانہ کعبہ کے طواف وزیارت کے بعد حل فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں وہ تاثیر ہے کہ اس کی بدولت ہزاروں گم کردہ راہ منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

روحانی حلقوں میں اس کے مقبول عام ہونے کی اَصل وجہ یہ ہے کہ غالباً

یہی تصوّف کی وہ پہلی کتاب ہے، جس میں تفصیل کے ساتھ تصوّف کے تمام بنیادی اور ضروری مسائل کو اِس طرح بیان کیا گیا ہے، کہ ایک مبتدی سالک طریقت کو کسی مرشد کامل کی ہدایت کے بغیر زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل روحانی ہدایات حاصل ہوسکتی ہیں۔ سب سے بڑی خصوصیت اِس کتاب کی یہ ہے کہ اِس میں تصوّف کے تمام اہم مسائل کو قرآنِ کریم کی آیاتِ مبارکہ اور اَحادیثِ نبوی ﷺ کی مستند روایات سے آسان اور دلکش اَنداز میں ثابت کیا گیا ہے۔ بخاری، مسلم اور ترمذی کے مانند حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ نے بھی تمام اَحادیثِ مبارکہ اپنے مشائخ کے مسلسل سلسلۂ اَسناد کے ساتھ درج فرمائی ہیں۔ چنانچہ تصوف کا کوئی بنیادی مسئلہ اَیسا نہیں ہے، جسے آپ نے قرآنِ کریم کی آیاتِ کریمہ اور اَیسی صحیح اَحادیثِ مبارکہ سے نہ ثابت کیا ہو، جن کے راویوں اور مشائخ کا سلسلۂ اَسناد آپ نے نام بنام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچایا ہو یہ وہ خصوصیت ہے جس سے تصوّف کی عام کتابیں خالی ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اور آپ کے پیر و مرشد اہل باطن ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست عالم اور محدّث بھی تھے۔

عوارف المعارف نہ صرف علمِ تصوّف کی اہم اور بنیادی کتاب ہے، بلکہ عربی کی تاریخ میں بھی اپنی فصاحت و بلاغت، زور بیان، پُر اثر اور لطیف طرز بیان کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ بڑے بڑے مشائخ نے اِس سے اِستفادہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدین بخاری علیہ الرحمہ جو برصغیر پاک و ہند میں سہروردی سلسلہ کے مشہور بزرگ ہیں، اپنی روحانی مجالس میں بار بار فرماتے تھے۔ ''اگر کسی شخص کا کوئی پیر و مرشد نہ ہو اور وہ **عوارف المعارف** غور سے پڑھے اور اِس پر عمل کرے تو بلا شک وشبہ ولی ہو جائے گا''۔ حضرت مخدوم جہانیاں علیہ الرحمہ نے مدینہ منورہ میں حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کے مرید خاص حضرت شیخ شرف الدین محمود تستری علیہ الرحمہ سے **عوارف المعارف** کے درس کی تجدید کی اور وہاں سے ہندوستان آکر سالہا سال اِس کے درس میں مشغول رہے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ

اور حضرت بابا فرید شکر گنج علیہ الرحمہ نے بھی آپ سے اِس کا درس حاصل کیا۔

حضرت شیخ جمال الدین محدث اوجہ شریف اور دیگر مشائخ **عوارف المعارف** کا درس دیا کرتے تھے۔ اِس طرح **عوارف المعارف** روحانی حلقوں میں اِس قدر مقبول ہوئی کہ مشہور اور ممتاز علماء اور مصنفین نے اِس کی شروح وحواشی لکھے۔ اِس کے مضامین کا خلاصہ کیا اور مختلف زبانوں میں اِس کتاب کے تراجم ہوئے۔

وفات:

حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ آخر عمر میں معذور ہو گئے تھے' آپ کی بصارت بھی جاتی رہی تھی' تاہم داد و دہش بدستور جاری تھی۔ ہزاروں روپے آتے اور راہِ خدا میں صَرف ہو جاتے اور آپ اہل وعیال کے لئے پس اَنداز نہ فرماتے تھے۔ وفات کے وقت صرف چھ دینار موجود تھے، اور وہ بھی آپ کے کفن دفن میں صَرف ہو گئے' آپ کا وصال یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ بمقام بغداد شریف ہوا۔ اور دردیہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ مشہور جغرافیہ نویس یاقوت حموی کا بیان ہے کہ یہ قبرستان باب الظفریہ کے قریب تھا۔ اور اُس میں بزرگ اور زاہد حضرات دفن ہوا کرتے تھے۔ ظفریہ بغداد شریف کے اُس بڑے محلے کا نام تھا۔ جو دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر شہر کے آخری حصے میں تھا۔ اِس کے دروازے' جس کا نام **باب الظفریہ** تھا سے خراسان کے قافلے آیا جایا کرتے تھے اِس وجہ سے بعد کے زمانے میں اِس کا نام **باب خراسان** پڑ گیا تھا۔ جب ہلاکو خاں کی فوج نے بغداد کو تباہ و برباد کیا۔ تو یہ محلّہ بچ گیا تھا۔ اِس لئے لوگ اِس محلے کو شہر کے نام سے پکارتے ہیں، تاہم امتدادِ زمانہ سے یہ محلّہ اور یہ قبرستان نیست و نابود ہو گیا' مگر لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کا مزار ابھی تک موجود ہے۔ بعض سیاحوں نے بیان کیا ہے کہ یہ مزار باکو جانے والے راستہ پر واقع ہے۔ کچھ عرصہ تک اِس کے دروازے پر خوش خط کتبہ بھی لگا ہوا تھا۔ جس سے پتا چلتا تھا کہ سلطان عبدالحمید خاں کے عہد میں اُس کی مرمت ہوئی تھی۔ مقبرہ سے متصل مسجد تھی جس کے مینار پر سبز رنگ کی چھتری بنی ہوئی تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز

وصال: ۶ رجب المرجب ۶۳۳ ہجری

آپ برصغیر پاک و ہند میں بڑے بڑے بزرگوں کے سرحلقہ اور سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں۔ بیس سال تک سفر و حضر میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رہے اور آپ کے سونے کے لباس کی نگرانی فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ نے اِس کے بعد نعمتِ خلافت سے آپ کو نوازا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ پتھورا رائے کے دورِ حکومت میں اجمیر شریف (ہندوستان) تشریف لائے اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ پتھورا رائے اُس زمانہ میں اجمیر شریف میں ہی مقیم تھا۔ ایک روز اُس نے آپ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو کسی وجہ سے ستایا۔ وہ بیچارا فریاد لے کر آپ کے پاس پہنچا۔ آپ نے اُس کی سفارش میں پتھورا رائے کے پاس ایک پیغام بھیجا' لیکن اُس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آ کر بیٹھ گیا ہے اور غیب کی باتیں کرتا ہے۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اِرشاد فرمایا کہ ہم نے پتھورا زندہ گرفتار کر کے حوالے کر دیا۔ اُسی زمانہ میں سلطان معز الدین سام عرف شہاب الدین غوری کی فوج غزنی سے پہنچی' پتھورا لشکرِ اسلام سے مقابلہ کے لئے آیا اور سلطان معز الدین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ اُسی تاریخ سے اِس ملک میں اِسلام پھیلا اور کفر کی جڑیں کٹ گئیں۔ مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی پر یہ نقش ظاہر ہوا کہ حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ یعنی ''اللہ (عزوجل) کا حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت میں دُنیا سے سفر کر گیا''۔

مشہور ہے کہ ''اجمیر'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک ہندو راجہ کا نام ہے جس کی

حکومت کی حد غزنی تک تھی۔ آجا ہندی میں آفتاب کو بھی کہتے ہیں اور میر ہندی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں' ہندوؤں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں پہاڑوں پر تعمیر ہونیوالی دیواروں میں سب سے پہلے یہی دیوار تعمیر ہوئی جو اجمیر شریف کے پہاڑ کے اُوپر ہے۔ اِسی طرح سرزمین ہند میں جو سب سے پہلا حوض بنایا گیا وہ پھکر کا حوض ہے جو اجمیر شریف سے آٹھ میل دُور ہے اور ہندو اُس کی پوجا کرتے ہیں اور ہر سال چھ روز کے لئے تحویل عقرب کے وقت وہاں غسل کرتے ہیں۔ اپنی عمر عزیز اور اولاد کو ایک باطل مذہب کی بدولت برباد کرتے ہیں۔ اُن میں سے جو قیامت کے قائل ہیں اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت بھی اِسی حوض سے شروع ہوگی اور آجا نام جو اُس ملک میں ہندو تھے پہلے سے رکھتے تھے۔ پتھورا سب سے آخری راجہ ہے جس سے مسلمانوں نے ملک ہند حاصل کیا' ''ناگور'' کا اکثر حصہ پتھورا کا آباد کردہ ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ پتھورا نے اپنے ایک افسر سے جو جانوروں کے گھاس دانہ کی نگرانی کرتا تھا کہا کہ گھوڑوں کے طویلہ کے لئے کوئی مناسب اور اچھا مقام تلاش کرو وہاں پر شہر میں آباد کروں گا۔ وہ افسر بہت گھوما پھرا'۔ جب وہ اِس جگہ پہنچا جہاں اب شہر ناگور ہے تو اُس نے ایک دنبی کو دیکھا کہ اُس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور ایک بھیڑیا اُس بچہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو دنبی نے اپنے بچہ کو پیچھے کر کے اُس بھیڑیے پر حملہ کی تیاری شروع کی۔ اُس نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا کہ یہ مردانہ جگہ ہے اور اِس جنگل کا آب گیاہ گھوڑوں کے لئے مفید ہے۔ چنانچہ وہاں ایک شہر آباد کر کے اُس کا نام نوانگر یعنی نیا شہر رکھا۔ سلطان شہاب الدین غوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب یہاں پہنچے اور پتھورا مارا گیا تو اُن کی ترک فوجوں کے زبان میں یہ لفظ ناگور بن گیا' واللہ اعلم بالصواب

ملفوظاتِ خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ کے کلام وملفوظات دلیل العارفین میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اُوشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمع کئے ہیں۔ اِس میں تحریر ہے کہ آپ نے فرمایا: عاشقِ الٰہی کا دِل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے' لہٰذا جو کچھ بھی اُس دِل میں آئے گا

جل جائے گا اور نابود ہو جائے گا کیونکہ آتشِ محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں۔

اِرشاد فرمایا: بہتی ندیوں کا شور سنو کس طرح شور کرتی ہیں' لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں بالکل خاموش ہو جاتی ہیں۔

اِرشاد فرمایا: میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے خود سنا ہے' فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ کے ایسے اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ بھی ہیں کہ اگر اِس دُنیا میں ایک لمحہ بھی اُس سے حجاب میں آجائیں تو نیست و نابود ہو جائیں۔

اِرشاد فرمایا: میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے سنا ہے' فرماتے تھے کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ اُسے دوست رکھتا ہے' اول سمندر جیسی سخاوت' دوم آفتاب جیسی شفقت' سوم زمین جیسی تواضع۔

اِرشاد فرمایا: نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور بُرے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

اِرشاد فرمایا: مرید اپنی توبہ میں اُس وقت راسخ اور قائم سمجھا جائے گا جب کہ اُس کی بائیں طرف والے فرشتے نے بیس سال تک اُس کا ایک بھی گناہ نہ لکھا ہو۔

شیخ المحدثین' شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ بات اکابر متقدمین سے بھی منقول ہے اور بعض متاخرین صوفیاء نے اِس بات کی حقیقت اِس طرح بیان فرمائی ہے کہ مرید کے لئے ہر وقت توبہ و استغفار کے ہوتے ہوئے گناہ نہیں لکھا جاتا۔ یہ مطلب نہیں کہ گناہ اُس سے بالکل سرزد ہی نہ ہو' اِسی وجہ سے مشائخِ عظام اپنے مریدوں کو سوتے وقت اِستغفار کی تاکید کرتے ہیں تاکہ دن بھر کے وہ گناہ جو ابھی تک رحمتِ الٰہی کی وجہ سے نہیں لکھے گئے کتابت وظہور میں نہ آئیں۔

اِرشاد فرمایا: میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سنا' فرماتے تھے کہ اِنسان مستحقِ فقر اُس وقت ہوتا ہے جب کہ اِس عالم فانی میں اُس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ محبت کی علامت یہ ہے کہ فرمانبردار رہتے ہوئے اِس بات سے ڈرتے

رہو کہ محبوب تمہیں دوستی سے جدا نہ کردے۔

ارشاد فرمایا: عارفوں کا بڑا بلند مقام ہے جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو تمام دُنیا و مافیہا کو اپنی دو اُنگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: عارف وہ ہے جو کچھ چاہے تو فوراً اُس کے سامنے آجائے اور جو کچھ بات کرے تو فوراً اُس کی جانب سے اُس کا جواب سن لے۔

ارشاد فرمایا: محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ صفاتِ حق اُس کے اَندر پیدا ہو جائیں اور محبت میں عارف کا درجۂ کامل یہ ہے کہ اگر کوئی اُس کے مقابلہ پر دعویٰ کر کے آئے تو وہ اپنی قوتِ کرامت سے اُسے گرفتار کر لے۔

ارشاد فرمایا: ہم برسوں یہ کام کرتے رہے لیکن آخر ہیبت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا۔ فرمایا کہ تمہارا کوئی گناہ اِتنا نقصان نہیں پہنچائے گا جتنا کسی مسلمان کی بے عزّتی کرنے سے پہنچے گا۔

ارشاد فرمایا: پاسِ انفاس اہلِ معرفت کی عبادت ہے اور معرفتِ خداوندی کی علامت یہ ہے کہ مخلوق سے بھاگے اور معرفت میں خاموش رہے۔

ارشاد فرمایا: ولی کو ولایت اُس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک وہ معارف کو یاد نہ کرے اور ولی وہ ہے جو اپنے دل سے غیر اللہ کو نکال باہر کرے تاکہ وہ بھی اُسی طرح اَکیلا ہو جائے جیسے اُس کا محبوب یکتا ہے۔

ارشاد فرمایا: بدبختی کی علامت یہ ہے کہ اِنسان گناہ کرتا رہے پھر اِس کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی بارگاہ میں خود کو مقبول سمجھے اور ولی کی علامت یہ ہے کہ خاموش اور غمگین ہو۔

ارشاد فرمایا: جس نے بھی نعمت پائی وہ سخاوت کی وجہ سے پائی۔ درویش وہ ہے جس کے پاس جو بھی حاجت لے کر آئے تو اُسے خالی ہاتھ معدوم واپس نہ کرے اور ولی محبت میں اَیسا شخص ہے جو دو عالم سے دِل ہٹالے۔

ارشاد فرمایا: اِس دُنیا میں درویشوں کا درویشوں کے ساتھ بیٹھنا عزیز ترین

چیز ہے اور درویشوں کا درویشوں سے جدا ہونا بدترین چیز ہے کیونکہ یہ جدائی علت سے خالی نہیں۔

ارشاد فرمایا: درحقیقت صبر کرنے والا وہ ہے جس کو مخلوق سے تکلیف واذیت پہنچے لیکن نہ وہ کسی سے شکایت کرے نہ کسی سے ذکر کرے اور سب سے بڑا ولی وہ ہے جو سب سے زیادہ حیران ہو۔

ارشاد فرمایا: ولی کی علامت یہ ہے کہ موت کو پسند کرے، عیش وعشرت اور راحت کو چھوڑ دے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی یاد سے محبت رکھے۔

ارشاد فرمایا: اہل محبت وہ ہے جو اُستاد کے بغیر دوست کی باتیں سُنے۔

ارشاد فرمایا: ولی وہ ہے جو صبح اُٹھے تو رات کی یاد نہ آئے۔

ارشاد فرمایا: سب سے بہتر وہ ہے جس کا دِل وسوسوں سے پاک ہو۔

ارشاد فرمایا: علم ایک بے پناہ سمندر ہے اور معرفت اِس کی ایک نالی، سو کہاں اللہ جَلّ جلالہٗ کہاں بندہ، علم اللہ جَلّ جلالہٗ کے لئے ہے اور معرفت بندہ کے لئے۔

ارشاد فرمایا: اہلِ معرفت ایسے آفتاب ہیں جو تمام عالَم پر درخشاں ہیں اور تمام عالَم اُن کے نور سے روشن ہے۔

ارشاد فرمایا: لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ جلالہٗ کا قرب صرف اُس وقت پا سکتے ہیں جب نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کریں کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔

روایت: بعض کے نزدیک حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ کی وفات ۶ رجب المرجب ۶۳۳ ہجری اور بعض کے نزدیک ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے اور اجمیر شریف میں جہاں آپ کی رہائش تھی، وہیں مزار شریف بنایا گیا۔ آپ کا مزار مبارک ابتداً اینٹوں سے بنایا گیا پھر اُس کو علیٰ حالہ باقی رکھ کر پتھر کا ایک صندوق اُس کے اُوپر بنایا۔ اِسی وجہ سے آپ کے مزار کی بلندی پیدا ہوگئی۔ سب سے پہلے آپ کے مزار کی عمارت حضرت خواجہ حسین ناگوری علیہ الرحمہ نے بنوائی، اُس کے بعد دروازہ اور خانقاہ کسی بادشاہ نے تعمیر کرائے۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظامُ الدّین اولیاء علیہ الرحمہ

ولادت: ۶۳۱ھ وصال: ۷۲۵ھ

حضرت خواجہ نظامُ الدین اولیاء علیہ الرحمہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا نام محمد بن احمد بن علی بخاری اور آپ کا لقب سلطان المشائخ، نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہے آپ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ کی بارگاہ کے محبوب اور مقرب ہیں۔ آپ کے فیوض و برکات سے ہندوستان لبریز ہے۔ آپ کے دادا خواجہ علی بخاری اور نانا خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ دونوں اکٹھے بخارا سے لاہور تشریف لائے۔ یہاں ایک طویل عرصہ رہنے کے بعد بدایون چلے گئے۔ وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ بہت کم عمر تھے کہ آپ کے والد ماجد انتقال فرما گئے' جن کا مدفن بدایون ہی میں ہے۔ شیخ نظام الدین جب کچھ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو حصولِ تعلیم کے لئے ایک مدرسہ میں داخل کروادیا۔ جہاں آپ نے قرآنِ مجید اور دوسری کتابیں پڑھنا شروع کیں۔ آپ کی عمر تقریباً بارہ (۱۲) برس کی ہوگی کہ اُس وقت آپ لغتِ علم اَدب پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملتان سے ایک غزل خواں بنام ابوبکر آپ کے اُستاد کے پاس آیا اُس نے کہا کہ میں نے شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمہ کے سامنے مجلس سماع میں یہ شعر پڑھا تھا۔

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّةُ الْھَوٰی کَبِدِیْ ''محبت کے سانپ نے میرے دِل کو ڈس لیا ہے''۔

اور کہنے لگا کہ اس کا دوسرا مصرعہ مجھے یاد نہیں رہا۔ شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے فوراً دوسرا مصرعہ کہہ سنایا۔

لَا طَبِیْبَ لَھَا وَلَا مُرَاقِی ''اس کے لئے نہ کوئی طبیب ہے جو علاج

معالجہ کر کے اِس کو دُور کر دے اور نہ کوئی دَم کرنے والا ہے جو جھاڑ پھونک کر اُس کے اَثرات کو دِل سے دُور کر دے"۔

اِس کے بعد اِس غزل خواں نے شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمہ کی تعریفوں کے پُل باندھ دیئے اور کہنے لگا اُن کے ہاں ذکر و شغل کی یہ حالت ہے کہ آپ کے ہاں چکی پیسنے والے مرد اور عورتیں بھی ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور اِسی قسم کی بہت سی باتیں کرتا رہا۔ لیکن اُن میں سے کسی بات نے بھی نظام الدین اولیاء کے دل پر اَثر نہ کیا۔ پھر اُس غزل خواں نے کہا کہ میں وہاں سے اجودھن (موجودہ پاکپتن) پہنچا، وہاں میں نے طریقت کا ایک بادشاہ دیکھا جو ایسا اچھا اور ایسا بہترین ہے (یعنی بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے مختلف قسم کے فضائل بیان کئے) غزل خواں کی یہ باتیں سننے کے بعد آپ کے دِل میں شاہِ اجودھن کی محبت بیٹھ گئی۔ اُسی وقت سے بابا فرید الدین علیہ الرحمہ سے ملاقات کا تصور ہر وقت اُن کے ذہن میں رہنے لگا۔ پھر بدایون سے آپ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے دہلی تشریف لائے اور صدر ولایت شمس الملک علیہ الرحمہ کے تلامذہ اور شاگردوں کے زُمرہ میں داخل ہو کر مقامات حریری پڑھی۔ اِسی طرح علمِ حدیث بھی آپ ہی سے حاصل کیا آپ چونکہ علمِ منطق میں بڑے ماہر تھے اِس لئے دوسرے طالب علم آپ کو نظام الدین منطقی علیہ الرحمہ کہا کرتے تھے۔ یہاں سے فراغتِ تعلیم کے بعد حضرت شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ کے شوق اِرادت میں آپ پاک پتن تشریف لے گئے، اُس وقت آپ کی عمر بیس سال کی تھی۔ پاک پتن شریف پہنچ کر آپ نے حضرت شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ سے قرآنِ مجید کے چھ (۶) پارے تجوید کے ساتھ پڑھے، عوارف المعارف کے چھ (۶) ابواب کا درس لیا۔ تمہید ابوشکور سالمی اور بعض دیگر کتب بھی حضرت شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ سے جب شرف پابوسی حاصل ہوا اُس وقت اوّل ملاقات میں شیخ نے یہ شعر پڑھا:

اے آتش فرقت دِل ہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جان ہا خراب کردہ

یعنی ''تیری فرقت اور جدائی کی آگ نے کئی دِلوں کو کباب کر دیا اور تیرے شوق کی آگ نے کئی جانیں خراب کر دیں''۔

اِس کے بعد میں نے چاہا کہ آپ کی خدمت میں حاضری کے شوق کو ظاہر کروں لیکن آپ کا مجھ پر اِس طرح غلبہ ہوا کہ صرف اِتنا ہی کہہ سکا کہ ملاقات کا شوق بے اِنتہا غالب تھا۔ پھر مجھ کو دیکھ کر فرمایا ہر نئے آنے والے کو وحشت ہوتی ہے۔ اُسی دِن میں نے آپ سے بیعت کی اور پھر پوچھا اَب کیا ارشاد پاک ہے؟ کیا پڑھنے کا سلسلہ ختم کر کے وِرد و وظائف میں مشغول ہو جاؤں؟ فرمایا ہم کسی کو حصول تعلیم سے منع نہیں کرتے وہ بھی کرو اور یہ بھی کرو۔ پھر دیکھو کون غالب آتا ہے؟ نیز فقیر و درویش کے لئے کچھ علم بھی ضروری ہے۔ اِس کے بعد حضرت شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نعمتِ خلافت حاصل کر کے دہلی واپس آ گئے۔

حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ حضرت شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ کے اِنتقال کے بعد بااِشارہِ غیبی دہلی چھوڑ کر اُس کے قریب بستی غیات میں قیام پذیر ہو گئے جہاں آپ کی خانقاہ بھی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب معز الدین نے وہاں ایک نیا شہر آباد کرنا چاہا تو اُس وقت لوگ بڑی کثرت سے میرے پاس آنے لگے یہاں تک کہ بادشاہ، امیر، رئیس سبھی میری طرف رجوع کرنے لگے تو میرے دِل میں خیال

آیا اَب یہاں سے بھی چلے جانا چاہئے۔ میں اِسی خیال میں تھا کہ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد میرے پاس ایک نازک اَندام خوبصورت آدمی آیا اور اُس نے یہ شعر پڑھا:

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی
کانگشت نمائے عالمے خواہی شہ

''یعنی جب آپ ماہتاب بنے تھے اُس وقت یہ کیوں نہ سمجھا کہ تم دنیا کے انگشت نما ہو گے''۔

پھر اُس جوان نے کہا یہ طریقہ کیا ہے؟ اوّل تو مشہور ہی نہیں ہونا چاہئے اور اگر شہرت عام ہو جائے تو اِس طرح رہنا چاہئے کہ کل کو محشر کے میدان میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے۔ پھر فرمایا یہ قوت اور حوصلے کی بات نہیں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ کی مخلوق سے پوشیدہ ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ کی یاد کی جائے بلکہ قوت اور حوصلہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی مخلوق میں رہ کر اللہ ﷻ کی یاد کی جائے۔ پھر آپ نے وہاں رہنے کا پختہ اِرادہ کر لیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ نے کافی مقبولیت دی، عام و خاص سب لوگ آپ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ اُس کے بعد دستِ غیب اور فتوحات کے دروازے آپ پر کھلتے گئے اور ایک جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ کے اِحسان و اِنعام کی مدد سے آپ کے ذریعہ سے فائدہ حاصل کرنے لگا۔ آپ کا یہ حال تھا کہ تمام اَوقات ریاضت اور مجاہدہ میں گزارتے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے اور اِفطار کے وقت تھوڑا سا پانی پی لیتے، بوقتِ سحری عام طور پر کچھ نہ کھاتے تھے۔ خادم جب کھانے کے لئے کہتے تو روکر فرماتے بہت سے مسکین اور درویش، مسجدوں اور بازاروں میں بھوکے پڑے فاقے کر رہے ہیں۔ اَب بتاؤ اُن

کی حالت دیکھ کر یہ کھانا میرے حلق سے نیچے کیسے اُترے گا؟

ایک آدمی اپنے گاؤں سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کی ملاقات کے اِرادہ سے اپنے گھر سے روانہ ہوا۔ اثنائے سفر میں جب وہ قصبہ بوندی پہنچا وہاں ایک بزرگ رہتے تھے۔ لوگ اُن کو شیخ مومن کہتے تھے۔ یہ آدمی اُن سے ملنے چلا گیا۔ جب یہ شخص وہاں پر پہنچا تو اُنہوں نے پوچھا کہاں جانے کا اِرادہ ہے؟ اُس نے کہا حضرت شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے پاس جانے کا۔ شیخ مومن نے فرمایا اور یہ بھی کہا کہ ہر جمعہ کی شب کو میں آپ سے خانہ کعبہ میں ملا کرتا ہوں۔ اُس آدمی نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری دی اور کہا کہ قصبہ بوندی کے درویش نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ باتیں کہی ہیں۔ آپ کچھ بے چین ہوئے اور فرمایا کہ وہ بہت بلند درجہ بزرگ ہے مگر اپنے قول پر قائم نہیں رہتا۔

آپ نے وصال سے چالیس دن پہلے کھانا ترک فرما دیا تھا اور آخری وقت جب اِس دُنیا سے جا رہے تھے تو پوچھنے لگے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور کیا میں نے نماز پڑھی ہے؟ اِس پر لوگوں نے جواب دیا، جی ہاں! آپ نے نماز پڑھ لی ہے اور آپ نے فرمایا کہ ہم جا رہے ہیں، ہم جا رہے ہیں ہم جا رہے ہیں۔ پھر خادم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر گھر میں کسی قسم کا سامان رہا تو کل قیامت کے دِن اِس کا جواب دینا پڑے گا۔ چنانچہ خادم نے سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ البتہ وہ غلہ رہنے دیا جو درویشوں کے کھانے کے لئے تھا۔ (آپ نے خادم سے) پھر فرمایا وہ مال کیوں رکھ چھوڑا ہے اُس کو بھی نکال پھینکو اور گھر میں جھاڑو دے دو۔ تب خادم نے غلہ خانے کے دروازے کھول دیئے اور لینے والوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا اور تمام غلہ لے گئے۔ اِس کے بعد دوسرے خادموں نے عرض کیا آپ کے بعد ہم غریبوں کا کیا بنے گا؟ آپ نے فرمایا (گھبرانے کی ضرورت نہیں) ہمارے روضہ سے تمہیں اُتنا مل جائے گا جو تمہاری ضروریات کے لئے کافی ہو گا۔

گرچہ ایزد دہد ہدایت دیں
بندہ را اجتہاد باید کرد
نامہ کان بحشر خواہی خواند
ہم ازیں جا سواد باید کرد

ترجمہ: ''دین کی ہدایت اگرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ ہی فرماتا ہے مگر انسان کو بھی آخر کوشش کرنا چاہئے، لوگ حشر میں اپنے نامہائے اعمال پڑھیں گے، اس لئے اس دُنیا میں سوادِ اعظم حاصل کر لینا ضروری ہے''۔

محبوب سبحانی نے ایک مرتبہ فرمایا اگر کوئی مرید اپنے شیخ سے عرض کرے کہ میں آپ کا مرید ہوں اور پیر صاحب فرمائیں کہ تو میرا مرید نہیں ہے تو اُسی حالت میں اُس کو مرید تصور کیا جائے گا، لیکن اگر کوئی شیخ اپنے کسی مرید سے کہے تو میرا مرید ہے اور مرید کہے کہ میں آپ کا مرید نہیں تو ایسے شخص کو مرید، نہیں سمجھا جائے گا، اس لئے کہ ارادت دراصل مرید کا فعل ہے جو پیر کا کام نہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ سچے لوگوں کی صبح، صبح کے وقت ہوتی ہے اور عاشقوں کی صبح شام سے شروع ہوتی ہے جو عشاء سے فجر کی نماز تک شب بیدار رہ کر زندہ و تابندہ رہتے ہیں انہی لوگوں کو مشائخ کہا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ پیر و مرشد کی محبت سے جو خرقہ حاصل کیا جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دیا جائے اُس کو دھونا ناجائز نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ اُسے دھویا نہ جائے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ انوارِ الٰہی سے فیض یافتہ پیر اگر وصیّت کرے کہ قبر میں اُس کے برابر فلاں عمدہ چیز رکھی جائے تو اُس کے پہلو میں رکھنا جائز ہے یا یہ وصیّت کرے کہ فلاں صالح فرزند کو یہ چیز دے دی جائے تو لازمی طور پر وہ چیز جس کے بارے میں وصیّت کی گئی ہو اُس کو دے دی جائے۔

سیر اولیاء میں لکھا ہے کہ محبوب سبحانی حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمہ کو جب قبر میں اُتارا گیا تو وہ خرقہ جو آپ کو شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ نے عنایت فرمایا تھا وہ آپ کے جسم پر اوڑھایا گیا اور شیخ کی جائے نماز آپ کے سرِ مبارک کے نیچے رکھ دی گئی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ کل قیامت کے دن کچھ لوگوں کو چوروں کی جماعت کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا یہ لوگ کہیں گے کہ (اے ربِّ ذوالجلال والاکرام) ہم نے تو (دُنیا میں) کوئی چوری نہیں کی تھی (پھر ہمیں چوروں کے ساتھ کیوں کھڑا کیا گیا ہے؟) تو آواز آئے گی کہ تم نے جوانمردی کا لباس تو پہنا مگر عمل کوئی نہ کیا۔ آخر کار یہ لوگ بھی نیک لوگوں کی شفاعت سے نجات پائیں گے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اس ضعیف نے جتنے لوگوں کو خرقے پہنائے ہیں اُن میں سے چار کو خرقۂ ارادت پہنایا ہے اور باقی دیگر لوگوں کو محض خرقۂ برکت دیا ہے،

ایک دفعہ فرمایا کہ تصوف کی کتب میں لکھا ہے کہ سلوک کے سو درجے ہیں، جن میں سے سترواں (۷۰) درجہ کشف و کرامت ہے، اگر سالک اسی میں رہ جائے تو باقی تراسی درجوں کا حصول کب کرے گا اس لئے فقیر درویش کو اپنی نظر کشف و کرامت تک محدود نہیں رکھنا چاہئے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میرے مخدوم نے مجھے خلافت سے نوازا تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ نے تمہیں علم، عقل اور عشق کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے جس میں یہ تینوں چیزیں موجود ہیں وہ خلافتِ شیخ اور مشائخ کا مستحق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انہی تین چیزوں سے کام بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ حضرت محبوب سبحانی اور تمام مشائخ اور بزرگوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین!

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت: ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء

وفات: ۲۵ صفر المظفر ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۲۴ء

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ء بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے آپ کے جدِ امجد حضرت مولانا رضا علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے گود میں لے کر فرمایا: میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ اس کے چشمۂ عرفان سے ایک دُنیا سیراب ہوگی۔ آپ کا تاریخی نام المختار رکھا گیا۔ آپ کا تعلق افغانستان کے ایک خوشحال گھرانے سے ہے جو سرزمین ''بریلی'' میں رہائش پذیر ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام (مولانا) نقی علی خان (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے۔ حضرت مولانا نقی علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ ظاہری اور باطنی دونوں علوم سے متصف جلیل القدر عالم دین تھے۔ حضرت امام احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۴ سال کی عمر میں قرآنِ مجید ناظرہ ختم کیا اور چھ سال کی عمر میں ماہِ ربیع الاوّل میں بہت بڑے مجمع کے سامنے میلاد شریف پڑھا۔ عربی کی ابتدائی کتابیں مولانا مرزا غلام قادر بیگ رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے اساتذہ کرام سے پڑھ کر چودہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ معقول ومنقول کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ سے کی۔ ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ سند فراغت حاصل کی۔ والدِ ماجد نے ذہانت دیکھ کر اُسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام اُن کے سپرد کر دیا۔

۱۲۹۴ھ میں مارہرہ میں حاضر ہو کر حضرت سیّد شاہ آلِ رسول احمدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہوئے اور خلافت کی دستار سے فیض یاب ہوئے اور جمیع سلاسل و سندِ حدیث سے مشرف ہوئے۔ ۱۲۹۵ھ میں زیارتِ حرمین شریفین کا شرف حاصل کیا۔ وہاں کے اکابر علماء مثل حضرت سیّد احمد دحلان رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی شافعیہ اور

حضرت عبدالرحمان سراج رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی حنفیہ سے حدیث وفقہ واُصول وتفسیر ودیگر علوم کی سند حاصل کی۔

ایک روز مقام ابراہیم میں نماز مغرب سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ اِمام شافعیہ حضرت حسین بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے۔ قبل ازیں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا اُن سے کوئی تعارف نہ تھا۔ اِمام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دیر تک اُن کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا' میں اِس پیشانی میں اللہ (ﷻ) کا نور پاتا ہوں۔ اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عطا فرمائی۔ اِس سند میں حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تک گیارہ واسطے ہیں۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے تو یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان سے مسلمانوں کا اِقتدار ختم ہو چکا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی میں تاریخی کردار اَدا کرنے کے جرم میں کئی علمائے اہل سُنّت پھانسی کے تختوں پر لٹکائے جا چکے تھے۔ کئی علماء کرام کو عبور دریائے شور کی سزائیں مل چکی تھیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والدِ ماجد سے انگریزوں کے ظلم وستم کے روح فرسا واقعات سنتے تو اُن کے دِل میں انگریزوں سے نفرت کی آگ بھڑکنے لگتی۔ اُن کے جی میں آتا کہ اُن کے پاس قوت ہو اور وہ انگریزوں کو تہس نہس کر دیں..... اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُنہیں غیر معمولی ذہانت وبصیرت عطا فرمائی تھی۔ بچپن ہی میں اُنہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ مکار انگریز علمائے سوء کے ذریعے اُمّتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر تلا ہوا ہے۔ کہیں وہ جھوٹی نبوت کا اجراء کر کے جہاد وقتال کو منسوخ کرا رہا ہے اور کہیں مسلمانوں کے دِلوں میں محبتِ رسول ﷺ کا جذبہ کم کرنے کے لئے خوفناک سازشیں کر رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے عظیم والدِ گرامی نے اُنہیں یہی سبق سکھایا کہ محبتِ رسول ﷺ اور شوقِ جہاد..... یہی دو چیزیں مسلمانوں کو مِنْ حَیْثُ الْقَوْمِ اِستحکام اور رفعت عطا کرتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم

مکمل کرتے ہی جان لیا کہ فرنگی راہزنوں اور عیاروں کے اشارے پر کچھ لوگ ارشاد و ہدایت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا بازار گرم کر کے اُن کی اجتماعی قوت ختم کر رہے ہیں۔ ان حالات کا اندازہ کرتے ہی اُنہوں نے تہیہ کر لیا کہ وہ عمر بھر ان دین دشمنوں سے لڑیں گے اور مسلمانوں کے سینوں میں عشقِ رسول ﷺ کی روشنی تیز تر کر دیں گے کہ اس کے بغیر ان کے دُکھوں کا مداوا ممکن نہیں۔

اعلیٰ حضرت صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور طہارت وغیرہ میں بہت احتیاط فرماتے تھے۔ وضو میں بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کا پورا اہتمام کرتے تھے تاکہ ہر جگہ پانی پہنچ جائے۔ اس مقصد کے لئے پانی کے دو لوٹے اُن کے لئے رکھے جاتے تھے۔

سُنّتِ مبارکہ کے پابند تھے جو کام اُلٹے ہاتھ کے کرنے کے ہیں اُن کے علاوہ آپ ہر کام کی ابتداء سیدھے یعنی دائیں ہاتھ سے کرتے' دروازہ مسجد کے زینے پر قدم رکھتے تو سیدھا۔ صبح مسجد میں ایک صف بچھی رہتی تھی اُس پر قدم پہنچتا تو سیدھا۔ پھر صف پر سیدھا یعنی دایاں پاؤں رکھتے۔ یہاں تک کہ محراب میں مصلّی پر بھی دایاں پاؤں پہلے رکھتے۔ اگر کسی کو کوئی چیز دینی ہوتی تو دائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ میں دیتے۔ سردیوں اور گرمیوں میں ساری عمر مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھی۔ ہمیشہ پگڑی سے نماز پڑھتے۔

ہفتہ میں دو بار یعنی جمعۃ المبارک اور منگل کو لباس تبدیل فرماتے۔ اگر جمعرات یا ہفتہ کو یوم عیدین یا یوم میلاد النبی ﷺ ہوتا تو دونوں دِن لباس تبدیل فرماتے۔ اِن دونوں تقریبات کے علاوہ معین دنوں میں ہی لباس تبدیل فرماتے۔ یوم معین کے علاوہ کسی اور وجہ سے لباس تبدیل نہ کرتے۔

وقت کی قدر فرماتے تھے۔ ہمہ وقت تالیف وتصنیف وفتاویٰ نویسی میں مصروف رہتے۔ اِسی وجہ سے اندر کمرہ میں تشریف رکھتے تھے کہ باتوں میں کام نہیں ہوگا یا بہت ہی کم ہوگا۔ صرف نمازِ پنجگانہ میں باہر تشریف لاتے یا کسی مہمان سے ملنے کے لئے۔ بعد از نمازِ جمعۃ المبارک اور روزانہ بعد از نمازِ عصر پھاٹک میں چارپائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں رکھ دی جاتیں۔ یہی وقت عام لوگوں کی

ملاقات کا تھا۔ لوگ آپ سے مسائل پوچھتے۔ آپ خطوط کے جوابات دیتے یا استفتاء کے جوابات لکھواتے۔ اس وقت علوم و عرفان کے فیوض و برکات جاری ہوتے۔ مغرب کے بعد اندرونِ خانہ تشریف لے جاتے اور وہیں تصنیف و تالیف، کتب بینی اور اوراد و وظائف میں مصروف رہتے۔

آپ نحیف الجثہ اور نہایت قلیل الغذا تھے۔ آپ کی عام غذا چکی کے پسے آٹے کی روٹی اور بکری کا قورمہ تھا۔ آخر عمر میں آپ کی غذا اور بھی کم رہ گئی تھی۔ آپ کی ذات اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کی زندہ تصویر تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت رکھنے والے کو اپنا عزیز سمجھتے تھے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے دشمنی رکھنے والے کو دشمن مگر اپنے مخالف سے نہ تو کبھی بدخلقی سے پیش آتے اور نہ ہی کبھی ذاتی دشمن سے سخت کلامی فرماتے بلکہ حلم سے کام لیتے جبکہ دین کے دشمن سے کبھی نرمی نہ برتی۔ آپ کی زندگی اتباعِ سُنّتِ مبارکہ کے انوار سے منور ہے۔ آپ نے بعض ایسی سُنّتوں کو جن کے لوگ تارک تھے زندہ فرمایا۔ مثلاً اذانِ ثانی کو آپ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مطابق خطیب کے سامنے مسجد کے دروازہ پر دلوانے کا طریقہ قائم کیا۔

آج مملکتِ خداداد پاکستان، متعصب بھارت، افغانستان، بنگلہ دیش، افریقہ اور دوسرے ممالک میں جہاں جہاں جمعۃ المبارک کی اذانِ ثانی دروازۂ مسجد پر دی جارہی ہے وہ سب آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

آپ اس حقیقت کے قائل تھے کہ علماء کرام کے ذمے دو فرض ہیں ایک تو شریعتِ مطہرہ پر پورے طور پر عمل کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو اُن کے دینی مسائل سے واقف کروانا۔ جہاں کہیں کسی کو خلافِ شرع کام کرتے ہوئے دیکھتے تو اُس کو سمجھاتے اور منع فرماتے اور اس کو اپنے فرائض میں داخل سمجھتے۔

۱۸۵۶ء سے ۱۹۲۱ء تک کی ۶۵ سالہ زندگی میں امام اہلسنّت رحمہ اللہ

تعالیٰ نے ۶۵ علوم وفنون پر ایک ہزار کتب ورسائل تصنیف فرمائے۔ ایمان اور عشق سے بھرپور ترجمۂ قرآنِ مجید بعنوان ''کنزالایمان'' ۱۹۱۱ء میں مکمل کیا۔ ۱۲ ہزار صفحات پر مشتمل فقہی مسائل کا خزانہ ''فتاویٰ رضویہ شریف'' عظیم خزانہ کی شکل میں عطا فرمایا۔ ایک متحرک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا جو کام تھا امام اہلسنت نے تنِ تنہا انجام دے کر اپنی جامع وہمہ صفت شخصیت کے زندہ نقوش چھوڑے۔

آپ کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ طویل عبارت ایک نظر دیکھنے سے اَزبر ہو جاتی۔ تذکرۂ نوری میں خود آپ کی یہ روایت درج ہے۔

بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لگا دیتے ہیں حالانکہ میں حافظ نہیں ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا رکوع مجھ کو سنا دیں اور پھر دوبارہ مجھ سے سن لیں۔ ایک روز خیال آیا لوگ مجھے حافظِ قرآن سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں کیوں نہ قرآنِ مجید حفظ کرلوں۔ چنانچہ ایک ماہ کی قلیل مدت میں قرآنِ حکیم حفظ کرلیا۔ لطف یہ کہ روزانہ ایک پارہ حفظ کرنے کے باوجود معمولات میں فرق نہیں آنے دیا' سب اُمور حسبِ معمول اَنجام دیتے رہے۔ بس تھوڑا سا وقت نماز مغرب کے بعد حفظِ قرآنِ مجید کے لئے نکال لیتے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ طاغوتی طاقتوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے ہمیشہ چٹان بن کر کھڑے ہوجاتے تھے۔ گستاخانہ ذہنیت کے پھیلتے اور بڑھتے ہوئے جراثیم کو ختم کر کے اُنہوں نے قرآنِ مجید وحدیثِ پاک کی روشنی میں اِسلام کی صحیح تصویر پیش کی اور بیمار دِلوں سے کہا کہ وہ شفاخانہ حجاز سے دَردکا دَرماں حاصل کریں۔ متنبّی قادیاں نے جب بلند بانگ دعوے کئے تو آپ نے اُس کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ اور اُس کے رَد میں کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

ایک مرتبہ آپ کے کسی عزیز نے پوچھا آپ دَریدہ دہنوں کی اِس درجہ مخالفت کیوں فرماتے ہیں؟ آپ کے برانگیختہ کرنے سے وہ آپ کو گالیاں دینے لگتے ہیں' آپ نے فرمایا:۔

میاں: میں بھی چاہتا ہوں کہ دشنام طراز، کینہ جو اور بد مذہب لوگ میرے آقا و مولیٰ، فخر موجودات، سیّد السادات، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے ذہن ہٹالیں اور مجھے جی بھر کے کوسیں۔ میرے لئے یہی بہت بڑی سعادت ہے کہ طائف کے طرفداروں کو میں نے اپنے پیچھے لگالیا ہے۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے آپ کو بے حد عشق تھا۔ جب کوئی حج بیت اللہ شریف سے واپس آتا، آپ اُس سے دریافت فرماتے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالی مرتبت میں حاضری دی؟ وہ ہاں کہتا تو فوراً اُس کے قدم چوم لیتے۔ آپ کے حالات میں ہے کہ جب آپ سونے کے لئے لیٹتے تو لفظ محمد (ﷺ) کی شکل بنالیتے۔

حضرت مولانا عرفان علی سہیل پوری علیہ الرحمہ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔ ''وقتِ مرگ قریب ہے تو میرا دل ہند تو ہند، مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا اپنی خواہش تو یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو''۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو جمعۃ المبارک کے روز عین اَذانِ جمعۃ المبارک کے دوران جب مؤذن نے حی علی الفلاح پکارا، وصال فرمایا۔ وفات سے تھوڑی دیر پہلے فرمایا: تصاویر ہٹادو۔ لوگوں نے سوچا یہاں تصاویر کا کیا کام؟ لوگ سوچ ہی رہے تھے کہ خود ہی فرمایا یہی لفافے کارڈ اور روپے پیسے (جن پر تصویریں ہوتی ہیں) پھر مندرجہ ذیل وصیتیں فرمائیں:۔

سینہ پر دم آنے تک سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد پڑھی جائیں، دُرود شریف بھی متواتر پڑھا جائے۔ رونے والے بچوں کو دُور رکھا جائے۔ قبضِ روح کے فوراً بعد آنکھیں بند کردی جائیں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کردیئے جائیں۔ ''بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' کہہ کر نزع میں ٹھنڈا پانی پلایا جائے۔ میت پر آہ و بکا نہ کی جائے۔ غسل اور کفن سُنّتِ مبارکہ کے مطابق ہو۔ مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ

فتاویٰ میں تحریر کی ہوئی دُعائیں یاد نہ کرسکیں تو مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نماز جنازہ پڑھائیں۔ قبر تیار ہوجائے تو سرہانے کی طرف الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک آیاتِ مبارکہ پڑھی جائیں۔ فاتحہ میں طویل وقفہ نہ کیا جائے۔ میری فاتحہ کا کھانا صرف غرباء کو کھلایا جائے۔

جس روز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا وصال ہوا ٹھیک اُسی روز بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ نے خواب دیکھا کہ حضورِ اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضرِ دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کس کا انتظار ہے؟ سیدِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا احمد رضا خاں کا۔ عرض کی حضور احمد رضا خاں کون ہے؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔

شامی بزرگ شوقِ دیدار میں ہندوستان آئے بریلی پہنچ کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا پوچھا تو معلوم ہوا کہ اُن کا عین اُسی روز انتقال ہوگیا تھا جس روز خواب میں حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمیں احمد رضا خاں کا انتظار ہے۔

عشقِ رسولِ مقبول ﷺ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی کا نمایاں ترین وصف ہے۔ دوسری مرتبہ جب مدینہ منورہ گئے تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ کی حاضری کے وقت دِل میں یہ تمنا اُبھری کہ کاش بیداری کی حالت میں بھی جمالِ جہاں آرا کی زیارت نصیب ہوجائے۔ اِس خیال نے اِس قدر بے تاب و بے قرار کیا کہ حالت غیر ہوگئی۔ اِس عالم میں یہ غزل کہی ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دِن اے بہار پھرتے ہیں

یہ اَشعار صاحب الجود والکرم ﷺ کی بارگاہِ رحمت پناہ میں قبول ہوئے اور آپ کے دِل کی مراد بر آئی۔ آپ بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرقپوری کی شان میں

ولادت: ۱۲۸۲ھ وصال: ۳ ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

قدوۃ الصالحین، عارفِ اکمل عالمِ باعمل، چشمہ ولائت محی الملت حضرت مولانا مولوی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہ العزیز ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ پیدائش کے ساتویں روز آپ کا اسم گرامی شیر محمد رکھا گیا۔ آپ کے والد محترم حضرت میاں عزیز الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے نیک بخت اور پارسا تھے۔ قادری طریق میں آپ بیعت تھے۔ حضرت خواجہ امیر الدین علیہ الرحمۃ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ شرقپور شریف میں ایک شیر خدا پیدا ہوگا۔ اس کشف کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے سال بسال شرقپور شریف جانا شروع کیا اور اس تاک میں رہے کہ اس طائر لاہوتی کو اپنے دام میں لے لیں اور نسبتِ نقشبندیہ پہنچائیں۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ مادرزاد ولی تھے آپ بچپنے میں نہ تو بچوں میں کھیلتے اور نہ ہی اُن کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے بلکہ آپ علیحدگی کو ہی پسند فرماتے تھے۔ جب آپ کو مکتب میں بٹھایا گیا تو آپ کی طبیعت بچوں سے مناسبت نہ پکڑتی۔ تین چار سال کے عرصہ میں آپ نے قرآن شریف اور دیگر کتب پڑھ لیں اور لکھنے میں اچھی مہارت حاصل کر لی۔ میاں صاحب علیہ الرحمہ بچپنے کے عالم میں جب محلّہ سے گذرتے تو سر پر چادر اوڑھی ہوتی تھی اور محلّہ کی عورتیں کہتی تھیں کہ یہ ہمارے محلّہ میں ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جو چہرہ پر نقاب لے کر چلتی ہے۔

آپ کو مساجد سے بہت محبت تھی اور کئی مساجد کی تعمیر فرمائی۔ اشاعت کتب سے بھی شغف رکھتے تھے۔

(۱) مرآۃ المحققین (فارسی) کا اُردو ترجمہ کرا کے اِس کی اِشاعت کو عام فرمایا:

(۲) ذخیرۃ الملوک ترجمہ (منہاج السلوک) مولوی قادر صاحب سے کروا کر ۱۳۳۴ھ میں چھپوائی۔

(۳) حکایات الصالحین ترجمہ مجالس المحسنین اِس کے علاوہ اور ضروری ضروری کتابیں بھی منگوا کر مفت تقسیم فرما دیتے۔

صاف گوئی:

ایک مقام پر عُرس کے موقع پر تشریف لے گئے تو وہاں کے بزرگوں کے بیٹے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے اُن کو فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کو صاحبزادہ نہ بنادے، بندہ بنادے"۔

ایک دفعہ کسی مقام پر تشریف لے گئے، وہاں کے صاحب نے اپنے بزرگوں کا ختم شریف دلوایا اور آپ کو ختم میں مدعو کیا۔ آپ نے فرمایا ختم بھی دِلواؤ، اور بزرگوں کی روح کو ناراض نہ کرو، خود غرضیاں چھوڑ دینی چاہئیں مقدمے بازی نہ کریں، آپس میں صلح صفائی سے رہیں۔

اِصلاحی کردار:

آپ کے پاس اکثر لوگ اپنے دینی جھگڑے اور برادری کے قضیے پیش کر کے فیصلے حاصل کرتے۔ آپ نہایت خوش اُسلوبی سے فیصلہ فرما دیتے۔ سودخوروں کو آپ فرماتے کہ سود کھانے کا ادنیٰ گناہ یہ ہے کہ گویا اپنی حقیقی والدہ سے چھتیس مرتبہ گناہ کیا جائے۔ اکثر لوگ سُود سے توبہ کر کے اپنا اَصل روپیہ واپس لے لیتے اور صلح کر لیتے۔

برادری کے فیصلوں میں اکثر لوگ آپس میں ایک دوسرے کی زیادتیاں بیان کرتے تو آپ فرماتے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کو اپنی برادری سے کس قدر

تکلیفیں پہنچیں لیکن آپ ﷺ نے خون تک معاف کر دیئے' کسی سے بدلہ نہ لیا برادری نے ظالمانہ انداز میں بائیکاٹ کیا' پتھراؤ کیا' ہجرت کا سبب بنے مگر سرکار کائنات ﷺ نے صبر وتحمل سے کام لیا۔ جب آپ یہ باتیں سناتے تو لوگ نرم ہو جاتے کوئی فریق رضامندی کے بغیر نہ جاتا۔ آپ فرماتے یہاں جیتا وہی جوہارا' تم ہارے نہیں بلکہ تم نے بہت بڑی نیکی کمائی تم کو خداوند تعالیٰ برکت دے گا۔

کسرِ نفسی:

آپ چارپائی پر بیٹھے ہوتے اور کوئی شخص تعظیماً نیچے زمین پر بیٹھ جاتا تو آپ اُسے چارپائی پر بیٹھنے کو مجبور کرتے۔ اگر وہ نہ مانتا تو آپ زمین پر اُس کے پاس بیٹھ جاتے چنانچہ وہ خود بخود چارپائی پر آ بیٹھتا پھر کبھی اُسے ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

اگر کوئی شخص آپ کے جوتے مبارک آپ کے سامنے سیدھے کر کے رکھتا تو فرماتے میں اس لائق نہیں کہ کوئی میرے جوتے سیدھے کر کے رکھے البتہ بزرگوں کی جوتی اگر کوئی اس طرح رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ میں بزرگ نہیں ہوں' ولی نہیں ہوں میرے ساتھ ایسا کیوں کیا جائے؟

اگر آپ کسی کے گلے یا ہاتھ میں تسبیح دیکھتے تو فرماتے کہ اس پر کیا پڑھتے ہو؟ جواب ملنے پر فرماتے' میاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے پڑھا کرو لوگوں کو دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔

حق گوئی:

ایک شخص نے نکاح پر نکاح کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اُس نے عرضی دعویٰ میں لکھا کہ ہمارا نکاح حضرت میاں شیر محمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے پڑھایا تھا۔ آپ تحصیل میں بلائے گئے' آپ جوتی سمیت اندر چلے گئے' سپاہی نے کہا کہ جوتی اُتار کر اندر آئیں۔ آپ نے فرمایا کیا یہ مسجد ہے؟ تحصیلدار نے سپاہی کو کہا کہ انہیں جوتی سمیت

اندر آنے دو اور پھر عدالت نے کہا کہ آپ فرمایئے سچ بولیں گے' آپ نے جواب دیا تمہاری عدالتوں میں کہیں سچ بھی ہے؟ جو ایسا پوچھ رہے ہو۔ تحصیلدار نے کہا خواہ کچھ ہی ہو ہم نے کہنا تو ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہ میں اِن کو جانتا ہوں نہ اُن کو اور نہ ہی میں نے نکاح پڑھایا ہے۔ تحصیلدار ہندو تھا۔ اُس نے بڑی عزت و تکریم کے ساتھ آپ کو رخصت کیا۔

پیہم جدوجہد:

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب حاضر خدمت ہوئے اور حالات کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ دورانِ گفتگو مولوی صاحب نے کہا کہ حدیث شریف میں بھی ایسا ہی ہے کہ قربِ قیامت کے وقت مسجدیں بہت ہوں گی نمازی کم ہوں گے۔ فسق و فجور کا اِس قدر زور ہوگا کہ اِسلام کا صرف نام ہی رہ جائے گا۔ حدیث شریف کے مطابق سب کچھ ہوگا۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب اگر نہر جاری ہو اور اُس میں جا بجا سوراخ ہو کر پانی اِدھر اُدھر بہنا شروع ہو جائے تو کدال لے کر سوراخ کو زیادہ کشادہ کرنا چاہئے یا بند کرنا چاہئے؟ مولوی صاحب کہنے لگے کہ سوراخ تو بند کرنے چاہئیں۔ تب آپ نے فرمایا: ایسے گئے گذرے دَور میں جب کہ لوگ دین سے دُور ہو رہے ہیں' سعی پیہم جاری رکھنی چاہئے۔ سنت پاک کی نگرانی کی سخت ضرورت ہے جو ایسے گئے گذرے دَور میں جو سنت پاک کی نگرانی کرے گا حضور ﷺ نے فرمایا ہے وہ قیامت کے دِن میرے ساتھ ہوگا بلکہ اُس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

عاداتِ مبارکہ:

باوجود عمدہ عادات کے آپ کو ہر وقت نیک عادات کی تلاش رہتی تھی آپ نے اپنی تمام فطری اور جذباتی عادات کو یکدم اِتباعِ سُنّت رسول علیہ التحیۃ والثنا پر نثار کر دیا تھا اور ہر عادت میں یہی ملحوظ ہوتا کہ اِتباعِ سُنّتِ رسولِ کریم رؤف و رحیم

ﷺ میں سرمو فرق نہ آئے۔

اُٹھنا بیٹھنا' سونا' جاگنا' رہنا سہنا' کھانا پینا' لینا دینا' اوڑھنا بچھونا' پڑھنا پڑھانا' بولنا چالنا غرض کہ تمام اُمور اور تمام اَحوال میں یکساں شاہراہ سُنّت پر گامزن نظر آتے تھے اگر کسی کو خلافِ سُنّت کام کرتے دیکھتے اُسے تنبیہ فرماتے اور بتاتے ؎

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

راستے میں اگر کوئی اینٹ یا پتھر یا کوئی چیز پاؤں سے اَٹکنے والی یا پاؤں پھسلانے والی پڑی پاتے تو آپ اُسے اپنے ہاتھ سے ہٹا دیتے۔ آپ بازار میں چلتے تو اپنی نظر کو پاؤں کے آگے آگے رکھتے اور اگر بازار میں کوئی چیز فروخت کرنے والے ملتے تو آپ اُس سے خرید لیتے' چاہے ضرورت ہوتی یا نہ ہوتی اور اُس کے خوانچے میں جو چیز ناقص یا خراب ہوتی وہ آپ خوشی سے خرید لیتے دیکھنے والے آپ سے پوچھتے کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو فرماتے یہ وہ لوگ ہیں ان کو کچھ دینا چاہئے۔

وصال:

۳ ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ بروز پیر شام پانچ بجے آپ کو نزع کی کیفیت طاری ہوئی اور رات ساڑھے دس بجے آپ اِس دارِ فانی سے عالم بقا کی طرف پرواز کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اگلے روز یعنی بروز منگل ساڑھے چھ بجے آپ کو قبر شریف میں اُتارا گیا۔

☆☆☆

☆☆

☆

حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری
المعروف کرمانوالے قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۲۵۳ھ یا ۱۲۵۴ھ بمطابق ۱۸۸۳ء یا ۱۸۸۴ء
وصال: ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ بمطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۶ء

حضرت سیّد اسماعیل شاہ بخاری قدس سرہٗ العزیز کا سلسلۂ نسب سادات اُچ شریف حضرت جلال الدین سرخ بخاری علیہ الرحمہ سے ملتا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کے آباؤ اجداد سندھ سے سرزمین پنجاب میں آئے اور مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر سکونت اِختیار کرتے رہے۔ آپ کے بزرگوار جدِ امجد بالآخر تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں دریائے ستلج کے کنارے ضلع فیروز پور کی حدود میں آکر آباد ہو گئے۔ آپ موضع کرموں والا ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں دریائے ستلج کے بائیں کنارے تھوڑے سے فاصلے پر ریت کے ٹیلوں پر واقع ہے اور شہر فیروز پور سے تقریباً پندرہ میل مشرق میں ہے۔ آپ کا سن ولادت ۱۲۵۳ھ یا ۱۲۵۴ھ ہے۔ سن عیسوی کے مطابق یہ مبارک سال ۱۸۸۳ء یا ۱۸۸۴ء تھا۔ آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کا اِسمِ مبارک سیّد اسماعیل شاہ بخاری تجویز ہوا۔

زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو لہو و لعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں میں کھیلنا آپ کی عادت نہ تھی۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ایک متقی اور شریف الطبع اُستاد نے آپ کو بسم اللہ شریف پڑھائی اور قرآنِ کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروجہ اِبتدائی عربی فارسی کُتب کی تعلیم حضرت مولانا شریف الدین علیہ الرحمہ کے مدرسہ سے حاصل کی۔

حصولِ علمِ دینیہ:

اِبتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی

علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم اِن دنوں تشنگانِ علم کے لیے ایک چشمہ فیض تھا' آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقتِ رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا ''برخوردار! وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوقِ خدا کو نفع پہنچے کہ وہ علم خشک اور صرف قیل وقال تک محدود نہ ہو''۔ چنانچہ ابتداء سے ہی آپ کے دِل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہوگئی۔ یہ بات آپ کے دلنشین ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عملِ صالح کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلوم سے تکمیلِ علم کی سند حاصل کر کے آپ دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالرب علیہ الرحمہ میں داخل ہوئے وہاں دورۂ حدیث شریف ختم کیا۔ بعدازیں علومِ دین کی تکمیل کے لیے آپ مدرسہ نعمانیہ لاہور میں بھی کچھ عرصہ زیرِ تعلیم رہے۔ شمالی ہندوستان میں یہ مدرسہ علوم دین کا سرچشمہ تھا اور اُن دنوں جامع عالمگیری (بادشاہی مسجد) سے ملحق تھا۔ بڑے بڑے فاضل علماء یہاں درس وتدریس کا کام سرانجام دیتے تھے۔

آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد میں چند طالب علم جمع کر کے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مگر اَب کچھ اور ہی لگن اور تڑپ ہر وقت بے قرار رکھتی تھی۔ دِل میں علمِ باطن کے حصول کے لیے بے پناہ تشنگی پیدا ہو چکی تھی۔ جلد ہی بخت نے یاوری کی اور مشائخِ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی اَرواح طیبہ نے رہبری کی۔ اُن دنوں شہر لاہور سے جنوب مغرب کی جانب قصبہ شرقپور شریف میں شبلی دوراں' جنید زماں' قدوۃ العارفین' زُبدۃ الواصلین محبوب حبیبِ ربّ العٰلمین حضرت میاں شیر محمد علیہ الرحمہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب عالم تاب بن کر آسمانِ طریقت پر چمک رہے تھے۔ توحید ورسالت کے پروانے دیوانہ وار اِس شمعِ دِل اَفروز کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ شمالی ہندوستان میں آپ کے تقویٰ اور علم وعرفان کی دُھوم مچی ہوئی تھی۔ چنانچہ جذبۂ شوق آپ کو بھی کشاں کشاں حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمتِ عالیہ میں لے آیا۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ نے بوقت ملاقات دریافت فرمایا: ''شاہ جی! کچھ علم بھی پڑھا ہے؟'' آپ نے عرض کیا ''حضور پڑھا تو ہے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں

آیا''۔ قبلہ حضرت شیر ربانی میاں صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''اللہ کریم سمجھ بھی عطا فرمادے گا''۔ اس پہلی ہی ملاقات میں حضرت شیر ربانی میاں صاحب علیہ الرحمہ نے نسبت نقشبندیہ القا فرمائی اور دیر تک توجہ عالیہ سے مستفید فرمایا۔ پھر حضرت شیر ربانی میاں صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے''۔ شیخِ کامل کی پہلی نظر کیمیا اثر نے آپ کے دِل کی دُنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔

یک لحظہ عنایتِ تو اے بندۂ نواز
بہتر از ہزار سالہ تسبیح و نماز

بعد ازاں آپ نے حضرت شیر ربانی میاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں کئی بار حاضری دی اور جلدی جلدی منازل سلوک طے کرتے گئے۔ حتیٰ کہ شیخ کامل نے مکمل طور پر اپنے رنگ میں رنگ دیا اور مسندِ ارشاد پر بٹھا دیا۔ حضرت شیر ربانی میاں صاحب علیہ الرحمہ ضلع فیروز پور اور اُس کے نواح سے آنے والے طالبانِ طریقت سے فرما دیا کرتے تھے کہ شاہ صاحب (حضرت کرمانوالے) وہاں موجود ہیں اُن سے مل لیا کرو۔ ایک ہی بات ہے اتنی دور آنے کی کیا ضرورت ہے:

در خانہ عشق سلطنت نیست
جز درد و نیاز و مسکنت نیست
ہر کس کہ بود نیاز مند تر
کارش ز ہمہ بود بلند تر

سال عیسوی 1945ء تک آپ موضع کرموں والا میں مقیم رہے۔ مقام مرجع خاص و عام بنا رہا۔ اہلِ طلب کے لیے یہی کعبہ مقصود تھا۔ اِس آفتابِ ولایت کی روشنی دن بدن دُور دُور تک پھیلتی جا رہی تھی اور لوگ جوق در جوق اِس آستانہ عالیہ پر اِکتسابِ فیض کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے سُنّت پر عمل کرتے ہوئے ہجرت کی اور آپ کے ساتھ آپ کے آس پاس کے دو اڑھائی سو گاؤں کے لوگوں نے بھی ہجرت

کی اور اِس دوران اُن کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا اور بالکل محفوظ پاکستان پہنچ گئے۔ آپ قصور سے ہوتے ہوئے **پاکپتن شریف** پہنچے۔ ہمراہیوں کو عارف والا کے قریب ایک گاؤں چک نمبر 57/E.B میں آباد کرنے کے بعد آپ 1950ء میں حضرت شیر ربانی میاں صاحب علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کے موقع پر شرقپور تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ تقریباً تین ہفتے لاہور میں ہی مقیم رہے اور درگاہِ مبارک حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دیتے رہے۔ یہیں سے آپ رخصت ہو کر اوکاڑہ پہنچے اور ایک چھوٹے سے ریلوے ہیڈ کوارٹر میں ڈیرہ لگا لیا۔ جب کچھ عرصہ کے بعد موضع 56/2.L میں مکان مل گیا اور مزروعہ اراضی بھی مل گئی تو آپ نے اُس گاؤں میں مستقل رہائش اختیار فرمالی۔ یہ گاؤں **پکا چک** آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے حضرت کرمانوالا شریف بن گیا۔ یہیں اَب رشد و ہدایت کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا اور تشنگانِ جامِ وحدت اپنی پیاس بجھانے لگے۔ یہی مقام توحید و رسالت کے نور سے معمور ہوگیا۔ آپ دمِ آخر اسی جگہ قیام پذیر رہے حتیٰ کہ 27 رمضان المبارک 1335 ہجری بمطابق 20 جنوری 1966 کو رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ اللہ کریم کی بے شمار رحمتیں آپ کی روحِ پاک پر نازل ہوں۔

بر زمینے کہ نشانِ کفِ توحید تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

لباس:

آپ سفید لباس پسند فرماتے تھے' پانچ گز لمبائی کا سفید باریک ململ کا عمامہ اِستعمال فرماتے تھے۔ عمامہ کے نیچے پانچ کلیوں والی ململ یا اچکن کی بنی ہوئی کلاہ نما ٹوپی ہوتی تھی۔ کرتہ لمبا اور سفید پہنا کرتے۔ محفل ہو یا تنہائی آپ کبھی ننگے سر نہیں رہتے تھے۔ حتیٰ کہ رات کو یا دن کو آرام کرتے وقت بھی سر مبارک پر ٹوپی موجود ہوتی۔ تہبند سفید لٹھے کا ہی پسند خاطر تھا۔ پاؤں مبارک میں ہمیشہ سادہ جوتا دیسی ساخت کا پہنتے جس کی نوک نہیں ہوتی تھی۔ انگریزی طرز کا جوتا آپ نے کبھی اِستعمال نہیں کیا۔ سیاہ

رنگ کا جوتا پسند نہیں فرماتے تھے۔ اِس لیے عموماً جوتے کا رنگ براؤن یا زرد ہوتا تھا۔

خورد و نوش:

آپ سادہ غذا پسند فرماتے تھے۔ چھلنی میں چھانے بغیر گندم کے موٹے آٹے کی روٹی مرغوب تھی۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ کر کھانے کی اِبتداء فرماتے۔ گوشت یا سالن روٹی کے اُوپر رکھ کر نہیں کھاتے تھے۔ لقمے چھوٹے ہوتے تھے اور خوب چبا کر تناول فرماتے تھے۔ کدو شریف اور کریلہ پسند فرماتے تھے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوتے اور منہ میں اُنگلی پھیر کر کلی کرتے تھے۔ دانتوں میں خلال بڑے اِہتمام کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ تولیہ یا رومال سے ہاتھ صاف کرنے کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا مانگتے:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ کَسَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

معمولات و عبادات:

تہجد کے بارہ نفل اَدا فرمانے کے بعد بڑے اِنہماک اور ذوق سے دُرود شریف تسبیح کے دانوں پر پڑھتے۔ تسبیح لکڑی کے پانچ سو باریک دانوں کی تھی۔ قبلہ رُو دوزانوں بیٹھ کر اِنتہائی محویّت اور حضورِ قلب سے دُرود شریف خضری پڑھتے۔ صبح صادق ہونے پر موذن اَذان کہتا تو آپ سنبھل کر بیٹھ جاتے۔ ساتھ ساتھ کلماتِ اَذان دہراتے جاتے۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آواز پر اِحترام کے ساتھ دونوں ہاتھوں کے اَنگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے اور پڑھتے: قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

اَخلاقِ کریمانہ:

آپ نہایت خوش خلق اور خوش ذوق تھے۔ اَخلاقِ حمیدہ اور اَوصافِ پسندیدہ کے مالک تھے۔ اپنے عقیدت مندوں کے علاوہ دیگر حضرات جو خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتے، سب سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ویسے یہ ایک قدرتی

اَمر تھا کہ سب حاضرینِ مجلس پر آپ کی ہیبت اور رعب سا طاری ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے کسی کو دَم مارنے کی مجال نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ بعض قلبی اور روحانی بیمار جن کی باطنی حالت اِصلاح طلب ہوتی تھی، جب محفل مبارک میں آجاتے تو آپ پر جلالی رنگ غالب ہوتا تھا۔ لیکن اِس طرح اُس شخص پر ہیبت اور رقت طاری ہو کر اُس کی اِصلاح کا کام آسان ہو جاتا تھا۔ بالعموم آپ جمالیت کا مرقع تھے۔

نمود و نمائش اور ریا سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ حاضرین میں بھی اگر کوئی شخص اِن اَمراض باطنی کا شکار ہوتا تو آپ پوری توجہ کے ساتھ اُس کی اِصلاح کا خیال فرماتے۔ دست بوسی کرنا یا پاؤں کو چھونا سخت ناپسند تھا حتیٰ کہ رسمی مصافحہ کے شائقین کو سمجھانے کے لیے آپ کبھی فرمایا کرتے تھے کہ:

''ہر انسان کے دِل میں سب سے زیادہ ماں کی محبت ہوتی ہے مگر یہ بتاؤ کہ گھر میں آتے جاتے وقت ماں سے کتنی دفعہ مصافحہ کیا جاتا ہے۔ محبت اور احترام دل سے ہوتا ہے۔ دِل محبت سے لبریز ہونا چاہیے''۔

ویسے آپ مصافحہ کے خلاف نہ تھے۔ مجلس میں آپ کی تشریف آوری پر اگر کوئی شخص تعظیماً اُٹھنے کا قصد کرتا تو آپ اُسے روک دیتے۔ کسی کو اُٹھ کر کھڑا ہونے کی اِجازت نہیں ہوتی تھی۔ پیدل سفر کے دوران ایک ہمراہی اپنے ساتھ رکھتے اور باقی ساتھیوں کو آگے یا پیچھے کچھ فاصلے پر چلنے کا حکم ہوتا تاکہ جلوس اور نمود و نمائش کی شکل نہ بنے۔ ساتھ چلنے والے شخص کو اپنی دائیں جانب لے کر چلتے۔ آپ ہر موقع پر سفر و حضر میں تسبیح کی نمائش کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ **لوگ عموماً قرض، مرض، یا غرض لے کر آتے ہیں۔ یعنی دُنیاوی مقصد لے کر آتے ہیں۔ اللہ، اللہ سیکھنے والا اور ذکر و فکر کا شوق رکھنے والا تو کوئی ہی آتا ہے۔** میں تو اَیسے ہی لوگوں کے لیے بیٹھا ہوں آپ کی مجلس میں سب لوگ دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ صرف بعض بیماروں کو رخصت ہوتی تھی۔ آپ خود بھی دوزانو ہی بیٹھا کرتے تھے۔ ضعیفی کے زمانے میں آپ زمین یا چارپائی پر اِس صورت میں لیٹتے کہ سر مبارک قبلہ کی جانب اور پاؤں مبارک مشرق کی

جانب ہوتے۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر آپ کبھی بھی نہیں لیٹے اور نہ ہی گھٹنے کھڑے کر کے۔ کعبۃ اللہ کی جانب پشت کرنا ناپسند فرماتے تھے۔ شعائر اللہ کی تعظیم بدرجۂ اتم فرماتے۔ غیر جاندار اور غیر مکلّف اَشیاء مثلاً جاروب، لوٹا، درانتی وغیرہ کو بھی قبلہ رُخ رکھنا سکھاتے۔ مقصد اِس سے یہ تھا کہ ہر ذی شعور اِنسان بھی اپنا رخ اُس مالک حقیقی کی طرف ہی موڑ لے۔ اصحابِ ذکر و فکر اور متبعینِ سُنّت کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرماتے۔ ہر چیز میں طاق عدد کو پسند فرماتے۔ اَللّٰہُ وِتْرٌ وَّ یُحِبُّ الْوِتْرَ

باوجود کشف کے آپ نام لے کر کسی کی اِصلاح نہ فرماتے۔ بلکہ سترِ اَحوال کا خیال رکھتے اور عمومی رنگ میں کسی کی لغزش یا خامی کا تذکرہ کر کے اُس کے ترک کرنے کی طرف توجہ دِلاتے۔ اِصلاح میں بڑی کوشش فرماتے۔ آپ کے فیضانِ صحبت سے دِلوں سے غفلت کے پردے اُٹھ جاتے تھے اور ذکر و فکر میں مشغولیت حاصل ہو جاتی۔ لوگ ذکرِ خفی کی تاثیر سے سرشار اور مسحور ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض کی زبان سے بے اختیار، ھُــو، کا نعرہ نکل جاتا تو آپ فرماتے ''بات تو یہ ہے کہ آدمی سمندر پی جائے اور لب خشک ہی رہیں''۔

آپ نہایت نفاست پسند اور راست گو تھے۔ کسی اَمر میں ذرا سی کجی بھی آپ کی طبیعت پر ناگوار گزرتی تھی۔ مسجد کی صفیں ہوں یا کھیتوں کے راستے یا حد بندی کاغذ کی تراش ہو یا کاغذ پر کوئی لکیر، ہر چیز میں ذرا سا ترچھا پن بھی برداشت نہیں فرماتے تھے۔ اِسی طرح آپ ہمیشہ اپنے عقیدت مندوں کے اَحوال کی دُرستگی کی جانب متوجہ رہتے۔ شریعتِ مطہرہ یا سُنّتِ سَنِیہ سے اِنحراف یا روگردانی آپ برداشت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے جو عشق و محبت آپ کو حاصل تھا۔ اُس کا تقاضا بھی یہی تھا۔ آپ ہمیشہ اِس اَمر کے متمنی تھے کہ آپ کے عقیدت مند اور متوسّلین دین و دُنیا میں اعلیٰ مدارج پر پہنچیں۔ آپ نے فرمایا: دُنیا اور اُس کا مال و دولت بُری چیزیں نہیں ہیں، اُن کا ناجائز مصرف اُن کو بُرا بناتا ہے۔ مال کی محبت بُری چیز ہے۔ مال و دولت حاصل کر کے نیک کاموں پر خرچ کرنا بُرا نہیں۔ دُنیا کی دولت

ایک خوش نما سانپ کی مانند ہے۔ جو شخص اِس سانپ کا منتر جانتا ہے وہ اُسے قابو میں رکھتا ہے ورنہ اِس کا زہر ہلاک کر دیتا ہے۔

اوّل وقت پر تمام نمازوں کی اَدائیگی کا بہت اِہتمام فرماتے اور اکثر اَوقات صفیں بچھاتے وقت خود ساتھ اِمداد فرماتے۔ اِس کے باوجود جب نمازی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ نمازیوں کے مونڈھے پکڑ کر صفیں درست فرماتے۔ قیام نماز میں دونوں پاؤں کے درمیان پانچ اُنگلی کا فاصلہ رکھنے کی تاکید فرماتے۔ رکوع وسجود میں تسبیح زیرلب پڑھنے کی تاکید ہوتی تھی۔ ہر نمازی کو خواہ وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو یا فرض نماز جماعت کے ساتھ اَدا کر رہا ہو آپ نہایت خاموشی کے ساتھ پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے تاکہ اُس کے ساتھ والے آدمی کو بھی آواز سنائی نہ دے۔ پہلی صف میں صرف وہ نمازی کھڑے ہوتے جن کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق ہوتی تھی۔ ڈاڑھی منڈوانے والے اور کٹوانے والے اَگلی صف میں کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔

نماز کے دوران اُنگشتِ شہادت کو اُٹھانا درست نہیں سمجھتے تھے اور اُسکو نماز میں خشوع وخضوع کے خلاف سمجھتے تھے۔ اَذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا تھا۔ نماز کی جماعت کے لیے صفوں کی درستگی کا خاص اِہتمام فرماتے۔

آپ علیہ الرحمہ حیات النبی ﷺ کے قائل تھے اور آپ ﷺ کو حاضر وناظر جانتے تھے۔ یارسول اللہ ﷺ کہنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری سمجھتے تھے۔

ابوالبیان حضرت مولانا غلام علی صاحب علیہ الرحمہ مفسر قرآن مہتمم اشرف المدارس اَوکاڑہ ایک موقعہ پر جماعتِ علماء کے ہمراہ مجلس مبارک میں موجود تھے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: مولانا لوگ محض دِکھاوے کے لیے یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگاتے ہیں' اِس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اگر شوق اور محبت سے ایک دفعہ یارسول اللہ ﷺ کہا جائے تو رَبِّ کریم کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

آپ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے روضۂ مبارک پر اَکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ چشتیاں شریف بھی ہر سال عرس پر حاضر ہوتے تھے۔ ایک موقع پر

حضرت قبلہ علیہ الرحمہ ملتان شریف میں تشریف فرما تھے۔ شیخ نیاز احمد بی۔اے اسسٹنٹ کمشنر (پاکپتن والے) حاضر ہوئے اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ مزارات پر حاضری کے وقت مراد حاصل کرنے کے لیے کس طرح دُعا کرنی چاہیے؟ حضور علیہ الرحمہ نے اِرشاد فرمایا کہ علماء کے نزدیک یہ مناسب ہے کہ خدائے برتر کے حضور میں اس بزرگ کے وسیلہ سے حصولِ مراد کے لیے دُعا کی جائے۔ لیکن فقراء کے نزدیک تو یہ طریقہ ہے کہ براہِ راست اُسی بزرگ کے سامنے دستِ طلب دراز کیا جائے۔

پیری مریدی کے بارے میں فرمایا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ مرید کی قیامت تک ضمانت دینا پڑتی ہے۔ نیز فرمایا کہ ہم بیعت گلے لگا کر نہیں کرتے بلکہ دِل کو ہاتھ میں لیکر کرتے ہیں۔ یہ اِرشاد آپ علیہ الرحمہ نے مولوی محمد حنیف صاحب (جن کو آخری ایّام میں خطبہ و امامت پر مقرر فرمایا تھا) کو بوقت بیعت فرمایا۔

ایک دِن آپ حلقۂ عقیدتمندان میں تشریف فرما تھے کہ ایک تعلیم یافتہ نوجوان آیا اور خاموشی سے مجلس میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد آپ اُس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کہ بابو جی آپ کیسے آئے ہیں؟ نوجوان نے جواب دیا حضرت! دِل کا مریض ہوں اِس کے علاج کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے ذرا زور دار لہجہ میں فرمایا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ نوجوان نے عرض کیا حضور دِل کی روشنی کا متلاشی ہوں۔ آپ نے اِرشاد فرمایا مجھے روشنی اور اَندھیرے سے کیا سروکار میں تو یہ جانتا ہوں کہ مسلمان سُنّتِ نبوی ﷺ کا پابند ہو اور حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ اِرشاد فرمایا ہے اُس کے مطابق زندگی بسر کرے پھر نہ کسی اَندھیرے کا ڈر باقی رہتا ہے اور نہ کسی اور روشنی کی تمنا باقی رہتی ہے۔ مزید اِرشاد فرمایا نماز باقاعدگی سے اَدا کریں، رزقِ حلال کے حصول کی کوشش کریں، کسی کی حق تلفی نہ کریں اور ظاہری شکل وصورت بھی مسلمانوں جیسی بنالیں تو کوئی کمی نہیں رہے گی۔

اِتباعِ شریعت کا جذبہ:

حضرت صاحب علیہ الرحمہ اُن کاملین میں سے تھے جن کا اَوڑھنا بچھونا

صرف شریعتِ مطہرہ تھا۔ وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے عاشقِ صادق اور سُنّت کے علمبردار تھے۔ اُن کے ہاں اَیسی رَسُومات جو دوسرے لوگوں کے ہاں جائز سمجھی جاتی ہیں، بالکل نہیں تھیں۔ اُن کے یہاں نماز کی پابندی تھی اور حضور آقائے کائنات ﷺ کی سُنّت کی پیروی کی تاکید۔ اُن کا قول تھا جو شخص شرع شریف کا پابند نہیں اُسے ولی نہ مانو خواہ وہ ہوا میں اُڑتا ہو۔ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ اپنے ملنے والوں کو نماز، روزہ کی پابندی اور دُرودِ پاک کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ طویل وظائف اور چلہ کشی کو ناپسند فرماتے تھے۔ البتہ ہمیشہ اِس تمنا کا اظہار فرماتے تھے کہ اُن کے ملنے والے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شکل وصورت بنائیں۔ ڈاڑھی شریف نہ منڈوائیں، لباس واَطوار میں مسلمان نظر آئیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے: یارو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے عمدہ، سب سے حسین اور خوبصورت سراپا جو بنایا ہے وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا سراپا ہے۔ سب سے بہتر کردار حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا کردار ہے۔ پھر ہم بھی کیوں نہ ویسی ہی صورت اور ویسی ہی سیرت بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے"۔ ایک نوجوان نے ایک دفعہ عرض کردیا۔ قبلہ ڈاڑھی شریف میں کیا رکھا ہے۔ اِنسان کا دِل صاف ہونا چاہیے۔

آپ نے فرمایا: "برخوردار تمہارا قرآنِ پاک پر ایمان ہے؟" اُس نے عرض کیا "جی ہاں! کیوں نہیں، آخر میں مسلمان ہوں"۔ آپ فرمانے لگے۔ "قرآنِ پاک میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اُسوہ کو اُسوۂ حسنہ فرمایا گیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" اور ڈاڑھی شریف رکھنا حضور ﷺ کا ہی اُسوۂ حسنہ ہے اور قرآنِ مجید میں جا بجا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ہی اطاعت اور پیروی کا حکم ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے کسی فعل کی خلاف ورزی کرنا یا مذمت کرنا کسی ہوشمند اِنسان کا کام نہیں۔ کچھ دیر توقف کے بعد آپ نے فرمایا: بابو جی! تم دل کی صفائی کا ذکر کرتے ہو، دل کا بھید تو خدا جانتا

ہے۔ ظاہری صورت بھی دُرست کروتا کہ لوگ بھی اچھا جانیں اور زبانِ خَلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ شاید اللہ کریم ظاہر کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھر دے اور یہ یاد رکھو کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: ''اے مسلمانو! جس نے میری شکل و صورت بنائی، اللہ پاک اُس کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھے گا''۔ پھر آپ علیہ الرحمہ نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے نقال کا قصہ بیان فرمایا جو از راہِ تمسخر آپ کی نقل اُتارا کرتا تھا۔ لیکن مرنے کے بعد مولا کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے اُس کی صرف اِس وجہ سے بخشش فرمادی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ظاہری شکل وصورت بنا کر لوگوں کے سامنے آتا تھا اور حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی نقل اُتارا کرتا تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِس واقعہ کو نظماً فرمایا ہے، جس کا آخری شعر یہ ہے۔

آنکہ بر نقل برگزیدہ ماست　　بعذاب مخالفاں نہ سزا است

اَقوالِ زریں:

آپ نہایت سادہ اَلفاظ اور دِل نشین طریقے سے اِصلاحِ اَحوال کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ بے معنی اور بے مقصد باتوں سے آپ کی محفل پاک ہوتی تھی۔ بات کی وضاحت کے لیے آپ بزرگانِ دین کے اَقوال اور اُن کی حکایات بیان فرمایا کرتے تھے۔ اِستقامتِ اَحوال پر ہمیشہ زور دیتے تھے۔ ''اَلْاِسْتِقَامَۃُ فِی الشَّرِیْعَۃِ وَالطَّرِیْقَۃِ فَھِیَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ'' ''شریعت پر اِستقامت ہی کرامت ہے''۔ حقیقی عرفان حاصل کرنے کے لئے شریعتِ مطہرہ کے اَحکام کی کماحقہٗ پابندی ضروری ہے اور اَعمالِ صالحہ میں اِستقامت ایک لازمی اَمر ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا: اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ ''ایمان خوف اور اُمید کے درمیان ہے''۔ تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ: خوف اُس کے عدل اور اُمید اُس کے فضل سے ہے۔ پس اُس کی بارگاہ میں کامیابی وہی حاصل کرسکتا ہے جس میں دونوں باتیں اپنے اپنے محل پر موجود ہوں۔ آپ نے فرمایا: حقوق اللہ اَدا کرنے کے

ساتھ ساتھ حقوق العباد کا اَدا کرنا بھی اَشد ضروری ہے۔ کوئی شخص ساری ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر عبادت کرتا ہو اور وِرد و وظائف میں دن رات مشغول رہتا ہو مگر اُس کے ماں باپ اُس سے خوش نہ ہوں یا بیوی بچے اُس سے مطمئن نہ ہوں یا کسی اِنسان کی دل آزاری کا باعث بنتا ہو عبادت اور ریاضت اُسے کچھ نفع نہیں دے سکتی۔

اپنے عقیدت مندوں کو سُنّت کی پیروی کرنے کی تاکید فرماتے۔ اپنا ظاہر دُرست کرنے کی طرف توجہ دِلاتے، بالخصوص لباس پر زور دیتے۔ سر پر ٹوپی اور ٹوپی کے اُوپر عمامہ رکھنے کی تلقین فرماتے۔ کھلے آستینوں والا کرتہ پہننے کا اِرشاد فرماتے، ڈاڑھی شریف بڑھانے اور لبوں کے بال کٹوانے کی تاکید فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ظاہر کو دُرست کرنا خود اِنسان کا کام اُس کے بعد باطن کو درست کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

ایک دفعہ فرمایا:

''روزی کمانے کے جائز اور شرعی اَسباب کو چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے کو توکل نہیں کہتے۔ سبب کی طرف نظر نہیں رکھنی چاہیے۔ سبب تو دروازے کی مانند ہے جس میں سے گزر کر مسبّب کی طرف پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص دروازہ اِس اُمید پر بند کر لے کہ رزق اُس کے گھر میں کہیں سے خود بخود پہنچ جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے اَدبی ہے۔ کیونکہ دروازہ یا سبب بھی اُسی کا بنایا ہوا ہے۔ پس دروازہ کو بند نہیں کرنا چاہیے۔ ویسے اُس قادرِ مطلق کے اِختیار میں ہے کہ دروازہ سے بھیجے یا غیب سے عطا کرے۔ پھر آپ نے مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر پڑھا: گفت پیغمبر بآواز بلند بر توکل زانوئے اشتر ببند

حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(۱) حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں حضرت صاحب کرمانوالی سرکار علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دُور سے دو

مولوی حضرات کو آتے ہوئے دیکھا تو مجھے فرمانے لگے نگینہ صاحب یہ دونوں مولوی نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے علم کے پٹواری ہیں۔ اِن میں سے ایک مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو کلی علم ہے اور دوسرے مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کو جزوی علم ہے۔ جب وہ دونوں مولوی حضرات آپ علیہ الرحمہ کے قریب پہنچے اور حاضر خدمت ہوئے تو آپ علیہ الرحمہ فرمانے لگے مولانا آپ لوگ نبی کریم ﷺ کے علم مبارک کو ''کلی اور جزوی'' میں محدود کر رہے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے جب حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اُنہیں ''نورِ علم'' سے منور فرمایا اور فرمایا: **وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا**.... (البقرہ:۳۱) آدم (علیہ السلام) کو کل اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کلی وجزوی میں پھنسے ہوئے ہو جبکہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو **کُلَّهَا** کا علم عطا فرمایا۔ پھر فرمایا۔ اَب تم خود اَندازہ لگا لو کہ اللہ کریم نے تو **کُلَّهَا** فرمایا ہے اور تم کلی وجزوی کہہ رہے ہو **کُلَّهَا** بڑا ہے یا کلی۔ اَب یہ تو حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے علم کی بات ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم مبارک کا کمال کہاں تک ہوگا جو کہ سردارِ اَنبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

(۲) حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حضرت کرمانوالے کے سامنے محفل میلاد میں نعت شریف پڑھی۔

بارہ ربیع الاول تے دِن پیر دا آیا　　سوہنا پاک محمد مائی آمنہ جایا

فرماتے ہیں جب میں اِس شعر پر پہنچا۔

پھلاں رنگ برنگے بَدھے شوق تھیں چیرے۔
اُتے شبنم چمکے جیویں چمکن ہیرے۔
ہسیاں کِھل کِھل کلیاں تے گِدا چیتاں نے پایا۔
سوہنا پاک محمد مائی آمنہ جایا۔

تو حضرت صاحب کرماں والے علیہ الرحمہ کو وجد ہو گیا اور مجھ سے بار بار فرمانے لگے محمد یوسف پھر پڑھو نا۔

ہسیاں کھِل کھِل کلیاں تے گِدا پتیاں نے پایا۔

اِتنی محبت اور شوق کا اِظہار فرماتے رہے کہ بیان سے باہر ہے۔ بار بار فرماتے رہے۔ پتوں نے کیسے گِدا ڈالا۔

(۳) حضرت صاحب قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ بنگال سے ایک مرتبہ ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا۔ اُس کے دِل میں خیال تھا حضرت صاحب سے دُعا کرواؤں گا کہ فلاں عورت سے میری شادی ہو جائے اور اِس غرض سے وہ تسبیح پڑھتا تھا۔ تسبیح بھی موٹے دانوں والی تھی۔ حضرت باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت کرمانوالے علیہ الرحمہ نے فرمایا محمد یوسف اِس آدمی سے پوچھو کس کی تسبیح پڑھ رہا ہے؟ میں نے اُس سے پوچھا تو کہنے لگا اللہ ﷻ کے نام کی تسبیح پڑھ رہا ہوں۔ حضرت صاحب کرمانوالے علیہ الرحمہ نے فرمایا: اُس سے پھر پوچھو کہ کس کی تسبیح پڑھ رہا ہے؟ اُس نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بحد جل جلالہٗ کے نام کی۔ حضرت کرمانوالے علیہ الرحمہ نے فرمایا: محمد یوسف اِس کو میرے پاس لے کر آؤ۔ جب اُس شخص کو قریب لایا گیا تو آپ نے پوچھا کس کی تسبیح پڑھتے ہو؟ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے کشف سے فراستِ نظر سے ملاحظہ فرماتے ہوئے فرمایا' سچ بتاؤ گلابو کی تسبیح پڑھتے ہو کہ شہابو کی؟ اُس نے کہا شہابو کی وہ اصل میں ایک عورت سے شادی کے لیے تسبیح پڑھتا تھا۔ آپ نے فراستِ نظر سے ملاحظہ فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بحد جل جلالہٗ کی رضا اور اُس کی خوشنودی کی تسبیح نہیں پڑھ رہا تھا۔ حضرت صاحب کرمانوالے علیہ الرحمہ نے فرمایا: اِس آدمی کو یہاں سے نکال دو۔ تو وہ رونے لگا اور آپ کے پاس رہنے کی اِلتجا کرنے لگا کہ آپ کتنے کرمانوالے ہیں دل کی باتوں سے آگاہ ہیں مجھے ایسا ہی پیر چاہیے۔

(۴) حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ایک سیّد

صاحب حضرت صاحب کرمانوالے علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن سے فرمایا: شاہ جی! لوٹے میں پانی لائیں' میں آپ کو قیامت تک نہیں چھوڑوں گا۔ سیّد صاحب نے لوٹا رکھا اور چلے گئے حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ نے مجھے فرمایا: **محمد یوسف' شاہ صاحب کو بلا کر لاؤ۔** آپ فرماتے ہیں' میں شاہ صاحب کو لے کر آیا تو حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے پوچھا شاہ صاحب ناراض ہوگئے ہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا حضور' آپ نے بات ہی ناراضگی والی فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے کون سی ناراضگی والی بات کہی ہے؟ عرض کیا' حضور آپ نے فرمایا ہے' **میں قیامت تک نہیں چھوڑوں گا۔** پھر عرض کیا حضور قیامت تک تو بڑے دوست ملتے ہیں' میں تو اُن کا ساتھ چاہتا ہوں جو قیامت کے بعد بھی نہ چھوڑیں تو حضرت صاحب کرمانوالے علیہ الرحمہ نے فرمایا: شاہ صاحب آجاؤ۔ انشاءاللہ تعالیٰ قیامت کے بعد بھی نہیں چھوڑوں گا۔

(۵) حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں حضرت صاحب کرمانوالے علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوتا تھا تو بڑی شفقت فرماتے تھے اور میرے ساتھ روحانیت کے موضوع پر گفتگو فرماتے تھے اور اُن کی کوشش ہوتی تھی کہ ہماری گفتگو کے وقت کوئی اور دوسرا وہاں موجود نہ ہو۔ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے حضرت صاحب کرمانوالے علیہ الرحمہ بڑی نظر والے تھے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ رات کے وقت ہماری محفل برپا ہونے لگی تو آپ نے مجھے فرمایا اَبھی لوگ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ دوسرے کمروں میں تھے۔ حضور باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' مجھے فرمایا جاؤ دیکھ آؤ سب سو گئے ہیں؟ میں نے آکر عرض کیا حضور سب سو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں اَبھی دو بوڑھے آدمی جاگ رہے ہیں کچھ دیر بعد خود ہی فرمایا کہ اَب وہ بھی سو گئے ہیں۔ حضور باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں پھر آپ میرے ساتھ طریقت اور روحانیت پر گفتگو فرمانے لگے۔

محدّثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ

ولادت: ۱۳۲۱ھ بمطابق ۱۹۰۳ء یا ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء
وصال: ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء بمطابق یکم شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ یا یکم شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ العزیز قصبہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (پنجاب، بھارت) میں پیدا ہوئے۔

قرائن اور روایات کے مطابق سالِ ولادت ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء سے ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کے درمیان ہے۔

حکیم مولوی ذوالفقار علی قریشی علیہ الرحمہ آپ کی ابتدائی تعلیم کے اُستاد ہیں۔ اُستادِ محترم حکیم مولوی ذوالفقار علی قریشی علیہ الرحمہ اپنے ممتاز، ہونہار شاگرد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ سے نہایت شفقت و محبت کرتے۔ حضرت کے بچپن کے آثار ہی بتاتے تھے کہ آپ اعلیٰ پائے کے عالم باعمل اور درویشِ کامل بنیں گے۔ انہی آثار و قرائن کے پیشِ نظر حکیم صاحب آپ سے بہت شفقت کرتے۔ قبولِ عامہ کی سند آپ کو یوں عطا ہوئی کہ قریہ قریہ، بستی بستی آپ کی عزت و شہرت ہے۔

آپ کے دوسرے اُستاد مولانا حاجی پیر محمد خاں علیہ الرحمہ ہیں۔

حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ چھ سال تک اُن کے زیرِ تعلیم رہے اور مسلم ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔

محدّثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ مرحوم کے متعلق حاجی پیر محمد خان صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام طلباء میں سے وہ میری دینی باتیں بہت توجہ سے سنتے اور اُن پر عمل پیرا ہوتے۔ اکثر اوقات اختتامِ اوقاتِ مدرسہ پر دینی مسائل پر تفصیلی گفتگو کرتے جس سے مجھے یہ تاثر ملا کہ مولانا سردار احمد صاحب

علیہ الرحمہ بچپن ہی سے دینی معاملات و مسائل سے بہت شغف رکھتے تھے۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ العزیز حاجی پیر محمد خان صاحب علیہ الرحمہ کو میلاد النبی (ﷺ) کی محفلوں میں اکثر اپنے گاؤں دیال گڑھ میں مدعو کرتے رہتے تھے اور حاجی پیر محمد خان صاحب علیہ الرحمہ کے مواعظِ حسنہ سے ہزاروں لوگ مستفید ہوتے رہتے۔ اس بارے میں حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کا کردار بچپن ہی سے قابلِ ستائش تھا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے دورانِ تحصیلِ علم اور بعد از تکمیلِ علوم دینیہ حاجی صاحب علیہ الرحمہ کا اُن سے سلسلہ ملاقات برابر قائم رہا۔ حاجی صاحب علیہ الرحمہ اپنی مجالس میں اپنے فاضل شاگرد کی قابلیت پر ہمیشہ فخریہ انداز میں ذکر فرمایا کرتے تھے۔

حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے متعلق حاجی صاحب علیہ الرحمہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ ''وہ بہت ذہین طبع اور حساس طبیعت کے مالک تھے اور کبھی کسی دن پڑھائی کے بعد کلاس میں دینی مسائل کا تذکرہ نہ ہوتا تو حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ مجھے یاد دہانی کراتے اور آئندہ کے لئے یہ سلسلہ جاری رہتا۔ [1]

اساتذہ کرام:

(۱) علامہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ۔ (۲) مولانا ہدایت اللہ خاں جونپوری علیہ الرحمہ۔ (۳) مولانا عبدالعلی خاں رامپوری (الریاضی) علیہ الرحمہ۔ (۴) مولانا عبدالحق خیر آبادی علیہ الرحمہ۔ (۵) صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ۔ (۶) سیّد عبدالعزیز انبیٹھوی علیہ الرحمہ۔ (۷) حجۃ الاسلام حامد رضا بریلوی علیہ الرحمہ۔ (۸) مولانا رحم الٰہی مظفر نگری علیہ الرحمہ۔ (۹) مفتی اعظم مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمہ۔

---

[1] مہیا فرمودہ ڈاکٹر رشید احمد خاں پروفیسر لاء کالج لاہور خلفِ اصغر مولانا الحاج پیر محمد خاں صاحب۔

مشائخ عظام سے عقیدت:

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کو اپنے اساتذہ کرام اور پیرانِ عظام سے ایسی گہری اور مربوط نسبت حاصل تھی جو عقیدت کی معراج کہلاتی ہے۔ بے شمار قرائن و آثار اور روشن ضمیر حضرات کی شہادتیں ہمارے اس دعویٰ کا منبع ہیں۔

علمِ طریقت کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اتباعِ سُنّت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور محبتِ مشائخ سلسلہ کی دولت سے بہرہ ور ہو۔ راہِ سلوک میں یہی زادِ راہ ہے۔ اسی سے معرفتِ الٰہیہ کا حصول ممکن ہے۔ اتباعِ سُنّت اور محبتِ مشائخ۔۔۔۔ ان ہر دو میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز اس درجہ ممتاز تھے کہ آپ کے مخالفین بھی اس کے معترف ہیں۔

ظاہر ہے کہ عالم سلوک کے اُن اعلیٰ منازل کا حصول محض درس و تدریس اور مطالعہء کتب سے ممکن نہیں بلکہ مردانِ احرار و ابرار کی نگاہِ عرش پناہ اور اُن کے اکرام و الطاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مردانِ خدا کی روحانی شفقت و تربیتِ حال میسر نہ ہو تو محض عقلی قویٰ روحانی درجات کو پالینے سے قاصر ہیں۔ چونکہ اس نعمت کا حصول ذوق اور حال سے وابستہ ہے۔۔۔۔ اور ذوق و حال کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے روحانی مربی کی رضا کے حصول کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔ اسی حصولِ رضا کی کوشش میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ طالب اپنے مطلوب و محبوب کے اَحوال میں گم ہو جاتا ہے۔ اُس کی سی صفات پیدا کر لیتا ہے۔ اپنے اَحوال و صفات کو ایسا گم کر دیتا ہے کہ مطلوب و محبوب کے اَحوال و صفات ہی اُس کی بقا کا ضامن بن جاتے ہیں۔ طریقت میں اسے **فنافی الشیخ** کہتے ہیں۔

یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے جن اساتذہ کرام سے علومِ دینیہ کا اکتساب کیا۔ اکثر وہی آپ کے روحانی مربی بھی ہیں۔ اُنہی سے آپ نے سلوک کی منازل طے کیں۔ اس شہبازِ لامکانی حضرت مولانا سردار احمد

صاحب علیہ الرحمہ نے ابتدائے عمر میں قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ شاہ سراج الحق چشتی صابری قدس سرہٗ العزیز سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ شیخ نے اپنے وصال سے قبل جب آپ ابھی زیرِ تعلیم تھے، اپنی خلافت سے ممتاز فرمایا۔ تعلیم اور تدریس بریلی کے دوران حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا اور مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا قدس سرہما اپنی روحانی توجہات سے آپ کو مشرف فرماتے رہے اور آپ کو جملہ سلاسلِ طریقت میں مجاز و ماذون فرمادیا۔

بریلی میں قیام کے دوران عاشقِ رسولِ خدا امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ العزیز کے احوال و آثار سے واقفیت کا قریبی موقع ملا۔ اگرچہ آپ کے بریلی قیام سے قبل ہی حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا وصال ہو چکا تھا' اُن سے براہِ راست استفادہ و استفاضہ کا موقع نہ ملا۔ تاہم عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالہ سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے ایسی عقیدت پیدا ہوگئی کہ ہر کوئی آپ کو نائب اعلیٰ حضرت کے لقب سے پہچانتا ہے۔ آپ بریلی کو بریلی شریف کہا کرتے تھے۔ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کے حوالہ سے اُن سے نسبت رکھنے والوں سے آپ عقیدت و محبت سے پیش آتے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کو والہانہ عقیدت تھی اور یہ واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے شیخ الحدیث اس قدر متاثر ہوئے کہ اُن پر عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا غلبہ نظر آتا ہے اور اُنہوں نے اپنے مریدین و متوسلین تلامذہ اور معتقدین میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی ایک حسین تڑپ پیدا کر کے اُن کی فکری اور اعتقادی زندگی میں ایک اجتماعی انقلاب اور یکجہتی پیدا فرمادی اور اس مادی دَور میں روحانیت کا وہ پرچار کیا کہ اہلِ باطل بھی اُن کے عزمِ صمیم و یقینِ محکم اور عمل پیہم کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ [۲]

حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کا وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں ہوا اور

---

۲ روزنامہ عوام لائل پور ۸ مارچ ۱۹۶۳ء (خصوصی اشاعت)۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز تعلیم کے لئے ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۴ء کے لگ بھگ بریلی حاضر ہوئے۔ اس طرح حضرت امام احمد رضا کی زیارت و ملاقات نہ ہوسکی۔ اس کی زندگی بھر حسرت رہی۔ اس کا اظہار یوں ہوتا کہ بارہا آپ حضرت حاجی کفایت اللہ (مرید و خادم امام احمد رضا علیہ الرحمہ) سے فرمایا کرتے کہ میری زندگی کی تمام نیکیاں لے لو اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایک زیارت جیسی نیکی کا ثواب مجھے دے دیں۔ [۳]

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز اپنے مشائخ کرام سے کس قدر عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کی مجلس میں ایک حاضر ہونے والے عقیدت مند کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

''مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قادری چشتی قدس سرہٗ العزیز کو ایک بار اُن کے دولت کدہ پر عجیب کیفیت میں دیکھا' وہ اپنے دستِ مبارک میں ایک خط لئے ہوئے تھے۔ کبھی اپنا عمامہ مبارک اُٹھا کر اُس خط کو اپنے سر مبارک پر رکھ رہے ہیں۔ کبھی چوم رہے ہیں' کبھی آنکھوں سے لگا رہے ہیں۔ کبھی وہ اپنا کرتہ مبارک اُٹھا کر اپنے سینہ اَنور سے لگا رہے ہیں۔ یہ پُر سوز منظر دیکھ کر عرض کیا گیا: حضور! یہ کیا ہے؟ ہم بھی زیارت کریں۔ فرمایا: میرے حضور مفتی اعظم مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ کا خط ہے۔ یہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ (کا) مکتوبِ گرامی ہے۔ جس میں آپ کو آپ کی عظیم خدمات پر بے پناہ دُعاؤں اور شفقتوں سے نوازا تھا۔ کیوں نہ ہو' وہ بارگاہِ رضویت ہی کے پروردہ تھے۔ لوگ اُنہیں خاندانِ رضوی ہی کا ایک فرد تصور کرتے تھے۔۔۔۔ [۴]

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ العزیز سے اِس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے ملاقات کرنے والوں سے اکثر پوچھا کرتے کہ اِس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کیا

---

[۳] روایت حضرت میاں شوکت حسن خاں' کراچی (یکے از خاندانِ رضویہ)۔ [۴] ہفت روزہ الہام' بہاول پور۔ ۷ اگست ۱۹۷۸ء ص ۳۔

فرمایا کرتے تھے؟ حالانکہ حضور اعلیٰ حضرت ﷺ کے ملفوظات مرتبہ موجود ہیں۔ آپ کی تحریریں مطبوعہ وغیر مطبوعہ آپ کی نظر میں تھیں۔ اس سلسلہ میں آپ اکثر حاجی کفایت اللہ بریلوی سے استفسار فرمایا کرتے تھے۔ جناب حاجی صاحب موصوف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے پیش کار تھے۔ ۵

حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کے علاوہ اپنے دیگر مشائخ طریقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی (م ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی (م ۷ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) اور شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ سراج الحق چشتی (م ۲۸ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء) کے ایام وصال پر آپ اُن کی فاتحہ خوانی کرواتے اور باقاعدہ جلسہ کی صورت میں اُن حضرات مقدسہ کی سیرت و کردار کو خود بیان کرتے اور دوسروں کو بیان کی دعوت دیتے۔

شہباز لامکانی، قطب ربانی، غوث صمدانی، حضور غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ اللہ اسرارنا بسرہ النوری کے ایصال ثواب کی محفل گیارھویں شریف، ہر ماہ نہایت اہتمام سے گیارہ چاندرات کو منعقد کرتے، اس میں ناغہ نہ ہوتا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اپنے اساتذہ و مشائخ سے جو گہرا روحانی رابطہ حاصل تھا اور جس کے نتیجہ میں آپ کی زندگی خدمات مشائخ میں بسر ہوئی۔ اس کیفیت کو حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور، نے نہایت جامع الفاظ میں یوں بیان کیا: ''مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بریلی لازم و ملزوم ہیں''۔ ۶

دستور طریقت کے مطابق حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز اپنے اساتذہ کرام اور اپنے مشائخ طریقت کو ہمیشہ نذرانہ پیش کرتے تھے، بلکہ خاندان

---

۵ روایت مولانا تقدس علی خاں، بریلوی ۲۰ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ۔ ۶ قلمی یادداشت مولانا سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمہ۔

رضویت سے متعلق حضرات اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز سے متوسل حضرات کو حسبِ قاعدہ نذرانہ پیش کرتے۔ چنانچہ ایک موقع پر جب چند اَحباب بریلی حاضری کا قصد فرما رہے تھے۔ آپ نے اُن کے ہاتھ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز کے لئے دیگر نذرانوں کے ہمراہ جبہ کے لئے بہترین کپڑا خرید کر روانہ کیا۔ ؎

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے ایک مکتوب میں آپ کے مرسلہ تحائف کی وصولی کی اطلاع دی۔ آپ لکھتے ہیں:

''آپ کی محبت و عنایت کا شکر گزار ہوں۔ حضرت مولانا برہان الحق صاحب نے جبل پور میں آپ کے تحفے دیئے تھے' تسبیح اور کپڑے۔۔۔ ۸

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے نہایت اہتمام سے مشائخ کرام کے تبرکات کو محفوظ فرمایا۔ آپ کے کتب خانہ میں امام احمد رضا' حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا' مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا' صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی' شیخ المشائخ خواجہ سراج الحق قدس اسرارہم اور دیگر اکابرین کے تبرکات محفوظ ہیں۔ ۹

اَیامِ علالت میں مولانا محمد بشیر علیہ الرحمہ خطیب مدینہ مسجد ساہیوال' عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ دورانِ گفتگو آپ نے مولانا محمد بشیر علیہ الرحمہ سے فرمایا:

''آپ کے صاحبزادہ سراج الحق۔۔۔۔۔۔''

اِتنا ہی کہہ پائے کہ زار و قطار آنسو جاری ہوئے۔

دراصل آپ مولانا کے صاحبزادہ کا حال دریافت کرنا چاہتے تھے مگر یہ نام تو

؎ مضمون میاں محبوب الٰہی انجینئر' چونیاں' روزنامہ سعادت لائل پور ۱۹ جون ۱۹۸۳ء۔ ۸ مکتوب حضرت مفتی اعظم بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہما مورخہ ۹ رجب ۱۳۷۶ھ۔ ۹ آج کل یہ تبرکاتِ عالیہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے خلف اکبر حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول زیب سجادہ نشین آستانہ قادریہ فیصل آباد کی حفاظت میں ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے بڑے اہتمام سے ان تبرکات کو محفوظ کر رکھا ہے۔

آپ کے مرشد گرامی کا تھا۔ مولانا کے صاحبزادہ کا نام سراج الحق آپ نے خود ہی اپنے مرشد گرامی کے نام کی رعایت سے رکھا تھا مگر ایامِ علالت میں قلب مقدس اَیسا رقیق ہوگیا تھا کہ مرشد گرامی کا نامِ نامی زبان پر آتے سے ہی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ۱۰

زمانہ تعلیم اجمیر مقدس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے ایک بیاض پر اپنا نام اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ سراج الحق کے حوالہ سے یوں لکھا: ''فقیر حقیر سراپا تقصیر خادم العلماء والفقراء سردار احمد غفرلہ الاحد الصمد گورداسپوری طالب حضرت قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری کرنالوی ثم گورداسپوری۔۔۔۔۔۔''

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ اپنے اساتذہ کرام کے نام ہمیشہ اَدب و احترام سے لیتے۔ بغیر اَلقاب کے کبھی محض نام زبان سے نہ لیا اور نہ کبھی تحریر کیا بلکہ عادت کریمہ تو یہ تھی کہ ہر سنی عالم کا نام بغیر اَلقاب کے نہ لیتے۔ آپ اِس اَنداز و پیار سے علماء کا تذکرہ فرماتے کہ حاضرین کے دِل میں علماء کرام کی عظمت بیٹھ جاتی اور وقارِ علماء کی اہمیت واضح ہوجاتی۔

آپ کا تعلق چونکہ غیر منقسم پنجاب سے تھا۔ مادری زبان پنجابی تھی مگر آپ کے اساتذہ کرام کا تعلق یو۔پی (بھارت) سے تھا۔ اور اساتذہ کرام کی زبان اُردو تھی۔ اِس حوالہ سے آپ بھی اُردو زبان کو مادری زبان کے طور پر بولتے، حتیٰ کہ گھر کی چار دیواری میں بھی اہل خانہ اور دیگر اَقارب سے اُردو میں گفتگو فرماتے۔ زندگی بھر عموماً آپ کے لباس میں شلوار شامل رہی، مگر آخری ایام میں اپنے استاذ الاساتذہ اور شیخ المشائخ اِمام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اِتباع میں آپ نے پاجامہ بھی اِستعمال فرمایا۔ اپنے مشائخ کرام سے وابستگی کی معراج ہے کہ لباس، خوراک وغیرہ اُمور میں بھی اُن کی اِتباع ملحوظ رہے۔

---

۱۰ روایت مولانا عبدالغفار ظفر صابری، فیصل آباد ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ۔

ہجرت:

رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ جولائی/ اگست ۱۹۴۷ء کے موقع پر دار العلوم منظر اسلام بریلی کے شیخ الحدیث (حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ) اپنے وطن مالوف دیال گڑھ، ضلع گورداسپور تشریف فرما تھے۔ آپ نے حسبِ عادتِ سابقہ رمضان المبارک دیال گڑھ میں ذکر و تبلیغ، عبادت و ریاضت میں گزارا۔ رمضان المبارک کی آمد سے پہلے آپ نے نمازِ تراویح میں قرآنِ مجید کی تلاوت کے لئے مولانا سیّد محمد جلال الدین بھلّھی ضلع گجرات کو خط لکھ کر دیال گڑھ بُلا بھیجا لیکن اِن دنوں فسادات کی آگ بھڑک اُٹھی تھی۔ حضرت شاہ صاحب قرآن سنانے کے لئے دیال گڑھ نہ جا سکے۔ [۱۱]

دیال گڑھ میں آپ ہر سال رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں سُنّت اعتکاف اَدا فرماتے۔ اِس سال بھی آپ نے اعتکاف ادا فرمایا۔ [۱۲]

برصغیر کی تقسیم کے اعلان (۱۴ اگست ۱۹۴۷ء) سے پہلے عام طور پر مشہور ہو گیا تھا کہ متحدہ پنجاب کے اِضلاع امرتسر اور گورداسپور وغیرہ کے علاقے پاکستان کی حدود میں شامل ہوں گے۔ اِس لئے اِن اِضلاع کے باشندے اپنے آپ کو ہجرت کے پُر خطر مصائب سے محفوظ سمجھتے تھے۔ وہ مطمئن تھے کہ بغیر کسی پریشانی کے ہم پاکستان کے باسی شمار ہوں گے۔

رمضان المبارک کے جمعہ کے خطبات میں آپ نے قیامِ پاکستان پر اِطمینان کا اِظہار فرمایا اور لوگوں کو نئے اِسلامی ملک کے قیام پر مبارک باد دی۔ [۱۳]

اعلانِ تقسیمِ برصغیر سے قبل ہی سکھوں کی طرف سے قتل و غارت کے واقعات اِتنے بڑھ چکے تھے کہ پورا متحدہ پنجاب اور دیگر علاقے اُن کی لپیٹ میں

---

[۱۱] قلمی یادداشت مولانا سیّد جلال الدین بھلّھی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ [۱۲] روایت مولانا مفتی محمد مختار احمد دیال گڑھی۔ [۱۳] قلمی یادداشت صوفی اللہ رکھا، مقیم فیصل آباد مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

تھے۔ کوئی بستی بھی اُن کے حملہ سے محفوظ نہ تھی۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے اپنے قصبہ کی حفاظت کے لئے اذانیں دلوائیں۔ خود گھوڑی پر سوار ہو کر قصبہ کے گرد گشت فرماتے اور قصبہ کو کلام الٰہی سے حصار کر دیا جس کے نتیجے میں آپ کا قصبہ ہر قسم کے فسادات اور حملوں سے محفوظ رہا۔ سکھ اگر حملہ آور ہوتے تو ہنسی والی نہر کے پار آتے ہی اندھے ہو جاتے' پُل پار نہ کر سکتے۔ سکھوں نے دیال گڑھ پیغام بھیجا کہ حضرت پیر صاحب (شیخ الحدیث صاحب) نے قصبہ کو دَم کر رکھا ہے اس لئے ہمارے حملے ناکام ہو جاتے ہیں۔ آپ کی برکت و کرامت سے اہلِ قصبہ ہر قسم کے فسادات و خطرات سے حفاظتِ الٰہی میں رہے۔ [۱۴]

قیامِ پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی فسادات کا خطرہ بھی کُھل کر سامنے آ گیا۔ گورداسپور اور امرتسر کے اضلاع کے بھارت میں شامل ہو جانے سے فسادات کے پیشِ نظر ہجرت کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہا۔ چنانچہ ۲ شوال المکرّم ۱۳۶۶ھ ۲۰ اگست ۱۹۴۷ء کو آپ نے اپنے وطن مالوف کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا اور پاکستان میں نامعلوم منزل کی طرف سفر اختیار فرمایا۔ آپ کے ہمراہ آپ کے اہل خانہ' آپ کے بھائی کے خاندان والے اور دیگر اہلِ قصبہ تھے۔ دیال گڑھ سے قلعہ گلاں والی سے ہوتے ہوئے بٹالہ میں غازی شمشیر خاں کے مزار کے قریب انارکلی کے تالاب کے کنارے کیمپ میں آپ نے قیام فرمایا۔ اُس وقت آپ کے ہمراہ ایک سو دس اَفراد تھے۔ اگلے روز ۴ شوال المکرّم ۱۳۶۶ھ ۲۲ اگست ۱۹۴۷ء کو جمعۃ المبارک کا خطبہ کیمپ میں دیا۔ اس جمعۃ المبارک کے اجتماع میں علاوہ مہاجرین کے فوجی محافظ دستہ کے سپاہی اور اَفسر بھی تھے۔ آپ نے کیمپ میں جمع شدہ مہاجرین' سپاہیوں اور بلوچوں کو اُخوتِ اسلامیہ کا درس یاد دِلا کر صبر و تحمل اور اجتماعی شکل میں آنے والی مشکلات سے نبٹنے کے لئے آمادہ کیا۔ تمام حاضرین آپ کے وعظ سے متاثر ہوئے۔

---

[۱۴] روایت مولانا قاری غلام نبی دیال گڑھی' مقیم غلام محمد آباد فیصل آباد ۷ رجب ۱۴۰۵ھ۔

ہجرت کے اِس قیامت نما ماحول میں آپ نے جس صبر و تحمل اور ایثار کا مظاہرہ فرمایا وہ تاریخِ عالم میں ایک مثال ہے۔ ۱۵

جمعہ کے بعد قافلوں کو نوزائیدہ اسلامی ملک پاکستان روانہ کرنے کے لئے آپ نے فوجی اَفسروں سے مل کر پروگرام بنایا۔ طے پایا کہ کل ہفتہ ۵ شوال المکرّم ۱۳۶۶ھ / ۱۲۳ اگست ۱۹۴۷ء کو علی الصبح قافلے براستہ ڈیرہ بابا نانک' جسڑ' نارووال روانہ ہوں۔ دوسرے روز آپ نے قافلوں کو نہایت محبت آمیز اَنداز میں روانہ فرمایا۔ یہ قافلے آپ کے نام سے موسوم ہوئے۔ کیمپ میں آپ کی ملاقات ایک مدنی سے ہوئی۔ اُنہوں نے اِس پُرخطر سفر کے بخیر و عافیت مکمل کرنے کے لئے دُعا فرمائی۔ روانہ ہونے والے قافلوں میں آپ کے بھائی' اُن کی اَولاد اور دیگر اہلِ قصبہ شامل تھے۔

فوجی حفاظتی دستہ میں حُسنِ اتفاق سے آپ کا ایک ہم وطن اور ہم نام سردار محمد ڈرائیور آپ کا مرید بھی تھا۔ جب اُسے اِس کیمپ میں آپ کی موجودگی کا علم ہوا تو حاضر ہوا اور ایک فوجی ٹرک آپ کے اہل و عیال کو پاکستان پہنچانے کے لئے پیش کیا' چنانچہ آپ اپنے اہل و عیال سمیت اُس فوجی ٹرک میں سوار ہو کر بحفاظت پاکستان کی سرحد پار کر کے لاہور تشریف لے آئے۔۔۔۔ مولانا عبدالقادر احمد آبادی (۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ / ۲ فروری ۱۹۶۴ء) کو جو اُس وقت جامعہ رضویہ منظر اِسلام بریلی میں آپ کے پاس زیرِ تعلیم تھے اور رمضان المبارک کی تعطیلات میں دیال گڑھ میں آپ کے ہاں مقیم تھے' آپ نے اُنہیں بھی اپنے ٹرک میں سوار کر لیا۔

لاہور پہنچ کر آپ نے بھکھی ضلع گجرات میں مولانا سیّد محمد جلال الدین شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو پیغام بھیجا کہ میں مع اہل و عیال لاہور پہنچ چکا ہوں۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے چند آدمیوں کو لاہور روانہ کیا تا کہ وہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کو بھکھی لے آئیں۔ شاہ صاحب نے علاقہ کے معزّزین کے ہمراہ آپ کا اِستقبال کیا۔

---

۱۵ روایت مولانا قاری غلام نبی دیال گڑھی' مقیم فیصل آباد۔

تمام اَفراد کو نہایت عقیدت و محبت سے بھکھی ٹھہرایا۔ رہائش کے لئے مکانات پیش کئے اور خورد و نوش کی جملہ ضروریات مہیا کیں۔ [۱۶]

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ اپنی علمی فقاہت اور روحانی عظمت کے باعث ایسی پُرکشش شخصیت تھے کہ جس نے بھی آپ کو دیکھا وہ آپ کا گرویدہ ہوگیا۔

''خوفِ الٰہی وخشیتِ ربانی' زہد وتقویٰ' اِتباعِ سُنّت آپ کی طبیعتِ ثانیہ تھی۔ ہر قول وفعل' تمام حرکات وسکنات' نشست و برخاست میں اِتباعِ سُنّت ملحوظ رکھتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں آپ اِس قدر پابندِ سُنّت اور متبع شریعت تھے کہ آپ کے (رات، دن) خلوت وجلوت کے تمام حالات سُنّتِ کریمہ کے مطابق ہوتے۔

اَولیاء کاملین کے حضور قدر ومنزلت:

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز اپنے رَبِّ کریم جلّ وعلا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے جمیع معاملات کی بروجہ اکمل ادائیگی کے باعث معارفِ الٰہیہ کا مورد بن چکے تھے۔ آپ کے وارداتِ قلبی اور الطاف واکرام الٰہی پر صرف صاحبانِ بصیرت ہی مطلع تھے۔

برصغیر پاک وہند کے جن مزارات پر آپ عموماً تشریف لے جاتے ان میں سے چند ایک یہ ہیں' اجمیر' بریلی' دہلی' ممبئی' سورت' کاٹھیاوار' بہار' گجرات بھارت)' بنارس' بدایوں' مراد آباد' رجپا' تلہر' احمد آباد' مین پور' بنگال' گورداسپور (بھارت) اور دیگر متعدد مقامات کے مزارات۔

پاکستان میں حضرت داتا گنج بخش' میراں حسین زنجانی' شاہ ابوالمعالی' شاہ محمد غوث قادری' میاں میر (لاہور) بارگاہِ پاکپتن' اوچ' ملتان' چشتیاں' ہری پور' حیدر آباد' کراچی' گجرات' شرقپور' ٹھٹھہ' قصور اور دیگر مقامات کے اولیاء اللہ کے مزارات۔

---

[۱۶] قلمی یادداشت مولانا سیّد محمد جلال الدین' بھکھی۔

اخلاف:

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے چار بیٹے اور چھ صاحبزادیاں پیدا ہوئے۔

۱۔ محمد فضلِ رسول ۲۔ محمد فضلِ رحیم
۳۔ محمد فضلِ احمد ۴۔ محمد فضلِ کریم

صاحبزادہ محمد فضلِ رسول مدظلہ کے بعد ایک صاحبزادہ پیدا ہوئے، جن کا انتقال بچپن ہی میں ہوگیا تھا۔ اُن کا نام محمد فضلِ رحیم تھا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے وقت آپ کے تین صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں بقیدِ حیات تھیں۔

اندازِ تربیت و اِصلاح:

آپ فرمایا کرتے: ایک بات یاد رکھو جہاں کہیں بھی تم میں سے کوئی خطیب و امام ہو یا مدرس ہو اگر خدانخواستہ آپ کے مقتدیوں سنیوں میں آپ کی وجہ سے پارٹی بازی و اِفتراق و اِنتشار کی صورت بن جائے اور اہلِ سُنّت و جماعت میں آپس میں فساد کا خطرہ پیدا ہونے کا اِمکان ہو تو فوراً وہاں سے اِمامت وغیرہ ترک کردیں اور یہ کہیں "پائے مالنگ نیست، ملکِ خدا تنگ نیست"۔

ہاں اگر بد مذہبوں سے مقابلہ ہو تو اَحسن طریقہ سے مقابلہ کرو اور اُن کو شکست دو اور مذہبِ حق اہلِ سُنّت و جماعت کی تبلیغ و اِشاعت خوب کرو۔ گول مول عقیدہ نہ رکھو۔ فقیر کہتا ہے کہ سردار احمد رہتا تو گول باغ میں ہے لیکن سردار احمد کا مذہب گول مول نہیں ہے۔ (ملفوظات محدث پاکستان مرتبہ مولانا محمد اقبال ص ۱۰)

۔۔۔۔۔ فرمایا: دنیا کا مال و دولت خاک سے پیدا ہوا اور دولتِ علمِ دین سینہ مصطفیٰ ﷺ سے۔ اِس دولت سے کون سی دولت بہتر ہے جو کہ سینہ رسولِ پاک

ﷺ سے پیدا ہوئی۔

۔۔۔۔۔۔فرمایا: اپنے پیر و مرشد کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے فیض لینا جائز ہے، بشرطیکہ یہ اعتقاد رکھے کہ جو فیض مجھے کسی بھی بزرگ سے ملتا ہے وہ میرے مرشد کا صدقہ و برکت ہے۔ (ایضاً ص ۷)

۔۔۔۔۔۔فرمایا: میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ سے محبت رکھتا ہوں اور اُن کی عزت اپنے ذمہ ضروری سمجھتا ہوں، اگرچہ حضرت سیّدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ سے زیادہ محبت ہے اور میں حنفی ہوں۔ (ایضاً ص ۶)

۔۔۔۔۔۔فرمایا: حدیث پاک کی نو اَقسام ہیں۔ رسولِ پاک ﷺ کا قول، فعل اور تقریر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول، فعل اور تقریر، تابعین عظام رحمہم اللہ کا قول، فعل اور تقریر۔ (ایضاً ص ۱۴)

۔۔۔۔۔۔فرمایا: اَحادیثِ مبارکہ کی ۳۸۰ کتب ہیں جبکہ آج کل ساری کتبِ اَحادیث ملتی نہیں ہیں، لہٰذا جب کبھی تم سے کوئی کسی حدیثِ پاک کے بارے میں سوال کرے، تو یہ مت کہو کہ یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ حدیث میرے علم میں نہیں ہے، یا میں نے نہیں پڑھی۔ (ایضاً ص ۱۴)

۔۔۔۔۔۔فرمایا: شرک کے صرف دو مادے ہیں:

(۱) مخلوق کو معبود ماننا، (۲) مخلوق کو واجب الوجود ماننا (ایضاً ص ۸)

طلباء سے حُسنِ سلوک اور محبت و شفقت کی کیفیت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی گوجرانوالہ کے اَلفاظ میں پڑھئے:

''جہاں تک طلباءِ علمِ دین کا تعلق ہے اُن پر آپ کی مہربانی و شفقت بہت زیادہ تھی اور دینی مدارس و دینی طلباء کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوتے تھے اور جو طالبِ علم جتنی زیادہ محنت، دینی خدمت اور مذاہبِ باطلہ کا رَد کرتا، آپ اُتنا ہی اُس سے خوشنودی کا اِظہار فرماتے۔ بعض اَوقات طلباء کی مالی خدمت اور اُن کی دعوت بھی

کرتے اور علماء اہل سُنّت کی ضروری تصانیف اُن میں تقسیم فرماتے۔ آپ کو کبھی کسی طالب علم کو جھڑکتے' گالی دیتے اور مارتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ طلباء سے بالخصوص بڑے اَخلاق کے ساتھ پیش آتے۔ چھوٹے چھوٹے طلباء کو حافظ صاحب مولانا صاحب کے اَلفاظ سے مخاطب فرماتے' اُن کی ڈھارس بندھاتے۔ محنت کے ساتھ علم دین حاصل کرنے اور خلوصِ نیت کے ساتھ خدمتِ دین کی تلقین اور مذہبِ حق اہل سُنّت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور باطل کے مقابلہ میں ڈٹے رہنے کی نصیحت فرماتے اور طلباء میں اُن کی نصیحت آمیز شفقت بھری باتوں سے خود بخود علمِ دین کے حصول کا شوق اور خدمتِ دین کا جذبہ بیدار ہو جاتا۔ آپ کی گفتگو و زیارت سے کئی دُنیادار دین دار بن جاتے اور دنیوی تعلیم و کاروبار چھوڑ کر علمِ دین و خدمتِ اِسلام کو نصب العین بنا لیتے۔ آپ نے اپنے کئی طلباء کو علم پڑھانے کے علاوہ اُنہیں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں حاضری کی سہولت بہم پہنچائی اور اُن کی شادی و نکاح کا اہتمام فرمایا۔ خود راقم الحروف پر آپ بڑی شفقت و نوازش فرماتے۔۔۔ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہونے کے موقع پر آپ نے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی روانگی سے قبل شاہی مسجد (فیصل آباد) میں تقریر کرائی اور آپ خود اور دیگر اَحباب سے اِمداد دِلوائی اور جب فقیر مع والدہ و ہمشیرہ حج و زیارت کی سعادت کے حصول کے بعد واپس ہوا تو لاہور ریلوے اسٹیشن پر آپ کو استقبال کے لئے موجود پایا''۔ [۱۷]

مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور طلباء سے محبت و شفقت کی کیفیت اِن لفظوں میں بیان فرماتے ہیں:

''آپ طلباء سے خصوصی محبت فرماتے تھے۔ چنانچہ جب حج کے لئے آپ تشریف لے گئے تو واپسی پر درجہ حدیث کے طلباء کے لئے مدینہ منورہ سے ٹوپیاں خرید کر لائے۔ فرماتے تھے اِس دفعہ فارغ التحصیل علماء کو دستار بندی کے ساتھ مدنی ٹوپی

---

[۱۷] ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۳ شعبان ۱۳۵۸ھ / ۷ دسمبر ۱۹۶۵ء ص ۷۔

بھی ملے گی۔ چنانچہ سالانہ دستارِ فضیلت کے موقع پر تقریباً ساٹھ علماء کی دستار بندی ہوئی۔ ہر ایک کو مدینہ شریف کا تبرک بھی نصیب ہوا۔ اِس سعادت سے راقم الحروف بھی مشرف ہوا''۔ ۱۸

خلفاء:

آپ کے ۲۹ خلفاء تھے جن میں پیر طریقت، رہبر شریعت، اَمینِ علمِ لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ (باباجی سرکار نگینہ) علیہ الرحمہ، مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی صاحب مدظلہ العالی، مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی، مولانا محمد ابوداؤد صادق صاحب مدظلہ العالی، مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ سانگلہ ہل والے، مولانا حافظ عبدالرشید جھنگوی علیہ الرحمہ، شیخ الحدیث مولانا حافظ سیّد جلال الدین علیہ الرحمہ نمایاں ہیں۔

اَخلاق وسیرت:

کمالِ خلقت، جمالِ صورت، قوتِ عقل، صحتِ فہم، بالغ نظری، نورِ بصیرت، بے مثال ذہانت، لاجواب ذکاوت، علمی وثوق، حاضر جوابی، فصاحتِ لسان، قوتِ حواس، قوتِ اعضاء، اعتدالِ حرکات اور شرفِ نسب وغیرہ۔ چونکہ بطور مصلح ورہبر آپ کا تعلق عامۃ الناس سے لے کر خواص اُمت تک تھا اس لئے اللہ تبارک وتعالی نے اپنی حکمت بالغہ سے آپ کو اِن صفات میں بھی ممتاز فرمایا تا کہ کوئی امر باعثِ نفرت نہ رہے۔ علاوہ ازیں وہ اَوصافِ حمیدہ اور فضائلِ جلیلہ جو اَخلاقِ حسنہ کا لازمہ ہیں اور اُن میں اِنسانی اختیار وقدرت کو دخل ہے۔ اُن میں بھی فیاضِ فطرت نے آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا، مثلاً اِحسان، رفق، عدل، اَمانت، صدق، شفقت، رأفت، رحمت، حسنِ اخلاق، وفاءِ عہد، صلہ رحمی، تواضع، عفو، صبر، جود، کرم، سخاوت، شجاعت، خوفِ رب، رغبتِ عبادت، اَدب وعشق

۱۸ قلمی یادداشت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

رسالت، رسوخ فی العقیدہ، استقامت و استقلال، خلوص و تقویٰ، عمل بالسنۃ، الحب فی اللہ والبغض فی اللہ، مجاہدانہ ہمت، عزم راسخ، بلند ہمتی، تسلیم و رضا، اُمراء سے استغناء، مدح و ذم سے بے نیازی، بردباری، یقین و اعتماد، حسنِ تفہیم، خندہ روئی، لطافتِ بیان، حاجت روائی، ایثار و قربانی، وغیرہا اوصافِ حمیدہ جلیلہ کثیرہ آپ کی سیرت کا ممتاز پہلو ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز چونکہ بے باک مبلغ تھے، حق گوئی آپ کا شعار تھا۔ اللہ عزّ وجلّ و رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کی رضا کی خاطر کسی اور کی رضا کی مطلقاً پرواہ نہ تھی، اِس لئے فطرتاً اُنہیں بے شمار معاندین و حاسدین سے واسطہ پڑا۔ اُن معاندین و حاسدین نے آپ کی عداوت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہونے دیا مگر عناد اور فساد میں آپ کا کوئی ایک دشمن بھی ایسا نہیں جس نے آپ کی پوری زندگی میں آپ کے کردار و اخلاق کی کوئی ادنیٰ سی کمزوری بھی دیکھی ہو۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

جنازہ و تدفین:

آپ کا انتقال پُر ملال یکم شعبان المعظم 29 دسمبر 1962ء جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات ایک بج کر چالیس منٹ پر ہوا **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** ۔ آپ کا وصال کراچی میں ہوا۔ کراچی سے بذریعہ ریل آپ کو فیصل آباد لایا گیا۔

(۱) آپ کے جنازہ میں ملک بھر کے علماء و مشائخ، تلامذہ و مریدین، متوسلین، اعزا و اقارب اور ارادت مندوں کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل تھے جو کل تک آپ کے مسلک سے اِختلاف رکھتے تھے۔ نمازِ جنازہ میں اُن کی شمولیت درحقیقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے مسلک کی صداقت کا اظہار ہے۔ روزنامہ ''غریب''، فیصل آباد کے مطابق جن لوگوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی ان میں مولوی تاج محمود، مولوی محمد یعقوب اور دیوبندی مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کا نام سرفہرست ہے۔ [۱۹]

۱۹ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو روزنامہ ''غریب'' لائل پور ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء۔

نور کی بارش:

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے جنازہ کا جلوس مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ کی طرف روانہ ہوا۔ پیچھے چلنے والوں میں علماء بھی تھے اور مشائخ بھی۔ مدرسین بھی تھے اور محققین بھی، متوسلین بھی تھے اور خدام بھی۔ ہم سبق رفیق بھی تھے اور شاگرد بھی۔ خواص بھی تھے اور عوام بھی۔ اپنے بھی اور کل تک آپ کو بے جا گالیاں دینے والے بیگانے بھی۔

عاشقِ رسول ﷺ کا یہ مبارک جلوس پورے جاہ وجلال کے ساتھ خراماں گزر رہا تھا کہ عقیدت سے چلنے والوں کی نگاہیں اچانک بلند ہوئیں۔ سب نے تابوت کو دھیان سے دیکھنا شروع کیا۔

آپ کے وصال پُر ملال پر رائے پوری کے خلیفہ مولوی محمد صاحب (دیوبندی) نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''قول وفعل میں یکتا، آج دُنیا سے رخصت ہوا''۔ [20]

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی نمازِ جنازہ میں کراچی سے لے کر پشاور تک علماء ومشائخ اور اہل سُنّت نے شرکت فرمائی۔ جنازہ میں حاضرین کی تعداد کا اندازہ تین لاکھ کے قریب تھا۔ [21]

نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کا بے پناہ ہجوم دیکھ کر ہر مکتبِ فکر کے لوگوں نے اعتراف کیا کہ لائل پور کی ستر سالہ تاریخ میں کبھی اس قدر زیادہ اجتماع نہیں ہوا۔ حاضرین محسوس کر رہے تھے اور اس کا اظہار بھی کر رہے تھے کہ آپ واقعی عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ اللہ ﷻ کے ولی تھے اور ہم نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی

---

[20] روایت مولانا محمد یعقوب فیصل آباد ۲۲ صفر ۱۴۰۳ھ۔ [21] تفصیل کے ملاحظہ ہو: (ا) روزنامہ سعادت لائل پور ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء (ب) روزنامہ سعادت لائل پور ۸ مارچ ۱۹۶۳ء (ج) روزنامہ عوام لائل پور ۸ مارچ ۱۹۶۳ء۔

سعادت حاصل کی ہے۔

آپ کا مسکراتا ہوا مقدس چہرہ دیکھ کر محسوس ہوتا کہ ابھی آپ حسب عادت طیب طیب کے مبارک کلمات ارشاد فرمائیں گے۔ چہرۂ اقدس کا رنگ گلابی تھا جو پھولوں میں گھرا ہوا تھا' بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پھولوں کے گلدستہ میں گلاب کا ایک بڑا پھول رکھا ہوا ہے۔ اس حسین دل نواز اور ایمان افروز منظر کو جو ایک بار دیکھ لیتا اُسے دیکھتے ہی رہنے کی آرزو ہوتی' وہاں سے ہٹنے کا نام نہ لیتا' مجبوراً اُسے ہٹا کر دوسروں کو زیارت کا موقع دیا جاتا۔ لیکن اس وسیع انتظام کے باوجود ہجوم کی وجہ سے ہزاروں عقیدت مند زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے جنازہ پر لاکھوں کا اجتماع دیکھ کر بارگاہِ ربّ ذوالجلال والاکرام میں آپ کی مقبولیتِ عامہ کا اظہار ہو رہا تھا اور ارشادِ ربانی سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا کا کرشمہ بھی دکھائی دے رہا تھا۔ ایسے ہی حضرات موت العالم اور موت العالَم ثلمہ فی الدین کے مصداق ہوتے ہیں۔

موتِ عالِم ' موتِ عالَم ' ثلمۂ دینِ نبی
جان تو جانِ جہاں ' جانِ جہاں بر تو نثار

آپ کے مزار مبارک کے ایک طرف سنی رضوی جامع مسجد کی فلک بوس اور رُوح پرور عمارت ہے جس سے اذان' تکبیر' تلاوتِ قرآنِ مجید' نعت خوانی اور وعظ کی صدائیں آتی ہیں۔ دوسری طرف دارالحدیث ہے۔ جو حضور اکرم ﷺ کے پاکیزہ اقوال و افعال و احوال کے تذکرہ کا مظہر ہے۔ درمیان میں آپ کا مزارِ اقدس ہے۔ اس منظر میں عارف جامی علیہ الرحمہ کا قول کتنا سچا معلوم ہوتا ہے۔

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقا ہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد ﷺ

آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق بن چکا ہے۔ رات دن زائرین کا ہجوم ختم نہیں ہوتا۔

رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاسِعَةً كَامِلَةً فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرَ الْجَزَاءِ اِلٰى يَوْمِ الْجَزَاءِ

دن کے اُجالے میں، سورج کی روشنی میں سب نے دیکھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے تابوتِ مبارک پر ''محسوس نور'' کی چھما چھم بارش ہو رہی ہے۔ سب اِس نور کی پھوہار کو سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور سب ہی متاثر ہو رہے تھے۔ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے۔ ''سبحان اللہ! کیا نور برس رہا ہے''۔

جواب دینے والے نے حقیقت اَفروز جواب دیا: ''اُوپر سے نور برس رہا ہے، تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ اَندر بھی تو نور ہی نور ہے''۔

اِس ''محسوس نور'' کی بارش کو دیکھنے والوں میں عقیدت مند بھی تھے اور آپ کے مسلک سے اِختلاف رکھنے والے بھی۔ یہ ہزاروں مشاہدہ کرنے والے مسرور بھی تھے، شاد بھی اور محوِ حیرت بھی۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے جنازہ مبارکہ پر اَنوار و تجلیات کی بارش کا واقعہ اَیسا متواتر اور شہرت یافتہ ہے کہ اِس سے اِنکار کی کوئی راہ نہیں۔

شیخ الحدیث محدثِ پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ العزیز کے حالات برادرِ طریقت جناب محمد عمر یوسفی صاحب رضا آباد فیصل آباد اور حضرت علامہ مولانا باغ علی صاحب کی فراہم کردہ کتب سے اَخذ کیے گئے ہیں جس کیلئے بندۂ ناچیز جناب محمد عمر یوسفی صاحب اور حضرت علامہ مولانا باغ علی صاحب کا مشکور و ممنون ہے۔

☆☆☆

فضائل

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّر اوجِ شرافت،
مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفےٰ،
فنافی الرسول، پروانۂ توحید و رسالت، امین علمِ لدُنی، قطبِ جلی،
نائبِ غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش،
حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی
قدس سرہٗ العزیز

شیخ طریقت، مبلغ اسلام، مفسرِ قرآن

حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، امینِ علمِ لدنی، قطبِ جلی، نائبِ غوث الثقلین، منظورِ نظر حضرت داتا گنج بخش حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز دُنیائے اسلام کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت ہوئے ہیں۔ شریعت اور طریقت میں مستند رہنما تھے۔ مسائلِ شریعت وطریقت میں علماءِ کرام اور مشائخِ عظام آپ سے رہنمائی حاصل کرتے۔ آپ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مسائلِ شریعت وطریقت کی خوبصورت وضاحت فرماتے۔ ہمہ وقت تبلیغِ دین اور مسلکِ حقہ اہلسنّت وجماعت کی ترویج میں کوشاں رہتے اور اَن تھک محنت فرماتے۔ سارا سارا دن اور ساری ساری رات دینِ متین کے نور کو لوگوں تک پہنچانے میں مصروف رہتے۔ تبلیغی جلسہ ہو یا درسِ قرآنِ مجید یا حدیث شریف کی محفل، لوگوں کو مسائل سے آگاہ فرما کر اور مطمئن کر کے سکون محسوس فرماتے تھے۔ مسائل پوچھنے والوں کو بڑی محبت وشفقت اور حکمت سے مسائل سمجھاتے۔ گھنٹوں اُلجھے ہوئے مسائل کی گتھیاں سُلجھانے سے گھبراتے نہیں تھے۔ اَیسی حکمت اور محبت سے قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے دلائل پیش فرماتے کہ سائل مطمئن ہو جاتا کج بحثی سے گریز فرماتے۔

محافل اور جلسوں میں گھنٹوں تقریر کرتے ہوئے نہ خود تھکتے تھے نہ سامعین کو اُکتاہٹ ہوتی۔ اَیسی خوبصورت میٹھی اور سریلی آواز میں گفتگو فرماتے کہ سامعین پر رقت طاری ہو جاتی اور سینے وجدانی کیفیت سے لبریز ہو جاتے۔ آپ دینِ اسلام کے عظیم مبلغ اور مفسرِ قرآن تھے۔ آپ کی گفتگو ہمیشہ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ہوتی۔ آپ قرآنِ مجید کی تفسیر قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے فرماتے۔

بعض لوگ بڑے مبہم انداز میں کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی صفات کو مخلوق میں بیان کرنا شرک ہے اور پھر اللہ ﷻ کو چند صفات والا معبود بیان کر کے اپنی محدود عقل

میں مقید اور محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ مشکل کشا، فریادرس، مددگار اور نجات دہندہ ہے اور بس۔ آپ فرماتے اللہ ﷻ کی ذات بے حد ہے اور اُس کی صفات بھی بے حد ہیں۔ اگر اللہ ﷻ کی ایسی صفات بیان کی جائیں جو مخلوق میں بیان کی جاتی ہیں جیسے مہربان، رحیم، پردہ پوش، مددگار وغیرہ وغیرہ تو آپ فرماتے یہ مخلوق کی ذاتی صفات نہیں ہیں اور نہ ہی اللہ ﷻ کے مقابلے میں ہیں کیوں کہ اللہ ﷻ کی ذات وصفات ازلی، ابدی، سرمدی، واجب الوجود، مطلق وبسیط و بے حد ہے۔ اللہ ﷻ کی تمام صفات ذاتی، اپنی اور ازلی ہیں۔ نہ اُن کی ابتدا ہے اور نہ ہی اُن کی انتہا۔ مخلوق کی جتنی اور جیسی بھی صفات ہیں وہ سب کی سب اللہ ﷻ کی عطا کردہ اور محدود ہیں۔ کسی بھی معاملے اور صفت میں کوئی بھی اللہ ﷻ کا شریک نہیں۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا، اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ بزرگانِ دین امداد کرتے ہیں اور مشکل کشائی کرتے ہیں تو یہ بات بتائیں کہ جب امام عالی مقام حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے اعزّ واقربا کو شہید کیا گیا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اُن کی مدد کیوں نہ کی؟

آپ نے اُس شخص کو پہلی بات تو یہ سمجھائی کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے محبوب برگزیدہ اور پیارے بندے اللہ ﷻ کے اِذن سے سارے کام کرتے ہیں اگر اِذن نہیں ہوتا تو نہیں کرتے۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ ہر عقیدے والے کا عقیدہ ہے کہ اللہ ﷻ مشکل کشا، مددگار اور فریاد رس ہے اُسے کسی سے اِذن لینے کی ضرورت نہیں۔ اِذن کی ضرورت مخلوق کو ہوتی ہے۔ لیکن مقامِ غور ہے کہ اللہ ﷻ کے بے شمار اَنبیاء کرام علیہم السّلام ناحق شہید کر دیئے گئے پھر آپ نے سائل کو قرآنِ مجید کی تین آیاتِ مبارکہ پیش فرمائیں جن میں اَنبیاء کرام علیہم السّلام کے قتل کا ذکر ہے:-

(۱) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط ..... (البقرۃ:۶۱) ''یہ بدلا تھا اِس کا کہ وہ اللہ (ﷻ) کی آیات (مبارکہ) کا اِنکار کرتے اور اَنبیاء کرام (علیہم السّلام) کو ناحق شہید کرتے''

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ ..... (آل عمران:۲۱) ''اور جو اللہ (ﷻ) کی آیاتِ (مبارکہ) کے منکر ہیں اور انبیاء کرام (علیہم السلام) کو ناحق شہید کرتے ہیں''۔

(۳) ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ؕ .... (آل عمران:۱۱۲) ''یہ بدلا تھا اس کا کہ وہ اللہ (ﷻ) کی آیاتِ (مبارکہ) سے کفر کرتے اور انبیاء کرام (علیہم السلام) کو ناحق شہید کرتے''۔

آپ نے سائل سے پوچھا جب اللہ ﷻ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا وہ سب انبیاء کرام علیہم السلام رَبِّ ذوالجلال والاکرام کے نمائندے تھے جب لوگوں نے انہیں شہید کیا تو کیا اللہ ﷻ نے اُن کو بچایا' اُن کی مدد کی؟ اس کا کیا جواب ہے؟ تو سائل یہ کہہ کر خاموش ہو گیا کہ اس میں کوئی حکمت ہوگی۔ آپ نے فرمایا: دراصل اللہ ﷻ اُن کو مقامِ شہادت عطا فرمانا چاہتا تھا۔ وگرنہ کوئی طاقت اُن کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی تھی۔ اُن کی شہادت اللہ ﷻ کی مرضی میں تھی۔

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اور بزرگانِ دین شہادت کے درجے نصیب ہونے پر راضی برضا ہوتے ہیں۔ اللہ ﷻ کے اِذن سے مدد کر سکتے ہیں۔ اللہ ﷻ بذاتہ مدد فرماتا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو اللہ ﷻ نے فرمایا: یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ○ (الانبیآء:۶۹) ''اے آگ! (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر ٹھنڈی ہو جا سلامتی والی''۔

آپ نے سائل کو فرمایا: اے اللہ کے بندے جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی شہادت میں آپ نے کہا اس میں کوئی حکمت ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے انہیں شہید ہونے سے نہیں بچایا ایسے ہی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بھی جو بات سمجھ میں نہ آئے اُسے کسی حکمت پر تاویل کرنا چاہیے' زبان دھیان سے کھولنی چاہیے۔ بس ہدایت نصیب سے ہے۔

متواضع شخصیت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت اَمینِ علمِ لدُنی حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کی ساری زندگی عقائدِ صحیحہ اِسلامیہ اہلسنّت و جماعت کی ترویج وتبلیغ میں گزری۔ آپ پوری زندگی صراطِ مستقیم؟ یعنی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ [۱] اُن لوگوں کی راہ جن پر اللہ (ﷻ) کے (اَن گنت) اِنعامات ہیں کی تعلیم فرماتے رہے۔ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں معاملات کو سُلجھاتے تھے۔ آپ کے سمجھانے کا اَنداز مشفقانہ اور حکیمانہ ہوتا تھا۔ آپ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط.....[۲] یعنی "اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور اُن سے اِس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو"۔ کی عملی تفسیر تھے۔

اَیسی خوبصورتی اور سادگی سے وعظ فرماتے کہ کم سے کم علم والا بھی آپ کے وعظ ونصیحت کو سمجھ جاتا۔ مسائل سمجھانے میں اِنتہائی بُردباری اور حلم سے کام لیتے تھے جب کبھی کوئی شخص کج بحثی سے کام لیتا تو آپ اَحسن اَنداز میں گفتگو فرماتے۔

یکی از اُولوالالباب:

عہد وپیمان کی پاسداری فرماتے تھے۔ "اولوالالباب" (عقل والوں) میں سے تھے۔ قرآنِ مجید میں اُولُوا الْاَلْبَاب کی خوبیاں بیان فرماتے ہوئے ربّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا ہے: اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۝ [۳] "اور وہ جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا عہد پورا کرتے ہیں [۴] اور قول باندھ کر پھرتے نہیں۔ اور وہ کہ

---

[۱] الفاتحہ:۶۔ [۲] النحل:۱۲۵۔ [۳] الرعد:۲۰ تا ۲۲۔ [۴] یعنی اُس کی ربوبیت کی شہادت دیتے ہیں اور اُس کا حکم مانتے ہیں۔

جوڑتے ہیں اُسے جس کے جوڑنے کا حکم اللہ (ﷻ) نے فرمایا ہے ۵ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی بُرائی کا اندیشہ رکھتے ہیں۔ ۶ اور وہ جنہوں نے صبر کیا ۷ اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر میں خرچ کیا اور بُرائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں ۸ اَیسے لوگوں کیلئے آخرت کے گھر کا نفع ہے''۔

خشیتِ الٰہی:

خشیتِ الٰہی اللہ والوں کا حُسن ہے۔ اللہ ﷻ کا ارشادِ عظیم ہے:..... اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط..... ۹ ''اللہ (ﷻ) سے اُس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں'' کیونکہ وہ اُس کی صفات کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے مطابق جانتے اور اُس کی عظمت کو پہچانتے ہیں جتنا علم زیادہ اُتنا خوف زیادہ۔ یہ علم، علمِ ربانی ہے وگرنہ شیطان بھی بہت علم والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِس آیتِ مبارک سے مراد یہ ہے کہ مخلوق میں اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کا خوف اُس کو ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کے جبروت اور اُس کی عزّت وشان سے باخبر ہے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے' حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک

---

۵ یعنی حقوقِ قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے۔ اسی میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں۔ ساداتِ کرام کا احترام اور مسلمانوں کے مودّت و احسان اور اُن کی مدد اور اُن کی طرف سے مدافعت اور اُن کے ساتھ شفقت اور سلام ودُعا' مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں' خادموں' ہمسایوں' سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اسی میں داخل ہے۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ صاحب علیہ الرحمہ لاری اور گاڑی میں سفر کے دوران سیٹ پر بیٹھے مسافر کو زیادہ جگہ دیتے تھے اگر وہ کشادہ ہو کر بیٹھتا تو آپ سمٹ جاتے، اُسے سمٹ کر بیٹھنے کا کبھی تقاضا نہ فرماتے۔ ۶ حضرت باباجی سرکار نگینہ صاحب علیہ الرحمہ یوم قیامت کے حساب سے بہت ڈرتے تھے اور اپنے نفس کے محاسبے سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ ۷ طاعتوں اور مصیبتوں پر معصیت سے باز رہے۔ ۸ حضرت باباجی سرکار نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سفر وحضر میں نماز کے اَرکان کی تعدیل کے ساتھ ادائیگی کو تمام فرائض پر فوقیت دیتے تھے۔ صحت اور بیماری' خوشی اور غمی کسی حالت میں بھی نماز سے غفلت نہ برتتے اور نہ ہی برتنے دیتے تھے۔ ۹ فاطر: ۲۸۔

وتعالیٰ ﷻ کی قسم کہ میں اللہ ﷻ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اُس کا خوف رکھنے والا ہوں"۔

حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار صاحب علیہ الرحمہ نبی کریم ﷺ کے فیضان سے اِس وصف کا حسین مرقع تھے۔ خلوت وجلوت میں یکساں خشیتِ الٰہی میں رہتے تھے۔ "رجوع الی اللہ" آپ کے فلسفۂ تصوف کی روح تھا اور برادرانِ طریقت کو انقطاع کلی عن الخلق اور رجوع الی اللہ کی تلقین اور تربیت فرماتے تھے۔ نظر کی درستگی اور سیدھائی' قلب کی صفائی اور باطن کی روشنی کے لئے ضروری قرار دیتے تھے۔ آپ عالمِ باعمل تھے۔ آپ واعظ ہی نہیں تھے بلکہ ایک مصلح بھی تھے۔ سُنّتِ مبارکہ کی پابندی اُن کے اَعمال کا حسین لباس تھا۔

کھانا کھلانا:

کھانا کھلانا خدائی صفت ہے۔ اللہ والے بھی مخلوق کو کھانا کھلا کر خوش ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کے آستانوں پر لنگر جاری رہتے ہیں۔ حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دَر سے کوئی سائل خالی نہ لوٹتا تھا۔ ہر آنے والے مہمان کو کھانا کھلاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک مہمان کو کھانے کی دعوت دی تو اُس نے عرض کیا' حضور میں رجیا ہویا واں (یعنی میں خوب سیر ہوں' میرا پیٹ بھرا ہوا ہے) تو آپ نے فرمایا تو پھر یہاں کیا لینے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا' بیٹا ایسا نہیں کہتے۔

اللہ ﷻ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ مخلوق کو کھانا کھلایا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا' (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) ارشاد فرمائیں' اِسلام میں (فرض عبادات کے بعد) کون سا عمل اللہ ﷻ کو بہت پسند ہے؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ [۱] "کھانا کھلانا اور ہر ایک کو

---

[۱] بخاری حدیث نمبر ۱۲' مسلم حدیث نمبر ۳۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۶۲۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۹۴' نسائی حدیث نمبر ۵۰۰۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۵۳' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۶۲' شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۳۱۔

سلام کرنا اُس سے تیری پہچان ہو یا نہ ہو"۔

آپ نے اپنے آستانۂ عالیہ کی مرکزی مسجد میں اِعلان کروا رکھا تھا کہ جو مسافر ہو وہ میرے گھر سے کھانا کھائے گا۔ ایک دن نمازِ مغرب کے وقت مسجد میں ایک سائل آیا اور کہنے لگا میں بھوکا ہوں' مسافر ہوں' کھانا کھانا ہے۔ آپ نے ایک دوست کو فرمایا' اِسے گھر لے جاؤ اور کھانا کھلا دو۔ وہ اُسے آستانۂ اَقدس میں لے آیا۔ جب اُس مسافر نے کھانا کھالیا اور کمرے سے باہر نکلا تو ہوا میں اُڑ گیا۔ وہ دوست جو کھانا کھلانے کے لئے گھر لائے تھے وہ گھبرا گئے اور آپ سے آکر عرض کیا حضور! وہ بندہ تو ہوا میں اُڑ گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: وہ وقت کا اَبدال تھا۔

اَندازہ فرمائیں جس عظیم شخصیت کے گھر اَبدال آتے ہیں وہ شخصیت خود روحانیت کی کس منزل پر ہوگی۔ قطب اور قطب الاقطاب اور وقت کے اَولیاء کرام آپ کی زیارت کیلئے آیا کرتے تھے۔

حضرت بابا جی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کے ہاں جب کوئی مہمان آتا تو آپ اُس کا شکریہ اَدا فرماتے اور فرماتے آپ کی مہربانی کہ خود ہی تشریف لے آئے وگرنہ یہ کھانا مجھے آپ کے گھر پہنچانا پڑتا۔

اللہ جل جلالہ اپنے برگزیدہ بندوں کی شان میں قرآنِ مجید میں اِرشادِ عظیم فرماتا ہے: وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ [1] "اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اَسیر کو۔ اُن سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ (جل جلالہ) کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری نہیں مانگتے"۔

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت' امینِ علمِ لدُنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز نے مذکورہ بالا آیتِ مقدسہ کے مطابق زندگی گزاری۔

اہلِ قبور سے محبت:

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت' امینِ علمِ لدُنی' نائبِ غوث الثقلین' منظورِ نظر

[1] الدھر ۷۶: ۸ تا ۹۔

حضرت داتا گنج بخش حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی گنجینہ قدس سرہٗ العزیز جب مسلمانوں کے قبرستان کے قریب سے گزرتے تو اصحابِ قبور کے لئے دُعا فرماتے۔ اُس وقت کبھی آپ کار یا پرائیوٹ لاری یا گاڑی یا موٹر سائیکل' سائیکل یا ٹانگے وغیرہ پر سوار ہوتے تو آپ گزرتے گزرتے قبرستان کے مکینوں کو فاتحہ شریف کا تحفہ پیش فرماتے۔ آپ کا یہ عمل مبارک بھی سُنّتِ نبوی ﷺ کے مطابق تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم (غیب بتانے والے محبوب ﷺ) مدینہ (منورہ) میں کچھ قبروں پر گزرے۔ (یعنی قبروں کے پاس سے گزرے) اُن کی طرف اپنا رخِ انور فرمایا اور بایں الفاظ اُن کو سلام فرمایا اور بخشش کی دُعا فرمائی:۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ [۱۲] ''اے قبروں والو! تم پر سلام ہو، اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے اگلے ہو، ہم تمہارے پیچھے''۔

حضرت ابو محمد سمرقندی علیہ الرحمہ نے سورۃ الاخلاص کے فضائل میں (مرفوعاً) ذکر کیا ہے کہ:۔

مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَحْدٰی عَشْرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَہُ الْاَمْوَاتَ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ [۱۳]

''جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور اُس کا ثواب مُردوں کو بخش دیا تو مُردوں کی تعداد کے برابر اُسے اَجر وثواب ملے گا''۔

حضرت ابوالقاسم سعد بن علی اَنجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ''فوائد'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ o اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا

---

[۱۲] ترمذی جلد ا ص ۲۰۳' مشکوٰۃ ص ۱۵۴' کتاب الاذکار ص ۱۴۲' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۴۷۔

قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوْا شُفَعَاءَ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى [۱۳]

''جو قبرستان میں داخل ہو اور پھر سورۃ الفاتحہ' سورۃ الاخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر کہے یعنی یہ دُعا کرے'' اے میرے اللہ (جل جلالہ) میں نے جو تیرا قرآنِ مجید پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں دونوں کو عطا فرما' تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کے سفارشی ہوں گے''۔

مسائلِ شریعت وتصوف وطریقت:

مسائل شریعت وتصوف وطریقت میں آپ کے رہنما قرآنِ مجید اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات اور فرامین مقدسہ تھے۔ کوئی بھی مسئلہ ہوتا آپ اُسے قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں سے اَخذ فرماتے۔

---

[۱۳] شرح الصدور ص ۲۹۶۔ [۱۴] شرح الصدور ص ۲۹۶۔

رمضان المبارک کے فضائل ومسائل اور اعتکاف' نماز تسبیح' روزہ خواتین اور بے شمار دیگر مسائل کو جاننے کے لئے بہترین کتاب

رمضان المبارک کے فضائل و مسائل

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ہدیہ ۵۰ روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ' A-977 بلاک بی III' گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔

رابطہ نمبر 042-36823128,36846677,0300-4274936

پابند شریعت پیر طریقت **حاجی محمد یوسف علی نگینہ** قدس سرہ العزیز

''مستجابُ الدعوات''

پیر طریقت، رہبرِ شریعت، امینِ علمِ لدنی، نائب غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش، پابندِ شریعت، معلّمِ شریعت، مرشدِ کامل اور عباد الرحمان کی صفات کے حامل، حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز مردِ کامل تھے۔ رحمٰن کے بندے ہونے کی وجہ سے آپ ایک طرف **یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًاوَّ قِیَامًا** o ''اپنے رب جلّ وعلا کے حضور سجدوں اور قیام میں راتوں کو گزارتے''۔ دوسری طرف خوفِ خدا سے اپنے قلب کو منور بھی رکھتے۔ باوجود بہت عبادت اور ریاضت کے دوزخ سے پناہ بھی مانگتے تھے۔ اپنی عبادت پر فخر و ناز نہیں کرتے تھے۔ لوگ آپ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آپ ''**مستجابُ الدعوات**'' ہیں۔ اور یہ بات اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی عنایت اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نگاہِ کرم سے روزِ روشن کی طرح عیاں تھی۔ لیکن جب کوئی شخص آپ سے دُعا کیلئے عرض کرتا۔ تو اُس کی توجہ ربِّ ذوالجلال والاکرام کی طرف مبذول کرواتے ہوئے اِرشاد فرماتے:۔

من کہ ام کہ گویم ایں کن و آں کن
تو شاہِ ہر دو جہاں ہر چہ خواہی کن

''میں کون ہوں کہ (اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) سے عرض کروں کہ (اے رب، مالک وخالق اے دُعائیں قبول فرمانے والے) یہ کر وہ کر تو دو جہانوں کا حقیقی بادشاہ ہے جو چاہے کر''۔ آپ کی ہمہ وقت کوشش ہوتی کہ ہر آنے والے کو ''رُجوع اِلی اللہ'' کی مشق کروائی جائے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ

الکریم سے میرے لئے دُعا کریں آپ مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تم حاکمِ وقت کو یہ کہہ سکتے ہو کہ وہ تجھے لوٹے میں پانی لا کر دے؟ اُس نے عرض کیا' نہیں سرکار' میں اتنی جرأت اور ہمت نہیں کر سکتا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہ تو احکم الحاکمین ہے۔ اُس شخص نے عرض کیا' حضور وہ ارحم الراحمین بھی تو ہے۔ تو آپ نے فرمایا: چلو تم بھی دُعا کرو میں بھی تیرے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

جب دُعا کرنے والے کا مقصد و مدّعا پورا ہو جاتا اور اُسے مراد مل جاتی تو وہ آپ کا شکریہ اَدا کرنے کے لئے حاضر ہوتا تو آپ اُس سے فرماتے بیٹا دُعا تو تم نے خود ہی کی تھی۔

اَولادِ نرینہ کے لئے دُعا:

ایک مرتبہ ایک خاتون نے دُعا کے لئے عرض کیا' باباجی سرکار دُعا فرمائیں اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ مجھے اَولاد سے نوازے اور بیٹا عطا فرمائے تو آپ نے فرمایا: تمہیں حاجت ہے تم خود بھی دُعا کرو میں بھی تیرے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جلّ جلالہ کی بارگاہ بے کس میں اِلتجا کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہ کی مہربانی اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے تصدق سے اُس خاتون کو بیٹے کی نعمت ملی تو کچھ ماہ گذارنے کے بعد وہ خاتون نومولود کو اور ایک عورت کو لے کر آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض گزار ہوئی کہ باباجی سرکار (رحمۃ اللہ علیہ) آپ کی دُعاؤں سے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے مجھے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اِس عورت کیلئے بھی دُعا فرمائیں' اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اِس کو بھی اَولادِ نرینہ عطا فرمائے تو آپ نے اُس خاتون سے فرمایا: بیٹا تُو نے تو خود ہی اپنے لئے دُعا کی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے تیری عاجزی و اِنکساری کو قبول فرما کر تجھے اَولادِ نرینہ سے نوازا ہے۔ وہ خاتون یہ عرض کرتی رہی کہ نہیں باباجی سرکار (رحمۃ اللہ علیہ) آپ کی دُعا کی برکت ہے۔ لیکن آپ اُسے یہی فرماتے رہے کہ تیری اپنی دُعا قبول

ہوئی ہے۔ اَب اِس عورت کیلئے بھی تُو ہی دُعا کر۔ پھر آپ نے اُس خاتون سے آنے والی عورت کیلئے بھی اَولادِ نرینہ کیلئے دُعا کروائی۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی عفی عنہ اُس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا' ناچیز کے علاوہ اور بھی کئی پیر بھائی اُس موقعہ پر موجود تھے۔ آپ اُس وقت اُس جگہ تشریف فرما تھے جہاں اِس وقت آپ کا مزار مبارک ہے۔

پیر طریقت حاجی محمد حنیف یوسفی صاحب کا واقعہ:

برادرِ طریقت جناب حاجی نور محمد یوسفی صاحب سکنہ شاد باغ لاہور کے ہاں ایک مرتبہ رات کے وقت محفلِ میلاد منعقد تھی، کثیر تعداد میں برادرانِ طریقت موصوف کے گھر حاضر تھے۔ محفلِ میلاد کے بعد حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز نے رات وہیں قیام فرمایا۔ آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جس پیر بھائی کے ہاں محفلِ میلاد ہوتی اور آپ کو رات وہیں قیام کا موقع ملتا تو تقریباً ساری شب بیداری میں گزارتے اور تمام برادرانِ طریقت بھی شب بیداری کرتے پھر صبح کی نماز کے بعد صاحبِ خانہ جلد ناشتہ کی تیاری میں لگ جاتے اور آپ اُن تمام حضرات کو جنہوں نے دفاتر' کالجز اور مختلف اَداروں میں کام کاج کیلئے جانا ہوتا تھا اُنہیں ناشتہ کرانے کے بعد رُخصت فرما دیتے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کی خوش بختی رہی ہے کہ ناچیز حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے لاہور میں قیام کے دوران آپ کی زیارت میں ہمہ وقت حاضر رہتا تھا۔

اَبھی حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جناب حاجی نور محمد یوسفی صاحب کے گھر قیام پذیر تھے کہ پیرِ طریقت حاجی محمد حنیف یوسفی صاحب سلامت پورہ لاہور والے حاضرِ خدمت ہوئے اور اپنے مسائل پیش کئے۔ (۱) میرا صاحب (Boss) مجھ سے ناراض ہے (۲) بیوی کے ہاں بچہ ہونے والا ہے (۳) ڈاکٹروں نے آپریشن کا کہا ہے اور (۴) میں اِتنی اِستطاعت نہیں رکھتا۔ آپ نے حاجی محمد حنیف یوسفی صاحب کی گزارشات سُنیں اور اپنے روایتی محبت بھرے اَنداز میں اُن سے شفقت فرمائی۔ اُنہیں صبر و تحمل اور حوصلے کی تلقین فرمائی۔ اور فرمایا: بیٹا! ڈاکٹروں

نے تمہاری بیوی کو آپریشن کیلئے کہا ہے۔ ڈاکٹروں کو کس چیز کا پتا ہے؟ (آپ نے پنجابی میں فرمایا: ڈاکٹراں نوں کھیہ دا پتا اے) جانور' کتیا چھ بچے جنم دیتی ہے اور بلی چار پانچ بچے جنم دیتی ہے، بکریاں دو دو تین تین بچے جنم دیتی ہیں' کیا اُن کے آپریشن ہوتے ہیں؟ پُر فکر نہ کر' اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم مہربانی فرمائے گا۔ اِدھر حاجی نور محمد یوسفی صاحب کے گھر یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر اُن کے گھر سلامت پورہ میں بغیر آپریشن کے لڑکا پیدا ہو گیا۔

اِس گفتگو کے بعد آپ نے اُنہیں دفتر جانے کیلئے حکم فرمایا۔ جب حاجی محمد حنیف یوسفی صاحب دفتر پہنچے تو بقول موصوف کے اُن کا وہ بڑا افسر جو اُن سے ناراض تھا' دفتر میں اُن کا انتظار کر رہا تھا۔ جونہی موصوف دفتر پہنچے تو اُن کے افسر صاحب نے خود اُنہیں خوشخبری دی کہ آپ کے گھر سے فون آیا ہے آپ کو مبارک ہو اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اُس وقت کی دُعا سے حاجی محمد حنیف یوسفی صاحب کی ربّ کائنات جلّ وعلا نے ساری مرادیں پوری فرمادیں۔ اَفسر راضی ہو گیا' بغیر آپریشن کے بچہ پیدا ہو گیا۔ مالی استطاعت کی کمی باعث پریشانی نہ بنی۔

جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک:

بندۂ ناچیز پر حضور قبلہ باباجی سرکار عینیہ قدس سرہٗ العزیز کی خصوصی نگاہِ کرم تھی کہ آپ اپنے روحانی تصرف سے بندۂ ناچیز کو فیصل آباد جمعۃ المبارک کی اَدائیگی کیلئے بلا لیا کرتے تھے۔ بندۂ ناچیز ہر جمعۃ المبارک آپ کے پاس اَدا کرنے کیلئے جایا کرتا تھا یہ سلسلہ مسلسل پانچ چھ سال تک جاری رہا۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے بندۂ ناچیز کو خطبۂ جمعۃ المبارک دینے اور تبلیغ کیلئے حکم فرمایا۔ آپ کے حکم سے پہلا جمعۃ المبارک جامع مسجد حنفیہ وسن پورہ لاہور المعروف بہ صوفی صاحب والی مسجد میں پڑھانے کا حکم فرمایا۔ یہ اُن دِنوں کی بات ہے جب مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب مرحوم گردہ کے آپریشن کے لئے U.C.H میں داخل تھے۔ بندۂ ناچیز کو آپ نے سورۃ الفاتحہ کی تفسیر

بیان کرنے کیلئے فرمایا۔ اُس پہلے جمعۃ المبارک میں جو مضمون آپ نے تعلیم فرمایا تھا صرف بیس منٹ میں ختم ہوگیا۔ (آج اگر سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان کی جائے تو آپ کے فیضانِ علم کی برکت سے بفضلہٖ تعالیٰ مہینوں تک بیان ہوسکتی ہے۔) جمعۃ المبارک پڑھانے کے بعد بندۂ ناچیز آپ کی زیارت کیلئے فیصل آباد روانہ ہوا۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز اپنے آستانہ عالیہ واقع مائی دی جگی فیصل آباد میں مقیم تھے۔ بندۂ ناچیز نے وہاں شرفِ زیارت حاصل کیا۔ آپ نے جمعۃ المبارک کے متعلق پوچھا تو بندۂ ناچیز نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اُس میں سے اکثر حصہ بھول گیا اور صرف بیس منٹ وعظ کرسکا۔ بعدازیں بندۂ ناچیز نے عرض کیا سرکار ایسے ہی وعظ ہوگا تو پھر بہت مشکل ہے۔ آپ نے بندۂ ناچیز کے کندھے پر تھپکی لگائی اور فرمایا پتر منیر خیر ہو جائے گی۔ پھر آپ نے بندۂ ناچیز کو سورۃ البقرۃ کی شروع والی آیاتِ مبارکہ کی تفسیر پڑھائی۔ بعدازیں سلسلۂ وعظ دُرست ہوگیا پھر صوفی صاحب والی مسجد میں تین چار مہینوں میں سورۃ البقرۃ کے چھ رکوعات کی تفسیر بیان ہوئی۔ جب مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب روبصحت ہوکر جمعۃ المبارک پڑھانے لگے تو بندۂ ناچیز نے جمعۃ المبارک کی ادائیگی کیلئے فیصل آباد میں حاضری کا پھر سلسلہ شروع کرلیا۔ اِسی دوران پیر طریقت ڈاکٹر پیر احمد قریشی یوسفی صاحب کے گھر کے قریب چوک ناخدا میں لال مسجد لاہور میں جمعۃ المبارک پڑھانے کا موقعہ ملا۔ بعدازیں جامع مسجد رحیمیہ مکھن پورہ لاہور میں کچھ عرصہ جمعۃ المبارک پڑھایا پھر کچھ عرصہ کیلئے تکیہ گھنگر وشاہ چاہ میراں لاہور میں نماز جمعۃ المبارک پڑھانے کا موقعہ ملا۔

۱۹۷۵ء کی بات ہے ایک دن بندۂ ناچیز کے برادر اصغر جناب صوفی ظہیر احمد یوسفی صاحب نے جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھانے کیلئے کہا۔ جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں برادر اصغر نماز پڑھا کرتے تھے میرے خیال میں اُن کے انتظامیہ کمیٹی کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر محمد اختر صاحب مرحوم کے ساتھ قریبی تعلقات تھے اور ڈاکٹر محمد اختر بندۂ

ناچیز کے والدِ گرامی کے بھی دوست تھے۔ بندۂ ناچیز نے بھائی صاحب کے کہنے پر حضور قبلہ باباجی سرکار رنگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے جامع مسجد نوری میں نماز پڑھانے کیلئے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: پتر منیر تمہیں کس نے کہا ہے؟ ناچیز نے عرض کیا' وہاں کے لوگوں میں سے کسی نے کہا ہے۔ آپ نے پوچھا کس نے کہا ہے؟ میں نے عرض کیا میرے بھائی نے کہا ہے۔ (بندۂ ناچیز کی یہ پہلی اور آخری بات تھی جو آپ سے مبہم انداز میں کہی۔ آپ کی فراستِ نظر کے بعد بندۂ ناچیز نے آپ سے کبھی بھی مبہم انداز میں گول مول طرز پر بات نہ کی۔) حضور قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے بندۂ ناچیز کو فرمایا: پتر منیر جب مسجد کی انتظامیہ کمیٹی والے خود کہیں گے پھر وہاں جمعۃ المبارک پڑھانا ہے، بھائی کے کہنے پر نہیں جانا۔ چنانچہ تین ماہ کے بعد جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر محمد اختر صاحب مرحوم کا بندۂ ناچیز کے بھائی صاحب کے ذریعے جامع مسجد نوری میں جمعۃ المبارک پڑھائے گا پیغام آیا تو بندۂ ناچیز نے عرض کیا پہلے میں حضور قبلہ باباجی سرکار رنگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھ لوں اگر آپ اجازت فرمائیں گے تو پھر حاضر ہوں گا۔ بندۂ ناچیز نے حضور قبلہ باباجی سرکار رنگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کمیٹی کا پیغام عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ہاں! اَب ٹھیک ہے۔ لیکن بیٹا! ایک نصیحت یاد رکھنا کمیٹی کے انتظامی معاملات میں دخل مت دینا۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار رنگینہ علیہ الرحمہ کی اجازت سے جامع مسجد نوری میں جمعۃ المبارک شروع کیا۔ گاہے بگاہے بندۂ ناچیز آپ کو جامع مسجد نوری میں تقریر کی دعوت دیتا اور ایک جمعۃ المبارک کا خطبہ بھی آپ نے ارشاد فرمایا۔ جامع مسجد نوری کی انتظامیہ نے بندۂ ناچیز کو غسل خانہ اور وضو خانہ کے اُوپر واقع مکان رہائش کیلئے دے رکھا تھا۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ جب بھی لاہور تشریف لاتے تو جامع مسجد نوری میں ضرور قدم رنجا فرماتے۔ ایک دن آپ لاہور تشریف لائے اور مذکورہ مکان میں قیام فرمایا۔ آپ وہاں تشریف فرما تھے' مکان کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور آپ باہر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بندۂ ناچیز نے عرض کیا حضور آپ باہر کیا ملاحظہ فرما رہے

ہیں؟ تو آپ نے فرمایا جامع مسجد نوری کے سبز گنبد کو دیکھ رہا ہوں۔ بندۂ ناچیز نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں۔ بڑی رقت انگیز طبیعت نظر آرہی تھی۔ آپ نے فرمایا جامع مسجد نوری کے گنبد کو دیکھ کر مجھے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا گنبد خضریٰ شریف یاد آرہا ہے۔ پھر آپ نے اپنی دائیں ہاتھ کی مٹھی بند کی اور زمین پر ماری اور فرمایا: ''پتر منیرا ایتھے بہہ جا''۔

یہاں جامع مسجد نوری میں مختلف علماء کرام جمعۃ المبارک پڑھاتے رہے ہیں۔ کوئی چھ ماہ کوئی سال اور کوئی دو سال۔ لیکن یہ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامت ہے کہ بندۂ ناچیز کو ایسی خصوصی توجہ سے فرمایا کہ ''پتر منیرا ایتھے بہہ جا'' یہ آپ کے کرامت بھرے الفاظ کا کمال ہے کہ ربّ کائنات رحیم وکریم کی مہربانی اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نگاہِ کرم سے بندۂ ناچیز تا حال جامع مسجد نوری میں جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

یہ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی خصوصی نگاہِ کرم ہے۔ پیرِ طریقت رہبرِ شریعت قدوۃُ الصالحین حضرت قبلہ سیّد محمد معصوم شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دونوں عظیم المرتبت صاحبزادے پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت سیّد محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمہ اور پیرِ طریقت حضرت سیّد محمد حسن شاہ صاحب بندۂ ناچیز پر بڑے مہربان ہیں۔ دین کی تبلیغ کے حوالہ سے وہ بندۂ ناچیز کے مشن سے خوش ہیں۔ نوری فاؤنڈیشن کے صدر صاحبزادہ پیر سیّد محمد عثمان شاہ نوری قادری مدظلہ العالی بھی خصوصی محبت فرماتے ہیں۔

فروتنی کا پیکر:

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امینِ علمِ لدُنی حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز تواضع اور فروتنی کا پیکر تھے۔ اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کا عاجز بندہ کے طور پر پیش کرتے تھے کبھی غرور وتکبر نہیں کرتے تھے۔ کبھی بھی بڑے بڑے بلند وبانگ دعوے نہیں کرتے تھے۔ لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے۔ مجلس میں

مخصوص نشست کا انتخاب نہیں فرماتے تھے۔ مریدین سے خوش اَخلاقی اور خوش طبعی سے ملاقات فرماتے۔ امیر وغریب میں اِمتیاز نہ فرماتے۔

لوحِ محفوظ پر نظر:

حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب کا واقعہ

حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب کو اِس بات کا علم ہوا کہ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو فرمایا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بے حد جَلَّ جَلَالُہٗ تمہیں ایک بیٹا عطا فرمائے گا' اُس کا نام بشیر احمد رکھنا پھر ایک اور بیٹا عطا فرمائے گا اُس کا نام خلیل احمد رکھنا۔ تو بندۂ ناچیز کو حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب فرمانے لگے میرے ساتھ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں چلو میں نے بیٹے کیلئے دُعا کروانی ہے۔ بندۂ ناچیز جناب حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب کے ساتھ آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ فیضِ زیارت پانے کے بعد جناب حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب نے حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے گزارش کی میری بیوی اُمید سے ہے آپ بچے کا نام رکھ دیں۔ آپ نے فرمایا پیدائش کے بعد نام رکھ دیں گے۔ حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب نے اِصرار کیا تو آپ نے فرمایا: بیٹا! اِتنی دلیری نہیں کرتے۔ ہم لوگ سمجھ گئے کہ حضور باباجی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ نہ تو حاجی سلیم صاحب کی اِلتجا کو رَد کرنا چاہتے ہیں نہ ہی فرمانا چاہتے ہیں کہ لڑکا پیدا نہیں ہوگا۔ آپ یہی فرماتے رہے' بیٹا اتنی دلیری نہیں کرنی چاہئے۔ حاجی محمد سلیم یوسفی صاحب سمجھ گئے کہ آپ کے اِس اَندازِ گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیٹے کی خوشخبری نہیں ہے۔ چنانچہ کچھ ماہ کے بعد حاجی مرحوم صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔

پیر حاجی محمد مسعود احمد یوسفی صاحب مرحوم کا واقعہ:

ایک روز چند پیر بھائی جن میں پیر محمد شاکر یوسفی صاحب، پیر حاجی محمد مسعود احمد یوسفی صاحب مرحوم اور بندۂ ناچیز' پیر حاجی محمد رفیق یوسفی کے شوروم نگینہ فرنیچرز واقع

مصری شاہ لاہور میں پیرِ طریقت رہبرِ شریعت' واقفِ رموزِ حقیقت' قطبِ جلی حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کی خدمتِ عالیہ میں زیارت کیلئے حاضر تھے کہ پیر حاجی محمد مسعود احمد یوسفی صاحب مرحوم نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں دُعا کے لئے گزارش کی کہ میری بیوی اُمید سے ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہونے والی ہے' دُعا فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نیک سیرت اور نیک صورت فرزند عطا فرمائے۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ مسکرائے اور فرمایا: مسعود پتر بہت غریب ہے۔ آپ نے بیٹے کے لئے خوشخبری اور دُعا نہ فرمائی بلکہ فرمایا: مسعود پتر بہت غریب ہے۔ پیر مسعود صاحب مرحوم فرماتے تھے جب میں گھر گیا تو پتا چلا کہ ربّ ذوالجلال والاکرام نے خوش بخت' نصیبوں والی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جناب پیر مسعود صاحب مرحوم واپس حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹی کی ولادت کی خوش خبری سنائی۔ آپ نے پیر حاجی محمد مسعود احمد یوسفی صاحب کے راضی برضا رہنے پر خوش خبری عطا فرمائی کہ بیٹا! تم حج بھی کرو گے اور جب دُنیا سے جاؤ گے تو ولی اللہ ہو کر جاؤ گے۔ پیر حاجی محمد مسعود صاحب مرحوم ہمہ وقت حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز سے روحانی نسبت پر ربِ کریم کا لاکھوں' کروڑوں شکر کرتے رہتے تھے جن کی صحبت کی برکت سے اُن پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بے شمار عنایات تھیں۔ تمام گھر والے آپ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف پڑھتے ہیں۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی پر شفقت:

حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز بندۂ ناچیز کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرماتے۔ جب لاہور میں تشریف لاتے اور کسی جگہ آتے اگر بندۂ ناچیز پہلے ہی وہاں آپ کے ساتھ ہوتا تو خیر' وگرنہ خصوصی کرم فرماتے ہوئے کسی پیر بھائی کو بھیجتے کہ منیر احمد کو بلا کر لاؤ۔ بندۂ ناچیز فوری طور پر آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہونے کو اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتا۔

پیر طریقت رہبرِ شریعت مجمع انوارِ نگینہ حضرت علامہ مولانا حاجی صاحبزادہ محمد اللہ دتہ یوسفی المعروف زم زم یوسفی فرماتے ہیں:

حضور بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی پوری زندگی مریدین اور عوام الناس سب کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

روحوں سے ملاقات:

حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں' ایک دفعہ حضور قبلہ بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ تاندلیانوالہ کے قریب تھوڑے فاصلے پر چک نمبر (۴۰۷، گ۔ب) بختاوردی جھوک جا رہے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کے کچھ دوست بھی آپ علیہ الرحمہ کے ساتھ تھے۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ تانگے پر سوار تھے۔ راستے میں قبرستان آ گیا۔ قبرستان سے گزرتے ہوئے آپ تانگے میں سے جھکے اور ہاتھ بڑھا کر پیار دینے لگے۔ وہ دوست جو آپ کے ساتھ تانگے پر سوار تھے اُنہوں نے پوچھا! بابا جی سرکار آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت قبلہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ خاموش رہے۔ پھر جہاں پہنچنا تھا وہاں پہنچے تو ساتھی دوستوں کے اِصرار پر آپ نے فرمایا: قبرستان میں جو مسلمان لیٹے ہوئے تھے اُن کی روحیں سلام کے لیے حاضر ہو رہی تھیں۔ میں اُن کو پیار کر رہا تھا اور اُن سے محبت و شفقت کی گفتگو ہو رہی تھی۔

مشین اور چور:

قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی اِرشاد فرماتے ہیں' ہمارے دادا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے حضور قبلہ بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے اپنی زمین پر جانور باندھنے کے لیے اور دوست اَحباب کے بیٹھنے کے لیے حویلی بنا رکھی تھی یا ڈیرہ بنا رکھا تھا۔ وہاں چارہ کاٹنے والی مشین لگی ہوئی تھی۔ دادا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ صبح گئے اور جا کے دیکھا تو مشین غائب ہے' مشین رات کسی نے چوری کر لی تھی۔ دادا جی رحمۃ اللہ علیہ

وہاں سے چلے۔ اور (کھرا) نکالتے ہوئے خود ہی تقریباً چار یا پانچ فصلوں سے آگے جا کے دیکھا کہ (کھاڑے) کنویں کے پاس مشین پڑی ہوئی تھی۔ دادا جی علیہ الرحمہ نے وہاں سے مشین اُٹھائی اور گھر لے آئے۔ مشین گھر لانے سے پہلے ہی یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشین چور لے گئے مگر وہ چور اندھے ہوگئے۔ اُنہوں نے مشین پھینک دی۔ جب چوروں نے مشین پھینکی تب اُن کی نظر صحیح ہوگئی اور وہ جان بچا کر بھاگ گئے۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں میں نے حضور باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے بات کی تو آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا بیٹا! کوئی بات نہیں' کوئی لے گیا ہوگا' اور پھر چھوڑ گیا ہوگا' بیٹا اس بات کو چھپا دیں۔

رجال غیب:

حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ آپ جامعہ مسجد دستگیری غلام محمد آباد فیصل آباد میں جمعہ پڑھاتے تھے۔ وہاں آپ سرکار علیہ الرحمہ تشریف لے گئے تو اُسی دِن ایک دوست گھر آئے۔ میں اُنہیں پہچانتا نہیں تھا' سلام دُعا ہوئی۔ پھر اُس نے بتایا کہ میں نے حضرت باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کو ملنا ہے۔ مگر ملاقات نہ ہونے پر کہا میں جا رہا ہوں۔ میں نے اُن سے کہا جناب آپ آج اِدھر ہی رہیں' کہنے لگے کہ میں نے رہنا تو ہے مگر آپ کے پاس میرا رہنا بڑا مشکل ہے' میں نے پوچھا وہ کیوں؟ کہنے لگے' سرکار جی میں روٹی وہ کھاتا ہوں جو دیسی گھی میں پکائی گئی ہو اور موٹی روٹی ہو۔ میں نے کہا جی پراٹھا کھائیں گے؟ کہنے لگے نہیں جی پراٹھا سے بھی موٹی روٹی ہوگی۔ اور وہ کھانی ہے' دیسی گھی میں پکی ہوئی اور آٹا بھی دیسی گھی سے گوندا جائے' پانی کی جگہ دیسی گھی ڈالنا ہے۔ میں نے کہا جی ٹھیک ہے۔ اَب یہ بات مان لی۔ پھر کہا جی میں دُودھ بھی پیتا ہوں اور اُس میں بالائی ڈال کر۔ میں نے کہا جی وہ بھی مل جائے گا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ میں جلدی سیر نہیں ہوتا' میں خوب سیر ہو کر کھاتا ہوں۔ میں نے کہا جی جب خوب سیر ہو جائیں گے تب اُٹھئے گا۔ مجھے کہنے لگے جی ٹھیک ہے۔ جب اِتنی بات کی تو میں نے کہا آئیں نماز پڑھ لیں قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے

ہیں میں نے نماز پڑھائی ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ مجھے تو بھوک بہت لگی ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک گھر تھا وہاں ایک بوڑھی اماں جی رہتی تھیں اُن کا نام غلام بی بی تھا (تھوڑا عرصہ ہوا ہے فوت ہوگئی ہیں۔ اللہ پاک اُن کو جنت عطا فرمائے)۔ وہ مجھ سے پوچھتی ہیں' بیٹا جی! کیا بات ہے' آپ کے ساتھ یہ بزرگ کون ہیں؟ میں نے کہا اماں جی یہ اپنے ملنے والے ہی ہیں۔ اچھا پھر انہیں میرے پاس لے آئیں' ہم گئے' تو کہنے لگیں کچھ کھانا پینا ہے۔ میں نے کہا ان کی روٹی ہمارے گھر میں ہے اِدھر تو بہت مسئلہ ہے' چلیں دُودھ تو پی لیں تو کہا چلیں میں دُودھ پی لیتا ہوں۔ دُودھ کا گلاس آ گیا۔ تو وہ مائی صاحبہ بغیر کہے ہی دُودھ کے گلاس میں بالائی ڈال کر لے آئیں' اُس وقت بزرگ نے دُودھ میں اُنگلیاں ڈال کر بالائی نکال کر کھائی' بالائی کھانے کے بعد دُودھ پی لیا۔ کچھ دُودھ ڈاڑھی پر گر گیا۔ میں تو جانتا تھا' مائی صاحبہ کہنے لگیں بابا یہ کیا کیا ہے؟ اپنے دوپٹے کے ساتھ داڑھی کو صاف کرنے لگ گئیں' پھر ہم وہاں سے چل پڑے' گھر پہنچے' رات گھر میں رہے۔ میں نے کہا کہ بابا جی کی خدمت کے لیے کھانا پکائیں' کہنے لگے کہ کھانا آپ رہنے دیں میں ابھی آتا ہوں۔ پھر وہ چلے گئے' جب چلے گئے تو رات واپس نہیں آئے بلکہ دوسرے دن واپس آ گئے۔ آج جہاں بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کا دربار شریف ہے یہاں ایک چھپر ہوتا تھا۔ اُس چھپر کے نیچے بیٹھ گئے۔ اُس بزرگ کو میرے پاس دیکھ کہ بچے اکٹھے ہوگئے اور پھر بڑے بھی آ گئے۔ بہت سارا مجمع لگ گیا' لوگ پوچھنے لگے بابا جی آپ کہاں سے آئے ہیں؟ بابا جی نے ہمیں کوئی بات ٹھیک نہیں بتائی کہ کہاں سے آئے ہیں۔ بولے یہیں سے آیا ہوں۔ بس بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کو ملنا ہے مگر بابا جی نہیں ملے اور بابا جی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ علیہ جب واپس آئے تو وہ بزرگ جا چکے تھے۔ بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے میں نے اُن بزرگ سے متعلق عرض کیا' آپ فرمانے لگے بیٹا! تم نے اُنہیں نہیں جانے دینا تھا اُن کو اپنے پاس ٹھہرانا تھا۔ میں نے عرض کیا حضور میں نے رہنے کے لئے بڑا اصرار کیا مگر وہ میرے روکنے کے باوجود چلے گئے۔ تیسرا دن ہوا تو وہ بزرگ صبح 9:30 یا

10:00 بجے کے قریب پھر آ گئے۔ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوگئی وہ کہنے لگے میں نے ختم شریف دلوانا ہے۔ حضرت بابا جی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ اُن کے پاس بہت بڑا ایک خربوزہ تھا۔ اِس طرح کا خربوزہ جیسے تربوز ہوتا ہے' کہنے لگے میں نے ختم شریف پڑھنا ہے۔ بابا جی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آؤ ختم شریف پڑھو۔ اُس نے ختم شریف پڑھنا شروع کیا اور پڑھتا رہا۔ آپ سرکار لیٹ گئے' اُس نے جب تین چار گھنٹے کا ختم شریف پڑھا تو آپ سرکار علیہ الرحمہ آرام فرماتے رہے اُس کے دِل میں خیال آیا کہ آپ تو سو گئے ہیں' آپ سرکار علیہ الرحمہ جلدی سے اُٹھے اور فرمایا کہ اَب تمہارا جانے کا اِرادہ ہے' ٹھیک ہے' تم جاؤ' اِجازت ہے تمہیں اور آپ سرکار علیہ الرحمہ نے اُس وقت اُسے فارغ کر دیا اور وہ بزرگ چلا گیا۔ ہم نے اُسے آتے دیکھا' جاتے دیکھا۔ تو میں نے آپ سے عرض کی' حضور وہ بندہ ختم شریف پڑھنے والا کون تھا؟ آپ نے فرمایا' بیٹا اللہ پاک کی غیبی مخلوق تھی۔ تو وہ آیا اور کہنے لگا کہ میں نے ختم شریف پڑھانا ہے تو میں نے کہا ختم تم پڑھو۔ وہ ختم شریف پڑھتا رہا اور جب ختم شریف پڑھ لیا اُس نے' قرآنِ پاک جتنا دِل کیا اُس نے سنا لیا' سنا کر اُس کے دِل میں اِرادہ ہوا کہ جانا ہے تو میں نے کہا جاؤ۔ اُس نے آتے ہوئے مصافحہ کیا ہاتھ چومے، دست بوسی کر لی اور چلا گیا۔

سُنّتِ پاک کی برکت:

حضور بابا جی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ علیہ رشتہ داروں' بہنوں بھائیوں میں جس سے ملتے شفقت فرماتے۔ سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کی تلقین فرماتے اور فرماتے زندگی وہ ہے جو اللہ ﷻ اور اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کی محبت میں گزرے' جو اللہ ﷻ اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت میں زندگی نہ گزرے وہ زندگی' زندگی نہیں۔

دائیں ہاتھ سے کام کرنا:

قبلہ صاحبزادہ صاحب والا شان مدظلہ العالی فرماتے ہیں ایک دفعہ میں پھوپھی سکینہ بی بی صاحبہ کے پاس صبح کے وقت ملنے کے لئے گیا۔ بچوں کے سکول

جانے کا وقت تھا اور اُنہوں نے بچوں کی روٹیوں کو گھی لگا کے دیا میں نے دیکھا کہ اُنہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی ٹانگ کے نیچے رکھا ہوا تھا' میں نے پوچھا' پھوپھی جان ایک ہاتھ سے کام کر رہی ہیں' دوسرے ہاتھ کو کیوں بند کیا ہوا ہے؟ کہنے لگیں کہ میں جب کام کرنے لگتی ہوں تو کام کرتے وقت میرا دایاں ہاتھ پیچھے رہ جاتا ہے اور یہ بایاں ہاتھ تیز ہو کر ساتھ ہی جلدی سے داخل ہو جاتا ہے اور میں نے بھائی جان (یعنی قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ) سے یہ سنا تھا کہ بائیں ہاتھ سے کام نہیں کرتے۔ زیادہ کام دائیں ہاتھ سے کرو۔ جتنے بھی برکت والے کام ہیں سب دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں۔ جو بائیں ہاتھ کے کام ہیں وہ بائیں سے کرو۔ اور یہ بایاں ہاتھ جلدی سے آگے ہو جاتا ہے اس کو میں نے سنبھال کے رکھا ہوا ہے تاکہ یہ جلدی سے آگے نہ آئے۔ میں نے یہ بات لالہ جی سرکار علیہ الرحمہ سے عرض کی۔ آپ بہت مسکرائے۔ آپ فرمانے لگے بیٹا بالکل ٹھیک ہے۔ وہ جو کرتی ہیں بالکل ٹھیک کرتی ہیں۔ اُن کی یہ عادت بہت اچھی ہے۔

گھر والوں کو نصیحت:

گھر میں ہم سب بھائیوں کو ہماری ہمشیرہ صاحبہ کو اکثر فرماتے۔ بیٹا اللہ ﷻ کی عبادت کیا کرو اور نماز پنجگانہ کی ادائیگی کا سخت خیال رکھا کرو' نماز پنجگانہ تمام فرائض سے اہم فرض ہے۔ نماز میں کبھی غفلت نہ کرنا۔ جب باہر سے کوئی مرید آتا تو آپ سرکار علیہ الرحمہ فرماتے' بیٹا نماز پڑھو اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرو۔ سنّتِ مصطفیٰ ﷺ چہرے پر سجاؤ۔ پنجگانہ نماز کے ساتھ تہجد کی نماز بھی شروع کر لو اور اللہ پاک کے حبیب ﷺ کو راضی کر لو۔ انشاء اللہ، اللہ ﷻ آپ سے راضی ہو جائے گا۔

حاجنے بیٹھ جا:

قبلہ صاحبزادہ اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں حضور باباجی سرکار نگینہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ بنیامین صاحب جو آپ سرکار علیہ الرحمہ کے خادم ہیں' کی والدہ چک نمبر 173 گ ب سنیاری سے آئیں۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا'' حاجنے بیٹھ جا''۔ مائی صاحبہ کافی عمر کی تھیں۔ تو کہنے لگیں حضور میں حاجن تو نہیں' آپ نے مجھے حاجن فرما دیا ہے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر

میں نے حاجن کہہ دیا ہے تو اللہ ﷻ تمہیں حاجن ہی بنا دے۔ تو یہ بات سن کے رو پڑیں۔ اَب وہ میرے ساتھ خود بات کرتی ہیں۔ کہنے لگیں کہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ نے مجھے اِتنی بات فرمائی اور میں نے کہا حضور آپ دُعا فرمائیں۔ اللہ ﷻ مجھے حاجن بنا دے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' اَچھا میں تو دُعا مانگتا ہوں تم بھی میرے ساتھ دُعا کرو۔ اَب مائی صاحبہ کہتی ہے کہ بنیامین کا چھوٹا بھائی میرے ساتھ تھا آپ نے دُعا فرمائی۔ اُس نے اِتنی بات بھی عرض کی کہ سرکار حج تو ایک مسئلہ ہے' ہماری تو روٹی پوری نہیں ہوتی۔ صبح کی روٹی کھائیں تو شام کی فکر رہتی ہے۔ شام کو کھائیں تو صبح کی فکر رہتی ہے اور بچوں کے والد کا کام بھی اِتنا نہیں۔ اُس کی کمائی سے گزر اَوقات بہت مشکل سے ہے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ ﷻ سبب لگا دیتا ہے' بڑے خوبصورت سبب لگ جاتے ہیں انشاءاللہ۔ اُس کا بڑا بیٹا فوج میں بھرتی ہوگیا۔ بعد میں فوج سے کچھ بندے سعودی عرب بھیجنے کی درخواستیں مانگی گئیں۔ مائی صاحبہ کے بیٹے نے بھی درخواست دی اُس کا نام سعودی عرب جانے والوں میں آگیا۔ اللہ ﷻ نے اَیسا سبب بنا دیا اُس لڑکے نے پیسے بھیجنے شروع کر دیے۔ روٹی اچھی خاصی ملنی شروع ہوگئی۔ کھانے پینے لگ گئے۔ ایک دِن اُس مائی صاحبہ کا بیٹا کہنے لگا اَماں جی میرا دِل کرتا ہے کہ میں آپ کو حج کروا دُوں۔ تو مائی صاحبہ کہتی ہیں بیٹا تمہاری مرضی ہے' بیٹا میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ اُس نے کہا ٹھیک ہے آپ درخواست دے دیں۔ حج کا مہینہ آیا تو اللہ ﷻ نے توفیق دی' حج کی درخواست نکل آئی۔ تو جب مائی صاحبہ حج کے لیے روانہ ہوتی ہیں تب کہتی ہیں لوگو! میں حج پر جا رہی ہوں یہ سبب باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی دُعا کا صدقہ۔ باباجی نے میرے لیے دُعا کی تھی وگرنہ میں کس طرح حج کر سکتی تھی۔ وہ مائی صاحبہ جب حج کر کے واپس آئی تو آپ سرکار علیہ الرحمہ کی جناب میں حاضر ہوئی مگر اُس وقت آپ سرکار دُنیا سے پردہ فرما گئے ہوئے تھے' تو مزار شریف پر آ کر بہت روئی۔ خیر سارا واقعہ اُس نے مجھے بتایا۔ کہنے لگی جب باباجی کی یادیں آتی ہیں۔ تو میری آنکھیں بھی روتی ہیں' دِل بھی روتا ہے کہ جو باباجی سرکار علیہ الرحمہ بات فرما دیتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اُسی طرح فرما دیتا تھا۔

مجمع انوارِ نگینہ حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

پیر طریقت حضرت قبلہ میاں غلام اللہ صاحب المعروف ثانی صاحب علیہ الرحمہ شرقپور شریف والے حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے بہت محبت اور مہربانی فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے نگینہ صاحب میں ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔ جب بھی کہیں تقریر کا موقع ہوتا تو حضرت قبلہ ثانی صاحب علیہ الرحمہ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کو ساتھ لے کر جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت ثانی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا آؤ یوسف (علیہ الرحمہ) حج کرنے چلیں۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے عرض کیا حضور میرے پاس تو پیسے بھی نہیں ہیں کہ میں جا سکوں۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب علیہ الرحمہ کے کہنے پر تیاری کی اور اپنی اہلیہ کو بھی ساتھ لیا اور کراچی روانہ ہو گئے۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضرت قبلہ ثانی صاحب علیہ الرحمہ کی صدارت میں جمعۃ المبارک کا اجتماع ہوا۔ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں دورانِ وعظ لوگوں نے نذرانے پیش کیے وہ تقریباً اُنیس سو روپے تھے۔ اُس اُنیس سو روپے میں میں نے اور میری اہلیہ نے حج کیا۔ اجتماع پر عجیب قسم کی روحانیت اور وجدانی کیفیت طاری تھی۔ آپ کی آواز میں غضبناک سوز تھا لوگ دیوانہ وار نثار ہو رہے تھے۔

حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے کھدر کا لباس زیبِ تن کیا ہوا تھا عجیب سوز اور وجدانی ماحول تھا۔ جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد ایک خان صاحب آپ کے کیمپ کی تلاش میں نکلے۔ راستے میں حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ ملے اُس خان صاحب نے پوچھا حاجی محمد یوسف علی صاحب کا کیمپ کہاں ہے؟ آپ فرماتے ہیں' میں نے کہا وہ آخر والا ہے۔ وہ خان صاحب کیمپ میں پہنچے اور پوچھا نگینہ صاحب کہاں ہیں؟۔ کہا گیا کہ جن سے آپ نے کیمپ کے بارے میں پوچھا تھا وہی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ تھے۔ پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا میں نے نگینہ

صاحب سے ملنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں' میں نے کہا حاضر ہوں۔ وہ کہنے لگا آپ بھی عجیب ہیں' فرمایا کیسے؟ عرض کیا میں نے پہلے بھی تو آپ سے پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا: پہلے آپ نے کیمپ کا پوچھا تھا۔ آپ فرماتے تھے خان صاحب کی زبان پر اُس نعت شریف کے اَلفاظ تھے جو میں نے جمعۃ المبارک میں پڑھے تھے۔

لکھاں شکوے ہجر دے پیا نوں
پر اوہدی بے پرواہی توں کجھ ڈر وی آوندا اے
اللہ دا گھر وی آوندا اے نبی دا در وی آوندا اے

حضور باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وہ شخص یہی اَشعار پڑھتا فوت ہوگیا۔

بڑھاپے کے عالم میں تبلیغ:

مجمع انوار نگینہ حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی مدظلہ العالی فرماتے ہیں' ہم چاروں بھائی مصروف عمل ہوگئے۔ تین عربی ٹیچر بھرتی ہوگئے اور ایک نے واپڈا سروس کر لی۔ ہم نے حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے عرض کیا حضور اللہ ﷻ کا بڑا اِحسان ہے۔ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ آپ ضعیف ہو رہے ہیں۔ سفر میں بڑی تکالیف ہوتی ہیں۔ آپ گھر ہی رہا کریں۔ آپ تیس پینتیس میل سفر کر کے فیصل آباد جاتے ہیں آپ بہت تگ ودَو کرتے ہیں اور بڑی مشقت اُٹھا کر آپ فیصل آباد تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' بیٹا! میرا آنا جانا فقط اللہ ﷻ کے لئے ہوتا ہے۔ میں نے ساری عمر رضائے الٰہی اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خوشنودی کے لئے تبلیغ فرمائی ہے۔ تمہیں معلوم ہے میں گھر میں مطالعہ کرتا رہتا ہوں اور مسلکِ حقہ اہلِ سُنّت وجماعت دین اسلام کا جو ہوم ورک اور تحقیق کرتا ہوں یہ تحقیق لوگوں تک پہنچانے کے لئے اور لوگوں کے قلوب واذہان کو بیدار کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ دِل بدلنا تو اللہ ﷻ کا کام ہے۔ یقیناً آپ کی تحقیق اور اَحسن طریقہ سے لوگوں تک پیغام پہنچانے کی یہ سعی تھی جس کی برکات اللہ ﷻ لوگوں کو عطا فرماتا تھا اور بستیوں کی بستیاں صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہوگئیں۔ بڑے بڑے لیکچرار اور پروفیسر دُنیاوی تعلیم سے

آراستہ لوگ اللہ ﷻ کے فضل وکرم سے دین کے سانچے میں ڈھل گئے۔

چھچھوال کے رہائشی شکر دین صاحب کا واقعہ:

حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں چک نمبر ۱۷۲ گ۔ب چھچھوال کے ایک دوست شکر دین صاحب ایک دفعہ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور آج بیلوں کی دوڑ ہے' دُعا فرمایئے ہمارا بیل جیت جائے۔ اُس نے عرض کیا میں بھی گجر ہوں آپ بھی گجر ہیں' مجھے یقین ہے جب آپ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائیں گے تو میرا بیل جیت جائے گا۔ آپ نے فرمایا شکر دین تم بیلوں کی دوڑ دیکھتے ہو اور میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ تو حج کے لئے مکہ شریف اور زیارت مدینہ شریف کے لئے جا رہے ہو۔

شکر دین صاحب کے دو بیٹے بسوں میں کنڈیکٹر تھے۔ اُن کا روٹ فیصل آباد سے اوکاڑہ کی طرف تھا۔ ایک دِن حضور باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ فیصل آباد جمعۃ المبارک پڑھانے کے بعد جب آستانہ عالیہ آنے کے لئے بس پر سوار ہوئے تو اُس بس کا کنڈیکٹر حسنِ اتفاق سے شکر دین صاحب کا بیٹا تھا۔ (قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں) اُس نے باباجی سرکار علیہ الرحمہ سے بس کا کرایہ نہ لیا۔ آپ نے فرمایا بیٹا! تم بس والوں کے ملازم ہو تو یہ اچھی بات نہیں کہ تم کرایہ نہ لو۔ اُس نے عرض کی حضور ہمیں دو تین سواریاں اپنی ذمہ داری پر لے جانے کی اِجازت ہوتی ہے۔ اور پھر حضور آپ ہمارے والدِ گرامی کے پیر و مرشد ہیں' ہمارے بھی پیر و مرشد ہیں۔ میں نے آپ سے کرایہ نہیں لینا۔

اللہ ﷻ کا ایسا کرم ہوا۔ شکر دین صاحب کے دونوں بیٹوں کو سعودی عرب میں ایک کمپنی میں ملازمت مل گئی۔ وہاں جا کر اُنہوں نے خط لکھا کہ ہمیں کیا پتا تھا کہ ہم باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے فیصل آباد سے کیکر کے اڈے تک کا کرایہ نہیں لیں گے تو اللہ ﷻ ہمیں بغیر کرایہ کے سعودی عرب لے جائے گا۔ سعودی عرب کی کمپنی نے اُن کو بھرتی کرنے کے بعد اپنی طرف سے ٹکٹ دے کر سعودی عرب بلا لیا۔ خانہ کعبہ کی حاضری بھی ہو گئی اور نبی

کریم رؤف ورحیم ﷺ کے روضے پاک کی زیارت بھی۔ اُنہوں نے محنت کر کے پہلی فرصت میں اپنے والد شکر دین صاحب کو حج کے لئے بلایا۔ جب حج کی تیاری ہوئی تو شکر دین صاحب حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی زیارت کے لئے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوئے اور لوگوں کو خوشی سے بتانے لگے لوگو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ مجھ جیسا غریب انسان حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر سکے گا۔ مگر یہ میرے پیر و مرشد حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی دُعاؤں کا صدقہ ہے کہ اللہ ﷻ نے میری تقدیر بدل دی۔

بندے رب دے دُعا کر کے تقدیر بدل دیندے
اَیہہ لوح و قلم والی تحریر بدل دیندے

شکر دین صاحب کے وہ بچے جو بسوں میں کنڈیکٹر تھے آج اپنی بسوں کے مالک ہیں۔

نور پور ۶۷ اگ۔ ب:

حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب فرماتے ہیں۔ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے پیر محمد رفیق یوسفی کو فرمایا کہ محفل میلاد کی صدارت فرمانے کے لئے سیدی مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ عالم سیّد علی اصغر شاہ صاحب کو لے کر آئیں۔ پیر محمد رفیق یوسفی صاحب لاہور والے مجمع انوار لاثانی پیر سیّد علی اصغر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو لا رہے تھے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ اگلی سیٹ پر تشریف فرما تھے۔ محمد رفیق یوسفی صاحب گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حسن اِتفاق سے جناب محمد ظفر عاطف صاحب بھی پیچھے پیچھے موٹر سائیکل پر آ رہے تھے جس وقت موضع نیا بنگلہ آیا وہاں قریب ایک گاؤں ہے نور پور وہاں ایک شخص کھڑا تھا۔ اُس نے آپ کی گاڑی روکی عرض کرنے لگا حضور میں نے نور پور جانا ہے۔ قبلہ عالم مجمع انوار لاثانی علیہ الرحمہ نے پیر محمد رفیق یوسفی صاحب سے فرمایا: بیٹا رفیق نور پور کی طرف راستہ کون سا ہے؟ عرض کیا حضور مجھے تو معلوم نہیں۔ محمد ظفر عاطف صاحب نے آ کر عرض کیا حضور سامنے والا گاؤں نور پور کہلاتا ہے۔ پھر گاڑی ماڑی سٹاپ پر آئی تو وہی بندہ جو رجال الغیب (جن) تھا اُس نے گاڑی روکی اور پوچھا حضور نور پور

کہاں ہے؟ آپ نے اُسے پہچان لیا فرمایا تمہیں پیچھے بتا کر تو آئے ہیں اُس نے عرض کیا حضور یہ نور پور میں نے **نور پور شریف چک نمبر ۶۷ اگ**۔ب جانا ہے جہاں نور کی بارش ہو رہی ہے یعنی پیلے گوجراں شریف۔

جب حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب علیہ الرحمہ پیلے گوجراں تشریف لائے۔ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ گھر کے باہر انتظار کر رہے تھے۔آپ کے ہاتھ میں بہت بڑا جھنڈا تھا جو آپ نے تحریک پاکستان کے وقت خود ہی بنایا تھا اور آپ کے قد مبارک کے مطابق تھا۔ جب حضور باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے پیرو مرشد مجمع انوارِ لاثانی علیہ الرحمہ تشریف لائے تو اُنہوں نے حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کو فرمایا' مبارک ہو۔آپ کا گاؤں نور پور ہو گیا ہے۔عرض کیا حضور اِس کا نام تو پیلے ہے فرمایا نہیں **پیلے شریف** ہے اور رجال الغیب کی دُنیا میں اِس کا نام **نور پور شریف** ہے یہاں نور کی بارش ہو رہی ہے۔حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا حضور یہ سب آپ کی مہربانیاں ہیں اور یہ سب کرم نوازی آپ کی دُعاؤں کے صدقے ہے۔

اجنبی کیا کہتا ہے؟

قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب فرماتے ہیں: سالانہ محفل میلاد کے موقع پر لوگ آستانہ عالیہ کے دروازے پر لنگر شریف لینے کے اِنتظار میں کھڑے تھے۔حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ دروازے پر بہت ہجوم ہے آپ نے لوگوں سے کہا ذرا رستہ دو' پیچھے ہٹو' تو ایک اجنبی نے کہا باباجی پیچھے ہو جاؤ اُبھی تو ہماری باری ہے لنگر شریف لینے کی' بعد میں آئے اور آگے جانا چاہتے ہیں۔قبلہ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں آپ ربّ ذوالجلال والاکرام کی بے نیازی پر رونے لگے کہ میرے گھر میں اَیسے اَیسے لوگ بھی آتے ہیں جو مجھے گھر میں داخل ہونے سے روک رہے ہیں اور پہچان نہیں سکے کہ میں کون ہوں؟ آپ فرماتے ہیں میں عام آدمی بن کر کھڑا رہا۔

ایثار:

حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب فرماتے ہیں: آپ تقریباً ۹ بجے صبح کا ناشتہ کرتے تھے۔ آپ نمازِ فجر کے بعد مطالعہ میں مصروف ہو جاتے یہاں تک کہ سورج خوب چمکنے لگتا۔ ایک دِن ایک جن آپ کے پاس آ گیا۔ آپ نے فرمایا: بیٹا کھانا کھالو آ گیا ہے۔ عرض کرنے لگا حضور میں آپ کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ اتنے میں ایک شخص لاہور برج اٹاری سے حاضر ہوا۔ اُس کے پاس گائے تھی جو دو تین دن میں پیدل چل کر پہنچا تھا۔ آپ نے اُس کا حال چال پوچھا اور کھانا اُس کے آگے رکھ دیا۔ وہ جن جو پہلے کا بیٹھا ہوا تھا۔ عرض کرنے لگا حضور آپ بھی کمال ہیں اگر کھانا آیا ہی ہے تو آپ نے آگے پیش فرما دیا ہے۔ ایثار کر دیا ہے۔ آپ اندر ہی اندر مسکراتے رہے پھر اُس جن نے کہا تبھی تو آپ کمزور ہوتے جا رہے ہیں آپ کھانا تو کھاتے نہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں میں اور منگوا لوں گا یہ بیچارا کب کا چلا ہوا ہے۔

صبر کا بادشاہ:

حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب فرماتے ہیں' ایک محفل کا واقعہ ہے کافی جنات محفل میں آئے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ محفل کے موقع پر لنگر شریف کے ساتھ بکرے آئے۔ ایک جن نے خیال کیا آج بابا جی سرکار علیہ الرحمہ کلیجی کا گوشت کھائیں۔ میں بھی آپ کے ساتھ کھاؤں گا۔ آپ نے جن سے فرمایا: بیٹا جو ملتا ہے' کھالو میرا کیا پتا میں نے کب کھانا ہے؟ بابا جی حضور نگینہ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا: بیٹا بشیر احمد میرا کھانا لاؤ۔ وہ کھانا کیا تھا لوگوں کا چھوڑا ہوا لنگر شریف اور روٹیوں کے ٹکڑے۔ وہ جن کہنے لگا حضور آپ یہ کیا کھانے لگے ہیں گھر میں گوشت پکا ہے وہ کھائیں تو آپ نے فرمایا: وہ زائرین کے لئے ہے آج میرا کھانا یہی ہے جو حاضر ہے تو جن پریشان ہو گیا عرض کرنے لگا حضور آپ اتنا ایثار کرتے ہیں اور تواضع سے کام لیتے ہیں آپ میں بہت صبر ہے بہترین کھانا چھوڑ کر لوگوں کا چھوڑا لنگر شریف اُس میں سے کھا رہے ہیں آپ تو صبر کے بادشاہ ہیں۔

تہجد کے وقت جگانے والے کتے:

ایک روز بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے بندۂ ناچیز کو ارشاد فرمایا: میری زندگی میں تین کتے ایسے آئے جو مجھے تہجد کے وقت آکر جگاتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ولیوں کے کتوں کی اپنی کتاب لاریب میں تعریف فرماتا ہے۔ سورۃ الکھف میں چار بار اصحاب کہف رضی اللہ عنہم کے کتے کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک آیت نمبر اٹھارہ (۱۸) میں اور تین (۳) آیت مبارک نمبر بائیس (۲۲) میں۔

اَصحابِ کہف کا کتا:

اَصحاب کہف کے کتے کا ''نام قطمیر'' تھا۔

حضرت مقاتل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عَشَرَةٌ مِّنَ الْحَيَوَانَاتِ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَاقَةُ صَالِحٍ وَعِجْلُ اِبْرَاهِيْمَ وَكَبْشُ اِسْمَاعِيْلَ وَبَقَرَةُ مُوْسٰى وَحُوْتُ يُوْنُسَ وَحِمَارُ عُزَيْرٍ وَ نَمْلَةُ سُلَيْمَانَ وَهُدْهُدُ بِلْقِيْسَ وَكَلْبُ اَصْحَابِ الْكَهْفِ وَنَاقَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَكُلُّهُمْ يَصِيْرُوْنَ عَلٰى صُوْرَةِ كَبْشٍ وَّيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ ذُكِرَهُ فِيْ مِشْكَاةِ الْاَنْوَارِ [1] ''دس جانور جنت میں جائیں گے۔ (۱) حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا (جو مہمانوں کے لئے ذبح کیا تھا) (۳) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ (۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے۔ (۵) حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی (۶) حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا (۸) حضرت بلقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہدہد (۹) اصحاب کہف رضی اللہ عنہم کا کتا اور (۱۰) سیّد الانبیاء سرورِ کائنات خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُونٹنی مبارک۔ یہ سب دُنبے کی شکل ہو کر جنت میں داخل ہوں گے''۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:۔

---

[1] تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۶۔

سگِ اصحابِ کہف روزی چند
پی نیکاں گرفت و مردم شد

''اصحاب کہف کا کتا چند روز نیکوں کے ساتھ رہا اور مرد ہوگیا''۔ یعنی انسانوں کی طرح جنت میں جائے گا۔ (انسانوں کے ساتھ دُنبے کی شکل میں جنت میں داخل ہوگا)

حفاظت کا نسخہ:

وہر کہ این کلمات وَ کَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ نوشتہ باخود دارد از سگ متضرر نگردد [۲] ''اور جو کوئی وَ کَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو کتے کی ضرر رسانی سے محفوظ رہے گا''۔

''حیاۃ الحیوان'' میں لکھا ہے۔ اَكْثَرُ اَهْلِ التَّفْسِيْرِ عَلٰى اَنَّ كَلْبَ اَهْلِ الْكَهْفِ كَانَ مِنْ جِنْسِ الْكِلَابِ ''اکثر اہل تفسیر کی رائے یہی ہے کہ اصحاب کہف کا کتا انہی کتوں کی جنس سے تھا''۔ رُوِیَ عَنْ اِبْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ اَسَدًا وَيُسَمَّى الْاَسَدُ كَلْبًا لِاَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا عَلٰى عُتْبَةَ بْنِ اَبِي لَهَبٍ اَنْ يُّسَلِّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِهٖ فَاَكَلَهُ الْاَسَدُ [۳] ''(حضرت) ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ وہ شیر تھا۔ اس لئے کہ عرب والے شیر کو بھی کلب کہتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عتبہ بن ابولہب کے لئے دُعا کی کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) جلّ مجدہٗ الکریم اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرمائے۔ آپ ﷺ کی دُعا قبول ہوئی تو عتبہ کو شیر نے کھالیا''۔

کتے کی قسمیں:

اَلْكَلْبُ نَوْعَانِ اَهْلِيٌّ وَسُلُوْقِيٌّ: ''کتے کی دو قسمیں ہیں (۱) اہلی اور (۲) سلوقی'' نِسْبَةٌ اِلٰى سُلُوْقٍ وَهِيَ مَدِيْنَةٌ بِالْيَمَنِ يُنْسَبُ اِلَيْهَا الْكِلَابُ السُّلُوْقِيَّةُ فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ فِيْهَا كِلَابٌ طِوَالٌ يُصِيْدُوْنَ بِهَا [۴]

---

[۲] تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۶۔ [۳] تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۶۔ [۴] تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۶۔

''یہ سلوق کی طرف منسوب ہے۔ سلوق یمن کا ایک شہر ہے' سلوقی کتے بہت شرارتی ہوتے ہیں۔ ان کی طبع میں شرارت بھرپور ہوتی ہے''۔

وَمِنْ بَلَاغَاتِ الزَّمَخْشَرِیِّ السُّوْقِیَّةُ وَالْکِلَابُ السُّلُوْقِیَّةُ سَوَاءٌ یَعْنِیْ اَنَّ السُّلُوْقِیَّةَ لَمَا فِیْهِمْ مِنْ سُوْءِ الْخُلُقِ وَرَدَاءَةِ الْمُعَامَلَةِ وَالْکِلَابِ السُّلُوْقِیَّةِ مُتَسَاوِیَتَانِ وَکِلَا النَّوْعَیْنِ فِی الطَّبْعِ سَوَاءٌ۵ ''اور معاملات میں بھی بہت گندے ہوتے ہیں۔ اس شہر کے کتے بہت قد والے ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعے لوگ شکار کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کتا اہلی ہو یا سلوقی ہر دو کی طبع میں شرارت کا مادہ ہوتا ہے کسی میں زیادہ کسی میں کم''۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَلْبٌ اَمِیْنٌ خَیْرٌ مِّنْ صَاحِبٍ خَوَّانٍ ۶ ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ امین کتا خیانتی دوست سے بہتر ہوتا ہے''۔

واقعہ:

حارث بن صعصعہ کے چند دوست تھے وہ اُن سے کبھی جدائی برداشت نہ کرتا تھا۔ اُن کی محبت میں جان دینے کو تیار ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنے دوستوں کو کہیں سیر و تفریح کے لئے لے گیا۔ اُس کا ایک دوست رات کو چوری چھپے اُس کے گھر اُس کی بیوی کے پاس پہنچ گیا۔ اُس کی عورت نے اُسے کھلایا پلایا پھر دونوں ایک بستر میں لیٹ گئے۔ حارث کے گھر ایک کتا تھا۔ اُس نے غیرت سے دونوں پر حملہ کر دیا اور دونوں کو مار ڈالا جب حارث واپس گھر آیا تو دونوں کو مرا ہوا دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

وَمَا زَالَ یَرْعٰی ذِمَّتِیْ وَیَحُوْطُنِیْ

''میرا کتا میری نگرانی کرتا ہے اور ہر وقت میرے گھر رہتا ہے''۔

وَیَحْفِظُ عِرْسِیْ وَالْخَلِیْلُ یَخُوْنُ

''اور میری بیوی کی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن افسوس میرا دوست میری

۵ تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۶۔ ۶ تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۶۔

خیانت کرتا رہا"۔

فَیَا عَجَبًا لِلْخَلِّ تَحْلِیْلُ حُرْمَتِیْ

"اَیسے بدبخت دوست پر اَفسوس کہ جس نے میری عزّت پر حملہ کیا"۔

وَیَا عَجَبًا لِلْکَلْبِ کَیْفَ یَصُوْنُ ؎

اور کتے کو شاباش کہ وہ میری عزّت کا محافظ ہے۔

عجیب واقعہ:

"عجائب المخلوقات" میں ہے اصفہان میں ایک شخص نے کسی شخص کو قتل کر دیا اور اُسے کنوئیں میں پھینک کر اُسے مٹی سے پُر کر دیا۔ مقتول کا ایک کتا تھا وہ اِس کیفیت کو دیکھتا رہا۔ پھر روزانہ اُس کنوئیں پر آ کر مٹی کو ہٹاتا اور لوگوں کو اَندر والے کی طرف اِشارہ کرتا اور جونہی کتا قاتل کو دیکھتا اُس پر حملہ آور ہو جاتا۔ لوگوں نے جب اُس کی بار بار یہی حرکت دیکھی تو لوگوں نے کنوئیں کو کھودا۔ کھودنے کے بعد وہاں سے مقتول کی نعش ملی۔ کتے کے اِشارے پر اُسی قاتل کو گرفتار کیا گیا۔ اُس سے پوچھ گچھ ہوئی تو اُس نے قتل کا اِعتراف کیا۔ چنانچہ بدلے میں اُس کو قتل کر دیا گیا۔

اَیسے بدبختوں کے متعلق مولانا جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

در لباس دوستی سازند کار دشمنی
حسب الامکان واجبت از کید ایشاں اجتناب
شکل اَیشاں شکل اِنسان فعل اَیشاں فعل سباع
ھم ذئاب فی ثیاب او ثیاب فی ذئاب۸

"دوستی کے رنگ میں دشمنی کرتے ہیں۔ حتی الامکان اَیسے لوگوں سے دُور رہنا ضروری ہے۔ اِن کی ظاہری شکل تو اِنسانوں کی ہوتی ہے لیکن وہ درحقیقت بھیڑیئے ہوتے ہیں۔ سچ ہے کہ اَیسے بھیڑیئے کپڑوں میں چھپے ہوتے ہیں یا کپڑے

؎ تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۶۔ ۸ تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۷۔

میں بھیڑیے ہیں"۔

کتے کی دس خصلتیں:

حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: فِی الْکَلْبِ عَشْرُ خِصَالٍ یَنْبَغِیْ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ اَنْ تَکُوْنَ فِیْهِ "کتے میں دس اچھی عادات ہوتی ہیں ہر مومن پر ضروری ہے کہ وہ اُن عادات کو اپنائے"۔

اَلْاُوْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ جَائِعًا فَاِنَّهُ مِنْ دَأْبِ الصَّالِحِیْنَ ۔ وَالثَّانِیَةُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ لَهُ مَکَانٌ مَّعْرُوْفٌ وَّذٰلِکَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُتَوَکِّلِیْنَ. وَالثَّالِثَةُ اَنْ لَّا یَنَامَ مِنَ اللَّیْلِ اِلَّا قَلِیْلًا وَ ذٰلِکَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُحِبِّیْنَ ۔ وَالرَّابِعَةُ اِذَا مَاتَ لَا یَکُوْنُ لَهُ مِیْرَاثٌ وَّ ذٰلِکَ مِنْ صِفَاتِ الْمُتَزَاهِدِیْنَ ۔ وَالْخَامِسَةُ اَنَّهُ لَا یَتْرُکُ صَاحِبَهُ وَاِنْ ضَرَبَهُ وَجَفَاهُ وَذٰلِکَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُرِیْدِیْنَ الصَّادِقِیْنَ ۔ وَالسَّادِسَةُ اَنَّهُ یَرْضٰی مِنَ الْاَرْضِ بِاَدْنٰی اِلَّا مَاکُنَّ وَذٰلِکَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُتَوَاضِعِیْنَ ۔ وَالسَّابِعَةُ اِذَا تَغَلَّبَ عَلٰی مَکَانِهٖ تَرَکَهُ وَانْصَرَفَ اِلٰی غَیْرِهٖ وَهٰذِهٖ مِنْ عَلَامَاتِ الرَّاضِیْنَ ۔ وَالثَّامِنَةُ اِذَا ضُرِبَ وَطُرِدَ وَجُفِیَ عَلَیْهِ وَطُرِحَ لَهُ کِسْرَةٌ اَجَابَ وَلَمْ یَحْقِدْ عَلٰی مَا مَضٰی وَذٰلِکَ مِنْ عَلَامَاتِ الْخَاشِعِیْنَ ۔ وَالتَّاسِعَةُ اِذَا حُضِرَ الْاَکْلُ جَلَسَ بَعِیْدًا یَّنْظُرُ وَهٰذِهٖ مِنْ خِصَالِ الْمَسَاکِیْنَ ۔ وَالْعَاشِرَةُ اَنَّهُ اِذَا رَحَلَ مِنْ مَّکَانٍ لَّا یَلْتَفِتُ اِلَیْهِ وَهٰذِهٖ مِنْ عَلَامَاتِ الْمَخْزُوْنِیْنَ کَذَا فِیْ رَوْضِ الرَّیَاحِیْنَ لِلْاِمَامِ الْیَافِعِیِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی [۹]

(۱) بھوکا رہنا = یہ صالحین کی عادت ہے۔ (۲) اِس کا کوئی مخصوص ٹھکانہ نہیں = یہ متوکلین کی عادت ہے۔ (۳) رات کو بہت تھوڑا سوتا ہے = یہ عُشاق کی خوبی

[۹] تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۷۔

ہے۔(۴) جب مرتا ہے تو اس کی کوئی میراث نہیں ہوتی = یہ زاہدین کا طریقہ ہے۔ (۵) اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے اسے مارے یا اس پر ظلم کرے تب بھی اس سے تعلق نہیں توڑتا = یہ سچے مریدوں کا طریقہ ہے۔(۶) جہاں جگہ مل جائے وہیں گزارا کر لیتا ہے = یہ تواضع والوں کی علامت ہے۔(۷) اگرچہ کسی جگہ پر قبضہ کر سکتا ہے تب بھی اُسے چھوڑ کر دوسری جگہ بھی قبول کر لیتا ہے = یہ راضی برضا لوگوں کی خصلت ہے۔(۸) اسے مار بھگاؤ' تھوڑا سا روٹی کا ٹکڑا دکھاؤ' واپس آجاتا ہے اور مار بھگانے والے سے کینہ نہیں رکھتا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے ڈرنے والوں کا شیوہ ہے۔(۹) جب کھانا لایا جاتا ہے تو آرام سے بیٹھ کر اُسے دیکھتا رہتا ہے' چھیننے کی جرأت بہت کم کرتا ہے = یہ مساکین کا طریقہ ہے۔اور (۱۰) جس جگہ کو چھوڑ کر چلا جائے اُس کے لئے واپس لوٹنے کا نام نہیں لیتا = یہ مخزون لوگوں کا طریقہ ہے۔ حضرت امام یافعی علیہ الرحمہ نے روض الریاحین میں اسی طرح لکھا ہے۔

باؤلا کتا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَ هُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ [۱۰] ''جو کوئی پانچ جانوروں کو مار ڈالے حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہو تو اُس پر کوئی حرج نہیں اور وہ بچھو' چوہا' باؤلا کتا' کوا اور چیل ہیں''۔

اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ لَاحَرَجَ مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَآءَةُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ [۱۱] ''پانچ جانوروں کو جو کوئی مار دے اُس پر کوئی حرج نہیں کوا' چیل' چوہا' بچھو اور کاٹنے والا کتا''۔

---

[۱۰] بخاری جلد ۱ ص ۲۴۶' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۱۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۳۸۔ [۱۱] بخاری جلد ۱ ص ۲۴۶' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۱۳۳۔

بالفاظ دیگر اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَآءَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ [۱۲] ''پانچ جانور موذی ہیں اُن کو حرم میں قتل کر دیا جائے۔ کوا' چیل' بچھو' چوہا اور کاٹنے والا کتا''۔

''ان پانچوں جانوروں کو فاسق اِس لئے فرمایا ہے کہ فسق کے معنی خروج ہیں۔ یہ جانور اَذیت پہنچانے اور فساد کرنے کے باعث اَچھے جانور کی فہرست سے نکل چکے ہیں۔

اِن میں سے کوا، اُونٹ کی پشت پر چونچیں مارتا ہے۔ اگر وہ کمزور ہو تو اُس کی آنکھ نکال دیتا ہے اور لوگوں کا کھانا چھین لیتا ہے۔ اِسی طرح چیل گوشت چھین لیتی ہے، بچھو ڈس دیتا ہے اور تکلیف دیتا ہے۔ چوہا کھانے کی چوری کر لیتا ہے اور اُسے خراب کر دیتا ہے۔ کپڑے کاٹ دیتا ہے' چراغ سے بتی لے جاتا ہے اور اُس کے ساتھ گھر جلا دیتا ہے اور کاٹنے والا کتا لوگوں کو زخمی کر دیتا ہے۔ سب علماء کا اتفاق ہے کہ اِن کو حل اور حرم اور بحالتِ احرام مارنا جائز ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ غَنَمٍ اَوْ مَاشِيَةٍ [۱۳] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا سوائے شکاری کتے یا بکریوں یا چوپایوں کے محافظ کتے کے''۔

اِس حدیث شریف کے مطابق حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ' اُن کے شاگردوں

---

[۱۲] تفہیم البخاری جلد۳ ص۱۳۳' بخاری جلد۱ ص۴۶۸' تفہیم البخاری جلد۵ ص۱۲۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۱۰۱' مرقاۃ جلد۸ ص۳۳' مسلم حدیث نمبر۱۵۰۱۔ [۱۳] ابوداؤد حدیث نمبر۲۸۴۹' ترمذی حدیث نمبر۱۴۸۹' ابن ماجہ حدیث نمبر۳۲۰۵' نسائی حدیث نمبر۴۲۸۰' دارمی جلد۲ ص۹۰ حدیث نمبر۲۰۰۸' مسند احمد جلد۵ ص۵۶' مجمع الزوائد جلد۱ ص۲۸۶' جلد۴ ص۴۳' ابن حبان حدیث نمبر۱۰۸۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۱۰۲' مرقاۃ جلد۸ ص۳۴' الترغیب والترہیب جلد۴ ص۶۷' قرطبی جلد۵ جز۶ حدیث نمبر ۲۰۱' کنز العمال حدیث نمبر۴۰۰۱۲۔

اور بعض علماء نے کہا ہے' کتوں کا قتل کرنا جائز ہے اور جن کتوں کو قتل کرنے سے مستثنیٰ کیا گیا ہے' اُن کے ماسوا کتوں میں یہ حکم محکم ہے اور ان میں باؤلے کتے کو مارنے میں سب کا اتفاق ہے۔ البتہ بے ضرر کتوں کے مارنے میں اختلاف ہے۔

شروع میں کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کالے کتوں کے سوا باقی کتوں کو مار ڈالنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ حکم مستقر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَوْلَا اَنَّ الْکِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا کُلِّهَا فَاقْتُلُوْا مِنْهَا کُلَّ اَسْوَدَ بَهِیْمٍ [۱۴] ''اگر کتوں کے گروہوں میں سے گروہ نہ ہوتے تو اُن کو مار ڈالنے کا حکم دیتا۔ تو اُن میں سے ہر ایک رنگ والے کالے سیاہ کو قتل کرو''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْکِلَابِ حَتّٰی اَنَّ الْمَرْاَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِیَةِ بِکَلْبِهَا فَنَقْتُلُهٗ، ثُمَّ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ عَلَیْکُمْ بِالْاَسْوَدِ الْبَهِیْمِ ذِی النُّقْطَتَیْنِ فَاِنَّهٗ شَیْطَانٌ [۱۵] ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہمیں کتوں کے مارنے کا حکم فرمایا' یہاں تک کہ ایک عورت اپنے کتے کے ہمراہ جنگل سے آتی تو ہم اُس کے کتے کو مار ڈالتے۔ پھر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن کے قتل سے منع فرمایا اور فرمایا: خاص طور پر ایک رنگ والے کالے سیاہ کتے کو مارو جس کی آنکھوں پر دو سفید نقطے ہوں کیونکہ وہ شیطان ہے''۔

اِس کتے کو شیطان اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں خباثت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ سب کتوں سے زیادہ نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے۔ پاسبانی میں نکما اور شکار کرنے سے دُور رہتا ہے۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' سیاہ کتے کا شکار حلال

---

[۱۴] مسلم حدیث نمبر ۱۵۷۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۴۸۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۰۰۔ [۱۵] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۰۲۔

نہیں۔تمام آئمہ کا کاٹنے والے اور نقصان پہنچانے والے کتے کے قتل کرنے میں اتفاق ہے۔حضرت امام ابو حنیفہ' حضرت امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' کالے کتے کا شکار جس کو وہ قتل کردے جائز ہے۔حضرت حسن بصری اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کالے کتے کا شکار مکروہ ہے۔

حضرت ابوعُمر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ جس کتے سے ضرر نہ پہنچے اُس کو قتل کرنا جائز نہیں کیونکہ ذی روح شی کو قتل کا نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔نیز کتے کو پانی پلانے کی حدیث شریف کا مقتضی یہی ہے کہ بے ضرر کتوں کو قتل نہ کیا جائے اور کالے کتے کو شیطان کہنے سے تو یہ لازم نہیں کہ اُس کو مار ڈالا جائے کیونکہ جن لوگوں سے ضرر زیادہ ہو اُن کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے شیطان فرمایا ہے۔

ہر روز ایک قیراط کم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَمْسَکَ کَلْبًا فَاِنَّهٗ یَنْقُصُ کُلَّ یَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهٖ قِیْرَاطٌ اِلَّا کَلْبَ حَرْثٍ اَوْ کَلْبَ مَاشِیَةٍ [۱۶] ''جس کسی نے کتا پالا اُس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔سوائے اُس کتے کے جو کھیتی یا بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرتا ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنِ اتَّخَذَ کَلْبًا اِلَّا کَلْبَ مَاشِیَةٍ اَوْ صَیْدٍ اَوْ زَرْعٍ اِنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ [۱۷] ''جو شخص جانوروں کے محافظ

---

[۱۶] بخاری جلد ۱ ص ۳۱۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۰' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۶۷' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۰۳۔ [۱۷] بخاری حدیث نمبر ۲۳۲۲' مسلم حدیث نمبر ۱۵۷۵' نسائی حدیث نمبر ۴۲۸۹ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۰۴' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۰۹۹۔ مرقاۃ جلد ۸ ص ۳۲۔

شکاری کتے یا کھیتی کی پاسبانی کے علاوہ کتا پالے اُس کے ثواب سے ہر دن ایک قیراط کم ہوتا جائے گا''۔

حضرت سفیان بن زہیر شنوی رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ فَقَالَ السَّائِبُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِيْ وَرَبِّ هٰذِهِ الْقِبْلَةِ [۱۸] ''جس کسی نے کتا پالا جس سے نہ تو کھیتی کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ ہی مویشیوں کو تو اُس کے اَعمال میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ (حضرت) سائب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کیا تم نے یہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: جی ہاں! اُس قبلہ کے رب کی قسم (میں نے سنا ہے)''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ ضَارِيًا نُقِصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ [۱۹] ''جو شخص جانوروں کے محافظ یا شکاری کتے کے علاوہ دوسرا کتا پالے اُس کے عمل سے ہر دن دو قیراط کم کر دیئے جائیں گے''۔ کتے پالنے کی سزا کے طور پر کیونکہ اُس کی وجہ سے (رحمت کے) فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوں گے۔ وہ برتنوں میں منہ ڈالے گا اور لوگوں کو اَذیت دے گا (قیراط نصف دانگ کو کہتے ہیں۔ دانگ چھ رتی کا ہوتا ہے)۔

☆☆☆

---

[۱۸] بخاری جلد۱ص۳۱۲، ابن ماجہ حدیث نمبر۳۲۰۶، مسند احمد جلد۵ص۲۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ص۱۰، کنز العمال حدیث نمبر۴۳۶۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ص۸۵۔

[۱۹] بخاری حدیث نمبر۵۴۰۰، مسلم حدیث نمبر۱۵۷۴، ترمذی حدیث نمبر۱۴۸۷، نسائی حدیث نمبر۴۲۸۶، دارمی حدیث نمبر۲۰۰۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ص۶۹، مشکوٰۃ ص۴۰۹۸، مرقاۃ جلد۸ص۳۱۔

جنات کے واقعات

جن کا واقعہ:

حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں: حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے جمعۃ المبارک پڑھانے کے لیے فیصل آباد جانا تھا اور میں موٹر سائیکل پر بٹھا کر چمڑیل جھال کے سٹاپ تک آپ کو چھوڑنے جا رہا تھا۔ جب ہم چمڑیل جھال نہر کے کنارے پہنچے تو پیچھے سے ایک دوست نے آوازیں دیں۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے فرمایا بیٹا! کوئی دوست آوازیں دے رہا ہے۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں' نہر کی پٹڑی پر پانی چھڑکا ہوا تھا' بریک لگانے سے موٹر سائیکل پھسل گئی اور ہم گر گئے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے مجھ سے پوچھا' بیٹا چوٹ تو نہیں لگی؟ میں نے عرض کیا' جی نہیں حضور چوٹ نہیں لگی اتنے میں وہ آواز دینے والا دوست بھی آ گیا۔ اُس نے سر پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ اُس بندھے ہوئے کپڑے کا کچھ حصہ لٹک رہا تھا۔ اُس لٹکے ہوئے کپڑے میں اُس نے مٹھائی باندھی ہوئی تھی۔ اُس نے حضرت باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی خیر وخبر پوچھی کہ گرنے پر کوئی چوٹ تو نہیں لگی۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا: شکر ہے اللہ ﷻ کا اور میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ! کس طرح آئے ہو؟ اُس نے عرض کیا' حضور میں نے اپنے بیٹے کی منگنی کی ہے۔ میں خوشی میں آپ کو تحفہ پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اُس نے رومال سے شیرینی نکالی اور آپ سرکار علیہ الرحمہ کو پیش کی آپ نے اُس کا تحفہ قبول فرمایا۔ وہ کپڑے سے مٹھائی نکال کر دیتا جانے لگا۔ آپ نے اُس کو جزاک اللہ فرمایا۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں' آپ سرکار علیہ الرحمہ نے مجھے فرمایا: اس مٹھائی کو رومال میں باندھ لو اور چلو مجھے جمعہ شریف سے دیر ہو رہی ہے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس مٹھائی کو اُن بچوں میں تقسیم کر دینا جو گھر

میں قرآنِ مجید پڑھنے آتے ہیں۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں' میں نے آپ سرکار علیہ الرحمہ سے پوچھا حضور یہ شخص کون تھا؟ تو آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ جن تھا۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ جمعہ شریف پڑھانے کے لیے فیصل آباد تشریف لے گئے۔ اور میں نے وہ مٹھائی اُن بچوں میں تقسیم کردی۔ جو عصر کی نماز کے بعد گھر میں قرآنِ مجید پڑھنے آتے تھے۔

جنوں والی مسجد:

حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا' گوجرہ کے پاس ایک اسٹیشن ہے جس کو جانی والا کہتے ہیں۔ جانی والا اسٹیشن گوجرہ اسٹیشن سے پہلے فیصل آباد کی طرف آتا ہے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں وہاں سائیکل پر گیا وہاں پہنچتے ہی پہلے تو آندھی آئی پھر بارش آگئی۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' بارش سے بچنے کے لیے میں اسٹیشن پر چلا گیا تو اسٹیشن ماسٹر نے کہا آپ یہاں نہیں ٹھہر سکتے ہمیں تو کسی کو ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں۔ اُس نے آپ سے عرض کیا' یہاں ساتھ ہی مسجد ہے آپ وہاں چلے جائیں۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا تو اسٹیشن ماسٹر کہنے لگا حضرت صاحب اِس مسجد کو جنوں والی مسجد کہتے ہیں۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ فرمانے لگے کوئی بات نہیں۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ وہاں چلے گئے اور اعتکاف کی نیت کر لی اور کچھ دیر کے لئے لیٹ گئے۔ وہاں لیٹے لیٹے آپ کو نیند آگئی۔ اچانک آنکھ کھلی تو دیکھا کہ مسجد کے اندر روشنی ہی روشنی ہے۔ سفید لباس' سفید پگڑیوں والے لوگ ہیں۔ آرہے ہیں' جارہے ہیں۔ حضرت قبلہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے قریب سے تین چار بندے گزرے اور کہنے لگے دیکھو بھئی' یہ تو بابا جی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جب میں نے اپنا نام سنا تو میں جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ بھی میرے پاس آکر بیٹھ گئے اور مصافحہ کیا اور کہنے لگے حضور آپ کھانے کے بارے میں بتائیں آپ نے کچھ کھانا ہے؟ آپ فرمانے لگے

میں نے کھانا کھایا ہوا ہے۔ اُنہوں نے جب یہ بات سنی تو اُن میں سے ایک کہنے لگا کہ کھایا پیا تو ٹھیک ہے' لیکن آج شام کو کھانا نہیں کھایا۔ وہ کہنے لگے حضور اگر اجازت ہو تو ہم آپ کے کھانے کے لیے کچھ لائیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں تم رہنے دو۔ وہ کہنے لگے حضور کیوں؟ حضرت قبلہ بابا جی سرکار علیہ الرحمہ فرمانے لگے تمہاری کونسی اپنی دُکان ہے اور تم تو سودا لینے جاؤ گے اور چوری کر کے لے آؤ گے اور دُکان والا صبح اُٹھ کر دیکھے گا اور اُسے ڈبے میں کوئی چیز نظر نہیں آئے گی تو بُرا بھلا کہے گا۔ اِس لیے تم رہنے دو۔ ایک اور بولا حضور! آزاد کشمیر میں میرا اپنا باغ ہے اگر اجازت ہو تو میں اپنے باغ میں سے اَنگور لے آؤں' آپ نے فرمایا ہاں تمہیں اجازت ہے' تم جاؤ۔ وہ چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی واپس آیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اُس نے بڑے موٹے تازہ اور میٹھے اَنگور لا کر رکھے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی کھائے اور جو دوست ساتھ تھے اُنہوں نے بھی کھائے اور اُن جنات نے بھی کھائے جو انسانی شکل میں آئے ہوئے تھے اور کھانے کے بعد جو اَنگور بچے وہ اُنہوں نے آپ سرکار علیہ الرحمہ کو پیش کر دیئے۔ آپ سرکار علیہ الرحمہ وہ اَنگور گھر لے آئے حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ وہ ہم سب نے کھائے تھے۔

دیوانہ اور محبّ جن:

پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی مدظلہ العالی نے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی ۱۹۸۸ء کی ڈائری دکھائی جس پر جناب صوفی علی محمد سپاہی چک نمبر ۶ ۷ اگ.ب پیلے گوجراں شریف کا ۱۹۹۰-۱-۲۲ کا لکھا ہوا واقعہ دِکھایا۔

صوفی علی محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی صوفی عالم دین صاحب مرحوم کے سُسر کے چھوٹے بیٹے محمد سلیمان کی شادی کا پروگرام تھا۔ اُنہوں نے صوفی عالم دین صاحب مرحوم سے کہا کہ میں اپنے بیٹے کی شادی کے موقع پر محفل

میلاد منعقد کرانا چاہتا ہوں اور سفارش کی کہ آپ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، قطبِ جلی، عالمِ یلمی، فاضلِ لوذعی، نائبِ غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش، حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ کو تقریر کے لیے بلائیں۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ ساری عمر بے لوث تبلیغ دین فرماتے رہے۔ آپ کو محفل کے لیے دعوت دی گئی۔ آپ نے دعوت قبول فرمائی۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ شادی کے موقع پر تشریف لائے۔ بعد از نمازِ عشاء آپ سرکار علیہ الرحمہ نے وعظ شریف فرمایا۔ لوگوں کے قلوب منور ہوئے۔ لوگ دریوں اور چارپایوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شرکائے محفل میں برادری اور علاقہ کے لوگ شامل تھے۔ اِتنے میں بھورے رنگ کا ایک جوان بھینسا آ گیا۔ لوگ پریشان ہو کر چارپایوں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ بھینسا چارپایوں سے پھلانگتا ہوا گھر میں داخل ہو گیا۔ لوگ گھبراتے ہوئے گھر کے اَندر کی طرف بھاگے کہ کہیں بھینسا گھر کی چیزوں کو نقصان نہ پہنچا دے۔ جب گھر والے اَفراد گھر کے اَندر گئے تو بھینسا کہیں بھی نظر نہ آیا۔ صوفی علی محمد صاحب فرماتے ہیں حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ مسکرانے لگے اور پوچھا بھینسا کدھر گیا ہے؟ عرض کیا کہ حضرت صاحب بھینسا اَندر تو نہیں ہے۔ لوگ ششدر رہ تھے کہ بھینسا کہاں گیا؟ آپ سرکار علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وہ جن تھا۔ میں جہاں بھی وعظ و خطابت کے لیے جاتا ہوں یہ وہیں آ جاتا ہے۔ جب وجد میں آ جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی حرکت بھی کرتا ہے۔ حاجی صوفی علی محمد صاحب فرماتے ہیں۔ جنات بھی آپ پر عاشق تھے۔ صوفی علی محمد صاحب نے واقعہ لکھنے کے بعد اپنے دستخط بھی کیے ہیں اور ۹۰۔۱۔۲۲ تاریخ بھی رقم کی ہے۔

جنات کا وجود:

کتاب و سُنّت سے جنات کا وجود ثابت ہے۔ البتہ جہمیہ، معتزلہ، نیچری اور دہریے اِن کا اِنکار کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: **خَلَقَ اللّٰهُ الْجِنَّ قَبْلَ آدَمَ**

بِاَلْفَیْ سَنَةٍ وَیُقَالُ عَمَّرُوا الْاَرْضَ اَلْفَیْ سَنَةٍ ۱ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے جنات کو حضرت آدم (علیہ السلام) سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمایا۔ اور ایک روایت کے مطابق دو ہزار سال زمین میں آباد رہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: کَانَ الْجِنُّ سُکَّانَ الْاَرْضِ وَالْمَلَائِکَةُ سُکَّانَ السَّمَاءِ وَهُمْ عَمَّارُهَا ۲ ''جن زمین میں اور فرشتے آسمان میں رہتے ہیں اور وہ ان میں آباد ہیں''۔

حضرت اسحاق بن بشر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے حضرت جویبر رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسناد سے بیان کیا کہ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ الْجِنَّ وَاَمَرَهُمْ بِعِمَارَةِ الْاَرْضِ فَکَانُوْا یَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَطَالَ بِهِمُ الْاَمَدُ فَعَصَوا اللّٰهَ وَسَفَکُوا الدِّمَاءَ وَکَانَ فِیْهِمْ مَلَکٌ یُقَالُ لَهٗ یُوْسُفُ فَقَتَلُوْهُ فَاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ جُنْدًا مِّنَ الْمَلَائِکَةِ کَانُوْا فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا ۳ ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے جنات کو پیدا فرمایا اور اُن کو زمین میں آباد ہونے کا حکم فرمایا وہ بہت عرصہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی عبادت کرتے رہے پھر اُنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی نافرمانی کی اور قتل وغارت گری شروع کردی۔ اُن میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام یوسف تھا اُس کو اُنہوں نے قتل کردیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے پہلے آسمان کے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا تو فرشتوں کے چار ہزار لشکر نے جنات کو زمین سے باہر نکال دیا اور سمندروں کے جزیروں میں اُن کو بھیج دیا''۔ ۝

۝ ''نیچریوں اور دہریوں نے جہاں فرشتوں کا اِنکار کیا ہے وہاں جنوں کا بھی اِنکار کیا ہے۔ اِن سے تعجب نہیں، تعجب تو اُن لوگوں سے ہے جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور پھر جنوں کے وجود، تصرف اور اَفعال کا اِنکار کرتے ہیں۔ قسطلانی نے کہا

---

۱ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ ۲ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ ۳ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔

ہے جنوں کا وجود قرآن اور حدیث اور اجماع اُمت اور تواتر سے ثابت ہے اور فلسفہ اور نیچریوں کا اِنکار قابلِ اعتبار نہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے دو ہزار برس بیشتر جنوں کو پیدا کیا تھا"۔ (تیسیر الباری غیر مقلد جلد۴ص۳۹۰ حاشیہ نمبرامن وعن) ☆

جنات کس چیز کے بنے ہوئے ہیں؟

قرآنِ مجید میں جنات کی تخلیق سے متعلق ربّ ذوالجلال والاکرام کا واضح ارشاد ہے۔ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ ۴ "اور جنات کو خالص بے دھوئیں والے (آگ کے) شعلے سے تخلیق فرمایا گیا"۔

مسلم شریف میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ ۵ "فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جنات خالص بے دھوئیں والے شعلے سے پیدا کئے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا گیا"۔ ابلیس یا شیطان یا جن جو آگ کا بنا ہوا ہے اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا: قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ ۶ "(شیطان ابلیس جن) بولا (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے کہا) میں (حضرت آدم علیہ السلام سے) بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور اُسے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو) مٹی سے بنایا ہے"۔ اس سے ثابت ہوتا ہے جنات ناری مخلوق ہیں۔

ان نصوص قطعیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جنوں کی اصل نار ہے اور یہ ناری مخلوق ہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ آگ میں اتنی خشکی ہے کہ اس میں زندگی کے لئے وجود ناممکن ہے کیونکہ حیات کے لئے رطوبت کا ہونا ضروری ہے۔ تو جواب

۴ الرحمٰن:۱۵۔ ۵ عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۵ ص۱۸۳۔ ۶ سورۃ الاعراف:۱۲۔

یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اس پر قادر ہے کہ آگ میں اس قدر رطوبت پیدا کردے جو زندگی کے لئے کافی ہے۔

بعض اہلِ علم کہتے ہیں: ۔جُوِّزَ وُجُوْدُ الْحَیَاۃِ مَعَ عَدَمِ التَّنَفُّسِ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَھْلَ النَّارِ وَلَا یَتَنَفَّسُوْنَ ؎ ''سانس لینے کے بغیر حیات کا وجود ممکن ہے اور اُنہوں نے کہا دوزخی آگ میں سانس نہیں لیں گے''۔

قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے۔ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ ۸ ''اور جنات کو اس سے پہلے ہم نے بے دھوئیں کی آگ سے بنایا''۔ جو اپنی حرارت اور لطافت سے مساموں میں نفوذ کر جاتی ہے''۔ اس فرمانِ عالی شان سے پہلے ربِّ کائنات نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ ۹ ''اور بے شک ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے تخلیق فرمایا جو اصل میں سیاہ بودار گارا تھی''۔

جنوں کے نام:

جنوں کے مختلف نام (۱) غول (۲) سعلاۃ (۳) عذار (۴) ولہان اور (۵) شق

(۱) ''غول'' وَھُوَ الْعِفْرِیْتُ قَالُوْا اِنَّ الْغُوْلَ حَیَوَانٌ لَّمْ تَحْکُمْهُ الطَّبِیْعَةُ وَاِنَّهٗ لَمَّا خَرَجَ مُنْفَرِدًا تَوَحَّشَ وَلَمْ یَسْتَاْنِسْ وَطَلَبَ الْقَفَارَ وَیَتَلَوَّنُ فِیْ ضُرُوْبٍ مِّنَ الصُّوَرِ وَیَتَرَآی فِی اللَّیْلِ وَفِیْ اَوْقَاتِ الْخُلْوَاتِ لِمَنْ کَانَ مُسَافِرًا وَّحْدَهٗ فَیَتَوَّهَمُ اَنَّهٗ اِنْسَانٌ وَیُضِلُّ الْمُسَافِرُ عَنِ الطَّرِیْقِ ۝ ۱۰ ''غول وہ ایک خبیث جن ہے جب وہ تنہا ہو تو وحشی ہوتا ہے کسی سے مانوس نہیں ہوتا اور جنگلات کا رُخ کرتا ہے اور مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ عموماً رات کو دیکھا جاتا ہے۔ اور مسافروں کو ایسے اوقات میں دکھائی دیتا ہے جبکہ اور کوئی وہاں نہ ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انسان مسافر کو راہ سے بھٹکاتا ہے''۔

(۲) ''سعلاۃ'' وَھِیَ مُغَایِرَةٌ لِّلْغُوْلِ وَاَکْثَرُ مَا یُوْجَدُ فِی الْفَیَافِیْ

---

۷ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ ۸ الحجر: ۲۷۔ ۹ الحجر: ۲۶۔ ۱۰ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳

اِذَا ظَفَرَتْ بِاِنْسَانٍ تَرَقَّصُهُ وَتَلْعَبُ بِهٖ كَمَا تَلْعَبُ السِّنَّوْرُ بِالْفَارِ [1]

''یہ غول سے مختلف عموماً جنگلات میں پایا جاتا ہے جب کوئی انسان ملے تو اُس کے سامنے رقص کرتا ہے اور جس طرح بلی چوہے کے ساتھ کھیلتی ہے ایسے ہی وہ انسان سے کھیل کود کرتا ہے''۔

(۳)''عذار'' هُوَ يُوْجَدُ بِاَكْنَافِ الْيَمَنِ وَرُبَمَا يُوْجَدُ فِي اَرْضِ مِصْرَ اِذَا عَايَنَهُ الْاِنْسَانُ خَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ''یہ یمن کے علاقہ میں پایا جاتا ہے اور مصر کی سرزمین پر بھی پایا جاتا ہے جب انسان اس کو دیکھتا ہے تو اسے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ہے''۔

(۴)''ولہان'' يُوْجَدُ فِيْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ وَهُوَ فِي صُوْرَةِ اِنْسَانٍ رَاكِبٌ عَلٰى نِعَامَةٍ يَاْكُلُ النَّاسُ الَّذِيْنَ يَقْذِفُهُمُ الْبَحْرُ ''یہ سمندر کے جزیروں میں پایا جاتا ہے اور ایسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی انسان اپنے جانور پر سوار ہے اس کی خوراک وہ انسان ہیں جن کو سمندر کنارے پر پھینکتا ہے''۔

(۵)''شق'' كَنِصْفِ آدَمِيٍّ بِالطُّوْلِ يَظْهَرُ لِلنَّاسِ فِي اَسْفَارِهِمْ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَّاْنَسُ بِالْاٰدَمِيِّيْنَ وَلَا يُؤْذِيْهِمْ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّخْتَطِفُ النِّسَآءَ الْاَبْكَارَ وَمِنْهُمْ مَّنْ هُوَ فِي صُوْرَةِ الْوَزَغِ وَمِنْهُمْ مَّنْ هُوَ عَلٰى صُوْرَةِ الْكِلَابِ [2] ''یہ نصف آدمی تک لمبا ہوتا ہے عموماً سفر میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض جن آدمیوں سے محبت کرتے ہیں اور اُن کو اذیت نہیں پہنچاتے۔ بعض نوجوان دوشیزہ عورتوں کو اچانک اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔ بعض سانڈوں کی صورتیں اختیار کرتے ہیں بعض کی صورتیں کتوں کی طرح ہوتی ہیں''۔

جن جسم رکھتے ہیں، اُن کی شکلیں مختلف ہیں:

حضرت قاضی ابویعلی محمد بن حسین بن فراء حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جنوں کے جسم مرکب ہیں اور اُن کی شکلیں مختلف ہیں اور وہ لطیف اور کثیف ہوتے ہیں۔

[1] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ [2] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۴۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ: اِنَّهُمْ اَجْسَامٌ رَقِيْقَةٌ وَلِرِقَّتِهَا لَانَرَاهُمْ [۱۳] ''جن لطیف ہیں اُن کی لطافت کے باعث ہم اُن کو نہیں دیکھتے''۔ لیکن یہ طاقت اُن کی رویت کی مانع نہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کثیف اَجسام موجود ہوں اور وہ ہم کو نظر نہ آئیں جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے ہم میں اُن کا اِدراک پیدا نہ فرمایا ہو۔ [۱۴]

حضرت ابوالقاسم اَنصاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ سے حکایت کی ہے کہ اِنَّمَا رَآهُمْ مَّنْ رَاهُمْ لِاَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لَهُمُ الرُّؤْيَةَ وَاِنَّ مَنْ لَّمْ يَخْلُقْ لَهُ الرُّؤْيَةَ لَا يَرَاهُمْ وَاَنَّهُمْ اَجْسَادٌ مُّؤَلَّفَةٌ وَّجُثَّتٌ [۱۵] ''جس نے جنات کو دیکھا ہے وہ اِس طرح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُس میں رویت کا اِدراک پیدا کردیا تھا اور جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُن کو دیکھنے کی قوت پیدا نہ کرے وہ نہیں دیکھ سکتا اور وہ مرکب اَجسام ہیں''۔ قاضی عبدالجبار معتزلی نے کہا ہے کہ جنوں کے اَجسام لطیف ہیں ہماری نظریں کمزور ہیں۔ اِس لئے ہم اُن کو نہیں دیکھتے۔ اُن کو نہ دیکھنے کی اور کوئی وجہ نہیں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہماری نظروں میں قوت پیدا کردے یا اُن کے جسم کثیف ہوں تو ہم اُن کو دیکھ لیں۔ [۱۶]

کیا جنات کھاتے پیتے ہیں:

اِس بارے میں علماء کے مختلف اَقوال ہیں:

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین اَقوال نقل کئے ہیں اور ہر قول کا جواب بھی لکھا ہے۔

(۱) اِنَّ جَمِيْعَ الْجِنِّ لَا يَاْكُلُوْنَ وَلَا يَشْرَبُوْنَ ''تمام جنات نہ کھاتے ہیں نہ پیتے''۔ فرماتے ہیں یہ تو ساقط ہے نا قابل اِلتفات ہے۔

(۲) اِنَّ صِنْفًا مِّنْهُمْ يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَصِنْفًا لَّا يَاْكُلُوْنَ وَلَا

---

[۱۳] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ [۱۴] تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۰۳۔ [۱۵] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ [۱۶] ایضاً۔

يَشْرَبُوْنَ ''ان کی ایک قسم کھاتی اور پیتی ہے اور ایک جنس نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے''۔

(۳) جَمِيْعُهُمْ يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ ''تمام جنات کھاتے اور پیتے ہیں''۔

یہ قول معتبر ہے۔ کھانے پینے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے بعض علماء کہتے ہیں۔

اَكْلُهُمْ وَشُرْبُهُمْ تَشَمُّمٌ وَّاسْتِرْوَاحٌ لَا مَضْغٌ وَلَا بَلْعٌ وَّ هٰذَا قَوْلٌ لَا يَدُلُّ عَلَيْهِ دَلِيْلٌ ''کھانا پینا صرف سونگھنا ہے وہ کھاتا چباتے اور نگلتے نہیں لیکن یہ قول بلا دلیل ہے''۔ اکثر علماء کہتے ہیں: اَكْلُهُمْ وَشُرْبُهُمْ مَضْغٌ وَّبَلْعٌ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ [۱۷] ''یہ (انسانوں کی طرح) کھاتے اور پیتے ہیں' چباتے بھی ہیں اور نگلتے بھی ہیں۔ یہ قول معتبر ہے''۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے جنات کے بارے میں پوچھا گیا' کیا وہ کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں۔ کیا اُن کی اَولاد ہوتی ہے اور وہ جیتے مرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:۔ هُمْ اَجْنَاسٌ فَاَمَّا خَالِصُ الْجِنِّ فَهُمْ رِيْحٌ لَّا يَاْكُلُوْنَ وَلَا يَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتَنَاكَحُوْنَ وَلَا يَتَوَالَدُوْنَ وَمِنْهُمْ اَجْنَاسٌ يَّاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَتَنَاكَحُوْنَ وَيَتَوَالَدُوْنَ [۱۸]

''ان کی اَقسام ہیں۔ خالص جن تو ہوا ہیں' وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ نکاح کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی اَولاد ہوتی ہے اور بعض ایسی اقسام ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں' نکاح بھی کرتے ہیں اور ان کی اَولاد بھی ہوتی ہے''۔

جنوں کی اَقسام:

قَالَ السُّهَيْلِيُّ اَلْجِنُّ ثَلَاثَةُ اَصْنَافٍ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيْثٍ صِنْفٌ عَلٰى صُوَرِ الْحَيَاتِ وَصِنْفٌ عَلٰى صُوْرَةِ كِلَابٍ سُوْدٍ وَصِنْفٌ رِيْحٌ طَيَّارَةٌ اَوْ قَالَ هَفَّافَةٌ ذُوْ اَجْنِحَةٍ وَهُمْ يَتَصَوَّرُوْنَ فِي صُوَرِ الْحَيَّاتِ وَالْعَقَارِبِ وَفِي صُوَرِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ وَفِي صُوَرِ الطَّيْرِ وَفِي صُوَرِ بَنِيْ آدَمَ [۱۹] ''حضرت

---

[۱۷] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۴۔ [۱۸] ایضاً۔ [۱۹] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔

سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جنات کی تین اَقسام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (۱) جنوں کی ایک قسم سانپ ہیں (۲) دوسری قسم کالے کتے ہیں اور (۳) تیسری قسم اُڑنے والی ہوا ہیں یا فرمایا اُن کے پَر ہوتے ہیں اور وہ سانپ، بچھو، اُونٹ، بیل، بکری، گھوڑے، گدھے، پرندے اور انسان کی شکل بھی اِختیار کر لیتے ہیں"۔

حضرت قاضی یعلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شیطانوں کو اپنی خلقت کے تغیر پر قدرت نہیں اور نہ ہی مختلف شکلوں میں منتقل ہونے کی اُن کو قدرت ہے۔ جائز ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُن کو اَیسے کلمات کی تعلیم دی ہو جس کے پڑھنے سے وہ دوسری صورت کی طرف منتقل ہو جاتے ہوں۔ بذات خود دوسری شکل اِختیار کرنا اُن کے لئے محال ہے۔ ۲۰

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تھے، وہاں فرشتوں کا کلام سنتے تھے۔ آپ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اُن کا وہاں جانا بند ہو گیا۔ اُن پر شہاب مارے جانے لگے۔ تب اُنہیں فکر ہوئی کہ دُنیا میں کون آیا ہے جن کی وجہ سے ہماری بادشاہت ختم ہو گئی ہے؟ اِس جستجو میں اُن کی مختلف جماعتیں مختلف جوانب نکلیں۔ کچھ جنات مکہ مکرمہ روانہ کئے۔ وہ تقریباً نو تھے اور وہ جنات نصیبین میں رہتے تھے۔ نصیبین دیار ربیعہ کا ایک شہر ہے۔ اور "اِنسان العیون" میں ہے نصیبین شام کے علاقہ کا ایک شہر ہے۔ بعض نے اِسے یمن کا شہر لکھا ہے۔ ۲۱

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں:۔ رَفَعْتُ اِلٰی نَصِیْبِیْنَ حَتّٰی رَاَیْتُهَا فَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّعْذِبَ نَهْرَهَا وَیُنَضِّرَ شَجَرَهَا وَیُكَثِّرَ مَطَرَهَا ۲۲ "میں نصیبین گیا وہاں میں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی بارگاہ میں دُعا کی (یا اللہ ﷻ) اِس شہر کی نہر کا پانی میٹھا فرما دے اور اِس کے درختوں کو پھلدار بنا دے اور اِسے بکثرت بارش عطا فرما"۔

---

۲۰ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۰۴۔ ۲۱ تفسیر روح البیان جلد ۸ ص ۴۸۷۔ ۲۲ ایضاً۔

جنات کے بادشاہوں کے نام:

منقول ہے کہ موصل کے علاقہ نینوی میں جنوں کے بادشاہ رہتے ہیں ''عین المعانی'' میں اُن کے نام یہ لکھے ہیں: (۱) شاصر (۲) ناصر (۳) دس (۴) مس (۵) از (۶) دادناں (۷) اقم۔ بعض علماء کہتے ہیں وہ نو تھے (آٹھواں) عمرو اور (نواں) سرق۔ اور ایک کا نام زوبعۃ تھا۔ وہ ابلیس کا لڑکا ہے۔ قاموس میں لکھا ہے یہ زوبعۃ جنات کا رئیس ہے۔ اِس طرح یہ دس اَفراد ہوئے۔

ملک عرب کی طرف جو ۹ جن آئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اُن کے نام یہ ہیں: (۱) سلیط (۲) ساصر (۳) ماصر (۴) حاصر (۵) حسا (۶) مسا (۷) علیم (۸) ارقم اور (۹) ادرس۔ یہ اپنے علاقہ سے چلے اور ''تہامہ'' پہنچے۔ ''تہامہ'' مکہ مکرمہ کو کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ تہامہ سے عکاظ بازار کے قریب وادی نخلہ میں آ کر ٹھہرے۔ ۲۳

''نخلہ'' ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ نخلہ شامیہ، ایمانیہ وادیاں ہیں۔

جنات کا ایک گروہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جنوں کے نمائندوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے تلاوتِ قرآنِ مجید سنی۔ اُس وقت آپ ﷺ سورۂ طٰہٰ شریف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا ارشادِ مبارک ہے: وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ ۲۴ ''اور جب ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف چند (یعنی سات یا نو) جنات پھیرے وہ کان لگا کر قرآنِ (مجید) سنتے تھے پھر جب وہاں حاضر ہوئے تو آپس میں بولے خاموش رہو۔ پھر جب (قرآنِ مجید کی تلاوت) مکمل ہوئی تو اپنی قوم کو ڈر سنانے کے لئے پلٹے''۔

---

۲۳ روح البیان جلد ۸ ص ۴۸۷۔ ۲۴ الاحقاف: ۲۹۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا تلاوتِ قرآنِ مجید کے وقت خاموش رہنا چاہئے اور کان لگا کر سننا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا بعض بندگانِ خدا قدرتی طور پر مسائل حقہ سے آگاہ ہوتے ہیں اور عامل بھی ہوتے ہیں۔ دیکھو جنات نے خود بخود تلاوتِ قرآنِ مجید کے موقعہ پر خاموشی اختیار کرنے کے لئے ایک دوسرے سے کہا۔ حالانکہ یہ خاموشی حکم الٰہی ہے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۲۵ "اور جب قرآن (مجید) پڑھا جائے تو اُسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو"۔

وہ جنات اپنی قوم کے پاس گئے (ترجمہ): "اور بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد اُتاری گئی ہے۔ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ (یہ) حق اور سیدھی راہ دکھاتی (ہے)۔ اے ہماری قوم اللہ (جل جلالہ) کے منادی کی بات مانو اور اُس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے سامنے اُس کا کوئی مددگار نہیں اور وہ کھلی گمراہی میں ہے"۔ ۲۶

مسائل: محولہ بالا ارشاداتِ باری تعالیٰ سے معلوم ہوا (۱) جنات کے لئے جنت نہیں۔ اُن کی نیکیوں کی جزا عذاب سے نجات ہے۔ (۲) ایسی کوئی آیتِ مبارک نہیں جس میں جنات صالحین کا جنتی ہونا صراحۃً مذکور ہو۔ (۳) کفار و بدکار جنات دوزخ میں جائیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۔۔۔۔ ۲۷ "اور بے شک ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا فرمائے ہیں"۔

اَقسامِ جنات:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ۔خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْجِنَّ ثَلَاثَةَ اَصْنَافٍ صِنْفٌ حَيَّاتٌ وَّعَقَارِبٌ وَّخِشَاشُ

---

۲۵ الاعراف: ۲۰۴۔ ۲۶ ترجمہ آیت نمبر ۳۰ تا ۳۲ سورۃ الاحقاف۔ ۲۷ الاعراف: ۱۷۹۔

الْاَرْضِ وَصِنْفٌ كَالرِّيْحِ فِي الْهَوَآءِ وَصِنْفٌ عَلَيْهِمُ الْحِسَابُ وَالْعِقَابُ ۲۸ ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے تین اَقسام کے جنات پیدا فرمائے ہیں۔(۱) سانپ' بچھو اور حشرات الارض کی شکلوں میں (۲) ہوا کی طرح ہوا میں اُڑتے رہتے ہیں (۳) تیسری قسم جو مشہور ہے اُنہی پر ثواب بھی ہے اور عذاب بھی''۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے' فَصِنْفٌ لَهُمْ اَجْنِحَةٌ يُطِيْرُوْنَ بِهَا فِي الْهَوَاءِ ۲۹ کہ جنات کی ایک ایسی صنف ہے جس کے پَر ہیں اور ہوا میں اُڑتی ہے۔

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِخْتَصَمَ عِنْدِي الْجِنُّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْجِنُّ الْمُشْرِكُوْنَ ۳۰ ''میرے پاس مسلمان جن اور مشرک جن جھگڑے''۔

جن مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ صحیح بخاری شریف میں لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اَلثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا ۳۱ ''ثعبان سانپوں میں سے نر سانپ ہے''۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۳۲ ''تو اُس (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ فوراً ایک اژدہا ظاہر ہو گیا''۔ جو موٹائی میں اژدہا تھا تیزی میں پتلے سانپ کی طرح تھا۔ زرد رنگ کا تھا ایک میل اُونچا کھڑا ہو گیا۔ نچلا ہونٹ زمین پر اور اُوپر والا ہونٹ فرعونی محل کی چوٹی پر تھا۔ جب فرعون کی طرف رُخ کیا تو فرعون تخت سے اُتر کر گوز مارتا بھاگا اور درباری ایسے بھاگے کہ بہت سے فرعونی پاؤں کے نیچے کچلے گئے اور مر گئے اور فرعون چیخا کہ ایمان لاتا ہوں' اسے پکڑ لو

---

۲۸ تفسیر روح البیان جلد ۸ ص ۴۹۱' کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۱۷۹' جلد ۶ ص ۱۴۳' تفسیر دُرِ منثور جلد ۳ ص ۶۱۳' (زیر آیت الاعراف: ۱۷۹)۔ ۲۹ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۴۳' حدیث نمبر ۱۵۱۷۸۔ ۳۰ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۴۲ حدیث نمبر ۱۵۱۷۷' جلد ۶ ص ۱۶۷ حدیث نمبر ۱۵۲۳۲۔ ۳۱ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۴۶۶۔ ۳۲ الاعراف: ۱۰۷' الشعراء: ۳۲۔

اور تمہارے ساتھ میں بنی اسرائیل کو بھیجتا ہوں۔ ۳۳

واقعہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو اکابر انصار رضی اللہ عنہم میں سے ہوئے ہیں۔ آپ نے ایک سوراخ میں پیشاب کیا' تو جنات نے آپ کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اُس سوراخ سے آوازیں سنیں کہ ہم نے سعد کو قتل کر دیا۔ اُنہوں نے آوازیں دیں اور شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا ہم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور ہم نے دو تیر پھینکے جو اُن کے دل میں آر پار ہو گئے۔ ۳۴

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: بعضوں نے کہا: اَلْحَیَّاتُ اَجْنَاسٌ اَلْجَآنُّ وَالْاَفَاعِیُ وَالْاَسَاوِدُ ۳۵ سانپ کی کئی قسمیں ہیں' الجان (جان کی جمع ہے) جان (سفید باریک نسل کا سانپ ہے) افاعی (اژدھا زہر دار سانپ) اساود (کالا ناگ)۔ ۵

۵ "کالا ناگ سب سانپوں سے بدتر ہے۔ اِس کا زہر ایسا سخت ہے کہ دم بھر میں آدمی مر جاتا ہے۔ کہتے ہیں سانپ کی عمر ہزار سال کی ہوتی ہے۔ ہر سال کینچلی بدلتا ہے۔ اگر غذا نہ ملے تو صرف ہوا پر گذارہ کرتا ہے۔ پانی کی اِحتیاج نہیں رکھتا لیکن جب پانی دیکھتا ہے تو اُس کو پی کر مست ہو جاتا ہے۔ کبھی مست ہو کر مر جاتا ہے۔ ننگے برہنہ آدمی سے بھاگتا ہے آگ کو پسند کرتا ہے۔ دُودھ کا عاشق ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۳۹۱ من وعن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ خطبۂ مبارکہ اِرشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سانپوں کو (جہاں دیکھو) مار ڈالو اور خصوصاً جن کے سر پر دو نقطے (سیاہ وسفید) ہوں اور دُم بریدہ ہوں۔ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ "کیونکہ یہ دونوں آنکھوں کی بینائی مٹاتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں"۔

---

۳۳ نور العرفان زیر آیت الاعراف: ۱۰۷۔ ۳۴ مرقاۃ جلد۲ ص۶۶' اشعۃ اللمعات جلد۱ ص۵۹۔
۳۵ صحیح بخاری جلد۱ ص۴۶۶' تیسیر الباری جلد۴ ص۳۹۱' تفہیم البخاری جلد۵ ص۱۰۹۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک دن میں سانپ کو تلاش کر رہا تھا تا کہ اُس کو قتل کر دوں تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مجھے پکارا اِس کو مت مارو۔ میں نے کہا (واہ) رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سانپوں کو مارنے کا حکم فرمایا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: (بے شک) مگر اِس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپ کو جو جن ہوتے ہیں دفعتہً مارنے سے روک دیا ہے۔ ۳۶

ایک سانپ ہے جس کو "ناظر" کہتے ہیں جب اُس کی نظر انسان کی آنکھ پر پڑ جائے تو وہ انسان اُسی وقت مر جاتا ہے۔ ذَوَاتُ الْبُیُوْتِ "سفید لمبے سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں" وہ اذیت نہیں پہنچاتے۔ ان کو "عوامر" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اِن کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔

صحیح مسلم میں حدیث شریف ہے: اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَیْتُمْ مِنْهُمْ شَیْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ ۳۷ "مدینہ منورہ میں جو جنات ہیں وہ مسلمان ہو گئے ہیں جب تم اُن میں سے کسی کو (سانپ کی شکل میں) دیکھو اُس کو تین دن تک ڈراؤ، خبردار کرو۔ اِس مدت کے بعد اگر وہ ظاہر ہو تو اُس کو مار ڈالو کیونکہ اگر وہ مسلمان جن ہوتا تو باہر چلا جاتا۔ وہ شیطان ہے (اُس کو قتل کر دو) وہ سانپ جس کے سر پر دو نقطے ہوں گھروں میں یا جنگلات میں جہاں اُن کو دیکھا جائے قتل کر دیا جائے۔

کیا جنات عبادت کرتے ہیں؟

حضرت ابوعمر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلْجِنُّ عِنْدَ الْجَمَاعَةِ مُكَلَّفُوْنَ "ایک جماعت کے نزدیک جنات (عبادات میں) مکلّف ہیں۔ قرآنِ مجید میں ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ ۳۸ "اور میں نے جنات اور انسان اِس لئے تخلیق فرمائے تا کہ وہ میری عبادت کریں"۔

---

۳۶ بخاری جلد ۱ ص ۴۶۶۔ ۳۷ مسلم حدیث نمبر ۲۲۳۶، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۹۲، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۱۱، مرقاۃ جلد ۸ ص ۵۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۱۸۔ ۳۸ الذاریات: ۵۶۔

حضرت امام مالک، حضرت امام اوزاعی، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ سب فرماتے ہیں: اِنَّهُمْ يُثَابُوْنَ عَلَى الطَّاعَةِ وَيُعَاقَبُوْنَ عَلَى الْمَعْصِيَةِ ۳۹ ''اُن کو نیک اعمال پر ثواب ہوگا اور گناہوں پر عذاب ہوگا''۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: نَعَمْ لَهُمْ ثَوَابٌ وَّعَلَيْهِمْ عِقَابٌ ۴۰ ''ہاں اُن کو (نیکیوں اور اطاعات پر) ثواب ہے اور اُنہیں (گناہوں اور معاصی پر) سزا اور عذاب ہے''۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کافر جنوں کو عذاب ہوگا۔ ۴۱

سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۲۸ سے آیت نمبر ۱۳۰ تک ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ''جس دن سب کو اُٹھایا جائے اور فرمایا جائے گا: يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ ''اے جنوں کے گروہ تم نے بہت انسانوں کو گھیر لیا''۔ (اُن کو بہکایا، اغواء کیا اور گمراہ کیا) اُن کے دوست انسانوں میں سے عرض کریں گے اے ہمارے ربّ (عظیم) ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اُٹھایا اور ہم اپنی معیاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم فرمائے گا: اَلنَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ .... (الانعام: ۱۲۸) ''تمہارا ٹھکانہ آگ ہے تم اس میں ہمیشہ رہو گے مگر جیسے اللہ (جل جلالہٗ) چاہے''۔ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) بے شک آپ ﷺ کا ربّ (عظیم) حکمت والا اور علم والا ہے۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ .... (الانعام: ۱۳۰) ''اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہ آئے تھے کہ تم پر میری آیات (مبارکہ) پڑھتے اور تمہیں یہ دن (یعنی قیامت کا دن) دیکھنے سے ڈراتے''۔ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی اور اُنہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر ہیں۔

جنات میں مختلف گروہ بھی ہیں: وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ

۳۹ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۰۵۔ ۴۰ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۴۔ ۴۱ ایضاً۔

ذٰلِکَ کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ ۴۲ ''اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں اور کئی راہیں بٹے ہوئے ہیں''۔ (یعنی فرقے فرقے مختلف)

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' میں لکھا ہے:۔ اِنَّ فِی الْجِنِّ الْمُؤْمِنُ وَالْکَافِرُ وَالْمُعْتَزِلَۃُ وَالْجَھْمِیَّۃُ وَجَمِیْعُ الْفِرَقِ ۴۳ ''جنوں میں کافر مومن معتزلہ جہمیہ اور دیگر فرقے پائے جاتے ہیں''۔ تجربہ سے ثابت ہے جنوں میں اہلسنّت وجماعت کے علاوہ دیگر فرقوں سے تعلق رکھنے والے بھی ہیں۔ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی نائب غوث الثقلین منظور نظر داتا گنج بخش علی ہجویری حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز فرماتے تھے' جنات گیارہویں شریف کا ختم بھی دِلواتے ہیں۔ فرماتے ہیں' میں ان کی محافل گیارہویں شریف میں شامل ہوتا رہا ہوں۔

جن کا سایہ یا اٹھرا:

آپ کی خدمت پاک میں اکثر لوگ حاضر ہوتے اور عرض کرتے کہ ہماری بیٹی' بہن' ماں یا بیوی پر جنات کا سایہ ہے۔ آپ سائل حضرات سے پوچھتے کہ جس خاتون کے متعلق آپ بتا رہے ہیں کیا اُس کا ماہواری نظام صحیح ہے؟ کیا وقت پر حیض آتا ہے۔ کم تو نہیں آتا زیادہ تو نہیں آتا۔ دورانِ پریڈ بچی کو تکلیف تو نہیں ہوتی۔ آپ فرماتے اِس کو کوئی جن کا سایہ وغیرہ نہیں ہے اِس کے پریڈ خراب ہیں۔ آپ اُس کو اجوین' کالی مرچ اور سہاگہ تین ماہ اِستعمال کرنے کے لئے اِرشاد فرماتے۔ بعض لوگ اِس بات پر مصر ہوتے کہ نہیں باباجی سرکار اِس بچی کو جن کا سایہ ہے تو آپ فرماتے نہیں ہے جن کا سایہ جب لوگ مزید مصر ہوتے تو آپ صرف اتنا اِرشاد فرما دیتے اچھا چلو جیسے آپ کہتے ہیں لیکن سنو! اگر پہلے سایہ تھا تو اب نہیں ہے۔ آپ بندۂ ناچیز کو فرمایا کرتے تھے پتر منیر سو (۱۰۰) میں دو یا تین ایسے کیسز ہوتے ہیں کہ جن وغیرہ کا مسئلہ ہوتا ہے وگرنہ اٹھانوے فی صد (۹۸%) عورتوں کو اٹھرا کی بیماری ہوتی ہے مینسز کا مسئلہ ہوتا ہے بفضلہٖ تعالیٰ آپ کی دُعا سے اجوین' کالی مرچ اور سہاگہ کے اِستعمال

۴۲ الجن:۱۱۔ ۴۳ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۵۔

سے مریضہ صحت یاب ہو جاتی۔

بے اَولاد شادی شدہ جوڑے کے لئے نسخہ:

جو جوڑے بے اَولاد ہوتے تو آپ مردوں سے فرماتے شہد کھاؤ اور فرماتے اپنی بیویوں کو بہنوں یا بیٹیوں کو اجوین' کالی مرچ اور سہاگہ تین ماہ کے لئے کھلاؤ۔ انشاء اللہ العزیز رحمت ہو جائے گی۔

حاجی محمد حفیظ صاحب کا واقعہ:

سن ۱۹۸۵ء یا ۱۹۸۶ء کی بات ہے حاجی محمد حفیظ صاحب کوٹھے پنڈ والے کی شادی کے چار پانچ سال تک اَولاد نہیں ہوئی۔ ایک روز دونوں میاں بیوی حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنا مسئلہ بیان کیا۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے حاجی محمد حفیظ صاحب کو فرمایا کہ آپ سترہ (۱۷) کلو شہد کھالیں اور آپ کی بیوی اجوین' کالی مرچ اور سہاگہ تین ماہ کھاتی رہے۔ اللہ ﷻ کے فضل و کرم سے اَولاد کے نور سے جھولی بھر جائے گی۔ بفضلہٖ تعالیٰ دوائی اور دراصل آپ کی دُعا کی برکت سے اللہ ﷻ نے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام عبدالوحید رکھا گیا۔ حاجی محمد حفیظ کا بیٹا عبدالوحید ماشاء اللہ اَب جوان ہے اُس کی شادی ہو چکی ہے اور ربّ ذوالجلال والاکرام اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فضل اور باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی دُعائے باکرامت کے صدقہ سے اُس کے تین بچے ہیں۔

نوٹ: یہ نسخہ آج بھی اُسی طرح گھروں کی رونقیں دوبالا کر رہا ہے جیسے باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی ظاہری زندگی میں فیض رساں تھا۔ اس نسخہ کو حاصل کرنے کے لئے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

0300-7676037, 0301-7125170, 0300-7615124,
0301-7096878, 0300-4274936, 042-36880027-28

رانی توپ:

حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کا جاری کردہ ایک تعویذ جسے آپ

''رانی توپ'' فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی اجازت سے بندۂ ناچیز نے اَن گنت تعداد میں چھپوایا اور آپ سرکار علیہ الرحمہ ہر حاجت مند' مصیبت زدہ' گھریلو بے برکتی میں مبتلا' جن بھوت پریت کے شکار' مقروض حضرات کو نیز آگ اور دیگر بلاؤں سے حفاظت کے لئے گھر میں لگانے کے لئے اور گلے میں لٹکانے کے لئے عطا فرماتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہو جاتی۔ اگر کوئی جادو کا وار کرتا تو یہ تعویذ (یعنی رانی توپ) روحانی فائر کر کے دشمن کے وار کو زائل کر دیتا ہے۔ پوری دُنیا میں یہ روحانی علاج سودمند ہو رہا ہے۔ اِس تعویذ کو حاصل کرنے کے لئے مختلف مقامات پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) پیر طریقت مجمع انوارِ نگینہ حضرت قبلہ صاحبزادہ علامہ مولانا حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی زم زم صاحب مدظلہ العالی۔ 0300-7676037

(۲) پیر طریقت مجمع انوارِ نگینہ حضرت قبلہ صاحبزادہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی۔ 0301-7125170

(۳) پیر طریقت مجمع انوارِ نگینہ حضرت قبلہ صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی۔ 0300-7615124

(۴) پیر طریقت مجمع انوارِ نگینہ حضرت قبلہ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی۔ 0301-7096578

سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ اگ۔ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد پاکستان

(۵) منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ''
جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور پاکستان 0092-0300-4274936

(۶) ڈاکٹر محمد حسین یوسفی حویلی لکھا 0333-6945019

(۷) محمد زاہد زئی یوسفی' محمد حامد زئی یوسفی ملتان 0300-6327797 0333-6150863

(۸) محمد ساجد شبیر پیٹر برو یو۔کے 00447716954738

علاج

شہد میں شفاء:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میرے بھائی کا پیٹ چل رہا ہے۔ (یعنی پیچس لگے ہوئے ہیں۔) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِسْقِهِ عَسَلاً ''اُسے شہد پلاؤ''۔ اُسے شہد پلایا گیا۔ وہ شخص پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا' ہم نے اُسے شہد پلایا ہے۔ مگر (شہد نے) اُس کے دست بڑھا دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اُس کو تین مرتبہ یہی فرمایا: (یعنی اُسے شہد پلاؤ) پھر وہ چوتھی مرتبہ آیا تو آپ ﷺ نے اُسے فرمایا: اُسے شہد پلاؤ۔ اُس نے عرض کیا' میں نے اُسے شہد پلایا ہے لیکن اُس نے تو اُس کا پیٹ اور جاری کر دیا ہے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ فَسَقَاهُ فَبَرِءَ [1] ''اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) نے صحیح فرمایا ہے (یعنی فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ کہ شہد میں شفاء ہے) اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا ہے۔ چنانچہ اُسے شہد پلایا گیا اور وہ صحیح ہو گیا''۔

اُس شخص کو بدہضمی اور فاسد مادوں کی زیادتی کی وجہ سے دست آ رہے تھے۔ شہد اُن فاسد مادوں کو نکالنے کا سبب تھا۔ اِس لئے شہد پلانا اطباء کے مذہب کے مطابق ہوگا۔ جب آخری بار شہد پلایا گیا تو فاسد مواد نکالنے اور بیماری کو دُور کرنے کے لئے کافی ثابت ہوا تو بالآخر اس کا فائدہ ظاہر ہو گیا۔

طبِ نبوی قطعی اور یقینی طور پر فائدہ مند ہے۔ کیونکہ یہ طب' وحی الٰہی ونبوت

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۵۶۸۴' مسلم حدیث نمبر ۲۲۱۷' ترمذی حدیث نمبر ۲۰۸۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۔۹۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۵۲۱' مرقاۃ جلد ۸ ص ۳۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۳۴۴' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۴۰۲' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۱۶۴' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۱۷۳' کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۱۷۰' قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ حدیث نمبر ۱۳۷۔

کے کمالِ عقل سے ہے۔ اَطباء کی طب عموماً تیزی فکر، ظن اور تجربہ سے ماخوذ ہے جس میں خطاء کا بھی احتمال ہے اور اس سے خطرات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

شہد میں پانی ملا کر پینا باعثِ شفاء:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ فِیْ کُلِّ شَهْرٍ لَمْ یُصِبْهُ عَظِیْمٌ مِّنَ الْبَلَاءِ [۲] ''جس نے ہر مہینے میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹا، اُسے بڑی چیز لاحق نہ ہوگی جو کہ بلاء ہے''۔ مطلب یہ کہ شہد کی برکت سے چھوٹی بلاء (پریشانی) کیا، بڑی بلاء (پریشانی) بھی لاحق نہیں ہوتی''۔

''سفر السعادت'' میں ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز پانی ملے ہوئے شہد کا ایک پیالہ گھونٹ گھونٹ نوش فرماتے۔ شہد میں پانی ملا کر پینا صحت کی حفاظت کا ضامن ہے۔ ناشتے کے بعد شہد کا چاٹنا بلغم کو دُور کرتا ہے۔ معدے کو صاف کرتا ہے۔ لیس دار اور زائد مادوں کو دُور کرتا ہے۔ معدے کو حدِ اعتدال تک گرم کرتا ہے۔ سُدے خارج کرتا ہے۔ پانی ٹھنڈا اور تر ہے جو حرارت کو جمع کرتا ہے اور جسمانی صحت کی حفاظت کرتا ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہر صبح ٹھنڈے پانی میں شہد ملا کر ایک پیالہ نوش فرماتے پھر جب کھانے کی طلب ہوتی تو جو کچھ حاضر خدمت ہوتا اُس میں سے تناول فرماتے۔

دو شفائیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَیْکُمْ بِالشِّفَآئَیْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ [۳] ''تم

---

۲ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۵۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۵۷۰، مرقاۃ جلد ۸ ص ۳۸۷۔ ۳ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۵۲، مشکوٰۃ نمبر ۴۵۷۱، مرقاۃ جلد ۸ ص ۳۸۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۱۴۴، مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۳۰۰، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۱۰۲۔

دو شفاؤں' شہد اور قرآنِ مجید کو لازم پکڑو''۔ شہد شفاء ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ''اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔ اور قرآنِ مجید بھی شفاء ہے۔ ھُدًی وَّ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ''ہدایت اور سینوں کی بیماریوں کی شفاء ہے''۔ دونوں فرامین میں دونوں کو شفاء فرمایا گیا ہے۔ لیکن شہد جسمانی بیماریوں کی شفاء ہے جبکہ قرآنِ مجید ظاہر و باطن کیلئے شفاء ہے۔ نیز شہد میں شفاء ہے جبکہ قرآنِ مجید جو کلامِ الٰہی ہے' عینِ شفاء ہے۔

شہد شفاء بخش ہے:

شہد بہت سے اَمراض کیلئے شفاء ہے۔ علمائے طب نے بھی صراحت کی ہے کہ شہد یقیناً ایک ''شفاء بخش'' قدرتی مشروب ہے۔ (حوالہ نمبر۳ پارہ نمبر۱۴ سورۃ النحل زیرِ آیت ۶۹ احسن التفاسیر چھاپہ سعودی عرب) احسن التفاسیر میں شہد کو ''شفاء بخش'' قدرتی مشروب لکھا گیا ہے۔ اِنہی کے محکمہ کے لوگ کسی چیز کے نفع وضرر کے منکر ہیں اور ماننے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ (ایں چہ بوالعجبی است)

تین چیزوں میں شفاء ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلشِّفَآءُ فِیْ ثَلٰثٍ فِیْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْلَیَّةٍ بِنَارٍ وَاَنَا اَنْھٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ [۴] ''شفاء تین چیزوں میں ہے (i) خون نکالنے کے لئے نشتر (ii) شہد کا گھونٹ (iii) آگ کے داغ لگانے میں اور میں اپنی اُمت کو داغ لگانے سے منع کرتا ہوں''۔

---

[۴] بخاری حدیث نمبر ۵۶۸۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۹۱' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۵۱۲' مرقاۃ جلد ۸ ص ۳۴۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۳۴۱' کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۱۷۱' قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ حدیث نمبر ۱۳۹' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۴۷۔

محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میرا نگینہ میں محترم المقام الحاج محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ کی یاد میں جو اَشعار میں نے رَقم کیے ہیں' بلاشبہ اُن میں میرے سچے جذبات اور بے ریا محبت کارفرما ہے۔ اور اِس کا فیصلہ قارئین کرام خود بھی کر سکیں گے کہ اَشعار میں یہ بے ساختگی اور والہانہ پن بغیر قلبی تعلق کے آ ہی نہیں سکتا۔

پیرِ طریقت' امینِ علمِ لدُنی' حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ سے میرا قلبی تعلق تھا اور ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مرتے دم تک رہے گا۔ حضرت قبلہ عالم نگینہ صاحب علیہ الرحمہ جس طرح میری زندگی میں وارد ہو کر میرے قلب و روح میں رچ بس گئے تھے اُنہیں اَب نکالا ہی نہیں جا سکتا۔ حضرت قبلہ عالم نگینہ صاحب علیہ الرحمہ مجھے پہلی بار کیسے ملے تھے ضروری ہے کہ یادوں کو زندہ رکھنے کیلئے اُس ملاقات کو زینتِ قرطاس بنا دوں۔

میری لکھی ہوئی نعتوں کے نغمات پورے ملک بلکہ بیرونِ پاکستان بھی پوری آب و تاب سے نشر ہو رہے تھے بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اہلسنّت و جماعت کا کوئی سٹیج بھی اَیسا نہ تھا جہاں میری نعتیں نہ پڑھی جاتی ہوں، اسی زمانہ میں پیر طریقت' امینِ علمِ لدُنی' حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ کی ایک منقبت زبان زدِ خاص و عام تھی اور اُس منقبت کے بول تھے۔

لے یار ہویں والے داناں تے ڈُبی ہوئی تر جائیں گی۔

یہ منقبت میں خود بھی متعدد بار نعت خوان حضرات سے سن چکا تھا۔ نعت

۔ میرا نگینہ از قلم: جناب محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ۔ یہ کتاب بندۂ ناچیز نے مجمع انوار نگینہ صاحبزادہ محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب مدظلہ العالی کے حکم سے حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ عقب داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ سے چھپوا کر آپ کی خدمت میں پیش کی۔ ''یوسف مصرِ محبت'' (حصہ اوّل) میں میرا نگینہ کتاب سے جو حصہ نقل کیا جا رہا ہے اُس کی ایڈیٹنگ اور ترتیب بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے کی ہے۔

خوان حضرات ہی کیا علمائے اہلسنّت بھی اِس منقبت کے بعض اَشعار کو اپنے وعظ کی زینت بنایا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اِس منقبت کے بول زبانِ زدِ خاص و عام تھے تو یہ میں نے غلط نہیں کہا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اہلسنّت کے علاوہ غیر مقلِد لوگ بھی اِس منقبت سے متعارف تھے۔

یہ منقبت جس قدر اہلسنّت کو مسرّت عطا کرتی تھی اُس سے کہیں زیادہ غیر مقلدین کی پریشانی کا باعث تھی، چنانچہ وہ لوگ اِس کا توڑ تلاش کیا کرتے تھے، اور پھر اُن کے ایک شاعر ابراہیم خادم نے توڑ تلاش کیا۔ وہ یہ تھا۔

اللہ باجھ ناں غیر پکار، فی اکدن مرجائیں گی

فی الحقیقت یہ نظم اُس منقبت کا توڑ تو نہ بن سکی تاہم اِس نے خادم صاحب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ اور اُس کا جو حال ہوا اُس کے بے شمار شاہد آج بھی موجود ہیں۔ ہوا یہ کہ ابراہیم خادم صاحب نے یہ نظم لکھی تو غیر مقلدین نے اُسے سر پر اُٹھالیا اور ہر اسٹیج پر اُسے یہ نظم سنانے کی فرمائش ہونے لگی۔ نظم کے اِس بول کے علاوہ باقی نظم میں اولیاء اللہ کے خلاف اِنتہائی گستاخانہ اَنداز میں زہر اُگلا ہوا ہے۔ یہ اَمر اگرچہ غیر مقلدین کیلئے باعث تسکین تھا مگر اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی بے حرمتی کرنے کی کب تک اجازت دیتا ہے؟ ایک بار خادم صاحب ایک جلسہ سے آرہے تھے۔ اوکاڑہ سے تاندلیانوالہ آتے ہوئے ماڑی پتن میں کشتی پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھ دیگر کئی اپنے چاہنے والوں کو لے ڈوبے، حضور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بیڑہ تیرانے کا مذاق اُڑانے والا شخص اپنے اَنجام کو اِس طرح پہنچا کہ پہلے اُس کی کشتی ڈوب گئی پھر بسیار تلاش کے بعد اُس کی لاش کو نکالا گیا تو جسم کا ہر حصہ اَلگ اَلگ گلا سڑا ہوا ملا اور چہرہ مسخ ہو چکا تھا۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

اللہ تعالیٰ کسی دشمن کو بھی ایسی موت نہ نصیب کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلدین دانستہ اور نا دانستہ اولیاء اللہ کی توہین کا اِرتکاب کرتے رہتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے خالقِ کائنات کے دوستوں کو کہہ دیتے

ہیں جس کی سزا بہر صورت اِن کا مقدر ہوتی ہے۔ اِس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے مَنْ عَادٰلِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ۔ ''جو میرے ولیوں سے دشمنی کرتا ہے میرا اُس کے ساتھ اِعلانِ جنگ ہے''۔ اَب آپ خود ہی اَندازہ کرلیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنگ کرنے والے کا کیا اَنجام ہوسکتا ہے۔

بہر کیف! حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اسمِ عظیم عبدالقادر کی برکت سے کشتیاں تیر جانے کی بات کی تھی۔

غیر مقلدین نے حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو ربِّ حقیقی قادرِ مطلق کی ضد اور ند سمجھ کر اِس پکار کو پرستش اور پوجا کے معنوں میں بیان کرنا شروع کردیا اور (نعوذ باللہ) حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تذلیل وتنقیص پر اُتر آئے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہرگز پسند نہ تھی کیونکہ اُس کا اپنا فرمان ہے کہ جو لوگ کثرتِ نوافل سے میرا تقرب حاصل کر لیتے ہیں میں اُن کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ اُن کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتے ہیں۔ اُن کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ اُن کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتے ہیں''۔ اندریں حالات اُن کا کسی بھی شخص کی اِمداد واعانت فرمانا فی الحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کا فرمانا ہے۔ مگر جان بوجھ کر اِس حقیقت سے اِنحراف کرنے والوں کو ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔

پہلی ملاقات:

جناب محمد ابراہیم صائم چشتی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میں حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کو اِس منقبت لے یارہویں والے داناں۔۔۔ کے حوالہ سے بحیثیت شاعر جانتا تھا اور بحیثیت عالمِ دین تو وہ اُس وقت شہرت کی بلندیوں پر پہنچے ہوئے تھے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب میں نے غیر مقلدین کے عقائد کے متعلق ایک کتاب لکھنے کا آغاز کیا، جس کی پہلی نظم کے مطلع کا بول تھا۔

بلّے اُو توحید دیو وڈیو پچاریو

یہ نظم میں نے ایک جلسہ میں پڑھی تو مجھے وہاں سے کئی حضرات نے اپنے

اپنے جلسوں میں آنے کی دعوت دی اور پھر چند ہی دنوں میں یہ نظم خاصی مقبول ہوگئی۔ نظم کی مقبولیت دیکھ کر بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس نظم کو بڑی کتاب میں شائع کرنے کی بجائے ایک چھوٹی سی کتاب میں چھاپ دیا جائے تاکہ عامۃ الناس تک پہنچنے میں بڑی کتاب کی قیمت دشواری کا باعث نہ بنے۔ چنانچہ اَحباب کے مشورہ سے یہ نظم چند دوسری نظموں کے ساتھ شائع کردی گئی اور اس کتابچے کا نام بھی ''بلّے اُوتو حیدر یوو ڈیو پچاریو'' رکھ دیا۔

جناب محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ:

فرماتے ہیں' ایک دِن میں اپنی کتابوں کی دُکان چشتی کتب خانہ فیصل آباد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک خوبصورت شکل وشباہت اور لمبے قد والے جواں سال مولانا صاحب کاندھے پہ تھیلا اُٹھائے تشریف لائے' اُن کی داڑھی شریف سیاہ تھی اور کوئی کوئی بال سفید تھا۔ موصوف نے دروازے پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ میں صائم چشتی صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضرت صائم صاحب فرماتے ہیں' چند اَحباب اُس وقت میرے اِرد گرد موجود تھے' اُن میں سے ایک شخص موصوف کو جانتا تھا۔ اُس نے کہا حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ آگے تشریف لے آئیں یہ صائم صاحب ہی بیٹھے ہیں۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کا نام سن کر میں کھڑا ہوگیا۔ اور وہ آگے بڑھ کر نہ صرف یہ کہ مجھ سے لپٹ گئے بلکہ بار بار میری پیشانی اور میری آنکھوں کو چومنے لگے اُن کے اِس اَندازِ محبت نے فی الحقیقت مجھے حیرت میں ڈال دیا کیونکہ پیش ازیں میں نے کسی بھی عالمِ دین کو اپنے لئے اِس قسم کے جذبات رکھنے والا نہیں پایا تھا۔

بہرکیف حضرت قبلہ پیر طریقت' رہبر شریعت' امین علم لدنی' حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ یہی وہ ملاقات تھی جس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے۔

تری پہلی نظر کا وار توبہ
کہ دِل اَب تک دُعائیں دے رہا ہے

حضرت قبلہ حاجی صاحب علیہ الرحمہ میرے سامنے تشریف فرما ہوگئے' پھر

اپنے تھیلے کا منہ کھول کر' میرا وہ کتابچہ نکالا جو میں نے میں غیر مقلدین کے عقائد سے متعلق لکھا تھا جس کی پہلی نظم کا مطلع تھا" بلّے اُو توحید دیو وڈیو پچاریو" اور فرمانے لگے مبالغہ خیال نہ کریں تو ایک بات کہوں' میں نے عرض کیا فرمائیں' تو حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے آج تک پنجابی شاعری میں نہ تو اتنا حسن دیکھا ہے اور نہ ہی اتنے کم صفحات میں عقائد کی اتنی بڑی بحث دیکھی ہے۔ فی الحقیقت آپ نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

بے لوث' مخلص مبلّغ اعظم کے ساتھ ایک سفر:

جناب محمد ابراہیم صائم چشتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں اپنی دکان پر تھا اور حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ میرے پاس تشریف فرما تھے۔ دیگر متعدد علماء حضرات بھی دائرے کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے' اسی اثناء میں ایک مولوی صاحب آئے اور آ کر ہم جلیس ہو گئے۔ چند ایک کتابیں طلب کیں جو پیش کر دی گئیں۔ مولوی صاحب نے کتابوں کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر ایک طرف رکھتے ہوئے کہا' میں ایک اور مقصد کیلئے بھی آیا ہوں' پوچھا کیا مقصد ہے؟ کہا میں جس گاؤں میں رہتا ہوں وہاں غیر مقلدین کی اکثریت ہے۔ گاؤں کے زمیندار بھی غیر مقلد ہیں۔ جبکہ چند غریب لوگ جو سنّی ہیں وہ بھی رہتے ہیں اُنہوں نے چھوٹی سی مسجد بنا رکھی ہے' جس میں اُنہوں نے مجھے بطور امام رکھا ہوا ہے۔ چند روز پہلے غیر مقلدین نے بہت بڑا جلسہ کیا تھا' جس میں سنّیوں کو بہت بُرا بھلا کہا۔ لوگوں نے مجھے جوابی جلسہ کیلئے کہا ہے' مگر ہمارے پاس جلسہ کے اَخراجات کیلئے کچھ بھی نہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور فی سبیل اللہ ایک عالمِ دین کو ساتھ لیکر آ جائیں' تو ہم جوابی جلسہ کر سکتے ہیں۔

میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے علماء کی طرف دیکھتے ہوئے اجتماعی طور پر کہا کہ کون کون فی سبیل اللہ وعظ سنانے کا شوق رکھتا ہے تا کہ جلسہ کی تاریخ رکھ لی جائے۔ مگر اُن سب میں صرف پیر طریقت' امین علم لدنی' حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ تھے جنہوں نے فرمایا! جلسے کیلئے کون سی تاریخ چاہتے ہو اور پھر ساتھ ہی ڈائری

نکال کر ورق گردانی شروع کر دی' جو تاریخ اُس نے مانگی تھی وہ حضرت صاحب علیہ الرحمہ کے پاس خالی تھی' وعدہ ہو گیا۔ میں اور حضرت صاحب اُسکے پاس جانے کے پابند ہو گئے۔ وہ گاؤں گوجرہ منڈی سے پانچ چھ میل آگے نہر کے کنارے کے قریب واقع تھا۔ شاید اُس کا نام بھکھی ستراہ تھا یا کچھ اور۔ اُس شخص نے ہمیں کہا تھا کہ آپ مغرب کی نماز کے وقت وہاں پہنچ جائیں۔ کیونکہ گوجرہ سے آگے راستہ ٹھیک نہیں۔ تاریخ مقررہ پر ریل گاڑی پر جانے کا پروگرام بنا' گوجرہ کو جانے والی گاڑی دو گھنٹے لیٹ آئی۔ یہاں تک کہ عصر کی نماز بھی ریلوے اسٹیشن فیصل آباد پر ہی اَدا کر لی۔ گاڑی آئی تو میں گاڑی پر سوار ہو گیا' حضرت صاحب علیہ الرحمہ کا تھیلا آڑے آیا۔ رش زیادہ تھا آپ (علیہ الرحمہ) گاڑی پر سوار ہوتے ہوتے رہ گئے۔ میں نے کھڑکی سے دیکھا تو آپ چلتی گاڑی کے ساتھ بھاگتے ہوئے آ رہے تھے۔ میں نے تیزی سے زنجیر کھینچی اور گاڑی ریلوے پھاٹک جھال خانوانہ پر پہنچ کر رُک گئی' مگر حضرت صاحب علیہ الرحمہ بہت پیچھے تھے۔ بالآخر میں بھی اُتر آیا۔ گاڑی چلی گئی اور ہم دونوں اسٹیشن پر اکٹھے ہو گئے۔ میں نے عرض کیا' حضرت صاحب (علیہ الرحمہ) اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہمارا وہاں جانا منظور نہیں' ہو سکتا ہے وہاں حالات خراب ہوں' جس کی وجہ سے ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہاں جانے سے روک دیا ہے؟

آپ میری بات سن کر مسکرانے لگے اور فرمایا! آپ نے وہاں فی سبیل اللہ جانے کا وعدہ خود کیا ہے اور فرمانِ خداوندی ہے عہد کی پاسداری کرنی چاہیے اور ساتھ یہ آیتِ مبارک بھی ارشاد فرما دی: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ''اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں شہید ہو جائیں اُنہیں مردہ نہ کہو''۔ اَب بتائیں کیا اِرادے ہیں؟ میں نے عرض کیا!

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

اسٹیشن سے باہر نکلے' رکشہ لیا اور لاری اڈے پہنچے' بس پکڑی اور گوجرہ پہنچ گئے۔ جب گوجرہ پہنچے تو عشاء کی اَذان ہو رہی تھی۔ اُن دِنوں بسیں اِتنی ہی تیز رفتار ہوا

کرتی تھیں۔ اڈہ پر تانگے والوں سے بات کی۔ جانے کیلئے کوئی تیار نہ تھا۔ میں نے حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی طرف دیکھا حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے پھر انہیں گذارش کی ہمیں کوئی غیبی قوت روک رہی ہے۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ واپسی کا پروگرام بنائیں۔ فرمایا! اگر آپ نے فی سبیل اللہ شرکت کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو یقیناً حالات کا تقاضا یہی ہے کہ واپسی کر لی جاتی۔ مگر اَب تو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط و بے حد جلّ جلالہٗ کی راہ میں نکلے ہیں۔ وہاں پہنچنے کی تجویز سوچیں اُن دِنوں اُس گاؤں کا کرایہ شاید ایک روپیہ فی سواری تھا۔ غالباً مذکورہ مولوی صاحب نے کہا تھا کہ پانچ روپے دے کر سالم تانگہ لے لینا۔ مگر جب میں نے حضرت صاحب علیہ الرحمہ کا عزمِ صمیم دیکھا تو ایک مرتبہ پھر تانگے والوں کے پاس گیا اور کہا کہ ہمیں وہاں ایک دینی جلسے میں شرکت کرنا ہے' اِس لئے منہ مانگا کرایہ بھی لے لیں اور آپ کو ثواب بھی ہوگا۔ ایک تانگے والا کہنے لگا آپ کتنا کرایہ دے سکیں گے؟ میں نے کہا جو تم کہو گے اُس نے کہا کہ پچاس روپے لوں گا۔ رات وہیں رہوں گا' میرا کھانا اور گھوڑے کا چارا بھی آپ کے ذمے ہوگا۔ صبح سات بجے تک آپ کا اِنتظار کروں گا اُس کے بعد وہاں نہیں رکوں گا۔ میں نے کہا تمہاری سب شرطیں منظور ہیں' تانگہ نکالو اور دیر نہ کرو۔ رات اَندھیری تھی۔ راستہ اَن دیکھا تھا۔ سڑک کچی تھی گاؤں مخالفین کا تھا۔ لوگ پہچانتے بھی نہ تھے۔ مگر اِرادے کے پکے حضرت قبلہ عالم نگینہ صاحب علیہ الرحمہ مجھے بھی ساتھ کھینچے چلے جا رہے تھے۔ مطلوبہ گاؤں میں پہنچے تو سب لوگ سوئے ہوئے تھے۔ اُن دِنوں گاؤں بجلی سے محروم ہوا کرتے تھے۔ پورا گاؤں اَندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ گاؤں کے اَندر کی سڑکیں گڑھوں کا روپ دھارے ہوئے تھیں۔ جدھر سے ہمارا تانگہ گزرتا کتے بھونکتے۔ آخر ہماری طرح مصیبت کا مارا ایک شخص کندھے پر کسّی رکھے نظر آیا۔ اُس سے مولوی صاحب کے گھر کا پتا پوچھا۔ اُس نے کہا' آیئے نہیں پتا چلے گا' میں ساتھ چلتا ہوں' مجھے بھی اُدھر ہی جانا ہے اور پھر وہ چھلانگ لگا کر تانگے کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند موڑ کاٹنے کے بعد ایک ٹوٹی ہوئی

دیواروں کا اَحاطہ سا نظر آیا جس میں بڑا سا برگد کا پیڑ رات کے اَندھیرے میں ایک اَیسے عفریت کی صورت میں نظر آ رہا تھا' جس نے پہاڑوں کے غاروں جیسے جبڑے کھول رکھے ہوں' راستہ بتانے والا تانگے سے اُتر کر چلا گیا اور ہم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مولوی صاحب کا گھر تلاش کرنے لگے۔ بالآخر دیئے کی لرزتی ہوئی لَو کیواڑوں سے نظر آئی۔ قریب پہنچے تو وہ آٹھ مربع فٹ کا کمرہ تھا جس پر چھوٹی چھوٹی بُرجیاں اُس کے مسجد ہونے کا پتا دیتی تھیں۔ مسجد کے دروازے پر دستک دی' اَندر سے دو آدمی برآمد ہوئے ہمیں اَندر آنے کیلئے کہا اور بتایا کہ وہ ساتھ والے گاؤں سے جلسہ سننے کے لئے آئے تھے' مگر حضرت قبلہ عالم سرکار نگینہ صاحب علیہ الرحمہ تشریف نہیں لائے۔ میں نے کہا' اَب حضرت قبلہ عالم سرکار نگینہ تو آ گئے ہیں۔ تم اُن مولوی صاحب کو بلاؤ جنہوں نے حضرت قبلہ عالم سرکار نگینہ کو دعوت دی تھی۔ اُس نے کہا کہ مولوی صاحب کا گھر وہ سامنے ہے آپ لوگ اُدھر ہی چلے جائیں۔

میزبان کے دروازے پر دستک دی وہ فوراً دروازہ کھول کر باہر نکلے اور پھر ہمیں دیکھ کر جو اُن کا حال ہوا وہ اَلفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں' یوں لگتا تھا جیسے اُن پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی ہو۔

بہرحال چند لمحوں کے بعد وہ حیرت و استعجاب کی دُنیا سے واپس آ گئے اور پھر انتہائی عُجلت میں اُنہوں نے تانگے والے کو اور ہمیں کھانا کھلایا' ہمارے لئے بستر تو شام ہی سے بچھا رکھے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد دَرس کا پروگرام بنایا گیا' صبح فجر کی نماز کی اَدائیگی کے بعد دَرس کے پروگرام کا آغاز ہوا اور دَرس کے آغاز سے قبل اِمام مسجد نے مجھے نعت شریف پڑھنے کیلئے کہا۔ میں نے حضور سیّد عالم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں نعتیہ اَشعار عرض کئے۔ چھوٹی سی مسجد میں گنتی کے چند اَفراد موجود تھے۔ بعد ازاں حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کو توحید سے متعلق بیان کرنے کی درخواست کی اور بتایا کہ سامعین میں فلاں شخص گاؤں کا نمبردار ہے اور وہ غیر مقلد ہے' مگر فجر کی نماز گھر قریب ہونے کی وجہ سے میرے پیچھے پڑھتا ہے۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ

الرحمہ نے مختصر خطبہ پڑھا اور میری لکھی ہوئی نعت شریف پڑھی جس کا مطلع ہے: ؎

کملی والے میں صدقے تیری یادتوں آ کے جو بے قراراں دے کم آ گئی

آپ نعت شریف پڑھ رہے تھے اور سامعین پر رقت طاری ہو چکی تھی۔ نعت شریف کے بعد آپ نے دَرس شروع فرمایا تو آپ کے ساتھ نہ صرف عام سامعین کی آنکھیں پرنم تھیں بلکہ غیر مقلد نمبر دار بھی رو رہا تھا۔ اَبھی دَرس شروع ہوئے دس منٹ بھی نہ گزرے تھے کہ غیر مقلدین کی مسجد کا سپیکر چیخنے لگا اور اُن کے مولوی صاحب کی آواز براہِ راست مسجد میں آنے لگی۔ غیر مقلد نمبر دار جلدی سے اُٹھ کر مسجد سے نکل گیا اور پھر کچھ دیر کے بعد واپس آیا تو غیر مقلدین کا سپیکر بند ہو چکا تھا۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کا دَرس دو گھنٹے تک جاری رہا۔ اِسی دوران' میں وضو تازہ کرنے کیلئے مسجد کے کمرہ سے باہر نکلا تو حیرت زدہ ہو گیا کہ رات کے وقت عفریت نظر آنے والے برگد کے درخت کے نیچے سینکڑوں لوگ کھڑے اور بیٹھے حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کا بیان سن رہے تھے اور یہ سب کے سب گاؤں میں رہنے والے غیر مقلدین تھے جنہیں حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے دلنشین مضمونِ توحید اور دَرد بھری آواز نے مسحور کر رکھا تھا۔ واپسی پر تانگے والے کو کرایہ دینے لگے تو اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور صرف اِتنا کہہ سکا مجھے جو کچھ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے وعظ سے ملا ہے وہ پچاس روپے تو کیا پچاس ہزار سے بھی زیادہ کا ہے۔

ایک مناظرہ:

کھرڑیانوالہ اور جڑانوالہ کے درمیان پکی سڑک پر ایک گاؤں چک بڈھے والا ہے۔ وہاں پر پیر طریقت' امینِ علم لدنی' حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کو جلسہ میں دعوت دی گئی' اُس گاؤں میں بھی غیر مقلدین کی اَکثریت ہے۔ پیر طریقت' امینِ علم لدنی' حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے اَنبیاء کرام علیہم السّلام واَولیاء سے مدد مانگنے کے جواز میں حدیث شریف بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ مدینہ شریف اور گردونواح میں بارش نہ ہوئی اور قحط کی صورت بننے لگی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دَور تھا۔ لوگوں نے آپ سے بارش کی درخواست کی۔ آپ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ اور حضور رسالت مآب ﷺ کے عمِ محترم ہیں۔ حضور رسالت مآب ﷺ ہم میں بظاہر موجود ہوتے تھے تو ہم بارش کیلئے اُن کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتے تھے اَب آپ کو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے قریبی سمجھ کر بارش کیلئے التجاء لے کر آئے ہیں۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اُن کو ساتھ لیا اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی قبرِ اطہر پر حاضر ہو کر بارش کی دُعا کی تو اُسی وقت بادل آئے اور گھٹائیں بن کر برسنے لگے۔

اِس روایت کے رواۃ کو امینِ علم لدنی، حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے فتح الباری شرح بخاری کے حوالہ سے بیان فرمایا جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک معتبر محدّث علامہ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کی تالیف ہے اور آپ نے بتایا کہ اس کے رواۃ ثِقہ ہیں اور حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

چونکہ حدیث پاک غیر مقلدین کے خیالی عقائد کے محل کو مسمار کر دینے والی تھی لہٰذا اُنہوں نے صبح دَرس دیتے ہوئے کہا کہ اس حدیث کا راوی بلال بن حارث مجہول ہے اور یہ شخص حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نہیں۔ لہٰذا اِس بات پر ہم سے مناظرہ کرلو۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ فتح الباری لائیں میں حوالہ دِکھا دیتا ہوں، غیر مقلدین نے کہا حوالہ آپ نے دیا ہے کتاب بھی آپ ہی لائیں۔ کتاب لانے کیلئے ایک دِن کی مہلت لے کر امینِ علم لدنی حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ فتح الباری غنگمری بازار دارالاثریہ میں موجود ہے کسی طرح اُس کی فلاں جلد حاصل کریں۔ دارالاثریہ میں یہ معاملہ پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ لہٰذا اُن لوگوں نے اُس چھاپے کی کتاب دی جس میں تحریف کر کے لفظِ مزنی نکال دیا گیا تھا۔ یاد رہے کہ غیر مقلدین اکثر طور پر اُن عبارات یا اَلفاظ حدیث کی کتابوں سے نکال دیتے ہیں جو اُن کے عقیدہ پر ضرب

کاری کی حیثیت رکھتے ہوں۔ چنانچہ اسی دارالاثریہ کے ہیڈ آفس سانگلہ ہل سے امام بخاری کی کتاب الادب المفرد شائع ہوئی ہے اور اُس میں یا محمد (ﷺ) کا یا کاٹ دیا گیا ہے۔ روایت یوں تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو اُنہیں کہا گیا کہ سب سے پیاری ہستی کا نام لو۔ اُنہوں نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) تو اُن کا پاؤں درست ہو گیا مگر غیر مقلدین نے دانستہ طور پر لفظ یا کاٹ کر صرف محمد (ﷺ) کر دیا ہے۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ ''جس روپے کو کاٹ دیا جائے اُسے کوئی نہیں لیتا تو کٹی ہوئی حدیث کیسے قبول ہو سکتی ہے''۔

بہر کیف! حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ غیر مقلدین کی دی ہوئی فتح الباری کی وہ جلد جس میں حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ تھا لیکر چک بڈھے والا پہنچے تو وہاں جا کر حوالہ نکالا تو حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ ششدر رہ گئے بلکہ یوں کہنا زیادہ درست ہو گا کہ دم ہی نکل گیا' کیونکہ اُس میں صحابی کا تعارفی نام بلال حارث بن مزنی رضی اللہ عنہ کی بجائے صرف بلال بن حارث تھا اور اس نام کے متعدد راوی مجروح ہیں۔

جن لوگوں کے پاس گئے تھے اُنہیں بتایا کہ غیر مقلدین نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے' جہاں سے ہم کتاب لائے ہیں یہ لوگ وہاں پہلے پہنچ چکے تھے اور ہمیں تحریف شدہ کتاب دی گئی ہے اَب ایک روز کی مہلت مزید چاہئے تا کہ ہم درست چھاپہ کی کتاب حاصل کر سکیں۔

شور تو بہت ہوا' تاہم لوگوں کی اکثریت نے اِس بات کو تسلیم کر لیا' گاؤں کے معتبر لوگوں کے اِجتماع میں فیصلہ ہو گیا کہ اگر دھوکا ہوا ہے تو کتاب لانے کا موقع ضرور ملنا چاہئے۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ بے حد پریشان اور پژمردہ میرے پاس تشریف لائے مجھے بھی بے حد رنج ہوا۔ مولانا عبداللہ شیخ الحدیث دارالاثریہ جھال خانوالہ فیصل آباد میں رہتے تھے اُن سے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ میری اُن کے ساتھ نوک جھونک چلتی ہی رہتی تھی۔ بہر حال اُنہوں نے اَصل چھاپہ کی کتاب دے دی اُسے دیکھا تو حوالہ موجود تھا۔

حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے بھی ساتھ چلنے کیلئے فرمایا: چنانچہ ہم نے کھڑیانوالے پہنچ کر چک بڈھے والا کا تانگہ لیا اور اُس گھر میں پہنچ گئے جہاں اجتماع ہوا تھا اور جہاں حوالہ دِکھانے کا وعدہ کیا تھا۔ گاؤں کے غیر مقلدین کو اُصل کتاب حاصل ہونے کی اِطلاع پہلے ہی مل چکی تھی۔ لہٰذا اُنہوں نے اُس جگہ پر آنے سے اِنکار کر دیا۔ اَب گاؤں کے لوگ اُنہیں بلانے کیلئے جا رہے ہیں' مگر وہ کسی بھی صورت میں آنے پر تیار نہیں تھے' بالآخر اُن کا پیغام ملا کہ گذشتہ روز آپ حوالہ نہیں دِکھا سکے اِس لئے بات ختم ہو چکی ہے۔ ہاں اگر آپ کو ضرور ہی حوالہ دِکھانے کا شوق ہے تو ہماری مسجد میں آ جائیں۔ حضرت قبلہ عالم نگینہ صاحب علیہ الرحمہ اور میں خود بھی اُن کی مسجد میں جانے کیلئے کھڑے ہوئے تو گاؤں کے لوگوں نے کہا وہ لوگ اَب کوئی بات سننے کو تیار نہیں' سوائے فساد کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم نے گاؤں کے پڑھے لکھے لوگوں میں سے چند چنے گئے لوگوں کو اَصل عبارت پڑھائی اور اُن کے سامنے کتاب رکھ کر وہ عبارت اُنہیں نوٹ بھی کروا دی بعد ازاں لوگ آتے جاتے رہے۔ ہم اُنہیں غیر مقلدین کی چالاکی کے متعلق بتاتے رہے اور پورا دِن اور پوری رات وہاں رہنے کے بعد اَگلے روز وہاں سے واپس آئے۔ جب کہ پورے گاؤں والے جان گئے تھے کہ غیر مقلدین نے چالاکی کی ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

مناظرین کی ضرورت:

جناب مولانا ابراہیم صائم چشتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' یوں تو پیر طریقت' رہبر شریعت' امینِ علم لدُنی' حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی کا بیشتر حصہ مخالفین اہل سُنّت کے عقائد کی تردید و تکذیب میں گزرا اور آپ کے دَرد بھرے مواعظ میں بھی مخالفین کی تکذیب کا عنصر نمایاں ہوتا تھا۔ گویا ایک طرف آپ سامعین کو کیف و سرور اور سوز و گداز کی نعمت عطا فرماتے تھے اور دوسری طرف پاکیزہ اور صاف ستھرا عقیدہ اُن کی جھولی میں ڈال دیتے تھے۔

اُنہیں بحث و مناظرہ کا اِہتمام کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی بلکہ یہ اَمر

اُن کی عام گفتگو میں بھی از خود نمایاں ہو جاتا تھا۔ بایں ہمہ اُنہوں نے خود کو کبھی مناظر نہیں کہا بلکہ مناظرِ قدرت کی رنگینیوں میں کھو جانے کو پسند کیا۔ تاہم اہل سُنّت کے معروف مناظر حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کو اپنی اَہم ترین ضرورت متصور کرتے تھے۔ اہل سُنّت کے مشہور مناظر حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمہ نے مناظرہ پر کتاب لکھنا چاہی' تو حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کو پاس بٹھا کر کہا' آپ غیر مقلدین کے طرف سے پیدا کئے گئے اور پیدا ہونے والے متوقع اور غیر متوقع سوالات کی فہرست تیار کریں اور پھر اُن کے سوالوں کے تحقیقی اور الزامی جوابات کی ایک فہرست بھی بنائیں چنانچہ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے سوالات کا اَنبار لگا دیا اور مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمہ کی نکتہ آفرین طبیعت اُن سوالوں کے الزامی اور تحقیقی جوابات صفحاتِ قرطاس پر پھیلاتی چلی گئی اور آپ کی معروف زمانہ کتاب مقیاسِ حنفیت معرضِ وجود میں آ گئی۔

گوجرہ کے ایک گاؤں میں مناظرہ:

گوجرہ کے قریب ایک گاؤں تھا جس کا نام بھکھی تھا یا ستراہ۔ اُس گاؤں میں مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد عنایت اللہ علیہ الرحمہ کے ساتھ غیر مقلدین کے مولوی محمد حسین شیخوپوری صاحب کا مناظرہ ہونا قرار پایا تھا۔

جناب مولانا محمد ابراہیم صائم چشتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں حسبِ معمول اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ جامعہ رضویہ سے ایک شخص آیا اور پوچھا حضرت سرکار نگینہ صاحب علیہ الرحمہ آج کہاں ہوں گے؟ میں نے کہا کہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں آج اُن کی تقریر ہے' شاید کل شام تک آ جائیں۔ یاد رہے کہ اُن دِنوں حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ میرے پاس ہی ٹھہرا کرتے تھے۔ چنانچہ جن لوگوں نے حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے جلسہ وغیرہ کی تاریخ لینا ہوتی وہ مجھ سے ہی رابطہ کیا کرتے تھے۔ بہر کیف! تقریباً نصف گھنٹہ بعد مناظرِ اہل سُنّت علامہ محمد عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ مع چند رفقاء کے میرے پاس تشریف لے آئے اور حضرت قبلہ نگینہ صاحب

علیہ الرحمہ کی واپسی کے بارے میں پوچھا' میں نے اُنہیں بھی یہی بتایا کہ اُمید ہے انشاءاللہ رات تک وہ میرے گھر تشریف لے آئیں گے۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ فلاں تاریخ کو فلاں گاؤں میں مناظرہ ہے اور حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ وہاں میرے ساتھ جائیں گے۔ لہٰذا یہ تاریخ اُن کی ڈائری میں نوٹ کروادیں۔ پھر کچھ دیر بعد موصوف تشریف لے گئے۔ دوسرے روز میرے اندازے کے مطابق حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ عشاء کی نماز کے وقت میرے گھر تشریف لے آئے۔ میں اُن دِنوں محلہ فتح آباد جھال خانوانہ فیصل آباد میں رہائش پذیر تھا۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کو آئے تقریباً ایک گھنٹہ ہی گذرا تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی دروازہ کھولا تو حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ ایک دوست کے ہمراہ بہ نفسِ نفیس دروازہ پر کھڑے تھے۔ میں نے نہایت احترام سے اُنہیں خوش آمدید کہا۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے بھی اُن کا والہانہ استقبال کیا۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے ساتھی کو واپس بھیج دیا اور اِدھر اُدھر کی چند باتوں کے بعد حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے کہا کہ فلاں جگہ غیر مقلدین کے ساتھ نماز میں رفع الیدین اور آمین بالجہر کے بارے میں مناظرہ ہے اچھی طرح تیاری کرلیں۔

میں نے ازراہِ مزاح کہا' کیا یہ مناظرانہ اندازِ گفتگو ہے کہ مناظرہ آپ کے ساتھ ہے اور تیاری حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کریں۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے خوب اس بات کا ذوق لیا۔ بعد ازاں رفع یدین کے حوالوں کی بات چلی حالانکہ آپ خود بھی اِن مسائل پر غیر مقلدین کے ساتھ متعدد بار گفتگو کر چکے تھے' لیکن حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے طریقِ استدلال سے یوں متاثر نظر آرہے تھے جیسے پہلی بار یہ باتیں سنی ہوں۔

بہرکیف! آپ نے زندگی میں پہلی مرتبہ مجھے بھی اپنے طور پر دعوت دی کہ آپ بھی اس مناظرہ میں ضرور شرکت کریں۔ اور ابھی سے فتح کی نظم لکھ رکھیں۔ میں نے آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کردیا تو اُنہوں نے حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے کہا کہ سفارش فرمادیں۔ حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے اُن سے

وعدہ کرلیا کہ یہ ضرور میرے ساتھ آئیں گے۔ میں نے کہا پہلے یہ وعدہ کریں کہ کبھی سانگلہ ہل میں اپنے جلسے میں بھی دعوت دیں گے۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ کھلکھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا ضرور ضرور آج ہی سے تاریخ نوٹ کرلیں۔ خیر یہ باتیں مزاح کے طور پر تھیں۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کو مناظرہ کے بارے میں تاکید مزید کرنے کے بعد اجازت طلب کی اور حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ اُنہیں اَلوداع کہنے کیلئے مسجد تک اُن کے ساتھ آئے جہاں اُن کی گاڑی کھڑی تھی۔

مناظرہ کے روز میں اور حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ مذکورہ گاؤں میں پہنچ گئے۔ مولوی محمد حسین صاحب خطیب چک ہرلاں کو بھی مناظروں کا بڑا شوق ہے' آپ بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جس گھر میں ہمیں ٹھہرایا گیا تھا اُس کے سامنے اہل سُنّت وجماعت کی چھوٹی سی مسجد تھی' جس میں زیادہ سے زیادہ بیس آدمی نماز اَدا کرسکتے تھے۔ مسجد کچی تھی اور بہت ہی چھوٹے سے کمرے پر مشتمل تھی' صحن بھی انتہائی مختصر تھا۔ گردونواح سے آنے والے لوگ کچھ تو مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ اِدھر اُدھر کھڑے تھے۔

مسجد کی حالتِ زار سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس گاؤں میں اہلسنّت و جماعت عقیدہ کے لوگ یا تو بہت کم ہیں یا بے حد کمزور ہیں۔ بہرکیف! جب ہم لوگوں نے غیر مقلدین کے علماء کی آمد کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ گاؤں کے کچھ لوگ اُنہیں لینے گئے ہوئے ہیں اور اَبھی واپسی نہیں ہوئی۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے اہل خانہ سے پوچھا کہ اس کمرے کے علاوہ بھی کسی کمرے میں ٹھہرنے کا اِنتظام ہے۔ گھر والوں نے کہا! ہاں جناب اَندر بھی ایک کمرہ ہے جو آپ کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ مولانا اُٹھے اور فرمایا: چلو کمرہ دِکھاؤ اور پھر وہ کمرہ دیکھ کر واپس نہ آئے۔ کچھ دیر بعد میں بھی اُس کمرے کو دیکھنے گیا' کیونکہ جس بیٹھک میں ہمیں ٹھہرایا ہوا تھا۔ وہاں لوگوں کا بے پناہ رش ہوگیا تھا۔ جب میں اَندرونی کمرے میں گیا تو وہاں پر ایک چارپائی بچھی تھی' جس پر حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ

الرحمہ پورے وقار کے ساتھ سوئے ہوئے تھے اور اُن کی کتابوں کا بند صندوق ایک بڑی سی میز پر پڑا ہوا تھا' جو آپ نے اندر جاتے ہوئے اپنے ساتھ ہی منگوالیا تھا۔

اَب باہر کی بیٹھک میں رش ہو جانے کی وجہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے ایک چارپائی پر کتابوں کا ڈھیر لگا رکھا تھا۔ گاؤں کے غیر مقلد لوگوں نے چارپائیوں کو گھیرا ہوا تھا۔ کچھ کھڑے تھے کچھ نے چارپائی پر قبضہ جما رکھا تھا اور کچھ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے رفع یدین کی بحث شروع کر رکھی تھی۔ کبھی بتاتے کہ نسائی شریف میں حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ نے ترک رفع یدین کے چار اَبواب مقرر کر رکھے ہیں۔ کبھی فرماتے غیر مقلدین کے فلاں مولوی نے رفع یدین نہ کرنے والوں کو پکے مسلمان قرار دیا ہے۔ بہر کیف! بات بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ میں نے حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کیا! یہ گاؤں کے عام لوگ ہیں' آپ انہیں کہیں کہ اپنے کسی مولوی صاحب کو بھیجیں تا کہ فیصلہ کن بات ہو سکے یا پھر اُس وقت یہ مسئلے بتائیں گے جب مناظرہ ہوگا۔ مگر حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ پر تو جیسے جنون کی کیفیت طاری تھی اور مسلکِ حقہ اہلسنّت و جماعت کا دفاع کرنے پر تلے ہوئے تھے۔

اِس مصروفیت سے اُس وقت فراغت ہوئی جب سامنے چھوٹی سی مسجد میں ظہر کی اَذان ہوگئی۔ ہم لوگوں نے ظہر کی نماز باجماعت اَدا کی اور صاحبِ خانہ سے غیر مقلدین کے علماء کی آمد کے بارے میں پوچھا' اُس نے بتایا کہ ہمارا اُن لوگوں سے مکمل رابطہ ہے وہ شخص جو اُن کے مولوی صاحب کو لینے گیا ہوا تھا۔ آیا اور کہا اَبھی تھوڑی دیر تک بات واضح ہو جائے گی۔ اَبھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ غیر مقلدین کا ایک نمائندہ آیا اور اِس نے بتایا کہ ہمارے مولوی صاحب نہیں آ رہے اِس لئے کہ اُنہوں نے جمعہ پڑھانا ہے تاریخ کا تعین دوبارہ ہوگا۔ میں نے معاً کہا بھائی کوئی اور بہانہ بنالیتا' آج تو منگل کا دِن ہے' منگل کے دِن کون سا جمعہ پڑھانا ہے۔ یہ بات سن کر اُس کا رنگ فق ہو گیا اور پھر ایک لمحہ کے بعد بات بنا کر کہنے لگا شاید کہیں تقریر پر

جانا ہوگا۔ وہاں پر موجود غیر مقلدین نے تو اُسے سختی سے ڈانٹا کہ بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے مگر سنیوں نے اُس کا خوب احتساب کیا۔

اسی اثناء میں حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ بھی نیند لے چکے تھے اور نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں تشریف لے آئے' ابھی وہ نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ چند لوگوں نے آکر بتایا کہ گاؤں کی وہ گراونڈ جہاں مناظرہ کے اسٹیج کا اہتمام ہو رہا تھا' پولیس نے گھیرے میں لے لی ہے۔ گوجرہ' ٹوبہ' رجانہ اور پتا نہیں کہاں کہاں کی پولیس پہنچ گئی ہے۔ بلکہ عام پولیس کے ساتھ بڑے بڑے افسر بھی آئے ہیں اور اُنہوں نے کہا ہے مناظرہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پولیس آنے کا پس منظر یہ تھا کہ غیر مقلد مولوی صاحب نے مناظرہ کرنے سے پہلے ہی انکار کر رکھا تھا اور وہ شخص جو اُسے لینے کیلئے بھیجا ہوا تھا کسی اور جگہ سے ہو کر آ گیا تھا اور غیر مقلدین نے ڈی سی فیصل آباد کو درخواست دے رکھی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ فلاں گاؤں میں فرقہ وارانہ فساد کا خطرہ ہے۔

جنات کا رابطہ:

جناب علامہ محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ پیر طریقت امینِ علم لدنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے جنوں سے اپنی متعدد ملاقاتوں کا ذکر میرے سامنے کیا ہے جسے اور بھی بہت سے لوگوں نے سنا ہے اور کئی مرتبہ یہ بھی ذکر کیا کہ جناب میاں محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ساکن جنڈانوالہ نے جنات کو قابو کر رکھا تھا اور اکثر میرے وعظ سے متاثر ہو کر فرمایا کرتے تھے! جناب حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ آپ کو جنوں کا ایک چھوٹا سا بچہ دے دوں؟ مگر آپ ہمیشہ معذرت طلب کر لیتے تھے۔ بایں ہمہ ایک عجیب واقعہ میرے سامنے بھی ظہور میں آیا جس کی تفصیل ہدیۂ قارئین کرام ہے۔

ہماری رہائش اُن دنوں جھال خانوانہ محلہ فتح آباد فیصل آباد میں تھی۔ حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کسی جلسہ میں شرکت کے بعد حسبِ معمول بعد نمازِ عشاء میرے پاس تشریف لے آئے۔ شب بھر متعدد مسائل زیرِ بحث

آتے رہے یہاں تک کہ فجر کی نماز اَدا کرنے کے بعد سونے کا پروگرام بنایا۔ اَبھی فجر کی اَذان ختم ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی میں نے اُٹھ کے دروازہ کھولا تو ایک میلا کچیلا سا شخص میلے کچیلے لباس میں دروازے کے باہر کھڑا تھا۔ میں نے اُسے کہا! ہاں میاں کیا بات ہے؟ کہنے لگا! حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے ملنے کیلئے آیا ہوں۔

میں نے دروازے کا پٹ کھول دیا اور وہ پٹ سے اَندر آ کر حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے مصافحہ کرنے کے بعد اُن کی چارپائی پر پائنتی کی طرف بیٹھ گیا۔

حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا' فرمایئے کہاں سے آئے ہیں اور کیا مقصد ہے؟ اُس شخص نے کہا! میں مری سے آیا ہوں وہاں ہوٹل میں برتن مانجھ رہا تھا کہ آپ کی یاد آ گئی میں نے کہا چلو مل آؤں۔ اُس کا لب ولہجہ اگرچہ کشمیر اور راولپنڈی کے لوگوں جیسا تھا مگر آواز میں ملائمت کے باوجود کھڑ کھڑاہٹ سی معلوم ہوتی تھی۔ میں نے اور حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے بیک وقت اُس کی آواز کی اَجنبیت کو محسوس کیا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اُس کے بارے میں ایک درست فیصلہ کر لیا۔ تاہم مزید اطمینان کیلئے میں نے اُس شخص کا نام پوچھا۔ اُس نے کہا میرا نام یامین ہے' میں میر پور کے علاقہ میں حضرت قبلہ نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کا وعظ سنتا رہا ہوں بس اُن سے محبت ہو گئی ہے۔

جناب ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں نے کہا کہ آخری بار آپ نے اِن کا وعظ کب سنا تھا؟ اُس نے کہا۔ یاد نہیں ایک سال تو ہو ہی گیا ہوگا۔ میں نے سوال کیا کہ ایک سال بعد اَچانک ان کی یاد کیسے آ گئی؟

یہ سوال سن کر اُس کے چہرے پر خشونت کے آثار پیدا ہو گئے اور سخت لہجے میں کہا کہ یاد کا کیا ہے جب آ جاتی ہے' آ جاتی ہے۔ میں مری کے ایک ہوٹل میں برتن صاف کر رہا تھا' اِن کی یاد آئی تو چلا آیا۔

جناب ابراہیم صائم چشتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے کہا! یار توں بڑا غصے خورا ایں۔ ٹھنڈے دِل نال گل کرنی ایں تے تینوں کچھ پچھ لینے آں نہیں

تے چائے پانی پی تے راہے پَو۔

اُس نے کہا! بابا میں غصہ نہیں کردا پچھو کی پچھنا ایں۔

میں نے کہا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں' دوسری بات یہ ہے کہ تم فیصل آباد کب سے آئے ہوئے ہو؟

اُس نے کہا حضرت قبلہ حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کی مجھے خوشبو آجاتی ہے اور فیصل آباد میں اَبھی اَبھی پہنچا ہوں۔ مری سے ایک ٹرک آرہا تھا اُس پر بیٹھ کر آیا ہوں' میں نے کہا کہ پہلی دونوں باتیں درست ہوسکتی ہیں لیکن مری سے یہاں کوئی ٹرک نہیں آتا۔

اَب اِس نے حضرت قبلہ حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ چشتی صاحب کا خیال ہے میں اُڑ کر یہاں پہنچا ہوں۔ اِنہیں کچھ سمجھائیں۔ اس کے بعد گفتگو کا سلسلہ ختم کر دیا۔ اور فجر کی نماز اَدا کرنے کے بعد اُس کے آئندہ پروگرام کے بارے میں پوچھا! کہنے لگا مری جاؤں گا نوکری کا معاملہ ہے۔ پیر بابا نے بڑی مشکل سے نوکری دِلائی ہے۔ میں نے کہا! میں تمہارے لئے چائے وغیرہ لاتا ہوں۔ تم حضرت قبلہ حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے باتیں کرو۔ اُس نے کہا چائے لائیں یا نہ لائیں' حضرت قبلہ حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے دو باتیں کرنے کا موقع ضرور دیں گویا کہ اُس نے تخلیہ طلب کیا تھا۔ کچھ دیر بعد میں ناشتہ وغیرہ لے کر پہنچا تو وہ شخص حضرت قبلہ حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے پاؤں دبا رہا تھا۔

میں ناشتہ رکھ کر واپس گیا اور چند منٹ گذارنے کے بعد دوبارہ اَندر گیا تو وہ ناشتہ کر چکا تھا پھر اُس نے ہم سے اِجازت لی اور ہمارے ہاتھوں کو چوم کر نکل گیا۔ اِسی اَثناء میں میں نے اُس کی میلی کچیلی ٹوپی دیکھی جسے وہ چھوڑ گیا تھا میں نے اُسے دروازہ کھول کر آواز دینا چاہی مگر اُسے یا تو زمین ہڑپ کر گئی یا آسمان نے اُچک لیا تھا' کیونکہ گلی کافی لمبی تھی اور ایک لمحہ میں گلی کا فاصلہ طے کرنا کسی اِنسان کے بس کا روگ نہیں تھا بعد میں حضرت قبلہ حاجی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے بتایا اُس نے کہا کہ اگر

چشتی صاحب مجھے پہچان نہ لیتے تو آج میں ضرور آپ کے پاس رہتا۔

''میرا نگینہ'' کتاب پیر طریقت رہبر شریعت مجمع انوار نگینہ حضرت حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب کے حکم سے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور سے شائع کروا کر خدمت میں پیش کی۔ ''یوسف مصرِ محبت'' حصہ اوّل میں منقبت کے علاوہ جو حالات رقم کئے گئے ہیں اُس کی ایڈیٹنگ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے کی ہے، اور کمپوزنگ کا اعزاز عزیزم محمد عثمان علی یوسفی صاحب نے حاصل کیا ہے۔

صائم چشتی

۲۱ دسمبر، ۱۹۹۱ء

کون سی؟

اَکھاں دے اَندر نیر سی
دَرداں دی اوہ تصویر سی
مسئلے سی رہندا دَسدا
متھا سی رہندا ہسدا
طیبہ دی دِل وچ یاد سی
بُلاں تے اِک فریاد سی
اَکھاں دے اَندر سَون سی
دسو بھلا اَوہ کون سی؟
دَردی سی ہر دِلگیر دا
چشمہ سی اَوہ تنویر دا
دشمن دے لئی تلوار سی
یاراں دا پکا یار سی

ناں لے کے مدنی یار دا
نعرہ جدوں سی مار دا
ڈر جاندا ہر فرعون سی
دَسّو بھلا اوہ کون سی؟

ہجراں دی لمی ہوک سی
عاشق دِی گویا کوک سی
محفل دِے وچ جد بولدا
رَمزاں ہزاراں کھول دا

شملہ ناں اُچا کُڈھ دا
لانگڑ ناں لمی چھڈا دا
نیویں اوہ رکھدا دَھون سی
دَسّو بھلا اوہ کون سی؟

بستہ اوہ رکھدا نال سی
اَکھاں چہ ڈورا لال سی
دِل وچ وفا دا نور سی
یا عشق دا تندور سی

محبوب سینے وچ سی!
سینہ مدینے وچ سی
طیبہ چہ جاون اَون سی
دَسّو بھلا اوہ کون سی؟

شاعر اَدیباں وچ سی
واعظ خطیباں وچ سی

وَلیاں دے اَندر وَلی سی
قطباں چہ قطب جلی سی

وَجدی مدینے تار سی
تاہیوں تے شب بیدار سی
جاگن دے وَرگا سَون سی
دَسّو بھلا اَوہ کون سی؟

سچا عقیدہ اَوس دا
بنیاں عقیدہ اَوس دا
قسمت سوارن جان دا
اَتھرو کھلارن جان دا

عاشق نبی ذیشان دا
رونا روانا جان دا
اَوہ جان دا تڑپون سی
دَسّو بھلا اَوہ کون سی؟

صائمؔ نرالے پیر دا
درداں دی اُس تصویر دا
سچے تے سُچے یار دا
دلبر تے اُس دِلدار دا

اُس غم چہ ڈبی ہُوک دا
اِس دَردیاں دی کوک دا
یوسفؔ نگینہ ناں سی!
ولیاں دی سِر تے چھاں سی

پیر مستری منیر احمد یوسفی صاحب فرماتے ہیں:

(۱) بیعت 1968ء پہلی ملاقات نارووال کے قریب آبائی گاؤں دھرگ میں۔

(۲) نہایت پاکباز' خوش اَخلاق' خوب صورت' شریعتِ مطہرہ کے پابند' سنتِ مصطفیٰ ﷺ کا ہر وقت خیال رکھنے والے' ہر وقت باوضو رہنا' میری آنکھوں نے وہ پہلا شخص دیکھا جس نے عشاء کے وُضو سے تہجد کی نماز پڑھ لی۔ جناب محمد منیر یوسفی صاحب نے ۱۹۶۸ء میں حضور قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کے دست ہدایت پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

کرامات:

(۱) پیر مستری منیر احمد یوسفی صاحب فرماتے ہیں' ایک دفعہ گھر پر آپ کو دعوت دی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ شکر گڑھ سے تشریف لائے' کپڑے میلے ہو چکے تھے' کپڑے دھونے کے لئے عرض کیا گیا۔ کپڑے دھونے کے لئے میں نے اپنی چچازاد رضیہ بی بی سے کہا جس کے ہاتھوں پر چنبل تھی۔ اُس نے کپڑے دھوئے تو ہاتھوں کو شفا مل گئی اور اسکے بعد یہ مرض لاحق نہ ہوا۔

(۲) میری ٹانگ میں شدید درد تھا۔ میں ڈسکہ اپنے عزیز کی طرف گیا کہ وہاں ایک ڈاکٹر فصد کے ذریعے علاج کرتا تھا۔ مگر میرے عزیز نے کہا کہ آپ تو باباجی سرکار علیہ الرحمہ کے مرید ہیں آپ کو تو درد نہیں ہونا چاہئے' میں واپس آ گیا۔ اور میری ملاقات صوفی صاحب والی مسجد وسن پورہ لاہور میں حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے ہوگئی۔ آپ نے جوتا باہر اُتارا ہوا تھا میں نے وہ جوتا لے کر اُسی ٹانگ پر ملا اور واپسی پر عرض کیا کہ میری ٹانگ میں دَرد ہے۔ آپ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور فرمایا بیٹا ذِکر کیا کرو۔ اُس دِن سے آرام ہے اور دوبارہ دَرد نہیں ہوا۔

(۳) ایک دفعہ آپ گھر تشریف لائے' میری والدہ صاحبہ کو بخار تھا۔ آپ گھر میں داخل ہو ہی رہے تھے کہ والدہ صاحبہ نے اپنے بخار کے بارے میں عرض کر دیا تو آپ

نے ہنس کر فرمایا اماں جی آپ نے وہ شعر نہیں سنا ''دو پتر اناراں دے ساڈی گلی لنگ ماہیا تاپ ٹٹن بیماراں دے'' دم بھی کر دیا' آپ صحت یاب ہو گئیں۔

(۴) پھر ایک بار جب آپ تشریف لائے ہوئے تھے تو والدہ صاحبہ نے گھٹنے کے درد کی شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ تہجد کی نماز پڑھا کریں' دوبارہ ملاقات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود پوچھا اماں جی وہ گھٹنوں کا کیا حال ہے؟ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا' کہ بالکل آرام ہے۔ آپ نے **الحمد للہ** فرماتے ہوئے فرمایا منیر احمد یہ اماں جی کی کرامت ہے۔

(۵) ایک دفعہ آپ تشریف لائے۔ یہ وقت تھا میرے چھوٹے بھائی عبدالرشید کی ٹرانسفر شرقپور شریف میں ہو گئی تھی۔ شہر کی نسبت تنخواہ کم ہو گئی خرچہ بڑھ گیا' صحت بھی اچھی نہ تھی' آنے جانے کی تکلیف! میں نے آپ سے عرض کیا حضور دُعا فرمائیں تو آپ فرمانے لگے عبدالرشید! وہاں میاں صاحب کے پاس چلے جانا تھا' شرقپور شریف کا تو ذرہ ذرہ نورانی ہے۔ اُسی ہفتے عبدالرشید کی ٹرانسفر شرقپور سے لاہور ہو گئی۔ میں نے عرض کیا جناب آپ کی دُعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی ہے۔ عبدالرشید کی ٹرانسفر لاہور ہو گئی ہے' آپ فرمانے لگے' عبدالرشید بہت پریشان تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کی سن لی ہے۔

(۶) میں نے اپنے بیٹے (محمد یٰسین) کو قرآن شریف حفظ کرنے کے لئے مدرسے بھیجا۔ دو سال میں آٹھ' نو سپارے حفظ کرنے کے بعد وہ نہ مدرسے میں جانے کو تیار تھا نہ ہی سکول جانے کو۔ یہ بات میں نے اُس وقت کی جب آپ علیہ الرحمہ گھر سے الوداع ہو رہے تھے' آپ نے یٰسین پر دستِ شفقت پھیرا اور فرمایا چلو بیٹا! کوئی بات نہیں تم ایف اے، بی اے کر لو۔ اَب **الحمدللہ** میرے بیٹے نے عربی فاضل بھی کیا ہے اور ڈبل ایم۔ اے بھی کیا ہے' یہ آپ کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔

(۷) وقت گزرتا گیا' ایک دِن گھر میں کھانا تناول فرمانے کے بعد آپ نے خود ہی دُعا فرمائی مولا! ''میرے بیٹے کی جوڑی رَلا دے'' آپ کی دُعا کے بعد بیٹا (عثمان علی) پیدا ہوا۔

(۸) آپ کے وصال کے بعد مجھے پیلے گوجراں شریف سے پیغام آیا جبکہ آپ کے روضہ شریف کی دیواریں چھت تک مکمل ہو چکی تھیں کہ آؤ گنبد بنانے کے لئے سوچیں۔ یہاں پر تو بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کے ساتھ مشورہ ہو چکا تھا جس میں اینٹ سریے وغیرہ کے متعلق اور وقت کے بارے میں بتایا تھا۔ میں دو تین ساتھیوں کے ساتھ پیلے گرجراں شریف حاضر ہو گیا۔ میرے دل میں یہ بات آئی کاش میں نے سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ پاک کی حاضری دی ہوتی۔ میں آپ کے مزار شریف کے قریب کھڑا تھا جب دل میں یہ بات آئی حالات دگرگوں ہو گئے اور مجھ سے فرمایا گیا چلو پھر ٹھہر کے سوچیں گے یعنی کام کچھ دیر کے لئے روک دیا گیا۔ حسنِ اتفاق میں 1997ء میں سرکار دو عالم ﷺ کے روضۂ گوہر بار کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ واپس آنے پر مستقل ارادے سے باباجی علیہ الرحمہ کے دربار شریف کا گنبد بنانے کے لئے میں حاضر ہوا پھر سمجھا کہ وہ جو بات میں نے سوچی تھی وہ پوری ہو گئی ہے پہلے انہوں نے زیارت کروالی ہے۔

(۹) اسے سستی ہی سمجھ لیں میں نے دو تین دن کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ نہ دھوئے رات کو آپ نے زیارت سے مشرف فرمایا گھر میں محفل کا انتظام کیا گیا۔ کھانا پیش کیا گیا ہاتھ دُھلوائے تو آپ نے پھر فرمایا۔ منیر احمد ہاتھ دُھو لئے ہیں؟ یہ تعلق ہے آپ کا چاہنے والوں سے کہ اصلاح فرما دی۔

(۱۰) میں آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف میں کام کے لئے حاضر ہوا۔ میرا ارادہ چار سے پانچ دن رہنے کا تھا۔ آپ صبح کے وقت بچوں کو بیٹھک میں ترجمہ قرآنِ شریف پڑھا رہے تھے میں پاس حاضر تھا آپ نے فرمایا بیٹا تم بھی قرآنِ شریف لاؤ اور ترجمہ شروع کرو۔ میں قرآنِ شریف لے کر حاضر ہوا تو آپ نے چار رکوع سورۃ الفاتحہ کے بعد پڑھے اُن کا ترجمہ اور مختصر تشریح فرمائی۔ اسی طرح آپ نے چار دن میں پہلے سپارے کا ترجمہ مکمل فرما دیا۔ صبح صبح کا وقت تھا سورج ابھی نکل رہا تھا آپ فرمانے لگے منیر احمد میں نے عرض کیا جی سرکار! فرمایا سورج کی طرف دیکھو۔ میں نے سورج کی طرف دیکھا تو آپ فرما رہے تھے دو چار بار آنکھیں جھپک لو۔ میرے ایسا کرنے پر مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں سورج کا اندرونی حصہ دیکھ رہا ہوں۔ میں شوق

سے دیکھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا وہ نیّر اعظم ہے آنکھوں میں تکلیف نہ ہو جائے اِس لئے دیکھنا بند کر دو۔ جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ فرمانے لگے تجھے اِس لئے دکھایا ہے کہ تو کاریگر ہے۔ پھر آپ نے وہ نقشہ دکھایا کہ یہ دیکھ کر بنایا گیا ہے' دیکھو کچھ کمی تو نہیں رہی۔ میں نے عرض کیا حضور میں کیا کہہ سکتا ہوں اَیسے ہے کہ جیسے جھولی میں بٹھا کر اتنی سیر کروادی ہے۔ میں نے یہ سوچا کہ آپ چاہتے ہیں کہ میں ترجمہ پڑھوں' ساتھ ہی آپ نے فرمایا اَیسی (۲۹) ملاقاتوں کی بات ہے۔ اَب جب میں لاہور پہنچا تو مفتی غلام رسول صاحب لَعیمی نے ترجمہ قرآن سکھانے کے لئے کلاس شروع کی' میں نے غنیمت سمجھا اور داخلہ لے لیا الحمدللہ اَب تک وہ سلسلہ جاری وساری ہے ترجمہ پڑھا۔ دورہ حدیث مکمل کیا اَب بھی فقہ شریف کی کتاب ہدایا شریف جاری ہے۔

(۱۱) ایک دفعہ آپ میرے گھر بیٹھک میں تشریف فرما تھے' طفیل نامی ایک میرا دوست خدمت میں حاضر ہوا' کہنے لگا' باباجی مجھے بہت کم نظر آتا ہے۔ آپ دُعا فرمائیں میری ماں بھی نہیں' باپ بھی نہیں' میری شادی بھی نہیں' بیوی بچے بھی نہیں' اگر آنکھیں بھی چلی گئیں تو میں کیا کروں گا۔ آپ نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے' فرمایا اے اللہ تو خیر کر دے اور آپ نے فرمایا' یہ ہے میرا وظیفہ اِسے زبانی یاد کرو اور ہر روز پڑھو' تیری بینائی ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ خود چلنے پھرنے' گھومنے گیا تھا' پھر میں نے دیکھا خود سائیکل چلا رہا ہے' پھر حج بھی کر آیا' باباجی سرکار علیہ الرحمہ کے گیت گاتا ایک دفعہ آستانہ عالیہ پر بھی حاضر ہوا سارے راستے دُعائے رقاب شریف پڑھتا گیا۔

(۱۲) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ تشریف لائے ہوئے تھے' میری والدہ شریفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے عرض کی کہ جناب چھوٹے بیٹے نے گھر علیحدہ بنالیا ہوا ہے وہاں تشریف لے چلیں۔ کچھ دُعا ہو جائے۔ آپ نے عرض قبول فرمالی۔ وہاں گئے بھائی نے پھل وغیرہ پیش کئے کہ آپ تناول فرمائیں۔ آپ نے خوبصورت سا آم پکڑا فرمایا کتنا خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اِنہیں خوبصورت بیٹا عطا فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی دُعا قبول فرمائی اُن کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا۔

پیر حاجی محمد رفیق یوسفی صاحب فرماتے ہیں

1945ء لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز کے عرس مبارک کی تقریبات اپنے پورے عروج پر تھیں۔ اِس موقعہ پر قبلہ وکعبہ باباجی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز بھی اپنے ذوق وشوق اور وجدانی کیفیت سے حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضری وسلام کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ ہم چند پیر بھائیوں کو بھی آپ کی معیت میں عرس پاک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا کچھ پیر بھائیوں کی خواہش پر پہلے شاہ عالم مارکیٹ جانے کا پروگرام بنا۔ ظہر کی نماز حضرت علامہ الٰہی بخش علیہ الرحمہ کی مسجد میں ادا کی۔ بعدازیں نماز عصر آپ کے ساتھ ادا کی اور بیت اللہ شریف کی ایک پینٹ شدہ تصویر بنی ہوئی ملاحظہ فرمائی۔ آپ اُس تصویر کی طرف متوجہ ہوئے اُس کی مدد سے ہمیں اُس کے خاص خاص مقامات سے روشناس کروانا شروع کیا۔ آپ جس محبت اور پیارے اَنداز سے اُن مقامات سے متعارف کروا رہے تھے ہمیں اَیسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہم آپ کی معیت میں خانہ کعبہ میں حاضر ہیں اور تمام مناظر کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کر رہے ہیں' پھر اچانک آپ ہم سب کی طرف متوجہ ہوئے اور بڑی محبت بھرے اَنداز سے فرمایا! میں دیکھ رہا ہوں تم سب خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہو اور انشاء اللہ تم سب حج پر جاؤ گے۔ آپ کے اِس اَندازِ تصرف پر قربان جاؤں' اُس وقت جتنے بھی پیر بھائی آپ کی معیت میں حاضر تھے اللہ ﷻ کے فضل وکرم اور آپ کی دُعا وبرکت سے وہ تمام حضرات حج فرما چکے ہیں۔ کچھ حضرات ایک سے زیادہ مرتبہ بلکہ کئی بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور مزید اُن کا جذبہ ذوق وشوق جاری وساری ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب پاک ﷺ کے صدقے ہم سب کو اَیسا ہی جذبہ وشوق نصیب فرمائے آمین۔

اے لقاء تو جواب ہر سوال لوح محفوظ است پیشانی یار

اِس کے بعد باباجی قبلہ سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز کی معیت میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پہنچے۔ دربار شریف میں دُرود وسلام اور پھولوں کا

نذرانہ پیش کرنے کے بعد باہر صحن میں حجرہ مبارک حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہٗ العزیز کے قریب تشریف فرما ہوئے وہاں آپ نے کچھ مراقبہ فرما کر دُعائے خیر عرض کی۔ بعدہٗ بندہ حقیر ناچیز پر تقصیر محمد رفیق یوسفی نے آپ کی خدمت میں والدین کو حج پر بھیجنے کے لئے دُعا کی اِلتماس کی آپ نے بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا اور فضا میں آپ نے دُعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے ابھی آپ کے ہاتھ مبارک فضا ہی میں تھے کہ محسوس ہوا کہ کوئی چیز ایسی ہے جو پیٹ میں داخل ہوئی ہے کہ جس سے قلب کو اِنتہائی سکون ملا اور یقین کامل ہو گیا کہ آپ کی دُعا قبول ہو گئی ہے 20 سالہ آپ کی صحبتِ مبارک میں ایسے کئی نظارے دیکھنے کو ملے۔

اِسی سال جب حکومت نے حج کے لئے درخواستیں طلب کیں تو بندہ نے والدین کے لئے درخواستیں جمع کروادیں جب درخواستیں منظور ہوئیں تو ساتھ ہی حج پر جانے کا شیڈول مل گیا اِدھر والد صاحب نے حج پر جانے سے اِنکار کر دیا بڑی منت سماجت کی گئی اُن کے دوست سے کہلوایا گیا مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا اور کسی سے اپنے دل کی بات بھی نہیں بتا رہے تھے۔ ہمارے لئے بڑی پریشان کن صورت حال تھی۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دَوا کی۔ اِتفاق سے ایک روز بابا جی سرکار فیض گنجور قدس سرہٗ العزیز غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے۔ صبح ناشتہ کے بعد والد گرامی مرحوم خود ہی بابا جی سرکار قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں زیارت کے لئے حاضر ہو گئے۔ بندہ نے بابا جی سرکار کی خدمت میں اپنے والد صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا۔ حضور آپ کی دُعا کی برکت سے حج کے لئے اِن کی درخواستیں منظور ہو گئیں ہیں اور روانگی کا شیڈول بھی آچکا ہے اَب یہ حج پر جانے سے اِنکار کر رہے ہیں۔

آپ نے فوراً والد صاحب کی طرف متوجہ ہو کر سوالاً فرمایا کیوں بابا جی آپ حج پر کیوں نہیں جا رہے۔ والد صاحب نے عرض کیا حضور اَبھی میرے ذمہ دو حج باقی ہیں۔ اُن کا اِشارہ میری اُن دو بہنوں کی طرف تھا جن کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی۔ بابا جی سرکار فیض گنجور قدس سرہٗ العزیز والد صاحب کے دل کی اَصل بات سمجھ گئے پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کیوں پتر اگر ان کو وہاں کچھ ہو جائے تو

کیا تو ان کی جگہ باپ بن کر اپنی بہنوں کی شادی کرو گے۔ بندہ نے عرض کی حضور آپ کی دُعا و برکت سے غلام حاضر ہے۔ میرے چھوٹے بھائی ظفر محمود صاحب بھی قریب ہی کھڑے تھے۔ آپ نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس کی شادی بھی تم نے ہی کروانی ہے۔ بندہ نے پھر عرض کی حضور جیسے آپ کی خوشی۔ آپ نے پھر والد صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا' لو بابا جی ہن تہاڈا کم ہو گیا ایہہ تُسی بے فکر ہو کے حج تے جاؤ۔ والد صاحب پھر بابا جی سرکار قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں مزید کچھ عرض کرنے سے قاصر رہے اور خوشی خوشی حج کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ چند دن بعد جمعۃ المبارک کے روز حج پر روانگی تھی۔ بابا جی سرکار قبلہ فیض گنجور قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں اِلتماس کی گئی۔ والدین کو اپنی دُعاؤں کے زیر سایہ رخصت فرمائیں۔ آپ نے ڈائری میں جمعرات کی تاریخ نوٹ فرمائی اور حسبِ وعدہ بعد نماز مغرب اپنے بھانجے جناب ظفر ہاتف صاحب کے ہمراہ غریب خانہ پر رونق افروز ہوئے اور تھوڑی دیر بعد آپ کے خلفاء پیر طریقت الحاج علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی' پیر طریقت حاجی محمد شاکر یوسفی مدظلہ العالی اور پیر طریقت الحاج محمود مسعود صاحب مرحوم، حضرت بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی اِمامت میں نماز عشاء ادا کی گئی۔ بعد نماز عشاء بابا جی سرکار فیض گنجور قدس سرہٗ العزیز نے قرآن پاک سے کسی پارے کا ترجمہ و تفسیر بیان شروع فرمائی۔ قرآن پاک کے سمندر کی اَتھاہ گہرایوں سے اِنتہائی قیمتی موتی اور جواہرات سے ہمیں روشناس کراتے رہے۔ پیر طریقت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب اِن نکات کو اپنی ڈائری میں تحریر فرماتے رہے۔ اِس دوران ہم سب نے آپ کے زیر سایہ تہجد اور اَوراد و وظائف کو مکمل کیا۔ اِسی اَثناء میں فجر کی اَذان کانوں میں گونجی۔ آپ کے زیر سایہ نماز فجر اَدا کی گئی۔ بعد از نماز فجر آپ نے ہم سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا لو پتر اِسے کہتے ہیں عشاء کے وضو سے نماز فجر اَدا کرنا۔ آپ کے اِس فرمان سے ہم پر ایک عجیب قسم کی وجدانی کیفیت اور رقت طاری ہو گئی اور خوشی کے مارے آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے کہ ہم نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز اَدا کی ہے اور ہمارے وجود پر کسی قسم کی

تھکاوٹ یا بوجھ وگرانی نہ تھی اور طبیعت بالکل ہشاش بشاش تھی۔ آپ نے مزید ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور پاک ﷺ کی مہربانی وعنایت سے ۴۰ سالہ وظیفہ عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کرنا مکمل کرلیا ہے۔

وصال شریف اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ العزیز:

قبلہ وکعبہ سیدی مرشدی امین علم لدنی فاضل لوذعی' تلمیذ الرحمٰن' یوسف مصر محبت پیکر' صبر ورضا فیض گنجور' حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز نے ایک دفعہ اپنے آستانہ عالیہ شریف پیلے گوجراں میں محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کے موقعہ پر اپنے مرشد پاک امام السالکین' سلطان العارفین' شیخ المشائخ' مجمع انوار لاثانی پیر طریقت حضرت قبلہ عالم پیر علی اصغر شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کو خصوصی طور مدعو فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری پر ہم چند پیر بھائی آپ کی دیکھ بھال کے لئے آپ کی خدمت میں مامور تھے۔ آپ کا شمار اعلیٰ حضرت کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے درس نظامی کی تعلیم بریلی شریف میں ہی مکمل فرمائی۔ دوران گفتگو آپ نے ماضی میں جھانکتے ہوئے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز جب بھی محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کرواتے تو آپ اہل بیت وسادات شاگرد حضرات کے لئے ایک الگ اُونچا سا سٹیج بنواتے اس کو بھی خوب اچھی طرح سنوارتے اور سجاتے۔ اہل بیت سے اپنی بھرپور محبت کا اظہار فرماتے ہوئے اُن کو اُس سٹیج پر بٹھا کر محفل میلاد سنا کرتے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی شریف قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے تذکرہ پر آپ نے ارشاد فرمایا' وصال شریف کے موقعہ پر آپ اعلیٰ حضرت کے سرہانے کے قریب ہی تشریف فرما تھے۔ اس لئے آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے وصال شریف کا الوداعی سفر اور منظر خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔ آپ فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنے برادر مصطفیٰ رمضان صاحب علیہ الرحمہ کو سورۂ یسین شریف اور سورۂ رعد شریف کی تلاوت کرنے کے لئے فرمایا: آپ نے اِن ۲ سورتوں کو بہ حضور قلب ویقین سے سماعت فرمایا۔ جس آیت مبارک میں آپ کو شبہہ ہوا یا سننے میں نہ آئی تو خود تلاوت کر کے بتلادی (سبحان اللہ) اس کے

بعد آپ نے سفر کی دعائیں تلاوت فرمائیں پھر پورا کلمہ شریف لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پڑھا۔

مسجد میں جمعۃ المبارک کی اذان شروع ہو چکی تھی۔ آپ کے چہرہ مبارک سے ذکر پاس انفاس کے تاثر کا اِحساس ہو رہا تھا جب موذن حی الفلاح، حی الفلاح کے اَلفاظ اَدا کر رہا تھا تو آپ کے چہرہ مبارک سے انفاس کے تاثر کا احساس ختم ہونا ہی تھا تو چہرہ مبارک پر ایک لمحہ کے لئے ایک نور سا چمکا۔ اِس کے غائب ہوتے ہی وہ جان جسم پاک سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ ط۔

آپ نے خود اِسی زمانے میں فرمایا تھا کہ حضور ﷺ جنہیں ایک بار جھلک دکھا دیتے ہیں، وہ شوقِ دیدار میں اَیسے جاتے ہیں کہ اُن کا جانا معلوم ہی نہیں ہوتا۔

صاحبزادہ محمد فیاض علی شاہ صاحب کی پیلے شریف میں آمد:

ایک دفعہ علی پور سیّداں شریف سے حضرت پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے سب سے چھوٹے صاحبزادے پیر سیّد محمد فیاض علی شاہ صاحب مدظلہ العالی پیلے گوجراں شریف میں حضرت قبلہ باباجی سرکار فیض گنجور نگینہ قدس سرہٗ العزیز کے حضور رونق افروز ہوئے۔ آپ نے پیروں کے صاحبزادے اور سیّد السادات کی حیثیت سے آپ کا پرتپاک انداز میں خیر مقدم کیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے گلے ملتے ہی فرمایا: باباجی نگینہ صاحب میں نے بڑا سوچ بچار کیا ہے کہ ہمارے والدِ گرامی کا سارا فیض آپ اکیلے نے سمیٹ لیا ہے جو اور کسی کے نصیب میں نہیں ہوا۔ اُس فیض میں سے کچھ مجھے بھی عطا فرمائیں۔ آپ نے بصد احترام و اَدب عرض کی سب کچھ آپ کا ہی ہے غلام حاضر ہے۔ آپ نے بڑی محبت اور ذوق و شوق سے صاحبزادہ صاحب کے لئے رات کو دسترخوان پر بریانی، زردہ اور مرغ کی بڑی پُرتکلف پُرخلوص دعوت کا اِہتمام فرمایا جسے شاہ صاحب نے خوب سیر ہو کر تناول فرمایا۔

بعد نماز عشاء آپ نے شاہ صاحب کے لئے محفل ذکر سجائی اُس میں باباجی سرکار فیض گنجور علیہ الرحمہ نے دوران ذکر شاہ صاحب کو اپنی بھرپور توجہ خصوصی سے نوازا جس سے اُن کے وجود پر خوب جوش و ولولہ پیدا ہوا اور وجد و سرور اور مستی چھا گئی۔

اسی حالت میں اُن پر نیند طاری ہوگئی۔ صبح کہیں جا کر اُن کو ہوش آیا تو جسم پر وہی مستی اور سرور جاری وساری تھا۔ کھانے پینے کا ہوش ہی نہ تھا۔ اسی عالم میں شاہ صاحب نے باباجی قبلہ سرکار فیض گنجور علیہ الرحمہ سے رخصت طلب کی۔ آپ نے اجازت فرماتے ہوئے صاحبزادہ سیّد محمد فیاض شاہ صاحب کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے عرض کی کہ اس کیفیت اور سرور کو سنبھال کے رکھیں۔

محبت وشفقت کے پیکر:

قبلہ وکعبہ سیّدی مرشدی باباجی سرکار فیض گنجور نگینہ قدس سرہٗ العزیز ہم تمام پیر بھائیوں سے ایک مشفق باپ کی طرح بے انتہا محبت وشفقت فرماتے تھے اور خاص کر اپنے لطف وکرم کی بارش سے بھی خوب نوازتے جس سے ہمارے قلب پر ایک عجیب قسم کا لطف وسرور پُر کیف مستی ورقت طاری ہو جاتی۔ آپ ہم سب کی خوشی وغم میں برابر شرکت فرماتے۔ آپ کے پیار ومحبت میں اس قدر چاشنی ہوتی کہ جس سے اپنے ماں باپ کی محبت بھی چھلکتی معلوم ہوتی۔ تقریباً 1985ء میں ہمارے پیر بھائی حاجی محمد اللہ رکھا علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ کی شادی تھی' اُس کی دعوتِ ولیمہ پر بابا جی سرکار قدس سرہٗ العزیز اور چند پیر بھائیوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اُس زمانے میں شادیاں دوپہر کو ہوتی تھیں۔ قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ اپنے کسی پروگرام سے فراغت پاتے ہی اپنے بھانجے ظفر ہاتف صاحب کے ہمراہ غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے۔ بندۂ ناچیز نے آپ کی آمد پر پُر تپاک خیر مقدم کیا۔ اُن دِنوں سیّدی مرشدی لاہور میں جہاں کہیں بھی پروگرام ہوتا تو سب کو زیارت کا شرف یہیں سے بخشتے تھے اور اپنے اگلے پروگرام کا آغاز بھی یہیں سے فرماتے۔ فقیر آپ کی اس محبت وشفقت کا تہہ دل سے انتہائی مشکور وممنون ہے کہ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات میں سے چند لمحے خدمت کے لئے بخشتے۔ جب کبھی آپ کے ساتھ اِن بیتے ہوئے لمحوں کی یاد آتی ہے تو بے ساختہ آنکھوں سے آنسوؤں کا لامتناہی سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ آپ کی آمد سے غریب خانہ پر جو خوشیاں رونقیں اور بہاریں مسکراتیں ہوئی آتی تھیں۔ اَب وہ منظر وہ بہاریں نظر

نہیں آتیں جن سے ہمارے دل ودماغ معطر وباغ باغ ہو جاتے تھے۔ اَب آپ کے ہجر وفراق میں دل خون کے آنسو روتا ہے تو اُس وقت مندرجہ ذیل شعر آپ ہی کی میٹھی میٹھی آواز میں کانوں میں رَس گھولنے لگتا ہے تو دل کو ایک سکون وقرار سا مل جاتا ہے۔

جدوں اَنجان ساں کول سی ماہی
جدوں آئی ہوش تے ماہی ہو گیا راہی

کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد آپ نے نماز تہجد ادا فرمائی تو اِس اثنا میں آپ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت الحاج علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے بعد ادب وآداب وسلام دُعا حضرت قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ کی معیت میں اَوراد و وظائف مکمل کئے۔ اِس کے بعد قرآن پاک سے کچھ آیاتِ مبارک کا ترجمہ وتفسیر کا سلسلہ شروع ہوا اور خاص خاص نکات اور حقائق' معارف کے اَنوار کی بارش سے ہمارے زنگ شدہ قلوب واذہان کو روشن ومنور فرماتے رہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی اُن کو اِحاطہ تحریر میں لاتے رہے۔ اِسی دوران نمازِ فجر کی اَذان کانوں میں رَس گھولنے لگی۔ رات کے گزرنے کا اِحساس تک نہ ہوا۔ قبلہ وکعبہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ نے ہمیں فرمایا لو پتر سنتیں یہاں پڑھ لو اور فرض مسجد میں جا کر اَدا کریں گے۔

مسجد میں نماز فجر اَدا فرمانے کے بعد جب آپ گھر پر تشریف لائے تو باہر ہی کھڑے ہو کر بندہ کو فرمایا چلو پتر سکوٹر باہر نکالو بھائی اللہ رکھا علیہ الرحمہ کے گھر چلتے ہیں۔ بندۂ حقیر پُرتقصیر نے عرض کی حضور برات کل لاہور سے باہر گئی تھی ممکن ہے اُن کو واپس لوٹنے میں دیر ہوگئی ہو یا رات کو سونے میں دیر ہوگئی ہو تو آپ تشریف رکھیں' ناشتہ فرمالیں پھر چلتے ہیں۔ آپ نے اپنے مخصوص پیار ومحبت اور شفقت بھرے لہجے میں فرمایا اُوہ پتر ہماری وہاں دعوت اُدھر ہے۔ ناشتہ سب مل کر وہیں کریں گے۔ بندہ ناچیز بصد ادب واحترام مزید کچھ عرض کرنے سے گریزاں رہا۔ حکم کی تعمیل میں سکوٹر باہر نکالا تو آپ نے جناب ظفر ہاتف صاحب کو فرمایا تم علامہ صاحب کے ساتھ موٹر

سائیکل پر بیٹھو میں پتر رفیق کے ساتھ بیٹھتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد ہم سب بھائی حاجی اللہ رکھا علیہ الرحمہ کے گھر عثمان گنج میں موجود تھے۔ دروازے کے باہر لگی ہوئی بیل کو دبایا گیا آپ کا چہرہ مبارک دروازہ کی طرف تھا آپ کی پشت کی طرف بندہ حقیر محمد رفیق یوسفی، دائیں جانب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب اور بائیں جناب ظفر ہاتف صاحب کھڑے تھے۔ بھائی اللہ رکھا علیہ الرحمہ کو دروازہ تک آنے میں چند منٹ لگے تو اسی اثنا میں آپ نے یک لخت گھوم کر بندۂ حقیر کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا اُوہ پتر رفیق تیرے گھر دھی داویاہ ہووئے یا پتر دا تیرے کول پیسہ ہو یا نہ ہوتوں میرا پتر کم شروع کر دیویں ویکھیں فیر میرا رب کیویں کم سنوار دا ایہہ"

اے لقائے تو جواب ہر سوال
لوح محفوظ است از پیشانی یار

آپ کے وصال کے بعد بندۂ حقیر پر تقصیر فقیر نے آپ کی دُعا و برکت کے طفیل اپنے ۵ بچوں اور ۲ بچیوں کی شادی خانہ آبادی کی اور اُن کے کیلئے مکان بھی نئے سرے سے تعمیر کیا۔ فقیر ان ذمہ داریوں سے ۲۹ جنوری ۲۰۱۲ء کو بطریق احسن عہدہ براء ہو سکا۔ یہ سب کچھ میرے سیدی مرشدی مولائی قبلہ کعبہ باباجی سرکار فیض گنجور نگینہ قدس سرہٗ العزیز کے فیض و تصرف کے ہی مرہونِ منت ہے۔ جیسا آپ نے حکم صادر فرمایا تھا بالکل اسی طرح تمام کام وقوع پذیر ہوئے۔ رائی برابر بھی فرق نہیں آیا۔ اولیاء اللہ کے فرمان کے مطابق کچھ واقعات و کام تو فوراً وقوع پذیر ہو جاتے ہیں مگر بعض کام اپنے اپنے وقت کے مطابق اَنجام پانا ہوتے ہیں مگر اُن کا انجام بھی اُسی طرح ہوتا جس طرح اَولیاء کا ارشادِ گرامی ہوتا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے
تو نے دن کو جو کہہ دیا رات وہ ہو کے رہی
تیرے منہ سے جو نکلی بات وہی ہو کے رہی

مٹی کے ڈھیلے:

بندۂ ناچیز کو رب ذوالجلال والاکرام کی مہربانی و کرم سے حضرت قبلہ بابا جی سرکار نگینہ قدس سرہٗ العزیز کی جناب میں مسلسل پانچ سال ایسا وقت نصیب ہوا ہے کہ پندرہ پندرہ دن یا اکیس اکیس دن ہمہ وقت شب و روز آپ کے معمولات اور عبادات دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ مطالعہ اور نماز پنجگانہ، اوابین اور تہجد کا زبردست اہتمام رہتا ہے۔

جب آپ نے قضائے حاجت کے لئے جانا ہوتا تو بندۂ ناچیز آپ کا بڑے سائز کا لوٹا شریف پانی سے بھر کر آپ کے پیچھے پیچھے چل دیتا۔ آپ دُور پردے والی جگہ تلاش فرماتے۔ جب آپ پانی کا لوٹا شریف مجھ سے لیتے تو بندۂ ناچیز آپ کو تین ڈھیلے مٹی کے استنجاء کے لئے پیش کرتا تو آپ پوچھتے یہ مٹی کے ڈھیلے کہاں سے لئے ہیں؟ تو بندۂ ناچیز عرض کرتا کہ میں نے پچھلی کھیتی سے مٹی کے ڈھیلے اُٹھائے ہیں تو فرماتے یہ ڈھیلے تم وہیں رکھ دو جہاں میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھوں گا وہیں سے ڈھیلے لے لوں گا یہ اچھی بات نہیں کہ کسی دوسرے کی کھیتی سے مٹی کا ڈھیلہ لے کر اِستعمال کیا جائے۔ آپ بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ پانی سے استنجا کرنے سے پہلے مٹی کے ڈھیلے استعمال فرماتے تھے۔

آپ سُنّتِ مبارکہ کے زبردست عامل تھے۔ ہر کام سُنّتِ مبارکہ کے مطابق سرانجام دیتے تھے اور اَحباب طریقت، برادرانِ طریقت کو سُنّتِ پاک پر عمل کرنے کی تربیت و تلقین فرماتے تھے۔ ڈھیلوں سے استنجا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سُنّتِ مطہرہ ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِس پر مواظبت فرمائی اور کبھی ترک بھی کیا۔ مسجد قبا شریف کے پاس رہنے والے بھی ایسے ہی کرتے تھے جن کے متعلق ربّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا: فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ (التوبۃ:۱۰۸)

''اِس میں (یعنی مسجد قبا شریف میں) وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے

ہیں اور ستھرے اللہ (عزوجل) کو پیارے ہیں''۔ آپ ﷺ نے گروہ انصار رضی اللہ عنہم کو فرمایا: اللہ عزوجل نے تمہاری ثنا بیان فرمائی ہے تم وضو اور استنجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو۔ اُنہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم بڑا استنجا تین ڈھیلوں سے کرتے ہیں پھر بعد میں پانی سے طہارت کرتے ہیں۔

تعظیم سادات:

سیّد قیصر شاہ صاحب اور سیّد مختار شاہ صاحب گارڈن ٹاؤن لاہور والے فرماتے ہیں' اَبھی ہم کم عمر تھے جب حضرت بابا جی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ شاد باغ تشریف لاتے تھے ایک دن ہم آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ ہم دونوں فرش پر بیٹھ گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا حضرت صاحب یہ دونوں جوان سیّد شہزادے ہیں تو آپ نے ہم سے فرمایا میرے ساتھ چارپائی پر بیٹھ جائیں۔ ہم نے ادباً گذارش کی ہم نیچے ہی ٹھیک ہیں تو آپ نے فرمایا: اگر آپ چارپائی پر نہیں بیٹھیں گے تو میں بھی فرش پر بیٹھ جاؤں گا۔ چنانچہ ہم دونوں کو آپ کے حکم کی تعمیل میں چارپائی پر بیٹھنا پڑا۔

کلونجی میں شفاء ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: **فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ السَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَآءُ الشُّوْنِيْزُ** ''کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔ (حضرت) ابن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سام سے مراد موت ہے اور الحبۃ السودا سے مراد ہے کلونجی ہے۔ یہ حدیث شریف عموم پر محمول ہے۔ کیونکہ موت کا استثناء کیا گیا ہے یعنی بعض کہتے ہیں موت کے علاوہ ہر بیماری میں کلونجی کو استعمال کرنا باعثِ شفاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلونجی میں شفاء رکھی ہے۔

پیر طریقت رہبرِ شریعت مجمع انوارِ نگینہ
حضرت علامہ مولانا حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی مدظلہ

(۱) آپ پیر طریقت رہبرِ شریعت امینِ علمِ لدنی نائب غوث الثقلین منظورِ نظر داتا گنج بخش قطب جلی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز کے بڑے بیٹے ہیں۔

آپ 1954ء بروز جمعرات آبائی گاؤں آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر 176 گ۔ب میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی دادی صاحبہ جو اُس وقت حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے چچا جناب محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ کے گھر میں تشریف فرما تھیں، پیدائش کی خبر سنتے ہی ضعیفی کے باوجود فوراً پہنچ گئیں اور اُنہوں نے گُٹی (گُڑتی) دی بعدازیں حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی بڑی ہمشیرہ سکینہ بی بی صاحبہ نے گُٹی دی۔

آپ کا نام محمد اللہ دتہ ہے۔ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی دادی صاحبہ نے اللہ دتہ نام رکھا تھا لیکن بعد میں حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے محمد کا اضافہ کر کے محمد اللہ دتہ نام رکھا۔ لقب مجمعِ انوارِ نگینہ، سجادہ نشین اور آپ کو حضرت قبلہ سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادہ صاحب بولتے ہیں۔ آپ کا تخلص یوسفی (حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی نسبت سے) ہے۔ آپ کا تخلص زم زم یوسفی ہے جبکہ شاعری میں (کبھی صرف زم زم اور کبھی زم زم یوسفی استعمال ہوتا ہے)

ابتدائی دینی تعلیم آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی ناظرہ قرآنِ پاک مسجد میں اور قرآن پاک کا ترجمہ والدِ گرامی سے پڑھا۔ سکول کی تعلیم مڈل تک اپنے ہی گاؤں میں اور میٹرک تک چک نمبر ۱۷۷

گ۔ب ماڑی اٹاری سے اور ایف۔اے اسلامیہ کالج فیصل آباد سے پاس کیا۔

آپ کی شادی فروری 1972ء میں بمقام میلوسیلو تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ (اَب ضلع نارووال ہے) چوہدری ولی محمد صاحب نمبردار کے ہاں ہوئی۔

آپ کے 5 بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں۔(۱) محمد شبیر الحق یوسفی (۲) محمد ظہیر الحق یوسفی (۳) محمد توقیر الحق یوسفی (۴) محمد تنویر الحق یوسفی (۵) محمد قدیر الحق یوسفی عرف چاند۔ بڑا بیٹا حافظِ قرآن شریف اور سب سے چھوٹا بیٹا محمد قدیر الحق یوسفی عرف چاند صاحب جامعہ نعیمیہ لاہور میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

آپ نے باقاعدہ دینی تعلیم کے لئے ابتدائی کتب سمندری میں۔ درمیان میں کچھ عرصہ مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ کے مدرسہ امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد سے حاصل کی۔ مفتی محمد امین صاحب خصوصی مہربانی سے نوازتے رہے جو فیصل آباد تشریف فرما تھے۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد میں کیا۔ پھر تنظیم المدارس کا امتحان (جو ایم۔اے عربی و اسلامیات کے برابر ہے) بھی جامعہ رضویہ میں ہی دیا۔ قرأتِ قرآنِ مجید کا کورس بھی وہاں سے ہی مکمل کیا اور سند حاصل کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بار حج کی سعادت مع اہلیہ عطا فرمائی ہے پھر عمرہ شریف کی سعادت سے بھی نوازا ہے۔

آپ کے اَساتذہ کرام کے اَسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا ابو محمد عبدالرشید سمندری والے (۲) شیخ طریقت مفتی محمد امین صاحب فیصل آباد شریف والے (۳) شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا غلام رسول رضوی صاحب فیصل آباد شریف والے (۴) سیّد منصور شاہ صاحب جامعہ رضویہ فیصل آباد شریف والے (۵) قاری علی احمد روہتکی صاحب (۶) پرائمری سکول میں چوہدری غلام رسول صاحب نمبردار چک نمبر ۴۷ اگ۔ب (۷) ماسٹر محمد حسین گجر صاحب ۴۷ اگ۔ب پیلے گوجراں شریف (۸) حصہ مڈل میں جناب

جمال دین گجر صاحب چک نمبر ۱۷۳ گ۔ ب سنیاری' (۹) محمد رفیق صاحب چک نمبر ۱۷۵ گ۔ ب' مہینگرہ (۱۰) محمد رشید ہیڈ ماسٹر ہرسہ کوٹ' (۱۱) حصہ ہائی سکول عبدالحمید سرور ایم۔اے چک نمبر ۱۷۵ گ۔ ب مہینگرہ حال مقیم فیصل آباد شریف (کرنل صاحب)' (۱۲) چوہدری محمد شریف ہیڈ ماسٹر چک نمبر ۱۷۷ گ۔ ب ماڑی اٹاری۔

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ میاں غلام احمد شرقپوری علیہ الرحمہ کے دستِ ہدایت پر بیعت ہیں۔ حضرت میاں غلام احمد شرقپوری علیہ الرحمہ نے حضور قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ سے ایک بیٹا مانگا تھا' آپ نے مجھے مجمع میں پیش کر دیا اور میں نے تسلیم خم کر لیا۔

خلافت کی سب سے پہلی سند حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے اپنے وصالِ مبارک سے تقریباً ۵ سال قبل عطا فرمائی۔ پھر لیہ میں چوک اعظم جانے کیلئے صوفی عبداللطیف یوسفی (شیر کا چک والے) کے ساتھ روانہ فرمایا۔ دوسری سندِ خلافت سے مبلغِ ایشیا و یورپ شیخ الوقت حضرت پیر کبیر علی شاہ صاحب نے چورہ شریف میں اپریل ۱۹۹۵ء کو عرس کے موقع پر نوازا۔ پھر پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سیّد فیاض حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور شریف نے بھی سندِ خلافت سے نوازا۔

آپ نعت گوئی کا بھی ذوق رکھتے ہیں آپ کے چند نعتیہ مجموعے ''مدینے دے سفینے''۔ ''زم زم دا چشمہ''۔ زم زم دے جام''۔ ''ماں دی عظمت''۔ شائع ہو چکے ہیں مزید کتابیں تیار ہیں۔ اُردو میں نعتیہ کتب بہارِ زم زم' شہکارِ زم زم لکھی ہیں۔ نثر میں۔ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا' مصافحہ سُنّت ہے' قیام تعظیمی' ہاتھ پاؤں چومنا' تراویح ۲۰ رکعت سُنّت ہے اور شب برأت کے موضوع پر کتب لکھی ہیں۔

آپ نے آستانہ عالیہ میں جامعہ نگینہ برائے طلباء کا قیام فرمایا ہے اور جامعہ نگینہ للبنات کی شاخ بھی قائم کی ہے جس میں حفظ و ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آستانہ عالیہ کے علاوہ تاندلیانوالہ' چک نمبر ۱۷۲ گ۔ ب چھجوال' فیصل آباد' ضلع

نواب شاہ میں بھی مدارس کا قیام اور سرپرستی فرماتے ہیں۔

حلقہ مریدین وسیع ہے۔

مختلف مقامات پر تبلیغی اجتماعات اور محافل میں مختلف عنوانات سے خطبات فرماتے رہتے ہیں۔

آپ تبلیغِ دین کے لئے ملک کے مختلف شہروں کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔

مثلاً: فیصل آباد، لاہور، نارووال، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، اوکاڑہ، ساہیوال، خانیوال، نواب شاہ، مورو، حیدر آباد، کراچی، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، بہاولنگر، بہاولپور، راجن پور، رحیم یار خاں، ملتان، ڈیرہ غازی خاں وغیرہ۔

خطابت تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں فرماتے ہیں۔ شعر و شاعری کتب بینی، مطالعہ کتب دینیہ، ٹیچنگ آپ کے معمولاتِ زندگی کا حصہ ہیں۔

آپ اوراد فتحیہ شریف، دُعائے رقاب، دُرود مستغاث شریف، دُعائے مغنی سیفی، شجرہ شریف، دُرودِ تاج شریف کا بوقت تہجد ورد فرماتے ہیں۔

آپ کے خلفاء حسب ذیل ہیں۔

(۱) محمد تنویر یوسفی تاندلیانوالہ (۲) حاجی محمد طارق یوسفی تاندلیانوالہ (۳) حاجی میاں نوردین یوسفی کھلدی سمندری (۴) اصغر علی یوسفی فیصل آباد (۵) محمد صدیق یوسفی فیصل آباد (۶) حاجی محمد محسن منور یوسفی لاہور (۷) ڈاکٹر نیّر احمد یوسفی قریشی لاہور (۸) میاں محمد مشتاق یوسفی کرم سر سمندری (۹) منشی عبدالخالق یوسفی سمندری (۱۰) حاجی نور محمد یوسفی لاہور (۱۱) حاجی محمد حنیف یوسفی لاہور (۱۲) حاجی غلام رسول یوسفی لاہور (۱۳) حاجی محمد حفیظ لاہور (۱۴) محمد انور یوسفی فاضل پور راجن پور (۱۵) محمد اکبر یوسفی فیصل آباد (۱۶) محمد یٰسین خاں یوسفی لاہور (۱۷) سیّد نیر احمد شاہ صاحب (۱۸) محمد افضل یوسفی (۱۹) محمد افضل کاہلوی (۲۰) قاری محمد عابد یوسفی (۲۱) ماسٹر محمد بشارت یوسفی (۲۲) خالد محمود یوسفی۔

☆ آپ کے نزدیک صوفیوں کا عقیدہ، علمِ معرفت، دِل سے خواہشوں کو دُور کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دھیان لگانا اور تزکیۂ نفس ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں صوفی اُسے کہتے ہیں جو پشمینہ پوش، متقی، پارسا رہ کر زندگی گزارنے والا، پرہیز گاری میں رہنے والا ہو۔ صوفی کی جمع صوفیاء ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں: گدڑی اور سجادگی سے صوفی نہیں بنتا نہ ہی صوفیوں کی سی رسم اور عادتوں سے صوفی بنتا ہے۔ صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ ہو، اُس کو دن کے وقت سورج کی حاجت نہ ہو اور رات کو چاند ستاروں کی ضرورت نہ ہو اور اِس طرح نیست ہو جائے کہ ہستی کیلئے کسی چیز کی حاجت نہ رہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں روحانی قوت یا خاصیت پیدا کر کے عبادتِ ربّ ذوالجلال والاکرام میں ذوق لینا ہے۔ آپ عبادتِ الٰہی میں یک جہتی کے ساتھ کوشش، جاں فشانی، نفس کشی اور ریاضت میں خفی ذکر کے قائل ہیں۔

☆ آپ کے نزدیک مراقبے کا معنی ہے غور، تصوّر، سوچ بچار، دھیان، گیان، گردن جھکا کر فکر، حضوریٔ دل سے دھیان کرنا، سب چیزوں کو چھوڑ کر اللہ ﷻ کی طرف دھیان کرنا۔

☆☆☆

☆☆

☆

پیر طریقت مجمع انوارِ نگینہ حضرت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی مدظلہ

آپ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے بڑے بیٹے سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ آپ جمعرات کے دن بیساکھ کے مہینے 1960ء صبح 4 بجے اپنے آبائی گاؤں پیلے گوجراں شریف چک نمبر 176 گ۔ب میں پیدا ہوئے۔ آپ کا لقب اور تخلص یوسفی ہے۔

ابتدائی دینی تعلیم والدِ گرامی پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، امینِ علمِ لدنی، نائب غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش، حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور آپ ہی سے ناظرہ قرآنِ مجید اور ترجمہ قرآنِ مجید پڑھا۔ باقاعدہ دینی تعلیم مدرسہ مولانا عبدالرشید صاحب فیصل آباد سے حاصل کی۔

سکول کی تعلیم مڈل تک گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر ۱۷۶ گ۔ب پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد سے حاصل کی۔

اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی ہیں۔

(۱) حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ، (۲) مولانا عبدالرشید صاحب، (۳) ماسٹر جمال الدین صاحب، (۴) ماسٹر حیات صاحب، (۵) ماسٹر مشتاق صاحب۔

آپ نے اپنے والدِ گرامی حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے دستِ ہدایت پر بیعت کی۔ خلافت کی سند آپ کے وصال سے ۲ ماہ قبل حاصل ہوئی۔

آپ کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں اور بطور لائن مین واپڈا تاندلیانوالہ میں ذمہ داری سرانجام دیتے ہیں۔

☆ آپ فرماتے ہیں: مجاہدے سے مراد ہے اللہ تبارک وتعالیٰ مجدہٗ الکریم کی عبادت میں گم ہونا اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اطاعت کرنا ہے اور مراقبے کا معنی دوزانو بیٹھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ مجدہٗ الکریم

کی یاد کے لئے ذکر کرنا ہے۔

حلقہ مریدین ترتیب نہیں دیا۔

☆ آپ فرماتے خواب میں روحانی اشارے ہوتے ہیں پھر فرماتے ہیں: جب بھائی منیر احمد یوسفی صاحب نے انٹرویو کے لئے کاغذات بھجوائے تو میں دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ حضور اِس سوالنامے کا کیا کروں زیادہ تو میں کچھ نہیں جانتا' اس پر قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: بیٹا تو چپ رہ، وہ خود ہی آ کر لکھ کر لے جائیں گے۔ پھر فرمایا اکثر خواب میں تشریف لا کر نماز کی تلقین فرماتے ہیں اور اگر کوئی مشکل ہو تو حل فرما جاتے ہیں اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔

☆ تصوف کے بارے میں آپ فرماتے ہیں: تصوف یہ ہے کہ علم شریعت کی روشنی میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی متابعت کی جائے۔

☆ آپ فرماتے ہیں: صوفی باعلم' باعمل اور باشرع انسان ہوتا ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں: اگر سلوک ومحبت سے بزرگوں کی بات مان لی جائے اور جیسا وہ کہیں اُن کی تابع داری کریں۔ تو روحانیت حاصل ہوتی ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی سیرت کی بے مثال کتاب ''یوسف مصر محبت'' بہت اچھی کتاب ہے۔ مزید اس میں اِضافہ ہونا چاہیے۔ محنت کر کے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔

1978ء میں آپ کی شادی ہوئی آپ کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہے' بیٹوں کے اَسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) محمد اظہر منیر یوسفی' (۲) حافظ محمد مظہر منیر یوسفی' (۳) حافظ محمد اطہر منیر یوسفی' (۴) محمد انور منیر یوسفی (والد گرامی نے نام رکھا)' (۵) محمد انصر منیر یوسفی صاحبان۔

بطور وظیفہ اَوراد فتحیہ شریف آپ کا معمول ہے۔

آپ کا سلسلۂ طریقت نقشبندیہ یوسفیہ ہے۔

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت مجمع انوارِ نگینہ

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ

آپ حضرت باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے تیسرے بیٹے ہیں۔ آپ جنوری 1965ء میں اپنے آبائی گاؤں آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کا لقب ''باباجی سرکار'' ہے۔

ابتدائی دینی تعلیم اپنے والدِ گرامی حضرت قبلہ باباجی سرکار حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ ناظرہ اور ترجمہ کے ساتھ قرآنِ پاک بھی آپ ہی سے پڑھا۔ باقاعدہ ابتدائی دینی تعلیم اپنے والدِ گرامی حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ سکول کی تعلیم میٹرک تک گورنمنٹ ایلیمنٹری ہائی سکول چک نمبر ۷۷ اگ۔ ب ماڑی اٹاری تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد سے حاصل کی۔

(۲) غوث العلوم رحیمیہ رضویہ سمن آباد لاہور (۳) جامعہ رضویہ مولانا غلام رسول صاحب سے بھی حاصل کی۔

اساتذہ کرام کے اسماء گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ (۲) حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث مفتی کبیر صاحب (۳) مولانا غلام رسول صاحب جامعہ رضویہ اور غوث العلوم جامعہ رضویہ کے اساتذہ کرام۔

آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت قبلہ باباجی سرکار حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ کے دستِ ہدایت پر بیعت کی ہے۔

آپ گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر ۷۷ اگ۔ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں اسلامیات اور عربی کے معلّم کی حیثیت سے مڈل اور میٹرک کی کے طلباء کو پڑھاتے ہیں۔ تعلیم و ترتیب کا یہ سلسلہ ۱۹۸۷ء سے جاری ہے۔ آستانہ عالیہ پیلے گوجراں

شریف کی جامع مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔

حضور قبلہ باباجی سرکار علیہ الرحمہ نے وصال سے قبل خلافت بھی عطا فرمائی علاوہ ازیں صاحبزادہ سیّد افضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیّداں شریف والوں نے 19 اگست 1998ء بمطابق ۱۴ ربیع الاوّل شریف بمقام چک نمبر ۱۶۶ گ۔ب میلواں، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد جلسۂ عام میں خلافت عطا فرمائی۔ یوسف المشائخ شیخ کبیر حضرت سیّد کبیر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی نے ۲۶ دسمبر ۲۰۱۲ کو دستارِ خلافت سے نوازا۔ دیگر کئی صوفیاء کرام بھی محبت فرماتے ہیں۔

1988ء میں آپ کی شادی ہوئی آپ کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

بیٹوں کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) محمد شعبان احمد یوسفی (۲) محمد نعمان احمد یوسفی (۳) محمد سلمان یوسفی صاحبان۔

آپ نے (۱) جامعہ یوسفیہ حنفیہ برائے طلباء چک نمبر 176 گ۔ب میں قائم کیا ہے، اس کے علاوہ جنازگاہ چک ۳۲۷ سلونی جھال کی تیاری اور چک ہذا میں مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں تعاون و ترغیب بھی جاری ہے۔

آپ تبلیغِ دین کے لئے مختلف مقامات پر تشریف لے جاتے ہیں، جن میں (۱) محمد اشفاق یوسفی سراب گوٹھ عباس ٹاؤن کراچی (۲) پیر محمد عبدالرحیم صاحب چونگی امر سدھو لاہور (۳) محمد عمر دین فرید کالونی رضا آباد فیصل آباد۔ (۴) بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کے ہاں جامع مسجد نگینہ اور جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق چائنہ سکیم لاہور میں اسی طرح گوجرانوالہ اور دیگر شہروں میں بھی تبلیغِ دین کے لئے دورے کرتے رہتے ہیں۔ مختلف شہروں میں حلقۂ احباب اور حلقۂ مریدین وسعت پذیر ہے۔

آپ کو خواب میں روحانی اشارے ہوتے رہتے ہیں اور جو بھی مشکلات ہوں حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ خواب میں حل فرماتے ہیں۔

اَورادووظائف میں اَورادِفتحیہ شریف دُعائے مغنی وسیفی اورذکرواَذکارکافی ہیں۔

☆ آپ فرماتے ہیں: بزرگانِ دین کی راہ پر چلنے کا معنی تصوّف ہے۔

☆ مجاہدے کے متعلق آپ فرماتے ہیں: مجاہدہ لفظ جہاد سے نکلا ہے۔ اِس کا مطلب دینی کاموں کے کرنے اور دینی اُمور کے سرانجام دینے میں کوشش کرنا' اللہ (ﷻ) اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی راہ میں ڈٹے رہنا ہے۔

☆ مراقبے کے بارے میں' آپ فرماتے ہیں: لب بند وچشم بند وگوش بند گر سرِ حق نہ بینی بر من بخند اور ہر چیز سے علیحدہ ہو کر اللہ کی عبادت کرنا۔

تحریری کام کی شکل میں حضرت قبلہ باباجی سرکار حضرت حاجی یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کی کچھ نعتیں اکٹھی کی ہیں جو عنقریب منظرِ عام پر لائی جائیں گی۔ علاوہ ازیں ۴۰۰' ۵۰۰ نعت شریف لکھی ہیں۔ آپ سلسلۂ طریقت نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ اور یوسفیہ میں بیعت فرماتے ہیں۔ دین کی تبلیغ اور مدارس کا قیام بطور دینی فریضہ اَدا فرماتے ہیں۔

آپ کا مریدین سے رابطے کا ذریعہ سالانہ عُرس مبارک ہے جو ہر سال دسمبر کی 26 تاریخ کو منعقد ہوتا ہے۔

☆☆☆

☆☆

☆

پیر طریقت رہبرِ شریعت مجمع انوارِ نگینہ
حضرت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی مدظلہ

حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے سب سے چھوٹے اور چوتھے بیٹے ہیں۔ آپ 4 فروری 1968ء کو آبائی گاؤں آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کا لقب اور تخلص ''یوسفی'' ہے۔

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والدِ گرامی حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ قرآنِ مجید ناظرہ پڑھا۔ سکول کی تعلیم مڈل تک گورنمنٹ مڈل سکول ۷۶ اگ۔ ب پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد سے اور میٹرک گورنمنٹ زمیندار اسلامیہ ہائی سکول چک نمبر ۷۷ اگ۔ ب ماڑی اٹاری تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد سے حاصل کی۔ باقاعدہ دینی تعلیم قبلہ والدِ گرامی سے حاصل کی اور اس کا امتحان غوث العلوم رحیمیہ رضویہ لاہور سے دیا۔ آپ والدِ گرامی حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے دستِ ہدایت پر بیعت ہیں۔

آپ فرماتے ہیں 89-12-18 میں قبلہ والدِ گرامی حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ نے اپنے ہاتھ میں ہاتھ لیے اڑھائی بجے دوپہر کے وقت فرمایا: بیٹا میری طرف سے آپ کو چہار سلسلہ طریقت میں بیعت لینے کی اجازت ہے۔

آپ گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول ۷۶ اگ۔ ب پیلے گوجراں شریف سمندری فیصل آباد میں عربی معلّم کی حیثیت سے مڈل تک کے طلباء کو پڑھانے کے فرائض ادا کر رہے ہیں اور جامع مسجد گلزار مدینہ ۷۶ اگ۔ ب پیلے گوجراں شریف میں فی سبیل اللہ امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

آپ کی شادی 1988 میں ہوئی۔ فی الوقت آپ کا 1 بیٹا اور 3 بیٹیاں ہیں۔ بیٹے کا نام (صاحبزادہ) محمد مبشر یوسفی ہے جو جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں

درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اپنا مدرسہ جامعہ یوسفیہ برائے طلباء کی تعمیر اور اس کی ترقی کیلئے کوشاں ہیں۔ آپ تقریر و تدریس اور نعت خوانی کے ذریعے تبلیغِ دین فرماتے ہیں۔

آپ کے حلقۂ مریدین میں آبائی گاؤں پیلے گوجراں شریف اور دیگر علاقوں کے لوگ شامل ہیں۔

آپ درس و تبلیغ کے لئے کئی شہروں میں اندرون ملک جاتے رہتے ہیں۔ مثلاً سمندری، فیصل آباد، لاہور، سرگودھا، واہ و کاڑہ دیگر قصبہ جات۔

خواب میں روحانی اشارے ہوتے رہتے ہیں (لیکن بتانے سے گریزاں رہتے ہیں) اکثر اوقات حضور باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے ساتھ محفل میں ہوتے ہیں، اکثر صبح ہوتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ اب کہاں آ گئے۔

☆ فرماتے ہیں، ربّ کریم کی عبادت کا نام مجاہدہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں آج کل ڈاڑھی شریف رکھنا بھی مجاہدہ ہے۔ (مجاہدوں والا کام ہے) نبی پاک ﷺ کی سُنّت کے مطابق چلنا، باشرع رہنا ہی دراصل مجاہدہ ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں، مراقبہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِسم پاک اللہ ﷻ پر تصور جمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر و عبادت کرنا اور دوزانو رہنا۔

☆ آپ فرماتے ہیں نماز پنجگانہ کی اَدائیگی کے بغیر اِنسان نہ تو صوفی کہلا سکتا ہے اور نہ ہی شریعتِ اسلامیہ کا وفادار۔

☆☆☆

☆☆

☆

سیّدی مرشدی پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امینِ علمِ لدُنی قطبِ جلی نائبِ غوثِ الثقلین حضرت قبلہ

علامہ مولانا **حاجی محمد یوسُف علی نگینہ** صاحب قدس سرہٗ العزیز

کے خلفاء کے اَسمائے مبارک

۱۔ جناب سیّد اشتیاق احمد شاہ صاحب (بہاولپور)

۲۔ جناب سیّد محمد حسن شاہ صاحب مرحوم (غلام محمد آباد فیصل آباد)

۳۔ جناب سیّد محمد سلیم شاہ گیلانی صاحب (تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد)

۴۔ جناب سیّد ذوالفقار حسین شاہ صاحب (ٹاؤن شپ لاہور)[۱]

۵۔ جناب شیخ رحمت اللہ یوسفی صاحب مرحوم لاہور۔

۶۔ جناب محمد رفیق یوسفی صاحب نگینہ فرنیچر لاہور والے۔

۷۔ جناب شیخ مسعود احمد صاحب مرحوم (جوہر ٹاؤن لاہور)

۸۔ جناب محمد شاہد یوسفی (چاہ میراں رحیمیہ مسجد لاہور والے)

۹۔ جناب حافظ محمد اسماعیل صاحب مرحوم (چک نمبر ۳۷۳ گ ۔ ب کرم سر والے)

۱۰۔ جناب صوفی بشیر احمد صاحب مرحوم (چک ۱۷۳ گ۔ب سکٹر نگیاں والے)۔

۱۱۔ جناب فضل الرحمان یوسفی صاحب (چاہ میراں لاہور)

۱۲۔ جناب مستری منیر احمد یوسفی صاحب (چاہ میراں لاہور)

۱۳۔ جناب صوفی محمد عبداللطیف یوسفی صاحب (تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد)

۱۴۔ جناب پروفیسر عنایت اللہ مرحوم (چک نمبر ۴۴۰ گ۔ب فیض پور ضلع فیصل آباد)

۱۵۔ جناب صوفی عبدالکریم صاحب (فیصل آباد)

۱۶۔ جناب چوہدری محمد یٰسین صاحب (فیصل آباد)

۱۷۔ جناب علامہ حافظ لال حسین صاحب مرحوم (فیصل آباد)

۱۸۔ جناب عبدالخالق صاحب (سمندری ضلع فیصل آباد)

۱۹۔ جناب چوہدری خوشی محمد صاحب (ڈھلے گوجرانوالہ)

۲۰۔ جناب صوفی عبدالستار صاحب (چک نمبر ۷۲ اگ۔ب چھجوال والے)

۲۱۔ جناب محمد حنیف یوسفی صاحب (سلامت پورہ) لاہور

۲۲۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) لاہور [۲]

---

[۱] پیر طریقت، رہبر شریعت سیّد ذوالفقار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی بندۂ ناچیز کے پاس ''نوری مسجد ریلوے اسٹیشن لاہور میں جمعۃ المبارک کے دن تشریف لاتے تھے اور خطاب سماعت فرماتے تھے۔ ایک روز فرمانے لگے اگر آپ اجازت فرمائیں تو آپ کے نوری مسجد آنے سے پہلے میں لوگوں سے خطاب کر لیا کروں۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے اس بات کو خوب اور مناسب جانا تو شاہ صاحب قبلہ مدظلہ سے عرض کیا کہ آپ بندۂ ناچیز کے آنے سے پہلے خطاب فرما لیا کریں۔ ماشاء اللہ ۶ ماہ کے عرصہ میں بیان کرنے میں قوت وخوبصورتی پیدا ہوئی۔ اسی دوران بندۂ ناچیز سے شاہ صاحب فرمانے لگے کہ مجھے اپنا مرید کر لیں میں نے عرض کیا آپ سیّد صاحب ہیں میں تو گنہگار انسان ہوں۔ آپ کو انشاء اللہ العزیز ایسی جگہ بیعت کروادوں گا ساری عمر یاد رکھیں گے۔ اُنہوں نے فرمایا جیسی آپ کی مرضی مگر میں اپنے آپ کو آپ ہی کا مرید سمجھوں گا۔ چنانچہ بندۂ ناچیز نے آپ کو سیّدی مرشدی پیر طریقت، رہبر شریعت، امین علم لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین، منظور نظر حضرت داتا گنج بخش، حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے دستِ ہدایت پر بیعت کروادیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ محترم المقام شاہ صاحب مدظلہ آج تک اس محبت کے قدردان ہیں۔

ایک روز جامع مسجد نوری ریلوے اسٹیشن لاہور میں ٹاؤن شپ لاہور سے کچھ احباب تشریف لائے اور بندۂ ناچیز سے فرمایا ہمیں جامع مسجد کے لئے خطیب چاہیے۔ بندۂ ناچیز نے عرض کیا انشاء اللہ تعالیٰ انتظام کر دیا جائے گا۔ سامعین نے فرمایا آپ کے نوری مسجد میں تشریف لانے سے پہلے جو صاحب تقریر کرتے ہیں ہمیں وہی عطا فرما دیں۔ چنانچہ بندۂ ناچیز نے محترم المقام شاہ صاحب سے گذارش کی آپ آئندہ جمعۃ المبارک کے دن ٹاؤن شپ لاہور خطاب فرمائیں گے۔ بفضلہٖ تعالیٰ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقہ سے اور حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے فیضان کی برکت سے آپ ٹاؤن شپ کی جامعہ مسجد حنفیہ قادریہ یوسفیہ بلاک نمبر ۲ سیکٹر ۲۔اے میں خطیب ہیں۔ مریدین کا حلقہ بھی قائم ہے اور سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔

[۲] بندۂ ناچیز ۱۹۶۹ء میں حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے دستِ ہدایت پر بیعت

ہوا۔ لاہور میں بیعت ہونے والوں میں بندۂ ناچیز کا دوسرا نمبر ہے۔ مجھ سے پہلے انتہائی پیارے دوست پیر طریقت حاجی شیخ محمد رحمت اللہ یوسفی مرحوم بیعت ہوئے۔ بندۂ ناچیز وسن پورہ میں جامع مسجد حنفیہ وسن پورہ المعروف صوفی صاحب والی مسجد میں بعد از نماز تہجد مرید ہوا۔ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کی مجھ سے بہت شفقت اور مہربانی رہی ہے جس سے ہر اپنا بیگانہ آگاہ ہے۔ حضور قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ نے انتہائی نظر کرم فرمائی پورے دو سال بعد بندۂ ناچیز کو خلافت کے عظیم منصب سے نوازا۔ بندۂ ناچیز نے ۱۲ سال تک کسی دوست کو اس کے متعلق نہ بتایا اسی عرصہ میں احباب کو قبلہ باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے دامن شفقت سے وابستہ کروانے کے لئے سعی کرتا رہا وہ تمام لوگ خوش بخت اور بانصیب ہیں جو آپ کے دامن شفقت سے منسلک ہیں۔ ایک روز آپ مجھے فرمانے لگے بیٹا میں نے تمہیں خلافت دی ہوئی ہے ان لوگوں کو میرے پاس لانے کی بجائے خواہشمند حضرات کو مرید کر لیا کرو۔ آپ نے یہ حکم کئی بار ارشاد فرمایا چنانچہ آپ کے بار بار حکم فرمانے سے سلسلہ یوسفیہ میں حلقہ احباب بننے لگا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے موضع مالو کے تحصیل وضلع نارووال کے دوست چوہدری نصیر احمد صاحب (مرحوم) بیعت ہوئے اور وہ بھی تہجد کی نماز کے بعد "سلسلہ یوسفیہ" میں بندۂ ناچیز سے منسلک ہوئے۔

کامل پیر و مرشد یوسف مصرِ محبت (حصہ دوم)

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) ایڈیٹر ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ ناچیز نے اپنے کامل پیر و مرشد کے حالاتِ زندگی اور سیرت و کردار اور مشن کو "یوسف مصرِ محبت" کے عنوان سے سادہ اور دلنشیں انداز میں لکھنے کی سعی کی ہے۔ "یوسف مصرِ محبت" عرف عام میں محض حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب نہیں بلکہ عقائد کی پختگی، اعمال کی درستگی، قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کے علوم کا بہترین مجموعہ ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہر پڑھنے والے کے لئے بہترین اور خوبصورت کتاب ہے۔ "یوسف مصرِ محبت" میں حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحقیقی کام کے چند نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب آج ہی حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نگینہ A.977 بلاک بی II گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور

ہدیہ

150 روپے

0300-4274936, 042-36880027-28

منیر احمد یوسفی کی تالیفات

اشاعت دین اسلام کے لیے آپ اپنے مطبوعات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔

بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شاد باغ لاہور۔

جامع مسجد نگینہ

پبلشرز

Ph: 042-36880027-28,0300-4274936 B-III/977-A گلبرگ (چوک اعظم) لاہور

Web: www.seedharastah.com E-mail: info@seedharastah.com